

سلفائیٹ

از قلم نور راجپوت

برستی بارش میں بھیگ جانے دو
بارش کی نیلی فام پریوں میں مست ہو جانے دو
بارش میں اس کویں محسوس کر لینے دو
برستی بارش میں اس کے ساتھ چل لینے دو
برستی بارش میں برسے دل کا حال سنا لینے دو
برستی بارش میں یوں خوش رہنے دو
برستی بارش میں بھیگ جانے دو
برستی بارش میں بس اسے میرے ساتھ چلنے دو
برستی بارش میں بھیگ جانے دو

Classic Urdu Material

برستی برش میں اسے ساتھ چل لینے دو
برستی بارش میں محسوس کر لینے دو
برستی بارش میں بس بھیگ جانے دو

"ہلکی پھلکی بوندا باندی نے جب موسلا دھار بارش کا روپ دھارا تو ایلا نے چونک کر اس پاگل لڑکی کی طرف دیکھا جو آنکھیں موندے دونوں بازو پھیلائے محبتتوں کے شہر میں طسم خیز جگہ پر بے فکر گھوم رہی تھی ہواں میں جھوم رہی تھی!
"ماہی"

"ایلا نے جو ایک شان و شوکت پر اسرار انداز میں کھڑے ایفل ٹاور جسے دنیا کو خوبصورت ترین ٹاور ہونے کا اعزاز حاصل ہے اس کی تصاویر کو کمیرے کی آنکھ میں مقید کرنے میں محو تھی، آخری سی کوشش کرتے ہوئے اسے پکارا"
ماہی بس کر جاؤ!

اب اور کتنا انتظار کرو گی؟
دیکھو بارش اب تیز ہو رہی ہے ہمیں چل دینا چاہیے کسی بھی خطرے کے پیش نظر پہلے اسے وارن کر رہی تھی۔

"ایلا نے بارش میں بے خبر بھیگتی ماہی کو پکارا"

Classic Urdu Material

مگر وہ سب چیزوں سے بیگانہ اپنی دھن میں سرد ہنستی بارش سے لطف انداز ہو رہی تھی! ایلا نے پچھے سے جا کر چھاتہ اس کے اوپر کیا جو کے بے فکری سے بھیگ رہی تھی۔ کچھ لمحات یوں ہی گزر گئے!

بارش کی بوندیں ناپاکر ماہی نے اوپر کی جانب سر کو جنبش دی اور چھاتے کو دیکھ کر برا سا منہ بنایا،

جو کہ ایلا مجھی دیکھ چکی تھی۔

"بس کر جاو ماہی پاگل پن کی مجھی کوئی انتہا ہوتی ہے تمہیں پتا ہے ایلا آج سورخہ 2 نومبر ہے۔

"جو کہ یہ دن میرے لیے بہت خوبصورت دن ہے"

"یہ وہ دن ہے جب مجھے وہ شخص آج پہلی بار یہاں عین اسی جگہ مجھ سے ملا تھا۔" ماہی نے اک جذب سے کہا"

اور تم پچھلے تین سالوں سے لگاتار یہاں تشریف لاتی ہو کیا ایک بار مجھی پھر سے ملا کیا؟؟

"ایلا نے ماہی کا ہاتھ پکڑ کر اب باقاعدہ چلنا شروع کر دیا تھا۔

"روکو ایلا---"

Classic Urdu Material

ابھی صرف شام کے چار ہی تو بجے ہیں۔

میں مزید اس دشمن جاں کا انتظار کرنا چاہتی ہوں---

کچھ لمحات اس کی یاد کے نام کرنا چاہتی ہوں---!

"اس نے ایک بار مجھے کہا تھا میم اسی جگہ تم سے ملوں گا" دوبارہ"-----

"نچھڑ کے مجھ سے حبیب میرے---"

"نہ کاٹ سکو تو لوٹ آنا---"

"پاگل مت بنو ماہی-----اب میں مزید تمہاری بکواس برداشت نہیں کرنا چاہتی"

"ایلا نے غصیلے لمحے میں جواب دیا""

سردیوں کی بارشوں میں بھیگنے کی وجہ سے ماہی کے خوبصورت گلابی لب اب سردی کی شدت سے نیلے پر
ڑنے کے تھے"

ایلا اس کی کمپکاہٹ واضح طور پر محسوس کر چکی تھی۔

"لیکن""-----

ایک دم چپ تمہاری آواز نا آئے!!!!!!

Classic Urdu Material

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن ایلا اسے سختی سے خاموش رہنے کا عنیدہ دے چکی تھی۔۔۔۔۔
جو اس کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے گاڑی کی جانب رواں تھی۔
”ماہی نے ایک الوداعی پر شکوہ نظر ٹاور پر ڈالی اور جیسے
کہہ رہی ہو“

”آج پھر وہ نہیں آیا“۔۔۔۔۔

جیسے جیسے وہ اس جگہ سے دور جا رہی تھی اسے محسوس ہو رہا تھا وہ بہت کچھ پیچھے چھوڑ چکی
ہے۔

اک شدت سے وہ گزری منزل کی جانب نظریں واہ کیے ہوئے تھی شاید وہ کہیں سے ایک بار
اسے نظر آجائے۔۔۔۔۔

”لیکن اس کی خواہش کی تکمیل نا ہوئی !“

””جیسے مری نگاہ نے دیکھانہ ہو کچھی
محسوس یہ ہوا تجھے ہر بار دیکھ کر““

Classic Urdu Material

اس کا دل ہمیشہ کی طرف افسرده تھا،

اور ڈوب رہا تھا " ۱

وہ لمبے کڑے انتظار کے بعد بھی نظر نا آسکا تھا" ۲

"گاڑی کے پاس پہنچتے ہی ایلانے اس کی طرف کا دروازہ کھولا اور اندر بھایا۔۔۔ ۳

"تو یہ طے ہے اس کا مجھے اک بہت لمبا انتظار کرنا ہے" ۴

"اب وہ دیدار میسر ہے نہ قُربت نہ سخن" ۵

"اک جدائی ہے جو تقدیر ہوئی جاتی ہے" ۶

"ماہی نے اک بار پھر سے اپنی آب و تاب سے بارش میں نہاتے ٹاور کو دیکھتے ہوئے، دل کی
گھرائیوں سے سوچا" ۷

"اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتی یا اس کی خوشی پر اداسی غالب آتی ایلازن سے گاڑی
آگے کی جانب بڑھا چکی تھی" ۸

Classic Urdu Material

رات کا ناجانے کو نسا پھر تھا۔

ہوا میں خنکی بہت زیادہ بڑھ چکی تھی۔ آرام دہ بستر پر پرسکون نیند کے زیر اثر نظر آنے والا وہ شخص ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا تھا۔

"کچھ ایسے حادثے بھی زندگی میں ہوتے ہیں"

"کہ انسان نج تو جاتا ہے مگر زندہ نہیں رہتا"

لیمپ کی مدد روشنی میں چہرے پر پسینے کی نسخی نسخی بوندیں واضح تھیں۔ لیکھتے ہی دیکھتے اذیت کی ایک لہاس شخص کے چہرے پر پھیل گئی۔

حوال بحال ہونے پر اس نے غصے سے سائی یڈ ٹیبل پر رکھا لیمپ ہاتھ بڑھا کر نیچے پھینک دیا۔ سکیوں کی آواز واضح سنائی دے رہی تھی۔ اور یہ آواز اسکی روح کو کسی تلوار کی طرح زخمی کر رہی تھی۔ بالآخر اسکی برداشت جواب دے گئی۔

"Shut up.. just shut up"

وہ چھینا۔

وہ دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر اس آواز سے بچنا جا رہا تھا۔ لیکن شاید کسی نے رونے کی قسم اٹھائی ہوئی تھی۔

Classic Urdu Material

ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا۔۔ پچھلے تین سالوں میں ایک بھی دن ایسا نہیں گزرا تھا جب اس آواز نے اُسکا پچھانا کیا ہو۔ ایک بھی رات وہ سکون سے نہیں سوپایا تھا۔ اور پھر ایک جھٹکے سے وہ اٹھا۔۔ اب اسکا رخ اس شفیق ہستی کے کمرے کی طرف تھا جسکی آغوش اسے سکون پہنچاتی تھی۔

اپنے مطلوبہ کمرے کے باہر پہنچنے کے بعد اس نے دروازے پر دستک دی۔ وہ جانتا تھا اندر وہ شفیق ہستی جاگ رہی ہونگی۔

”آجاؤ“
دستک پر اندر سے آواز ابھری تھی۔

وہ جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔
سامنے وہ ہستی اپنے بستر پر بیٹھیں سورہ یسین کی تلاوت کر رہی تھیں۔

”بی بی جان“
وہ ترپ کر انکی طرف بڑھا۔

بی بی جان نے یسین کو عقیدت سے چوم کر سائی یڈ ٹیبل پر رکھے اونچے طاق پر رکھا۔

Classic Urdu Material

"شاہ بیٹا تم-- سب خیرست تو ہے نا--؟"

بی جان کے چہرے پر پریشانی ابھری۔

"وہ بی بی جان -- وہ میں--"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن آنسوؤں کا ایک گولا سا اسکے گلے میں اٹک گیا تھا۔ وہ آگے بڑھ کر بی بی جان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔

"آج پھر کوئی می برا خواب دیکھا کیا--؟"

بی بی جان پیار بھرے لمحے میں پوچھ رہی تھیں اور ساتھ ساتھ اسکے بالوں میں انگلیاں بھی پھیر رہی تھیں۔

جانے دو آنسو کیسے اسکی آنکھوں سے پھسل کر بی بی جان کی گود میں جذب ہو گئے تھے۔

"کوئی می اتنا کیسے رو سکتا ہے بی جان--- کیسے--؟"

وہ اذیت سے دوچار لمحے میں پوچھ رہا تھا۔

بی بی جان نے اسکی بات پر ایک گہرہ سانس لیا۔

Classic Urdu Material

"کوئی بی تین سالوں سے لگاتار رو رہا ہے بی بی جان۔۔ ایک بھی رات وہ چپ نہیں ہوا۔۔۔
کوئی بی اتنا کیسے رو سکتا ہے۔۔۔؟

"چشمِ یعقوب کی مانند ہیں برستی آنکھیں۔۔۔!!

میرے یوسف میری نظروں کو بینائی دے جا۔۔۔!!

بی بی جان کا کلیجہ جیسے اپنے بیٹے کی بات پر چھلنی سا ہو گیا تھا۔

"کیا وہ شخص تمہکتا نہیں بی بی جان۔۔۔ کہاں سے آتے ہیں اسکے پاس اتنے آنسو۔۔۔ وہ چپ
کیوں نہیں ہوتا بی بی جان۔۔۔"

کوئی بی اتنا کیسے رو سکتا ہے۔۔۔؟"

وہ بار بار ایک ہی بات دھرا رہا تھا۔

"زخم گھرا دیا ہے تم نے بیٹا۔۔۔ اتنا گھرا زخم کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے"
بی جان نے کہنے کے بعد اسکے سر پر پھونک ماری جیسے ساری بلائی میں ٹالنا چاہتی ہوں۔

"اُسے کہہ دیں کہ وہ چپ کر جائے بی بی جان۔۔۔ چپ کر جائے خدا کا واسطہ ہے۔۔۔
وہ کہہ رہا تھا۔۔۔ اور بی بی جان سن رہی تھیں۔۔۔

Classic Urdu Material

کتنی ہی دیر وہ یہی الفاظ دہراتا رہا اور پھر تمہک ہار کر یا شاید اس سکون کے باعث جو اسے بی بی جان کی گود میں ملا تھا وہ ایک بار نیند کی آنغوш میں جا چکا تھا۔

) نے دنیا کے انسانوں کو دو اقسام میں تقسیم کیا Gelett Burgess " گلیٹ برجس (ہے۔

(ایک برومائیڈز (Bromide) اور دوسرے سلفائیٹس (Sulphites) برومائیڈ عام لوگ ہوتے ہیں جنکی سوچ ایک سی ہوتی ہے جبکہ سلفائیٹس خاص لوگ ہوتے ہیں جو کہ نایاب ہوتے ہیں۔ ”

کلاس روم میں ٹپھر کی آواز گونج رہی تھی۔ یہ بی ایس سی کی کلاس تھی اور اس وقت انکا انگلش کا پہیڈہ تھا۔

وہ دونوں دوسری قطار میں بیٹھی تھیں۔ ایک طرف لڑکوں کی قطار تھی تو دوسری طرف لڑکیوں کی۔

Classic Urdu Material

"اوہو امی نے کل کہا تھا کہ چھت پر سیمنٹ لگا دینا۔ میں پھر بھول گئی۔"

آسمان پر چھاتے گھرے بادلوں کو دیکھ کر اس نے سوچا۔

پچھلے کچھ دنوں سے ہوتی لگاتار بارش نے انکے ایک کمرے کی چھت کو ٹیکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"کاش میں سیمنٹ لگا ہی دیتی۔ اب امی کو محنت کرنی پڑے گی اور اگر انہیں بھی یاد نہ رہا تو

آج رات پھر۔۔۔

"مس اُم حانم"

وہ مزید سوچ نہیں پائی تھی کہ کلاس ٹپھر کی سخت سی آواز اسے خیالوں کی دنیا سے نکال کر حقیقت میں لے آئی تھی۔

"یہ۔۔۔ یس۔۔۔ مسیم۔۔۔"

وہ ہر بڑا کر کھڑی ہو گئی۔

"دھیان کدھر ہے آپکا؟"

مسیم نے غصے سے پوچھا۔

Classic Urdu Material

نج-- جی-- وہ--

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن الفاظ دم توڑ گئے۔

"اگر آپ جیسے سٹوڈنٹ کلاس میں ایسا رویہ اپنائیں گے تو باقیوں کا کیا ہو گا؟"
غالباً میم کافی غصے میں تھیں۔

لڑکوں کی دبی دبی سی ہنسی کی آواز وہ صاف سن سکتی تھی۔

وہ سر جھکائے کھڑی تھی۔ واقعی اسکا دھیان کلاس میں نہیں تھا۔

"بیٹھ جائیں اور آئی ندہ ایسی حرکت مت کجھے گا"
میم کو شاید اس پر رحم آگیا تھا۔

وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔ اس نے سنا ہی نہیں تھا کہ سلفائی ٹس کیا ہوتے ہیں؟
اسکا ذہن تو بس چھت سے ٹپکتے پانی میں الجھا تھا جو برتن میں گرتا اور ایک عجیب سی آواز پیدا
کرتا تھا جو کہ اسے انتہائی بڑی لگتی تھی۔

تنقید کی بھرپور دعوت دی جاتی ہے لیکن بے پکی ہانکنے سے گریز کیا جائے اختلاف رائے کا
آپ کا حق ہے ----

Classic Urdu Material

ز پر رکھا ہوا کافی کا کپ ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ اُسکی نظریں گلاس ڈور سے باہر تیزی سے گزنتی گاڑیوں پر جمی تھیں۔

جانے کس احساس کے تحت اس نے نگاہیں اپنے کپ کی طرف مرکوز کیں۔ کپ اٹھایا تو کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ ایک گردہ سانس لینے کے بعد اس نے وہ کڑوا اور ٹھنڈا مشروب اپنے اندر انڈیلا تھا۔۔۔

میز پر رکھے موبائل سے ٹائم دیکھا۔

"اوہ صرف دس منٹ رہ گئے ہیں"

وہ بڑھاتے ہوئے ایک دم کھڑی ہوئی۔ کافی کے پیسے اس نے میز پر رکھے اور دروازے کی طرف قدم بڑھادیئے۔ یہ اسکی تقریباً روزانہ کی روٹیں تھیں۔

"کھڑی پہننے کے باوجود موبائل پر وقت دیکھنے کی عادت آج بھی نہیں بدی تمہاری۔۔۔!!" اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے شخص کی نظریں دروازے سے باہر نکلتی لڑکی پر جمی تھیں۔ وہ ہلکا سا مسکرا�ا تھا۔

"جب سے ڈوبا ہوں تیری آنکھوں کے دریا میں"

"تڑپ رہا ہوں چشم یعقوب کی مانند"

Classic Urdu Material

اس شخص کا آدھا چہرہ چھپا ہوا تھا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ اٹھا اور اسکے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔

ان دونوں کے جانے کے بعد ایک لڑکا تیزی سے ریسٹورینٹ کے اندر داخل ہوا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"ہے البرڈ انجل آئی تھی کیا؟"

میڈی نے کاؤنٹر پر کھڑے لڑکے پوچھا۔

"ہاں ہمیشہ کی طرح---"

البرڈ نے کافی کپ میں ڈالنے ہوئے جواب دیا۔

"اور مون--"

"ہاں وہ بھی آیا تھا اور اسکے پیچھے چلا گیا ہمیشہ کی طرح--"

"یہ مون مرجائے گا میرے ہاتھوں--"

میڈی کو ناجانے کس بات کا غصہ آیا تھا۔

"ریلیکس میڈی وہ اسے نقصان نہیں پہنچانے والا"

البرڈ ٹرے اٹھا کر ایک میز کی طرف بڑھ گیا۔

Classic Urdu Material

"لیکن مجھے اس پر بالکل بھی بھروسہ نہیں ہے"

میڈی اسکے پچھے لپکا۔

"اگر بھروسہ نہیں ہے تو جاؤ نا اسکے پچھے۔۔ ویلے بھی تمہاری ان فضول باتوں میں ٹرین گزر چکی ہوگی--"

"اووو شٹ"

البرڈ کی بات سن کر میڈی چلا کر اور باہر کی طرف بھاگا لیکن شاید قسمت نے اسکا ساتھ نہیں دیا تھا۔ ٹرین گزر چکی تھی اب اسے پندرہ منٹ انتظار کرنا تھا جب تک دوسری ٹرین نہیں آ جاتی۔ میڈی کا موڈ بری طرح خراب ہو چک تھا۔

جب وہ گھر پہنچی تو تقریباً پوری بھیگ چکی تھی۔ اکیدمی میں اسے رکشے پر آنا جانا پڑتا تھا۔ جو کہ اسے میں روڈ پر اتلا دیتا تھا۔ میں روڈ سے گھر تک کا سفر پانچ منٹ کا تھا۔ اور ان پانچ منٹوں میں وہ بارش تیز ہونے کی وجہ سے بھیگ گئی تھی۔

"کتنی بار کہا ہے کہ رکشے والے سے کہ کر گھر تک رکشہ لے آیا کرو۔ اپنے گھر کے سامنے اتلا کرو"

Classic Urdu Material

آسیہ بیگم نے اپنی بیٹی سے کہا جو ہمیشہ انکی بات ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتی تھی۔

"اماں رکشے والا پیسے زیادہ مانگتا ہے۔ پانچ منٹ کے سفر کیلئے میں اسے زیادہ پیسے ہرگز نہیں دے سکتی۔"

وہ تو پلے سے بال صاف کرتے ہوئے بڑبڑائی می۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن کبھی کبھی حالات کو بھی دیکھ لینا چاہیے نا۔ آج موسم خراب تھا اور اتنی تیز بارش تھی آج تو آجائی نا۔"

"کیا مجھے کھانا لے گا"

وہ اپنی ماں کی بات مکمل نظر انداز کر گئی می تھی۔

آسیہ بیگم سے اسکی بات سن کر سر جھٹکا۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ انکی بیٹی اپنی من مانی کرتی ہے ہمیشہ۔

Classic Urdu Material

"کپڑے بدل لو۔ میں گرم کر کے لاتی ہوں کھانا۔"

آسیہ بیگم برآمدے ملحوظ سے کچن میں چلی گئی تھیں۔ جبکہ وہ کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"ماہم اور جواد کہاں ہیں؟ نظر نہیں آ رہے؟"

گھر میں چھائی خاموشی کو محسوس کر کے اسے اپنے دونوں چھوٹے بہن بھائی می یاد آگئے تھے۔

"چھت پر ہیں۔ کچن کی چھت ٹپک رہی تھی تو سیمنٹ لگا رہے ہیں دونوں--

بھائی می صاحب پیسے دے دیتے تو مرمت ہی کروالیتی مکانوں کی لیکن جو اللہ کو منظور۔"

آسیہ بیگم نے ایک گھری سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔ اور کھانا برآمدے میں بچھی چارپائی می پر رکھ دیا۔

"مجھے نہیں لگتا امی کہ وہ ہمیں پیسے دنگے۔ لوگ یتیموں اور غربیوں کا حق بہت آسانی اور بنا خوف کے مار لیتے ہیں"

اور اسے قرآن کی آیت مبارکہ اور احادیث مبارکہ یاد آئی جس میں یتیموں کے حقوق بیان فرمائے گئے ہیں اور سوچا کیوں لوگ صرف قران کو صرف پڑھتے ہیں سمجھتے کیوں نہیں۔۔۔۔۔

Classic Urdu Material

#بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَأُتُوا اِلْيٰثٰةً مُّمْعَلٰةً وَلَا تَنْتَبِهُوا اِلْخَيْرٰتِ بِالظَّيْبٍ وَلَا تَنْكُلُوا اَمْوَالَهُمْ إِلَّا اَمْوَالَكُمْ ۝ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيرًا ۝

#ترجمہ---

اور یتیم کو ان کے مال دے دو، اور ناپاک کو پاک سے نہ بدلو، اور نہ کھاؤ ان کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر، بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔

#سورۃ النساء: 2

یتیم کی سرپرستی اور خیرخواہی :-

معاشرتی قباحتوں میں سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے حقوق کی طرف توجہ دلانی۔
یتیم کی پورش کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ چنانچہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
میں اور یتیم کا سرپرست جنت میں اس طرح ہوں گے۔ پھر آپ نے اپنی شہادت کی اور
درمیانی انگلی ذرا کھول کر اشارہ کیا۔

(بخاری۔ کتاب الادب۔ باب فضل من يعول یتیما)

Classic Urdu Material

لیکن عرب میں یتیمین کے حقوق کئی طرح سے پامال ہو رہے تھے۔ انہی حقوق کی پامالی کا بالترتیب یہاں ذکر ہوا ہے۔ مثلاً جو چیزیں بطور امانت سرپرست کے پاس ہوتیں انہیں واپس کرتے وقت وہ یہ کوشش کرتا کہ اچھی چیز کے بد لے کوئی پرانی اور گھٹیا چیز دے کر خانہ پری کر دے۔

دوسری صورت یہ تھی کہ کھانے پینے کی اشیاء کو ملا جلا لیا جس میں یتیم کو کسر لگانے اور اپنا فائدہ ملحوظ رکھنے کی کوشش کی جاتی تھی۔-----

لیکن یہ تو بس اس کی سوچ تھی ناکہ دنیا ویسا سوچ سکتی بس یہ سوچ کر ہی خاموش ہو گئی وہ پیسوں کے ذکر پر سخت بد مزہ ہوئی تھی۔

”اچھا تم کھانا کھا لو میں ذرا ان دونوں کو دیکھ لوں بھیگ رہے ہوں گے اوپر“

”آپ رہنے دیں امی میں دیکھ لو نگی کھانے کے بعد۔۔ آپ بس آواز دے کر دونوں کو نیچے بلا لیں“

وہ کہہ کر کھانے کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔ البتہ ذہن بری طرح انتشار کا شکار تھا۔

Classic Urdu Material

شور کی آواز پر وہ چونکی۔ اسکے بالکل سامنے ایک لڑکے کا بیگ نیچے گر گیا تھا۔ ٹرین کی رفتار آہستہ ہوئی۔

#Marne_la_Vallee_station

وہ ایک دم سیدھی ہوئی۔ اسکا اسٹیشن آگیا تھا ہر وہ ایلے ہی خیالوں میں کھوئی رہتی تو شاید اسٹیشن گزر جاتا۔

اس نے مسکرا کر اپنے سامنے بیٹھے ٹین انج لڑکے کو دیکھا جیسے شکریہ ادا کیا ہو۔
اور پھر ٹرین رکھ پر وہ ٹرین باہر نکل گئی۔

(جس سے ایک منٹ کے Disney village اسکے بالکل سامنے وہ گاؤں تھا۔۔۔ ہاں Disney land فاصلے پر تھا۔۔۔

شہزادیوں اور پریوں کا دلیں۔۔۔ اسکے لیے آج بھی ویسا ہی تھا۔
بہت سے لوگ ٹرین سے اترے تھے اور اب انکا رخ ڈنی لینڈ کی طرف تھا۔

"تحصینکس بدی۔۔۔"

ٹرین سے باہر نکلتے ہوئے اس آدھے چھپے ہوئے چہرے والے شخص نے سیٹ پر بیٹھے اس لڑکے سے کہا جس نے جان بوجھ کر اسکے اشارے پر اپنا بیگ نیچے گرایا تھا۔

Classic Urdu Material

اب اسکی نگاہیں انجل کو ڈھونڈ رہی تھیں۔۔ اتنے سارے لوگوں کے ہجوم میں وہ کہیں کھو گئی تھی۔ وہ تمھوڑا سا بے چین ہوا۔۔

پھر اسے ایک طرف وہ نظر آگئی تھی۔۔ ہاں وہی۔۔ انجل۔۔

انجل کو دیکھتے ہی اسکے چہرے پر سکون پھیل گیا تھا اور اب تمھوڑا سا فاصلہ رکھ کر وہ اسکے پیچھے پیچھے چل پڑا تھا۔

"سن رہا ہے نا تو"

رو رہا ہوں میں۔۔

"سن رہا ہے نا تو۔۔"

"ماہم نی وی کی آواز کم کرلو۔۔ کب سے کہہ رہی ہوں۔۔"

وہ اپنی کتابیں پھیلائے بیٹھی تھی۔ مسلسل آنے والی گانے کی آواز اسکی توجہ اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

کا شو ہے۔۔ قسم سے کمال لگ رہا ہے۔۔ "RJ" ارے ہانی ذرا اکر دیکھو آج
ماہم نے آواز کیا کم کرنی تھی اوپر سے چلا کر کہا۔

Classic Urdu Material

"RJ" ہاں ہانی آپی۔۔ بہت اچھا لگتا ہے مجھے بھی جواد نے بھی ماہم کی پیروی کی۔

"عاشقی ٹو والا آر جے۔۔؟ افف توہہ ذرا نہیں پسند مجھے نایہ فلم۔۔ ناسکے گانے اور ناہیر و۔۔ اور اگر اب تم لوگوں نے آواز کم ناکی تو میں امی سے کہہ دونگی۔۔" وہ جانے کیوں غصے کرنے لگ گئی تھی۔۔ شاید حالات نے اسے چڑھڑا بنا دیا تھا۔

"نہیں یہ وہ آر جے نہیں ہے یہ تو پاکستان کا مشہور۔۔"

"بلاؤں امی کو۔۔؟"

ہانی نے ماہم کی بات کاٹ کر دھمکی دی تو وہ منہ بنانا کر آواز کم کرنے لگ گئی۔۔

"ہائے کتنا اچھا گاتا ہے نایہ۔۔ کاش میں بڑا ہو کر ایسا بن جاؤں۔۔" جواد کے لمحے میں حسرت تھی۔۔ وہ چھوٹا سا بچہ جانے کب سکرین پر گلدار پکڑے گاتے ہوئے لڑکا فین بن چکا تھا اسے خود بھی معلوم نہیں تھا۔

Classic Urdu Material

"کل رات مولانا صاحب کی #روح پرواز کر گئی" "۔

ہانی کی نظر سامنے رکھے اخبار پر پڑی تھی۔

کیا تھا۔ Capture اسکے دماغ نے لفظ روح کو بہت بڑی طرح سے

روح---روح--

وہ بڑبرائی می۔

"روح کیا ہے--؟؟؟"

ایک سادہ سے سوال نے اسکے دماغ میں جنم لیا۔

اسکا ذہن اٹکا تھا۔ وہ سوچتی رہی لیکن کوئی می سرانا پکڑ پائی می۔

تحقیق ہار کر اس نے کتابیں اٹھا کر ایک طرف رکھیں اور لیٹ گئی۔ اسکا ذہن آج کل پڑھائی میں نہیں لگ رہا تھا۔

عجیب و غریب سوچوں نے اسکے دماغ کو گھیرا ہوا تھا۔

"کبھی تم لوگ پڑھ بھی لیا کرو۔ ہر وقت نُی وی میں گھسے رہتے ہو۔"

ہانی نے اپنے دونوں بہن بھائیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو اس سے کچھ فاصلے پر نظریں نُی وی میں گاڑے بیٹھے تھے۔

Classic Urdu Material

"ہمیں کتابی کیرا نہیں بننا--- کیوں جواد---؟؟"

ماہم نے جواد کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ بھی مسکرا دیا تھا جبکہ ہانی نے افسوس سے سر ہلا کیا۔

یہ تمھی اُمِ حانم عرف ہانی-- جو بی ایس سی سال دوئی م کی طالبہ تمھی جسکی کل کائی نات اسکی ماں اور دو بھائی تھے۔

ماہم، ہانی سے دو سال چھوٹی تمھی جو سینکڑا ہی رہیں تمھی اور جواد ماہم سے چار سال چھوٹا تھا۔ ابصار صاحب جو کہ ہانی کے والد سات سال پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔ وقت اور حالات نے اسے عمر سے بڑا بنا دیا تھا۔ البتہ ماہم میں ابھی بچپنا تھا۔

"روح کیا ہے؟"

ایک بار پھر اسکا ذہن الجھا۔ بالآخر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئی تمھی۔

"تیرے سنگ گز جائے یہ عمر جو باقی ہے--

ہنس دو نازرا کھل کر-- کاہے کی ادا سی ہے--"

دروازے سے باہر نکلتے وقت اسکی سماعت سے گانے کی آواز ٹکرائی۔

آواز اچھی تمھی۔ چاہنے کے باوجود وہ والپس پٹ کر لی وی پر نظر آتے اس آر جے کو نہیں دیکھ

Classic Urdu Material

پائی تھی۔ اور خاموشی سے وہ صحن کی طرف بڑھ گئی تھی جہاں مُھنڈی ہوانے اسکا استقبال کیا تھا۔ اسے روزانہ رات کو صحن میں ٹھلنے کی عادت تھی۔ اور آج تو پھر مُھنڈی ہوائیں اسے سکون بخش رہی تھیں۔

آنکھ میں آنسو نہیں پر رلاتا ہے بہت
وہ دسمبر، ہر دسمبر، یاد آتا ہے بہت

ساتھ میرے بھیگتا ہے بارشوں میں بیٹھ کر
یاد کے سارے درپتے کھول جاتا ہے بہت

روزتا ہے یہ جہاں کی ساری دیواں کھڑی
دو قدم پر لا کر اسکو آزماتا ہے بہت

مسکراہٹ "گنگناہٹ، قمچے، باتیں تیری
خواب بن کر رات بھر مجھ کو جگاتا ہے بہت۔

Classic Urdu Material

مجھ کو دے جاتا ہے چھپ کر اسکی خوشبو کاپتہ

ایک دیوانے کو یہ پاگل بناتا ہے بہت--!

پچھلے ایک گھنٹے سے وہ سو شل میڈیا پر مختلف اکاؤنٹس کو چیک کر رہی تھی لیکن وہ شخص اسے کہیں بھی نظر نہیں آیا تھا۔

بیٹھے بیٹھے اسکی نازک کمر اکڑ گئی تھی مگر اسکے تجسس میں ذرا برابر بھی کمی نہیں آئی تھی۔

"بس کرو ماہی اور کتنا ڈھونڈو گی اسے--؟"

ایلا نے آکتا کر ماہی سے پوچھا جسکے خوبصورت چہرے پر عجیب سی چمک تھی۔

جب وہ مل نہیں جاتا ماہی اسے ڈھونڈتی رہے گی--!!

"مجھے سمجھ نہیں آتا کہ پانچ منٹ کی ملاقات میں وہ شخص تم پر کیا جادو کر گیا ہے کہ جو تم

یوں خوار ہو رہی ہو--؟"

"یہی بات تو میں جاننا چاہتی ہوں-- اس سے مل کر پوچھنا چاہتی ہوں کہ ماہی پر کیسا جادو کیا ہے اس نے--؟"

ماہی شوق سے مسکرئی تھی۔

Classic Urdu Material

"وہ تمیں ناہی لے تو بہتر ہے جب بنالے یہ حال ہے یہ تو جانے مل کر کیا ہوگا۔۔۔؟؟" ایلا نے لیپ ٹاپ اسکے سامنے سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تمہارے منہ میں خاک۔۔۔ میرا لیپ ٹاپ واپس کرو۔۔۔!!" ماہی سخت بدمزہ ہوئی۔۔۔

"پہلے ڈنر۔۔۔ تمیں یاد ہے ناکہ ہم نے پلان بنایا تھا آج ڈنر باہر کرنے گے۔۔۔ مجھے بھوک لگی ہے جلدی اٹھو۔۔۔ بعد میں ڈھونڈتی رہنا اپنے عشق گمشدہ کو۔۔۔" ایلا نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر کھرا کیا۔

"ڈھونڈنے دو نا ایلا۔۔۔ شاید مل ہی جائے۔۔۔"

"اے عشق مجھے مل زرا مجھے قرار لے۔۔۔"

ماہی کے لہجے میں حسرت تھی۔۔۔

"ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے ماہی۔۔۔ اور وہ چیز اپنے وقت پر ملتی ہے۔۔۔ اگر اسے ملنا ہوا نا۔۔۔ تو خود ہی مل جائے گا"

Classic Urdu Material

"اے وہ ایلا۔۔ بڑی سمجھدار ہو گئی ہو۔۔"

ماہی نے ایلا کا گال کھینچا۔

"تعریف بعد میں کرنا جاؤ تیار ہو جاؤ میں دعا کروں گی وہ شخص ایک بار تمہیں ضرور لے"

"آمین۔۔ آمین۔۔ آمین۔۔۔"

ماہی کی خوشی دیکھنے لائی ق تھی۔

"میں بس ابھی آئی تیار ہو کر۔۔ بس پانچ منٹ میری پیاری دوست۔۔"

ماہی اسکے گال کو پیار سے تھپتا تی کمرے کی سمت بھاگی تھی جبکہ ایلا اسکے پاگل پن پر دھیرے سے مسکرا دی تھی۔

"ہشام"

وہ بہت محیت سے کتاب پڑھنے میں مشغول تھا جب آواز پر چونکا۔

"جی چھوٹے بابا سائی بیں۔۔"

وہ ایک دم پلٹا۔

Classic Urdu Material

"اے آپ یہاں -- مجھے بلا لیا ہوتا میں آ جاتا"

ہشام نے سید جبیل کو اسٹڈی روم کے دروازے میں کھڑا دیکھا تو کہا۔

"کوئی بات نہیں -- یہ بتاؤ تمہارا لاڈلا آرہا ہے یا نہیں --؟"

"بابا سائی میں آپ اندر تو آئیں -- پھر بتاتا ہوں"

ہشام نے کتاب (خانہ بدوش) کو ایک طرف رکھتے ہوئے کہا اور اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

"نہیں بیٹا مجھے ذرا ضروری کام ہے یہ بتاؤ وہ آرہا ہے یا نہیں --؟"

"جی بابا سائی میں -- میری بات ہوئی تھی اس سے وہ آرہا ہے --"

ہشام نے مسکرا کر جواب دیا۔

اس نے وعدہ کیا ہے آنے کا
رنگ دیکھو غریب خانے کا

"جو شمع آبادی"

ایک شفیق سی مسکراہٹ جو اسکی شخصیت کا حصہ تھی۔

Classic Urdu Material

"چلو شکر--- اس پر بھی کچھ پڑھ کر پھونک دو جس سے وہ سدھر جائے ناک میں دم کر دیا ہے اس لڑکے نے--"

سید جبیل شاید بہت ہی تنگ تھے اس انسان سے جس کا وہ ذکر کر رہے تھے۔

"آپ فکر نا کریں بابا سائیں میں اسے سمجھاؤں گا اب وہ کچھ الٹا سیدھا نہیں کرے گا" ہشام نے اعتماد سے کہا تھا لیکن یہ بات وہ بھی اچھے طریقے سے جانتا تھا کہ ساری دنیا بدل سکتی تھی۔ قیامت آسکتی تھی لیکن "وہ" کبھی سدھر نہیں سکتا تھا۔

"ٹھیک ہے تم آرام کرو۔"

سید جبیل چلے گئے۔ جبکہ ہشام صرف مسکرا کر رہ گیا تھا۔ اور موبائل اٹھا کر اسکا نمبر ملانا شروع کیا جسکی ابھی ابھی تعریف ہوئی تھی۔

Cause I wanna touch you, baby

And I wanna feel you, too

I wanna see the sunrise and your sins

Just me and you

Classic Urdu Material

Light it up, on the run

Let's make love, tonight

Make it up, fall in loVe

گاڑی میں میوزک کی آواز کانوں کے پرے پھاڑ دینے کے برابر تھی لیکن وہ آرام سے ڈائیونگ
کرنے کے ساتھ ساتھ گنگنا بھی رہا تھا۔

"ہے ملکی--"

اس نے آواز کم کرتے ہوئے پچھلی سیٹ پر دراز ملکی کو پکارہ۔

"یس--بدی--"

ملکی نے جواب دیا۔

"گھر جا رہا ہوں میں کل-- تم نے جانا ہے؟"

دبلائپتلا سا وہ لڑکا اپنے دوست سے پوچھ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"میرا گھر جا کر بور ہونے کا کوئی ارادہ نہیں ہے سنو تم بھی جلدی آجانا"
لکھ جواب دے کر دوبارہ موبائل کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔ جبکہ میوزک کی آواز ایک بار دماغ میں
چینے لگی تھی۔

But you'll never be alone

I'll be with you from dusk till dawn

I'll be with you from dusk till dawn

Baby, I'm right here

I'll hold you when things go wrong

I'll be with you from dusk till dawn

I'll be with you from dusk till dawn

Baby, I'm right here

I'll be with you from dusk till dawn

Baby, I'm right here

We were shut like a jacket

So do your zip

Posted on <https://www.classicurdumaterial.com/>

email address Classicnovels04@gmail.com

Classic Urdu Material

We will roll down the rapids

To find a wave that fits

Can you...

اس نے گاڑی سڑک کے کنارے کھڑی کی اور سیٹ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لی۔
دو گھنٹے کی پرفارمنس کے بعد وہ تھوڑا سا تمہک گیا تھا۔

جانے اسکا دماغ کہاں پہنچا ہوا تھا جب اچانک گاڑی کے شیشے پر کسی نے دستک دی۔
اس نے جھٹ سے آنکھیں کھول لیں۔ اسکی سماعت دوسروں کی نسبت کافی تیز تھی۔

اس نے آکتا کر گاڑی کا شیشہ نیچے کیا تو سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر جہاں اسکی آنکھوں کی
چمک بڑی اسی پل چھرے پر ناگواری ابھری۔

سامنے ایک سمجھی سنوری لڑکی کھڑی تھی۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس علاقے میں اس وقت
کوئی سوت مل سکتی تھی۔

”کیا میں اندر بیٹھ سکتی ہوں۔۔۔“

لڑکی نے ایک ادا سے پوچھا۔

Classic Urdu Material

"جی جی بالکل۔۔ آئی یے۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا ملکی اس لڑکی کی دعوت قبول کر چکا تھا اور وہ لڑکی بھی گاڑی کی پیچھلی سینٹ کی طرف بڑھ گئی۔

"یار گاڑی چلاو۔۔"

ملکی نے لڑکی کو اندر بھٹانے کے بعد خباثت سے مسکرا کر کہا۔
وہ بنا کچھ کئے گاڑی آگے بڑھا چکا تھا۔ اس نے ایک بار بھی پیچھے نہیں دیکھا تھا اور وہ جانتا تھا
بھی تھا ملکی کیا کر رہا ہو گا۔

"کب سے کر رہی ہوں یہ کام--؟؟"

جانے کیوں اس نے پہلی بار کسی سے سوال کیا تھا۔

"پچھلے پانچ سال سے"

لڑکی نے سن بھل کر جواب دیا۔

"وجہ--؟"

Classic Urdu Material

"شوہر نے طلاق دے دی تھی چھوٹے چھوٹے نپے ہیں ان پڑھ ہوں کوئی می کام ملا نہیں۔ خاندان میں دوبارہ کسی نے شادی نہیں کی مجھ سے۔ آخر مجھے اس طرف آنا پڑا۔" لڑکی حیران تھی کہ کوئی می پہلی بار اس سے کچھ پوچھ رہا تھا۔

"کیا یار۔۔۔ ایسے سوال کر کے کیوں دل خراب کر رہے ہو۔۔۔؟" ملکی کو اسکی مداخلت پسند نہیں آئی می تھی۔

اس نے ساتھ والی سیٹ پر رکھے بیگ سے ہاتھ بڑھا کر پیسے نکالے اور پیچھے لڑکی کی طرف پھینکے۔۔۔

"جاؤ اب یہاں سے۔۔۔" گاڑی روکنے کے بعد حکم دیا گیا۔ وہ لڑکی اور ملکی دونوں حیران تھے۔

"کیا سچ میں صاحب۔۔۔؟" لڑکی کو یقین نا ہوا۔

Classic Urdu Material

"دفع ہو جاؤ اب--"

وہ دھاڑا۔

اور لڑکی ایک پل بھی ضائع کیے بنا گاڑی سے باہر نکل گئی تھی۔

اور اس نے دوبارہ گاڑی جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔

"پچھے بیٹھے لکی کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ وہ تو اپنے حساب برابر کھنے والا شخص تھا پھر آج کیسے--؟؟

لکی سوچ رہا تھا لیکن کچھ پوچھا نہیں۔ وہ جانتا تھا کہ آگے بیٹھے شخص کا دماغ کسی بھی وقت الٹ سکتا تھا۔

البتہ اسکا مودہ بڑی طرح خراب ہو گیا تھا۔

"ہمارے ہندو دھرم میں طلاق نہیں ہے-- تم مسلم لوگ طلاق کیوں دیتے ہو--؟ اگر طلاق کے بعد اس عورت سے کوئی می شادی نا کرے اور مجبواً وہ جسم فروشی پر آجائے تو اسکا ذمہ دار کون ہوتا ہے--؟ تم لوگوں سے اچھا تو ہمارا دھرم ہے جس میں طلاق ہے ہی نہیں اور عورت ہمیشہ اپنے پتی کے ساتھ رہتی ہے--"

اسکے ذہن میں آج صبح اسکی پوسٹ پر ایک اندرین لڑکی نے جو کمینٹ کیا تھا وہ گونج گیا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ لڑکی وقتاً فوقتاً اس سے عجیب و غریب سوال پوچھتی رہتی تھی۔ خود وہ اسکی مذاہ بتاتی تھی۔ لیکن اسکے سوال ہمیشہ اپچھے ہوتے تھے۔

لیکن آج شالنی نے جو سوال کیا تھا اس سے اسکا دماغ بربی طرح گھوم گیا تھا۔

"I am not a Muslim"

اس نے بس یہ جواب دیا تھا۔

"O Really"؟؟--

شالنی کو زبردست جھٹکا لگا تھا۔ اسکے بعد وہ ہزار کمینٹ کر چکی تھی۔ مسیح کر چکی تھی لیکن اس نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

اور اب اس وقت اس لڑکی کو دیکھ کر اسے وہ سوال یاد آگیا تھا۔ اس لیے اسکا دماغ بربی طرح سے گھوم گیا تھا۔

میوزک کی آواز وہ اور زیادہ بلند کر چکا تھا۔ جبکہ ملکی نے چپ رہنے میں ہی عافیت جانی تھی۔

”کیا ہوا ہے ہانی آج کل تمara دھیان پڑھائی می میں بالکل بھی نہیں ہے۔ کوئی می پریشانی ہے کیا؟“

Classic Urdu Material

وہ دونوں کلاس لے کر باہر نکلی تھیں جب مہرو نے اپنی بہترین دوست ہانی سے پوچھا جو واقعی کافی دنوں سے الجھی الجھی نظر آتی تھی۔

"نمیں تو ایسی کوئی ہی بات نہیں ہے--!"

حanim نے ٹالنا چاہا۔

"مس ام حanim-- عرف ہانی-- تم نے مجھے اتنا بے وقوف سمجھا ہے کیا جو میں تمہاری خاموشی محسوس نہیں کر پاؤ نگی؟"

"میں سوچ رہی ہوں کہ کوئی ہی جاب کروں-- لیکن سمجھ نہیں آتا کہ جاب دے گا کون مجھے--؟"

"میری غربت نے اڑایا ہے میرے فن کا مزاق"

"تیری امیری نے تیرے عیوب پھپار کے ہیں"

حanim پریشان تھی۔

Classic Urdu Material

"اوہ-- پیسوں کا مسٹی لے ہے؟"

مہرو نے اکیدیمی کے اس چھوٹے سے لان میں بیٹھتے ہوئے پوچھا جہاں شام کی مدھم مدھم دھوپ چمک رہی تھی۔

"ہاں-- مسٹی لے ہی مسٹی لے ہیں-- داخلہ فیس جمع کرانی ہے۔ دکانوں سے جو پیسے آتے ہیں وہ میری، ماہم اور جواد کی فیس میں چلے جاتے ہیں جبکہ باقی گھر کے خرچے میں-- اب داخلہ فیس کہاں سے لاوں-- اماں سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے-- وہ پریشان ہو جاتے گی"

دھوپ نے اسکے معصوم چہرے کی چمک کو مزید بڑھا دیا البتہ آنکھیں اداں تمھیں۔

"بس اتنی سی بات-- بتاؤ مجھے کتنا پیسے چاہیئے میں لادونگی صح۔"

مہرو نے دوستی کا حق ادا کرتے ہوئے کہا۔

"نمیں مہرو-- میں خود کچھ کرنا چاہتی ہوں--"

"اچھا چلو تم پریشان مت ہو اللہ بہتر کرے گا--"

مہرو نے اسکا ہاتھ ہلکہ سا دبایا۔

Classic Urdu Material

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی حانم کے بیگ سے وائی بریشن کی آواز ابھری۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل بیگ سے نکالا۔ یہ ایک چھوٹا کپیپڈ موبائل تھا۔ شاید کسی کا میسج آیا تھا۔

"تم سے بہت کچھ کہنا ہے مگر کبھی تم نہیں ملتے، کبھی الفاظ نہیں ملتے--"

نمبر دیکھ کر اسکے رُگ و جاں میں ایک زبر سے پھیل گیا تھا۔ اس نے میسج فوراً ڈیلیٹ کیا اور موبائل غصے میں بیگ میں پڑھا۔

"آرام سے ہانی کیا ہوا۔ کس کا میسج تھا؟"

"پتا نہیں کوئی رونگ نمبر تھا اور فکر مت کرو یہ کوئی سمارٹ فون نہیں ہے جو لوٹے گا یا خراب ہوگا۔۔ پچھلے ایک سال سے استعمال کر رہی ہوں ابھی تک کچھ نہیں گکڑا اسکا۔"

جانے وہ کیوں اتنی تلخ ہو گئی تھی۔
یا پھر حالات نے اسے ایسا بنا دیا تھا۔

Classic Urdu Material

"اچھا یہ سب چھوڑو۔۔ بتاؤ چانے پیو گی؟"
مہرو نے سوالیہ نظرؤں سے اسے دیکھا۔

"جی۔۔"

حائف نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اچھا تم بیٹھو میں لے کر آتی ہوں۔"

مہرو یہ کہہ کر کینٹین کی طرف بڑھ گئی تھی جبکہ اس نے ایک گھری سانس لی تھی۔
جانے تقدیر اسکے ساتھ کیا کرنا چاہتی تھی



"ان کی آمد سے ملتا ہے بھاروں کا پتا"

"وہ تو موسم کو بدلتے کا ہنر کہتے ہیں"

وہ آج شام ہی ملتان پہنچا تھا۔ سیلوں کی حویلی میں جیسے خوشی کی لہ دوڑگئی تھی۔ البتہ حویلی کے سارے ملازمین دعائیں مانگ رہے تھے کہ انکا سامنا سید حویلی کے عجیب و غریب سلپوت سے نا ہو۔

Classic Urdu Material

بی جان نے آتے ہی اسکا صدقہ دیا تھا۔ اور وہ بیزار بیزار سا سب برداشت کر رہا تھا۔
اسے سید حولی میں بس ایک ہی شخص تھوڑا بہت پسند تھا اور وہ تھا ہشام بن جبیل۔۔
جسکی محبت اس بیزار شخص کیلیے ہمیشہ سے خالص تھی۔
اس وقت بھی وہ ہشام کے سامنے بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔

"تم نے سموکنگ کب شروع کی۔۔؟"
ہشام نے گھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"پانچ سال پہلے ہی کرداری تھی۔۔"
پہنچ تھے انداز میں جواب دیا گیا۔

"تم جانتے ہونا بی جان کو پتا چلا تو وہ ناراض ہونگی۔۔"

"ہمیشہ ہی ناراض ہوتی ہیں وہ۔۔ لیکن تمہیں پتا ہے شامو مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔"
ہشام کا نام بگاڑ کر وہ ڈھنائی سی سے ہنسا تھا۔

"تھوڑی سی تو شرم کرو تم سے چھ سال بڑا ہوں۔۔"
ہشام کی بات پر اسکا چھت پھاڑ قہقہ گونجا تھا۔

Classic Urdu Material

"سن کر اچھا لگا شامو--"

وہ بہت ڈھیٹ تھا۔

"واپس کب جانا ہے--؟؟"

ہشام نے دوبارہ پوچھا۔

"ایک دو دن میں چلا جاؤں گا ویلے بھی جب سے آیا ہوں بورہی ہو رہا ہوں--
تمہیں پتا ہے آج ایک عورت آئی می ساتھ میں ایک ماہ بچہ لائی می تھی اپنا۔۔ بی جان کو کہتی
اسے پیار دیں سیدانی جی یہ بڑا ہو کر آپکے بیٹوں جیسا بنے--

طنزیہ بنسی کے ساتھ

بات کے آخر پر وہ خود ہی ہنسا تھا۔

"تم خود بتاؤ اگر وہ میرے جیسا بن گیا تو--؟؟"

اسکے چھرے پر مسکراہست پھیلی تھی۔

"میں نے فوراً کہا تھا کہ لائیں میں پیار دیتا ہوں لیکن بی جان نے مجھے منع کر دیا ورنہ--

Classic Urdu Material

"کیونکہ وہ تمہارے کرتوت اچھے سے جانتی ہیں مسٹر آر جے-- اسی لیے منع کیا۔"
ہشام نے اسکی بات کاٹی۔ اسکی بات پر آر جے نے ایک اور قہقہہ لگایا تھا۔ محیب بات تھی وہ
تب ہی ہنستا تھا جب ہشام کے ساتھ ہوتا تھا۔

"اچھا تم بتاؤ تمہاری پی اچ ڈی کماں تک پہنچی شامو بابا--؟"

"ابھی تو ایک سال ہی ہوا ہے--"

"کب جا رہے ہو واپس پھر سے--؟"

"اگلے ہفتے تک--"

جواب دینے کے بعد ہشام اٹھا۔ پورا کمرہ سکریٹ کے دھوئیں سے بھر گیا تھا اور اسکے لیے
وہاں مزید بیٹھنا مشکل ہو گیا تھا۔

"کماں جا رہے ہو--؟؟؟"
اس نے ہشام کو اٹھتے دیکھا تو پوچھا۔

"عشاء کی نماز ادا کرنے--"

"کیوں-- نماز مجھ سے زیادہ ضروری ہے کیا--؟؟؟"

Classic Urdu Material

"ہاں--"

"لیکن کیوں-- اگر نہیں پڑھو گے تو کیا ہو گا--؟؟؟"

"گناہ لئے گا-- حساب دینا پڑے گا--!!!"

"اچھا تو تم اس لیے پڑھتے ہو کہ حساب دینا پڑے گا--؟؟؟"

"نہیں اللہ بھی ناراض ہو گانا اس لیتے--!!!"

اور پھر ہشام کے جواب پر اسکا ایک اور قسم ابھرا تھا۔

"اکتنا جبر ہے نا تمہارے دین میں--- ایسا بھی ہوتا ہے کیا--؟؟؟"

"دین میں جبر نہیں یہ جبر تو ان کو نظر آتی ہے جن کی آنکھوں پر رب کریم و عظیم نے پردے ڈال رکھے ہیں"

"دیکھو مجھے تم سے بحث نہیں کرنی میں جا رہا ہوں--"

ہشام نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا سنو ہشام بن جیبل-- بس ایک سوال کا جواب دے جاؤ--"

اس نے ہشام کو پکارہ۔ ہشام پلٹا۔ اس نے دیکھا تھا کہ آرجے کی آنکھوں میں ایک انوکھی چمک

Classic Urdu Material

تھی۔ ہشام اچھی طرح جانتا تھا کہ اسکے سوالات کے جواب دینا اسکے بس میں نہیں تھا لیکن وہ سننا چاہتا تھا کہ اس وقت آر جے کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔

"تم کہتے ہو کہ اللہ بہت بڑا ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ اسے کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا۔ اسکے پاس انسانوں جیسے جذبات اور احساسات نہیں۔"

پھر تمہارے نماز نا پڑھنے پر وہ غصہ کیوں ہوگا۔؟؟
سزا کیوں دے گا۔؟ اسکی بات نامانع پر وہ انسانوں کی طرح ری ایکٹ کیوں کرتا ہے۔؟؟
ہے۔ بہت بڑا ہے۔ اسے تو انسانوں کی خوشی Creator اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ وہ تو میں خوش ہونا چاہیتے نا۔ پھر اگر تم نماز نا پڑھ کر خوش ہو تو اسے غصہ کیوں آتا ہے؟ وہ تو بے نیاز ہے نا۔ پھر بات نامانع پر ماں باپ کی طرح کیوں غصہ کرتا ہے؟؟ انسانوں جیسے جذبات کیوں؟؟"

وہ بولا تو بولتا ہی چلا گیا۔ اسکے چہرے پر سنجیگی چھائی تھی البتہ آنکھوں کی چمک برقرار تھی۔
ایک ایسی چمک جو دیکھنے والے کو فنا کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

ہشام لا جواب ہو چکا تھا۔ کیا کہتا وہ؟
اسکا سوال ہی ایسا تھا۔ وہ عالم نہیں تھا۔

Classic Urdu Material

"تمہاری فضول باتوں کیلئے میرے پاس وقت نہیں-- نماز سے دیر ہو رہی ہے ورنہ اچھے سے بتاتا تمہیں--"

ہشام کہہ کر رکا نہیں تھا وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔ جبکہ پیچھے وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا۔

bloody Muslims(مسلمز--)
طنریہ ہنسی ...

وہ پاگل تھا۔ کیا وہ سچ میں پاگل تھا؟؟
کیا ایسے سوالات کرنے والا شخص پاگل ہوتا ہے؟؟

"نہیں ہر گز نہیں ایسے لوگ قابل رحم ہوتے ہیں ہم ایسے لوگوں کو خود اسلام سے دور کر دیتے ہیں اسلام میں سوال جواب کرنا گناہ نہیں جب کہ ہم کسی بھی ایسے سوال کو بنا سنے بناسوچے منطقی عالم و مفتی بن کر کسی کو بھی دائئرہ اسلام سے نکال دینے کا فتوی صادر کرتے ہیں جو کہ آر جے جیسے بھٹکے ہوئے شخص کو راہ راست پہلانے کے بجائے مزید باغی بنا دیتا ہے انہیں اسلام سے دلی بعض ہو جاتا ہے اور وہ عجیب و غریب کیفیت کا شکار ہو جاتے ہیں جو کہ ہمارا ذاتی قصور ہوتا ہے---"

Classic Urdu Material

وہ ڈنی لینڈ عمارت کے سامنے بیٹھی تھی۔ وہ تقریباً ہر ہفتے یہاں آتی تھی لیکن اندر جو سلپینگ (شہزادی تھی اسے دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔ sleeping beauty۔ بیوی)

عمارت کے باہر بیٹھی رہتی اور پھر واپس پلٹ جاتی تھی۔ سینکڑوں لوگوں کے ہجوم میں وہ گم ہو جانا چاہتی تھی لیکن ہوتی نہیں تھی۔

کچھ یادیں تھیں کچھ باتیں تھیں جو اسکا پچھا نہیں چھوڑتی تھیں۔ سردی کی شدت نے جیسے اس پر اثر کرنا چھوڑ دیا تھا۔

ٹھنڈی ہوائیں ہڈیوں میں چب رہیں تھیں۔ لیکن وہ ساکن بیٹھی تھی۔ کندھوں پر بکھرے بال ہوا چلنے کے باعث چہرے کو چھورہے تھے۔

سر پر اوڑھا سکارف بھی اڑنے لگتا تھا۔ لیکن شاید اسے کچھ محسوس ہی نہیں ہوتا تھا۔

"ہیلو انجل--"

اچانک اسے عقب سے آواز سنائی دی۔

اس نے پلٹ کر دیکھا تو میدی اپنی پوری بتیسی نکالے اسکے سامنے کھڑا تھا۔

"میدی تم یہاں--؟؟؟"

وہ حیران ہوئی۔

Classic Urdu Material

"ہا۔۔۔ وہ۔۔۔ میں ادھر سے گزر رہا تھا تو سوچا تم سے مل لوں۔۔۔"

وہ گھبراہٹ میں الٹا ہی بول گیا تھا۔

"کیا وقوعی۔۔۔؟ لیکن تم یہاں سے گزر کر کہاں جا رہے تھے؟ اور کیا میرا گھر یہاں پر ہے جو تم ملنے آئے ہو۔۔۔؟"

"نمیں۔۔۔ وہ۔۔۔ میں۔۔۔"

میدی برا پھنسا تھا۔

"بولو اب۔۔۔؟"

انخل نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

میدی اسکا کلاس فیلو تھا۔ لیکن تھوڑا پاگل تھا اکثر اس انخل کے چہرے پر مسکراہٹ کا باعث بنتا تھا۔

"اچھا۔۔۔ سنو۔۔۔ یہ سب چھوڑو بتاؤ چائے پیو گی؟"

میدی نے بات بدی۔

"پی چکلی ہوں۔۔۔"

Classic Urdu Material

"اچھا چلو میں آئی س کریم لے کر آتا ہوں یہاں سے ہلنا مت---"
میدی نے اسے ہدایت کی اور خود آئی س کریم بار کی طرف بڑھ گیا تھا۔

جبکہ انجل ایک گھری سانس لے کر رہ گئی تھی۔ اس نے رخ پلٹا تو ڈوبتے سورج کی
کرنیں اسکے چہرے پر پڑیں۔

چہرے کے خاص حصے پر کوئی می چیز چمکی تھی۔ جیسے کوئی می موتی--
لیکن اسے احساس نہیں تھا کہ کسی شخص کی نگاہیں اس پر جنمی تھیں۔ جو اس روشنی کو دیکھ
کر جم سا گیا تھا۔

کیا اس نے اپنی چن (تمہوڑی) پر کوئی موتی لگا رکھا تھا۔؟؟؟

اچانک عجیب سی بے چینی اس کے اندر پھیل گئی تھی۔ نظروں کی تیش اسے محسوس
ہونے لگی تھی۔

تب اسکی نظر میدی کے پاس کھڑے اس شخص پر پڑی تھی جسکا آدھا چہرہ چھپا ہی رہتا تھا۔ اور
وہ بول بھی نہیں سکتا تھا۔

"یہ یہاں بھی---؟؟"
وہ کوفت میں بنتلا ہو گئی تھی۔

Classic Urdu Material

وہ جہاں بھی جاتی تھی وہ شخص اس سے پہلے وہاں موجود ہوتا تھا۔

اسکی آنکھوں میں ایک عجب ساتاشر ہوتا تھا جو اسے اندر تک جھخٹجھوڑ دیتا تھا۔

وہ تو کبھی کبھی میڈی کی حرکتوں سے اکتا جاتی تھی اور اوپر سے یہ شخص--

اسکا موڈ ایک دم خراب ہوا۔ وہ اٹھی اور قدم اسٹیشن کی طرف بڑھا دیے۔

میڈی کی نظر بھی اس پر نہیں پڑی تھی لیکن وہ شخص اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

آئی س کریم لینے کے بعد جب میڈی پلٹا اور انخل کو وہاں سے غائب دیکھا تو وہ اسٹیشن کی طرف بھاگا۔

جبکہ پچھے اس شخص کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ وہ اسے میڈی کے ساتھ

آئی س کریم ہرگز نہیں کھانے دے سکتا تھا۔

جیتنا اسکی فطرت تھا وہ ہمیشہ سے جیتنا آیا تھا۔ بنا کچھ کئے--- بنا کچھ کرے--

رکھے والے نے اسے گلی کے سامنے اٹلا رکھا۔ وہ کرایا دینے کے بعد چادر سے خود کو اچھی طرح ڈھانپتی گلی میں داخل ہوئی۔

یہ ایک تنگ سی گلی تھی جو آگے جا کر ایک چوراہے میں بدل جاتی تھی۔

Classic Urdu Material

یہاں چاروں طرف گھر تھے۔ ایک مسجد تھی۔

نپے گلیوں میں کھیل رہے تھے۔

اسکا رخ اپنے گھر کی طرف تھا۔ سبزی کی دکان پر لوگوں کا ہجوم تھا۔

گلی کے دونوں اطراف اپنے اپنے گھر تھے۔ البتہ گلیاں پکی تھیں۔

وہ گھر سے ابھی کچھ فاصلے پر تھی جب اسکی نظر سامنے سے آتے فقیر پر پڑی۔

وہ ہر جمعرات کو اکے محلے میں مانگنے آتا تھا۔

پھٹے پرانے سے کپڑے پہنے۔ منکوں سے لدا وہ شخص بہت ہی عجیب لگتا تھا۔

"اللہ سے عشق نہیں کر سکتا تو۔۔ ہرگز نہیں کرسکتا۔۔ بس اسے عاشق بنالے۔۔ ہاں اللہ کو عاشق بنالے۔۔"

وہ اوپھی آواز میں ہمیشہ یہی بڑھاتا تھا۔

سبزی کی دکان پر کھڑے لوگوں نے اسکی بات سنی تھی۔ اور پھر سبزی والے نے آلو کی تحصیل سے ایک آلونکاں کر اس فقیر کو دے مارا تھا۔

"بکواس کرتا ہے پاگل جاہل۔۔۔ اللہ کو عاشق بناتا ہے نکل یہاں سے۔۔۔!!"

"یہ تو اک عام شخص نے اسے دھنکارا تھا اگر ہم منصور حلاج کا واقع دہرائیں اس وقت کے

Classic Urdu Material

سوئے ہوئے علماء نے اسے گمراہ ہونے فتوے صادر کر دیے تھے اس واقع کو یوں بیان کیا جاتا ہے ----

"عشق حاضر ہے سولی پہ لٹک جانے کو..."

موت سے بڑھ کر کیا سزا دو گے دیوانے کو"

حسین بن منصور حلاج نے اپنی ذات کی نفی کی اور اللہ کے عشق میں معرفت کے بلند ترین مقام پر پہنچ کر "انا الحق" کا نعرہ لگا کر خودی کے راز کو فاش کر دیا...

علماء ظاہر کا دل بیدار نہ تھا اس لیے وہ علم و عرفان کے فرق کو پر کھنے سے معذور رہے اور حلاج کو گمراہ کہہ کر سولی پر لٹکا دیا...

حلاج نے سولی قبول کر لی کیونکہ وہ خدا سے ملاقات کا ذیعہ تمھی...

ڈاکٹر نکلس لکھتے ہیں کہ "جب منصور کو پھانسی دینے کے لیے لایا گیا تو وہ تختہ دار کو دیکھ کر اس زور سے ہنسا کہ آنکھوں سے پانی بہنے لگا اس کے بعد لوگوں کی طرف دیکھ کر اپنے دوست ابو بکر شبیلی کو کہا آپ کے پاس مصلی ہے انہوں نے کہا ہاں پھر منصور نے مصلی بچھا کر دو رکعت نماز ادا کی پھر اسے مصلوب کر دیا گیا..

"عشق حاضر ہے سولی پہ لٹک جانے کو..."

Classic Urdu Material

موت سے بڑھ کر کیا سزا دو گے دیوانے کو"

بقول علامہ اقبال

منصور کو ہوا لب گویا پیام موت ...

اب کیا کسی کے عشق کا دعوہ کرے کوئی ...

حسین بن منصور حلاجؒ قید و بند میں تھے تو ابن عطاءؓ آئے اور کہا کہ "آپ نے جو کچھ کہا ہے اس سے معدالت کر لیں"۔ حسین بن منصور حلاجؒ نے کہا کہ "جس نے یہ بات (انا الحق) کہی ہو اُس سے کہو کہ معدالت کر لے۔ اس پر ابن عطاءؓ رونے گے۔

مولانا رومی "شنوی معنوی" میں لکھتے ہیں کہ:

جس طرح حضور اقدس ﷺ کا مشت خاک پھینکنا جنگ بدر میں خدا تعالیٰ کا پھینکنا تھا، اسی طرح منصور حلاجؒ کا انا الحق کہنا دراصل منصورؐ کی آواز نہ تھی بلکہ وہ خدائے حقیقی کی ذات کی آواز تھی، جس میں منصورؐ فنا ہو چکے تھے۔

صوفیاء کا بیان ہے کہ حضرت حلاج کو اس لئے شہید نہیں کیا گیا تھا کہ وہ حلولی تھے بلکہ اس لئے کہ انہوں نے حق تعالیٰ کا راز فاش کر دیا"

Classic Urdu Material

حائزہ کی آنکھوں میں یہ سنا ہوا واقع ایک خواب کی مانند گھومنے لگا سب اسے پھر سے ہونا ہوا
محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔

حائزہ نے اپنی چیخ روکنے کیلئے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ اسے برا لگا تھا کہ ایک سبزی فروش نے فقیر
کو مارا۔

فقیر نے ایک نظر کر اسے دیکھا تھا۔

"گھوڑتا کیا ہے نکل یہاں سے اور دوبارہ یہاں مت آنا۔۔"
دکان پر کھڑے لڑکے نے کہا۔

فقیر پھر رکا نہیں۔۔

اللہ کو عاشق بنالو کی صدالگاتا وہ آگے بڑھنے لگا تھا۔ جب اسکی نظر گلی میں کھڑی حائزہ پر
پڑی۔

فقیر نے غور سے اسے دیکھا تھا۔ اسکے چہرے پر چمکتی خاص چیز فقیر کو ٹھھکا گئی تھی۔

"اس چمک کو چھپا لے۔۔ یہ بہت سوں کو برباد کرے گی اور بہت سوں کو آباد۔۔"
وہ اسکے سامنے کھڑا ہوتا چلایا تھا۔

Classic Urdu Material

حائف ڈر کر پیچھے ہوئی۔ اور پھر وہ فقیر آگے بڑھ گیا۔
جبکہ وہ ڈھرنے کے دل کے ساتھ کچھ بھی سمجھے بنا گھر کی طرف بھاگی تھی۔

میوزک کی بے ہنگام آواز نے بی جان کو کوفت میں مبتلا کیا تھا۔ تھک ہار کر انہوں نے آر جے کے کمرے کا رخ کیا۔

دروازے پر بار بار دستک دینے پر بھی جب کوئی بھی جواب نا آیا تو وہ اندر داخل ہوئی۔
لبے اختیار ہی انہوں نے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے۔

اوپنجی آواز میں میوزک لگاتے سامنے لگی سکرین پر کوئی بھی موسوی دیکھنے میں ممکن تھا۔
بی جان کو حیرت ہوئی کہ اسے میوزک کی کان پھاڑ دینے والی آواز میں موسوی کی کیا سمجھ جھ آ رہی تھی۔

"اے بی جان آپ---؟"

اچانک اس نے ریوٹ اٹھا کر میوزک بند کیا نظریں ابھی بھی سکرین پر جمی تھیں۔
بی جان کو حیرت ہوئی تھی کہ اسے کیسے آنے کی خبر ہوئی۔
وہ ہمیشہ ہی ایسے حیران کرتا تھا۔

Classic Urdu Material

"یہ کیا تماشہ لگایا ہوا ہے تم نے--؟؟"

سیدوں کے گھر میں اتنی بے حیائی ہی-- شرم نہیں آتی تمیں--؟؟"
بی جان نے اسے ڈانٹا۔

"اوہو-- بی جان کو نسی بے حیائی ہی--؟؟"
وہ پر سکون سا پوچھ رہا تھا۔

جبکہ بی جان کی نظر بے ساختہ ہی اسکے کمرے کی دیواروں کی طرف اٹھی۔ جن پر لگی قابل اعتراض تصاویر بے حیائی ہی کا منہ بولتا شوت تھیں۔

لاحوال ولا قوت---

بی جان بڑبرائی میں--

ایک دو بار بی جان نے اسکے جانے کے بعد یہ تصویریں ہٹانے کی کوشش کی تھی لیکن پھر ملازموں کی ایسی شامت آئی کہ اب سب اسکے کمرے کے آس پاس بھی نہیں پھٹکتے تھے۔

"ملازم کیا سوچیں گے کہ جس خاندان کے افراد نے کبھی نی وی تک نہیں دیکھا اس خاندان کا وارث ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟"
بی جان کو اس پر افسوس ہوتا ہے۔

Classic Urdu Material

"میں تو ایسا ہی ہوں نبی جان۔۔ اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔۔"

اس نے ایک بار بھی پلٹ کر نہیں دیکھا تھا اور نا نبی جان کو بیٹھنے کا کہا تھا۔

"اللہ تمہیں ہدایت دے۔۔ آمین"

نبی جان کی بات پر اس نے چھت پھاڑ قہقہ لگایا تھا۔

جبکہ نبی جان اپنا خون جلاتی واپس چلی گئیں تھیں۔

جبکہ پورا کمرہ ایک بار پھر میوزک سے گونج اٹھا تھا۔

صح کے تین نج رہے تھے اور اتنی ٹھنڈ میں وہ سوئی منگ کر رہا تھا۔

ہشام نے اپنی کھڑکی سے اسے دیکھا تھا اور پھر سر جھٹک کر کھڑکی بند کر دی تھی۔

وہ ایسا ہی تھا۔ اسے ساری رات نیند نہیں آتی تھی۔

البتہ جماں ہی صح کے پانچ بجتے تھے اسکی آنکھیں بند ہونا شروع ہو جاتیں تھیں۔ وہ چوبیس گھنٹوں میں سے صرف تین گھنٹے سوتا تھا۔

وہ پچھلی کی طرح ٹھنڈے پانی میں تیر رہا تھا۔ اس عام انسانوں کی نسبت ٹھنڈ کم لگتی تھی۔

Classic Urdu Material

چار نجے وہ اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا تھا۔

شالنی کے بہت سے مسیحہ آئے ہوئے تھے۔ اور وہ کونسا لڑکیوں سے دور بھاگتا تھا۔ فوراً اسے جواب دیا تھا۔

"تمہاری آواز اتنی اچھی ہے تم پروفیشنل سنگر کیوں نہیں بن جاتے--؟؟"

شالنی نے پوچھا تھا۔

"Call Me Aap"

اسکے تم کہنے پر آرجے نے ایک طرح حکم دیا تھا کہ مجھے آپ بلاؤ۔
شالنی کی مسکراہٹ پھیکی پڑی۔

"اوکے-- اوکے مسٹر آرجے--"

وہ زبردستی مسکرائی ہی۔

پھر وہ کافی دیر تک اس سے مختلف سوال و جواب کرتی رہی تھی۔
اور وہ ہر بار پہلے سے زیادہ اسے الجھا دیتا تھا۔

Classic Urdu Material

"ویسا اچھا ہوا آپ مسلم نہیں ہیں-- مجھے مسلمان نہیں پسند--- لیکن آپ ہر طرح سے پسند ہیں اب--"

شالنی نے خوبصورت سی مسکراہٹ اچھالی تھی۔

"لیکن مجھے تم ذرا نہیں پسند--"
وہ صاف گوئی سے جواب دے چکا تھا۔

"کیوں---؟"
وہ حیران ہوئی۔

"تمارے چہرے پر معصومیت نہیں ہے۔ تمارے ہونٹ پر کشش نہیں ہیں--- ناک تھوڑی پھیلی ہوئی ہے۔۔۔ آنکھوں کو تم نے لائی نر لگا کر بڑا کیا ہوا ہے۔۔ اور رنگ کو فلٹر سے گورا کیا ہے۔۔!"

تمارے جسم میں فٹنس نہیں ہے۔۔!!!"

وہ کمال مہارت سے جواب دے کر اسے سر سے پاؤں تک آگ لگا چکا تھا۔
کتنی ہی دیر شالنی کو یقین نہیں آیا کہ کسی لڑکے نے اسکے متعلق ایسی بات کی تھی وہ جو اپنی خوبصورتی اور ذہانت دونوں میں مشہور تھی۔ اب گنگ بیٹھی تھی۔

Classic Urdu Material

"How dare you"!!...

ہوش میں آنے کے بعد وہ چلائی تھی۔ جبکہ آرجے نیند کی وادی میں اتر چکا تھا۔ کیونکہ گھڑی نے پانچ کا گھنٹا بجا دیا تھا۔

یہ رحمن پروڈکشن کا اسٹوڈیو تھا۔ شاندار کپیں کے اندر مسٹر رحمن اپنی کرسی پر براجمان تھا۔ سامنے نئی وی پر کسی گلوکار کی پرفارمنس دیکھ رہا تھا۔

"سر آرجے نوجوانوں میں بہت مشہور ہو چکا ہے۔۔ اسکی فین فالوئی نگ لاکھوں میں پہنچ چکی ہے۔۔!!

سیکرٹری نے اپنے سامنے بیٹھے مسٹر رحمن سے کہا جو بہت غور سے گانا گاتے لڑکے کو دیکھ رہا تھا۔

جانتا ہوں۔۔!!

مسٹر رحمن نے دو لفظی جواب دیا۔

Classic Urdu Material

"پھر کیا سوچ رہے ہیں آپ سر--؟ ہم اپنی نئی الیم مرجان کیلیے اسے کاست کر سکتے ہیں--!!!"

"آواز اچھی ہے--دم بھی ہے--لیکن--"

لڑکے کے پاس جذبات نہیں ہیں اور تم جانتے ہو مجھے ایسے گلوکار پسند ہیں جنکی آواز دل سے نکلتی ہو--!!!"

جی سر-- پھر اب--؟؟--؟

"پھر یہ کہ میں ابھی اسے نہیں کاست کر سکتا۔ میں انتظار کروں گا تب تک کا جب تک اسکے اندر جذبات نا جاگ جائیں۔ اسکے دل سے نکلی آواز جب میرے دل پر گے گی میں خود جاؤں گا اسکے پاس--- اور تب تک مجھے انتظار کرنا ہوگا--!!!"

"یہ تو طے ہے جب تک ہماری آواز دل سے نانکلے تاثیر نہیں رکھتی جذبات کی آواز میں ایک الگ جادو ہوتا ہے"

مسٹر رحمن نے اپنا فیصلہ سنایا تو سیکرٹری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے آر جے بہت پسند تھا وہ چاہتا تھا انکی الگی الیم میں وہ کام کرے۔

Classic Urdu Material

لیکن شاید وہ دونوں یہ نہیں جانتے تھے کہ آرجے کے پاس جذبات نام کی چیز نہیں تھی۔ اگر تھی بھی تو وہ اسے کنٹرول کرنا اچھے سے جانتا تھا۔

"اچھے رہتے ہیں وہ لوگ جو اپنے جذبات کو کسی کے سامنے عیاں نہیں ہونے دیتے ورنہ یہ دنیا والے جینے نہیں دیتے"

"اپنے لاڈلے کو اچھے سے سمجھا دیں بی جان کہ جب تک وہ ملتان میں ہے کوئی می ڈرامہ ناکرے الیکشن کے دن سر پر ہیں۔ اور مجھے اس پر بالکل بھی بھروسہ نہیں ہے--!! سید جبیل نے اپنے سامنے بیٹھی بی جان سے کہا۔

"نمیں کرے گا اب وہ ایسا کچھ۔ بچھ نہیں رہا اب بڑا ہو چکا ہے--!! بی جان نے تسلی دی۔

"جتنا وہ بڑا ہوتا جا رہا ہے اسکے کارنامے اس سے بھی بڑھ رہے ہیں--" اللہ جانے یہ لڑکا سید خاندان کے ساتھ کیا کرے گا--؟؟" سید جبیل غالباً اپنے بیٹے سے بہت تنگ تھے۔

Classic Urdu Material

"میں ہشام سے کرتی ہوں بات--۔ ویلے بھی کل وہ واپس چلا جائے گا پریشان ہونے والی کیا بات ہے--"

"کیا پتا وہ جاتے جاتے کچھ کر جائے--۔ کوئی می اسکی پیش گوئی می بھی تو نہیں کرسکتا--۔" سید جیبل نے اٹھتے ہوئے اپنی چادر درست کی۔ اور باہر کی طرف چلے گئے۔

"سیر ہیوں پر کھڑے آرجے نے اپنے باپ کی آواز صاف سنی تھی اور پھر اسکے پھرے پر پراسرار سی مسکراہٹ پھیل گئی می--۔ یعنی پکا وہ کچھ کرنے والا تھا--!!

"میرے بس میں ہو تو کبھی کہیں
کوئی شہر ایسا بساوں میں
جهان برف برف محبتوں پہ
غم جہان کا اثر نہ ہو
راہ و رسم دنیا کی بندشیں ،
غم ذات کے سمجھی ذاتے

Classic Urdu Material

سمِ کائنات کی تلخیاں،
کسی آنکھ کو بھی نہ چھو سکیں..!"!"

وہ ایک خوبصورت دنیا تھی۔۔ جہاں تک نظر جاتی تھی سفید برف نے ہر چیز کو سفید بنادیا تھا۔
اور اس سفید برف کی چادر کے درمیان کھڑی وہ عمارت۔۔
ہاں وہ شہزادیوں کے دیس میں آگئی تھی۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ واقعی وہاں موجود
تھی۔

آس پاس سے گزرتے لوگ جو اپنے سے زیادہ وزن کے اوپنی کوٹ میں ملبوس اسے عجیب سی
تمانت بخش رہے تھے۔

اس نے قدم بڑھائے اور عمارت کی طرف چلنا شروع کیا۔۔
ابھی وہ کچھ فاصلے پر تھی کہ۔۔

"ہانی۔۔ ہانی آپی۔۔ اٹھ جاؤ جلدی۔۔"
اسکے نام کی پکار کانوں سے ٹکرائی۔
کوئی اسے بلا رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"ہانو آپی--"

جواد اسکا نام بگاڑنے میں کوئی ممکنی نہیں چھوڑتا تھا۔

"کیا ہے---؟؟"

وہ سخت بد مزہ ہوئی۔

"اٹھ جاؤ مرد آپی کی کال آئی ہے بلا رہی ہے آپکو--" وہ اسکی رضائی کھینچتے ہوئے بتا رہا تھا۔

"آرہی ہوں جاؤ تم--!!!

بس تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا تھا یہ لوگ کبھی مجھے میرے خوابوں میں بھی سکون سے نہیں رہنے دیں گے۔"

وہ بڑھ رہی تھی۔ اسے خواب ٹوٹ جانے کا دکھ ہوا تھا۔ ایسا تو ہمیشہ ہوتا آیا تھا۔ لیکن جانے کیوں پریوں کے دلیں جانے کے خواب اسکا پچھا نہیں چھوڑتے تھے۔

وہ لاکھ سمجھدار سی لاکھ بڑی سی جو وہ بن گئی تھی۔ اسکا اندر اب بھی ویسا ہی تھا۔ معصوم پریوں کے خواب دیکھنے والا۔!!!

Classic Urdu Material

"آر جے آپکا آئی می کیو لیول کتنا ہے؟ آپ کو سب کچھ یاد رہتا ہے کیا آپ بتائیں گے پلیز اپنا آئی می کیو لیول--؟؟"

اسکی نئی می نئی می پرفارمنس کے نیچے کسی نے کمٹ کیا تھا۔

یہ سچ تھا اسے بچپن سے لے کر آج تک کا ہر واقعہ یاد تھا۔ اسے ہر شخص یاد رہتا تھا جس کا اس سے سامنا ہوتا تھا۔ اسے کچھ نہیں بھولتا تھا۔

لڑکے کی بات سن کر اسکے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ پھیلی--- اور زندگی کے کچھ اور اسکے دماغ نے پچھے کی جانب پلئے۔

اسکے سامنے کھلے لیپ ٹاپ پر ایک نئی می فلم چلنے لگی تھی--

"مسٹر جبیل آپ نے تو کہا تھا کہ آپکا بچہ ایک غیر معمولی بچہ ہے-- جو عام انسانوں سے بہت مختلف ہے-- جس کا دماغ بہت شارپ ہے--"

"جی جی بالکل---!!

سید جبیل نے اپنے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی اپنی بیوی کو ایک نظر دیکھ کر سامنے بیٹھے شخص کو جواب دیا۔

Classic Urdu Material

"غلط۔۔ بالکل غلط۔۔ آپکا بیٹا باقی بچوں کی نسبت بہت ہی نالائیق ہے۔۔۔ اس نے آئی می کیو لیوں کا جو ٹیسٹ دیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا آئی کیو لیوں زیرو ہے۔ اگر یقین نہیں آتا تو پیپر دیکھ لیں۔۔"

اس شخص کی بات سن کر وہ دونوں حیران رہ گئے تھے۔ سکول کے پرنسپل نے انہیں مجبور کیا تھا کہ وہ آرجے کا آئی کیو لیوں ٹیسٹ کروائیں اور اسکے بعد اگر چاہیں تو اسے کسی اور سکول میں منتقل کروا سکتے ہیں۔

لیکن یہاں تو الٹ ہی ہو گیا تھا۔ ٹیسٹ دیکھنے کے بعد سید جبیل کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ جبکہ آرجے پر سکون سا بیٹھا تھا۔ جانے اسکے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔

دراصل سکول کا پرنسپل اور ہر ٹیچر جو آرجے کی کلاس میں آتا تھا وہ اس سے تنگ تھا۔ بلاشبہ وہ غیر معمولی بچہ تھا لیکن اسکے سوالوں نے ٹیچرز کا دماغ ہلا دیا تھا۔ پرنسپل اس بچے کو سکول سے تو نہیں نکال سکتا تھا اس لیے اس نے آرجے کے والدین کو نیا مشورہ دیا تھا۔ جو بری طرح ناکام رہا تھا۔

"میں آ رہا ہوں پرنسپل سر۔۔۔ آرجے آ رہا ہے۔۔۔!!
وہ دل ہی دل میں بڑھا گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"چلیں بیٹا۔۔؟"

مسن جبیل نے اٹھتے اپنے بیٹے سے کہا۔

"یس مام۔۔!!

وہ آرام سے کھڑا ہو گیا تھا۔

وہ لوگ آفس سے باہر نکل آئے تھے جب وہ ایک دم رکا۔

"مام شامو کا فون تو اندر ہی رہ گیا۔۔ میں ابھی لے کر آتا ہوں۔۔!!

کس کمال سے وہ بناتا ہے شام کا فون اٹھا لایا تھا۔

اس سے پہلے کہ مسن جبیل کو کچھ کہتیں وہ اپنا نخسا سا ہاتھ چھڑا کر آفس کی طرف بھاگا۔

"آربے اور کوئی می چیز بھول جائے۔۔۔ کمال ہے!!

وہ حیران ہوئی ہیں۔

"ہیلو انکل۔۔۔"

وہ اس شخص کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"آپ نے ابھی جواندر مس سے باتیں کی نا وہ سب اس میں ریکارڈ ہو چکی ہیں--"

اگر آپ نے دوبارہ سید جبیل سے کہانا کہ میں نالائی ق ہوں تو میں یہ سب کو سناؤں گا۔

آرجے نے اپنی جیکٹ سے فون نکالتے ہوئے کہا جو اس نے مشکل سے چھپایا تھا۔

جبکہ سامنے بیٹھے شخص کو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔

"میں نے کہانا مس جیا پیسے آپکے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جائیں گے-- میری واٹ ف کو پتا نہیں چلنا چاہیتے--!!

اس نے بُن دبا کر ریکارڈنگ آن کی جسے سن کر اس شخص کے پسینے پھوٹ گئے تھے۔

"بیست آف لک انکل---"

وہ مسکراتا ہو باہر کی جانب آیا تھا۔

وہ آرجے تھا وہ اتنی آسانی سے کسی کو خود کو جاننے کا موقع نہیں دے سکتا تھا۔

اسکا دماغ شیطان سے زیارہ تیزی سے کام کرتا تھا۔ شیطان بھی جیسے آرجے کا کلاس فیلو رہا تھا

وہ ہونٹوں کے ہلنے سے جان لیتا تھا کہ دور انسان کیا بات کر رہا ہے۔

Classic Urdu Material

"بتائیں نا آر جے آپکا آئی می کیو لیوں کتنا ہے --- میں آپکا انٹرویو اپنے میگزین میں چھپنا چاہتا ہوں--!!"

"زیرو---"

ایک لفظی جواب دے کر وہ لیپ ٹاپ بند کر چکا تھا۔ اسے فکر نہیں تھی سامنے والے بندے کو کتنی حیرت ہوئی می تھی۔
بس وہ ایسا تھا۔ بچپن کے واقعے نے اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلادی تھی۔

"ہر کوئی اُداس آنکھیں لے پھرتا ہے """

"ہر کوئی محبت کا سزاوار ہو جیسے"""

"تم سوچ نہیں سکتی ایلا آج میں بہت خوش ہوں---"

ماہی کے ہاتھ شدت جذبات سے کانپ رہے تھے۔

بناو میں اب کیا کروں؟ کیسے اس شخص سے بات کروں--؟؟
ماہی کی آواز بھرا گئی تھی۔

Classic Urdu Material

سامنے لیپ ٹاپ پر اس شخص کی تصویر چمک رہی تھی۔
کتنی مشکلوں سے ڈھونڈا تھا اسے ماہی نے۔۔

"کرنا کیا پا گل۔۔ سب سے پہلے ایڈ کرو انہیں پھر بات کر لینا۔۔!!
ایلا نے مشورہ دیا۔

"وہ مجھ سے بات تو کرنے نا ہے"
ماہی کو یقین نہیں آ رہا تھا وہ اسی شخص کا اکاؤنٹ تھا۔

"سید ہشام بن جبیل۔۔!!!"
ہاں یہی نام تھا اس شخص کا جو سفید لکف گے کپڑے پہنے۔۔ بھورے رنگ کی چادر کو
کندھوں پر پھیلائے اپنی تمام تر وجہت کے ساتھ بیٹھا تھا۔
وہ بنا پلکیں جھپکائے اسکی پروفائل پکھر کو دیکھ رہی تھی۔

"ہوش میں آؤ ماہی۔۔ اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے بات کرو۔۔ !!
ایلا کہتی کمرے سے باہر نکل گئی تھی جبکہ ماہی کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔
اسکی آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔ وہ شخص کس حد تک اسے عزیز ہو چکا تھا وہ خود نہیں جانتی
تھی۔

Classic Urdu Material

"ہانی تمہیں وہ اسمارہ آپی یاد ہے جو سکول میں ہماری سینئر تھی۔؟"

مہرو نے سامنے بیٹھی حانم سے پوچھا جو تیزی سے رجسٹر پر قلم چلا رہی تھی۔

"نمیں کچھ خاص نہیں---"

"وہی جس سے میری اچھی خاصی دوستی تھی۔ جس نے ٹاپ بھی کیا تھا۔"

مہرو نے یاد کرونا چاہا۔

"کیا ہوا اسے--؟؟"

حانم نے پوچھا۔

"اسکی مما کا پرائیویٹ کالج ہے اچھا خاصا ہے۔ انہیں دو ماہ کیلیے ایک ٹچر کی ضرورت ہے کل اسمارہ آپی کی کال آتی ہوئی تھی وہ پوچھ رہی تھی کہ اگر کوئی ٹچر ہو--"

ایف ایس سی کے سٹوڈنٹس کو پڑھانا بس دو ماہ--"

حانم نے اب کی بار سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

Classic Urdu Material

"کیا وہ مجھے رکھ لیں گے--؟؟"

اسکا ذہن مہرو کی بات کو سمجھ گیا تھا۔

"ہاں میں نے بات کی تھی۔ وہ کہ رہے تھے اگر ڈیو اچھا دیا تو--

"میں کوشش کروں گی-- دو ماہ ہی کافی ہیں میرے لیے-- !!

اب حanim کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔

"ویلے وہاں سارے ٹھپر ز بہت ہائی کو الیفائی یڈ ہیں لیکن اب انکی بھی مجبوری ہے اور اسمارہ آپی میری بات بھی مان لیتی ہے وہ اپنی ماما کو منا لے گی۔ لیکن تم سوچ سمجھ لو دو کام ایک ساتھ کرلو گی؟؟"

"ٹائمنگ کیا ہے کاج کی؟؟"

حanim نے پوچھا۔

"صحیح آٹھ سے ایک بنج تک--"

"بس ٹھیک آکیڈمی کا ٹائم دو بنج سے شروع ہوتا ہے۔۔۔ بس دو ماہ کی تو بات ہے میں کرلوں گی کچھ نا کچھ--"

Classic Urdu Material

حائزہ کے دماغ سے جیسے بہت سا بوجھ اتر گیا تھا البتہ اب اسے ایک نئی فکر تمہی پتا نہیں
اسے یہ جا ب ملتی یا نہیں--؟؟

ہشام آرچے کو بلانے اسکے کمرے میں آیا تھا لیکن وہ اسے وہاں نظر نہیں آیا۔ واشروم کا دروازہ
بند تھا اور شاور کی آواز سے اس نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ اندر تھا۔

ابھی وہ کچھ کہنے والے تھا جب اسکی نظر آرچے کے موبائل پر پڑی جو بلنک کر رہا تھا۔
وہ واحد شخص تھا جو اسکے فون کو ہاتھ لگا سکتا تھا۔

ہشام نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا اور دوسرے ہی پل اسے جھٹکا لگا تھا۔ جیسے کوئی کرنٹ--
ہاں موبائل فون سے--

"Don't Touch My phone You Bromides"

موبائل کی سکرین سے آواز ابھری تھی اور اس پر لکھا بھی چمک رہا تھا۔

ایک بڑا سا ظائی یگر منہ کھولے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھور رہا تھا جسکے منہ میں یہ الفاظ
چمک رہے تھے۔

Classic Urdu Material

"کیا ہوا شامو کا کا ڈر گئے ---"

اندر سے اسکی آواز ابھری تھی۔ جانے اسے کیسے پتا چل جاتا تھا۔

"ڈوب کے مرجاؤ تم۔۔۔ انتہائی کوئی مذلیل انسان ہو ویلے۔۔۔!!!"

ہشام کو غصہ آگیا تھا۔

جبکہ آرجے کا قمکھہ ابھرا تھا۔

"برومائی ڈ صاحب کیا لینے آئے ہو میرے کمرے۔۔۔؟؟"

اسکے برومائی ڈ کھنے پر ہشام مزید تپا۔

"تمہیں پتا بھی ہے برومائی ڈ کا مطلب کیا ہے؟؟

"یہ تو تمہیں پتا ہو گا شامو کا انگلش لڑپھر تو تم پڑھ رہے ہو۔۔۔"

"برومائی ڈ کا مطلب پرانے خیالات۔۔۔ کیا تمہیں میں پرانے خیالات کا لگتا ہوں۔؟؟-

ہشام کو اسکا برومائی ڈ کھنا برا لگا تھا۔

انسان ہیں۔۔۔ اس بات کا اندازہ آپ "جی بالکل۔۔۔ شامو کا آپ Old Fashioned

اپنے کپڑوں سے لگا لیں۔۔۔"

Classic Urdu Material

وہ ترکی بہ ترکی جواب دے چکا تھا۔

جبکہ ہشام دانت بھیجن کر رہ گیا تھا۔

"نہا کر جلدی نیچے مرو۔۔ مدتحہ آئی ہے تمیں بلا رہی ہے۔۔!!

(مدتحہ ہشام کی چھوٹی بہن تھی جو ڈاکٹر بن رہی تھی)

وہ کہہ کر رکا نہیں تھا بلکہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ کیونکہ آرجے سے بحث کرنا فضول تھا۔

.....
رہنے دو ہانی ایک وقت میں تم سے دو کام نہیں ہونگے پھر تم کو گی کہ پڑھائی ہی پر دھیان نہیں دے پارہی۔۔!!

آسیہ بیگم نے اپنی بیٹی کو سمجھانا چاہا تھا۔

"وہ تو ویلے بھی نہیں دے پارہی اماں۔۔ فائی دہ ہی ہو گانا مجھے۔۔ بس دو مہینے کی تو بات ہے۔"

ہانی نے جواب دیا۔

Classic Urdu Material

"اچھا ہے جانے دیں امی۔۔۔ گھر میں رہ کر بھی تو اس نے کتابیں چاٹنی ہیں باہر نکلے گی باہر کی دنیا سے لے گی اسکا غصہ بھی کم ہو گا۔۔۔"

ماہم نے ٹانگ اٹکائی۔ حanim نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"اسے چھوڑو تم کھانا کھاؤ۔۔۔ اسکی تو عادت ہے بولئے کی۔!!

آسیہ بیگم نے اپنی حanim سے کہا جسے بہت جلدی غصہ آتا تھا۔ البتہ وہ غصہ دوسروں پر کم اتنا تھا۔ اندر ہی اندر پینے کی وجہ سے وہ بہت تلخ ہو گئی تھی۔

"بس اماں دو ماہ۔۔۔ دس ہزار دنگے وہ لوگ۔۔۔

ایک بار داخلہ چلا جائے گا اور دوسری دفعہ کی تختواہ میں کوئی موبائل لونگی۔ انٹرنیٹ کی بہت ضرورت پڑتی ہے مجھے۔۔۔!!

آج دوپوری محنت کر کے گئی تھی کلاس اور پرنسپل کو اسکا ڈیمو پسند آگیا تھا۔
کل سے وہ باقاعدہ اپنی ٹپنگ کا آغاز کرنے والی تھی۔

"یہ بھی شکر ہے کہ انہوں نے مجھے رکھ لیا۔ اگر انکار کر دیتے تو کیا ہوتا۔۔۔؟؟"

Classic Urdu Material

"رکھتے کیوں نہیں بھئی۔ تنسیں ہزار جس ٹپھر کو دینے تھے انہوں نے اب اسکے بد لے انہیں دس ہزار میں ٹپھر مل گئی ہے۔ کیسے نا رکھتے۔۔۔؟؟" ماہم باز نہیں آتی تھی۔

"تم چپ کر کے بستر لگا دو۔۔۔ مجھے نیند آئی ہے بہت۔۔۔!!

"وہی کر رہی ہوں۔۔۔ دیکھ تو لو پہلے۔۔۔!!

حانم کی بات پر بستر لگاتی ماہم نے جواب دیا تھا۔

جبکہ حانم کا دماغ ٹپنگ میں الجھ کر رہ گیا تھا۔ اسے ٹپنگ کرنا نہیں پسند تھا۔ لیکن وقت انسان سے کیا کچھ کروالیتا ہے۔ وہ بس گھری سانس لے کر رہ گئی تھی۔

وہ فٹبال لے کر سیدوں کی حولی سے باہر نکل آیا تھا۔ اب اسکارخ گراونڈ کی طرف تھا جہاں علاقے کے لڑکے فٹبال کھیلتے تھے۔

"اے آر جے آؤ آؤ۔۔۔!!

لڑکوں نے اسے دیکھ کر آواز دی۔۔۔

Classic Urdu Material

اور وہ مسکراتا انکی طرف بڑھ گیا تھا۔

اسکی نظریں ایک انسان کوتلاش کر رہی تھیں۔ جسکا کل مدتحہ نے اسے بتایا تھا کہ جب وہ گھر آرہی تھی ڈائیور کے ساتھ تو ایک لڑکے نے بائیک پر انکا پچھا کیا تھا اور کچھ نازیبا کلمات بھی اچھالے تھے یہ جاننے کے باوجود کہ وہ سید خاندان کی لمبی تھی۔

جلد ہی اسکے کمپیوٹر سے تیز چلتے دماغ نے اس لڑکے کو سیکن کیا اور پھر وہ فٹبال کے ساتھ میدان کو د پڑا۔

کچھ دیر نارمل کھیلنے کے بعد اس نے لڑکے کا نشانہ رکھ کر فٹبال کو سک لگائی اور منہ پہ دے مارا تھا۔ اور پھر وہ پاگل ہو گیا تھا۔

وہ

سارے لڑکے اسکے پاگل پن کو دیکھ کر بھاگ گئے تھے جبکہ وہ بری طرح اب اس لڑکے کو ہاتھوں اور لاتوں سے پیٹ رہا تھا۔



Classic Urdu Material

آرجے لڑکے کو بربی طرح پیٹ رہا تھا اسکے اختیار میں ہوتا تو وہ اس لڑکے کو جان سے مار دیتا۔
دیکھنے میں وہ دبلا پتلا سا تھا ابھی لیکن اپنی جسامت کے لحاظ سے وہ کافی طاقتور تھا۔

"برڈے سائی میں جلدی چلیں وہ باہر میدان میں چھوٹے سائی میں--"

حوالی کا ملازم بھاگا حشام کے پاس آیا تھا۔

"کیا ہوا آرجے کو--؟"

چھوٹے سائی میں کے نام پر حشام کے کان کھڑے ہوئے وہ ایک جھٹکے سے اٹھا۔

"وہ جی باہر سائی میں ایک لڑکے کو مار رہے ہیں--!!

ملازم پھولی سانسوں ساتھ مشکل سے بولا تھا۔

اور حشام اسکی بات پوری ہونے سے پہلے باہر کی طرف بھاگا تھا۔

کچھ ہی پل میں وہ میدان میں پہنچ گیا تھا۔

وہ لڑکا نیچے پڑا تھا جبکہ آرجے اسکے منہ پر گھونٹے مار رہا تھا۔

"آرجے پاگل ہو گئی سے ہو-- چھوڑو اسے--!!

hasham نے اسے پکڑ کر لڑکے سے دور کیا جسکے منہ سے اب خون نکل رہا تھا۔

Classic Urdu Material

آرجے کی گرفت سے نکلنے کے بعد لڑکا درد سے کراہ رہا تھا ملازم اسے اٹھانے کے بعد وہاں سے نکل گیا تھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے تم پاگل ہو گئے ہو جاہل انسان--!!" لڑکے کی حالت دیکھ کر حشام کا دماغ گھوما اور اس نے آرجے کو زور سے دھکا دیا تھا۔ جو خونخوار نظروں سے اس طرف دیکھ رہا تھا جہاں ملازم اس لڑکے کو لے کر گیا تھا۔

"کیوں مارا اسے--؟؟"

حشام نے سوال کیا۔ جبکہ آرجے نے اب حولی کارخ کر لیا تھا۔

"تم سے پوچھ رہا ہوں جواب دو--"

اسکے جواب نادینے پر حشام چلا گیا۔

"ریلیکس شامو کا کا بلا وجہ کیوں چیخ رہے ہو--؟؟" وہ اتنے پر سکون انداز میں بولا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ جبکہ حشام دنگ رہ گیا تھا۔

"مجھے واپس جانا ہے۔ دیر ہو رہی ہے پیکنگ بھی کرنی ہے آجائو چائے پیتے ہیں۔ پھر میں چلا جاؤ نگا اور تمہیں موقع نہیں لے گا"

Classic Urdu Material

اسکا اپنا ہاتھ بھی زخمی ہوا تھا۔

وہ حشام کو سلگاتا آگے بڑھ گیا تھا جبکہ حشام سر پیٹ کر رہ گیا تھا۔

حانم صح صح کاج کے سٹاف روم میں بیٹھی تھی۔ آج اسکا پہلا دن تھا۔ وہ بڑی طرح سے گھبرا رہی تھی۔

دل ہی دل میں دعائیں کر رہی تھی کہ اسکا پہلا تجربہ کامیاب رہے۔

”مس حانم آجائیں آپکو آپکی کلاس دکھاؤں ۔۔!!
کاج کی کوارڈینیٹ نے اسے پکارا وہ سنبلتی اسکے پیچھے لپکی۔

”یہ ایف ایس سی پارٹ ٹو کی کلاس ہے۔۔ آج سے آپ انہیں کمیسری پڑھائیں گی۔۔“

وہ دونوں کلاس میں داخل ہوئیں۔ کلاس میں ایک طرف لڑکیاں جبکہ دوسری جانب لڑکے بیٹھے تھے۔

وہ خود ابھی چھوٹی تھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ لڑکوں کو کیسے کنٹرول کرے گی۔

Classic Urdu Material

"سٹوڈینٹس یہ آپ کی کمیسری کی نئی میم ہیں-- اچھے سے خوش آمدید کرو انہیں !!
کو آرڈینیٹر سمعیہ نے اسکا کلاس سے تعارف کروایا۔

انہیں نے کمیسری میں ماسٹر کیا ہوا ہے !!

کو آرڈینیٹر کی اس بات پر وہ بڑی طرح پوچنکی۔

اس نے جھوٹ بولا تھا وہ خود ابھی طالب علم تھی۔ وہ پوچھنا چاہتی کہ اسکا غلط تعارف کیوں
کروایا گیا لیکن اسے موقع ہی نہیں ملا اس سے پہلے وہ پوچھتی سمعیہ کلاس سے جا چکی تھی۔

کلاس میں موجود طلبہ و طالبات اسے غور سے دیکھ رہے تھے۔

وہ اتنی خود اعتماد نہیں تھی۔ اور پھر یہ موقع بھی پہلا تھا۔ وہ کافی گھبرا رہی تھی۔

"میم آپکا نام کیا ہے ؟؟"

ایک لڑکی نے پوچھا تھا۔

"اُم حاثم--!!"

وہ اپنے آپ کو پر اعتماد بناتے ہوئے بولی تھی۔

Classic Urdu Material

"نائیں نیم میم--!!

لڑکوں کی طرف سے پہلا کمینٹ آیا تھا۔

اللہ کا نام لے کر اب وہ کلاس کا تعارف شروع کر دیا تھا۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ لڑکا کوئی ناکوئی گل کھلانے گا۔ یہ اس لائق نہیں ہے کہ اسے یہاں بلایا جائے--!!

سید جبیل کافی غصے میں تھے وہ بے چینی سے ڈائیگ روم میں ٹھیک رہے تھے سامنے بی جان لکڑی کی بڑی سے کرسی پر براجمان تھیں۔

"اگر وہ لڑکا مر جاتا تو--؟ کیا جواب دیتا میں گاؤں والوں کو؟؟؟
یہ سب آپ لوگوں کے لادپیار کا نتیجہ ہے--!!
بی جان خاموشی سے انکلی باتیں سن رہی تھیں۔

"کوئی می تو وجہ ہوگی ناجواس نے ایسا کیا--!!
بالآخر بی جان نے پہلی بار کچھ کہا۔

Classic Urdu Material

"وجہ جو بھی اسے کس نے یہ حق دیا کہ وہ لوگوں کے سر پھاڑتا پھرے--
اب کیا جواب دوں میں اسکے ماں باپ کو جو پنچائیت بلانے کا کہہ رہے ہیں--!!

"بابا سائی یہ آپ پریشان نا ہوں میں کرتا ہوں بات ویلے بھی اس لڑکے نے غلط حرکت کی
پہلے--!!

حشام نے آگے بڑھ کر انہیں حوصلہ دیا۔

"بیشک اسکی حرکت غلط تھی میں خود نمٹ لیتا یہ کون ہوتا ہے مارنے والا--؟؟
اس سارے واقعے میں مذکور خاموش بیٹھی تھی۔

"جاو اسے بلاو معافی مانگے گا وہ اس لڑکے کے ماں باپ سے--!!
بی جان نے مذکور سے آرجے کو بلانے کا کہا۔

"لیکن بی جان وہ تو چلا گیا۔!!
مذکور نے جواب دیا۔

"دیکھ لیا آپ نے ہمیں لوگوں کے سامنے شرمندہ کر کے خود بھاگ گیا۔ !!

Classic Urdu Material

"اچھا ہوا بابا سائیں چلا گیا یہاں رہتا تو پھر کچھ غلط کرتا۔۔ آپ آرام کریں میں کرتا ہوں بات ان لوگوں سے۔۔

اگر وہ پنجائیت کا کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے سیدوں کی لڑکی پر جملے کسنسے کی پاداش میں انکے خاندان کو بھی سزا لے گی۔۔۔!

وہ سرد سے لمبے میں کھلتا ہویا سے نکل کر درباری حصے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"مسئی لہ یہ ہے کہ قاضی بھی میں ہی ہوں۔ اور اسے کسی شاعر کی بات یاد آئی

حیران سمجھی کو کر گیا منصف کا فیصلہ۔۔۔!!

رند کو سزا نہ مل سکی قاضی نئے میں تھا۔۔!!

۔۔۔ اگر آپ کے لادلے کو معافی مانگنی پڑ گئی نا تو کبھی بھی نہیں مانگے گا اور اللہ مجھے ہی شرمندہ کروائے گا۔۔!!

سید جبیل بی جان سے کہہ رہے تھے اور بی جان کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ آرجے کو کس طرح سدھاریں۔

Classic Urdu Material

وہ خوشی خوشی کلاس سے باہر نکلی تھی۔ کلاس کے طالب علم اچھے تھے۔ کچھ ہی دیر میں اسکا اعتماد بحال ہوا تھا اور اب وہ شکر رہی تھی کہ اسکا پہلا دن اچھا گزرا گیا تھا۔ کاج سے سیدھا وہ اپنی اکیڈمی آئی تھی جہاں وہ اب مہرو کے ساتھ کینٹین پر بیٹھی سوسے کھا رہی تھی۔

”کیسا گزرا پہلا دن؟؟؟“

مہرو نے وہ پوچھا۔

”اچھا تھا۔۔!!“

”کسی نے تنگ تو نہیں کیا؟؟؟“

”نہیں ابھی تک تو نہیں۔۔ لیکن میں خود تنک گئی ہوں اور اب نیند آ رہی ہے۔۔!!“
حانم کی بات سن کر مہرو کو اس پر ترس آیا تھا۔

”کہا تو تھا سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا۔۔!!“

مہرو کو دکھ ہوا وہ واقعی تنکی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

Classic Urdu Material

"کچھ نہیں ہوتا مہرو بس دو مہینوں کی بات ہے تم دعا کرو کہ اللہ پاک مجھے ہمت دے کر رکھے-- جانے وہ لوگ کیسے ہوتے ہیں جو دن رات کام بھی کرتے ہیں اور پڑھائی میں ٹاپ بھی کر جاتے ہیں۔!!

حanim کو احساس ہوا تھا کہ دو کام ایک ساتھ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

"تمہارے جیسے ہوتے ہیں ہانی-- اور تم دیکھنا ایک دن اللہ پاک تمہیں بہت ساری کامیابیوں سے نوازے گا--!!

"آمین-- آمین!!
حanim اسکی بات پر مسکرائی۔

"اچھا جلدی کرو اب کلاس شروع ہونے والی ہے ہماری--!!

"بس یہ چائے پی لوں پھر چلتے ہیں کلاس میں--"
حanim نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے جواب دیا۔
جبکہ مہرو اسے پیار سے دیکھ رہی تھی۔

مہروالنساء کیلیے ام حanim بہت اہم تھی۔ وہ بچپن سے اسکی دوست تھی۔

مہرو کا تعلق اچھے خاندان سے تھا۔ پیسے کی بھی کمی نہیں تھی۔ وہ چاہتی تو کسی اچھے کاچ یا

Classic Urdu Material

یونیورسٹی میں داخلہ لے سکتی تھی ایف ایس سی کے بعد لیکن اس نے حامم کے ساتھ ایک آکیڈمی میں پڑھنا پسند کیا تھا۔ وہ اسکی سچی اور مخلص دوست تھی۔

"یہ شخص میرے میسجز کا جواب کیوں نہیں دے رہا؟؟
ماہی لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھی تھی۔

اس نے تین دن پہلے حشام کو میسج کیا تھا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔
اسکی سانسیں اٹکی تھیں۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ماہین حمدان کسی کو میسج کرے وہ شخص اگنور کر دے جواب نا
دے؟؟"

اسکو دکھ ہو رہا تھا۔

باہر گرتی برف اسے مزید اداں کر رہی تھی۔

"ماہی تم پریشان نا ہو۔۔ شاید اس نے تمہارا میسج نا دیکھا ہو۔۔ شاید وہ مصروف ہو۔۔!!
ایلا نے اسے دن میں حوصلہ دیا تھا۔ لیکن اسکا دل ڈوب رہا تھا۔

Classic Urdu Material

نمیں کی--!! "ا بھی تک فرینڈ ریکویسٹ بھی
وہ مایوس ہو گئی تھی شاید۔

"ہو سکتا ہے انہوں نے دیکھانا ہو--!!
وہ خود کو تسلی دے رہی تھی۔

"مسٹر حشام جبیل بس ایک بار بات کر لیں--!!
ایک اور میسج کرنے کے بعد وہ لیپ ٹاپ بند کر چکی تھی۔ ان دیکھی سی ادا سی نے اسے اپنی
لپیٹ میں لے لیا تھا۔

آج اسکا کالج میں تیسرا دن تھا جب اسے کلاس میں دونوں ائمے نظر آئے تھے۔ ایک لڑکا
اور ایک لڑکا۔

لڑکے کو بچہ تو نہیں کہا جا سکتا تھا۔ وہ آخری بیٹھ پر بیٹھا تھا۔
حanim کو وہ تھوڑا عجیب لگا تھا۔ گھرے گھنے بال جنہیں جیل لگا کر پیچھے کی طرف چپکایا گیا تھا
جو گردن کو چھوڑ رہے تھے۔

اس نے باقی سوڈنٹس کی طرح یونیفارم بھی نہیں پہنا تھا۔

Classic Urdu Material

لڑکیاں بار بار پیچھے مرکر اسے دیکھ رہی تھیں۔

جبکہ اسکی نظر کھڑکی سے باہر کھلے آسمان پر جمی تھی۔

حanim کے کلاس میں داخل ہونے پر سب نے سلام کیا تھا۔ جبکہ اس نے ایک نظر حanim کو دیکھنے کے بعد جس میں تھوڑی حیرانی تھی۔ چہرہ دوبارہ کھڑکی کی طرف موڑ لیا تھا۔

"یہ نئی میم کب آئی ہیں؟؟

لڑکیوں کی جانب والی قطار میں سب سے آخر میں بیٹھی لڑکی نے اپنے ساتھ والی لڑکی سے پوچھا۔

"ہاں دو دن پہلے-- جب تم اور تمہارا دوست دونوں غیر حاضر تھے-- ویلے تمہاری ماں تو پرنسپل ہیں کیا انہیں نے ذکر نہیں کیا؟؟

"نہیں-- مجھے تو کسی نے نہیں بتایا۔-- ویلے بھی مجھے ان باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے-- ہم یہاں کچھ ماہ کیلیے آئے ہیں ان باتوں سے ہمیں کیا لینا دینا--!!
رُشنا نے ایک ادا سے بالوں کو پیچھے کی جانب جھکا دیتے ہوئے کہا۔

Classic Urdu Material

"آج کلاس میں دونئیے چھرے نظر آرہے ہیں کیا آپ لوگ اپنا تعارف کروائیں گے؟؟ حanim نے کلاس میں موجود ان دو سٹوڈنٹس سے کہا۔

"میں رشنا ہوں-- اس کالج کی اونر (مالک) کی بیٹی--!!

وہ بس اتنا ہی بولی تھی اور پھر چھرہ لڑکے کے طرف کیا۔

"اور آپ؟؟؟

حanim نے لڑکے سے پوچھا۔ جو جانے باہر آسمان میں کیا ڈھونڈ رہا تھا۔

"آپ سے بات کر رہی ہوں-- کیا آپ کو سنائی نہیں دیا--!!

اس نے مصنوعی غصے سے کہا۔

لڑکے نے اسکے لمحے میں چھپے غصے کو محسوس کرتے ہوئے اسکی جانب دیکھا۔

مرہون ٹخنوں سے ذرا اوپر تک آتی فراک پہنے جس پر سیاہ رنگ کا سویٹر پہن رکھا تھا۔ مرہون ڈپٹھ لیا وہ لڑکی اسے کہیں سے بھی ٹپھر نہیں لگتی تھی۔

اسکی آنکھوں نے ایک سینکڑے میں میم کو سکین کر لیا تھا۔ جبکہ حanim اسکے اس طرح دیکھنے پر گریٹر گئی تھی۔

وہ جانے کیوں ایک دم کھڑا ہوا تھا۔ پوری کلاس میں سرگوشیاں پھیل گئی تھیں۔

Classic Urdu Material

حائف نے محسوس کیا تھا کہ وہ کلاس میں سب سے لمبا تھا۔
سردی میں ٹی شرٹ پہننے وہ خاصا پرسکون سالگ رہا تھا۔

"کیا اسے سردی نہیں لگتی؟؟"

حائف نے دل میں سوچا۔

"نام کیا ہے آپکا؟؟"
وہ پوچھ رہی تھی۔

جبکہ لڑکا گھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آنکھیں دو ہیں _____ مگر "ایک" آتا ہے نظر.."

"آنکھوں ہی سے سیکھ لجیے، یہ توحید دلبرانہ.."

"روحان جبیل-- سید روحان جبیل !!!"

وہ حائف کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تھا اسکی آواز کافی رعب دار تھی۔



Classic Urdu Material

"روحان جبیل-- سید روحان جبیل"

وہ حanim کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تھا اسکی آواز کافی رعب دار تھی۔

"میم یہ آرج--"

کلاس میں ایک لڑکی نے کچھ کہنا چاہا تھا جب روحان نے گھور کر اسے دیکھا اسکی زبان کو وہیں بریک لگی تھی۔

"ٹھیک ہے آپ بیٹھ جائیں آج کا لیکچر شروع کرتے ہیں--!"

حanim نے سرسری سے انداز میں کھنے بے بعد کتاب اٹھائی۔

جبکہ روحان کی سرد نگاہیں اب بھی اسی پر جمی تھیں۔ یہ پہلی دفعہ ہوا تھا کہ اسے کسی نے کھڑے ہونے اور بیٹھنے کا حکم دیا تھا۔
وہ اپنی جگہ کھڑا رہا۔

جب حanim نے اسے ایلے ہی کھڑے دیکھا تو اسکے چہرے پر ابھری ابھری۔

"اور آپ کا تعارف مس--؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"اُم حانم نام ہے میرا-- اور میرا تعارف اتنا اہم نہیں ہے آپ بیٹھ جائیں--!
وہ مسکرائی می تھی۔

روحان کو تھوڑا سا تعجب ہوا تھا یا وہ اسے واقعی ہی نہیں جانتی تھی یا پھر جان بوجھ کر انجان
بن رہی تھی۔

"پتا ہے مہرو آج کلاس میں ایک نیا لڑکا آیا ہے-- مطلب ہے تو پرانا ہی لیکن پچھلے دنوں وہ
غیر حاضر رہا تمہا اس لیے آج ہی ملا--!!

پھر---؟؟-

مہرو نے سوالیہ نظرؤں سے اسے دیکھا۔

"عجیب انسان ہے ایک تو اتنا بڑا ہو کر ایف ایس سی میں ہی ہے ابھی اور اوپر سے پورے
لیکچر وہ باہر دیکھتا رہا--!!

"لڑکے جلدی بڑے ہو جاتے ہیں ہانی-- اور شاید اسکے ساتھ کوئی مسئی لہ ہو--!!
مہرو کی بات پر حانم نے اثبات میں سر ہلاکا تھا۔

Classic Urdu Material

انسانی جسم کو پکھلا دینے والی گرمی پڑ رہی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے آگ برس رہی ہو۔۔۔ پیاس سے اسکا گلا خشک ہو چکا تھا۔

دورا سے ایک دریا نظر آیا تھا وہ جلتی تپتی زمین پر نگے پاؤں چلتی اس دریا کی طرف بڑھ رہی تھی۔

پاؤں میں آبلے پڑ گئیے تھے لیکن پیاس کی شدت اسے آگے بڑھنے پر مجبور کر رہی تھی۔ جیسے ہی وہ دریا کے پاس پہنچی تھی۔ ہوا میں گرمی کی شدت مزید بڑھ گئی تھی۔ دریا پر نظر پڑتے ہی اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔ دریا میں پانی کی جگہ لاوہ بہہ رہا تھا۔

وہ ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوئی تھی جب کسی نے اسے پیچھے سے دھکا دیا اور وہ آگ البتے دریا میں جا گری تھی !!!

آگ نے جسم کو جلایا تو وہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھی تھی۔ چہرہ پسینے سے تریت تھا۔ موئی رضائی میں اسکا دم گھٹ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

”کیا ہوا ہانی تم ٹھیک ہو۔۔؟؟“

چخ کی آواز سن کر آسیہ بیگم اٹھ گئی تھی۔

”اماں وو--وہ--

الفاظ اسکے لگے میں دم توڑ گئے تھے۔

کمرے میں پھیلی زیر بلب کی روشنی میں اسکے چہرے پر پھیلا خوف اسکی ماں آسانی سے دیکھ سکتی تھی۔

”کیا ہوا کوئی برا خواب دیکھا کیا؟؟“
آسیہ بیگم نے پوچھا۔

”پپ-- پانی--“

خشک ہوتے حلق کے ساتھ وہ مشکل بول پائی تھی۔

کچھ سینڈز بعد ہی پانی کا گلاس آسیہ بیگم نے اسے پکڑا تھا جو وہ ایک ہی سانس میں پی گئی تھی۔

Classic Urdu Material

"کتنی بار کہا ہے کہ عشاہ کی نماز پڑھ کر سویا کرو۔ کام اور مصروفیت اپنی جگہ لیکن نماز چھوڑنا کہاں کی داشمندی ہے؟؟"

آسیہ بیگم نے آیت الکرسی پڑھ کر اس پر پھونکنے کے بعد کہا۔

وہ آج کافی تھک گئی تھی۔ کاج آکیدی اور پھر اپنی اسائی منٹ بنانے کے بعد اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اٹھ کر عشاہ کی نماز پڑھے۔

شیطان نے غلبہ پایا تو وہ بنا نماز پڑھے ہی سوگئی تھی۔ اب اور اب ڈر کر اٹھی تھی۔

کتنی ہی دیر لگی اسکی تیز چلتی دھڑکن کو نارمل ہونے میں۔

"اللہ مجھے معاف کر دیں آئی ندہ نہیں چھوڑوں گی نماز۔!!

اسکی آنکھ سے آنسو نکل آیا تھا۔ خواب نے بری طرح اسے ڈرا دیا تھا۔

"شیطان نے بہ کادیا ہے اور کچھ بھی نہیں۔ سوچو مت اور سوچاؤ۔!!

اماں نے اسے پیار کرتے ہوئے کہا تھا۔

وہ جاگتی رہی تھی۔ سر دیوں کی راتیں ویلے بھی لمبی ہوتی ہیں پورے ایک گھنٹے بعد اسکی آنکھ لگی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس خواب کا اسکی زندگی پر کیا اثر پڑنے والا تھا۔

Classic Urdu Material

پچھلے کئی می دنوں سے وہ لڑکی اسے لگاتا میسحز کر رہی تھی۔
حشام اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اسکی منتیں کرنے کی وجہ سے آج وہ اسے جواب
دے رہا تھا۔

"جب بولیں۔۔ میں آپکی کیا مدد کرسکتا ہوں؟؟"
ٹھہرے ہوئے لمحے میں پوچھا گیا تھا۔
جبکہ ماہی تو خوشی کے مارے بے ہوش ہونے والی ہو گئی تھی۔
کتنی ہی دیر وہ سکرین پر اسکے بھیجے گئیے پیغام کو بے یقینی سے دیکھتی رہی تھی۔
جبکہ دوسری جانب وہ بے زار سے جواب سا جواب کا منتظر تھا کیونکہ ماہین ہمدان میسح سین
کرنے کے بعد گنگ بیٹھی تھی۔

"میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں۔۔!!
کتنی ہی دیر بعد کانپتی انگلیوں سے اس نے ٹائی پ کیا تھا۔

"کوئی چاہت، کوئی مسرت نہیں درکار مجھے
تیرے بعد کوئی محبت نہیں درکار مجھے

Classic Urdu Material

اے نئے شخص میں بھلا تیرے کس کام آؤں گا
اداسی کر چکی ہے اب تو مکمل برباد مجھے

ہوا کرتا تھا کبھی میں بھی کسی آنکھ کا تارا
اب تو اس شخص کا چہرا بھی نہیں یاد مجھے

اس کے ہاتھ میں ہی تھا مجھے اچھا کرنا
کہاں کر سکتی ہیں یہ بھاریں اب آباد مجھے

زیب حوصلہ دینے والے یہ کہاں جانتے ہیں
کتنا دکھ دیتا ہے یہ میرا دل ناشاد مجھے ””

”معذرت محترمہ میں عورتوں سے دوستی نہیں کرتا۔۔۔!!
ماہی کے چہرے کارنگ اڑا تھا۔

”لیکن کیوں؟؟؟
وہ پوچھ رہی تھی۔

”کیونکہ مجھے یہ زیب نہیں دیتا۔۔۔!!

Classic Urdu Material

ماہی نے دیکھا تھا اسکی فرینڈ لست میں کوئی می لکھی بھی ایڈ نہیں تھی۔

"لیکن میں آپکو جانتی ہوں آپکو یاد ہوگا ہم لے تھے پیس میں ایفل ٹاور کے پاس--!!
وہ اسے کچھ یاد دلانا چاہتی تھی۔

"نہیں مجھے کچھ یاد نہیں اور اب آپ مجھے ڈسٹرپ مت کیجیئے گا۔ خدا حافظ۔!!
وہ اپنی بات کر کے اسکی سنبھال آف لائی ن جا چکا تھا۔
جبکہ ماہی ایک گمراہ سانس لے کر رہ چکی تھی۔
وہ بات بھی سننا گوارہ نہیں کر رہا تھا جسکے لیے وہ ماری ماری پھر رہی تھی۔

اس دن روحان کلاس میں دیر سے آیا تھا۔
سیاہ رنگ کا آپر پنے جسکے ہڈ نے اسکا آدھا چہرہ چھپا دیا تھا وہ بنا اجازت لیے اندر آیا اور اپنی جگہ
پر بیٹھ گیا تھا۔

بیٹھتے ہی اس نے چہرے کھڑکی کی طرف موڑ لیا تھا روزانہ کی طرح۔ وہ لچکر پر دھیان بالکل

Classic Urdu Material

بھی نہیں دیتا تھا۔

حاجم کو وہ پہلے دن سے ہی کسی امیر باپ کا بگڑا ہوا لادلہ لگا تھا۔

"آپ لیکچر پر توجہ کیوں نہیں دیتے روحان--؟؟"

تنگ آ کر وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

روحان نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا۔ اسکی نظروں میں ہمیشہ کی طرح سرد مری تھی۔

"کیونکہ آپ نے فارمولہ غلط لکھا ہے مس--!!

وہ ظنیہ مسکراہٹ اسکی طرف اچھال کر بولا تھا۔

حاجم نے گربرا کر بورڈ کو دیکھا تھا واقعی اسکا فارمولہ غلط تھا۔

پوری کلاس اسے توجہ سے سن رہی تھی لیکن کسی کو پتا نہیں چلا اور وہ جس نے ایک نظر

بھی نہیں دیکھا تھا وہ کیسے جان گیا تھا؟؟

"معذرت--"

حاجم نے فارمولہ دوبارہ لکھا تھا۔

Classic Urdu Material

"ویلے مس آپکی عمر کیا ہے؟؟؟
روحان کی طرف سے پہلا سوال آیا تھا۔

"انیں سال اور کچھ ماہ--!!
وہ سچ بول گئی تھی۔

"میر کب کیا تھا آپ نے؟؟؟
دوسرा سوال--

"تقرباً چار سال پہلے--!!
وہ ناممکنی سے جواب دے رہی تھی۔ حانم نے محسوس کیا تھا اسکی آنکھوں میں مقناطیسی
کشش تھی جو اسے جواب دینے پر مجبور کر رہی تھی۔

"تو پھر آپ نے ماسٹر کیسے کر لیا مس--!!
اسکے سوال پر حانم گریٹر اگئی تھی۔
سمیم سمیعیہ کا بولا گیا جھوٹ اسے بری طرح پھنسا گیا تھا۔
پوری کلاس میں سرگوشیاں شروع ہو گئی تھیں۔

Classic Urdu Material

"اب وہ لوگ جنہیں خود کچھ نہیں آتا وہ ہمیں پڑھائیں گے--؟؟
ہتک آمیز لجہ تھا۔

حanim کے چہرے کارنگ اڑا تھا۔ اسے اس وقت بہت برا محسوس ہو رہا تھا۔
اس نے جھوٹ نہیں بولا تھا لیکن الزام اس پر آیا تھا۔
وہ پوری محنت سے لیکھر تیار کر کے آتی تھی۔ آج جانے کیسے فارمولہ غلط ہو گیا تھا۔
اور آج ہی روحان جبیل عرف آر جے اسے پکڑ چکا تھا۔
"یہاں سے کل شروع کر دیں گے--!"

وہ بیگ اٹھا کر کلاس سے باہر نکل آئی تھی۔
کلاس کا وقت ویلے بھی ختم ہو چکا تھا ایک دوست باقی تھی۔
اسے محسوس نہیں ہوا تھا کب اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ وقت نے اسے بہت حساس بنا
دیا تھا اور آر جے کی بات اسکے دل پر لگی تھی۔
وہ تیز تیز قدم اٹھاتی گیٹ کی طرف جا رہی تھی۔
ایک آنسو اسکی آنکھ سے گال پر پھسلا تھا جسے اس نے ہتھیلی سے رکڑ کر جلدی سے صاف کیا
تھا کہ کوئی ہی دیکھ نا لے۔

یہ روحان جبیل کی وجہ سے ام حanim کی آنکھ میں پہلا آنسو آیا تھا۔ جانے قدرت نے آگے کیا

Classic Urdu Material

لکھا تھا--!!

"وہ اپنے کپڑے بیگ میں رکھ رہا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"ارے بی جان آپ اندر آئیں وہاں کیوں کھڑی ہیں--!!
حشام نے بی جان کو دروازے میں کھڑا دیکھا تو وہ احترام کے باعث انکی طرف بڑھا۔
ہاتھ پکڑ بیڈ پر لا کر بٹھایا۔

"ہوگئی ہی تیاری؟؟

بی جان نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی بی جان-- بس مکمل ہوگئی ہی ہے--!!
وہ مسکرا یا تھا۔

"تم بھی چلے جاؤ گے گھر ایک بار پھر خالی ہو جائے گا۔ مذکور بھی دو تین ماہ بعد چکر لگاتی ہے
اور روحان تو آتا ہی اپنی مرضی سے ہے-- میں ترس جاتی ہوں تم لوگوں کا چہرہ دیکھنے

Classic Urdu Material

کیلیئے--!!

بی جان افسرده تھیں۔

"ارے آپ اداس نا ہوں میری پیاری ماں جان--- میں روزانہ آپکو فون کیا کروں گا اور آرجے سے بھی کہوں گا کہ جلدی جلدی چکر لگایا کرے--!!

وہ محبت سے بی جان کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ جب اسے زیارہ پیار آتا تھا وہ انہیں ماں جان کہتا تھا۔

"محظے سب سے زیادہ روحان کی فکر کھاتی ہے میرے نچے-- تم تو بہت سمجھدار ہو لیکن اسکے ساتھ جانے کیا مسٹی لہ ہے--؟"

"آپ پریشان نا ہوں وہ ابھی بچہ ہے بیس سال زیادہ عمر نہیں ہوتی اور آپ جانتی بھی ہیں کہ وہ سب جیسا نہیں ہے-- اسے وقت کے گاہر چیز کو سمجھنے کیلیئے--!! حشام نے تسلی دی۔

"تم تو ایسے نہیں تھے حشام-- جب تم بیس سال کے تھے تب بھی بہت سمجھدار تھے۔!!

Classic Urdu Material

"وہ اس لیئے کہ میں آپکا بیٹا ہوں--!!
وہ مسکرا یا۔

"روحان مجھے تم سے زیارہ پیارا ہے حشام-- میں نے ماں سے زیادہ پیار دیا ہے اسے-- میں
نمیں جانتی کل کو میری تربیت پر انگلی اٹھے--!!
بی جان پریشان تھیں۔

"اچھا اب آپ پریشان نا ہوں-- جلدی سے کھانا لگوادیں مجھے بھوک لگی ہے۔ یہاں سے لاہور
جاؤں گا۔ آپکے لادلے سے ملنے کے بعد ہی پیس کی فلاٹ لوگا--!!
وہ ہشاش بشاش سا کہہ رہا تھا۔

"ابھی لگواتی ہوں تم نے مجھے پہلے کیوں نمیں بتایا کہ بھوک لگی ہے--!!
بی جان اسے گھورتی ہوئی اٹھیں تو وہ مسکرا دیا۔

حanim اسکے رویے سے تنگ آگئی تھی۔ وہ ایک دن کلاس میں ہوتا تو دو دن غائب رہتا
تھا۔ ٹیسٹ وہ نمیں دیتا تھا۔

Classic Urdu Material

دھیان کھڑکی سے باہر ہوتا تھا۔ حانم جتنا مرضی اچھا پڑھا لے وہ کوئی می نا غلطی نکالتا تھا اور ایسے سوال پوچھتا تھا کہ وہ چاہ کر بھی جواب نہیں دے پاتی تھی۔

"آج بھی وہ کلاس میں دیر سے آیا تھا اور پھر موبائل پر بھتی بیل کو دیکھنے کے بعد اب وہ فون سن رہا تھا۔

حانم کو اس وقت اس پر انتہائی غصہ آیا تھا۔ ایک تو وہ لیٹ آیا تھا۔ اوپر سے کلاس میں فون استعمال کر رہا تھا جسکی اجازت نہیں تھی۔

"اوکے میں آرہا ہوں شامو کا۔!!

وہ فون بند کرتے ہوئے اٹھا اور بنا پوچھے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ؟؟"

حانم نے غصے سے پوچھا۔

"اووو شٹ اپ۔۔ تم کون ہوتی ہو روکنے والی۔۔۔؟؟" وہ بنا اسکی طرف دیکھے آگ لگانے والے انداز میں پوچھا رہا تھا۔

اور حانم کی برداشت ختم ہوئی می۔ پوری کلاس کے سامنے وہ اسکی بے عزتی کر رہا تھا۔ جبکہ پوری کلاس گنگ بیٹھی تھی۔

Classic Urdu Material

"اپنے والد صاحب کا نمبر تو دیں ذرا--!!

وہ خود نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا بول رہی تھی۔

"O really"؟؟

وہ جیرانگی سے مردا۔

"جی آپکے کارنا مے انہیں بتانے ہیں---!!

وہ اسے گھورتے ہوتے کہہ رہی تھی۔

"لکھ لیں---!!!

وہ اسے نمبر لکھواتا کلاس سے باہر نکل گیا تھا۔

کلاس ختم ہونے کے بعد حanim نے سب سے پہلے رجسٹر میں اسکا ریکارڈ چیک کیا تھا جس میں
وہی نمبر لکھا تھا۔

اس نے خود کے غصے پر قابو پاتے وہ نمبر ملا یا تھا۔

حشام، آرچے کے ساتھ بیٹھا تھا جب اسکے موبائل پر انجانے نمبر سے فون آیا تھا۔

اس نے کال پک کرنے کے بعد فون کان سے لگایا۔

Classic Urdu Material

"آپ روحان جبیل کے گھر سے بات کر رہے ہیں--؟؟
کوئی یہ لڑکی بول رہی تھی جسکا لجہ سخت تھا۔

"جی-- لیکن آپ--!!
وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا۔

"میں اسکے کاچ سے مس ام حanim بات کر رہی ہوں مجھے آپکے بیٹے کے متعلق ضروری بات
کرنی ہے آپ سے آپ براۓ مریانی کل کاچ تشریف لے آئیں--!!
ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتی وہ حشام جبیل کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلا گئی تھی۔



"میں اسکے کاچ سے مس ام حanim بات کر رہی ہوں مجھے آپکے بیٹے کے متعلق ضروری بات"
اکرنی ہے آپ سے آپ براۓ مریانی کل کاچ تشریف لے آئیں--
ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتی وہ حشام جبیل کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلا گئی تھی۔

"اچھا آپ--
لوں-- لوں--

Classic Urdu Material

اس سے پہلے وہ کچھ جواب دیتا فون ڈسکنیکٹ

ہو چکا تھا۔

حشام نے سرد نظروں سے روحان کی طرف دیکھا۔

"کیا ہے ؟؟"

خود کی طرف گھوٹا پا کر روحان نے پوچھا۔

"کیا کیا ہے تم نے کاج میں مسٹر آر جے ؟؟"

حشام نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

"کیا ؟؟"

وہ معصوم بنا۔

حشام حیران ہوا تھا۔ کافی عرصے بعد اسکے کسی تعلیمی ادارے کی طرف سے اسکی شکایت آئی می تھی۔

شروع شروع میں سکول کی طرف سے ٹھپڑ کے فون آتے تھے۔ پھر جیسے ہی سب کو پتا چلا دوبارہ کسی نے فون نہیں کیا تھا۔

اب یہ کافی سوالوں بعد ایسا ہوا تھا۔

Classic Urdu Material

"تمہاری کسی ٹپھر کی کال تھی کہہ رہی تھی آپکے بیٹے کے متعلق ضروری بات کرنی ہے--!!
ناچاہتے ہوئے مسکراہٹ اسکے لبؤں کو چھو گئی تھی۔

"اوہ یقین نہیں ہوتا وہ اتنی بے وقوف ہے--!!
روحان نے مصنوعی جیرانگی سے کہا۔

"بتاؤ تم نے کیا گل کھلایا ہے؟؟؟

"یہ تم اس سے جا کر پوچھونا جس نے فون کیا ہے۔ میں تو اسے دیکھ ہی لوں گا--!!
آخری جملہ اس نے آہستہ آواز سے کہا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے پھر کل بات ہوگی اس موضوع پر-- پھر جانے سے پہلے میں تمہاری اس ٹپھر
سے ملنا پسند کروں گا جس نے آجے کی شکلیت لگانے کی ہمت کی ہے--!!!
جبکہ اسکی بات پر روحان کے چہرے کے تاثرات تن سے گئیے تھے۔

"میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا مس ام حانم--!!
وہ تصور میں اس سے مخاطب تھا جبکہ حشام کی گھری نظریں یہ جاننے دے قاصر تھیں کہ اسکے
دماغ میں اس وقت کیا چل رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"اس نے بات کرنے سے انکار کر دیا ایلا۔۔ وہ مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتا۔۔!!
ماہی کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔۔

کچن میں کام کرتی ایلا نے پلٹ کر اسے دیکھا۔۔

"کس کی بات کر رہی ہو ماہی؟؟ کس نے انکار کیا ہے؟؟"
وہ پوچھ رہی تھی۔۔

"حشام نے--!!
ماہی کے لب پھر پھرائی۔۔

"اوووہ-- تو اس میں رونے والی کیا بات ہے پاگل--؟؟"
ایلا نے اسکی نم آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

"جس شخص کیلیے میں اتنا خوار ہوئی می وہ میری بات سننے تک کیلیے تیار نہیں ہے-- میں
اسے اپنی بد نصیبی سمجھوں--"

Classic Urdu Material

"یہ اسکی بد نصیبی ہے ماہی جو اس نے تمہیں نہیں سمجھا--!!
ایلا نے اسکی بات کاٹی۔

"چلو میرے ساتھ اور ریلیکس ہو جاؤ--!!
ایلا اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے ڈرائی نگ روم میں لائی ہی اور اسے صوفے پر بھٹایا تھا۔
ماہی نے آنکھوں میں آہی ہی نمی کو زبردستی مسکراتے ہوئے صاف کیا تھا۔

"تم تو کہتی ہو ناکہ وہ سید خاندان سے ہے ایک اعلیٰ خاندان سے-- جس کا وقار بہت زیادہ
ہے--

تو سوچو اگر وہ فوراً ہی تمہاری بات مان لیتا اور تم سے فلرٹ شروع کر دیتا تو تمہیں کیسا لگتا--!!
وہ ماہی کے گھٹنوں کے پاس بیٹھی پوچھ رہی تھی۔ ماہی نے چونک کرا سے دیکھا۔

"بولو۔ کیا اچھا لگتا تمہیں؟؟"
ایلا نے دوبارہ پوچھا۔

"نمہیں--"

ماہی نے نفی میں سر ہلایا۔

Classic Urdu Material

"تو مس ماہی خوش ہو جائیں آپ کہ آپکا دل کسی سطھی مرد پر نہیں آیا جو عورت دیکھ کر ہی مرجاتا ہے۔۔ بلکہ شکر کرو کہ تمہاری پسند عام نہیں ہے۔۔!! ایلانے اسکا گال تھپٹھپاتے ہوئے کہا تو ماہی ایک دم مسکرا دی۔ ایلا کی باتوں نے اسے پھر سے زندہ دل کر دیا تھا۔ ایک نئی می امید کی سحر اسکے اندر جاگ گئی تھی۔ واقعی اس نے اس پھلو پر نہیں سوچا تھا۔

"اب میں کافی بنالوں؟؟؟"

ایلانے سوال کیا۔

"میرے لیے بھی۔۔!! ماہی مسکرا دی۔ اور ایلا نے دیکھا تھا اسکے مسکرانے پر جیسے سارے رنگ فضا میں بھکر گئے تھے۔ ایک ثابت امید انسان کو ایلے ہی تازہ دم کر دیتی ہے۔

Classic Urdu Material

وہ سٹاف روم میں بیٹھی ٹیسٹ چیک کر رہی تھی۔ جب اسکے موبائل پر بیل ہوئی تھی۔
حانم نے مصروف سے انداز میں کال پک تھی۔

"ہیلو--؟؟"

مس ام حانم--؟؟

اسکے ہیلو کے جواب میں پوچھا گیا تھا۔

"جی بول رہی ہوں آپ کون؟؟

"میں حشام جبیل بات کر رہا ہوں کل آپ نے روحان جبیل کے سلسلے میں کال کی تھی اور
ملنے کا کہا تھا۔ میں اس وقت کاج کے باہر کھڑا ہوں کیا آپ اس وقت مل سکتی ہیں؟؟"
بھاری مردانہ آواز میں پوچھا گیا تھا البتہ الجہ میں شائی ستگی تھی۔

روم میں، میں آپکو مل لوں گی--!!PTM!"جی۔ جی۔ آپ اندر آجائیں
وہ ٹیسٹ اٹھاتے ہوئے پی نی ایم روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔
جبکہ دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا تھا۔

Classic Urdu Material

تقریباً پانچ منٹ بعد کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی می تھی۔

"لیں---"

وہ بنا دروازے کی طرف دیکھے بولی تھی۔

وہ آج ہی سارے ٹیسٹ چیک کرنا چاہتی تھی۔

"Excuse me" ..

مردانہ آواز پر حانم نے سر اٹھا کر دیکھا تھا۔

"السلامُ عَلَيْكُمْ---!"

میں یہاں مس ام حانم سے ملنے آیا ہوں کیا آپ انہیں بلا سکتی ہیں؟؟؟

وہ سوالیہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔

سامنے بیٹھی لڑکی اسے کوئی می سٹوڈنٹ ہی لگی تھی۔

"جی میں ہی ہوں ام حانم-- آپ بیٹھ جائی میں پلیز--!!

حانم نے اسے میز کی دوسری جانب رکھی کرسی کی طرح اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اتنی چھوٹی سی ٹھپر-- وہ حیران ہوا۔

Classic Urdu Material

"کیا واقعی آپ یہاں ٹھہر ہیں؟؟؟"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی پوچھ چکا تھا۔

"جی وہ ہلکہ سا مسکرائی تو حشام اپنی حیرانگی پر قابو پاتے ہوئے سامنے رکھی کرسی پر براجمان ہوچکا تھا۔

"آپ روحان جبیل کے کیا لگتے ہیں؟؟؟"

حanim نے ٹیکٹ ایک طرف رکھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ سامنے بیٹھا انسان باپ تو کہیں سے نہیں لگ رہا تھا۔

"میں حشام بن جبیل ہوں روحان کا بڑا بھائی یہی--!!"

اس نے کزن کمنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

"اب آپ بتائیں کس سلسلے میں مجھے یہاں بلایا گیا ہے؟؟ اور کیا کیا ہے روحان نے؟؟"

دیوار میں بنی گلاس وندو سے دھوپ کی شعائی یہیں چھن کر اندر آرہی تھیں اور ان دونوں کے درمیان رکھے میز پر چمک رہی تھیں۔

Classic Urdu Material

"درالِ مجھے آپ سے یہ کہنا تھا کہ روحانِ جبیل تھوڑا عجیب ہے۔ کیا اسکے ساتھ کوئی نفسیاتی مسئیٰ لہ ہے؟
میرا مطلب--

"ہاں وہ تھوڑا نہیں بہت عجیب ہے--!!
حشام نے اسکی بات کی تصدیق کی۔

"ہے نا؟ مجھے پہلے دن ہی شک ہو گیا تھا۔ وہ کلاس میں دیر سے آتا ہے۔ زیادہ غیر حاضر رہتا ہے۔ اور بہت ہی زیادہ--

"بدتمیزی کرتا ہے۔!!!"
حشام نے اسکی بات کاٹی۔

"جبی بالکل--"

حانم کے منہ کے زاویہ گڑا۔

"ایک بھی ٹیسٹ نہیں دیتا وہ-- اور--

Classic Urdu Material

"اور اگے سیدھے سوال کرتا ہے-- ہے نا؟؟"

وہ ایک بار اسکی بات پوری کرچکا تھا۔

"حانم کی آنکھوں میں حیرانی ابھری۔

"آپکو تو سب پتا ہے--!!

"ظاہر سی بات ہے مس ام حانم وہ میرا بھائی ہی ہے بیس سال ساتھ رہا ہے کیا مجھے نہیں پتا ہوگا--؟؟"

وہ ناجانے کیوں اتنا بول رہا تھا۔

"بیس سال-- آج کل نچے سترہ سال کی عمر میں انٹر کر رہے ہیں اور وہ بیس سال کا ہو کر بھی انٹر میں ہی گھوم رہا تھا--!!

حانم نے اپنی طرف سے بڑی بات کی تھی۔

اور حشام جبیل نے مشکل سے اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا۔

"لگتا ہے آپکو کسی نے بھی کچھ نہیں بتایا اور آپ روحان جبیل کے بارے میں کچھ نہیں جانتی؟؟"

Classic Urdu Material

"جی-- میں سمجھی نہیں !!
حائف کو واقعی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

) کر رہا ہے-- آخری سمیسٹر فریز BBA" وہ انٹر کا سلوڈنٹ نہیں ہے بلکہ بی بی اے (کر کے وہ دماغ کے الٹ جانے پر ایف ایس سی کرنے آیا ہے-- !!

"کیا-- ؟؟
حیرت سے اسکی آنکھیں پھیلی۔
حشام کو ان بڑی بڑی گرے رنگ کی آنکھوں میں پھیلی حیرانگی اچھی لگی تھی۔

"جی--
پہلے اس نے کمیسٹری نہیں پڑھی تھی ویلے تو اسے ضرورت نہیں ہے وہ خود بھی کتاب پڑھتا تو سمجھ جاتا۔ لیکن ناجانے کیوں وہ یہاں آگیا۔
وہ جو کرتا ہے ہمیں اسکی سمجھ نہیں آتی-- !!

"لیکن وہ ایسا کیوں کرتا ہے ؟؟"
وہ پوچھ رہی تھی۔

Classic Urdu Material

”کیونکہ وہ ایک سلفائی بٹ ہے--!!
کیا آپ جانتی ہیں کہ سلفائی بٹ کسے کہتے ہیں؟؟“
وہ میز پر تھوڑا جھک کر رازدانہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔

شاہ جبیل خاندان پچھلے کئی می سالوں سے ملتان میں آباد تھا۔ سید خاندان ہونے کے ناطے پورے علاقے میں انہیں عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔

جبیل خاندان کے اباو اجداد نے لوگوں کے مسائل کو روحانی طریقے سے سلمجھایا تھا۔
دور دور سے لوگ دعاؤں کیلیے وہاں تشریف لاتے تھے۔
اور اسی طرح انکا سیاست میں بھی بڑا نام تھا۔
لوگ ان سے عقیدت کہتے تھے۔

سید جبیل کے دو بیٹے تھے۔ بڑا ضیاء جبیل اور اس سے چھوٹا حیدر جبیل۔
دونوں بھائیوں کی شادی کم عمری میں ہی ایک ساتھ کر دی گئی تھی۔

ضیاء جبیل کے دو نپے تھے ایک بیٹا حشام بن جبیل جبکہ بیٹی مذکوہ جبیل تھی۔ اور اسکی بیوی خدتجہ جبیل نہلیت شریف اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ جواب لی جان کے رتبے پر فائز

Classic Urdu Material

تھیں۔

جبکہ حیدر جبیل کے گھر شادی کے آٹھ سال بعد بڑی منتوں، مرادوں، وظیفوں اور دعاؤں کی قبولیت کے بعد وہ پیدا ہوا تھا۔۔

جسکا نام عائی شہ جبیل، حیدر جبیل کی بیوی، نے روحان جبیل رکھا تھا۔

عائی شہ جبیل کو اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی۔ صرف اسے ہی نہیں بلکہ پوری سیدھی میں موجود لوگوں کو جن میں ملازمین بھی شامل تھے روحان جبیل بہت عزیز تھا۔

لیکن جب وہ پیدا ہوا تو رویا نہیں تھا۔ چار سال تک وہ بول نہیں پایا تھا۔

جبیل خاندان نے بہت علاج کروایا تھا اسکا۔ لیکن ڈاکٹروں نے کہا تھا وہ پیدائی شی نقص لے کر پیدا ہوا ہے کچھ بول نہیں پائے گا۔

وہ ہر چیز کا بہت گھری نظرؤں سے مشاہدہ کرتا تھا۔ اسے غصہ بہت آتا تھا شدت جذبات سے اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہو جاتی تھیں۔

صرف ایک شخص جو اسے سب سے عزیز تھا وہ تھا حشام بن جبیل۔۔

پورے چار سال بعد معجزہ ہوا تھا۔ وہ پہلی بار کچھ بولا تھا۔ پہلی بار اس نے کسی کو پکارہ تھا۔
نا اس نے ماں کہا تھا اور نا باپ۔۔

اس نے پہلا لفظ جو اپنی زبان سے ادا کیا تھا وہ تھا "حشام"

Classic Urdu Material

وہ بہت صاف بول رہا تھا کوئی می لکناہٹ نہیں تھی اسکی زبان میں۔

سید حولی میں خوشی کی لہ دوڑگئی تھی۔

صدقہ کے بکرے اسکے سر پر سے وارے گئے تھے۔

بس یہ اسکی آخری خوشی تھی جو سید حولی میں منائی گئی تھی۔ اسکے بعد روحان کی حرکتوں نے سب کو مصیبت میں ڈال دیا تھا۔

"سلفائی بٹ۔۔۔"

وہ زیر لب بڑبڑائی تھی۔

"جی سلفائی بٹ۔۔ پڑھا ہو گا آپ نے؟؟؟"

حشام نے پوچھا۔

"نج۔۔ جی۔۔"

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا بولے۔

Classic Urdu Material

"جی تو بس اب آپکو اپھے طریقے سے سب سمجھ جانا چاہیے اور اسکے رویے کی وجہ سے میں آپ سے معذرت کرتا ہوں--!!

ناجانے کیوں حشام کو ایک اپنائیت کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے بہت شالستہ انداز میں اس سے بات کر رہا تھا۔

جیسا روحان نے کہا تھا کہ وہ بہت نک چڑی، مغرور اور بے قوف لڑکی ہے حشام کو وہ ویسی نہیں لگی تھی بلکہ وہ اسے بہت سمجھدار اور معصوم لگ رہی تھی۔

دھوپ کی شعاؤں کا رخ میز سے ام حانم کی طرف پلٹا تھا۔

وہ کچھ کہنے لگا تھا جب ایک دم خاموش ہو گیا تھا۔

حانم نے کچھ دیکھنے کیلئے چہرے کا رخ کھڑکی کی طرف کیا تھا اور شعاؤں نے اسکے چہرے کو چھووا تھا۔

اسکی تھوڑی سے عجیب سی روشنی پھوٹی تھی۔

جیسے کوئی می ہیرا چمکتا ہو۔

حشام کی آنکھیں ایک دم چندھیا سی گئی می تھیں۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ یہ کیا تھا۔ وہ روشنی کہاں سے آئی می تھی۔

Classic Urdu Material

"آپکو معذرت کرنے کی ضرورت نہیں مسٹر جبیل-- میں کوشش کروں گی کہ آج کے بعد اسے نظر انداز کر سکوں--"

وہ پیشہ ورانہ انداز میں مسکرائی تھی۔ جبکہ حشام بن جبیل تو جیسے گنگ ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے اب میری کلاس کا وقت ہے بہت بہت شکریہ آپ میرے بلانے پر آئے اور میرے نکتہ نظر کو سمجھا۔!!

وہ جیسے ہوش میں آیا تھا۔

"جی-- ٹھیک ہے آئی ندہ کوئی مسٹر لہ ہو تو آپ مجھے بتا سکتی ہیں-- میری بھی فلاٹ ہے رات کو مجھے بھی جلدی جانا ہے--!!
وہ ایک دم کھڑا ہوا تھا۔

جبکہ حانم نے صرف سر ہلا�ا تھا۔

"خدا حافظ۔!!

وہ زبردستی مسکرایا تھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
دروازے پر پہنچ کر وہ رکا تھا۔ جانے کیوں پلت کر اسے دیکھا تھا جو سفید ڈوپٹہ یعنی روشنی میں پیٹھی اسے حیران کر رہی تھی۔

Classic Urdu Material

کوئی می چیز پھر چمکی تھی اسکے چہرے پر--
وہ عجب کشمکش کا شکار ہوا تھا۔

حانم نے جیسے ہی اسکی طرف دیکھا تھا وہ فوراً پلت گیا تھا۔

"یہ چمک بہت سوں کو آباد کرے گی اور بہت سوں کو برباد---!!!"
دور کمیں فقیر کے کھے گئیے الفاظ گونجے تھے۔

ماہی روزانہ اسکی پروفائل چیک کرتی تھی۔

"Hasham Jabail travelling from Pakistan to Paris"

وہ اسکا اسٹیلیس دیکھ کر اپنی چیخ نہیں روک پائی تھی۔

"کیا ہوا ماہی تم ٹھیک ہو؟؟؟"
ایلا کی آواز آئی تھی۔

"ہاں-- میں ٹھیک ہوں--"
اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ پیس آرہا تھا۔

Classic Urdu Material

ماہی کا دل کر رہا تھا کہ وہ خوشی سے ڈانس کرے۔

وہ آرہا تھا۔ فاصلہ کم ہو رہا تھا اور اسکے دل کی دھڑکن بڑھ رہی تھی۔

"ایلا۔۔۔ ایلا۔۔۔ وہ آرہا ہے۔۔۔ وہ واپس آرہا ہے۔۔۔!!

وہ چلاتی ہوئی کمرے سے باہر بھاگی تھی۔ لیکن پتا نہیں تقدیر نے ملن لکھا تھا مجھی یا
نہیں۔۔۔!!

اور وہ کہیں سے پڑھی یہ لاینیں دہرانے لگی

سنُوقِصہ سُنا تا ہوں

تمہیں اک سچ بتاتا ہوں

محبت کب ہوئی مجھ کو

تمہیں، آغازِ چاہت میں

میری غلطی بتاتا ہوں

میں لُٹا دل لیے اک دن

حدیں سب بھول کے اک دن

اچانک اک اجنبي چرہ

Classic Urdu Material

نظر کے سامنے گُزرا
میری آنکھوں کے رستے وہ
میرے اندر کہیں اُترا
میں کیسے جان لیتا کہ
وہ میری جان لے لے گا
مجھے اس راہ پر چلنے پہ
پھر مجبور کر دے گا
وہ رستہ میرے وجود کو غمتوں سے
مالا مال کر دے گا
میں اس میں گم ہو کر پھر
سبھی کو بھول بیٹھا تھا
سکے سب اپنے رشتؤں کو
میں بیکار سمجھتا تھا
کہیں پر چھوڑ آیا تھا
میں اپنا آپ سمجھی اپنے

Classic Urdu Material

پھر کچھ اس طرح پلٹا وہ
مجھے وہ پل نہ بھولے گا
جہاں پر جان نکلی تھی
محبت لُٹ کے بکھری تھی
وہ رستے کھو گئے جیسے
دن خوشیوں کے سارے
سمجھی سب سو گئے جیسے
بتلا یا زندگی کیا ہے
میری تکمیل کی اس نے
محبت سکھا کے وہ
سمجھانے لگی مجھ کو
یہ غلطی مت کبھی کرنا
محبت درد ہے دل کا
ٹوبگھے تم نہیں کرنا...
کاش اس کو بتلا آئے کوئی.....

Classic Urdu Material

محبت کے سبھی چہرے
خوشی کے غم کے سب ملے
اسی کے نام پہ کر کے
یہ غلطی کرچکا ہوں میں
نکلنا اب نہیں ممکن
محبت کرچکا ہوں میں
کب کا مرچکا ہوں میں

وہ کلاس لینے کے بعد گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی آج اسکا اکیدہ میں ٹیکٹ تھا۔
وہ جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہتی تھی جب اسے اپنے نام کی پکار سنائی دی۔

"مس ام حانم--!!
وہ کی تھی۔"

Classic Urdu Material

"جی--"

وہ پلٹی۔

سامنے پرنسپل کے آفس کے باہر بیٹھنے والا چڑا سی تھا۔

"آپکو میدم نے اپنے آفس میں بلایا ہے--!!!"

وہ اسے پیغام دے کر جا چکا تھا۔

جبکہ حانم کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔

ان بیس دنوں میں یہ پہلا موقع تھا جب اسے آفس میں بلوایا گیا تھا۔

"اللہ خیر کرے--!!"

وہ مرے مرے قدموں سے آفس کی طرف بڑھی تھی۔

"آپ نے کس سے پوچھ کر مسٹر جبیل کو یہاں بلایا تھا وہ بھی کمپلین کرنے کیلئے--!! پرنسپل صاحبہ کے لمحے میں سختی تھی۔ وہ تو دھک سے رہ گئی تھی۔

"نج-- جی وہ کلاس میں مسٹر روحان--"

Classic Urdu Material

"تو آپ مجھے بتاتیں مس ام حانم-- کیا آپکو اتنا نہیں پتا کہ گھر کال کرنے سے پہلے
مسئی لے کو ادارے کے سربراہ سے ڈسکس کیا جاتا ہے--!!
میدم نے اسکی بات کاٹی۔

"شاید آپ انہیں جانتی نہیں ہیں کہ آپ نے سید جبیل کو یہاں بلوایا تھا۔ آپکو انکے خاندان کا
اندازہ نہیں ہے شاید--!!

وہ بے بسی سے انگلیاں مروڑ رہی تھی۔ ہون میں جیسے آنسوؤں کا گولا اٹک گیا تھا۔

اسے واقعی آرجے کے بارے میں کچھ پتا نہیں تھا۔ کاچھ میں میل سٹاف ہونے کی وجہ سے
وہ اپنا فارغ وقت لیڈیز روم میں گزارتی تھی۔ اسکی کسی ٹھپر کے ساتھ بھی اتنی دوستی نہیں تھی
کہ وہ اپنے مسئی لے کو کسی سے ڈسکس کرتی۔ وہ سٹاف روم میں کم جاتی تھی۔ اگر وہ جاتی
تو شاید اسے آرجے کا بھی پتا ہوتا۔

آئی نہ یہ غلطی نا ہو مس ام حانم-- مسٹر جبیل کے کہنے پر میں آپکو معاف کر رہی ہوں--
اب جائیں اور اپنا کام بہتر بنائیں--!!
وہ خاموشی سے اٹھ آئی تھی۔

اسے اب سمجھ آ رہا تھا کہ اسے پہلے میدم سے بات کرنی چاہیے تھی۔

Classic Urdu Material

لیکن ایک عورت اپنی عزت نفس پر سمجھوتا نہیں کرتی--
روحان نے پوری کلاس کے سامنے دوبار اسے بے عزت کیا تھا۔ جب اسے کچھ سمجھ نا آیا تو
اس نے اسکے گھر فون کر دیا تھا۔

وہ شخص اسکے آنسوؤں کا سبب بنتا جا رہا تھا۔
وہ مرے مرے قدموں سے گیٹ سے باہر نکل آئی تھی۔
اسے اب اندازہ ہو رہا تھا کہ پرائیویٹ اداروں میں ملازمت کرنا اتنا بھی آسان نہیں تھا۔ وہاں
جانے سے پہلے انسان کو اپنی عزت نفس خود ختم کر دینی چاہیتے۔!!
آرجے آج پھر نہیں آیا تھا اور اسے یقین تھا اتنی آسانی سے وہ اسے معاف نہیں کرنے والے
تھے۔



"رقص الفاظ کر رہے ہیں یا میرے آنسو"
"مداریار میں ہوں یا # مقام عشق میں #"

وہ شخص اسکے آنسوؤں کا سبب بنتا جا رہا تھا۔
وہ مرے مرے قدموں سے گیٹ سے باہر نکل آئی تھی۔

Classic Urdu Material

اسے اب اندازہ ہو رہا تھا کہ پرائیویٹ اداروں میں ملازمت کرنا اتنا بھی آسان نہیں تھا۔ وہاں
جانے سے پہلے انسان کو اپنی عزت نفس خودی ختم کر دینی چاہیتے--!!
آرجے آج پھر نہیں آیا تھا اور اسے یقین تھا اتنی آسانی سے وہ اسے معاف نہیں کرنے والا
تھا۔

جانے کیوں اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس نے بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔ یہ ملازمت کر
کے یا پھر روحان جبیل کے سلسلے میں حشام جبیل سے مل کر--

جو پرنسپل نے اس سے کہا وہ غلط نہیں تھا وہ واقعی اسکی غلطی تھی۔ لیکن وہ کیا کرتی--
وہ روحان جبیل اسکے گلے کی ہڈی بن گیا تھا۔

کلاس میں نہیں آتا تو سکون ہوتا تھا۔ اور جب آجاتا تھا تو دماغ خراب کر دیتا تھا۔

اس نے ہاتھ کے اشارے سے رکشہ روکا اور پھر چادر کو اچھے طریقے سے لپیٹتے ہوئے وہ اندر
بیٹھ گئی تھی۔

اسے مضبوط بننا تھا۔ لیکن کیا سچ میں روحان جبیل کے ہوتے ہوئے وہ وہاں رہ سکتی تھی؟؟
یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔

Classic Urdu Material

"دیکھو تم آج کے بعد مس ام حانم کو تنگ نہیں کرو گے--!!"
ایئی رپورٹ کے باہر کھڑے حشام نے روحان سے کہا۔

"اگر کیا تو---؟؟"
وہ گاڑی کی چابی کو انگلی پر گھماتے ہوئے بولا تھا۔ چیونگم چباتے وہ ہمیشہ کی طرح بے نیاز نظر آرہا تھا۔

"دیکھو آر جے یہ اچھی بات نہیں ہے--
دیکھو شامو کا کا تم جاتے وقت اپنا موڈ خراب مت کرو-- یہ میری زندگی ہے اور اس حانم کو میں خود دیکھ لونگا--!!"

وہ حشام کی بات کاٹ چکا تھا۔ چہرے پر بیزاری سی پھسلی تھی۔

"شرم کرو یار وہ ٹھپر ہے تمہاری--!!
اور حشام کی بات پر اسکا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

Classic Urdu Material

"ویلے نا بڑا دلچسپ معاملہ ہے-- ایک تو وہ ہے مجھ سے چھوٹی-- اور اوپر سے اسے آتا کچھ

نمیں اسے ذلیل کرنے کا مزہ الگ ہے--!!

وہ اپنی تمام تر خباثت کے ساتھ ایک آنکھ دباتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

ایئی روپوٹ پے لوگوں کا ہجوم تھا۔ لوگ آ جا رہے تھے۔

حشام کا جانے کو دل نمیں کر رہا تھا اس بار۔۔

جانے کیا چیز اسے روک رہی تھی۔ وہ کچھ بھی کر لیتا مگر آرجے کو کبھی نمیں سمجھا سکتا تھا۔

"کیا تم ہمیشہ ایلے ہی رہو گے؟؟"

عجیب سے لمحے میں سوال کیا گیا تھا۔

"کیسا شامو کا کا--؟؟"

روحان ہنسا۔

"اتنے بیزار-- اتنے گراہ-- اتنے--

Classic Urdu Material

"آر جے کبھی نہیں بدلتے والا۔۔ مجھے برومائی ڈن بن کر جینے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔
یہ دنیا ختم بھی ہو جائے نا آر جے کو تم ایسا ہی پاؤ گے۔۔!!!
وہ پر اعتماد لجھے میں کہہ رہا تھا۔ آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

"اوکے اپنا خیال رکھنا۔۔!!"

حشام نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"اوکے شامو کا کا اب اتنے جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ مجھے سب پتا ہے وہاں جا کر
تمہیں کچھ یاد نہیں رہتا۔۔!!"
وہ شرارت سے کہہ رہا تھا۔

"بکواس بند کرو۔۔!!"

حشام نے اسے ڈپٹا۔

اور پھر وہ ہزاروں دعائیں آر جے کے نام کر کے جا چکا تھا۔
وہ جانتا تھا آر جے کبھی محسوس نہیں ہونے دے گا کہ وہ بھی اسے یاد کرتا ہے اس لیے اس
نے پوچھنا کہنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔!!

Classic Urdu Material

نیند نا آنے کی وجہ سے وہ بیزار بیزار سا انٹرنیٹ پر ٹائم گزارنے کی کوشش کر رہا تھا جب اچانک وہ چونکا۔

اسکی شخصیت سے متعلق خصوصیات۔۔ اسکی پسند کی چیزیں اسکے سامنے آہی تھیں۔ حالانکہ اس نے ایک بار بھی اپنی شخصیت سے متعلق کوئی چیز سرج نہیں کی تھی۔ لیپ ٹاپ پر حرکت کرتی انگلیاں کی تھیں۔ پل کے ہزاروں حصے میں چیزوں کو سکلین کرنے والی آنکھوں کی پتلیاں سکڑیں۔ ہونٹوں کو بھینچ کر اس نے ایک بار پھر اپنے سامنے سکریں کو اوپر نیچے کیا۔ اسکی پسند کی ہر چیز اسکے سامنے کی۔

"ڈیم اٹ--"

اس نے لیپ ٹاپ کو پٹھنے والے انداز میں بند کیا تھا۔ اس پر نظر رکھی جا رہی تھی۔ لیکن ایسا کون کر سکتا تھا۔؟؟

Classic Urdu Material

آج پھر وہ اس لاوس بہتے دریا کے کنارے کھڑی تھی۔ پیاس سے اسکا برا حال تھا۔
اسکا پور پور جیسے جل رہا تھا۔ اور پھر کسی نے اسے دھکا دیا تھا۔
لیکن آگ سے جلتے دریا میں گرنے سے پہلے اسے دھکا دینے والا شخص نظر آیا تھا۔
سیاہ رنگ کی ہڈی میں اسکا چہرہ چھپا ہوا تھا۔
اسکی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی رہ گئی تھیں۔
اس سے پہلے وہ آگ کا دریا اسے نکلتا اسکی آنکھ کھل گئی تھی۔
جانے کتنی مشکل سے اس نے اپنی چیخ روکی تھی۔
ڈر اور خوف کی وجہ سے اسکی دھڑکن بہت تیز چل رہی تھی۔
سردی میں بھی پسینہ اسکے چہرے پر چمک رہا تھا۔
آج تو وہ نماز پڑھ کر بھی سوئی تھی۔ ناجانے کیوں پھر وہ آگ اسے جلا رہی تھی۔ اور وہ کون
تھا جو اسے دھکے دیتا ہے۔۔۔؟
وہ بستر سے نیچے اترنے کے بعد دروازے کی طرف بڑھی۔
”ہانی۔۔۔!!“
دروازے کھلنے کی آواز سے اماں کی آنکھ کھل گئی تھی۔
”جی امی۔۔۔“

Classic Urdu Material

وہ خود پر قابو پاتے ہوئے بولی تھی۔

"سوئی نہیں تم ابھی تک؟؟"

"سوگئی خ تھی اماں بس ابھی اٹھی ہوں پانی پینے کیلیے۔۔ گلمہ خشک ہو رہا تھا۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔۔!!

وہ پھر سے کروٹ بدل کر لیٹ گئی تھیں جبکہ حانم باہر نکل آئی تھی۔
ساتھ والے کمرے میں ماہم اور جواد سوئے ہوئے تھے۔ آدھی رات تک نی وی دیکھنے کے بعد
وہ اپنی مرضی سے سوتے تھے۔

"صحن میں بلا کی دھنڈ اور ٹھنڈ میں بھی اسے اپنا جسم سلگتا محسوس ہو رہا تھا۔
کتنی مشکل سے اس نے پہلا خواب ذہن سے نکالا تھا اور آج پھر وہی۔۔
وہ پیشان ہو گئی تھی۔

"اللہ پاک خیر کریں۔!!"

وہ دعا مانگنے کے بعد برآمدے ملقة کچن میں چلی گئی تھی پیاس کی وجہ سے اسکا گلمہ
خشک ہوا پڑا تھا۔

Classic Urdu Material

دعا مانگنے کا حق ہر انسان کے پاس ہے لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ ہونی کو کون ٹال سکتا
ہے۔!!

کہ وہ لڑکا کام کرے گا۔؟؟"SK" تمیں کیا لگتا ہے
کمرے میں اندر ہیرہ پھیلا تھا۔ دیوارو پر سیاہ رنگ کے پینٹ نے کمرے کو ایک پراسرار ماحول کا
 حصہ بنادیا تھا۔

کمرے کے چاروں کونوں میں عجیب طرز کے کمپیوٹر سسٹم رکھے نظر آ رہے تھے۔
 تکونی میز کے گرد رکھی تینیں کرسیوں پر تینیں لوگ بیٹھے تھے۔

"سو فیصد کام کرے گا بابس--"

ایک نسوانی آواز ابھری۔ اسکے چھرے پر بھی ماسک تھا۔ اور سیاہ رنگ کے یونیفارم میں اسکا سارا
جسم چھپا ہوا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ لوگ ایک دوسرے سے ہی اپنا چہرہ چھپا رہے ہوں۔

Classic Urdu Material

"مجھے نہیں لگتا بس کہ وہ لڑکا ہمارے لیے بہتر ثابت ہوگا۔ کیونکہ کسی بھی مسلمان پر بھروسہ کرنا ہمارے لیے ہی مشکل کا باعث ہوگا--!! دوسرے لڑکے نے اپنا نکتہ نظر بیان کیا۔

"میں نے اسکے متعلق ساری معلومات حاصل کر لی ہے بس-- ہم اسے ایک اچھے ہستھیار کے طور پر بہتر طریقے سے استعمال کر سکتے ہیں--!! لڑکی اپنی بات پر قائم تھی۔

"کچھ دن اور مشاہدہ کرو-- جیسے ہی یقین ہو کہ وہ ایک اچھا ہستھار بن سکتا ہے پھر بتانا--!!" وہ آدمی شاید انکا بس تھا۔ جو اپنی بات مکمل ہونے کے بعد اٹھا اور ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا۔

دیوار کے سامنے پہنچنے پر ایک دروازہ کھلا اور وہ کمیں اندر غائب ہو گیا تھا۔

آج وہ پکا ارادہ کر کے آئی تھی کہ کچھ بھی ہواں نے روحان جبیل کو مکمل نظر انداز کرنا ہے اور جتنا ہو سکے اس سے احتیاط کرنی ہے۔

Classic Urdu Material

نو بجے وہ کاج پینچ جاتی تھی۔ اسے صرف دو لیکچر لینے ہوتے تھے دونوں ایک ہی کلاس کے ایک کمیسری تصیوری کا اور ایک پریکٹکل کا باقی وقت اسے بیٹھ بیٹھ کر گمازنا پڑتا تھا۔ نا وہ دیر سے آسکتی تھی اور نا پہلے جا سکتی تھی۔ یہ کاج کے قوانین کے خلاف تھا۔

پہلا لیکچر دس بجے شروع ہوتا تھا اور دوسرا سارا ہے بارہ بجے۔

لیکچر اچھی طرح تیار کرنے پر وہ کلاس میں داخل ہوئی تھی۔

رشنا، پنسپل کی بیٹی اور آر جے کی فرینڈ،

ایک دن آنے کے بعد دوبارہ نظر نہیں آئی می تھی البتہ روحان جبیل وقتاً فوقتاً اپنی شکل دکھاتا رہتا تھا۔

وہ کلاس میں نہیں تھا۔

ح انم نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ اس نے پر اعتماد طریقے سے لیکچر دیا تھا اور سٹوڈنٹس کے سوالات کے جواب بھی دے چکی تھی۔

"میم کیا ہم دوسرے لیکچر میں پڑھائی می کے علاوہ کسی موضوع پر بات کر سکتے ہیں؟؟"

یہ حفصہ تھی جو بہت ہی اچھی اور با ادب بچھی تھی۔

Classic Urdu Material

"جی کیوں نہیں-- مجھے اچھا لگتا ہے ہر طرح کے موضوع پر بات کرنا--"
حائف خوشی سے مسکرائی تھی۔
لیکن اسے یہ نہیں پتا تھا کہ وہ طوفان دوسرے لیکچر میں موجود ہوگا۔

"کیسے ہو حشام بیٹا خیرت سے پنج گئیے تھے نا تم؟؟"
بی جان نے اسے فون کیا تھا۔

"جی بی جان-- اللہ کا شکر خیرت سے پنج گیا تھا۔
آپ سنائیں کیسی ہیں اور حولی میں سب خیرت ہے نا؟؟"

"سب خیرت سے ہے-- روحان کیسا تھا؟؟"
بی جان کو اسکی فکر زیادہ تھی۔ وہ پیرس فون کر کے حشام یہ پوچھ رہیں تھیں وہ کیسا ہے؟
کیونکہ اسکا زیادہ علم حشام کو ہوتا تھا۔

"جی بی جان وہ ٹھیک ہے وہ ویسا ہی ہے جیسا ہونا چاہیئے--!!
حشام نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔

Classic Urdu Material

"کیا کر رہے ہو تم؟؟ کھانا کھایا تم نے؟؟"

"جی بی جان کچھ دیر پہلے یونیورسٹی سے آیا تھا پھر کھانا کھایا گھر میں ہی عصر کی نماز پڑھی ہے ابھی۔۔ آپکو فون کرنے والا تھا لیکن پہلے آپکا آگیا۔۔!!

"ماشاء اللہ میرا بچہ اللہ تمہیں سلامت رکھے اور سیدوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔۔ آمین۔۔!!

بی جان نے بیٹھے بیٹھے اسے ڈھیروں دعائیں دے ڈالی تھیں۔

کچھ دیر مزید بات کرنے کے بعد بی جان نے فون بند کیا تھا۔

وہ مسکراتا ہوا بستر پر لیٹا تھا۔ باہر طرف باری نے پورے پریس کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔
اس نے آنکھیں بند کی تھیں جب اسکے کانوں سے آواز ٹکرائی۔

"وہ لیکچر پر بالکل نہیں دھیان دیتا۔۔!!"

ایک تیز روشنی کی چمک اسکی ٹھوڑی سے ابھری اور پل میں مدھم ہو گئی تھی۔۔"

حشام نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔

ام حanim کا پھرہ اسکی نگاہوں میں گھوم گیا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ الجھا ہوا تھا۔ شاید اسے پوچھنا چاہیے تھا کہ اسکی چن پر وہ موتی جیسا کیا ہے جو ایک چمکتا ہے اور پھر مدھم ہو جاتا ہے۔

"اف حشام بن جبیل کس بات کو لے کر سوچ میں پڑ گئی سے ہو تم۔۔ سو جاؤ سکون سے--!!

اس نے خود کو ڈپٹا تھا اور پھر آنکھیں موند لی تمھیں۔

لیکچر لینے کے بعد وہ کمپیوٹر لیب میں آگئی تھی۔ اسے کچھ سوال پیشان کر رہے تھے۔ خاص طور پر اپنے خواب۔۔ وہ کسی کو بتانا نہیں چاہتی تھی کہ اسے خواب میں آگ جلا دیتی ہے۔۔ کوئی می اسے آگ میں پھینک دیتا ہے۔۔

لیکن وہ یہ جاننا چاہتی تھی کہ خواب کیوں آتے ہیں۔۔؟؟
اسکے پاس انٹرنیٹ کی سولت موجود نہیں تھی۔ لحاظہ کاچ کی یہ لیب اسکے لیے فائدہ مند ثابت ہو رہی تھی۔

کمپیوٹر لیب میں کلاس ہو رہی تھی۔

Classic Urdu Material

"ہلڈ مارنگ میم"

ایک سٹوڈنٹ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ اتنے دنوں میں کافی سٹوڈنٹس کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ وہاں ٹھہر ہے لحاظہ اب وہ اسے سلام کر دیتے تھے۔

"سر آپکو کوئی مسئی لہ تو نہیں ہو گا اگر میں کمپیوٹر استعمال کروں۔۔۔؟"

حanim نے کلاس لیتے سر سے پوچھا تھا۔

"نہیں کوئی مسئی لہ نہیں آپ کام کر سکتی ہیں۔۔۔!"

"شکریہ۔۔۔"

وہ مسکرا کر کہتے ہوئے ایک کونے میں بیٹھ گئی تھی۔

"ہم خواب کیوں دیکھتے ہیں؟؟"

کمپیوٹر آن کرنے کے بعد اس نے گوگل پر سرچ کیا تھا۔

نیچے بہت سے آرٹیکل تحریریں اور کوڈیشنز نکل آئی تھیں۔

وہ اپنی متعلقہ تحریر ڈھونڈ رہی تھی۔ اور پھر اسکی نظر ایک آرٹیکل پر پڑی تھی اور پھر اس پر کلک کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا تھا۔

Classic Urdu Material

"#روز_کا_پاگل_پن--!!!"

کل میں جس کیفیت کا شکار ہو گیا تھا اس کو صریح پاگل پن ہی کہا جا سکتا ہے۔ اگر آپ اس پر شک کا اظہار کریں تو میں اس کی پانچ وجوہات پیش کروں گا۔

محبھے وہ چیزیں نظر آرہی تھیں جو موجود ہی نہیں تھیں، وہ سنائی دے رہا تھا، جو کوئی کہہ ہی نہیں رہا تھا۔

میں ان چیزوں کو سچ سمجھ رہا تھا جن کا ہونا ممکن ہی نہیں۔

محبھے وقت، جگہ اور اشخاص کے بارے میں کنفیوژن تھی۔

میری جذباتی کیفیت میں تیزی سے تبدیلیاں آرہی تھیں۔

محبھے پر بیتے تجربات میری یادداشت سے محو ہو گئے ہیں۔ (اور شکر ہے کہ ایسا ہوا)۔

Hallucination, Delusion, Disorientation, Affectively

Labile, Amnesia

Classic Urdu Material

یہ پانچوں کیفیات مجھ پر طاری تھیں۔ اور آج یہ پھر میرے ساتھ ہو گا اور آپکے ساتھ بھی۔ میں خواب دیکھ رہا تھا۔

اس بارے میں ہمیں اب ہی کچھ معلوم ہونا شروع ہوا ہے لیکن دماغ کی یہ حالت جو ریم نیند کھلاتی ہے اور اس کے ساتھ ہونے والے یہ ذہنی تحریات جس کو خواب کہا جاتا ہے، نہ صرف نارمل بائیولوجیکل اور نفسیاتی حالتیں ہیں بلکہ انتہائی ضروری بھی۔

پچاس اور ساٹھ کی دہائی میں کھوپڑی پر الیکٹریک روکھ کر کی جانے والی ریکارڈنگ سے سائنسدانوں کو پہلی بار دماغ میں حالتِ خواب جاری ایکٹیویٹی کا اندازہ ہونا شروع ہوا۔ لیکن اس دورانِ دماغ کی تحری کا ڈائیشناپل تصویر بنانے کیلئے ہمیں اکیسویں صدی میں دماغ کے ایج والی مشینوں کا انتظار کرنا پڑا۔ اور یہ شاندار مناظر اس قابل تھے کہ ان کے لئے اتنا طویل انتظار کیا جائے۔

اس سے ہونے والے بیک تھروز سے سگمنٹ فرائیڈ کے خیالات غلط ثابت ہو گئے جن کا تعلق نامکمل خواہشات سے تھا۔ ایک صدی تک یہ سائیکولوجی اور سائیکلیٹری پر چھائے رہے تھے۔

Classic Urdu Material

فرائیڈ کی تصویری میں کچھ اچھی باتیں تھیں، لیکن ان میں گہری کمزوریاں تھیں۔ ریم نیند کی نیوروسائٹی نگاہ سے ہم سائنسی لحاظ سے ٹیسٹ ایبل تصویریز دینے کے قابل ہو گئے ہیں کہ ہم خواب کیسے دیکھتے ہیں۔ کس چیز کے بارے میں دیکھتے ہیں اور سب سے اہم یہ کہ کیوں دیکھتے ہیں۔

جب ہم الیکٹرود کے ذریعے دماغ کی ایکلیویٹی کو دیکھتے ہیں تو یہ ایک شور سنائی دیتا ہے، جیسا کہ کسی سٹیڈیم میں تماشائی اپنی اپنی بولیاں بول رہے ہوں اور یہ نہیں پتا لگتا کہ کونسی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ کونسا حصہ خاموش ہے اور کس سٹینڈ سے اونچے نعرے لگ رہے ہیں۔ لیکن ایم آر آئی سکنیز اس سٹیڈیم کو ہزاروں حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے جن میں ایکلیویٹی کی پیمائش الگ الگ کی جا سکتی ہے اور اس سب ایکلیویٹی کی تحری ڈی تصویر بن سکتی ہے یعنی دماغ کے درمیان میں کیا ہو رہا ہے۔ اوپر، نیچے کیا چلا رہا ہے۔ پہلی بار ان گھرے سڑک چڑھتے تک پہنچنا ممکن ہوا جو پہلے چھپے ہوئے تھے۔

Classic Urdu Material

جب خواب شروع ہوتا ہے تو ایم آر آئی سکین دکھاتا ہے کہ کئی جگہ روشنیاں جل اٹھیں۔ چار ایلے حصے ہیں جہاں پر زیادہ ایکٹیویٹی ہے۔ دماغ کے پیچھے بصری حصوں میں، جن سے ہم دیکھ سکتے ہیں۔ موڑ کو رٹیکس میں، جو حرکات کرنے والا حصہ ہے۔ یپو کمپس اور آس پاس کے علاقے میں جو شخصی یادداشت سے متعلق ہے۔ اور دماغ کے گھرے جذباتی مرکز اگدلا اور سنگولیٹ کو رٹیکس، جو جذبات کو پیدا اور پر اس کرتے ہیں۔ خواب کی حالت میں جذباتی حصوں میں ہونے والی ایکٹیویٹی جانے والی حالت کے مقابلے میں تمیں فیصد زیادہ ہوتی ہے!

ایک اور حیران کرنے چیز یہ تھی کہ دماغ کے کچھ حصے تو جیسے بند پڑے ہوتے ہیں۔ خاص طور پر دائیں اور بائیں اطراف کے پری فرنٹل کارٹیکس۔ یہ وہ حصہ ہے جو دماغ کے چیف ایگزیکٹو کام کرتا ہے۔ سوچ کو ترتیب دیتا ہے اور منطقی رکھتا ہے۔

خواب کو ہم ایسی حالت کہہ سکتے ہیں جہاں حرکت، جذبات، بصارت اور یادداشت تو ایکشن میں ہیں لیکن منطق کا خاص دخل نہیں۔ اب ہم خواب کی دنیا کو قریب سے جانچنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ ہم یہ بتا سکتے ہیں کہ خواب میں جذبات کی شدت ہے یا دوڑ بھاگ زیادہ ہے۔ لیکن کیا ہم خواب کی نچر سے بڑھ کر یہ بتا سکتے ہیں کہ خواب کس بارے میں ہے؟ (کوئی خاتون میں یا گاڑی ہے یا پھر کھانے کی چیزیں نظر آ رہی ہیں)۔

Classic Urdu Material

(جوں جوں وہ تحریر پڑھ رہی تھی اسکی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

اسکے ارد گرد کیا ہو رہا تھا وہ سب بھول گئی تھی۔)

<> جاپان میں 2013 میں ڈاکٹر یوکی یاسو کامی ٹانی کی تحقیقاتی ٹیم نے اس کوڈ کو پہلی بار کھولا اور ہمیں ایک مشکل ایتھیکل مقام پر لے گئے ہیں۔ یہ صرف تین افراد پر کیا گیا اور نتائج ابتدائی شکل میں ہیں۔ اس میں ان افراد کے کئی روز تک ایم آر آئی سکین کئے گئے۔ جب یہ سو جاتے تھے تو خواب کے بعد ان کو جگا کر پوچھا جاتا تھا کہ انہوں نے کیا دیکھا۔ خواب کی یہ رپورٹ لی جاتی تھی۔ ”میں نے ایک بڑا کانسی کا مجسمہ دیکھا، میں ایک چھوٹی پہاڑی پر تھا اور نیچے گھر، سڑکیں اور درخت تھے۔“

اس طرح کی رپورٹ اکٹھی کر کے اس کی بیس کیٹا گیاں بنائی گئیں جس کے خواب عام طور پر آتے تھے۔ گاڑیاں، کتابیں، فرنچر، کمپیوٹر، مرد، خواتین، کھانا۔ ان رپورٹ سے اندازہ ہو جاتا تھا کہ ایک شخص کی ان موضوعات پر بہن ایکٹھیویٹی کیسی رہتی ہے۔ اس کو ٹیسٹ کرنے کیلیے جاگتی حالت میں ایسی تصاویر دکھائی گئیں اور پھر یہ ایکٹھیویٹی دیکھی گئی کہ کیا یہ ویلے ہی ہے۔ یہ کام کسی جرم والے منظر میں ڈی این اے کی ٹیسٹنگ جیسا تھا۔

Classic Urdu Material

اس سب کو دیکھ کر سائنسدان اس قابل ہو گئے کہ ایم آر آئی کی تصویر دیکھ کر یہ بتا دیتے تھے کہ سونے والا خواب میں کسی مرد، کسی خاتون، کچھ، بستر، پھول یا چاقو کے بارے میں دیکھ رہا ہے۔ وہ اس شخص کا ذہن پڑھ رہے تھے۔

یہ پرفیکٹ تو نہیں لیکن کامیابی کا تناسب اچھا رہا۔ اور اس سے یہ نہیں پہنچ سکتا تھا کہ کوئی والی خاتون خواب میں ہیں۔ لیکن یہ پتا لگ سکتا تھا کہ خواب میں کمپیوٹر گیم نہیں کھلی جا رہی۔ اسے خواب ڈی کوڈ کرنے کا پہلا قدم کہا جا سکتا ہے۔ اس ناج سے کئی دماغی امراض میں مدد مل سکتی ہے۔ خاص طور پر ٹراما کی صورت میں آنے والے ڈاؤنے خوابوں میں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک تنگ کرنے والا علاقہ ہے۔ اپنے خواب ایک بڑی ہی پرائیویٹ چیز رہی ہے۔ ہمارا اپنا انتخاب رہا ہے کہ ہم کس خواب کو شیئر کریں اور کس کو نہیں۔ اس تجربے میں لوگوں نے اپنی رضامندی دی تھی۔ لیکن کیا یہ کبھی سائنس سے بڑھ کر فلسفے اور اسٹکس کے علاقے میں پہنچ جائے گا؟ کیا ہم مستقبل قریب میں خواب کو اچھی طرح ڈی کوڈ کر سکیں گے؟ ایسے عمل کو جس پر، مساوائے ایک بہت چھوٹی اقلیت کے،

Classic Urdu Material

ہمیں خود کوئی اختیار نہیں؟ اور جب یہ ہو جائے گا تو کیا خواب دیکھنے والے کو اس کے خواب کا ذمہ دار ٹھہرا�ا جا سکتا ہے؟ کیا اس طریقے سے اس کی شخصیت کے بارے میں قیاس آرائی کرنا لگانا ٹھہیک ہو گا؟ کیونکہ یہ تو ایک ایسا عمل ہے جس کا شعوری طور پر آرکیٹک وہ خود نہیں؟ اور اگر وہ نہیں، تو پھر کون؟ یہ کچھ مشکل سوالات ہیں جن کا سامنا ہمیں کرنا پڑ سکتا ہے۔

#Wahara_Umbakar

پندرہ منٹ بعد ہر لفظ سمجھ کر پڑھنے پر اسے کچھ کلئی رہوا تھا لیکن بہت سے سوالات ابھی بھی ذہن میں گردش کر رہے تھے۔

آج وہ کلاس میں موجود تھا۔

حanim اسے دیکھ کر ایک پل کیلیے ڈرگئی تھی۔ وہ سیاہ رنگ کی ہڈی پہنے ہوا تھا جو اسکے آدھے چہرے کو چھپا کر رکھتی تھی۔

جس شخص نے خواب میں اسے دھکا دیا تھا وہ بھی ایسے ہی ڈریس میں ملبوس تھا۔

حanim نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے خود کو نارمل کیا۔ اور اسے حیرت ہو رہی تھی۔

Classic Urdu Material

کہ مقررہ وقت پر وہ کیسے آگیا؟

لیکن اسکی نظریں ابھی بھی کھڑکی سے باہر تھیں۔

حanim نے شکر ادا کیا تھا۔

وہ اسے مکمل طور پر نظر انداز کر رہی تھی۔

"میم کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں؟؟"

ایک سٹوڈنٹ نے سوال کیا تھا۔

"جی بالکل۔"

وہ پڑھانے کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی کچھ دلچسپ موضوعات پر ان سے بات کر لیتی تھی۔

"میم مجھے خواب کیوں آتے ہیں؟؟

اسکے سوال پر حanim چونکی تھی۔ وہ خود بھی اسی سوال کا جواب ڈھونڈ رہی تھی۔

"کیونکہ ہم سوتے ہیں بدھو--!!

کسی نے اسکا مذاق اڑایا تھا اور پوری کلاس میں دبی دبی سی ہنسی گونج گئی تھی۔

"بہت اچھا سوال ہے آپکا۔۔ خوابوں کا ذکر اسلام میں بھی ہے۔

Classic Urdu Material

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا تھا کہ "ہمیں اپنے خوابوں پر دھیان دینا چاہیے وہ اللہ کی طرف سے ہمارے لیے پیغام ہوتے ہیں"

لیکن کبھی کبھی شیطان ہمیں بہکا دیتا ہے۔

ہر خواب اللہ کی طرف نہیں ہوتا۔ بلکہ کچھ ایسے خواب جن کا ہماری زندگی سے گمرا تعلق ہوتا ہے وہی پچے ہوتے ہیں۔

بعض اوقات ہمیں خبردار کر دیا جاتا ہے آنے والے خطرات سے۔۔ بعض اوقات ہم سارا دن جو سوچتے ہیں جو چیز ہمیں پیشان کرتی وہ اکثر خواب کا روپ دھار لیتی ہے۔"

"میم کیا ہر انسان کا خواب سچا ہوتا ہے؟؟"

"نہیں۔۔ ضروری نہیں۔۔ اصحاب کشف لوگ نیک ہوتے ہیں۔۔ اور۔۔

"میرے بارے میں کیا خیال ہے مس۔۔ میں اپنے خوابوں کو کنٹرول کر سکتا ہوں۔۔ میں ہوں۔۔ اور میرا ہر خواب سچا ہوتا ہے جبکہ میں کسی بنانے ایک Lucid dreamer والے کو نہیں مانتا۔۔۔؟؟"

Classic Urdu Material

سب سے پیچھے بیٹھے آرجے کی آواز کلاس روم میں گونجی تھی۔ حانم تو اسکی بات سن کر دنگ رہ گئی تھی۔



میرے بارے میں کیا خیال ہے مس-- میں اپنے خوابوں کو کنٹرول کر سکتا ہوں-- میں ایک "ہوں-- اور میرا ہر خواب سچا ہوتا ہے جبکہ میں کسی بنانے والے کو Lucid dreamer "نمیں مانتا--؟"

سب سے پیچھے بیٹھے آرجے کی آواز کلاس روم میں گونجی تھی۔ حانم تو اسکی بات سن کر دنگ رہی تھی۔

اسکی آنکھیں ہڈی میں چھپی ہوئی تھیں جبکہ صرف ہونٹ نظر آرہے تھے۔ البتہ اسکا چہرہ حانم کی طرف تھا۔ اس وقت حانم کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔

عجیب مخلوق تھا وہ-- پراسرار-- خطرناک اور پتا نمیں کیا کیا-- آج اسے دیکھ کر بار بار حانم کو اپنا خواب یاد آرہا تھا۔

کیا وہ روحان جبیل ہی تھا جس نے مجھے دھکا دیا تھا؟؟ حانم نے ایک بار سوچا اور پھر جھر جھری لے کر رہ گئی تھی۔

Classic Urdu Material

"بولیے ناٹھر جی-- کیا خیال ہے آپکا میرے بارے میں--!!"
وہ طنز کر رہا تھا۔

"آپکے ماننے یا ناماننے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی مسٹر روحان جبیل--- اگر آپ کسی
بنانے یا پیدا کرنے والے کو نہیں مانتے تو اسکی بنائی کوئی چیز بدل کر دکھادیں۔ کیا آپ
کر سکیں گے ؟؟"
حanim کا لمحہ بھی تلخی لیے ہوا تھا۔

وہ ہنسا تھا۔ اور پھر ہنستا چلا گیا۔
حanim کو اس پر کسی پاگل کا گمان ہوا تھا۔
اس سے پہلے کوئی می کچھ کہتا وہ اٹھا اور کلاس سے باہر نکل گیا تھا۔ جبکہ حanim ایک گھرہ
سانس لے کر رہ گئی می تھی۔

"میم کیا جانور بھی خواب دیکھتے ہیں--؟؟"
کلاس کے ماحول کو بہتر بنانے کیلئے ایک سلوڈنٹ نے سوال کیا تھا۔

Classic Urdu Material

"جی میں زیارہ نہیں جانتی لیکن سائی نس کچھ کہتی ہے اسکے متعلق-- وہ میں آپ لوگوں کو بتا دیتی ہوں-- !!

کچھ پل ٹھہر نے کے بعد وہ بولنا شروع ہوئی تھی۔

خواب - جانوروں کے، انسانوں کے

ایک روز میں ہمارا دماغ تین بہت مختلف شعوری حالتوں میں سے گزرتا ہے۔ ایک وہ والی جس میں آپ اس وقت ہیں۔ اگر آپ کے سر پر الیکٹرود لگا کر برین ویو دیکھی جائیں تو ہر سینکڑ میں تینیں سے چالیس بار اوپر اور نیچے ہو رہی ہوں گی جیسے تیز ڈھول نج رہا ہو۔ اس کو فاست فریکونسی برین ایکٹیویٹی کہا جاتا ہے۔ یہ پیٹرن بے ہنگم ہو گا۔ یعنی اگر اس کو آواز میں تبدیل کیا جائے (جو کیا جا سکتا ہے) تو اس پر رقص نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی ردھم نہیں ہے۔ جب بستر پر کروٹیں بدلتے آپ نیند میں چلے گئے تو یہ شعوری حالت میں ہونے والی ایک تبدیلی ہے، اس وقت برین ویوز ایک بڑے ترتیب والے لیکن سست پیٹرن میں چلی جائیں گی۔ یہ نان نیند ہے۔ اس میں آپ کا شعور آف ہو گیا۔ تیسرا حالت وہ ہے جب آپ NREM (خواب دیکھ رہے ہیں۔ اس وقت آنکھ تیزی سے ہلتی رہتی ہے۔ اس کو رسپڈ آئی مومونٹ یاریم) نیند کہا جاتا ہے۔ اس میں دماغ کی ایکٹیویٹی جانے والی حالت کے قریب قریب REM ()

Classic Urdu Material

ہوتی ہے۔ نیند پر ریسچ کرنے والے بہت ہی آسانی سے بتا سکتے ہیں کہ کب خواب شروع ہوا اور کب ختم۔ ایک رات میں سوتے وقت نوے منٹ کے سائیکل میں ریم اور نان ریم سلیپ کا سائیکل چلتا ہے۔

دوسرے جانداروں میں بھی ایسا ہی ہے؟ جتنے بھی جانداروں میں ہم پیمائش کر سکتے ہیں، ان میں سے تمام نان ریم کی نیند کی حالت کا تجربہ کرتے ہیں۔ البتہ کیڑے، جل تخلیے، مچھلیاں اور اکثر رینگنے والے جانور ریم کی واضح حالت میں داخل نہیں ہوتے۔ پندرے اور ممالیہ مکمل طور پر ریم کی حالت میں داخل ہوتے ہیں۔ یعنی یہ خواب دیکھتے ہیں۔ اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ارتقا کی تاریخ میں خواب کی انٹری کچھ دیر سے ہوئی۔

”میم جو جانور سمندر میں رہتے ہیں اور تیرتے ہیں؟؟ کیا وہ مکمل نیند میں داخل ہوتے ہیں؟“

”نہیں۔۔۔“

حanim نے پھر سے بولنا شروع کیا۔

اس میں استثنایاً سمندری جانور وہیں اور ڈولفن ہیں۔ اس کی ایک اچھی وجہ سمجھ میں آتی ہے۔ ریم نیند کے دوران ہمارا جسم مکمل طور پر مفلوج ہو جاتا ہے۔ ایسا ہونا اس لئے ضروری ہے تا

Classic Urdu Material

کہ ہم خواب میں مناظر پر ایکشن اپنے بازو اور ٹانگوں سے نہ لیں۔ پانی کے جانوروں کے لئے تیرنا ضروری ہے۔ انہیں سطح پر آ کر سانس بھی لینا پڑتا ہے۔ اگر یہ کامل طور پر مفلوج ہو جائیں تو ڈوب جائیں گے۔

جب ہم ایک اور طرح کا گروپ دیکھتے ہیں جن میں فر سیل جیسے ممالیہ جانور میں جو کچھ وقت سمندر میں ہوتے ہیں اور کچھ وقت پانی میں۔ جب یہ زمین پر ہوتے ہیں تو ان کی نیند میں ریم اور نان ریم دونوں ہوتے ہیں، جب یہ سمندر میں سوتے ہیں تو نان ریم یا بالکل ختم ہو جاتی ہے یا پہلے سے دسویں حصے سے بھی کم رہ جاتی ہے۔ جب خشکی پر آتے ہیں تو پھر ریم نیند شروع۔

ایک وقت میں خیال تھا کہ انڈے دینے والے ممالیہ جیسا کہ پلاٹیپس ریم نیند نہیں رکھتے۔ لیکن پھر پتہ لگا کہ یہ بھی رکھتے ہیں، البتہ اس کا ایک مختلف ورثن ہے۔ ان کا کورٹیکس (دماغ کا بیرونی سطح والا حصہ) اس نیند کی لمبیں نہیں رکھتا لیکن جب اس کو گمرا کر کے دیکھا گیا تو دماغ کی بیس پر خواب والی اس نیند کی خوبصورت برقی ایکٹیویٹی نظر آئی اور یہ کسی بھی دوسرے ممالیہ سے زیادہ تھی۔

خواب والی نیند کی یہ ایک شکل حال میں ایک آسٹرپلین چھپکلی میں نظر آئی ہے۔

Classic Urdu Material

”نان ریکم نیند کی ارتقائی تاریخ زیادہ پرانی ہے لیکن کیا یہ والی نیند خواب والی نیند سے زیادہ اہم ہے؟“

ایک اور سوال ابھرا تھا۔

نمیں-- اس کا جواب نفی میں ہے۔ ہم تیزی سے دریافت کر رہے ہیں کہ اس کی اہمیت گرم خون والے جانوروں کے جسم کے بہت سے فنکشنز میں ہے۔ جذبات کی ریگولیشن، یادداشت کی ایسوی ایشن، تخلیقی صلاحیت، جسم کے درجہ حرارت کی ریگولیشن اور دل کی صحت کا اس پر اثر ہوتا ہے۔

نیند ایک ایسی چیز ہے جس میں انسان تمام ایپس سے بہت مختلف ہے۔ نیوورلڈ اور اولدورلڈ منکی میں تمام کی نیند دس سے پندرہ گھنٹے کے درمیان ہے اور تمام پرائمیٹ میں خواب والی نیند کا دورانیہ نو فیصد ہے۔ انسان کی نیند آٹھ گھنٹے ہے اور خواب والی نیند کا دورانیہ بیس سے پچیس فیصد ہے۔ تقریباً تمام پرائمیٹ درختوں کی شاخوں پر یا گھونسلہ بنا کر سوتے ہیں۔ گریٹ لیپ اپنا گھونسلہ ہر روز بناتے ہیں۔ جبکہ انسان زمین پر سوتے ہیں (یا اس سے تھوڑا سا اوپر بستر پر)۔

Classic Urdu Material

زمین پر سونے کا مطلب یہ تھا کہ خطرہ زیادہ ہونے کی وجہ سے نیند کا دورانیہ کم ہو گیا۔ فطرت کا خوبصورت حل نیند کا زیادہ گمرا ہونا تھا۔ اس کیلئے خواب والا حصہ بڑھ سکتا تھا۔ کرنے کا خطرہ نہ ہونے کی وجہ سے خواب والے حصے کی نیند کا دورانیہ زیادہ ہو سکتا تھا۔ خواب والا حصہ بڑھنے کا شبت تعلق تخلیقی صلاحیت اور جذبات سے ہے۔ انسان کی ایک بڑی خاصیت اس کا سو شل ہونا ہے۔ خواب والی نیند جذبات اور چہروں کو پہچان کے لئے ضروری ہے۔ یہ اس خواب والے حصے کی نیند کی وجہ سے ممکن ہوا۔ کم مگر گمرا نیند سے ضرورت پوری کرنے کا مطلب یہ رہا کہ جائے کے دورانے میں اضافے سے جائے والی شعوری حالت کے لئے اضافی وقت مل گیا۔ تخلیقی صلاحیت میں بہتری، بہتر معاشرتی تعلقات اور دستیاب ہونے والا اضافی وقت۔۔۔۔۔

خواب تو بہت سے جانور دیکھتے ہیں لیکن انسان جیسے نہیں۔ تو اگر چمپیزی یا گریٹ لیپ یا کوئی بھی دوسری نوع چاند پر نہیں پہنچ سکی، کمپیوٹر نہیں بنایا سکی، ویکسین ایجاد نہیں کر سکی تو اس میں ایک وجہ ہمارے خواب ہیں۔ اور یہ محاورے والے نہیں، سوتے میں دیکھے جانے والے خواب ہیں۔

Classic Urdu Material

حالم خاموش ہوئی می تھی۔ پوری کلاس میں گھری خاموش چھائی می تھی اور پھر کلاس تالیوں سے گونج اٹھی تھی۔

"میم آپکو یہ سب کیسے پتا ہے؟؟"

حفصہ نے سوال کیا تھا۔

"آپ جس چیز میں دلچسپی لیں گے اسی کے متعلق جانیں گے۔ اور میرا خیال ہے کہ آپکی پسند کی چیزیں جنہیں جاننے کا تجسس آپکے اندر ہو۔۔ وہ خود بخود آپ تک پہنچادی جاتی ہیں۔۔!!"

کلاس کو اسکی بات سمجھ آئی می تھی یا نہیں لیکن وہ اندروفی طور پر پرسکون تھی۔

سفید روئی کے گالوں جیسی برسی برف میں وہ ایفل ٹاور کے پاس بیٹھی تھی۔

سر سے پاؤں تک اونی کوٹ میں چھپی ہوئی می تھی۔

سفید برف جو مسلسل اس پر پڑ رہی تھی اس میں چھپی وہ برف کی شہزادی لگ رہی تھی۔

نظریں بار بار چاروں طرف بھٹک رہی تھیں۔ شاید آج پھر اسے کسی کا انتظار تھا۔

Classic Urdu Material

اس نے سر اٹھا کر شان و شوکت سے کھڑے ٹاور کو دیکھا جس کا آخری سراتیز پڑتی برف میں
چھپ سا گیا تھا۔

لوگ اس موسم کا بھرپور فائیڈہ اٹھا رہے تھے۔
کیمرے کی آنکھوں میں وقت کو قید کیا جا رہا تھا۔ جبکہ وہ انتظار کی سولی پر لٹک رہی تھی۔

"تمیں پورا یقین ہے کہ وہ آئے گا ماہی؟؟"
ایلا نے اسکے قریب آتے ہوئے پوچھا تھا۔ وہ خود بھی اونی کوٹ میں چھپی ایک بھالو لگ رہی
تھی۔

"میرا دل کہہ رہا ہے وہ ضرور آئے گا ایلا۔!!"
ماہی نے نیلے پڑتے ہونٹوں سے مسکرا کر کہا تھا۔
انتظار میں بھی ایک عجیب سالطف تھا۔

"ٹھیک ہے ہم کچھ دیر اور انتظار کر لیتے ہیں۔!!"
ایلا اتنا ہی کہہ پائی می تھی۔

Classic Urdu Material

"دیدار یار نہیں ہوتا تو یہ لب بھی نہیں مسکراتے"

"آ بھی جاو کہ مسکراہست _____ تیرے انتظار میں ہے"

جب سے وہ پھر آیا تھا اسکے ساتھ عجیب سا معاملہ ہو رہا تھا۔

جہاں بھی اسے روشنی نظر آتی ناجانے کہاں سے ام حنم کا چہرہ اسے یاد آ جاتا تھا۔

اس نے گاڑی اپنی مطلوبہ جگہ پر روکی تھی۔ اور پھر گلے میں پڑے مفلر کو ٹھیک کرتے وہ گاڑی سے باہر نکل آیا تھا۔

تیز برف باری نے ٹریفک کو مشکل بنادیا تھا۔ جانے وہ کتنی مشکل سے یہاں پہنچا تھا۔

پارکنگ ایریا سے ٹاور تک پہنچنے میں برف کے گالوں نے اسکے بھورے بالوں کو سفید کر دیا تھا۔ گھٹنؤں تک آتا کوٹ پہننے وہ حویلی میں موجود حشام سے بالکل مختلف لگ رہا تھا۔

ٹاور کے پاس پہنچ کر وہ رک گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"میں اب تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں حشام بیٹا۔۔!!"

بی جان کے الفاظ اسکے کانوں سے ٹکرائے تھے۔

"بھائی می کیلیے کوئی می بہت پروقار لڑکی ہونی چاہیے جو انکی مضبوط شخصیت کا مقابلہ کرسکے۔۔"

دور کمیں مدتحہ کے لفظوں نے اپنا آپ منوایا تھا۔

" بتائیں نا بھائی می آپکو کیسی لڑکی چاہیے۔۔؟؟؟"

"بی جان مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔۔ ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔۔!!
اسکے کیلیے بہت مشکل تھا ان دونوں عورتوں کو سمجھانا۔

"منگنی تو کی جا سکتی ہے نا۔۔!!"

مدتحہ بضد تھی۔

" بتادیں بھائی می آپکو کیسی لڑکی پسند ہے؟؟ کوئی می پسند کی ہوئی می ہے تو وہ بھی
بتادیں۔۔!!"

Classic Urdu Material

"ایسا کچھ نہیں ہے مذکہ---"

وہ اکتا گلیا تھا باتیں سن سن کر--

"پھر بھی--- کوئی تو خاص بات بتائیں تاکہ لڑکی ڈھونڈنے میں ہمیں آسانی ہو۔؟؟"---
مذکہ امید بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"بی جان جیسی شخصیت ہوا سکی۔ بار عجب۔ باوقار۔ جو اس عالیشان حولی میں آئے تو
اس حولی کا وقار کیسیں دیتا محسوس ہو۔!"
وہ اپنی پسند بتا چکا تھا۔

"اسکا مطلب آپ ساری عمر کنوارے رہنا چاہتے ہیں---؟"
مذکہ نے اسکی پسند کا سن کر برا سا منہ بنایا تھا۔

"میں اس حولی کیلیے ایسی ہی دلمن لاؤں گی۔!!
بی جان مسکرا دیں تھیں۔"

Classic Urdu Material

"نمیں لے گی بی جان-- میری بات لکھ لیں۔ آج کل ک نازک لڑکیاں حشام بن جبیل کے معیار پر پورا نہیں اتر سکتیں-- !!
وہ بیڈ سے اتری جوتے پہننے ہونے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

"کوئی بی پسند ہے تو بتا دو-- !!"
اسکے جانے کے بعد بی جان نے پوچھا تھا۔

"بی جان ایسا کچھ نہیں ہے-- میں بتا چکا ہوں مجھے ابھی شادی نہیں کرنی اور جہاں آپکی مرضی ہوگی میں وہیں کرلوں گا لیکن کروں گا اپنے وقت پر-- آپ بیشک لڑکی ڈھونڈ لیں مگر جب تک میں ناکھوں شادی نہیں ہوگی-- !!"
وہ اپنا حتیٰ فیصلہ سنا چکا تھا۔

اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تھی۔ سارا آسمان جیسے سفید ہو گیا تھا۔
اچانک اسکے تصور پر سفید ڈوپٹھ اوزھے روشنی میں بیٹھی ام حانم کا چہرہ ابھرا تھا۔
وہ ایک دم پتوں کا تھا۔

اپنے جیون ساتھی کے بارے میں اسکی بڑی بڑی ڈیمانڈز نہیں تھیں۔
اسے باوقار لڑکیاں اچھی لگتی تھیں۔

Classic Urdu Material

وہ بی جان کو کہ آیا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے ڈھونڈ لیں۔۔ لیکن ناجانے کیوں بار بار وہ لرکی اسکے تصور میں ابھرتی تھی۔

"یہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔۔؟"

اس نے اپنا سر جھٹکا تھا جیسے اس طرح کرنے سے وہ دوبارہ اسکے ذہن میں نہیں آئے گی۔

"ایکسکیووڈ میں۔۔"

آواز پر وہ پلٹا تھا۔

اسکے سامنے ایک لرکی کھڑی تھی۔ اوپنی کوٹ پہنے برف نے اسے سفید بنادیا تھا۔

چہرے کے اطراف میں بکھرے بالوں پر سفید برف اسے دلکش بنارہی تھی۔

"جی۔۔"

وہ الجھا تھا۔

"آپ حشام بن جبیل ہیں نا؟؟"

وہ کتنی چاہت سے پوچھ رہی تھی جیسے یقین نا ہو سامنے کھڑا حشام جبیل ہی تھا۔

Classic Urdu Material

"جی--"

وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا۔

"میں ماہین حمدان-- میں نے آپکو سیج بھی کیا تھا--!!

ماہین نے ایک بار بھی پلکیں نہیں جھپکیں تھیں۔ اسے لگ رہا تھا اگر ایسا ہوا تو سامنے کھڑا شخص پھر غائب ہو جائے گا۔

ماہی کو لگ رہا تھا جیسے سب کچھ تھمم گیا ہو۔

لوگوں کے چلانے کا شور-- سب کچھ جیسے پچھ چلا گیا تھا۔

اسے یاد تھا تو بس اتنا کہ اس شخص کو اس نے بہت چاہا ہے۔ ایک بار دیکھنے کی بہت سی دعائیں مانگی ہیں۔

"سیج--"

حشام بڑھا یا تھا اور پھر کچھ یاد آنے پر وہ چونکا تھا۔

"اور میں نے آپکو جواب دے دیا تھا مس ماہین حمدان کہ مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے--!!

اسکا لمحہ سخت ہوا تھا۔ اس نے گاڑی کی طرف قدم بڑھائے تھے۔

ماہین کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

Classic Urdu Material

اگر وہ اسکی آنکھوں میں جلتے چراغ جو ایک دم بجھ سے گئیے تھے دیکھ لیتا تو شاید الجہ سخت نا کرنا۔

”لیکن آپ میری بات تو سنئیں۔۔ آپکو یاد ہے ہم یہاں لے تھے۔ اسی جگہ پر۔۔ شاید آپ بھول رہے ہیں !!“
وہ اسکے پیچھے لپکی تھی۔

”رنگ اترے لال گلابی سا
کوئی کرتا ہے تیری بات پیا

مجھے نیند کی نہ اب چاہ رہی
میں یاد کروں تجھے ساری رات پیا

تو چاند ہے میرے آنکن کا
تیری چمک سے اجلاء گھر بارپیا

تیرے پیار کی دھنک مجھ پہ یوں چڑھی
مجھے آئے نہ کوئی رنگ راس پیا

Classic Urdu Material

تیرے ساتھ رہوں کھلیں پھول سبھی

تیرے بعد نہ رہے میری راکھ پیا

میں دھول بھی نہیں تیری نگری کی

تو ہے میرے سر کا تاج پیا

میری منت ہے تو تو ازلوں سے

میں مانگوں تجھے ہر بار پیا

ہے چاہ میری جب مرنے لگوں

تیرے ہاتھ میں ہو میرا ہاتھ پیا ""

"دیکھیں مس مجھے بہت برا لگ رہا ہے کہ میں آپکو بار بار انکار کروں۔۔ آپ خود سمجھ جائیں تو

بہتر ہے مجھے نہیں کرنی دوستی۔۔!!

وہ رکا تھا۔ اب کی بار اسکا لجھ پہلے سے بھی سخت تھا۔

جبکہ ماہی کچھ بول نہیں پائی تھی۔

Classic Urdu Material

مرد کی فطرت ہے جو عورت خود اسکے پاس چل کر آئے وہ اسے کبھی پسند نہیں آتی۔
ماہی شاید یہ نہیں جانتی تھی۔

وہ چلا گیا تھا۔۔ جبکہ برف کی شہزادی برف پر کھڑی رہ گئی تھی۔
اسکی آنکھوں میں آئی نمی نے ہر چیز کو دھنڈا کر دیا تھا۔

حanim پرنسپل کے آفس میں موجود تھی۔ آج پھر اسکا بلاوہ آیا تھا۔
اسکا نخا سادل پھر کانپ رہا تھا۔

اس نے پیشان نظروں سے اپنے سامنے براجمان پرنسپل کو دیکھا جنکے ہاتھوں میں کچھ ٹیسٹ
تھے۔

جبکہ دوسری جانب دیوار کے ساتھ رکھے صوف پر اس نے روحان جبیل کو دیکھا تھا جو ٹانگ پر
ٹانگ جمائے ببل چجائے میں مصروف تھا۔
اسکی چہرے پر سنجیدگی جبکہ آنکھوں میں گرمی شرارت تھی۔
وہ سمجھ گئی تھی کہ آج پھر کچھ غلط ہونے والا تھا اسکے ساتھ۔۔ کیونکہ جماں آر جے ہو
وہاں کبھی کچھ ٹھیک نہیں ہو سکتا تھا۔

Classic Urdu Material

"مس ام حانم---"

پرنسپل نے موئے شیشیوں والی عینک کے پیچھے سے جھانکتے ہوئے کہا تھا۔

"ایں میم--"

حانم نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا تھا۔

"میں نے سنا ہے کہ آپ پوری توجہ سے نا تو لیکچر لیتی ہیں بلکہ ٹیسٹ بھی دھیان سے چیک نہیں کرتیں--"

"جی---؟"

اس الزام پر وہ بوکھلا گئی تھی۔

"جی-- مجھے آپکی کلاس کے کچھ سٹوڈنٹس نے بتایا ہے--!!
پرنسپل کی بات پر اس نے چونک کر آرہے کی طرف دیکھا تھا جسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔

"یہ دیکھیں مس ام حانم-- یہ چیک کیے ہوئے ٹیسٹ آپکی لاپرواہی ثابت کر رہے ہیں"
پرنسپل نے کہتے ہوئے ٹیسٹ کا بندل اسکی طرف پھینکا۔

Classic Urdu Material

حائزہ نے کانپتے ہاتھوں سے ٹیسٹ اٹھا کر دیکھنے شروع کیے ری چیلنگ کی گئی تھی۔ اس دن دوسری بار خواب دیکھنے کے بعد اسے نیند نہیں آ رہی تھی تو اس نے غائیب دماغی سے ٹیسٹ چیک کرنا شروع کر دیے تھے۔

صرف ایک ٹیسٹ ایسا تھا جس پر وہ ٹھیک سے توجہ نہیں دے پائی تھی۔

"سوری میم دراصل ابھی میں نے ری چیلنگ نہیں کی تھی۔ تو۔۔

"تو۔۔ کیا اگر آپ نے ری چیلنگ کرنی تھی تو پھر بnarی چیلنگ کے مجھے کیوں بمحوالے گئے یہ ٹیسٹ؟؟" پنسپل سختی سے پوچھ رہی تھیں۔

"میم۔۔ یہ ٹیسٹ مجھے سٹاف روم کے باہر نیچے پڑے ہوئے لے تھے۔ چیک کیے ہوئے تھے مجھے لگا میم حائزہ نے آپکو ہی دینے ہونگے اس لیے میں خود دینے آگیا۔۔!!" روحان جبیل معصومیت سے کہہ رہا تھا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میم حائزہ نے ابھی ری چیک نہیں کیے۔!!" اور حائزہ کا دل کر رہا تھا کہ کوئی یہ چیز اٹھا کر وہ آر جے کے سر میں دے مارے۔

Classic Urdu Material

"آئی نہ خیال کھیے گامس حانم-- اب آپ جا سکتی ہیں"
پرنسپل کے حکم پر وہ خاموشی سے باہر نکل آئی تھی۔
دل تو بہت تھا کہ اپنی صفائی میں کچھ کے لیکن کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اندر وہ طوفان موجود تھا۔

"ہانی--"

وہ کلاس کی طرف بڑھ رہی تھی جب اسے آواز سنائی دی کسی نے اسے پکارہ تھا۔

اس نے دھنڈلاتی آنکھوں کو صاف کیا اور پیچھے مرڑ کر دیکھا۔ سامنے پرنسپل کی بڑی بیٹی اور انکی سینیئر اسماڑہ کھڑی تھی۔

"کیسی ہو؟؟"
وہ پوچھ رہی تھی۔

"جی میں ٹھیک ہوں"
وہ زبردستی مسکرائی۔

Classic Urdu Material

”سیلری مل گئی می تھی آپکو؟؟“

اسمارہ نے پوچھا۔ اسی کی وجہ سے وہ یہاں تھی۔

”جی دو دن پہلے مل گئی می تھی۔۔۔“

وہ بس اتنا ہی کہہ پائی می تھی۔

”ھڈ۔۔ اور کوئی می پڑا بلم۔۔؟؟“

حانم کا دل کیا کہ وہ کہہ دے سب سے بڑا مسٹی لے تو وہ روحان جبیل ہے لیکن وہ کہہ نا پائی اور واپس کلاس میں آگئی می تھی۔۔۔!

شام کے وقت کاج کی کینٹیں سٹوڈنٹس سے بھری پڑی تھیں۔

وجہ سٹوڈنٹس کے ہجوم میں بیٹھا آرہے تھا جو پہلی بار کاج میں سنگنگ کر رہا تھا۔

وجہ بھی خاص تھی۔ حانم سے جو ٹیکٹ گرے تھے وہ اسے نہیں کسی اور لڑکے کو لے تھے۔

لڑکے نے اس شرط پر ٹیکٹ اسے دیے تھے کہ وہ سنگنگ کرے گا۔

پورے کاج کو پتا چل گیا تھا کہ وہ آرہے ہے جن کو پہلے نہیں پتا تھا۔۔

Classic Urdu Material

لیکن اگر نا معلوم ہو سکا تو بس ام حانم کو جو کب کی جا چکی تھی۔

اسکا مقصد حانم کو شرمندہ کرنا تھا کہ اس سے ٹیسٹ بھی نہیں سنہالے جاتے۔۔ لیکن پھر پرنسل نے اسے بلا لیا اور وہ چلا گیا جہاں انہوں نے ٹیسٹ دیکھ لیے یوں بنا کچھ کرے بھی وہ بہت کچھ کر گیا تھا۔

Been sitting eyes wide open behind these four walls,

hoping you'd call

It's just a cruel existence like there's no point hoping at

all

Baby, baby, I feel crazy, up all night, all night and every

day

Give me something, oh, but you say nothing

What is happening to me?

I don't wanna live forever, 'cause I know I'll be living in

vain

Classic Urdu Material

And I don't wanna fit wherever

I just wanna keep calling your name until you come
back home

I just wanna keep calling your name until you come
back home

I just wanna keep calling your name until you come
back home

اسکی دلکش آواز نے پورے کالج پر سحر طاری کر دیا تھا۔

گٹار بھاجتے لوں سے لفظوں کو آزاد کرتے وہ وہاں موجود لڑکیوں کی دھڑکنوں کو تیز کر گیا تھا۔۔۔
اس نے آنکھ اٹھا کر کسی کو نہیں دیکھا تھا البتہ سب کی نظریں اس پر جمی تھیں۔



اسکی دل سوز آواز نے پورے کالج پر سحر طاری کر دیا تھا۔

Classic Urdu Material

گٹار بجاتے ہوئے لبوں سے لفظوں کو آزاد کرتے وہ وہاں موجود لڑکیوں کی دھڑکنوں کو تیز کر گیا تھا۔۔۔ اس نے آنکھ اٹھا کر کسی کو نہیں دیکھا تھا البتہ سب کی نظریں اس پر جمی تھیں۔

دس منٹ بعد وہ کرسی سے اٹھا تھا۔ گٹار کو کندھے پر لٹکانے کے بعد اس نے اپر کے ہڈ کو سر پر گرا یا تھا جس سے اسکا پورا چہرہ چھپ گیا تھا۔

اسکے اٹھنے پر وہاں موجود ہر ایک شخص نے تالیاں بجائی می تھیں۔

آر جے نے قدم کینٹیں سے باہر کی طرف بڑھائے تھے۔

اسکے چاروں طرف لڑکوں اور لڑکیوں کا ہجوم تھا۔ اسے آتا دیکھ کر سب نے اسے راستہ دیا تھا۔ اور وہ آپر کی جیبوں میں ہاتھوں کو ٹھونٹے، چہرہ جھکاتے، سیٹی پر دھن گنگناتا وہاں موجود لوگوں کے ہجوم سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔ بنا جانے کہ لوگ کتنی حسرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

اتوار کا دن تھا۔ ماہم، حانم اور جواد تینوں بہن بھائی می گھر میں ہی موجود تھے۔

باہر چلتی ٹھنڈی ہواؤں نے دھند کو چھٹنے پر مجبور کیا تھا لیکن ہوا کی وجہ سے لوگ اپنے گھروں میں دبکے پڑے تھے۔

Classic Urdu Material

وہ کچھ میں کھڑی ناشتہ بنارہی تھی۔

کل ہونے والے واقعہ نے اسے روحان جبیل سے مزید دور کر دیا تھا۔

جب پرسپل اسے ڈانت رہی تھی اس وقت جس طرح سے وہ محفوظ ہو رہا تھا حانم کو یاد تھا۔

وہ چیز اسے اندر سے جلا رہی تھی۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

”کیا ہو گیا ہانی سارا آمدیٹ جل گیا۔ دھیان کہاں ہے تمہارا۔۔؟؟“

اسے یوں گم سم کھڑے دیکھ کر آسیہ بیگم نے چولہا بند کیا۔

وہ چونک کر خیالوں سے باہر آئی تھی۔

”اس لیے کہتی ہوں یہ اوٹ پٹانگ کتابیں کم پڑھا کرو انسان پاگل ہو جاتا ہے۔۔!!“

اماں کی بات سن کر اسے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

”آپ گھوم پھر میری کتابوں پر آجاتی ہیں اماں۔۔!!“

وہ ناراض ہوئی۔

”میں سچ کہہ رہی ہوں۔ وہ حمدان بھی اتنی کتابیں پڑھتا تھا اور پھر یوں گم سم کھڑا رہتا

تھا۔۔!!“

حمدان کے نام پر حانم نے چونک انہیں دیکھا۔

Classic Urdu Material

وہ کبھی کبھی حمدان کا ذکر کرتی تھیں جو انکا کزن تھا۔ لیکن کبھی نا وہ ان سے ملنے گئیں نا اور حانم نے حمدان انکل کو دیکھا تھا۔

"ہمارے خاندان کا سب سے زیادہ پڑھا لکھا لڑکا تھا وہ باہر سے پڑھ کر آیا تھا۔"

جب میری شادی ہوئی میں تب وہ پڑھائی می مکمل کر کے لوٹا تھا۔۔۔ بالکل ہی بدل گیا تھا۔
خاموش خاموش سارہنے لگا تھا۔

زیادہ بات چیت بھی نہیں کرتا تھا ناجانے کیا سوچتا رہتا تھا۔

تمہاری نافی اماں کہتی تھیں کہ نپے کو سایہ ہو گیا ہے۔۔۔!!!"
آسیہ بیگم کو بائی یہ سال پرانی باتیں خوب یاد تھیں۔

"وہ کبھی ملنے نہیں آئیے آپ سے اماں؟؟؟"

حانم نے پوچھا تھا۔

"جس دن میری شادی ہوئی می تھی اس سے لگھے دن وہ واپس چلا گیا تھا پھر پتا نہیں واپس
نہیں آیا۔۔۔!!

آسیہ بیگم نے گھری سانس لی تھی۔

حانم نے کچھ کے بنانا شتے کی پلیٹ اٹھا کر کمرے کی طرف قدم بڑھا دیئے تھے۔

Classic Urdu Material

کمرے میں میوزک کی بے ہنگم آواز گونج رہی تھی۔

ماہم اور جواد دونوں اپنی سریلی آواز میں سنگر کے ساتھ ہی گا رہے تھے۔

"پاگل ہوگئیے ہو تم دونوں--!!"

حانم نے کانوں پر ہاتھ رکھنے کے بعد چلا کر کہا تھا۔

"ہانو آپی آرجبے کا شولگا ہوا ہے مزہ آرہا بہت--!!"

جواد کافی پروش تھا۔

"آواز کم کرو--!!"

حانم کو سخت غصہ آیا تھا۔

"تم سریل اس کمرے میں ہی نا آیا کرو--!!"

ماہم نے آنکھیں سکیرتے ہوئے کہا تھا۔

حانم بنا کچھ کھے پلیٹ اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

"اسکا کچھ نہیں بن سکتا۔ سریل--!!"

اسکے جانے کے بعد ماہم بڑبڑائی تھی۔ فی وی کی آواز پھر سے پورے کمرے میں گونج گئی تھی۔

Classic Urdu Material

کچھ یاد آنے پر حانم واپس اسی کمرے میں آئی تھی
”میرا میگزین لائے ہو؟؟“

اس نے تقریباً چیخنے والے انداز میں جواد سے پوچھا تھا کیونکہ جتنی گانے کی آواز تھی نارمل آواز سے تو انہیں سنائی نا دیتا۔

”آہستہ چیخو ہانو گلا خراب ہو جائے گا“
ماہم نے شہزادت سے کہا تھا۔

”امی کے پاس ہے میں لے آیا تھا۔۔!!“
جواد نے والیوم کو میوٹ کرتے ہوئے جواب دیا تھا۔ جب بھی آرجے کا شوگلتا تھا وہ ربوبت اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا۔

”کاچ میں وہ روحان جبیل نہیں جینے دیتا اور گھر میں یہ دو لوگ۔۔!!“
وہ بڑبرداری تھی اور اور ساتھ لپنا مطلوبہ میگزین تلاش کر رہی تھی۔
کافی دن پہلے اس نے میگزین کے ادارے کو سوال بھیجا تھا۔ وہی دیکھنا چاہ رہی تھی کہ جواب ملا ہے یا نہیں۔

Classic Urdu Material

"شکر ہے مل گیا۔۔!!"

کتابوں کے اوپر پڑے میگزین کو دیکھ کر اس نے شکر کیا تھا اور "جستجو" کا صفحہ کھولنے پر اسکی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

"شعور کیا ہے اور لاشور کے کہتے ہیں۔۔؟؟"

اسکا سوال جواب سمتیت موجود تھا۔

اس نے میگزین ایک طرف رکھا اور فٹافٹ ناشستہ کرنے لگی۔ وہ مکمل طور پر پرسکون ہونے کے بعد جواب پڑھنے والی تھی۔

بھانپ اڑاتے کافی کے کپ کو اس نے اٹھا کر جیسے ہی لبوں سے لگایا اسکی نظر ایک کونے میں بیٹھے شخص پر پڑی تھی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا نظریں ملنے پر وہ گریٹر کر چھرے کا رخ موڑ گیا تھا۔

انخل کی تیوری چڑی تھی۔ اس نے کپ کو میز پر پھینا اور اپنی جگہ سے اٹھنے کے بعد قدم اس شخص کی طرف بڑھا دیے تھے جسکا آدھا چہرہ چھپا ہوا تھا۔
یہ شخص ناجانے کیوں اسکا پچھا کرتا تھا۔

Classic Urdu Material

انجل کو اس سے حد رجے کی کوفت ہوتی تھی۔ آج تو اس نے صاف صاف بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

انجل کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ سنبل کر بیٹھا تھا اور اس طرح ظاہر کرنے لگا جیسے وہ اسے جانتا ہی نا ہو۔

"ایکسکیوو می--"

پاس جانے پر انجل نے سخت سے لمحے میں اسے پکارہ۔
وہ چائے پینے میں ایلے مگن تھا جیسے سنا ہی نا ہو۔

"مسٹر موں آپ گونگے ہونے کے ساتھ ساتھ بھرے بھی ہیں کیا؟؟"
اسکی اس بات پر موں نے چونک کر اپنے سامنے کھڑی انجل کو دیکھا تھا جو اس وقت انجل کم اور ڈائی ن زیادہ لگ رہی تھی۔

موں نے اسکے بھرہ کئے پر برا سامنہ بنایا تھا۔

"یس--"

آنکھوں سے اشارہ کیا گیا تھا کہ بویے۔

Classic Urdu Material

"آپ میرا پچھا کیوں کرتے ہیں---؟ میں جماں جاؤں آپ وہاں کیوں موجود ہوتے ہیں؟؟" وہ غصے سے پوچھ رہی تھی۔

"نو--"

مون نے نفی میں سر ہلاایا۔ جیسے کہ رہا ہو کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔

"اوہ تو آپ جھوٹ بھی بولتے ہیں۔؟؟"

انجل نے دونوں ہاتھوں کو ذرا سا اوپر اٹھا کر خالص برٹش لمحے میں کھاتھا۔

"نو--"

مون نے پھر سر نفی میں ہلایا تھا اور ہونٹوں پر آئی مسکراہٹ کو مشکل سے ضبط کیا تھا۔

"لسن مسٹر مون۔۔ اگر آپ آئی ندہ مجھے اپنے آس پاس نظر آئے نا تو یہ گرم گرم چائے کا کپ منہ پر گرا کر جو آدھا چہرہ بچا ہوا ہے نا وہ بھی جلا دوں گی۔۔ یا پھر۔۔

وہ جو سامنے گلدان نظر آرہا نا وہ اٹھا کر سر میں ماروں گی۔۔ سمجھ آئی۔۔!!"

اسکی دھمکی سن کر مون کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

Classic Urdu Material

یہی اصل حقیقت ہے
کہ میری بے رخی چاہت
ہوئی مثلِ قفسِ مجھ کو

"مجھے تم سے محبت ہے"
بس اتنی بات کہنے میں
گے کئی برسِ مجھ کو

وہ اتنی خطرناک کب سے ہو گئی می تھی۔۔ مون کو حیرت ہوئی می۔

"سمجھ آگئی می نا۔۔؟؟"

اس کے خاموش رہنے پر اینجل نے دوبارہ پوچھا۔

"نو۔۔"

وہ ایک بار پھر سر نفی میں ہلا چکا تھا جبکہ اینجل غصے سے مسٹیاں بھینختی وہاں سے چلی گئی

Classic Urdu Material

تھی۔

اسکے ملے اوورکوٹ کے پچھے انگلش میں بروکن ایجل لکھا تھا۔

I am so lonely broken angel..

One and only broken angel..

جیسی کے ساتھ گائیے گئیے گانے کے الفاظ اسکے ذہن میں گونج گئیے تھے۔ اور پھر اسکی دھمکی کو یاد کر کے وہ کھل کر مسکرا دیا تھا۔

تیری داستان بے وفائی

میرے چھرے پر رقم ہے
زندگی میں صرف سوزش غم ہے

تیری بے وفائی کا غم،
تیری بے اعتنائی کا غم،

تیرے مغرور لمحے میں
جھلکتی ہتک کا غم،

دل بے تاب کی نارسانی کا غم،
پاکیزہ جذبات کی رسوانی کا غم،

Classic Urdu Material

غم ہے مجھے تیری بے رخی کا،
تیرے انداز و اطوار کی بے زاری کا،
غم ہے مجھے دھڑکن تھم جانے کا،
سانس رک جانے کا، خون جنم جانے کا،
اور غم ہے مجھے یوں جیتے جی اپنے مر جانے کا۔

وہ بارہ سال کا جب پہلی بار پولیس نے اسے گرفتار کیا تھا۔

وجہ یہ تھی کہ وہ قبرستان میں موجود تھا اور مرحومہ سیدہ عائی شہ جبیل کی قبر کو کھو دتے ہوئے سے پکڑا گیا تھا۔

بہت بار پوچھنے پر بھی اس نے کچھ نہیں بتایا تھا۔

"سر پچھے ہے وہ قبر اسکی ماں کی ہے شاید ماں کی محبت میں اسے دیکھنے کیلیے اس نے ایسا کیا ہو۔!!"

ایک سپاہی کے کہنے پر پولیس انسپکٹر نے اثبات میں سر ہلایا تھا اور پھر اپنی گاڑی میں بھٹا کر وہ اسے سید حولی چھوڑنے گئیے تھے۔

اور آج پھر وہ اسی پولیس اسٹیشن میں موجود تھا پورے دوسال بعد۔

Classic Urdu Material

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ رات کے اس پھر تم قبرستان میں کیا کر رہے تھے؟"
پولیس انسپکٹر نے اپنے سامنے بیٹھے چودہ سالا لڑکے سے پوچھا۔ جو سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"جواب دو"

اسکے کچھ نابوئے پر انسپکٹر نے دوبارہ پوچھا۔

اس نے سر اٹھا کر ایک نظر انسپکٹر کو دیکھا اور پھر کچھ گلگنانا شروع کر دیا تھا۔
انسپکٹر کو لڑکے پر بے تحاشہ غصہ آیا۔

"میں تم سے پوچھ رہا ہوں-- جواب دو نہیں تو--"

"کیا نہیں تو--؟"

لڑکے کے چہرے پر ایک دم ناگواری ابھری۔

"جو پوچھا ہے اسکا جواب دو-- کیوں کیا تم نے ایسا--؟؟"
کیا ہے ایسا اس قبرستان میں جو روز تم وہاں جاتے ہو--؟"

"کیا مجھے قبرستان جانے کا حق نہیں ہے کیا؟"
الٹا سوال آیا۔

Classic Urdu Material

"لیکن قبر کھونے کا حق کس نے دیا تمیں--؟؟"

انسپکٹر نے دانت بھینختے ہوئے پوچھا۔

"میں بس ایک تجربہ کرنا چاہتا تھا۔"

لڑکا اب پرسکون ہو چکا تھا۔

"اکیسا تجربہ--؟؟"

انسپکٹر حیران ہوا۔

"یہی کہ مر نے کے بعد قبر میں انسانی جسم کے ساتھ کیا کیا ہوتا ہے-- کون کونسے کیڑے جسم--

"کیا بکواس ہے یہ--؟؟"

انسپکٹر نے لڑکے کی بات کافی۔ اسکی باتیں وہاں موجود سمجھی لوگوں کے رو نگھٹے کھڑے کر رہی تھیں۔ جبکہ وہ پرسکون بیٹھا تھا۔ ہونٹ سیئی بجانے کے انداز میں سکڑے ہوئے تھے۔

انسپکٹر کو اس پر کسی پاگل کا گمان ہوا تھا۔ کیا وہ واقعی پاگل تھا۔۔۔ کیا اسکے ساتھ کوئی نفسیاتی مسئیٰ لہ تھا۔ انسپکٹر سمجھنے سے قاصر تھا۔

Classic Urdu Material

مسٹر جیبل کو فون کیا جائیے آج انہیں میں بتاؤں گا کہ انکا بیٹا کیا کر رہا ہے۔

انسپکٹر نے اپنے دائیں طرف کھڑے ایک سپاہی سے کہا تھا جو بے یقینی سے انسپکٹر کو دیکھ رہا تھا۔

"سنا نہیں تم نے فون ملاؤ۔"

انسپکٹر نے غصے سے حکم دیا۔

"لیکن سروہ علاقے کی معزز شخصیت ہیں انہیں یہاں بلانا۔"

انسپکٹر کے گھورنے پر باقی الفاظ اسکے منہ میں ہی دم توڑ گئیے تھے اور وہ فوراً فون کی طرف لپکا۔ جبکہ لڑکا پرسکون انداز میں بیٹھا کچھ گنگنا رہا تھا۔

"شعور کیا ہے؟"

سوال کے پہلے حصے کا جواب اس نے پڑھنا شروع کیا تھا۔

=> کچھ سوال سوچ لیتے ہیں۔ کیا خود کار رو بوٹ جو اپنا راستہ خود تلاش کر سکتا ہو، باشعور ہے؟ کیا پالتو کتا جو جذبات کا اظہار کر سکتا ہے اور خود سے فیصلے بھی لے سکتا ہے، کیا شعور رکھتا

Classic Urdu Material

ہے؟ ایک نو زائدہ بچہ جو دودھ پی کر لڑھک کر سو گیا ہے، اسے با شور کہیں گے؟ یا ایک سوتے ہوئے شخص کا شور جائے شخص سے فرق ہے؟

اس بارے میں سچ یہ ہے کہ ہمیں ابھی ہمارے پاس شور کی معروضی تعریف یا اس کی پیمائش کا طریقہ یا فریم ورک نہیں۔ مادے یا توانائی کے بارے میں تفصیلی اور کامیاب فریم ورک موجود ہیں مگر ذہن کے بارے میں ان کا متوازی نہیں۔ مگر یہ صورتحال اب بدل رہی ہے۔

اس دور کی مشترکہ زبان معلومات ہے۔ کتابیں، تصاویر اور فلمیں ہوں یا ہماری جینیاتی سڑکچر، ان سب کو معلومات کے سڑکچر میں ڈھالا جا سکتا ہے جسے صفر اور ایک کی صورت میں بھی ڈھالا جا سکتا ہے۔ یہ معلومات خود کسی میڈیم کی محتاج نہیں۔ چاہے یہ کمپیوٹر کی یادداشت میں برقی چارج کے طور پر رہے یا کسی صفحہ پر لکھی گئی لکیروں میں۔ ویلے ہی معلومات اعصابی خلیوں کے جوڑوں میں بھی حالت کے طور پر رہ سکتی ہے۔

کمپیوٹر کے ابتدائی دنوں سے ایک بحث رہی کہ ذہن کو معلومات کی حالتوں سے سمجھا جا سکتا ہے مگر اس خیال کو کسی بھی نظریے میں بدلتے کے ذائقے کی کمی رہی۔ پہلی بار گیو لیو ٹونی

Classic Urdu Material

نے ایک مربوط نظریہ پیش کیا جس کو انگریز میڈ انفورمیشن تھیوری (مربوط معلومات کا نظریہ) کہا جاتا ہے۔

یہ نظریہ دو بنیادوں پر کھڑا ہے۔ ایک یہ کہ شعور کی حالتیں ممتاز ہیں اور معلومات سے بھرپور ہیں۔ دوسرا یہ کہ یہ معلومات مربوط ہے۔ کوشش بھی کی جائے تو ایک حالت کے لئے نہیں کئے جاسکتے۔ یعنی اگر آپ اپنے دوست کو روتے دیکھیں تو یہ نہیں کر سکتے کہ چہرہ دیکھ لیں اور رونے کو نولس نہ کریں، یا کسی منظر کا ایک حصہ دیکھ کر یاد رکھ لیں اور دوسرا چھوڑ جائیں، تو جو بھی معلومات ہے وہ مکمل اور ناقابل تقسیم ہے۔

جیسے جیسے وہ پڑھ رہی تھی سوچ کی لکیریں اسکے چہرے پر واضح ہو رہی تھیں۔ اتنا پڑھنے کے بعد اس نے صفحہ پلٹا تھا۔

اس مربوط معلومات اور شعور کی اکاؤنی کے پیچھے اعصابی نظام کے بہت سے حصے مل کر کام کرتے ہیں۔ جب یہ تعلق منقطع ہونا شروع ہو جائے، جیسا کہ نیند یا بے ہوشی کی حالت میں ہوتا ہے، تو شعور مدد ہم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

اگر منقسم دماغ والے مرپضوں کو دیکھیں جن کے دماغ کے دو حصوں کا رابطہ مرگی کے دوروں کے علاج کے لئے منقطع کیا جاتا ہے تو یہ نظر آ جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے شعور بھی دو

Classic Urdu Material

حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ شعور کے لئے اکاؤنٹ کی صورت میں ممتاز حالتوں کا ربط درکار ہے۔ ایک کمپیوٹر ہارڈ ڈسک میں کیپیسیٹی ڈھن سے زیادہ ہو گی مگر یہ اکاؤنٹ کی صورت میں جڑی نہیں۔ اس ہارڈ ڈسک میں معلومات صفر اور ایک کی صورت میں ہے اور اس میں محفوظ تصاویر سے کمپیوٹر یہ اندازہ آسانی سے نہیں کر سکتا کہ اس میں محفوظ تصاویر ایک لرکی کی ہیں جو بچپن سے بڑی ہوتی ہوئی اب ٹین اتھر بن چکی ہے۔ باسی لو جیکل ڈھن کم انفارمیشن رکھنے کے باوجود ان کو بہت آسانی سے لیکھا کر سکتا ہے۔ ایسا نیورونز کے کراس لنک ہونے کی وجہ سے ہے، جتنے لنکس بڑھتے جاتے ہیں، وہی معلومات اتنی معنی خیز ہوتی جاتی ہے۔ ان سے ٹونی یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ انٹیگریٹڈ انفارمیشن کی پیمائش ہی شعور کی پیمائش ہے۔

ان خیالات کو ریاضی کی زبان میں انفارمیشن تھیوری کے تصورات کے طور پر بتایا جا سکتا ہے اور اصولی طور پر ان کی پیمائش کسی بھی چیز کے لئے کی جا سکتی ہے۔ باسی لو جی میں کسی ایک دماغ کے نیورون، ایکزون، ڈندرائٹ اور سائپیپر کو دیکھتے ہوئے اس انٹیگریشن کی پیمائش کرنا ممکن ہو سکے گا۔ اس سے جو نمبر نکلے گا جو اس نیٹ ورک کی حالت کی پیمائش کر دے گا۔ اسے یوں کہہ لیں کہ ان کے اتحاد کا نمبر ہو گا۔ جتنا انٹیگریٹڈ سسٹم ہو گا، اتنا یہ اتحاد زیادہ ہو گا اور اتنا ہی یہ نمبر۔ اور یہ نمبر شعور کی حالت بتائے گا۔

Classic Urdu Material

اس نظریے سے ہمیں کئی مشکل سوالوں کے جواب مل جاتے ہیں۔ سیرپبلم، جو کہ دماغ کے پچھلے حصے میں ہے، اس میں نیورونز کی تعداد سیرپبل کورٹکس سے زیادہ ہے۔ اگر سیرپبلم کام کرنا چھوڑ دے تو کئی صلاحیتیں متاثر ہوتی ہیں مگر مجموعی طور پر شعور پر اثر نہیں پڑتا جب کہ کورٹکس یا تھیلیس شعور کے لئے بہت ضروری ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ مربوط معلومات کا نظریہ اس کا جواب اس حصے کی سرکٹ کی پچیگی کے فرق سے دیتا ہے۔

اسی طرح گھری نیند میں اور جاگتی حالت میں انفرادی خلیے کی ایکلیویٹی میں فرق نہیں آتا مگر ان حالتوں میں شعوری کیفیت کے فرق کا جواب اس نظریے سے مل جاتا ہے۔

اس نظریے سے یہ بھی وضاحت ہو جاتی ہے کہ شعور کے لیے نہ کوئی حس چاہیے اور نہ ہی کوئی آٹ پٹ۔ یہ خود اپنے اندر ایک ڈائماک انٹیٹی ہے اور اسی میں کینسر کے مریض کی تکلیف، بچپن کی یادیں اور مراقبہ کرتے شخص کا سکون پایا جاتا ہے۔ آسکر والڈ کی تشریح کی جائے تو گلاب کی مہک، سبب کی سرخی اور کوئل کی آواز انہیں اسبابی تعاملات میں ہی موجود ہیں۔

ڈس کلیبر: آئی آئی نی ابھی شعور کی مکمل وضاحت نہیں کرتا لیکن اس بارے میں اب تک کی بہترین سائنسی تھیوری انگلیکریٹڈ انفارمیشن تھیوری ہے۔ یہ 2004 میں پہلی بار پیش کیا گیا

Classic Urdu Material

اور اسے بہتر کرنے پر کام ہو رہا ہے۔ اس کی تیسرا رویژن 2014 کی ہے۔ شعور کے بارے میں ہونے والا بہتر کام ابھی تک یہی ہے۔ اسے سمجھ کر آپ اس موضوع پر ہونے والے کام اور سمت سے متعارف ہو سکتے ہیں۔

#Wahara_Umbakar

انسانی دماغ میں 100 ارب کے قریب نیورو نر ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر نیورو نر دماغ کے ان حصوں میں ہیں جن کا شعور کی پراسیسٹنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثال کے طور پر انسان میں ہیں جو ہماری حرکات کی cerebellum کے دماغ میں سب سے زیادہ نیورو نر coordination کا کام کرتا ہے۔ لیکن اس حصے کا شعور سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بہت سی ایسی حرکات کرتے ہیں جن کے بارے میں نہ تو ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ یہ حرکات کیسے طے پاری ہیں اور اکثر صورتوں میں ہمیں یہ بھی علم نہیں ہوتا کہ کوئی بھی حرکت ہو رہی ہے۔ نیورو سائنس کی انجاد سے پہلے ان حصوں میں ہونے والی پراسیسٹنگ کو لاشعور کا نام دیا جاتا تھا۔

پڑھنے کے بعد حانم نے ایک گھرہ سانس لیا تھا۔ جتنا وہ چیزوں کو جاننا چاہ رہی تھی وہ اتنی ہی پچیدہ ہوتی جا رہی تھیں۔

Classic Urdu Material

"سلام سید صاحب---"

وہ گیٹ سے اندر داخل ہوا تھا جب گارڈ نے اسے دیکھ کر سلام کیا تھا۔ گارڈ سینوں کا بہت احترام کرتا تھا جبکہ وہ بد قسمتی سے سید خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

وہ بنا کچھ جواب دیئیے آگے بڑھ گیا تھا۔

کلاس کی طرف جاتے ہوئے اسکی نظر لان میں ٹھلٹی حانم پر پڑی تھی۔
وہ رک گیا تھا۔

وہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھی۔ آرجے کی نظر فون پر بات کرتی حانم پر جھی تھی۔
وہ اسکے ہونٹوں کی حرکت کو دیکھنے کے بعد اچھے طریقے سے سمجھ رہا تھا کہ وہ کیا بات کر رہی تھی۔

اچانک اسکے چہرے پر ناگواری ابھری تھی۔

وہ اپنے غصے کو ضبط کرتا آگے بڑھ گیا تھا۔

وہ جان گیا تھا کہ حانم نے فون پر کیا کہا تھا۔

"کون روحان جبیل---؟؟ دنیا کی بد قسمت ترین لڑکی ہوگی وہ جسکی زندگی میں روحان جبیل داخل ہوگا۔!!"

Classic Urdu Material

فون پر حانم نے مہرو سے کہا تھا۔

آرچے کی آنکھیں غصے کے باعث سرخ ہو چکی تھیں۔

کاریڈور میں داخل ہونے پر اس نے پدر کو زوردار ٹھوکر ماری تھی۔

شاید حانم جانتی نہیں تھی کہ وہ انجانے میں جو کہ گئی تھی اسکے بدلتے میں آرچے اسے کبھی معاف نہیں کرنے والا تھا۔!!



کون روحان جبیل---؟ دنیا کی بد قسمت ترین لڑکی ہو گی وہ جسکی زندگی میں روحان جبیل داخل "!! ہو گا۔"

فون پر حانم نے مہرو سے کہا تھا۔

آرچے کی آنکھیں غصے کے باعث سرخ ہو چکی تھیں۔

کاریڈور میں داخل ہونے پر اس نے پدر کو زوردار ٹھوکر ماری تھی۔

شاید حانم جانتی نہیں تھی کہ وہ انجانے میں جو کہ گئی تھی اسکے بدلتے میں آرچے اسے کبھی ! معاف نہیں کرنے والا تھا۔

Classic Urdu Material

ایک پل لگا تھا اسے خود کو نارمل کرنے میں اور پھر وہ گھری سانس لیتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔
پانچ منٹ بعد وہ پرسکون سا کلاس میں بیٹھا مس ام حانم کا انتظار کر رہا تھا۔

"کیا پتا ہانی وہ دنیا کی سب سے خوش قسمت ترین لڑکی ہو جو روحان جبیل کی زندگی میں داخل ہو۔!!

اگر خدا کو نامان کر اپنے آپکو عظیم سمجھے Rationalist "نمیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ ایک تو وہ بے قوف ہوانا۔۔۔

اسکے پاس عقل ہوتی تو وہ خدا کی نشانیوں کو پہچان لیتا نا۔۔۔!!

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو تم آج جلدی اکیڈمی آجانا کچھ کام ہے۔۔۔ اور کوئی یہ انسان یہ نہیں جانتا کہ دوسرا انسان اللہ پاک سے کتنا قریب تر ہے۔!!

"کیسا کام؟؟؟"

حانم نے پوچھا۔ وہ اسکی دوسری بات کو نظر انداز کر گئی ہی تھی۔

"تم آؤ تو سی پھر بتاتی ہوں۔۔۔!!

Classic Urdu Material

"اوکے کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے وہ لے لوں پھر آئی ہوں !!
حanim نے پرسکون سے انداز میں کہتے ہوئیے فون بند کیا تھا۔

جیسے ہی وہ کلاس میں داخل ہوئی آرجے کو کلاس میں دیکھ کر وہ تھوڑا حیران ہوئی تھی۔
وہ آج وقت سے پہلے موجود تھا۔

اور کمال یہ کہ وہ کھڑکی سے باہر آسمان کو نہیں تک رہا تھا۔

"کسی ہیں آپ مس ام حanim ؟؟"
وہ تمیز سے پوچھ رہا تھا۔ حanim کا تو حیرت سے منہ کھل گیا تھا۔

"کیا ہو مس حanim -- آپ ٹھیک ہیں ؟؟"
وہ ہونک بنی اسے دیکھ رہی تھی جب آرجے نے دوبارہ پوچھا۔ وہ سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

"اللہ توبہ کتنے روپ ہیں اس شخص کے -- اللہ اس بلا سے بچانا مجھے"
حanim نے دل ہی دل میں دعا کی تھی۔

"جی میں ٹھیک ہوں اللہ کا شکر ہے !!"
وہ سنبل کر بولی تھی البتہ آرجے کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی وہ جیسے اسکی سوچ پڑھ

Classic Urdu Material

گیا تھا۔

کچھ دن رہ گئیے تھے حانم کے اس کاج میں۔ دو مہینے پورے ہونے والے تھے وہ یہ کچھ دن بنا کسی ہنگامے کے گزارنا چاہتی تھی لیکن آرجے ایسا ہونے نہیں دینے والا تھا۔

آسیہ بیگم ماہم کے ساتھ بازار آئی تھیں گھر کا کچھ سامان لینے کی غرض سے۔ شام ہو گئی تھی انہیں وقت کا پتا ہی نہیں چلا۔

سردیوں کے موسم میں شامیں ویلے بھی جلدی دن کو ختم کر دیتی ہیں۔

"جلدی چلو ماہم ہانی بس آنے والی ہوگی اور کھانا بھی بنانا ہے--!!

آسیہ بیگم نے بے دھیانی میں سڑک پار کرتے ہوئے کہا تھا جب سامنے سے آتی گاڑی ان سے ٹکرائی تھی۔

"امی---!!

ماہم جو تھوڑا پچھے تھی اسکی خوفناک آواز گونج کر رہ گئی تھی۔

Classic Urdu Material

وہ گیٹ سے باہر نکلی تھی بے دھیانی میں راستے میں پڑے ہوئے پستھ سے اسکا پاؤں ٹکرا گیا تھا۔

"حسی اللہ--"

حanim بربائی تھی۔ جانے کیوں اسکا دل گھبرا گیا ایک دم۔

اسے سخت غصہ آیا ہوا تھا۔ مہرو نے اسے جلدی آنے کا کہا تھا اور وہ خود وہ آئی میں بھی نہیں تھی۔

اندھیرا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ ٹھنڈے کی شدت میں بھی اضافہ ہوا تھا وہ جلد از جلد اب گھر پہنچنا چاہتی تھی۔

وہ اپنے کمرے میں لیٹا تھا۔ باہر سے اسے شور کی آوازیں آرہی تھیں۔

ملکی کھانا بنارہا اور آرجے اچھا سے جانتا تھا کہ آج کچن کی خیر نہیں تھی۔

وہ ابھی بیڈ سے نیچے اترا ہی تھا جب چنگھاڑتے موبائل نے اسکی توجہ اپنی جانب مبزوں کروائی۔

موبائل کی سکرین پر نمبر دیکھ کر اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔

Classic Urdu Material

"کیسے ہو شامو کا کا۔۔؟؟"

فون کو کان سے لگاتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"سلام کرتے ہیں پہلے آر جے۔۔!!"

حشام نے جواب دیا۔

"افف پھر سے لیکچر۔۔ مولوی صاحب آپ مجھے اس لینے فون کرتے ہیں کہ اخلاقیات کی
باتیں بنا سکیں۔۔؟؟"

آر جے نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"نمیں۔۔ تم خود ہی سیکھ جاؤ گے۔۔!!"

حشام کو یقین تھا۔

اور اسکی بات پر آر جے کا فلک شگاف قہقهہ ابھرا تھا۔

وہ دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکلا تھا اب اسکارخ کچن کی طرف تھا۔

جمان مکی نے ہر چیز کو تمس نہس کیا ہوا۔ پورے کچن میں اس نے سبزیوں کو پھیلایا ہوا تھا۔
آر جے کے کچن کو دیکھ کر ہوش اڑگئیے تھے۔ وہ کافی صفائی پسند تھا اور یہ شاید اس میں
واحد ایک اچھی عادت تھی۔

Classic Urdu Material

"مکی-- یہ کیا کیا تم نے؟؟"
وہ تقریباً چلایا تھا۔

"فرائیڈ رائی س بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔!!"
اپن پہنے مکی نے پلٹ کر کہا تھا جسکی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔

"لیکن تم رو کیوں رہے ہو؟؟"
آرجے حیران ہوا۔

"رو نہیں رہا یار پیاز کاٹ رہا ہوں۔!!"
مکی نے سوں سوں کرتے ہوئے جواب دیا تھا جس پر ایک بار پھر آرجے کا قلقہ ابھرا تھا۔

"ہنسو مت آرجے تمیں اسکی ہیلپ کرنی چاہیے۔!!
حشام جو انکی باتیں سن رہا تھا اسکے ہنسنے پر کہا تھا۔

"اس نے ملازم کو چھٹی دی تھی۔ اب بھگتے۔!!
وہ لے رحم ہوا۔

Classic Urdu Material

"نمیں حشام بھائی می۔۔ ملازم کی وائی ف کی طبیعت خراب تھی وہ چھٹی مانگ رہا تھا میں نے دے دی۔۔ اب یہ کہہ رہا کہ کھانا تم بناؤ۔۔!!
مکی نے روتے ہوئے اسکی شکلیت لگائی می تھی۔۔

"یار تم لوگ آرڈر کرو۔۔ کیوں اپنے آپ کو عذاب میں ڈال رہے ہو۔۔

"نمیں کھانا تو یہی بنائیے گا۔۔۔"
اس نے حشام کی بات کاٹی۔۔

"گے رہو منا بھائی می۔۔!!"

وہ ایک آنکھ دباتا شہزادہ سے کھانا کچن سے باہر نکل گیا تھا۔ جبکہ مکی نے موبائل میں رسپی پر نظر دوڑائی می اور پھر جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگ گیا۔

"سنو بی جان چاہتی ہیں کہ میں شادی کرلوں۔۔!!
خشام اسے اب اپنی مشکل بتانے والا تھا۔۔

"یعنی کہ خود کشی کرلو۔۔!!
آرجے نے مذاق اڑایا۔۔

Classic Urdu Material

"شادی خود کشی نہیں ہوتی آر جے--!!"

حشام کو اسکی بات بربی لگی تھی۔

"اچھا۔۔ تو کرلو نا پھر--!!

"مجھے ابھی بہت کچھ کرنا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم شادی کر کے بی جان کی یہ خواہش پوری کر دو--!!

حشام نے صاف بات کی۔

"واٹ--

آر جے کو جھٹکا لگا۔۔ وہ حشام کی بات پر ہنسا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا تھا۔

"تمیں لگتا ہے کہ شامو کا کام میں اتنا بے وقوف ہوں۔۔ جو دوسروں کی خواہشات پوری کرنے کیلیے شادی کرلوں گا۔۔؟؟ ویری انٹر سٹنگ!!"

وہ ظریہ بول رہا تھا۔

"تم تو کچھ بھی کر سکتے ہو نا۔۔؟؟"

حشام نے اسے اسکی بات یاد دلائی۔

Classic Urdu Material

"لیکن وہ کام جو میں کرنا چاہوں-- اور ویلے بھی آج کل کے دور میں شادی کی کیا ضرورت ہے-- تین چار نام کی بیویاں تو میں ویلے بھی ایک وقت میں رکھ سکتا ہوں---! وہ محفوظ ہوتے ہوئے بولا تھا۔

"اب تم شادی کا بھی مذاق اڑاؤ گے؟؟"
حشام ناراض ہوا۔

"لیکن کوئی می شادی کے لائیق ہوتا نا-- اور ایک ہی عورت کے ساتھ زندگی گزارنے کا سوچتے سے ہی میرا دم گھٹتا ہے--
شادی میں ضرور کروں گا-- اپنی پسند سے اور تین چار لڑکیوں سے کروں گا گانا--!!
وہ اسے اپنے ارادوں سے آگاہ کر رہا تھا۔

"ویلے آر جے تم نا کوئی می بہت ہی--

"گھٹیا اور ذلیل انسان ہوں--!!
آر جے نے اسکی بات اچکی تھی اور پھر خود ہی اپنی بات پر قسمتہ لگایا تھا۔

Classic Urdu Material

"تم سے بات کرنا فضول ہے--!!"

حشام کو افسوس ہوا تھا۔

"یعنی تم تین چار لڑکیوں کی زندگی برباد کرو گے!!"

"کون روحان جبیل---؟ دنیا کی بد قسمت ترین لڑکی ہوگی وہ جسکی زندگی میں روحان جبیل داخل ہوگا۔!!"

ام حانم کے الفاظ اسکی سماعت میں گونج گئیے تھے۔
اسکی ہونٹوں پر پھیلی ہنسی ایک دم سمٹی تھی۔

"لیکن تم سے بات کر کے میں اچھا خاصا فریش ہو جاتا ہوں کیونکہ تم باتیں ہی ایسی کرتے ہو۔!!

روحان جبیل واقعی حشام جبیل کی باتوں پر سب سے زیادہ ہنستا تھا۔

"اور جہاں تک بات ہے لڑکیوں کی زندگی خراب کرنے کی لڑکیاں تو اب بھی خود میرے پاس برباد ہونے آتی ہیں۔ البتہ شادی کا بھی میں نے سوچا نہیں۔!!
وہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"اور سناؤ حولی کب جا رہے ہو۔۔ بی جان یاد کر رہی تمہیں تمہیں ۔۔!!
جبکہ حشام نے بات پلٹ دی تھی۔

گاڑی چلاتے ہوئیے اسکے موبائل پر رنگ ہوئی می تھی جس سے اسکا دھیان بھٹکا اور گاڑی
سامنے سرک پار کرتے ہوئیے کسی سے ٹکرا گئی می۔

"آپ ٹھیک ہیں۔۔!!"
وہ گھبرا کر گاڑی سے باہر نکلا تھا۔ اور پھر سامنے موجود شخصیت کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا تھا۔

آسی۔۔!!

وہ بڑھ لایا تھا۔

ماہم ہاتھ میں پکڑے شاپر ایک طرف رکھتے ہوئیے آسیہ بیگم کی طرف بڑھی تھی۔
گاڑی نے بس ہلکا سا چھوا تھا۔

سیدھ حمدان نے بروقت بریک لگالی تھی۔

Classic Urdu Material

"آپ ٹھیک ہیں امی--"

ماہم ایک دم ڈگئی تھی۔

لوگوں کا ہجوم انکے ارد گرد جمع ہو گیا تھا۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں--!!

آسیہ بیگم نے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن ٹانگ میں ایک ٹھیس سی اٹھی تھی۔

"آپکو نظر نہیں آتا۔۔۔ جب ڈائیونگ نہیں آتی تو روڈ پر کیوں نکلتے ہیں آپ لوگ؟؟؟"

ماہم اس شخص کو دیکھتے ہوئے ایک دم چینی تھی۔

"آسی تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟؟"

سیف حمدان جیسے ٹرانس سے باہر آیا اور آسیہ بیگم کی طرف بڑھا تھا۔

وہ اسے پہچان گیا تھا۔ اتنے سالوں بعد بھی وہ اسے ایک پل میں پہچان گیا تھا۔

اور یہی حال آسیہ بیگم کا ہوا تھا جب انہوں نے اپنے سب سے اپچھے کرن کو اتنے سالوں بعد دیکھا تھا۔

Classic Urdu Material

"زیادہ لگی تو نہیں--!!"

وہ پاس بیٹھتے ہوئی سے پوچھ رہا تھا۔

جبکہ ماہم ہونک بنی دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں--!!"

آسیہ بیگم نے ماہم کا سہارا لے کر اٹھتے ہوئی سے جواب دیا۔

سیلہ حمدان نے آسیہ بیگم کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھ لیے تھے۔

آسیہ بیگم کو سلامت دیکھ کر لوگوں کو ہجوم چھٹ گیا تھا۔

"آجاؤ ہا سپیل چلتے ہیں-- شاید تمہیں زیادہ لگی ہے--!!

"نہیں میں ٹھیک ہوں--!!"

"میں نے کہانا چلو--!!"

حمدان صاحب نے غصے سے انکی بات کاٹی تھی۔

اور آسیہ بیگم کو لگا تھا وقت کہیں نہیں گیا۔ اسکے سامنے کھڑا ہوا شخص آج بھی ویلے کا ویسا تھا۔

Classic Urdu Material

جبیے کہیں کوئی می تبدلی نہیں آئی می تمھی۔

اور اسے سیٹھ حمدان کو دیکھتے ہی اسے اپنی ڈائری میں لکھی غزل یاد آگئی۔۔۔

تمہیں آسمان بنایا ہے اپنا
تو آسمان سے گرا بھی سکتی ہوں

ستاؤ گے مجھ کو یونہی
تو چھوڑ کر جا بھی سکتی ہوں

بے رحموں کی کمی کب ہے ؟!

میں اپنے زخموں پر
مسکرا بھی سکتی ہوں

روتی ہی رہوں گی کیا ہمیشہ ۹۹۹؟؟؟

ظامم ہوں !

تمہیں رلا بھی سکتی ہوں

Classic Urdu Material

تمہارے کہنے سے
بیوفا ہو جاؤں گی کیا؟!

یہ الزام میں ٹھم پر بھی
تو لگا سکتی ہوں---!

جائے تھے جو جذبات محبت کہ
اُنمیں میں گھری نیند
سلا بھی سکتی ہوں---

سم لیا بہت تیرے
چھوڑ جانے کے ڈر سے
اب اس خوف سے
ٹھجھے ڈرا بھی سکتی ہوں---

چیخو مت--- چیخو مت میری جان!
تمہاری آنکھوں پر ترس آتا ہے

Classic Urdu Material

ورنہ

یہ تماشہ میں بھی لگا سکتی ہوں

جیسے ہی وہ گلی میں داخل ہوئی تھی ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی گاڑی گلی سے میں روڈ پر
داخل ہوئی۔

حانم چونکی تھی۔ انکے محلے میں اس طرح کی گاڑی کسی کی نہیں تھی۔ وہ آس پاس کے
گھروں کو جانتی تھی۔

"شاید کسی نے نئی لی ہو۔!"

وہ بڑھاتی ہوئی گھر کی جانب بڑھی۔

خلاف معمول پہلی دستک پر ہی دروازہ کھل گیا تھا جو ماہم نے کھولا تھا۔

"امی کدھر ہیں۔۔؟؟"

حانم کو حیرت ہوئی۔

"اندر ہیں۔۔!!"

ماہم تھوڑی سنجیدہ تھی۔ حانم نے قدم تیزی سے کمرے کی طرف بڑھائی۔

Classic Urdu Material

"اماں کیا ہوا آپکو۔ طبیعت ٹھیک ہے نا؟؟"

آسیہ بیگم کو بستر میں لیئے دیکھ کر حانم ایک دم پیشان ہو گئی تھی۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔!!

آسیہ بیگم نے مسکرا کر جواب دیا۔

"بازار سے واپسی پر چھوٹا سا ایک سیڈیٹنٹ ہو گیا تھا امی کا۔!!

ماہم نے جیسے دھماکہ کیا تھا۔ حانم تو جیسے سن ہو گئی تھی۔

"اڑے نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔ کچھ نہیں ہوا مجھے۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔!!
آسیہ بیگم نے حانم کے بیلے پڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور کمال یہ کہ وہ گاڑی والا امی کا کزن نکلا۔ جو ابھی ابھی گیا ہے۔!!

ماہم کی بات پر حانم کو وہ گاڑی یاد آگئی۔

"انہیں نظر نہیں آیا کیا۔ ایلے کیسے انہوں نے۔

حانم کے آنسو جیسے گلے میں اٹک گئے تھے۔

Classic Urdu Material

"غلطی اسکی کی نہیں ہے میرا ہی دھیان نہیں تھا۔ اور خوشی ہے مجھے اس بات کی اگر میں اسکی گاڑی سے ناکرأتی تو ہم دوبارہ کبھی نا ملتے۔۔ چلو اس بھانے لے تو سی۔۔!! آسیہ بیگم کے مجھے میں واقعی خوشی تھی۔ جبکہ حانم پریشان ہو گئی تھی۔

"اگرامی کو کچھ ہو جاتا۔۔
وہ اس خیال سے ہی گھبرا گئی تھی۔
انکا واحد سما را اس دنیا میں انکی ماں ہی تھی۔
وہ شکر ادا کر رہی تھی اللہ کا جس نے ان پر اپنا رحم کر دیا تھا۔

"آسی نے اتنے سال بیوگی اور غربت میں اس چھوٹے سے گھر میں گزار دیے۔۔ میں کیسا انسان ہوں کبھی پلٹ کر خبر تک نالی۔۔!!
سیمٹھ حمدان گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے سوچ رہے تھے۔

"اتنے پیارے نچے ہیں اگر آج میری وجہ سے آسی کو کچھ ہو جاتا تو میں کبھی خود کو معاف نہیں کر پاتا۔۔!!

Classic Urdu Material

آسیہ بیگم کی اجرٹی حالت دیکھ کر کہیں دور۔۔ بہت پرانے سوئی سے جذبات ایک دم جاگے تھے۔

وہ جتنی اہم اسکے لیے کل تھی آج بھی اتنی ہی تھی۔ وہ کبھی اسے نہیں بھولا تھا۔ آج بھی نہیں !!

حانم کا آج کالج میں آخری دن تھا۔

اسکے دو ماہ پورے ہو گئیے تھے۔ کالج کا مستقل ٹیچر واپس آگیا تھا۔
ویلے بھی اسکے اپنے پیپر ہونے والے تھے وہ مزید جاب نہیں کر سکتی تھی۔

پہلے لیکچر میں آرجے نہیں تھا حانم نے شکر ادا کیا تھا۔

بچوں نے آج کچھ بھی نہیں پڑھا تھا۔ بلکہ حانم نے ان سے اپنی کچھ باتیں شیئی رکی تھیں اور انہیں بہت سی اچھی باتیں بتائی تھیں۔

اس وقت وہ سٹاف روم میں اکیلی بیٹھی تھی جب سٹوڈنٹس کا گروپ اسکے پاس آیا تھا۔

یہ وہ نچے تھے جنہیں وہ بہت پسند آئی تھی۔

Classic Urdu Material

"میم ہمیں آپکا آٹو گراف چاہیئے---!!
خانم حیران ہوئی۔۔ اس نے کبھی اپنی سلوڈنٹ لائیف میں یہ کام نہیں کیا تھا۔

"لیکن کیوں--؟؟"

اس نے پوچھا۔

"ہمیں یاد رہے گا کہ مس ام خانم نے ہمیں پڑھایا تھا کبھی۔۔!!
انکی عجیب و غریب خواہش پر خانم نے انکی ڈائری پر کچھ اقوال لکھ کر اپنا نام لکھ دیا تھا۔
سب چلے گئیے تھے حفصہ رہ گئی تھی۔

"آپکو کیا چاہیئے۔۔؟؟"

خانم نے سوالیہ نظرؤں سے پوچھا۔

"آنکھیں کھول کر تو سمجھی لکھ لیتے ہیں سمجھی سائیں کر لیتے ہیں میں چاہتی ہوں کہ آپ
آنکھیں بند کر کے میری ڈائری پر سائیں کریں۔۔!!

"یہ کیا بات ہوئی۔۔ مجھے نہیں آتے سائیں کرنے آنکھیں بند کر کے۔۔!!
خانم نے جواب دیا۔

Classic Urdu Material

"پلیز میم--- پلیز--- آپ میرے لیے اتنا نہیں کر سکتی--- اتنی سی گزارش قبول کر لیں۔
حفصہ نے منت کی۔

"ٹھیک ہے-- مجھے قبول ہے لاو کدھر کرنے ہیں سائیں--؟؟
حانم نے کچھ نا سمجھتے ہوئیے زبردستی مسکراہٹ چھرے پر لا کر ہامی بھری تھی۔

جتنے صفحات پر میں کھوں گی آپ نے اتنی بار سائیں کرنا ہے--!!
حفصہ نے کہتے ہوئیے اپنی ڈائری آگے بڑھائی۔

حانم نے آنکھیں بند کر کے پہلے صفحہ پر سائیں کیا۔
بس--؟؟

"نمیں میم-- اور بھی کرنے ہیں--!!
وہ ناجانے کتنی جگہ پر اس سے سائیں لے چکی تھی۔

"اب کھولوں آنکھیں--؟؟"

جانے کیوں حانم کو عجیب سا محسوس ہوا تھا۔ اسکی چھٹی حس نے کوئی ی الارم بجا�ا تھا۔
حفصہ نے کوئی ی جواب نہیں دیا تھا۔

Classic Urdu Material

"کھول لیں آنکھیں مس ام حانم--!!
وہ آواز اسے کرنٹ کی طرح لگی تھی۔ حانم نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔
سامنے روحان جبیل کھڑا تھا۔ زیریں مسکراہست یلے۔
حانم کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔
اسکے ہاتھ میں کچھ کاغذ تھے۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔؟؟"
وہ پچھنی۔

"ریلیکس ٹپھر جی۔۔ یہ دیکھیں۔۔ بقول آپکے میں نے آپکو دنیا کی بد قسمت ترین لئکی بنا دیا
ہے۔۔!!

آرجے نے وہ کاغذ اسکی جانب بڑھائی۔۔

"کیا ہے یہ ؟؟
ناگواری سے پوچھا گیا۔

"خود دیکھ لو۔۔!!
وہ گھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

کاغذ پر نظر پڑھتے ہی حانم کا دماغِ الٹا تھا۔ وہ نکاح نامہ تھا۔ جس پر اسکے سائیں موجود تھے۔
حفصہ اسے دھوکہ دے گئی تھی۔
حانم کو اپنا سر چکراتا محسوس ہوا تھا۔

"کیا بکواس ہے یہ--؟؟"

مشکل سے ہمت جمع کر کے حانم نے وہ کاغذ اسکے منہ کی طرف اچھالا تھا بلکہ منہ پر مارا تھا۔

"اف آہستہ بولو۔۔ مسز۔۔ تم نے ہی کہا تھا نادنیا کی بد قسمت ترین لڑکی ہوگی جسکی قسمت
میں روحانِ جبیل داخل ہوگا۔۔ لو اب میں نے تمہیں ہی بد قسمت بنادیا۔۔

وہ آنکھ دباتے ہوئی سے بولا تھا اور پھر ٹانگ پر ٹانگ جما کر آرام سے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔
حانم کو تو اسکی بات سن کر ٹھنڈے پسینے آگئیے تھے۔

اس نے چاروں طرف دیکھا تھا اور شکر کیا تھا کہ وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔

"اپنی بکواس بند کرو۔۔ میں ابھی پرنسپل کو بتاتی ہوں تم نے انتہائی شرمناک حرکت کی
ہے۔۔ !!

حانم کا دل کر رہا تھا کہ وہ اسے مار ڈالے۔۔ اسکا دل ڈوب رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"اور تمہیں کیا لگتا ہے وہ تمہارا یقین کریں گی؟؟؟

وہ ہنسا تھا۔

جبکہ حانم کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔

"تمہاری اس بکواس سے مجھے کوئی ی لینا دینا نہیں--!!

حانم نے قدم باہر کی جانب بڑھائی۔

"نکاح ہو گیا ہے ہمارا-- مس ام حانم--!!

وہ سکون سے کہتا اسے آگ لگا گیا تھا۔

"نکاح کوئی ی بچوں کا کھیل ہے جو سائیں کرنے سے ہو جائے گا--!!

وہ مذاق اڑانے والے لمحے میں بولی تھی۔

"لڑکی کی رضا مندی چاہیتے ہوتی ہے نا۔ وہ مجھے مل گئی۔

آرجے نے نکاح نام کی طرف اشارہ جسے وہ نیچے سے اٹھا چکا تھا۔

"اور تم نے بھی قبول کر لیا ہے--!!

Classic Urdu Material

"مُھیک ہے مجھے قبول ہے لاو کدھر کرنے ہیں سائین--"
وہ اسکی آواز ریکارڈ کر چکا تھا۔
حanim تو دنگ رہ گئی می تھی۔

"باقی کی کاروانی اب دیکھ لو--"

اس نے موبائل پر کسی کا نمبر ملا�ا تھا۔

"ہاں ملکی-- لڑکی نے سائین کر دیتے ہیں مولوی کو کہو کہ نکاح پڑھائیے--!!
اسکے الفاظ نے حanim کے پیروں نیچے سے زین کھینچ لی تھی۔

دوسری طرف سے مولوی کی آواز ابھری تھی۔

وہ نکاح پڑھا رہا تھا۔

"کیا آپکو قبول ہے؟؟"

ام حanim نے باقاعدہ اپنا اور روحان جبیل کا نام سنا تھا۔

اور روحان نے کس قدر چالاکی سے مولوی کے پوچھنے پر حanim کی ریکارڈ کی گئی آواز سے
صرف قبول ہے کو مولوی تک پنچایا۔

Classic Urdu Material

اسکے اس طرح کرنے پر حانم پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔
تین بار مولوی نے پوچھا تھا اور تین بار قبول ہے وہ سن پکھے تھے۔

"جی سائیں کردیئے ہیں حانم نے اب میری باری--!!
وہ پرسکون سا کہہ رہا تھا۔
سائیں وہ پہلے کر چکی تھی۔

اس سے پہلے مولوی مزید کچھ بولتا۔ حانم کو جیسے ایک جھٹکا لگا تھا۔
وہ بنا کچھ بولے سٹاف روم سے باہر کی جانب بھاگی اور پھر وہ بھاگتی چلی تھی۔

اور پیچھے آر جے اب قبول ہے بول رہا تھا۔

نکاح نامے پر سائیں کرنے کے بعد اس نے موبائل پر چلتی ریکارڈنگ جس سے مولوی کی
آواز ابھر رہی تھی اسکو بند کیا۔

"سٹوپڈ۔۔ بھاگ گئی می ڈر کر--

تین بھی نہیں کی میری کہ یہ سب ناکرو۔!!
اپنی ہی بات پر اس نے قہقہے لگایا تھا۔



Classic Urdu Material

!!جی سائیں کر دیے ہیں حانم نے اب میری باری--"

وہ پرسکون سا کہہ رہا تھا۔

سائیں وہ پہلے کر چکی تھی۔

اس سے پہلے مولوی مزید کچھ بولتا۔ حانم کو جیسے ایک جھٹکا لگا تھا۔

وہ بنا کچھ بولے سٹاف روم سے باہر کی جانب بھاگی تھی اور پھر وہ بھاگتی چلی تھی۔

اور پیچھے آر جے اب قبول ہے بول رہا تھا۔

نکاح نامہ پر سائیں کرنے کے بعد اس نے موبائل پر چلتی ریکارڈنگ جس سے مولوی کی آواز ابھر رہی تھی اسکو بند کیا۔

"سٹوپ۔۔ بھاگ گئی می ڈر کر۔۔

منتین بھی نہیں کی میری کہ یہ سب نا کرو۔۔!!

اپنی ہی بات پر اس نے قہقہہ لگایا تھا۔

وہ ایک جھٹکے سے صوف سے اٹھا تھا۔ نکاح نامہ کو پھاڑنے لگا تھا پھر اچانک کچھ سوچ کر رک گیا۔

Classic Urdu Material

"کیا پتا کبھی زندگی میں اسکی ضرورت پڑ جائے--!!

اس نے خود سے کہا تھا۔ اسے اس وقت نا تو اس نکاح میں کوئی بھی دلچسپی نہیں اور ناہی ام حانم میں--

اس کیلیے یہ ایک ایڈوچر جیسا تھا۔ حانم کی حالت نے اسے کافی لطف دیا تھا۔

"لیکن حیرت ہے اس گھمنڈی لڑکی نے نامعافی مانگی اور ناشتین کی میری۔؟؟"

وہ بڑھا یا تھا۔

اور پھر اس کاغذ کے ٹکرے کو جیب میں رکھنے کے بعد وہ سیٹی بجاتا سٹاف روم سے باہر نکل آیا تھا۔

وہ جیت گیا تھا۔۔۔ وہ #فتح کا بادشاہ تھا۔ وہ وقت اور قسمت دونوں پر حکومت کرتا تھا۔ وہ جیسا چاہتا تھا ویسا ہو جاتا تھا۔۔۔ وہ فتح بننا چاہتا تھا۔۔۔

اس کالج میں اب اسکی دلچسپی کے لائق کوئی چیز نہیں بچی تھی۔
وہ سیٹی پر دھن بجاتا کالج سے باہر نکل گیا تھا۔

حانم کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے روحان جبیل سے اس درجہ پاگل پن کی امید

Classic Urdu Material

نہیں تھی۔

اگر اسے پتا ہوتا کہ وہ ایسا کرے گا تو وہ اسکی لائی ف پارٹر کے بارے میں کبھی ایسی بات نہیں کرتی۔

لیکن اب کیا ہو گا؟؟

اسکا دل بری طرح سے ڈر رہا تھا۔

"اللہ اب کیا ہو گا؟؟"

وہ بہت پریشان تھی۔ دل بیٹھا جا رہا تھا۔ اگر اس نے پرسپل کو بتا دیا اور کوئی اور کہانی سنائی تو۔۔۔؟؟

سب مجھے برا سمجھیں گے--"

وسو سے اس کھائیے جا رہے تھے۔

اس نے پڑھا تھا کہ سلفائیٹ اپنے عمل اور اپنے رد عمل دونوں سے لوگوں کو چونکا دیتے ہیں لیکن اس آرجے نے تو اسکا دماغ ہی گھما دیا تھا۔

اس نے طے کر لیا تھا کہ اب وہ اس کاچ میں کبھی نہیں جائے گی--

اپنی اپنی طرف سے وہ دونوں اس کاچ کو ہمیشہ کیلیتے چھوڑ گئیے تھے۔

Classic Urdu Material

آر جے سنادو کچھ۔۔۔"

محسن نے اسکی منت کی تھی۔ کلب کے تیز میوزک اور تھر تھراتے جسموں کی بھیڑ میں وہ لوگ پرسکون سے بیٹھے تھے۔

لکھا تھا اور گلے میں چین پہنے جس پر آر جے لکھا RJ سیاہ رنگ کی جیکٹ کے پیچھے جس پر بڑا سا ہوا لٹک رہا تھا۔۔۔ وہ اس کلب کی شان لگ رہا تھا۔

اس نے ملکی کو لمکیوں کی جھرمٹ میں گھرا دیکھا تھا۔۔۔ اسکے دیکھنے پر ملکی نے ایک آنکھ دبا کر اسے آنے کا اشارہ کیا تھا۔ لیکن جانے کیوں آج نا تو اسے نشہ چڑھ رہا تھا اور ناہی یہاں کوئی بھی لڑکی اسے متاثر کر رہی تھی۔

وہ پہلے بھی ایسا ہی تھا اسے کچھ متاثر نہیں کر پاتا تھا لیکن آج تو حد ہی ہو گئی تھی۔

"یار میرا مود نہیں ہے۔۔۔!!"

گلاس کے کنارے پر انگلی پھیرتے ہوئے آر جے نے محسن کو انکار کیا تھا۔
اسے اتنا سخیدہ دیکھ کر ملکی اسکی طرف آیا تھا۔

"کیسا رہا تمہارا نکاح۔۔۔"

وہ خبائث سے دانت نکالے پوچھ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"نکاح-- واث ربیش--!!

کونسا نکاح؟ وہ جسٹ پرانک تھا اس ام حانم کو ڈرانے کیلیئے۔

"اور وہ نکاح نامہ--؟؟

مکی نے دوبارہ پوچھا۔

اسکی بات پر آرجے چونکا تھا۔ وہ تو اس نے پھینکا ہی نہیں تھا۔

کچھ یاد آنے پر اس نے پیٹ کی جیب سے وہ کاغذ نکالا تھا جس پر ان دونوں کے سائیں
تھے۔

"یہ رہا--

مکی نے اسکے ہاتھ سے وہ کاغذ جھپٹا تھا۔

"دلہا دلہن دونوں کے سائیں میں بس گواہوں کے خانے خالی میں-- ادھر لاؤ سائیں کرتا
ہوں--!!

مذاق سمجھتے ہوئے مکی نے اپنے سائیں کر دیے تھے۔ اور پھر کاغذ کو محسن کی طرف بڑھایا۔
محسن نے بھی ہنستے ہوئے سائیں کیے تھے۔

Classic Urdu Material

اسکے بعد وہ اس کاغذ کے ٹکڑے کو لے کر گروپ کے دوسروں لڑکوں کی طرف بڑھا تھا۔
پانچ منٹ وہ نکاح نامے کو لہراتا واپس آیا تھا۔

"یہ لو آر جے کام مکمل ہو گیا ہے۔۔!!"
شیطانی مسکراہٹ یہ وہ آر جے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"انٹر سٹنگ۔۔"
آر جے کیلیے یہ سب ایک نیا کھیل تھا اسکی آنکھیں چمکی تھیں۔
اس نے پھر وہ کاغذ کا ٹکرا جسکی اسکے نزدیک کوئی می اہمیت نا تھی بنا سوچے سمجھے جیکٹ کی
جیب میں رکھ لیا تھا۔
وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کاغذ کا ٹکرا اب قانونی اور شرعی طور پر ایک مکمل نکاح نامے کی خلیت
اختیار کر گیا تھا۔

"پلیز یار کچھ سنادو۔۔!!"
اس بار ملکی نے گٹار اسے تھماتے ہوئیے کہا تھا اور کچھ سوچ کر آر جے نے اسے پکڑ لیا تھا۔

Classic Urdu Material

حائزہ کا جس سے سیدھا گھر آگئی می تھی وہ اپنی آکیڈمی نہیں گئی می تھی۔
اسکا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔

"کیا ہوا ہانی تم ٹھیک ہو؟؟؟"
آسیہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا۔

"جی اماں میں ٹھیک ہوں--!!"
وہ بس اتنا ہی کہہ پائی می تھی۔
اسکے بعد وہ بستر میں گھس گئی می تھی۔

اگر مرد کو پتا چل گیا۔ اور اسماڑہ آپی۔ وہ سب لوگ کیا سوچیں گے میں بارے میں۔۔۔

نمیں ایلے نکاح تو نہیں ہوتا۔!!
اب وہ خود کو تسلیاں دے رہی تھی۔

لیکن اس نکاح نامے پر سائیں تو میرے ہی ہیں---!!
اسکا دل بیٹھا جا رہا تھا۔

Classic Urdu Material

اسی ڈر اور خوف میں اسے رات تک بخار ہو گیا تھا۔

وہ کسی سے کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔

"یا اللہ مجھ پر رحم کر!!"

اسے اپنے پچھلے سارے گناہ یاد آرہے تھے اور نم آنکھوں سے وہ صدق دل سے دعائیں مانگ رہی تھی کہ وہ روحان جبیل اس بات کا ذکر کسی سے نا کرے--

اور حفظہ-- اسے تو میں نے بہت اچھا سمجھا تھا۔

اس نے دھوکہ کیا میرے ساتھ-- !!

حanim جو سخت افسوس ہو رہا تھا۔ اور وہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔

"تمہیں بتا ہے ماہی بیٹا آج میں کس سے ملا۔۔؟؟"

سیلھ حمدان بہت ہی پر جوش سے اپنی بیٹی کو بتا رہے تھے۔

"کس سے بابا۔۔؟؟"

فون کی دوسری جانب سے آواز ابھری تھی۔

Classic Urdu Material

"آسی سے--!!"

سیوط حمدان کے لب کا نپے تھے۔

"کیا سچ میں بابا---؟؟"

وہ حیران ہوئی تھی۔

"ہاں-- اور اسکی حالت دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا خود پر--- میں بہت شرمندہ ہوں ایک
ہی شہر میں رہتے ہوئے میں نے کبھی جا کر اسکی خبر نہیں لی--!!

سیوط حمدان سچ میں بہت افسوس تھا۔

"کیسی ہیں بابا وہ--؟؟"

ماہی نے پوچھا تھا۔

"میرے لیے تو آج بھی ویسی ہی ہے-- بائی یہ سال پہلے والی آسی-- مجھ سے فرمائشیں کر
کر کے چیزیں منگوانے والی--"

لیکن وقت اور حالات نے اسے کافی بدل دیا ہے-- اب کچھ نہیں مانگتی وہ--!!

Classic Urdu Material

"تو بابا آپ اب انکی مدد کریں نا۔۔ قسمت نے آپکو دوسرا موقع دیا ہے اسے مت گنوائی یں--!!

ماہی کی بات نے سیٹھ حمدان کو پونکا دیا تھا۔

جبکہ ماہی جانتی تھی کہ وہ ایسا کیوں کہہ رہی تھی۔

اسکے بابا نے کتنے سال اکیلے گزار دیے تھے صرف ماہی کی وجہ سے--

وہ پہلی محبت کو آج بھی اپنے دل میں بسائیے بیٹھے تھے۔ یہ قدرتی امر ہے انسان اپنی پہلی محبت کو چاہ کر بھی بھول نہیں سکتا وہ گلے کا طاق بن کر ہمیشہ ساتھ رہتی ہے۔ ہر ہر لمحے اپنے ہونے کا احساس دلاتی ہے یہ اک خالص جذبہ ہے۔ جسے چاہ کے کر بھی ہم بھلا نہیں سکتے !!۔

پہلی محبت پرانے مقدمے کی طرح ہوتی ہے ---

نا ختم ہوتی ہے نا انسان باعزم بری ہوتا ہے ---

اور محبت ناملنے کا دکھ ماہی سے بہتر کون جانتا تھا۔ !!

محبت جن سے ہوتی ہے

آنہیں کھونے کا ڈر ہر وقت

دامن گیر رہتا ہے

یقین کی آخری منزل پر آ کر بھی

Classic Urdu Material

کوئی جذبہ کوئی شک

کوئی اندیشه

بہت بے چین رہتا ہے

محبت جن سے ہوتی ہے

انہیں کھونے کا ڈر ہر وقت

دامن گیر رہتا ہے

کہیں یہ وصل کے لجے

بدل جائیں نہ فرقت میں

کہیں یہ قرب کی گھریاں

جدائی میں نہ ڈھل جائیں

کہیں ایسا نہ کہ کوئی اُسکو

بدگماں کر دے

کہیں ایسا نہ ہو وہ مہریاں

آنکھیں بدل جائے

کہیں ایسا نہ ہو یہ گرم جوشی

Classic Urdu Material

سرد پڑ جائے

تپاکِ جاں سے ملنے کی روشن

تخت بستہ ہو جائے

ادائے دلبرانہ بے رخی کا روپ دھارے

اور دل کا درد بن جائے

محبت جن سے ہوتی ہے

انہیں کھونے کا ڈر ہر وقت

دامن گیر رہتا ہے

کبھی محفل میں سب کے سامنے

وہ احتیاطاً بھی

نظریں چرا جائے

تو دل پر چوٹ لگتی ہے

آنسوؤں کا منئے برستا ہے

کبھی مصروفیت میں فون کی گھنٹی کا

وہ نوٹس نہ لے

Classic Urdu Material

اور

رابطے کا سلسلہ موقوف ہو جائے
دھڑک اٹھتا ہے دل
کیا جانے کیا ہو گیا اُس کو
توجہ میں کمی کیوں آگئی
کیوں اُس کی جانب
ایک سنٹا سا چھایا ہے
جو اپنا اس قدر اپنا تھا
آخر کیوں پرایا ہے
محبت جن سے ہوتی ہے
انہیں کھونے کا ڈر ہر وقت
دامن گیر رہتا ہے
محبت جن سے ہوتی ہے.....!!!!!!

Classic Urdu Material

"سنو آر جے تم نے دوبارہ مس ام حانم کو تنگ تو نہیں کیا؟؟"

حشام لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظر آنے والے آر جے سے پوچھ رہا تھا۔

حشام کی بات سن کروہ ایک دم پوزنکا تھا۔

"کیا بات ہے شامو کا کا-- ویلے تو تمہیں لڑکیوں کے نام یاد نہیں رہتے اور مس ام حانم تمہارے

بڑی یاد ہے--!!

آر جے شرارت سے کہہ رہا تھا۔

"کیونکہ میں تمہیں اچھے سے جانتا ہوں-- بتاؤ تنگ تو نہیں کیا نا؟؟"

حشام کو ناجانے کیوں فکر کیوں رہی تھی۔ وہ اتنے دنوں سے پوچھنا چاہ رہا تھا لیکن ہمت نہیں ہوئی۔ وہ جانتا تھا کہ آر جے کتنا چالاک ہے۔

"نمیں تنگ نہیں کیا بس بھگا دیا۔ ایک چھوٹا سا ڈرامہ کر کے--!!

"کیسا ڈرامہ--؟؟"

حشام پوزنکا۔

Classic Urdu Material

"پھر کبھی بتاؤں گا شامو کا کام مجھے ابھی کچھ کام ہے--!!"

اس سے پہلے حشام کچھ کہتا۔۔ وہ آف لائی ن جا چکا تھا۔

"پتا نہیں اب اس نے کیا کیا ہو گا اس معصوم کے ساتھ--!!"

حشام کو فکر ہو رہی تھی۔ لیکن وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا۔

آرجے اپنی نئی می ویڈیو زجو اس نے اپلوڈ کی تھیں انہیں چیک کر رہا تھا۔

اسکی ویڈیو پر ری ایکٹ کر رہی تھی۔ اور follower پچھلے ایک ہفتے سے ایک نئی می تعریف الگ۔۔

وہ کبھی کسی کے کمینٹس نہیں پڑھتا تھا البتہ کبھی کچھ چیزیں اسے مسکرانے پر مجبور کر دیتی تھیں۔

"Can we be friends"؟؟

اس نئی می لڑکی رحمہ کی طرف سے مسیح آیا تھا۔

آرجے نے اسکے ٹائپ کیے گئیے مسیح کو سکلین کیا تھا۔۔ اور پھر بلا اختیار ہی وہ ہنس دیا تھا۔

Classic Urdu Material

"Don't Try To Make Me fool Miss Shalni"

وہ ایک سینئڈ کے اندر اسے حقیقت سے روشناس کرا گیا تھا۔

"اسٹوپڈ"

وہ بڑھایا تھا۔

جبکہ دوسری جانب شالنی اسکا سچ پڑھ کر حیران و پیشان رہ گئی تھی۔ وہ انسان تھا یا کوئی می جادوگر--؟؟

اسے بے قوف بنانا واقعی ناممکن تھا۔

وہ کچھ دیر شاکل رہی تھی اور پھر زیرلب مسکرا دی تھی۔ اسکا انتخاب سو فیصد درست تھا۔

اس سے پہلے کہ یہ آنسو کہیں ہجرت کر لیں
آکسی روز ترے غم کی ضیافت کر لیں

اس نے جاتے ہوئے پرسے میں یہی بولا تھا
اب یہ بہتر ہے کہ یادوں پہ قناعت کر لیں

Classic Urdu Material

گاؤں سب ہار کے ہم جو کبھی واپس لوٹیں

کیا ہی اچھا ہو اگر تیری زیارت کر لیں

تو کہیں ہم کو لے تو لپٹ کر تجھ سے

اتنا پھر روئیں کہ ضائع یہ بصارت کر لیں،

کانپ اٹھتا ہوں میں اب دیکھ کے ہنسنے پھرے

لوگ یہ بھی نہ محبت کی حماقت کر لیں

اس محبت پہ بھی تم نے جو ستم ڈھائے ہیں

عین ممکن ہے کہ ہم تم سے عداوت کر لیں

ح انم پچھلے دو دنوں سے آکیدیمی نہیں گئی می تھی۔ بخار اسکی جان نہیں چھوڑ رہا تھا۔ اسے ڈر

تھا کہ اگر وہ آکیدیمی جائے گی تو مہرو اسے سوال کرے گی۔

موباٹل پر آنے والی ہر کال پر وہ ڈر جاتی تھی۔ اسے لگتا تھا کہ ابھی پرنسل کا فون آئیے گا

اور پھر اسکی انسٹ ہوگی۔

Classic Urdu Material

ابھی بھی موبائل پر ہونے والی بپ پر وہ گھبراگئی تھی۔

لیکن پھر نمبر اور مسج دیکھ کر وہ چونکی تھی۔ ایک ناگواری اسکے چہرے پر پھیل گئی تھی۔

"یہ شخص میرا پچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتا۔!!"

وہ روہانی ہوئی تھی۔

بہت کچھ تھا جو وہ کہنا چاہتی تھی۔۔ بہت کچھ تھا جو وہ بتانا چاہتی تھی لیکن اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ وہ اپنے احساسات کو کس سے شئی رکرے؟
مہرو سے اسکی بہت اچھی دوستی تھی اسکے برعکس وہ اس سے اپنے دل کی بات نہیں کہہ پاتی تھی۔

تھک ہار کر اس نے مسج ڈیلیٹ کیا تھا۔

"مجھے نمبر تبدیل کر لینا چاہیئے۔!!"

آخر وہ اس آخری نتیجے پر پہنچی تھی۔

اسکی نمازیں لمبی ہوتی جا رہی تھیں۔۔ گرگڑا کر وہ ناجانے کیا مانگتی تھی۔

ایک ڈرنے اسکے دل میں ڈیرا ڈال لیا تھا۔

Classic Urdu Material

اس نے دوبارہ اکیڈمی جانا شروع کر دیا تھا۔ نامہ نے کوئی بات کی تھی۔ ناپرنسل کا فون آیا تھا اور نا آر جے نے کوئی پیش رفت کی تھی۔

دھیرے دھیرے وہ بھی اسے مذاق سمجھ کر بھولے لگی تھی۔

"یہ تمہاری سیلری ہے ہانی۔۔ اسمارہ آپی نے بھچی ہے۔۔ تم بنا پرنسل سے لے والیں آگئی تھی۔۔!"

مہرو نے ہانی کی امانت اسے دی تھی۔ جس پر ہانی نے شکر ادا کیا تھا کہ سب نارمل تھا ٹھیک تھا۔

پچھلے کچھ دنوں سے اسے انجانے نمبر کال آرہی تھی جسے وہ جان بوجھ کر نہیں پک کر رہی تھی۔

"میم میری بات سنیں۔۔ میں حفصہ ہوں پلیز میم۔۔!!!"
اسکا سیچ پڑھنے کے بعد تو حانم کا دماغ گھوما تھا۔ اس نے موبائل ہی بند کر دیا تھا۔

اور اب پھر کسی اور نمبر سے فون آرہا تھا۔

Classic Urdu Material

"اٹھا لونا ہانی کس کا فون ہے؟؟"
مہرو کی بات پر وہ چونکی تھی۔



"اٹھا لونا ہانی کس کا فون ہے؟؟"
مہرو کی بات پر وہ چونکی تھی۔

"پتا نہیں--!!"

حانم کا مود خراب ہوا تھا۔

"یار پوچھ تو لو ایک بار--"

مہرو کے اصرار کرنے پر حانم نے کال ریسیو کی تھی۔
"میم پلیز میری بات سن لیں-- پلیز فون بند مت کیجیئے گا پلیز میم--"
حفصہ منتین کر رہی تھی۔

"حفصہ مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔"
حانم نے دوکھ جواب دیا تھا۔

Classic Urdu Material

"ناکریں بات-- لیکن میری سن لیں پلیز---"

وہ روحان نے مذاق کیا تھا میم-- پرانک-- اس نے مجھ اموشنلی بلیک میل کیا تھا کہ اگر میں نے اسکی بات نہیں مانی تو وہ کسی سے بھی یہ کام کروالے گا-- اور پھر شاید سب کو یہ بات پتا چل جائے-- !!

اس نے مجھے اس لیے کہا کہ میں کسی کو نہیں بتاؤ نگی کیونکہ آپ مجھے عزیز ہیں--" وہ آخری بات کہتے پر رو دی تھی۔

"اُس او کے حصہ-- کوئی بات نہیں۔ آپ بھی بھول جاؤ اس بات کو-- !!
ح انم نے گھر اسنس لیا تھا۔

"پکا آپ ناراض تو نہیں ہیں نااب؟؟؟"

"نہیں میں ناراض نہیں ہوں-- پھر بات ہوگی-- !!
وہ اسکا جواب سے بنا فون بند کر چکی تھی۔

دل سے ایک بوجھ سا اتر گیا تھا۔ ایک ڈر جو تھا وہ ختم ہو گیا تھا اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ سب ڈرامہ تھا۔

Classic Urdu Material

"کیا ہوا ہانی؟؟"

مہرو نے جو اسے غور سے دیکھ رہی تھی اسکے فون بند کرنے پر پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں بس کاچ کا ایک مسئی لہ تھا۔"

وہ خوشلی سے مسکرا دی۔ واقعی حفصہ نے اسے بہت بڑے صدمے سے باہر نکال لیا تھا۔

حanim اب اپنے آپ کو بہت ہلکا پھلکا سا محسوس کر رہی تھی۔

اسٹیڈیم لوگوں کے ہجوم سے بھرا پڑا تھا۔

ہر طرف نوجوان لڑکے لڑکیاں اسکے انتظار میں تھے۔

ہر ایک کی زبان پر بس آر جے تھا۔ رات کے اندرے میں بھی رنگ برلنگی روشنیوں نے اسٹیڈیم کے درمیان بنے اسٹیچ کو منور کیا ہوا تھا۔

وہ پروفشنل سنگر نہیں تھا۔ اور ناکسی کیلیے گاتا تھا۔ البتہ اسکے فین ڈیمانڈ کرتے تھے اس سے سننے کی۔ اور وہ ایک دن فائی نل کر دیتا تھا۔ اسی دن دیکھنے اور سننے والوں کا ہجوم جمع ہو جاتا تھا۔

Classic Urdu Material

جینی_مارٹن سے اسکی دوستی سو شل میڈیا پر ہوئی تھی۔ وہ برطانیہ سے تعلق رکھتی تھی۔
تنیس سالا جینی کمیں سے بھی تنیس سال کی نہیں لگتی تھی۔
وہ ایک پوفیشنل سنگر تھی جسکی آواز نہایت دلکش تھی۔

البتہ جب سے اس نے آرجے کی آواز سنی تھی وہ حیران رہ گئی تھی۔ اور اسکی شدید
خواہش تھی کہ وہ آرجے کے ساتھ سنگنگ کرے۔

اور آج وہ آرہی تھی۔ آرجے کے ساتھ۔۔ وہ دونوں ایک ساتھ دھماکہ کرنے والے تھے۔

انتہائی سخت سیکیورٹی کے اندر انکی گاڑیاں آگے پیچھے اسٹیڈیم میں داخل ہوئیں تھیں۔

اور کچھ دیر بعد میڈیا، کمیروں کی چمک اور لوگوں کی زبردست ہونگ میں وہ اسٹیج کی طرف بڑھے
تھے۔

"رات تقریباً دو بنجے شو ختم ہوگا۔۔ اور اسکے بعد جینی کی خواہش پر وہ دونوں واپس ہوٹل جائیں
گے۔۔

جینی کی یہ خواہش آرجے لازمی پوری کرے گا۔۔

ایک بار وہ دونوں ہوٹل پہنچ جائیں۔۔ پھر ہمارا کام آسان ہو جائیے گا۔۔!!"

Classic Urdu Material

وہ پروجیکٹ کے سامنے کھڑی بتا رہی تھی۔

سکرین پر اسٹیڈیم کے اندر باہر۔۔۔ اسٹیڈیم سے ہوٹل تک اور ہوٹل کے اندر تک ہر چیز کا نقشہ تھا اور دوسری سکرین پر اسٹیڈیم کی ویڈیو نظر آ رہی تھی۔

"دھیان رہے اس بار پلان فیل نہیں ہونا چاہیئے۔۔۔!!
باس نے سخت تنپیہ کی تھی۔ لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

جیسی اور آر جے دونوں سیاہ رنگ کے کپڑوں میں تھے۔

جیسی نے گھٹنوں تک آتے شارت کپڑے پہن رکھے تھے۔ جبکہ آر جے گھٹنوں سے پچھلی جیز پہنے جسکی بلیک جیکٹ بھی جگہ جگہ سے پچھلی ہوئی تھی، ربر بینڈ سے بالوں کو پچھے کی جانب کیے گئے اور بازوں میں لٹکتے بینڈز جن پر آر جے واضح لکھا چمک رہا تھا، وہ دونوں عوام کی توجہ کا مرکز بنے تھے۔

گٹار ہاتھ میں کپڑے وہ اسٹیچ پر جھول رہا تھا۔

جیسی اس سے دس سال بڑی تھی اور تھی برٹن لیکن آر جے کمیں سے بھی نا اس سے متاثر نظر آ رہا تھا اور ناہی وہ خوف کا شکار تھا۔ اسکا اعتماد دیکھنے لائی ق تھا۔

I'm so lonely broken angel

Classic Urdu Material

I'm so lonely listen to my heart

جینی نے گانا شروع کیا تھا۔

من دوست دارم

بہ چشم من گریبہ ندہ

نہ، نمی تو نم

بدون تو حالم بدہ

آر جے اپنی طسماتی آواز سے ایک بار پھر سحر پھونک رہا تھا۔

لوگ دیوانوں کی طرح انہیں سن رہے تھے۔

حشام جس فلیٹ میں رہتا تھا اس عمارت میں زیادہ آبادی مسلمانوں کی تھی جو برسوں سے وہاں رہ رہے تھے۔

اس عمارت (بلڈنگ) کے سب سے اوپری فلیٹ کو وہاں موجود لوگوں نے مسجد کا نام دیا ہوا تھا جہاں وہ لوگ عبادت کرتے تھے۔

Classic Urdu Material

آرچے نے حشام کو بتایا تھا کہ آج اسکا شو تھا۔

وہ دیکھنا چاہتا تھا تبھی اسے چھوٹے بابا سائیں (حیدر جبیل) کا فون آیا تھا۔

"دیکھ رہے ہو تم اپنے لادلے کے کام-- ایک سید گھرانے سے ہو کر وہ انگریزوں کے ساتھ مل کر کیسے کام کر رہا ہے--"

کیا منہ دکھاؤں گا میں کل کو اگر آقا حضرت محمد ﷺ نے مجھ سے اسکے متعلق سوال پوچھ لیا---؟؟

کیا منہ دکھاؤں گا اگر اس ذات نے جس پر میری جان قربان-- اگر اس نے پوچھ لیا کہ میں نے اپنے بیٹے کی توبیت کیسے کی تھی؟؟
بتاؤ کیا جواب دونگا میں--؟؟"

وہ حشام سے پوچھ رہے تھے جبکہ وہ خود نہیں جانتا تھا کہ اگر اس سے پوچھ لیا گیا تو وہ کیا جواب دے گا؟؟

چھوٹے سائیں اپنا غصہ نکال کر فون بند کر چکے تھے۔

حشام نے ٹوی وی لگایا تھا۔ اسے اچھی طرح پتا تھا کہ آرچے کا شو کس چینل پر براہ راست دکھایا جانا تھا۔

جیسے ہی حشام کی نظر سکریں پر پڑی تھی اسکے چہرے پ واضح ناگواری پھیل گئی تھی۔

Classic Urdu Material

جیسی آرجے کے گلے میں باہیں ڈالے کھڑی تھی۔ جبکہ عوام ہونگ کر کر کے پاگل ہوئی ہی پڑی تھی۔

حشام نے فوراً غصے سے ٹوپی بند کیا تھا۔ اسکی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ آرجے کا کیا کرے۔

"مجھے یہ چڑیل آرجے کا ساتھ ذرا اچھی نہیں لگ رہی--!!"

جواد نے منہ بننا کر پاس بیٹھی ماہم سے کہا تھا۔

"تم اسے مت دیکھو بس آرجے کو دیکھو نا--"

ماہم نے حل پیش کیا تھا۔

اچانک حانم کمرے میں داخل ہوئی ہی تھی رات کے دس بجے رہے تھے اور وہ دونوں ٹوپی وی پر نظریں جمائیے بیٹھے تھے۔

"یہ کیا دیکھ رہے ہو تم لوگ؟؟"

حانم کی نظر اچانک سکرین پر پڑی تھی اور وہ دنگ رہ گئی تھی۔

اس نے آرجے کو نہیں پہچانا تھا کیونکہ اسکا چہرہ کیرے کے بالکل سامنے نہیں تھا۔

Classic Urdu Material

"بند کرو یہ بے ہودہ چیزیں دیکھنا۔!!

وہ تقریباً چیخنی تھی۔

"بس آپی تھوڑا سا۔ تھوڑا سارہ گیا ہے پھر خود ہی بند کر دیں گے۔!!"

جواد نے ٹانگ اُکائی می تھی۔

"میں امی کو بلا تی ہوں وہ خود آکر دیکھ لیں گی کہ تم لوگ کیا گھٹیا چیزیں دیکھتے ہو۔!!
وہ بڑھاتی باہر نکل گئی می تھی۔ جبکہ ماہم اور جواد دونوں نے شکر ادا کیا تھا۔

I'm so lonely broken angel

I'm so lonely listen to my heart

One n' only, broken angel

Come n' save me before I fall apart

تا ہر جا کہ باشی، کنار تم

تا آخرش، دیونہ تم (اودہ)

Classic Urdu Material

تو، تو نمیدوں کے جونی

برگرد پیشتم

La la Leyli, la la Leyli, la la la la la

La la Leyli, la la Leyli, la la la la la

دنیا و مافیا سے بیگانہ وہ دونوں اپنی اپنی دھن میں گائیے جا رہے تھے۔

الله اکبر اللہ اکبر

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے،

وضو کیے گئے چھرے پر ابھی بھی پانی کی کچھ بوندیں چمک رہی تھیں۔

پھر میں عشاہ کا وقت تھا۔ حشام نماز پڑھنے آیا تھا۔

لیکن اس سے پہلے وہ اذان دیتا تھا خود ہی--

جب بھی اسے وقت ملتا تھا۔ وہ لازمی یہ کام خود کرتا تھا۔

Classic Urdu Material

مسجد میں اسپیکر نہیں لگا ہوا تھا۔ البتہ جتنے بھی مسلمان خاندان وہاں رہتے تھے انکے فلیٹ میں آٹو بیٹک ساؤنڈ سسٹم کے ذریعے ازان کی آواز گونج جاتی تھی۔

"حی الفلاح، حی الفلاح"

آو وہ کامیابی کی طرف بلا رہا تھا۔

ہے کوئی جو اس رب کے بلاوے پہ لبیک کئے جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے شاہوں کا سربراہ ہے پہاڑوں سے بلند دریاوں کے پانی سے تیز ہوا اور روشنی جس کے قبضے میں ہے لیکن اس رب کریم کی عاجزی تو دیکھو وہ دن میں پانچ وقت اپنے پاس بلاتا ہے اور ہماری اوقات کیا ہے فقط ایک گندے پانی کے چند قطرے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ

(سورة المؤمن)

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ شُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ شُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ شُمَّ طِفْلًا شُمَّ جُلْمُ طِفْلًا شُمَّ مِنْ تَبَلُّغُوا أَشْدَدَكُمْ شُمَّ لِتَكُونُوا شُبُونَخًا ۝ وَمِنْكُمْ مَنْ يَتَوَفَّى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبَلُّغُوا أَجَلًا مُسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ {67}

وہی تو ہے جس نے تم کو (پہلے) مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفہ بنایا کر پھر لو تمہرا بنا کر پھر تم کو نکالتا ہے (کہ تم) نپھے (ہوتے ہو) پھر تم اپنی جوانی کو پھختے ہو۔ پھر بوڑھے ہو جاتے ہو۔ اور

Classic Urdu Material

کوئی تم میں سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور تم (موت کے) وقت مقرر تک پہنچ جاتے ہو اور تاکہ تم سمجھو {67})

لیکن وہ اتنا مہربان رحیم و کریم ہے جس کی اجازت کے بنا ایک چڑیا پر نہیں ہلا سکتی ایک درخت پتا نہیں ہلا سکتا مگر اپنے بندوں کے بار بار نا آنے پر اپنا بلاوا ترک نہیں کرتا ہم پر رزق بند نہیں کرتا پھر سے پکارتا ہے "حی الفلاح" ہے کوئی جو آلے ہے کوئی جو مانگے ہے کوئی گدا جو آواز لگائے ہے کوئی مفلس جو مفلسی میں مجھے سجدہ کرے کوئی نیند ترک کر کہ سجدہ ریز ہو ہے کوئی بخشش مانگنے والا ہے کوئی توبہ کرنے والا آواز تمہارا رب تمیں خود پکار رہا ہے ہاں وہی رب جس کے قبضے میں تمہاری جان وہی تم ناچار لوگوں کو تمیں تمہاری ہی کامیابی کے لیے پکار رہا ہے

کون جانتا تھا پیس میں رہنے والا۔ انگلش میں پی اتچ ڈی کرنے والا شخص ایسا تھا۔
چھوٹی سی مسجد میں سادے سے کپڑے پہنے، لوگوں کو کامیابی کی طرف بلاتا وہ شخص ہزاروں کے مجمع میں داد و صول کرتے آرجے سے کمیں بہتر لگ رہا تھا۔
نماز پڑھنے کے بعد اس نے دعا کیلیے ہاتھ اٹھائیے تھے۔

Classic Urdu Material

"یا اللہ روحان جبیل کو ہدایت دے--۔۔۔ یا اللہ پاک اسکی حفاظت فرماء--!!!"
اور آج بھی سب سے پہلے اس نے آرجے کیلئے ہی سب کچھ مانگا تھا۔

"آج میں انجل سے اپنے دل کی بات کہہ کر ہی دم لوزگا--"
میڈی نے فرضی کالر جھاڑتے ہوئی سے کہا تھا۔

"تم سے نہیں ہوگا میڈی--"
البرڈ صاف گو تھا۔

"تم جلتے ہی رہنا۔۔۔ دیکھنا آج میں یہ کام ضرور پورا کروں گا۔۔۔!!"
میڈی کافی پرچوش تھا۔
ریسٹورینٹ میں اسکی ڈیوٹی چار بنجے شروع ہوتی تھی۔ وہ تین بنجے وہاں موجود تھا۔
میڈی اس ریسٹورینٹ میں پارٹ ٹائم ویٹر کا کام کرتا تھا۔

Classic Urdu Material

"وہ آگئی ہے میڈی-- جاؤ-- اور فتح کرلو--"

البرڈ نے میڈی کو آکسایا تھا۔

انجل اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھی تھی۔

"جاؤ اب---"

البرڈ نے کشمکش کا شکار کھڑے میڈی سے کہا تھا۔

"اچھا اچھا جا رہا ہوں---!!

میڈی نے خود کو تسلی دی تھی۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا انجل کی طرف بڑھا تھا۔

"کیسی ہوا نجل---؟؟"

وہ اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

انجل نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔

"کچھ بات کرنی تھی--"

میڈی نے اسکے گھورنے پر سنبل کر کہا تھا۔

Classic Urdu Material

"بولو---"

سرد سا لمحہ تھا۔

"وہ-- میں--"

میڈی کا گلمہ خشک ہو گیا تھا۔ اس نے میز پر رکھا پانی کا گلاس اٹھا کر پیا تھا۔
انجل اسے گھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا میں--؟ بولو اب---"

"will you marry me"؟؟

میڈی نے آنکھیں بند کر کے کما تھا۔ اسکا سانس اٹکا ہوا تھا۔
انجل اسے حیرانی سے دیکھ رہی تھی اور پھر میڈی کی حالت دیکھ کر بہت کوشش کرنے کے باوجود بھی وہ اپنی ہنسی ضبط نہیں کر پائی تھی۔-- وہ ہنسی تھی اور ہنستی چلی گئی تھی۔

"اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے انجل--؟؟"

میڈی کو برا محسوس ہو رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"تم پاگل ہو گئیے ہو میدی-- اب میرے پیچھے مت آنا"

انجل نے ہنسنے ہوئے کہا تھا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر نکل گئی تھی۔

"جواب نہیں دیا--"

میدی کا منہ بن گیا تھا۔ وہ بیچارہ اداس ہو گیا تھا۔

رات گیارہ بجے کا ٹائم تھا۔ میدی رسٹورینٹ سے فارغ ہو کر اب گھر کی طرف جا رہا تھا۔

اچانک اسے محسوس ہوا تھا کہ اسکے پیچھے کوئی می ہے۔

وہ ایک نازک دل کا لڑکا تھا۔ وہ ایک دم گھبرا گیا تھا۔

ایک دو بار پیچھے مر کر دیکھنے کے بعد اب اس نے اپنی رفتار تیز کر دی تھی۔۔۔ جب اچانک کوئی می آندھی طوفان کی طرح آیا تھا۔

اسکے سر اور پھرے کو جیکٹ سے ڈھانپنے کے بعد کے اور گھونسوں کی خوب بارش کی گئی می تھی اس پر۔

Classic Urdu Material

"کون ہو تم چھوڑ دو مجھے-- کیوں مار رہے ہو--؟

بچاؤ مجھے--!!"

وہ چیخ رہا تھا۔

"میری انجل کو پرپوز کرتے ہو-- خبردار جو آئی نہ اسکے آس پاس بھی نظر آئیے تو--!!
مارنے والے نے اردو زبان میں کہا تھا۔ میڈی کو صرف لفظ "انجل" سمجھ آیا تھا اور کچھ بھی
نمہیں۔

دو چار گھونٹے اسکے پیٹ میں مارنے اور اپنی بھڑاس نکالنے کے بعد اب وہ رات کے اندر ہیرے
میں رفو چکر ہو گیا تھا۔ جبکہ میڈی نے، جسکی حالت بری ہو گئی تھی مشکل سے اپنے
چہرے سے جیکٹ اتلا دی تھی اور پھر بنا آگے پیچھے دیکھے گھر کی طرف دوڑ لگادی تھی۔

شو ختم ہو چکا تھا اب وہ لوگ واپس جا رہے تھے۔ آرجے جینی کو چھوڑنے ہو ٹل جا رہا تھا۔
انکی گاڑی کے آگے اور پیچھے بھی گاڑیاں گامزن تھیں جن میں جینی کی پوری ٹیم تھی۔
آج کے شو کے بعد آرجے کی فین فالونگ دو گنی بڑھی تھی۔

Classic Urdu Material

وہ دونوں گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے۔

جیسی کافی تھکنی نظر آرہی البتہ نیند آر جے کے آس پاس بھی نہیں پھٹکنی تھی۔ اسے اس وقت نیند آتی ہی نہیں تھی۔

جیسی آر جے سے چپکی بیٹھی تھی۔ اسے کوفت ہو رہی تھی۔

اچانک آر جے کی نظر سامنے گئے مر سے جھانکتے ڈائیور پر پڑی تھی۔ وہ ایک دم پوزنکا تھا۔ جو ڈائیور انہیں لے کر آیا تھا وہ کوئی می اور تھا۔ وہ آنکھوں سے پہچان گیا کہ ڈائیور بدل چکا ہے۔

آر جے کو کسی گریب کا احساس ہوا تھا۔

”کیا ہوا بے بنی۔۔؟؟“

جیسی نے اسکے چھرے کا رخ اپنی طرف کیا تھا۔

آر جے کی نظر اسکے گلے میں لٹکے ڈائیمنڈ کے نیکلس پر پڑی تھی۔ اسکی آنکھیں سکرڈی تھیں۔۔ اور پھر وہ شاکلڑہ گیا تھا۔

اسے لاکٹ کے اندر مائیکرو کیم نظر آگیا تھا۔

Classic Urdu Material

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا اسکے موبائل نے چنگھاڑنا شروع کیا تھا۔
مکی کی کال تھی۔

"ہیلو آر جے کہاں ہو تم میرا ایکسیڈیسٹ ہو گیا ہے--!!"
مکی کی گھٹی گھٹی سی آواز ابھری تھی۔

"گاری روکو---"
آر جے نے کہا تھا۔

"کیا ہوا صاحب---؟"
آگے بیٹھے ڈرائیور نے پوچھا تھا۔

"میں نے کہا گاری روکو---!!"
وہ چلا�ا تھا۔ جیسی ڈر کر اس سے الگ ہوئی تھی۔



"!! ہیلو آر جے کہاں ہو تم میرا ایکسیڈیسٹ ہو گیا ہے--"
مکی کی گھٹی گھٹی سی آواز ابھری تھی۔

Classic Urdu Material

"گاڑی روکو---"

آرجے نے کہا تھا۔

"کیا ہوا صاحب---؟"

آگے بیٹھے ڈائیور نے پوچھا تھا۔

"میں نے کہا گاڑی روکو---!!"

وہ چلایا تھا۔ جیسی ڈر کر اس سے الگ ہوئی تھی۔

ڈائیور نے گاڑی ایک جھٹکے سے روکی تھی۔

آرجے بنا کچھ کے گاڑی سے باہر نکل گیا تھا۔

آرجے کی گاڑی کے پیچھے جو گاڑیاں تھیں وہ بھی ایک جھٹکے سے لکی تھیں۔

جیسی اور ڈائیور دونوں منہ کھولے حیرت سے دو جاتے آرجے کو دیکھ رہے تھے۔

وہ اسے کچھ نہیں کہ سکتے تھے اور ناب روک سکتے تھے۔ وہ اپنی مرضی سے اکے ساتھ جاتا تو الگ بات تھی۔

Classic Urdu Material

ڈائیور نے گھور کر جینی کو دیکھا تھا۔

"میرا کوئی می قصور نہیں میں نے کچھ نہیں کیا، اسے کوئی می شک نہیں ہونے دیا--!!
جینی اسکے گھورنے پر سمنائی می تھی۔

جبکہ ڈائیور نے غصے سے گاڑی آگے بڑھادی تھی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا-- ہم اپنی منزل کے اتنا قریب آکر یوں خالی ہاتھ نہیں رہ سکتے--!
وہ چلا رہا تھا--

کمرے میں پڑے کمپیوٹر سسٹم اور کیمروں کو اس نے اٹھا اٹھا کر نیچے پٹھ دیا تھا۔

"باس-- جینی نے پوری کوشش کی تھی۔ وہ اسکے ساتھ ہوٹل پہنچنے ہی والا تھا۔ پھر اچانک--

"کیا اچانک--؟؟

باس نے اس لڑکی کو منہ سے دبوچا تھا۔

Classic Urdu Material

"مجھے وہ لڑکا ہر حال میں چاہیے-- عین موقع پر اسے کیا معلوم ہوا تھا۔۔ اسے کس کی کال آئی تھی جو وہ گاڑی سے اتر گیا۔۔؟ بتاؤ مجھے۔۔ کون ہے غدار۔۔؟" باس کا غصے اور صدمے سے برا حال ہوا پڑا تھا۔

"دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے۔۔ جاؤ۔۔"
باس کے چینخے پر لڑکی گھبرا کر کمرے سے باہر بھاگی تھی۔

"آر جے۔۔۔"

وہ ایک بار پھر پوری طاقت سے چلایا تھا۔

"ہیلو آر جے تم کہاں ہو۔۔ ابھی تک ہاسپٹ نہیں پہنچے۔۔ میرا اتنا برا ایکسڈینٹ ہوا ہے۔۔ گاڑی الٹ گئی تھی۔۔ اور میں۔۔۔
جیسے ہی آر جے نے دوبارہ فون اٹھایا تھا ملکی ایک بار پھر سے شروع ہو گیا تھا۔

"بکواس بند کرو ملکی۔۔۔ اور یہ ڈرامہ کیوں کر رہے ہو تم۔۔۔؟"
اسکا دماغ پہلے ہی گھوما ہوا تھا اور اوپر سے ملکی کا ڈرامہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔

Classic Urdu Material

"اُسک--- کونسا ڈرامہ؟؟"

مکی سنبل کر بولا۔

"تمہارا ایکسیڈینٹ ہوا ہے-- ہے نا؟؟

"ہاں ہوا تو ہے-- ہائی سے میری ٹانگ-- بہت درد ہو رہا--!!

مکی کراہ رہا تھا۔

"اچھا---

آرجے نے اچھا پر زور دیا۔

گاڑی الٹ گئی-- اور تم الٹی گاڑی میں اٹے لٹکے مجھے فون پر آرام سے بتا رہے ہو کہ میرا

ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے--- واہ-- آرجے کو اتنا اسٹوپڈ سمجھا ہے--؟؟؟

اس نے طنزیہ کہا۔

"نن--- نہیں وہ-- وہ میں تو--!!

مکی سپٹا گیا تھا اس سے کوئی بمانہ نہیں بن رہا تھا۔

"جلدی مرو گھر-- میں انتظار کر رہا ہوں--!!

آرجے نے کہتے ہوئے فون بند کیا تھا۔

Classic Urdu Material

"پانچ منٹ بعد ملکی اوپر سے نیچے آیا تھا۔

آرجے نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔ وہ گھر میں بیٹھا ایکسیڈینٹ کا نالک کر رہا تھا۔

"چھوڑ آئیے جیسی کو--؟"

ملکی نے اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے خباثت سے ہنستے ہوئے پوچھا تھا۔

"منہ بند رکھو اپنا--"

آرجے نے صوف سے کشن اٹھا کر ملکی کے منہ پر مارا تھا۔ نشانہ پکا تھا کشن سیدھا اسکے منہ پر لگا تھا۔

"یار میری کوئی غلطی نہیں ہے-- مجھے حشام بھائی می نے کہا تھا کہ ایکسیڈینٹ کا نالک کروں-- تاکہ تم واپس آجائو--

لیکن مجھے حیرت ہو رہی ہے تم سچ میں کیسے آگئیے--؟؟-

ملکی کو واقعی حیرت ہو رہی تھی۔ وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ آرجے کا دماغ کتنا تیز چلتا ہے وہ ایک سینکڑ سے پہلے اسکا ڈرامہ پکڑ لے گا۔ لیکن پھر بھی اس نے کوشش کی تھی۔

Classic Urdu Material

"لبس میری مرضی--"

آرجے نے بیزاری سے کہا تھا۔

"وہ حشام بھائی می چاہتا تھا کہ تم جیسی کے ساتھ رات ناگزارو--!!
مکی نے ڈرتے ڈرتے بتایا تھا۔

"اس شاموکی تو-- اور تم میرے دوست ہو یا اسکے--؟؟
آرجے نے دوسرا کشن اٹھا کر مارا تھا اسے۔

"یار مار کیوں رہے ہو-- میں نے بس حشام بھائی کی بات مانی ہے پہلی دفعہ--!!
مکی اچھلا تھا۔

جبکہ آرجے نے کوئی می جواب نہیں دیا تھا۔ وہ اب دو انگلیوں اور ایک انگوٹھے کی مدد سے اپنی
کنپیوں کو مسل رہا تھا۔

اسے پچھلے کچھ دنوں میں بارہا محسوس ہوا تھا کہ کوئی می اس پر نظر رکھے ہوئے ہے۔
اسکی چھٹی حس نے اسے کئی می بار پوچھنا کیا تھا۔
لیکن آج تو حد ہی ہو گئی می--

Classic Urdu Material

"آخر جینی کس کے کہنے پر پاکستان مجھ سے ملنے آئی تھی؟؟"

وہ سوچ رہا تھا۔

"لیکن میں واپس کیوں آگیا؟ میں وہاں جا کر بھی تو پتا لگا سکتا تھا نا۔۔؟؟

لیکن شاید وہ نہیں جانتا کہ حشام جبیل کی دعا اسے کتنے بڑے نقصان سے واپس بچا کر لائی تھی۔۔ ناصرف نقصان بلکہ گناہ سے بھی۔۔!!

"توبہ توبہ کیسا زمانہ آگیا ہے آج کل تو بیٹیوں پر ذرا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔۔!!
زیدہ آپا نے منہ چڑا کر پاس بیٹھی آسیہ بیگم سے کہا تھا۔

"کیا ہوا زیدہ آیا خیر تو ہے؟؟"

آسیہ بیگم نے پوچھا۔

"اے وہ گلی کے کونے پر جو حاجی صاحب ہیں نا انکی بیٹی کی شادی تھی کل۔ عین بارات والے دن لڑکے کو پتا چل گیا کہ لمبکی کا پہلے کہیں اور چکر تھا۔ حاجی صاحب انتظار کرتے رہ گئیے بارات ہی نہیں آئی۔۔ ویلے تو حاجی بنے پھرتے ہیں اور اولاد کو لگام نہیں ڈالی۔۔

Classic Urdu Material

پورے محلے میں بدنام ہو گئی ہے۔۔!!

زیدہ آپا نے حقارت سے کھاتھا۔

واشنگ مشین سے کپڑے نکلتی حانم کے ہاتھ کا پچھے تھے۔ اسکا نازک سادل ڈوب کر ابھرا تھا۔ اسے کچھ یاد آگیا تھا جس نے اسے ڈرا کر رکھ دیا تھا۔

"بس آپا اللہ سب کی بیٹیوں کی حفاظت کرے۔۔ آئین۔۔!!
آسیہ بیگم نے صدق دل سے دعا کی تھی۔

"میں کہتی ہوں کہ خیر سے اپنی بچیاں مجھی شادی کے لائیق ہو گئی ہیں کوئی دیکھ کر انکا مجھی کردو۔۔ اس سے پہلے کہ کچھ غلط ہو۔۔!!
زیدہ آپا نے رازداری سے کھاتھا۔

ماہم نے کان جو اسی طرف گئے ہوئے یہ بات سن کر اسے سخت غصہ آیا تھا۔

"ویلے زیدہ آپا آپکی اپنی بیٹیوں کی عمر کیا ہے؟؟"
ماہم نے اچانک باہر آ کر پوچھا تھا۔

حانم نے اسکا ارادہ سمجھتے ہوئے ماہم کو گھوری سے نوازا تھا۔ لیکن وہ ماہم ہی کیا جو باز آجائی۔۔

Classic Urdu Material

"اے میری بیٹیاں تو ابھی بچیاں ہیں۔۔ معموم اور نیک شریف۔۔ پورے محلے میں ڈھونڈنے سے بھی ایسی لڑکیاں نہیں ملیں گی۔۔!!"

زیدہ آپا نے اپنی بیٹیوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلاں بے ملا دیے تھے۔

"جی جی بالکل۔۔ ایک اٹھائی یس سال کی اور دوسری تیس سال کی۔۔ ابھی تو دو دھپتی ہیں وہ۔۔ اور نیک شریف اتنی کہ ہر وقت دوسرے لوگوں کے گھروں میں موجود رہتی ہیں اور لڑکوں کی ایک لمبی لائی ن آپکے گھر کے باہر لگی ہوتی ہے۔۔!!" ماہم نے زیدہ آپا کے انداز میں ہاتھ ہلا ہلا کر کما تھا۔

زیدہ آپا کی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی می تھیں۔

"توبہ توبہ کتنی زبان چلتی ہے اس لڑکی کی۔۔ دیکھ لینا آسیہ یہ تمہاری ناک کٹوائیے گی۔۔!!" زیدہ آپا نے چائیے کا کپ غصے سے چھوٹی سی میز پر کھتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں ہاں جائی یہ جائی یہ میں بذیاباں ہی ٹھیک ہوں۔۔!!" ماہم دو چار اور سناتی اندر جا چکی تھی۔

"بس اب نہیں آتی میں تمہارے گھر۔۔!!" زیدہ آپا ناراض ہو گئی می تھیں۔

Classic Urdu Material

"اے آپا۔۔ یہ نادان ہے اسکو میں پوچھتی ہوں آپ بیٹھ جائیں ناراض نا ہوں۔۔!!
آسیہ بیگم نے بوکھلا کر کہا تھا۔ جبکہ حانم نے مشکل سے اپنی مسکراہٹ کو ضبط کیا تھا۔

"نا بس۔۔ اللہ معاف کرے تمہاری بیٹیوں کو تو میں نے اچھا سمجھا تھا۔۔ دیکھا کیسے زبان چلا کر
گئی ہے یہ ماہم میرے سامنے۔۔"

زیدہ آپا کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ ماہم یوں انکی بیٹیوں کے بارے میں منہ پر بات دے مارے
گی۔

"بیٹھ جائیں آپا۔۔ شادیاں بھی ہو جائیں گی ہماری لیکن اپنے وقت پر۔۔!
حانم نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

دو میں گزر گئیے تھے روحان جبیل نام کا بھوت اسکے دماغ سے ہمیشہ کیلئے مت شکا تھا۔
مارچ کے آخری دن تھے۔ سردی کی شدت میں کافی حد تک کمی آگئی تھی۔
اسکے اور ماہم کے فائی نل پیپر ہونے والے تھے۔

حانم نے اب آکیڈمی جانا بھی بند کر دیا تھا۔ وہ گھر میں ہی تیاری کر رہی تھی۔

وہ اپنا نمبر بھی بند کر چکی تھی۔ جس سے حفصہ اور اس انسان کی اسکی جان چھوٹ گئی
تھی جو اسے میسج کرتا تھا۔

Classic Urdu Material

"ایک بات پوچھوں آسیہ اگر تم برا نا مناؤ۔۔؟؟"

زیدہ آپا اب نا جانے کیا جانا چاہتی تھیں۔

"جی جی آپا پوچھیے۔۔"

"پورے محلے میں باتیں ہو رہی ہیں کہ ہر ہفتے ایک لمبی سی گاڑی تمہارے دروازے پر آکر رکتی ہے۔۔ خیر سے کون ہے وہ۔۔؟ کس کی گاڑی ہے؟؟"

زیدہ آپا کے سوال پر حانم کارنگ پھیکا پڑا تھا۔

"اے آپا وہ گاڑی میرے تایا زاد بھائی کی ہے۔۔ بہت بڑا آدمی ہے۔۔
پہلے باہر رہتا تھا اب پاکستان شفت ہو گیا ہے۔۔ کبھی کبھی خیریت دریافت کرنا آجاتا ہے۔۔!!

آسیہ بیگم نے سنبل کر جواب دیا تھا۔

"اچھا اچھا۔۔"

لیکن پھر بھی لوگ تو باتیں بناتے ہیں ناکہ لمبی گاڑی میں جانے کون آتا ہے انکے گھر۔۔!
بھئی می شریفوں کا محلہ ہے ایسی ویسی بات بنتے دیر نہیں لگتی۔۔!
زیدہ آپا جو کہنا چاہ رہی تھیں آسیہ بیگم اور حانم اچھے سے سمجھ گئیں تھیں۔
زیدہ آپا تو خطرے کی گھنٹی بجا کر جا چکی تھیں جبکہ پیچھے وہ دونوں خاموش ہو گئیں تھیں۔

Classic Urdu Material

حائزہ کو خود یہ سمجھ نہیں آتی تھی کہ حمدان انکل ان پر اتنے احسانات کیوں کر رہے تھے۔
بلکہ تو انہیں خیال نہیں آیا تھا اب اچانک--

سیڑھ حمدان اس گھر میں ہمیشہ حائزہ کی غیر موجودگی میں آئیے تھے۔ وہ اکثر کاج اور آکیڈمی ہوتی تھی جب وہ آتے تھے۔

اور اب جب سے وہ گھر میں تھی صرف انکا ڈرائیور آتا تھا سامان لے کر--
حائزہ کو انہیں دیکھنے کا تجسس تھا لیکن وہ ابھی کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔

شام کو پھر حمدان کا ڈرائیور آیا تھا۔ گاڑی سامان سے بھری ہوئی تھی۔
کھانے پینے کا سامان، سودا سلف، پھل، کپڑے ڈھیروں سامان تھا۔
ڈرائیور کو دیکھ کر حائزہ کا موڈ بگڑا تھا۔

"امی یہ حمدان انکل ہم پر اتنے احسانات کیوں کر رہے ہیں۔۔ پہلے تو انہیں کبھی ہمارا خیال
نہیں آیا۔۔!!

"یہ تو میں خود پوچھنا چاہتی ہوں ان سے۔۔ لیکن وہ آئیں تب نا۔۔!!
آسیہ بیگم بھی بوکھلا سی گئی تھی۔
انہیں محلے والوں کی باتوں سے ڈر لگتا تھا۔

Classic Urdu Material

"سنو بھائی صاحب--!!

آسیہ بیگم نے حمدان کے ڈائیور کو مخاطب کیا تھا جو گاڑی سے سامان نکال کر گھر میں لا کر رکھ رہا تھا۔

"جی بی بی جی--؟؟"

ڈائیور نے ادب سے جواب دیا تھا۔

"حمدان سے کہنا ان سب کی ضرورت نہیں ہے ہم اپنے گھر میں بہت خوش ہیں اور آئی نہ ان سب تکلفات کی زحمت ناکرے--!!

"ٹھیک ہے بی بی جی آپکا پیغام صاحب تک پہنچا دوں گا میں-- وہ پچھلے ایک مہینے سے پرس گئیے ہیں کی اپنی بیٹی سے ملنے-- لیکن مجھے فون پر تلقین کرتے ہیں نا میں یہ سب آپکے گھر وقت پر پہنچاتا رہوں--!!
ڈائیور اپنی ڈیوٹی پوری کر رہا تھا۔

"ٹھیک ہے لیکن اس بار فون آئیے تو اسے کہنا کہ جب واپس آئیے تو مجھ سے لے--!!
آسیہ بیگم نے الجھے ہوئیے لجھے میں کہا تھا۔ ڈائیور سر جھکا کر واپس چلا گیا تھا۔
زیادہ آپا کی باتوں نے آسیہ بیگم کو پریشانی میں ڈال دیا تھا۔

Classic Urdu Material

آرچے نے کچھ دنوں کیلیے اپنے سوشن میڈیا پر جتنے بھی اکاؤنٹس تھے بند کر دیے تھے۔ وہ کچھ دن اس دنیا سے الگ رہنا چاہتا تھا جہاں لوگ اسے جاننے کے تھے۔ اور جاننے کے ساتھ ساتھ اس پر نظر بھی رکھی جا رہی تھی۔

یونیورسٹی سے فارغ ہونے پر وہ حشام کے پاس چلا گیا تھا۔ ملکی اسکے ساتھ تھا۔ وہ دنیا گھومانا چاہتے تھے۔ آرچے نے ملکی کو سختی سے منع کیا تھا کہ وہ سوشن میڈیا پر اسکی تصاویر کو شئی رنا کرے۔

لوگ حیران تھے کہ آرچے کہاں چلا گیا تھا۔ البتہ اکاؤنٹس بند کرنے سے پہلے اس نے اپنے شائی قین کیلیے پیغام چھوڑا تھا کہ وہ جلد واپس آئیے گا۔

اور واقعی جلد ہی واپس آنے والا تھا۔

Classic Urdu Material

مکی، آرچے اور حشام نینوں پیس کے مشہور ریஸٹورینٹ میں بیٹھے تھے۔

وہ وہاں ڈنر کرنے کی غرض سے آئیے تھے۔

"بہت بھوک لگی ہے حشام بھائی ی--"

مکی نے اپنے پیٹ پر ہاتھ لکھتے ہوئے کہا تھا۔

"آڈر کر تو دیا ہے پانچ منٹ انتظار کرو بھوکے انسان--"

جواب آرچے کی طرف سے آیا تھا۔

"میں ایک منٹ میں آیا--"

حشام نے موبائل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ کوئی یہ اہم کال تھی۔

"یہ حشام کے ساتھ لڑکے کون ہیں؟؟"

ماہی نے پاس بیٹھی ایلا سے پوچھا تھا۔

"دوست ہونگے اور کون ہو سکتے ہیں۔"

ایلا نے کھانا کھاتے ہوئے جواب دیا۔

ماہی کب سے اپنے سامنے بیٹھے حشام کو دیکھ رہی تھی۔ آرچے کی اسکی طرف پشت تھی وہ اسے نہیں دیکھ پائی تھی۔ البتہ مکی اور حشام اسے نظر آرہے تھے۔

Classic Urdu Material

یہ اتفاق یا اسکی خوش نصیبی-- کہ حشام اسے آج نظر آگیا تھا۔
ماہی نے اسے تنگ کرنا تو چھوڑ دیا تھا لیکن چاہنا اور دیکھنا نہیں چھوڑا تھا۔

میرے ہمسفر تیری بے رُخی ---- دلِ مبتلاء کی شکست ہے،

اسے کس طرح میں کہوں فتح یہ میری اناہ کی شکست ہے،

تو چلا گیا مجھے چھوڑ کر میں نے پھر بھی تجھکو صدائیں دیں

میرے ہمسفر تو رُکان ہیں-- یہ میری صدا کی شکست ہے،

تجھے لا کے دل میں بیٹھا دیا تجھے راز ہر اک بتا دیا،

تونے پھر بھی کوئی وفانہ کی یہ میری وفا کی شکست ہے،

میں چراغِ کونہ مزاج تھا---- تجھے بجلیوں کی طلب رہی،

مجھے آندھیوں نے بُجھا دیا یہ میری ضیاء کی شکست ہے،

مجھے کوئی تجھ سے گلان ہیں تو ملاتا کب کا بچھڑ گیا،

میرے جرم کی ہے یہی سزا یہ میری سزا کی شکست ہے،

Classic Urdu Material

میری خاموشی کے بیان کو تو سمجھ کر بھی نہ سمجھ سکا،
میرے آنسوؤں کا پیام ہی----- دل بے نواء کی شکست ہے،

غمِ داستانِ حیات کے ----- سبھی تذکرے ہوئے رائیگار،
میرے چارہ گر تیرا یہ ہنر میری ہر دعا کی شکست ہے،

مجھے خاموشیِ حیات میں یوں کبھی نہ کوئی گرا سکا،
تیری خاموشی کی پُکار ہی میری ابتداء کی شکست ہے.....!!!

"دost---؟ حشام کو دیکھ کر لگتا تو نہیں کہ اسے دوست ایلے ہونگے۔۔۔ یہ تو شکل سے ہی
لوفر لگ رہا ہے۔۔!!

ماہی نے قلمہ لگاتے ملکی کو دیکھ کر کہا تھا۔

"یار چھوڑو نا تمیں کیا پرالبم ہے۔۔۔ جو بھی ہوں۔۔!!
ایلانے انکی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا جب اسے اچھو لگا۔۔
کھانے اسکے گلے میں اٹک گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"کیا ہوا ایلا۔۔ پانی پیو۔۔"

ماہی نے اسے پانی کا گلاس تمہمایا تھا۔

"او مائی سے گاؤ۔۔!"

ایلا کامنہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ اسکی نظریں ملی اور آرجے پر جمی تمھیں۔

آرجے نے جیکٹ کی بازوؤں کو فولڈ کیا ہوا تھا اور نظر آتی بازو پر عجیب سا ٹیپو بنا ہوا تھا جس میں آرجے لکھا نظر آ رہا تھا۔

"کیا وہ انسان واقعی آرجے ہے۔۔؟؟"

ایلا ایک دم اچھلی تمھی۔

"کیا ہوا ایلا کہاں جا رہی ہو تم؟؟"

ماہی نے اسے اٹھتے دیکھ کر پوچھا تھا۔ جبکہ ایلا بنا جواب دیے آرجے کی طرف بڑھ گئی میں تمھی۔

"ایکسکیوو می"

آرجے کے پاس جا کر اس نے اسے مخاطب کیا تھا۔

Classic Urdu Material

آواز پر آرجے نے پلٹ کر دیکھا تھا۔

اور ایلا نے مسنے پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کو روکا تھا۔

وہ واقعی آرجے تھا۔

"کیا میں کوئی می خواب دیکھ رہی ہوں؟؟؟"

وہ حیران سی دیکھ رہی تھی۔ جبکہ آرجے کی آنکھوں میں الجھن ابھری۔

"کیا آپ سچ میں میرے سامنے ہیں؟؟؟"

ایلا آرجے کی بہت بڑی مدار تھی۔

"کیا آپ آرجے ہیں؟؟؟"

وہ پرتوش سی پوچھ رہی تھی۔

"نمیں تو--"

آرجے کی آنکھوں میں شرارت ابھری۔

"آپ آرجے ہی ہیں یہ آپکا ٹیٹو۔ یہ میں نے دیکھا ہے آپکی پکھر زمیں۔۔ گٹار کے ساتھ۔۔ آپ

نے اکثر اس ہاتھ میں پکڑا ہوتا ہے۔۔!!"

Classic Urdu Material

ایلا نے شاید اسے کچھ زیادہ ہی فرصت سے دیکھا ہوا تھا۔

وہ مسکرا دیا تھا۔

“آٹو گراف پلینز---”

ایلا نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

”میں آٹو گراف نہیں دیتا۔“

آر جے نے انکار کیا تھا۔

”اوہ سیریسلی---؟؟“

ایلا کو حیرانی ہوئی۔ لوگ تو اپنے ماحون کو دیکھ کر شوخ ہو جاتے ہیں ایک وہ تھا جسے فرق تک نہیں پڑا تھا۔ پرسکون سا بیٹھا تھا۔ شاید اسے یہ چیزیں متاثر نہیں کرتی تھیں۔ یا شاید وہ اپنی اہمیت کو اپنے سے جانتا تھا۔

”سیلفی تو لے سکتی ہوں نا ایک---؟؟“

ایلا نے امید سے پوچھا تھا۔

اور آر جے نے اثبات میں سر ہلا کیا تھا۔

Classic Urdu Material

آرجے کے ساتھ پچھہ بنانے اور کچھ باتیں کرنے کے بعد وہ ماہی کے پاس واپس آئی تھی جو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔

"واپس آنے کا دل تو نہیں کر رہا تھا۔۔۔ مجھے یقین نہیں آرہا میں آرجے سے ملی ہوں۔۔۔"
ایلا کی خوشی دیکھنے لائی ق تھی۔

"تمہارے ہوتے ہوئی سے کوئی می ہمیں دیکھتا بھی نہیں۔۔۔"
ایلا کے جانے کے بعد ملکی نے منہ بنایا تھا۔
ویٹر انکی میز پر کھانا لگا رہا تھا۔

"یہ حشام کہاں رہ گیا؟؟؟"
آرجے بڑبریا تھا۔ جبکہ ملکی اب موبائل پر کسی کا نمبر ملایا تھا جو بند جا رہا تھا۔

"افسوں رہے گا ساری عمر۔۔۔ زندگی میں صرف ایک ایسی لڑکی آئی ہے جسے ملکی حاصل نہیں کرسکا۔۔۔"

جو ملکی سے نج کر نکل گئی می۔۔۔!
ملکی نے حسرت سے موبائل کی سکرین چمکتے نمبر کو تکتے ہوئی سے کہا تھا۔

Classic Urdu Material

"تم کی تھے نا اس لیے-- آر جے ہوتا تو جانے نا دیتا۔ بلکہ وہ خود نہیں جاتی--!!!"
وہ دونوں خباثت کی تمام حدیں پار کرتے ہوئے قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔

دور بیٹھی ایلا ستائیش سے اس ہینڈسم سے لڑکے کو دیکھ رہی تھی جس پر اسے حال ہی میں
کرش ہوا تھا۔

لیکن شاید وہ نہیں جانتی تھی کہ جو انسان باہر سے خوبصورت نظر آتا ہو۔ ضروری نہیں اسکا اندر
بھی اتنا ہی خوبصورت ہو۔!!



"!!! تم کی تھے نا اس لیے-- آر جے ہوتا تو جانے نا دیتا۔ بلکہ وہ خود نہیں جاتی--"
وہ دونوں خباثت کی تمام حدیں پار کرتے ہوئے قہقہہ لگا کر ہنسے تھے۔

دور بیٹھی ایلا ستائیش سے اس ہینڈسم سے لڑکے کو دیکھ رہی تھی جس پر اسے حال ہی میں
کرش ہوا تھا۔

Classic Urdu Material

لیکن شاید وہ نہیں جانتی تھی کہ جو انسان باہر سے خوبصورت نظر آتا ہو۔۔ ضروری نہیں اسکا اندر بھی اتنا ہی خوبصورت ہو۔۔!!

آرجے کی نظر حشام پر پڑی تھی جو انکی طرف بڑھ رہا تھا۔

اسے دیکھ کر وہ دونوں سیدھے ہو کر بیٹھ گئیے تھے۔ حشام کو ایسی باتیں نہیں پسند تھیں اس لیتے خاص طور پر مکی تو ڈرتا تھا اس سے۔۔ اور اسکے سامنے اس طرح کی باتیں کرنے سے گریز کرتا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ لوگ اس ریسٹورینٹ سے باہر نکلے تھے۔

ماہی نے ایک بھی پل ایسا نہیں تھا جب اس نے اپنی نظروں کو حشام کے چہرے سے ہٹایا ہوا۔

اسے جی بھر کر دیکھنے کا موقع ملا تھا اور اس نے اس موقع سے خوب فائدہ اٹھایا تھا۔

”وہ لوگ جا پکھے ہیں ماہی اب ہمیں بھی چلنا چاہیے۔۔!!“

انکے جانے کے بعد ایلانے ماہی کو جھنجھوڑا تھا۔

Classic Urdu Material

"ہاں-- ٹھیک ہے۔ چلو--"

ماہی کسی ٹرنس کے زیر اثر تھی۔

وہ دونوں بھی دروازے کی طرف بڑھ گئی تھیں۔

ایلا آگے چل رہی تھی جبکہ ماہی اسکے پیچھے تھی۔

ایلا دروازے سے باہر نکل چکی تھی۔ جیسے ہی ماہی نے دروازے سے باہر قدم بڑھائیے ایک

زور دار وزنی چیز اسکے سر سے ٹکرائی تھی۔

ماہی کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

درد کی شدت نے اسے کراہنے پر مجبور کیا تھا۔

وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔

آنکھوں کے آگے اندر ہیرا چھا گیا تھا۔ نیچے گرنے سے پہلے اس نے تھوڑی سی آنکھیں کھولی

تمھیں اور اپنے سامنے ایک اونچے لمبے لڑکے کو کھڑا پایا تھا۔

جو حیرانگی سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔

اسکے بعد ماہی کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا تھا۔ !!

Classic Urdu Material

حائف آج صح سے ہی دعائیں مانگ رہی تھی۔ اسکا بی ایس سی کاریزٹ آنے والا تھا۔

"آج تو ہانوآپی کا اعمال نامہ کھلنے والا ہے۔۔۔ اللہ خیر کرے۔۔۔!
جواد اسے پریشان دیکھ کر مزید پریشان کر رہا تھا۔

"دعا کرو میرے لیے۔۔۔!!"
حائف کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔

"نہیں کروں گا۔۔ آپ کونسا مجھے آرچے کا شو دیکھنے دیتی ہیں۔۔۔؟؟"
جواد نے منہ بنایا۔

"اچھا دعا کرو نا۔۔ اگر میرے مارکس اچھے آئے تو ضرور دیکھنے دونگی۔۔۔!!
حائف نے جیسے منت کی۔

"پکا پرامس۔۔"
وہ ٹلنے والا نہیں تھا۔

"پرامس نہیں کرتے جواد۔۔"

Classic Urdu Material

"ٹھیک ہے پھر-- ایک دو کتابوں میں ہاؤ آپی پکا اڑے گی--!!
وہ ایک دم ہی نجومی بن گیا تھا۔

"منہ بند کرو اپنا--!!
حanim کو غصہ آیا۔

"تو پھر وعدہ کریں کہ آرچے کا شو ہمارے ساتھ دیکھا کر دینگی آپ-- اور اگر نہیں دیکھنا تو ہمیں
دیکھنے دینگی--!!"

جواد نے ایک ہاتھ میں ریبوٹ پکڑا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اسکے سامنے پھیلایا۔

"آرچے گیا بھاڑ میں-- تم نے مجھے بد دعا دی-- ایک تھڑہ کلاس سنگر کیلے مجھے بد دعا
دی--!!

حanim کا صدمے سے برا حال تھا۔

"تھڑہ کلاس نہیں ہے وہ-- آرچے ایک برازڈ ہے--!!
حanim نے حیرت سے اپنے سامنے کھڑے تیرہ چودہ سالا جواد کو دیکھا تھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا
کہ وہ آرچے کو اتنا پسند کرتا تھا۔

Classic Urdu Material

"اب اس گھر میں یا تو آر جے رہے گا یا ہانی--!!"
حائف اپنا غصہ ضبط کرتی کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

"اووہ ہاؤ آپ آپ کتنی بے وقوف ہیں-- آر جے کو کوئی یہ نہیں نکال سکتا۔ آپ اس موسم
میں کہاں جائیں گی--!!
جواد سمجھداری سے سر پیٹ کر رہ گیا تھا۔

ماہی کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ہاسپیٹ کے بیڈ پر پایا تھا۔
وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی لیکن سر پر لگنے والی چوٹ کی وجہ سے اچانک چکر سا آگیا تھا۔

"لیئی رہو ماہی-- تم ٹھیک ہو--؟؟"
ایلا جو پاس ہی بیٹھی نیوز پیپر پڑھ رہی تھی ماہی کو اٹھتا دیکھ کر اسکی طرف لپکی۔

"یہ مجھے کیا ہوا ہے؟؟"
ماہی نے اپنے سر پر ہاتھ لکھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں تمہارے سر پر چوٹ لگ گئی تھی-- لیکن اب تم ٹھیک ہو--!!"

Classic Urdu Material

"چوٹ کیسے؟ ہم تو ریسٹورینٹ سے باہر نکل رہے تھے نا۔۔ وہاں

"اتنا مت سوچو ماہی۔۔ سب ٹھیک ہے۔ میں ڈاکٹر سے بات کر کے آتی ہوں انہوں نے کہا
تمحاکہ ہوش میں آتے ہی تمہیں ڈسپارچ کر دیا جائیے گا۔۔!!
ایلا اسکا ہاتھ تمہی پتھرا تھا بہر نکل گئی تھی۔ جبکہ ماہی نا سمجھی سے اسے باہر جاتا دیکھ رہی
تھی۔

"ہیلو مسٹر جورڈن۔۔!!"

ایلا نے ہاسپیٹل کی راہداری میں رکھی کرسی پر بیٹھے جورڈن کو پکارا۔
جورڈن ہی وہ شخص تھا جسکی وجہ سے ماہی کو چوٹ آئی تھی۔
ناجانے اس نے اپنے بیگ ایسا کیا ڈال رکھا جسکے لگنے کی وجہ سے ماہی کا سر پھٹ گیا تھا۔
وہ اپنی ہی دھن میں بیگ کو گھماتے ہوئی ریسٹورینٹ کے اندر داخل ہو رہا تھا جب باہر
نکلتی ماہی کے سر سے وہ بھاری وزنی بیگ ٹکر گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"کیا انہیں ہوش آگیا ہے؟؟"

ایلا کے بلا نے پر وہ اسکی طرف لپکا۔

"ہاں ماہی کو ہوش آگیا ہے۔۔ لیکن اگر اسے کچھ ہو جاتا تو میں تمیں ہرگز ناچھوڑتی۔۔!!

ایلا نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"تواب میں جا سکتا ہوں؟؟"

جورڈن نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"جب تک وہ ڈسچارج نہیں ہو جاتی تم کہیں نہیں جا سکتے۔۔ اور ابھی تمیں ماہی سے معدالت کرنی چاہیتے۔۔!!

"وات۔۔؟؟"

وہ حیران ہوا۔

"جی بالکل۔۔ یا میں پولیس کو کال کروں؟؟"

ایلا اس وقت کافی سنجیرہ تھی۔

وہ اس حالت میں تمہاری وجہ سے ہے۔۔ ناجانے تم نے اس منہوس بیگ میں کیا ڈالا ہوا

Classic Urdu Material

ہے--!!

ایلا نے اسکے بیگ کی طرف اشارہ کیا جو جورڈن نے کندھے پر ڈال رکھا تھا۔

جورڈن برا پھنسا تھا وہ پولیس سے نہیں ڈرتا تھا لیکن ریسلوئرنٹ کے باہر بے ہوش ہوتی ماہی اور اسکے سر سے نکلتے خون کو دیکھ کر وہ ایک دم گھبرا گیا تھا۔

"ٹھیک ہے میں اس سے بات کر لیتا ہوں-- بل میں نے ادا کر دیا ہے--!!
وہ ایلا سے کہتا کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

حanim بہت خوش تھی اسکے ساتھ ساتھ وہ بہت ادا سمجھی تھی۔
خوش اس لیے تھی کہ وہ بہت اچھے گریدز کے ساتھ پاس ہوئی تھی۔ البتہ ادا ہونے کی وجہ کافی سنجیدہ تھی۔

وہ یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ آگے کیا کرے گی؟؟؟

"کیا ہو گیا ہے ہانی اب کیوں پریشان ہو؟؟؟"
ماہم نے اسے گم سم دیکھا تو پوچھا۔

Classic Urdu Material

"پریشان نہیں ہوں سوچ رہی ہوں کہ اب کیا کروں گی؟؟ ماسٹر زکرنا چاہتی ہوں لیکن یونیورسٹی کی فلیں کہاں سے لاؤں گی--!! حanim نے ایک گھرہ سانس لیا تھا۔

"فکر نا کرو کچھ نا کچھ ہو ہی جائیے گا ویلے بھی تمہارے اتنے اچھے مارکس ہیں سکالر شپ مل جائیے گا--!! ماہم نے امید دلائی تھی۔

"ماہم مرغی بات سن-- حمدان انکل آئیے ہیں باہر--!! جواد کمرے میں جھانکتا اور ماہم کو ناپسندیدہ ترین نام سے پکارتا غائب ہو چکا تھا۔

"یہ مجھ سے مار کھائیے گا--!! ماہم کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ جبکہ حanim کو جواد کی بات پر بنسی آگئی تھی البتہ وہ حیران تھی کہ حمدان انکل--

وہ اسکی موجودگی میں پہلی دفعہ گھر آئیے تھے۔ وہ دونوں ڈوپٹہ اچھے سے سر پر لیتی باہر نکلیں تھیں۔

Classic Urdu Material

جور ڈن بڑ بڑا تما کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اسے انتہا کا غصہ آیا ہوا تھا حالانکہ غلطی بھی اسی کی تھی۔

جیسے ہی اسکی نظر سامنے بیڈ پر موجود ماہی پر پڑی تھی وہ ٹھیک سا گیا تھا۔
وہ لرکی معصوم بھی تھی اور پیاری بھی--

"جب کسی مہ جبیں سے بات ہوئی
موسم گل کی پہلی رات ہوئی

کون کرتا ہے عشق دانستہ
اتفاقاً یہ واردات ہوئی

قول دیں اور اُسے وفانہ کریں
جانِ من یہ بھی کوئی بات ہوئی

اُف، وہ سادہ سی بے زبان نظر
جو میری قیمتِ حیات ہوئی

Classic Urdu Material

دل سے خوشبو تو آرہی ہے عدم
کیا خبر کس نگر میں رات ہوئی ""

آنکھیں بند کیے بیڈ سے ٹیک لگائیے وہ مسکرا رہی تھی۔

اسکے سر پر پٹی بندھی تھی۔ جورڈن کو اچھی طرح یاد تھا اسکا کافی زیادہ خون بہہ گیا تھا۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا بات کرے--؟

جورڈن نے ایک دفعہ تو سوچا تھا کہ وہ واپس چلا جائیے۔ ناجانے کیوں پھر اسکے دل نے خواہش کی تھی کہ بیڈ پر لیٹا وہ وجود ایک بار آنکھیں کھول کر اسے دیکھے--!!

وہ خاصا بدذوق قسم کا انسان تھا۔ اسے خوبصورتی اور معصومیت کا نہیں پتا تھا۔ لیکن اس وقت وہ رکا ہوا تھا۔ ناجانے کیوں--!!

ماہی نے کمرے میں کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے آنکھیں کھولی تھیں اور پھر سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اسکے چہرے پر واضح لجھن ابھری تھی۔

"ہیلو-- میں جورڈن ہوں--!!

جورڈن نے اسکے آنکھیں کھولنے پر سٹپٹا کر کر کہا تھا۔

تحمودا غور کرنے پر ماہی کو یاد آگیا تھا کہ جب وہ بے ہوش ہوئی می تھی اس نے اسی شخص کو

Classic Urdu Material

دیکھا تھا۔

"سوری میری وجہ سے آپکو سر پر--
جورڈن کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے معافی مانے گے۔

"جی-- انہیں جناب کی بدولت تم اس وقت یہاں موجود ہو--!!
ایلا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تھا۔

"اس نے اپنا بھاری وزنی بیگ تمہارے سر پر مارا تھا--!!
ایلا کی بات پر ماہی نے حیرانگی سے جورڈن کے کندھے پر لٹکے بیگ کو دیکھا تھا۔
جبکہ جورڈن کا دل کر رہا تھا کہ اب وہ اسی بیگ سے ایلا کا سرچھاڑ دے۔ لیکن اسے دیر ہو
رہی تھی اسے جلد اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچنا تھا۔

"اُس او کے مسٹر جورڈن-- ہو جاتا ہے--!!
ماہی نے رحم دلی سے کہا تھا۔ وہ دونوں حیران ہوئے تھے۔

جورڈن کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اسے معاف کر دے گی-- اگر نا بھی کرتی تو وہ اسکا کچھ بگاڑ
نہیں سکتی تھی--
لیکن وہ سچ میں حیران ہوا تھا۔ ماہی کے چہرے پر شفیق سی مسکراہست تھی۔

Classic Urdu Material

کمرے میں ڈاکٹر داخل ہوا تھا۔ وہ اب ماہی کا چیک اپ کر رہا تھا۔ ایلا غصے سے بربڑا رہی تھی۔ جور ڈن کو جب اپنا آپ وہاں اضافی لگا تو وہ خاموشی سے وہاں سے نکل آیا تھا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

اسے اپھے سے یاد تھا کہ اس وقت اپنی تھنی اسکا انتظار کر رہا ہو گا۔!!

"ماشاء اللہ تمہاری بیٹیاں بہت پیاری ہیں آسی۔!!

حمدان نے اپنے سامنے میز پر چائے رکھتی حانم کو دیکھ کر کہا تھا۔

"اتنی زبردست کامیابی پر بہت بہت مبارک ہو بیٹا"

انہوں نے حانم کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ حانم کا ایک دم شفقت کا احساس ہوا تھا۔

"میں بھی ماہین سے مل کر آیا ہوں ابھی کچھ دن پہلے۔ بنس ٹور تھا۔ معذرت کرتا ہوں

اتنے دنوں سے خیریت پوچھنے نہیں آیا۔!!

وہ چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

حانم کو حیرت ہوئی تھی کہ اتنا بڑا آدمی کیسے عام لوگوں کی طرح انکے گھر میں موجود تھا اور تو اور اوپر سے معذرت کر رہا تھا۔

Classic Urdu Material

گرے رنگ کی پینٹ پر سفید شرٹ اور گرے ہی کوٹ پہنے وہ شخص انتہا کی شاندار شخصیت کا مالک تھا۔

عمر پچاس کے قریب تھی لیکن وہ چالیس پینتالیں سے زیادہ کا نہیں لگتا تھا۔

”کیسی ہے آپکی بیٹی۔۔ چھوٹی ہوگی نا وہ تو۔۔؟ کیونکہ میری شادی کے بعد ہی آپکی شادی ہوئی تھی نا۔۔“

آسیہ بیگم اب بسیں بائیں پہلے کی طرح اسے تم نہیں بلا پارہی تھی۔
وہ اب کافی رعب دار شخصیت کا مالک بن گیا تھا۔

انکی بات سن کر ایک پل کیلیے سیٹھ حمدان کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا تھا۔

”ہاں وہ ٹھیک ہے۔۔!!

وہ ہنس دیے تھے۔۔ ٹوٹی پھوٹی سی ہنسی۔

وہ ناکردا جرم کی سزا آج تک بھگت رہے تھے۔

”انکل آپکی بیٹی پیس میں پڑھتی ہے۔۔!!“

ماہم نے اشتیاق سے پوچھا تھا۔

Classic Urdu Material

"جی---"

حمدان صاحب نے جواب دیا تھا۔

"پھر تو بہت پیاری ہوگی--!!"

ماہم بڑبڑائی تھی۔ اسے ماہین حمدان کو دیکھنے کا تجسس ہو رہا تھا۔

"وہ تو ابھی بہت چھوٹی ہوگی نا۔ آپ نے اکیلے اتنی دور بھیج دیا؟؟"

بالآخر آسیہ بیگم نے وہ سوال پوچھ ہی لیا تھا جس سے حمدان صاحب بچنا چاہ رہے تھے۔

"جی نہیں۔۔۔ ماشاء اللہ تئی یہ سال کی ہونے والی ہے میری بیٹی۔۔۔!!"

حمدان صاحب نے مری مری سی آواز میں جواب دیا تھا جسے سن کر آسیہ بیگم کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔

ٹائیگر باکسنگ کلب تماش بینوں سے بھرا پڑا تھا۔

"جوڑن۔۔۔ جوڑن۔۔۔"

ہر طرف سے جوڑن کے نعرے لگ رہے تھے۔

Classic Urdu Material

"سنو جورڈن--- تم نے ہارنا ہے اس بار--"

اگر تم جونی سے ہار گئیے تو ہم بہت سا پیسہ کما سکتے ہیں--!!
اپنھنی اسکے پاس کھڑا اسکے کانوں میں جیسے منتر پھونک رہا تھا۔

"سن رہے ہو نا تم--؟؟؟"

اپنھنی نے اسے متوجہ ناپاکر دوبارہ کہا۔

"سن رہا ہوں---"

جورڈن کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔

"ریلیکس رہو--- بس تم نے ہارنا ہے--!!

وہ اسے حکم دیتا ایک سائی یڈ پر چلا گیا تھا۔

اور اب جورڈن ہٹے کلے جونی کے سامنے کھڑا تھا۔

جیسے ہی سیئی کی آواز گونجی جونی اسکی طرف لپکا تھا۔

وہ اب بری طرح ایک دوسرے پر وار کر رہے تھے۔

جورڈن سرخ جبکہ جونی ہیلے رنگ کی وردی میں ملبوس تھا۔

Classic Urdu Material

جورڈن نے ایک زوردار گھونسا جوںی کے منہ پر مارا تھا۔

جوںی پیچھے کی جانب لڑکھ رہا۔

ہر طرف سے جورڈن کی صدائیں گونج اٹھی تھیں۔ وہاں اسکے چاہنے شائی قین کی بہت بڑی تعداد موجود تھیں۔

اپنی تھنی نے جورڈن کو اشارہ کیا تھا۔ اور جورڈن نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔

اب جوںی اسے بری طرح پیٹ رہا تھا جبکہ جورڈن صرف مارنے کا تکلف کر رہا تھا۔
جورڈن پر پیسہ لگانے والے لوگ ایک دم بجھ سے گئیے تھے۔

جوںی نے ایک زور دار مکا جورڈن کے منہ پر مارا تھا۔

جورڈن کے منہ سے خون نکل آیا تھا۔ جیسے ہی جورڈن کی نظر اپنے خون پر پڑی اسکی آنکھوں میں ریسٹوریٹ کے باہر نیچے گرتی ماہی کا سراپا گھوم گیا جسکے سر سے خون بہہ رہا تھا۔

جورڈن کا دماغ ایک دم گھوما تھا۔ وہ کسی خونخوار جانور کی طرح جوںی کی طرف بڑھا تھا۔

"جورڈن نو۔۔ نو جورڈن۔۔"

اپنی تھنی جورڈن کے بد لے ہوئیے تیور دیکھ کر آہستہ سے بڑبڑا یا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اب جوںی

Classic Urdu Material

کی خیر نہیں تھی۔

وہ ہارنے کے ساتھ ساتھ اپنی ہڈیاں بھی تڑوانے والے تھا۔
انھی سرپیٹ کر رہ گیا تھا۔

"یہ موبائل کس کیلیے ہے--؟؟"

حanim بالکل نیا اور منگے والا سمارٹ فون دیکھ کر حیران رہ گئی تھی جو پیک تھا اور حمدان کا
ڈائیور بہت سا سامان دے کر گیا تھا۔ جس میں وہ موبائل بھی تھا۔

"یہ تمہارا گفت ہے-- تمہارے اچھے گریدز کا--

ماہم نے بتایا تھا جبکہ حanim تو حیرت زدہ سی اس پیک موبائل کو دیکھ رہی تھی جسکی اسے بہت
ضرورت تھی۔

لیکن اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے رکھنا چاہیے تھا یا نہیں--؟؟"

"آسی نے مجھے اپنے گھر آنے سے منع کیا کر دیا ہے ماہی بیٹا۔"

اس نے کہا ہے کہ غریب لوگوں کے پاس عزت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ اور میرے انکے

Classic Urdu Material

گھر آنا جانا اسکے محلے والوں کو نہیں پسند--!!
وہ دلبرداشتہ سے کہہ رہے تھے۔

"وہ کون ہوتے ہیں ناپسند کرنے والے-- وہ آپکی کمزون کا گھر ہے جب چاہیں جا سکتے
ہیں--"

ماہی کو حقیقتاً غصہ آیا تھا۔ وہ اپنے باپ کے حالات و واقعات سے اپھے سے واقف تھی۔

"وہ کہہ رہی تھی کہ ایک بیوہ جسکی دو جوان بیٹیاں ہوں اسکے گھر میرے یوں آنے جانے سے
اسکی مشکلات میں مزید اضافہ ہوگا--!!

"تو بابا آپ انہیں اپنے گھر لے آئیں--!!

"وہ نہیں آئیے گی-- کیسے لے کر آؤں؟؟"
وہ شکستہ دل کے ساتھ پوچھ رہے تھے۔

"بابا آپ ان سے ایسا رشتہ بنائیں جس سے دنیا کا منہ بند ہو جائیے اور لوگ آپکے اور انکے
خلاف کوئی می بات ناکر سکیں--!!
ماہی کی بات پر سییٹھ حمدان بری طرح چونکے تھے۔

Classic Urdu Material



!! تو بابا آپ انہیں اپنے گھر لے آئیں ۔۔

"وہ نہیں آئیے گی ۔۔ کیسے لے کر آؤں؟؟"

وہ شکستہ دل کے ساتھ پوچھ رہے تھے۔

"بابا آپ ان سے ایسا رشتہ بنائیں جس سے دنیا کا منہ بند ہو جائیے اور لوگ آپکے اور انکے خلاف کوئی می بات نا کر سکیں ۔۔ !!

ماہی کی بات پر سییٹھ حمدان بری طرح چونکے تھے۔

"اوکے بابا مجھے کام ہے ۔۔ میں کچھ دیر بعد کال کرتی ہوں آپکو ۔۔ !!"

ماہی فون بند کر چکی تھی مگر وہ سییٹھ حمدان صاحب کو گھری سوچ میں ڈال گئی تھی۔

"اماں یہ ممنگا موبائل ہے میں کیسے رکھ سکتی ہوں ۔۔ !!
وہ آسیہ بیگم کے پاس کھڑی تھی۔

Classic Urdu Material

"خود ہی تو کہہ رہی تھی کہ تمہیں بہت ضرورت پڑتی ہے--"

"ہاں ضرورت ہے لیکن انہیں کس نے بتایا۔۔؟؟"

hanum کو اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔ وہ ایک خود دار لڑکی تھی۔۔ پہلے ہی حمدان صاحب انکے لیئے بہت کچھ کر رہے تھے اور اب اوپر سے۔۔ وہ الجھ کر رہ گئی تھی۔۔

"میں نے تو نہیں بتایا۔۔ انہوں نے اپنی مرضی سے بھیجا ہے۔۔ نہیں رکھنا تو ٹھیک ہے واپس کر دے گے۔۔!!

آسیہ بیگم نے صاف بات کی۔

"امی انکل کو برا گے گا۔۔ انہوں نے اتنے پیار سے تحفہ دیا ہے۔۔ اور ہانی تمہیں اچھی طرح سے پتا ہے کہ تحائف واپس کرنا اچھی بات نہیں ہے۔۔!!
ماہم نے سمجھداری کی بات کی تھی۔

"ویلے اگر تم نے نہیں رکھنا تو مجھے دے دو۔۔!!
ماہم نے شرارت سے کہا تھا جبکہ hanum اسے گھورتی اندر چلی گئی تھی۔

Classic Urdu Material

”انکل اتنا مہنگا گفت دینے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔؟؟“
وہ حمدان صاحب کا نمبر ملائیے اب ان سے بات کر رہی تھی۔

”کیوں بیٹا پسند نہیں آیا آپکو؟؟“
انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔

”نہیں انکل۔۔۔ ایسی بات نہیں ہے لیکن۔۔۔

”لیکن کیا بیٹا۔۔۔ کل کو آپ یونیورسٹی جائیں گی آپکو بہت ضرورت پڑنے والی ہے۔۔۔!!
یونیورسٹی کا نام سن کر حامم کے دل میں حسرت ابھری تھی۔ اب وہ کیا کہتی کہ وہ لوگ اتنا
کچھ افورد نہیں کرسکتے تھے۔

”انکل۔۔۔ پتا نہیں یونیورسٹی جانا بھی ہے یا نہیں اور اگر قسمت لے کر گئی تب لے لیتی
نا۔۔۔

Classic Urdu Material

"کیوں-- قسمت کی بات کیوں-- کیا آپ مزید تعلیم جاری نہیں رکھنا چاہتیں؟؟" وہ بہت شائی سٹگل سے پوچھ رہے تھے۔

"ایسی بات نہیں ہے انکل-- حanim سے کوئی جواب نہیں بن رہا تھا۔ اسے شرمندگی سی محسوس ہو رہی تھی۔

"اچھا آپ ایسا کریں کہ جس یونیورسٹی میں دل چاہے اپلائیے کر دیں باقی میں خود دیکھ لونگا--!!

حمدان صاحب کی بات نے اسے سن کر دیا تھا۔

"لیکن انکل---

"جانتا ہوں کہ آپ بہت خود دار بھی ہیں میں کوئی احسان نہیں کر رہا۔۔۔ یہ ایک قرض ہو گا جب آپ اس قابل ہو جائیں امداد دینا۔۔۔ !!

حanim کی آنکھوں میں نبی سی پھسلی تھی۔ شاید اسکی دعائیں سن لی گئی می تھیں۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا جواب دے۔ اچانک ہی جیسے بہت مضبوط سہارا اللہ نے انکے لیئے بنا دیا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ مزید کچھ باتیں کرنے کے بعد فون بند کر چکی تھی۔ اسکی خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی۔۔۔
خانم کو لوگ رہا تھا جیسے اسکے خواب اسکے بہت قریب ہیں۔۔۔ وہ ہاتھ بڑھائیے گی اور انکی تعصیر
پالے گی۔

لیکن شاید وہ یہ بھول گئی تھی کہ خوابوں کی تعصیر کبھی کبھی الٹی بھی نکل آتی ہے۔۔۔
یہ خواب انسان کو کامیابی کی بلندیوں پر لے جانے کی بجائیے ایسے اندریروں میں پھینک
دیتے ہیں جہاں انسان ساری عمر تیپتا اور سکلتا رہتا ہے لیکن ان اندریروں سے نکل
سکتا۔۔۔

اور تاریخ گواہ ہے عورت کو خواب دیکھنے کی ہر زمانے میں ایک بہت بھاری قیمت چکانی پڑی
ہے۔۔۔!!

"University of Punjab,Lahore" میں دعا کر رہی ہوں مہرو کہ میرا پنجاب یونیورسٹی (

میں داخلہ ہو جائیے۔۔۔ تاکہ میں انکل پر زیادہ بوجھ نا بنوں۔۔۔" مہرو اس سے ملنے گھر آئی تھی دونوں نے ایک ساتھ ایم ایس سی کیلئے تین چار یونیورسٹیوں میں اپلائیے کیا تھا۔

Classic Urdu Material

"تم جہاں ایڈیشن لوگی میں تمہارے ساتھ رہوں گی ہانی۔۔ فکر نا کرو۔۔!!
مرو نے اسے دلاسہ دیا تھا۔

مجھے اچھی لگتی ہے بس دعا کرو میں وہاں چلی جائیں۔۔ PU "وہ تو میں جانتی ہوں لیکن
بہت بڑی ہے میں نے سرچ کیا تھا نیٹ پر۔۔
اتنی بڑی ہے کہ انسان وہاں جا کر گم ہو جائے۔۔!!
وہ ناجانے کس احساس کے تحت کھوئی کھوئی سے لجے میں کہہ رہی ہے۔

"کیا اول فول بول رہی ہوں ہانی۔۔ ہزار دفعہ کہا ہے کہ ایسی باتیں نا کیا کرو۔۔!!
آسیہ بیگم نے سخت سے لجے میں کہا تھا۔

"بس آنئی یہ ایلے ہی کرتی ہے۔۔ میرا حوصلہ ہے جو میں اسے جھیلتی ہوں۔۔!!
مرو نے شہزادت سے کہا تھا۔

"بس بس۔۔ اب مل جاؤ دونوں۔۔ ساری غلطی میری ہی ہے۔۔!!
وہ ایک دم ناراض ہو گئی تھی۔ جبکہ مرو اسکے منہ بنانے پر ہنس دی تھی۔

Classic Urdu Material

وہ پلے گراونڈ باسکٹ بال کی پرپلکس کر رہا تھا جب موبائل پر آنے والی کال نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"کون ہے یہ ربیش تنگ کیے جا رہا ہے--!!
آرجے نے بڑھاتے ہوئے غصے سے موبائل جیب سے نکالا اور سکرین پر ابھرنے والا نام دیکھ کر زبان دانتوں تک دبایی۔

"ہائیے بڑے ڈیڈ کیسے ہیں آپ؟؟؟"
وہ ضیاء جبیل کو بڑے ڈیڈ کہہ کر پکارتا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں تم سناؤ کیسے ہو؟؟؟"

"میں ایک دم فٹ ہوں--- کیسے یاد کیا آپ نے؟؟؟"
آرجے حیران تھا۔

"تمہارا بی بی اے کمل ہو گیا ہے نا۔۔۔؟؟؟"
"جی--- ہو گیا مکمل---"

Classic Urdu Material

"تو تم لندن پلے جاؤ-- یا پھر امریکہ-- یا حشام کے پاس-- میں چاہتا ہوں تم ایم بی اے کرو اور پر بنس میں میرا ساتھ دو-- تم حشام کو تو اپھے سے جانتے ہو اسے بنس میں دلچسپی نہیں-- وہ تمہارے بابا کی طرح گدی پر بیٹھے گا سیاست کرے گا اور لوگوں کی خدمت کرے گا-- !!!

انہوں نے صاف صاف اپنی بات مکمل کی تھی۔

آرجے کے چہرے پر واضح ناگواری پھیلی تھی۔

"بڑے ڈیڈ آپ مجھے اپھے سے جانتے ہیں میں وہی کام کرتا ہوں جو میرا دل چاہے--- اور میں اپنی یونیورسٹی کو چھوڑ کر ابھی تو نہیں جانے والا۔ البتہ اگر کچھ ماہ میں میرا مود بدل گیا تو آپکو بتا دوں گا-- !!"

"لیکن تمہیں اب--

"ڈیڈ میر مجھ ہے میں بعد میں بات کرتا ہوں--"
وہ انکی بات سننے بنا فون بند کر چکا تھا۔

Classic Urdu Material

"کیا مصیبت ہے یار کیوں پچھے پڑ گئیے ہیں میرے-- جینے کیوں نہیں دیتے--!!
آرجے نے بڑھاتے ہوئے موبائل آف کیا تھا۔

"دیکھو آسیہ میں تم سے بہت ضروری بات کرنے آئی ہوں میری بات کو دھیان سے
سننا--"

زیدہ آپ آج پھر انکے گھر حاضر تھیں۔
حanim کو کچھ غیر معمولی سامنے محسوس ہو رہا تھا۔

"یہ پھر آگئی می لوگوں کی براہیاں کرنے---!!
ماہم نے ناگواری سے کہا تھا۔

"مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا--!!
حanim کا دل ناجانے کیوں ڈر رہا تھا۔

"جی جی-- آپا بولیں--!!
آسیہ بیگم نے متوجہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔

Classic Urdu Material

"اے شکر ادا کرو آسیہ میں تمہاری بیٹی یعنی اپنی ہانی کیلیے رشته لائی ہوں--!!
حanim تو انکی بات سن کر دھک سے رہ گئی تھی۔

"رشته-- لیکن میں نے تو آپ سے نہیں کہا تھا--"

آسیہ بیگم حیران تھیں۔

"اسی لیے تو کہہ رہی ہوں کہ شکر ادا کرو-- گھر بیٹھے ہی اللہ نے تمہاری سن لی-- شاید اللہ کو
یتیم بچی پر ترس آگیا۔ اس لیے خود ہی رستہ آسان کر دیا۔!!
زیدہ آپا کی بات سن کر حanim کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔
یتیمی اور غربت انکے لیے گالی بن کر رہ گئی تھی۔

"لگتا ہے یہ اس دن والی عزت بھول گئی ہیں آج دوبارہ کرنی پڑے گی۔!!
ماہم نے رسالہ ایک طرف رکھا اور بیڈ سے نیچے اتر جوتے پہنچتے ہوئے کہا تھا۔

"میں کچھ سمجھی نہیں آپا۔ کس کا رشتہ--؟؟

"طارق کو جانتی ہونا۔ یہ جو دوسری گلی میں رہتا۔ اسکا رشتہ لائی ہوں۔ اسکے گھر والے
دلوں جان سے قبول کرنے کو تیار ہیں اپنی بچی کو۔!!

Classic Urdu Material

"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ آپ---؟؟ وہ طارق محلے کا سب سے بذام لڑکا ہے۔۔ آپ اسکے لیے میری ہانی کا رشتہ---؟؟

آسیہ بیگم تو دنگ رہ گئی تھی۔ جبکہ طارق کا نام سن کر حانم کا دماغ گھوما تھا۔ وہ ایک انتہائی گھٹیا قسم کا لڑکا تھا۔ وہ جب بھی کاج اور آکیڈمی جاتی تھی اکثر چوک پر کھڑا ملتا تھا۔

پان چباتا۔۔ سرخ دانت۔۔ حانم کو اسے دیکھ کر گھن آتی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر منہ چھپا لیتی تھی۔

"اڑے کیا ہو گیا۔۔ دیکھا بھلا لڑکا ہے۔۔ اور ویلے بھی کون لیتا ہے آج کل غریب اور یتیم کی بیٹی کا رشتہ۔۔ وہ تو بھلا ہواں طارق کا جو اس نے خود رشتے کی بات کی ہے۔۔"

"کتنے پیسے دیے ہیں اس لفنگے نے آپکو۔۔ جو آپ یہاں اس کا رشتہ لینے آگئی۔۔ شکل دیکھی ہے اس نے اپنی۔۔ میرا بس چلے نا جوتی ماروں اسکے منہ پر۔۔!! ماہم زیدہ آپ کے سامنے آ کر ایک دم پھٹ پڑی تھی۔

Classic Urdu Material

"زبان سنبھال کر بات کرو لڑکی--- اپنی اوقات دیکھی ہے تم لوگوں نے-- گھر آئی می رحمت کو ٹھکرا رہے ہو-- !!

زیدہ آپا نے بھڑک کر کہا تھا۔

"ہم لوگ اپنی اوقات اپھے سے جانتے ہیں-- اوقات تو آپ دکھانے آئی می ہیں اپنی-- چار پیسے لے کر دین ایمان بیچ کر ایک گھٹلیا لڑکے کو نیک اور شریف بنارہی ہیں-- !!
ماہم کا غصہ ساتویں آسمان کو چھو رہا تھا۔
ایسا ہی کچھ حال حانم کا بھی لیکن وہ شاکڈ تھی۔

"ماہم تم چپ کرو-- اور اندر جاؤ--
دیکھیں زیدہ آپا مجھے ابھی شادی نہیں کرنی اپنی بیٹیوں کی-- اور نا ہی مجھے یہ رشتہ قبول ہے--
جب کرنا ہوگا میں آپکو بتا دوں گی-- !!
آسیہ بیگم کی بات سن کر حانم کی روح تک سکون اتر گیا تھا۔

"اے شادی نا سی منگنی تو کرلو-- سہارا ہوگا ایک-- ویلے بھی اکیلی لڑکیوں کا یوں باہر آنا جانا اچھا نہیں ہوتا-- !!

انہوں نے حانم کے کالج اور شام کو اکیدمی جانے پر طعنہ مارا تھا۔

Classic Urdu Material

"آپ اٹھیں اور نکلیں ابھی ہمارے گھر سے -- ہمیں کوئی ملنی شنگنی نہیں کرنی--"
ماہم نے آگے بڑھ کر باہر کا دروازہ کھولا تھا۔

زیدہ آپا کا منہ اس عزت افزائی پر غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

"اچھا نہیں کیا تم نے آسیے-- بہت برا کیا--!!
وہ آسیہ بیگم سے کہہ رہی تھیں۔

"اپنے گھر جا کر سوچیے گا اچھا کیا یا برا-- بس ہمارے گھر سے جائیں--!!
ماہم کے کہنے پر وہ ان سب کو اور خاص طور پر حانم کو، جو ابھی کمرے سے باہر نکلی تھی،
گھورتی جا چکی تھیں۔

"پتا نہیں کیسے کیسے لوگ ہیں منہ اٹھا کر آجاتے ہیں--!!
دروازہ بند کر کے ماہم بربڑاتی واپس کمرے میں چلی گئی تھی۔ جبکہ حانم نے آسیہ بیگم
کو گردی سوچ میں ڈوبا دیکھ کر ایک ٹھنڈی آہ بھری تھی۔

Classic Urdu Material

"یا اللہ پاک رحم کر ہم پر اپنا--!!
وہ نم آنکھوں سے دعا کر رہی تھی۔

"یار آر جے آج کل مجھے عجیب سی بے چینی ہو رہی ہے--

ملکی آر جے کے پاس بیٹھا کہہ رہا تھا۔

کسی نئی ملکی پر دل آگیا ہے کیا؟؟"

آر جے نے سگریٹ سلگاتے ہوئے پوچھا۔

"نبیں-- ایک پرانی ہے-- بس دل کرتا ہے وہ مل جائے کہیں سے-- اسے حاصل

کرنے کی طلب بڑھ سی گئی می ہے--!!

اور آر جے نے ملکی کی بات پر قتنقہ لگایا تھا۔

Classic Urdu Material

"تم پاگل ہو گئیے ہو مکی-- ایک مڈل کلاس لرکی-- جو بقول تمہارے جاہل سی ہے اسکے
لیے مر رہے ہو--!!
آرجے نے اسکا مذاق اڑایا۔

"یار جاہل تو واقعی ہے اس لیے تو کبھی ملنے نہیں آئی می مجھ سے اور عرصہ ہو گیا کبھی بات
نہیں کی-- لیکن پھر بھی دلکش بہت ہے--!!
مکی نے اسکی تصویر کو ذہن میں لاتے ہوئیے کہا جو اس نے اپنی کمزون کے موبائل میں
دیکھی تھی۔

"اگر اتنی دلکش ہے تو جاؤ نا-- گھر کا پتہ ڈھونڈو اور اٹھا کر لے آؤ اسے--!!
آرجے نے پھر قہقهہ لگایا تھا۔

"کچھ ایسا ہی کرنا پڑے گا--!!
مکی خباشت سے ہنسا تھا۔

Classic Urdu Material

"یار ویلے میرا تو اس لڑکی سے کوئی می رشتہ نہیں تم تو بڑے دل والے ہو۔۔ بھاگھی کو چھوڑ
دیا نکاح کر کے--!!

لکی نے ایک آنکھ دباتے ہوئے کہا تھا۔

"ویلے ماننا پڑے گا یار۔۔ موبائل تو اسکے پاس بُٹنُوں والا تھا اور غرور توبہ توبہ--
وہ خالص جاہلانہ قسم کے انداز میں بولا تھا۔۔ بالکل لکی والا انداز--!!
آرجے کو اپھے سے یاد تھا کہ حانم کے پاس اسماڑ فون نہیں تھا۔
اسکی بات سن کر لکی کا چھت پھاڑ قمکھ گونجا تھا۔

"اوکے یار۔۔ ٹاپک چینچ کرو۔۔ دماغ نا خراب کرو۔۔!!

"یہ کس کی # جستجو رکھتی ہے # الجھنوں میں مجھے

وہ کون ہے؟ جو مجھے مل نہیں رہا مجھ میں!"'"

ایک پل کے اندر وہ واپس آرجے بن گیا تھا۔۔ جسے کسی چیز سے نا فرق پڑتا تھا اور نا کسی چیز
سے دلچسپی تھی۔ لیکن ناجانے کیوں حانم کے ذکر پر اسے عجیب سی بے چینی ہوئی تھی۔
اور لکی کو کبھی کبھی حیرت ہوتی تھی کہ آرجے ام حانم کا مذاق کیسے اڑا لیتا تھا اسکے ساتھ مل

Classic Urdu Material

کر--

حالانکہ اس نے کبھی کسی لڑکی کو موضوع گفتگو نہیں بنایا تھا۔

آرچے نے سگریٹ کا ایک گہرہ کش لے کر دھواں فضا میں اچھالا تھا۔

جبکہ ملکی نے موبائل نکال کر دوبارہ سے وہ نمبر ملا�ا تھا جو اس نے کچھ عرصہ پہلے پرس کے ریسٹورینٹ میں ملا�ا تھا جو بند جا رہا تھا۔

لیکن خلاف معمول اس وقت اس نمبر پر بیل جاری تھی۔

زیدہ آپا کی باتوں نے حanim کو پریشانی میں ڈال دیا تھا۔

ناجانے کیوں اسکا دل ڈر رہا تھا۔ ابھی بھی وہ نماز پڑھ کر دعا مانگ کر اٹھی تھی جبکہ موبائل پر ہونے والی بپ نے اسے متوجہ کیا تھا۔

جب وہ نماز پڑھ رہی تھی تب فون بھی آیا تھا لیکن اس نے غور نہیں کیا۔

"ابھی تک ناراض ہو جان۔؟؟"

نمبر اور میسج دیکھ کر حanim کو چہرہ سرخ ہوا تھا۔

ابھی کل ہی اس نے اس موبائل میں اپنی پرانی سم ڈالی تھی۔ اسے کچھ نمبروں کی ضرورت

Classic Urdu Material

تمھی جو اس نے نئی میں کاپی کیئی تھے۔

اور آج اسے پھر سیچ آگیا تھا۔

حانم کا دل مزید برا ہوا تھا۔ اس سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ ایسا کیا کرے جس سے وہ شخص اسکی جان چھوڑ دے۔

"خدا سے ڈرو ابن آدم-- خدا سے ڈرو--!!

کانپتے ہاتھوں اور نم آنکھوں سے حانم نے سیچ ٹائپ کر کے سینڈ کر دیا تھا اور پھر موبائل بند کرنے کے بعد وہ ایک بار پھر سے رو دی تمھی۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتی تمھی کہ اسکے یہ الفاظ دوسری جانب موجود شخص کو اندر تک جھنجھوڑ گئے تھے۔

حمدان صاحب کا فون آیا تھا۔ ناجانے اس بار آسیہ بیگم خود پر ضبط نہیں رکھ پائی تھیں اور انہوں نے روتے ہوئے طارق کے متعلق سب کچھ حمدان کو بتا دیا تھا۔

وہ اکیلی عورت تمک گئی تھی حالات کا مقابلہ کر کر کے--

طارق نے دھمکی دی تھی کہ شادی تو وہ حانم سے ہی کرے گا۔ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔

Classic Urdu Material

آسیہ بیگم کو روتا دیکھ کر سیپھ حمدان کا پارہ ہائی ہوا تھا۔

انکا دل کر رہا تھا کہ وہ ابھی اس لڑکے کو شوٹ کر دیں۔

"آسیہ روئیں نہیں اور میری بات غور سے سنو۔ جب تک میں ہوں ناکوئی تھی تم لوگوں کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"آپ کب تک ساتھ دے نگے ہمارا۔؟ اس بات کا بھی لوگ غلط مطلب نکال رہے ہیں۔!!
آسیہ بیگم نے دکھی لجے میں کہا تھا۔

"میں ہمیشہ ساتھ دوں گا۔ بس تم ایسا کرو کہ مجھے ساتھ دینے کا حق دے دو۔
مجھ سے نکاح کرو آسی۔ نکاح کرو۔!!

جس بات کو کرنے کیلیے وہ اتنے دونوں سے الفاظ ڈھونڈ رہے تھے۔ اور بات کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ آج ایک ہی پل میں کہہ گئیے تھے۔

آسیہ بیگم کو لگا تھا کہ انہوں نے کچھ غلط سنا ہو۔

وہ حیرت سے منہ کھولے موبائل کو دیکھ رہی تھیں جس سے حمدان کی آواز ابھر رہی تھی۔!!



Classic Urdu Material

میں ہمیشہ ساتھ دوں گا۔۔ بس تم ایسا کرو کہ مجھے ساتھ دینے کا حق دے دو۔۔

!! مجھ سے نکاح کرو آسی۔۔ نکاح کرو۔۔

جس بات کو کرنے کیلیے وہ اتنے دونوں سے الفاظ ڈھونڈ رہے تھے۔ اور بات کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ آج ایک ہی پل میں کہہ گئیے تھے۔

آسیہ بیگم کو لگا تھا کہ انہوں نے کچھ غلط سنا ہو۔۔

!! وہ حیرت سے منہ کھولے موبائل کو دیکھ رہی تھیں جس سے حمدان کی آواز ابھر رہی تھی۔۔

"آپکا دماغ خراب ہو گیا ہے حمدان شرم نہیں آتی ایسی بات کرتے ہوئے۔۔؟؟؟"

آسیہ بیگم بھڑک اٹھی تھی۔

آسیہ کا بھڑکنا بھی بجا تھا
اپنے آفس میں بیٹھے حمدان نے پریشانی سے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"میری بات سنو آسیہ۔۔ یہ وقت بحث کرنے کا نہیں ہے۔۔!!

حمدان نے اسے سمجھانا چاہا۔

"مجھے آپکی کوئی می بات نہیں سننی۔۔ آپ نے یہ سوچا بھی کیسے؟؟"

آسیہ روپا نسی ہو گئی می تھی۔

Classic Urdu Material

وہ جانتی تھی ہمارا معاشرہ کس قدر منافق ہے اسے وہ تمام اسلامی واقعات یاد ائے جب متعدد بار بیوہ سے نکاح معزز لوگوں نے کیے تھے جیسا کہ

"غزوہ موتہ سے واپسی کا منظر ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجاہدین کی واپسی کی خبریں سُن رہی ہیں۔ اپنے پیارے شوہر حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی راہ میں آنکھیں بچھائے بیٹھی ہیں، اپنے بچوں کو بھی تیار کر لیا ہے، دُور سے آہٹ کی آواز سنائی دیتی ہے لیکن جب یہ دیکھتی ہیں کہ یہ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہیں بلکہ نبی پاک محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات مبارک ہے، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اندازے ہی سے سمجھ جاتی ہیں کہ ان کی زندگی کے ہم سفر، ہجرت کے ساتھی اور پیارے شوہر حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے بچھڑ چکے ہیں۔ یہی معاملہ ہمارے معاشرے میں ہوتا تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پوری زندگی بچوں کے ساتھ تنہا حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا۔

لیکن وہ نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے تربیت یافتہ صحابہ کرام کا وسیع القلبی والا دور تھا۔ ایک مسلمان بیوہ کو کیسے ان

Classic Urdu Material

حالات و جذبات کے دھکے کہانے کے لئے اکیلا چھوڑ دیا جاتا؟

یارِ غار، غیر انبیاء میں سب سے زیادہ افضل شخص یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اپنی زوجیت میں لے لیا اور بچوں کو باپ جیسی گھنی شفقت اور محبت میسر آگئی، اللہ نے انہیں ایک بیٹا بھی عطا فرمادیا۔

پھر کچھ عرصہ بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہانے غسل دلوایا۔

دو دفعہ بیوہ ہونا ہمارے تنگ نظر معاشرے کے لئے تو انہوں نی بات ہے کہ وہ غیرت مندرجہ ان باتوں سے ناواقف تھے، مسلمان عورت کو فوراً معاشرتی دھارے کی زندگی میں ہم آہنگ کر لیا جاتا تھا تاکہ اسے تن تہا نفسياتی اور جذباتی جنگ نہ لڑنی پڑ جائے۔

اس دفعہ آگے بڑھنے والے غیرت کے پیکر کوئی اور نہیں، بلکہ شیر خدا، ابو تراب، فاتحِ خیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی بھی تھے لیکن آپ نے صرف بھتیجوں کی کفالت ہی نہیں کی بلکہ فرزندِ ابو بکر کو بھی اسی محبت سے پالا جیسے اپنے بھتیجوں کو پالا۔

Classic Urdu Material

یہ کیسا معاشرہ تھا جو ایسی عورت کے حقوق کا بھی محافظت ہایہ سُن کے رشک آتا ہے۔ ہم صحابہ کرام کے دور میں پیدا ہونے کی خواہش بھی کرتے ہیں، ان جیسا بننا بھی چاہتے ہیں، لیکن جب نفس پر زد آئے تو خاموشی کی چادر اوڑھ لیتے ہیں۔
بیوہ اور اس کے بچوں کو تحفظ دینا ایسا اس معاشرے میں رچا بسا کام تھا کہ اس کے لئے کوئی تقریر کرنے، کوئی مہم چلانے، کوئی حکمتِ عملی بنانے کی ضرورت نہیں تھی۔

اور ہمارا معاشرہ اور ہمارے رویے - - - - ؟؟؟
ایک اور پاکیزہ صحابیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثال سامنے رکھنا چاہوں گا۔

پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت خوبصورت تھیں اور اس جوڑے کی محبت عرب میں ایک مثال بن گئی تھی۔

حضرت عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن محبت میں آ کر ان سے عہد کروالیا کہ اگر میں آپ کی زندگی میں وفات پا گیا تو آپ دوسرا نکاح نہیں کریں گے۔

پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ عرصہ بعد شہید ہو گئے لیکن اس معاشرے میں بیوہ خاتون کو تنہا چھوڑنے کی مثال محیر العقل

Classic Urdu Material

تھی، اس لئے بڑوں کے سمجھانے پر آپ نکاح ثانی کے لئے راضی ہو گئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے چچا زاد بھائی بھی تھے انہوں نے حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے نکاح میں لے لیا۔

کچھ عرصہ بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہو گئے۔

عدت پوری ہونے کے بعد عشرہ مبشرہ صحابی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور اب حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے نکاح میں آگئیں۔ کچھ عرصہ بعد حضرت زبیر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جامِ شہادت نوش کیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں عرب میں مشہور ہو گیا تھا کہ جسے شہادت کی تمنا ہو وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر لے۔ اسی مناسبت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شہداء کی زوجہ کہا جاتا تھا

اس عظیم مثال کا اپنے معاشرے سے مقابلہ کریں!۔

اللہ اللہ ... کیسا کھلے دل والا معاشرہ تھا اور ہم اور ہمارا معاشرہ کیساتنگ نظر اور گھٹن کا شکار معاشرہ ہے، ایسا معاشرہ جہاں بیوہ کو تن تھا حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے، جن مشکلات و مصائب

Classic Urdu Material

کے پہاڑ، مردوں کی نظروں اور دوسری عورتوں کے طعنوں کے ساتھ
یہ خواتین زندگی گزارتی ہیں معاشرہ ان سے جینے کا حق سلب کر لیتا ہے
وہ یہ تمام وقوعات سوچ کر افسردہ سی خاموش اختیار کر گئی تھی۔"
"جسے حمدان نے اچھی طرح بھانپ کر بات بدی اور مخاطب ہوئے؟"

"اچھا یہ سب چھوڑو میری ہانی بیٹی سے بات کرواؤ مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔!!
حمدان نے بات بدلتے ہوئے کہا وہ چاہتا تھا کہ آسیہ اس بات کا فیصلہ سوچ سمجھ کر
کرے کس کے دباؤ میں آکر نہیں۔۔

"جی انگل۔۔ اسلام و علیکم! کیسے ہیں آپ؟؟"
آسیہ بیگم نے فون حانم کو پکڑا دیا تھا۔

"و علیکم و اسلام۔۔ بیٹا آپ نے لست چیک کی؟؟
فرست لست میں آپ کا نام آچکا ہے۔۔ اب یہ بتائیں کہ واقعی آپ پنجاب یونیورسٹی میں ایڈسیشن
لینا چاہتی ہیں؟؟"
وہ سنجیدہ سے پوچھ رہے تھے۔

Classic Urdu Material

جبکہ حانم تو دنگ رہ گئی می تھی اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ واقعی میرٹ پر پورا اتری ہے۔
لتنے ہی پل وہ خوشی سے کچھ بول نہیں پائی می تھی۔

"بولیں ہانی بیٹا۔۔؟؟" "

وہ پوچھ رہے تھے۔

"جی جی۔۔ انگل۔۔ مجھے اسی یونیورسٹی میں پڑھنا ہے اب مجھے کیا کرنا ہو گا؟؟" "
وہ پوچھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں بس آپ نے کل تیار رہنا ہے بارہ بجے کے قریب میں لینے آونگا پھر آپ کے ایڈیشن
کیلیے چلیں گے۔۔!!"

وہ اپنی بات مکمل کر کے فون بند کر چکے تھے۔

جبکہ حانم کا دل خوشی سے اڑ رہا تھا۔ وہ ایک دم جیسے سارے دکھ بھول گئی تھی۔

Classic Urdu Material

"تم سے میں نے کتنا بار کہا تھا کہ ہارنا ہے ہارنا ہے جور دن-- تمیں بات سمجھ کیوں نہیں آتی ہے--؟؟"

اپنئتھی سر پر ہاتھ رکھے افسوس سے بیٹھے جور دن سے کہہ رہا تھا۔

"ہر وقت سر پر خون کیوں سوار رہتا ہے تمہارے--؟؟
اپھے بھلے ٹھیک جا رہے تھے-- اچانک تمیں ہوا کیا تھا؟؟"

"مجھے نہیں پتا اپنئتھی--- مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ مجھے ہوا کیا تھا-- اچانک وہ ہاسپٹل والی لڑکی---

وہ کہتا کہتا اچانک چپ ہو گیا تھا۔

"لڑکی-- کونسی لڑکی--؟؟ دیکھو جور دن اگر کسی لڑکی کا چکر ہے تو ابھی ختم کر دو-- یہ لڑکیاں مردؤں کو کمزور بنادیتی ہیں--!!
اپنئتھی نے اسے سمجھایا۔

Classic Urdu Material

"کوئی می چکر نہیں ہے-- مجھے خود سمجھ نہیں آ رہا کچھ--!!
وہ چیخنا تھا۔

اس سے پہلے اپنی تھنی کچھ کہتا جوڑن کے موبائل پر آنے والی کال نے اسے متوجہ کیا تھا۔

"ہیلو مسٹر جوڑن-- کہاں ہیں آپ؟ آپ کی مدد کی حالت بہت نازک ہے-- انکا آپریشن
کرنے پڑا گا اگر آپ کچھ دیر تک پیسے لے کر ناپہنچے تو ہم آپریشن نہیں کریں گے-- اور انکا پچنا
مشکل ہو جائیے گا--!!

ڈاکٹر کی بات سن کر جوڑن کے چہرے کی ہوا یا اڑگئی تھی۔

"آپ آپریشن کی تیاری کریں ڈاکٹر میں بس پہنچ رہا ہوں--!!
وہ ایک دم کھڑا ہوا تھا۔

"مجھے پیسے چاہیئی اپنی تھنی-- مام کا آپریشن ہے اور لازمی ہے--!!
پیسوں کا ذکر سن کر اپنی تھنی نے منہ بنایا تھا۔

"جو کام تم نے کیا ہے نا اسکے بعد ایک پیسہ نہیں بنتا تمara--"

Classic Urdu Material

"مجھے پیسے چاہیے اپنیتھنی-- کہا نا دوبارہ ایسا نہیں ہوگا-- تم جیسے کھو گے میں ویلے ہی کروں گا-- !!

وہ اتنی زور سے چلا یا تھا کہ اپنیتھنی ڈر کر پیچھے ہوا تھا۔ وہ جور ڈن کے غصے سے اپھے سے واقف تھا۔

"اگ-- کتنے پیسے-- ??--!
اپنیتھنی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"جتنے بھی میں سب دے دو--!!
وہ پریشان سا کہہ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اپنیتھنی نے پیسوں کا بیگ اسکے سامنے رکھا تھا۔

"شام کو فائیٹ ہے--- جو تمیں ہر حال میں جیتنی ہے-- سمجھ گئیے ناتم-- ??"
اپنیتھنی نے کہا تھا۔

"ہاں---!!
جور ڈن اثبات میں سر ہلاتا پیسے لے کر باہر نکل گیا تھا۔

Classic Urdu Material

آسیہ بیگم کو اس رات نیند نہیں آئی تھی۔ حمدان اور طارق کی باتوں نے اسکا سکون ختم کر دیا تھا۔

وہ ساری رات جاگتی رہی تھی۔
کبھی حانم کو چہرہ دیکھتی تو کبھی طارق کا خیال اسے جھنجھوڑ دیتا۔

"میری ہانی اس طارق کیلئے نہیں بنی۔"
وہ خود سے کہہ رہی تھیں۔

"اور حمدان اس نے ایسا سوچا بھی کیسے۔۔ وہ شادی شدہ ہے۔۔ ایک بیٹی کا باپ ہے۔۔ پھر اسکے ذہن میں یہ خیال کیسے آیا؟؟"

حمدان کی باتیں اسے سلگنے پر مجبور کر رہی تھیں۔
ساری رات سوچتے سوچتے گزر گئی لیکن وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پائی تھیں۔

"ہمیں یہ محلہ چھوڑ کر چلے جانا چاہیے۔۔ لیکن جائیں کماں؟؟
سوال اسے الجھا رہے تھے۔

جب وہ کسی فیصلے پر نہیں پہنچ پائی تو خدا کے حضور کھڑی ہو گئی۔

Classic Urdu Material

"یا اللہ ہماری مدد فرماء۔۔ ہمارا اس دنیا میں تیرے سوا کوئی می بھی نہیں۔۔ ہم پر رحم کر مالک۔۔!!

وہ ناجانے کتنی دیر دعا مانگتی رہی تھیں۔۔

اللہ کے حضور رونے اور گڑگڑانے سے اسکا دل ہلکا ہو گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اللہ انکی مدد ضرور کرے گا۔ بیشک وہ سننے اور جاننے والا ہے۔!!

"جورڈن بیٹا تم آگئیے۔۔ آگئیے میرے نچے۔۔!!"

مارتھا نے تھوڑی سی آنکھیں کھول کر جورڈن کو دیکھا تھا جو اسکا ہاتھ تھامے پاس بیٹھا تھا۔

"مام آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔ میں پیسے لے آیا ہوں۔۔ آپ کا آپریشن ہو گا اور پھر آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔!!

جورڈن نے نم آنکھیں سے کہا تھا اور اپنی ماں ہاتھ ہونٹوں سے لگایا تھا۔

"نہیں۔۔ میں اب اور نہیں جی سکتی۔۔

Classic Urdu Material

"مام ایسی باتیں مت کریں۔۔ آپکو جینا ہے۔۔ ہمارے لیے۔۔ میرے لیے۔۔ اپنے جورڈن کیلیے۔۔!!

وہ رو دیا تھا۔

"میری بات دھیان سے سنو۔۔

مارتھا نے اپنی ٹوٹی سانسوں کے ساتھ کہا تھا۔

"تمہارا ڈیڈ۔۔

"مت نام لیں اس شخص کا مام۔۔ مجھے نفرت ہے ان سے۔۔!!
جورڈن نے انکی بات کائی تھی۔ اسکے اندر اپنے باپ کے ذکر پر اذیت سی پھیل گئی تھی۔

"نبیں بیٹا۔۔ وہ تم سے بہت پیار کرتا تھا۔۔

اور مجھ سے بھی۔۔

Classic Urdu Material

"اگر وہ پیار کرتے وہ چھوڑنا جاتے مام--"

جورڈن کی آنکھوں سے ایک آنسو پھسل کر مارٹھا کے ہاتھ پر گرا تھا جسے اس نے اپنے ہاتھوں میں تھام رکھا تھا۔

"وہ مجبور تھا میرے بچے-- مجبور تھا--"

تم میرے بعد اسکے پاس چلے جانا۔ دیکھنا وہ تمہیں اپنا لے گا۔"

"نمیں میں نمیں جاؤں گا۔ مام آپکو میرے لیے جینا ہے۔ اگر آپکو کچھ ہوا نا تو میں اس شخص کو نمیں چھوڑوں گا۔!!

جورڈن کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

"تم ایسا کچھ نمیں کرو گے جورڈن۔ تم خوش رہو گے۔!!
مارٹھا نے اسے نصیحت کی تھی۔

"آپریشن کا ٹائم ہو چکا ہے مسٹر جورڈن۔ ہمیں انہیں لے جانا ہو گا۔!!
ڈاکٹر نے کہا تھا۔

جورڈن نے آگے بڑھ کر اپنی ماں کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

مارٹھا نے ایک شفیق سی مسکراہٹ لیے اسے دیکھا تھا اور پھر ڈاکٹر زا سے آپریشن تھیسیر میں لے

Classic Urdu Material

گئیے تھے۔

وہ نم آنکھوں سے اپنی کل کائی نات کو جاتے دیکھ رہا تھا۔

اسکے جانے کے بعد جو رُدن کو یاد آیا تھا کہ اسکی فائیٹ تھی جو اسے کسی بھی قیمت پر جیتنی تھی۔

وہ آنکھوں کو صاف کرتے باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"ہاؤ آپی انکل آگئیے ہیں باہر۔۔ جلدی آجائو۔۔!!

جواد نے خبر دی۔

حانم تیار تھی۔ اس نے چادر اٹھا کر اچھی طرح سے اوڑھا تھا۔

"دھیان رکھنا اپنا۔۔ اور جب ایڈیشن ہو جائیے تو فون کر دینا۔۔!!

آسیہ بیگم نے اسے تنبیہ کی تھی۔

"ٹھیک ہے امی۔۔"

حانم نے فائیل اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔

Classic Urdu Material

حمدان صاحب اندر نہیں آئیے تھے۔ وہ باہر ہی گاڑی میں بیٹھے رہے تھے۔

وہ دعا مانگتی گھر سے باہر نکلی تھی۔

خانم نے دکان کے باہر کھڑے طارق کو دیکھا تھا جو اسے گھور گھور کر دیکھا تھا۔
وہ اسے نظر انداز کرتی گاڑی میں بیٹھ گئی می جسے حمدان صاحب ایک سینکڑ بھی ضائع کیے بنا
آگے بڑھا دیا تھا۔

”بی جان اس گدھے کو فون کر کے سمجھا دیں کہ وہ اب سنجیدہ ہو جائیے اپنے مستقبل کو
لے کر۔۔۔“

سید جبیل بی جان سے کہہ رہا تھا اور تعریف آرجے کی ہو رہی تھی۔

جبیل صاحب آرجے کو ہمیشہ گدھا ہی کہتے تھے۔ اسکی حرکتیں ہی ایسی تھیں۔

”شاہ نے فون کیا تھا اسے-- وہ کہہ رہا ہے کہ یونیورسٹی نہیں چھوڑنا چاہتا۔۔!!

Classic Urdu Material

بی جان نے بتایا کیونکہ کچھ دن پہلے ضیا، جبیل نے اسے فون کیا تھا جو بات سننے کو راضی نہیں تھا۔

"اللہ کو اس گدھے کو عقل دے--!!
وہ پریشان ہوئیے تھے۔

"بھائی میں جان آپ پریشان نا ہوں ابھی بچہ ہے سمجھ جائیے گا--!!
بی جان نے تسلی دی تھی۔

"بچہ نہیں ہے وہ-- باپ ہے سب کا-- لیکن عقل تو اس میں گدھے جتنی بھی نہیں
ہے--!!

وہ بڑھاتے باہر نکل گئیے تھے۔ جبکہ بی جان سوچ رہی تھیں کہ ایسا کیا کیا جائیے
جس سے آرجے جو عقل آجائیے۔

"آپ خوش ہیں نا ہانی بیٹا۔۔؟؟"
حمدان صاحب نے خاموش بیٹھی حانم سے پوچھا تھا۔

Classic Urdu Material

"جی انکل بہت-- میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ میں اس یونیورسٹی میں پڑھ پاؤ نگی--!!
اسکا ایڈیشن ہوچکا تھا۔ وہ اب واپس آرہے تھے۔

حانم کے ڈیپارٹمنٹ والے سیٹھ حمدان صاحب کو اپھے سے جانتے تھے۔
انہیں زیادہ دیر نہیں لگی تھی۔ جلدی ہی اسکا ایڈیشن ہو گیا تھا۔

"کوئی می بات نہیں اب دل لگا کر پڑھنا اور کچھ بن کر دکھانا--!!
وہ اسکا حوصلہ بڑھا رہے تھے۔

"اب میرا گھر دیکھنا چاہو گی یا آپکو آپ کے گھر چھوڑ دوں؟؟!
انکل پھر کبھی دیکھ لونگی-- آپ مجھے گھر چھوڑ دیں امی انتظار کر رہی ہو گی--!!
حانم نے جواب دیا تھا۔

"آپکی وائی ف کیسی ہیں انکل--؟؟"
اچانک حانم نے سوال کیا تھا۔

"وہ نہیں ہے--!!
انکی بات سن کر حانم چونکی تھی۔

Classic Urdu Material

"جب ماہین پیدا ہوئی می تھی وہ تب ہی مجھے چھوڑ گئی می تھی--!!
وہ افسردوں سے کہہ رہے تھے۔
حائف کو افسوس ہو رہا تھا۔

"میں آسی سے شادی کرنا چاہتا ہوں--!!
انکی بات پر حائف کارخ موڑ انہیں دیکھا تھا۔

"کیا آپ مذاق کر رہے ہیں؟؟؟"
حائف کو حیرت ہوئی می۔

"ہرگز نہیں--
وہ سمجھیدہ تھے۔

"میں چاہتا ہوں کہ اسکی ساری محرومیوں کا ازالہ کروں-- ساری زندگی اس نے پریشانیوں میں
گزاری ہے-- اگر آپ لوگ میرے ساتھ ہونگے تو محلے کا تو کیا دنیا کا کوئی می انسان آپ
لوگوں کو تنگ نہیں کر پائیے گا--!!

Classic Urdu Material

حاجم کو انکی بات سمجھ آرہی تھی۔

"لیکن انکل امی؟؟"

"اس نے انکار کر دیا۔۔ وہ نہیں کرنا چاہتی۔۔ اسے زمانے کا ڈر ہے۔۔!!
وہ سنجیدہ سے کہہ رہے تھے۔۔

حاجم اچھی طرح جانتی تھی کہ اسکی ماں نے ساری زندگی دکھوں میں گمراہی تھی۔ وہ خود دل سے
چاہتی تھی کہ اسکی ماں اب خوش رہے اپنی زندگی کو جیئے۔۔

"اگر آسی مان گئی اپ لوگوں کو کوئی ای اعتراض تو نہیں ہو گانا۔۔؟؟"
وہ اب حاجم سے پوچھ رہے تھے۔۔

"نہیں انکل۔۔ ہمیں کوئی ای اعتراض نہیں ہو گا۔۔ میں خود چاہتی ہوں کہ وہ خوش رہیں۔۔!!
وہ مسکرائی تھی۔۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔۔!!

گاڑی میں ایک گھری خاموشی چھاگئی تھی۔۔

"میں نے بچپن سے آسی کو چاہا ہے۔۔ میں باہر پڑھنے گیا تمہاتکہ اسے اچھا مستقبل دے
سکوں۔۔

Classic Urdu Material

لیکن شاید وہ میری قسمت میں نہیں تھی---"

وہ غور سے انکی بات سن رہی تھی۔

"جب آسی کی شادی ہوئی می اس سے پہلے ہی میری شادی ہو گئی تھی۔ میں آیا ضرور تھا

لیکن بہت پریشان تھا۔ اپنی چاہت کو کسی اور کا ہوتے دیکھنا بہت تکلیف دہ تھا۔

لیکن میں اسے دھوکا نہیں دے سکتا تھا۔

وہ کسی اور کی ہو گئی تھی اور میں چپ چاپ دیکھتا رہا پھر واپس چلا گیا۔

"انکل آپکی واٹی ف کون تھی-- مطلب کیسے شادی ہوئی می تھی؟؟

"وہ ایک پاکستانی لڑکی تھی--- یہاں کی ایک کمپنی میں کام کرتی تھی۔ کمپنی والوں نے اسے

امریکہ بھیج دیا تھا۔ اور اسے وہاں جا کر پتا چلا تھا کہ اسکے ساتھ دھوکہ ہوا ہے--

وہ رات وہ ہوٹل سے بھاگ گئی تھی اور اتفاقاً میری گاڑی سے ٹکرائی تھی۔

انسانیت کے ناطے مجھے اسے تحفظ دینا پڑا۔

میں نے اس سے شادی کلی اور یوں آسی مجھ سے بچھڑ گئی تھی---!!

حanim کو انکی کہانی سن کر حقیقتاً دکھ ہوا تھا۔

Classic Urdu Material

"اتنا تو کبھی ابو نے بھی امی کو نہیں چاہا ہوگا جتنا حمدان انکل چاہتے ہیں-- اللہ انکی خواہش پوری کرے-- آمین۔

حanim نے صدق دل سے دعا کی تھی۔

کچھ دیر بعد حمدان انکل نے اسے گھر کے سامنے اتلا رکھا۔ وہ اندر نہیں آئیے تھے۔

"کوئی می بھی مسئی لہ ہو مجھے فون کر دینا میں خود دیکھ لونگا-- !!

حanim انکا اشارہ سمجھ چکی تھی۔

"اور میں آپکے لیے دعا کروں گی انکل کہ وہ آپکے اور امی کیلیے بہتر کریں-- !!

وہ مسکرا کر آمین کہتے واپس جا چکے تھے۔

اور حanim گھر اسنس لے کر گھر کے اندر داخل ہوئی تھی۔

آج کی یہ لڑائی جور ڈن کو ہر قیمت پر جیتنی تھی۔

اسے اپنے مقابل شخص میں اپنا باپ نظر آرہا تھا جس سے وہ انتہا کی نفرت کرتا تھا۔

وہ لوگ بڑی طرح سے ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔

Classic Urdu Material

بالآخر وہ جیت گیا تھا۔

زخموں سے چور وہ باقی پیسے لے کر ہاسپٹل کی طرف بھاگا تھا۔

وہ اپنی ماں کو ہر حال میں بچانا چاہتا تھا۔

لیکن شاید قسمت کی دیوی اس سے ناراض ہو گئی تھی اور موت کی دیوی نے مار تھا کو اپنا بنالیا۔

"ہم معذرت کرتے ہیں مسٹر جو رڈن۔۔ ہم آپکی مدر کو نہیں بچا سکے۔۔!"

ڈاکٹر کے الفاظ اس پر کسی بم کی طرح گرے تھے۔

وہ اتنی زور سے چلایا تھا کہ پورا ہاسپٹل سام سا گیا تھا۔

"آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتی مام۔۔ آپ نہیں جا سکتی۔۔!"

وہ ہاسپٹل کی راہداری میں فرش پر بیٹھ کر اتنا رویا تھا کہ لوگوں کو اس پر ترس آنا شروع ہو گیا تھا۔

"آپکی وجہ سے میری ماں مری ہے مسٹر جوبیل۔۔ میں آپکو نہیں چھوڑوں گا۔۔!"

وہ تصور میں اپنے باپ سے مخاطب ہوا تھا۔

آپریشن تھیسر میں وہ اپنی ماں کی مردہ جسم سے لپٹ لپٹ کر رویا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ جسمانی طور پر انتہائی طاقتور شخص ذہنی طور پر بہت کمزور ثابت ہوا تھا۔
وہ غش کھا کر گر گیا تھا۔ اسے اپنے جسمانی زخموں کی پرواہ نہیں تھی۔ جو زخم اسکی روح پر لگا
تھا وہ گھرا تھا۔۔۔ وہ نہیں بھرنے والا تھا۔

اپنئتھنی اسکے پیچھے آیا تھا اور پھر اسے یوں ٹوٹا پھوٹا دیکھ کر رو دیا تھا۔
کتنے گھنٹوں بعد اسے ہوش آیا تھا۔

مار تھا کو اسکے ہوش آنے پر دفنایا گیا تھا۔ وہ دوبارہ نہیں رویا تھا۔ اپنئتھنی کو اس پر پتھر کا گمان
ہوا تھا۔

وہ خاموش تھا لیکن اسکے اندر کتنا بہت بڑا طوفان پل رہا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔ اسکے جسم کا
روان رُوان جل رہا تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔

"ہبیلو اسلام و علیکم انکل کیسے ہیں آپ؟؟؟"

شاہ جبیل نے اپنے نکمے بیٹے کو فون کیا تھا جسے آرجے نے نہیں اٹھایا تھا۔ اب انہوں نے
لینڈ لائی ن پرفون کیا تھا جسے ملکی نے اٹھایا تھا اور آواز سن کر وہ تمیز سے بات کر رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"و علیکم اسلام-- کہاں ہے وہ گردا، الو کا پسٹھ، دنیا جہان کا نکما شخص--؟؟
وہ غصے سے پوچھ رہے تھے۔

مکی تو انکے اتنے القابات پر عش کر اٹھا تھا۔

"جی انکل آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟؟"
مکی انجان بننا۔

"تمہارے باپ کی--!!

شاہ جبیل نے غصے سے جواب دیا تھا۔

مکی تو یہ جواب سن کر گڑبرڑا گیا تھا۔

"انکل آرچے اس وقت گھر نہیں ہے جیسے ہی وہ آتا ہے میں آپکی بات کروادونگا۔
کوئی می مسیح ہے تو مجھے دے دیں میں اسے بتا دوں گا--!!

وہ اب شرافت سے کہہ رہا تھا۔

"اس گدھے کو کہنا کہ اپنے باپ کا فون اٹھا لے۔ نہیں تو میں لاہور آکر اسکی کلاس
لوں گا۔!!

وہ غصے سے کہتے فون بند کر پکھے تھے۔

Classic Urdu Material

مکی نے اپنا انکا سانس بحال کیا تھا اور پھر خشمگین نگاہوں سے اپنے سامنے صوفے پر براجمن آرجے کو دیکھا تھا جو بہت دلچسپ نظرؤں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ نوڈلز کھانے میں گلن تھا۔

”سن لیا گدھے-- کیا کہہ رہے تھے انکل--!!
مکی نے جل کر کہا۔ کیونکہ آرجے نے اسے فون اٹھانے کو کہا تھا۔

”ہاں سن لیا۔--“

آرجے نے اسکے گدھا کھنے پر مکی کو گھورا۔

”یار میں نہیں انکل کہہ رہے تھے-- قسم سے کیا کمال کے القابات سے نوازتے ہیں وہ تمہیں-- سچی میں فین ہو گیا۔ آرجے کے باپ کو ایسا ہی ہونا چاہیتے--!!
مکی پر حوش سا کہہ رہا تھا۔ آرجے کے گھورنے پر وہ سٹپٹا کر رہ گیا تھا۔ جبکہ آرجے پوری توجہ سے نوڈلز کھا رہا تھا جیسے دنیا میں اس سے اہم اور کوئی کام نہیں۔!!

حanim کو ابھی گھر آئیے کچھ ہی دیر گزری تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔

Classic Urdu Material

"میں دیکھتا ہوں--"

جواد کہتا دروازے کی طرف لپکا تھا۔ اور پھر اسکی چیخ سنائی دی تھی۔

"کہاں وہ تمہاری بہن ہانی۔ آج میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔"

"مجھ سے شادی نہیں کرنی اور امیر لوگوں سے پورے محلے کے سامنے چکر چلاتی ہے۔"

وہ پسٹل ہاتھ میں پکڑے، جواد کو دھکا دے کر دندناتا گھر میں داخل ہوا تھا۔

آسیہ بیگم، ماہم اور حانم طارق کی آواز سن کر سسم گئی تھیں۔!!



کہاں ہے وہ تمہاری بہن ہانی۔ آج میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔

"مجھ سے شادی نہیں کرنی اور امیر لوگوں سے پورے محلے کے سامنے چکر چلاتی ہے۔"

وہ پسٹل ہاتھ میں پکڑے، جواد کو دھکا دے کر دندناتا گھر میں داخل ہوا تھا۔

!!آسیہ بیگم، ماہم اور حانم طارق کی آواز سن کر سسم گئی تھیں۔

"!!یا اللہ خیر۔"

آسیہ بیگم کے منہ سے نکلا تھا۔

Classic Urdu Material

"تم یہ میں اندر رکو۔۔ باہر مت دیکھنا میں دیکھتی ہوں اسے۔۔"

آسیہ بیگم حanim کو تاکید کرتی باہر نکلی تھیں۔ وہ خود بہت بڑی طرح سے گھبرائی ہوئی تھیں۔

طارق باہر صحن میں کھڑا تھا۔ آسیہ بیگم کو دیکھ کر جواد انکی طرف لپکا تھا۔ وہ بڑی طرح سے ڈرا ہوا تھا۔

"کیا لینے آئیے ہو تم یہاں۔۔؟؟؟"

انہوں نے بہت جمع کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہانی کدھر ہے۔۔ باہر نکالو اسے۔۔ ایسے بے حیا اور بدکردار لڑکیوں کی اس محلے میں کوئی ہی جگہ نہیں ہے۔۔!!

وہ غصے سے کہتے ہوئے آگے بڑھا تھا۔

"وہیں رک جاؤ طارق۔۔"

آسیہ بیگم دھاڑی تھیں۔

"خبردار جو ایک لفظ بھی غلط کہا تم نے میرے ہانی کے متعلق۔۔"

Classic Urdu Material

آسیہ بیگم کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

شور کی آواز سن کر پورا محلہ جیسے وہیں پر اکٹھا ہو گیا تھا۔

"میں سب جانتا ہوں کہ کتنی پارسا ہے وہ--"

صح لمبی گاڑی میں گئی تھی اب واپس آئی ہے--

ایسی لڑکیوں کی تو گولی مار دینی چاہیتے--!!

طارق کی آواز سن کر حانم کا نازک دل کسی چڑیا کی مانند پھر پھر رہا تھا۔ اس نے کچھ غلط نہیں کیا تھا اور وہ کیسے کیسے الزام لگا رہا تھا اس پر--

وہ باہر جانا چاہتی تھی جب ماہم نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر جانے سے روکا۔

کچھ یاد آنے پر ماہم نے حانم کا موبائل اٹھا کر حمدان انکل کا نمبر ملایا تھا۔

"ہیلو انکل-- کہاں ہیں آپ---؟؟"

پہلی ہی بیل پر فون اٹھا لیا گیا تھا۔

"انکل یہاں بہت بڑا مسائی لہ ہو گیا ہے آپ پلیز جلدی آئیں--!!

ماہم کا نیتی آواز میں کہہ رہی تھی۔ اسکا دماغ ایسے واقعات پر حانم سے تیز کام کرتا تھا۔

Classic Urdu Material

"وہ کسی غلط جگہ پر نہیں گئی تھی۔ داخلہ لینے گئی تھی یونیورسٹی میں--"
آسیہ بیگم نے جواب دیا تھا۔

"دیکھ رہے ہو محلے والو۔؟ کیسے ہماری ناک کے نیچے کھیل رچایا جا رہا ہے۔۔ یہ لڑکی کا جی
یونیورسٹی کے بہانے جانے کہاں کہاں جاتی ہے۔۔!!

"میں نے کہا چپ کر جاؤ طارق۔۔ خدا کا خوف کرو کچھ۔۔ کیوں ایک معصوم پر الزام لگا
رہے ہو۔۔؟؟

آسیہ بیگم کو تو اسکی باتیں سن کر جیسے سکتہ سا ہو گیا تھا۔
جواد شعلہ بار نگاہوں سے طارق کو گھور رہا تھا۔ وہ چھوٹا سا تھا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اسے
طارق کا یوں اپنی بہن ہانو کے متعلق بات کرنا بہت برا لگ رہا تھا۔

انکے گھر کے سامنے کچھ فاصلے پر مسجد تھی۔ نمازی مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد مسجد سے
باہر نکل رہے تھے اور شور کی آواز پر اب سب وہاں جمع ہو گئیے تھے۔

"یہ کیا تماشہ لگا رکھا ہے تم نے طارق؟؟"

محلے کے ایک عزت دار شخص نے اسے یوں کسی کے گھر میں گھسے دیکھا تو غصے سے پوچھا تھا

Classic Urdu Material

"باہر نکلو۔۔ کس نے اجازت دی تمہیں لوگوں کے گھروں میں یوں بنا اجازت اندر داخل ہونے کی--؟؟

امام مسجد بھی وہاں آگئیا تھا۔

"میری براشیاں آپ لوگوں کو نظر آ رہی ہیں اس لڑکی کی نظر نہیں آ رہی جو پورے محلے کی آنکھوں میں دھول جھونک رہی ہے--"

طارق بھڑکا تھا۔

"بھائی میری صاحب میری بیٹی نے کوئی یہ غلط کام نہیں کیا۔۔ وہ ایک عزت دار لڑکی ہے--
یونیورسٹی میں داخلے کیلیے گئی ہی تھی۔۔

لیکن یہ گھٹیا انسان بلاوجہ الزام لگا رہا ہے میری بچی پر--!!

آسیہ بیگم نے آگے بڑھ کر امام مسجد اور اس شخص سے کہا تھا۔

"اچھا میں الزام لگا رہا ہوں--؟ تو بتاؤ کون ہے وہ شخص جس کے ساتھ گئی تھی
ہانی--؟؟"

Classic Urdu Material

"جانے والا ہے میرا-- تایا زاد بھائی ہی ہے--!!

آسیہ بیگم نے جواب دیا تھا۔

حانم سے اب برداشت کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ وہ اتنا جو جانتی تھی کہ پورے محلے کے سامنے طارق کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ ماہم کو جھٹکا دے کر باہر نکلی تھی۔

"کیوں شور مچا رہے ہو تم۔ یہیں ہوں میں بھاگی نہیں ہوں--!!
وہ جانے اتنی ہمت کہاں سے لائی ہی تھی۔

حانم کو دیکھ کر طارق کی آنکھیں چمکی تھیں۔ وہ جس مقصد کیلیے آیا تھا اسے ہر قیمت پر پورا کرنا چاہتا تھا۔

"اوہ-- بھاگئے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تم نے--

دیکھ رہے ہو محلے والو۔ میں نے عزت سے رشته بھیجا تھا اسکے لیے۔ لیکن نہیں انکار کر دیا۔ اب پتا چلا مجھے کہ یہ معصوم چھرے کے پیچھے کتنی شاطر لڑکی چھپی ہے--!!
وہ پھر چلایا تھا۔

اس سلحے حانم کو طارق سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کوئی کمی کچھ کہتا اچانک پولیس کے سائی رن کی آواز گونجی تھی جسے سن کر طارق کے چھرے کارنگ اڑا تھا۔

Classic Urdu Material

اس نے پسٹل کو فٹافٹ جیب میں ڈالا تھا۔

چند ہی سینکنڈز میں حمدان صاحب پولیس والوں کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔ دروازے پر کے لوگوں کے ہجوم نے انہیں رستہ دیا تھا۔

پولیس کو دیکھ کر کافی لوگ روپچر ہو گئیے تھے۔

”کیا ہو رہا ہے یہاں پر--؟؟؟“

پولیس انسپکٹر نے طارق کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے پوچھا تھا۔

طارق کی تو سٹپٹا گیا تھا۔

”یہ شخص بلاوجہ گھر میں گھس کر مارنے کی دھمکی دے رہا ہے انسپکٹر صاحب--!!

آسیہ بیگم کا گلمہ رندھ گیا تھا۔

اس سے پہلے طارق کچھ کہتا دو تین سپاہیوں نے آگے بڑھ کر اسے ہتھکڑی لگائی تھی۔

جب ماہم نے حمدان انکل کو کال کی وہ ابھی زیادہ دور نہیں گئیے تھے۔ علاقے کے

کمشنر انہیں اچھی طرح سے جانتے تھے۔ انکے فون کال کرنے پر ایس پی خود آیا تھا طارق کو

گرفتار کرنے۔

Classic Urdu Material

"ہم معدزت چاہتے ہیں سیٹھ صاحب--!!"

ایس پی حمدان انکل سے مخاطب ہوا تھا۔

"معدزت کی ضرورت نہیں ہے اسے لے جائیں اور کڑی سے کڑی سزادیں--!!!
وہ طارق کی طرف دیکھ کر خونخوار لجے میں بولے تھے۔

پولیس طارق کو لے کر چلی گئی تھی۔

آپ سب لوگ بھی اپنے اپنے گھروں کو چلیں۔

امام مسجد نے باقی رکے ہوئے لوگوں کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جو تماشائی بن کر تماشہ دیکھ رہے۔

جو اتنے بزدل تھے کہ حق کے خلاف آواز آواز نہیں اٹھا سکتے تھے۔

وہاں ہر کسی کو اپنی جان پیاری تھی۔

ہمارا معاشرے کا یہی المیہ ہے جہاں پر کوئی غریب لڑکی تھوڑی سی ابھرتی ہے اسے یوں
خاموش کروادیا جاتا ہے۔

بہت سی لڑکیوں کو بے موت مار دیا جاتا ہے۔

Classic Urdu Material

"امام صاحب مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے--!!

حمدان صاحب نے امام مسجد کو جاتے دیکھا تو کہا۔

وہ رک گئیے تھے اور ساتھ میں وہ سمجھدار اور عقلمند حاجی بھی تھا جو محلے کا سربراہ کھلاڑا تھا۔ جسکی اپنی بیٹی کی بارات نے عین موقع پر آنے سے انکار کر دیا تھا۔ وجہ جو بھی تھی لیکن الزام لڑکی پر آیا تھا۔

طارق کہتا رہا تھا لیکن پولیس والوں نے اسکی ایک ناسنی تھی۔ وہ اسے لے گئیے تھے۔

"جی کہیے---؟؟"

امام مسجد نے عزت سے جواب دیا تھا۔ اسے حمدان صاحب شخصیت سے ہی کوئی بڑے آدمی گئے تھے جو بہت سلسلہ ہوئیے تھے۔

"میں اپنی چچا زاد کرن آسیہ سے جو پچھلے دس سالوں سے بیوگی اور غربت کی ننگی گزار رہی ہے، نکاح کرنا چاہتا ہوں-- کیا میں کر سکتا ہوں؟؟ کیا اس میں کوئی گناہ تو نہیں ہے؟؟
وہ سنبھیڈہ سا پوچھ رہا تھا۔

لوگ جاپکھے تھے۔ صرف حاجی صاحب اور امام مسجد وہاں موجود تھے۔

Classic Urdu Material

آسیہ بیگم کو تو جیسے کرنٹ لگا تھا۔ انکا سر چکرا گیا تھا۔ پہلے طارق نے ایک ڈرامہ لگایا اور اب
حمدان--

"نمیں کوئی می گناہ والی بات نہیں ہے-- بلکہ یہ تو سنت رسول ﷺ ہے اور بہت ہی نیک
کام ہے--!!

اور یہ حدیث سنائی

"شادی سنت ہے:
ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس کے محبوب ﷺ نے ارشاد
فرمایا:

"نکاح میری سنت سے ہے پس جو شخص میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں۔
اہذا نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی بناء پر دیگر امتوں پر فخر کروں گا۔
(سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، رقم 1846، ج 2، ص 406)"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی جب امام مسجد نے شائی ستگی سے جواب دیا۔

Classic Urdu Material

"تو پھر آپ اس نیک کام کا فریضہ سر انعام دیں۔۔ میں آسیہ اور بچوں کو آج ہی اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔۔

یہاں پر یہ لوگ محفوظ نہیں ہیں۔۔!!

"ہمارے ساتھ چلو۔۔"

امام مسجد نے انہیں مسجد کی طرف چلنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ کچھ کہے بنا انکے پیچھے پڑے گئیے تھے۔

"اللہ یہ کیا ہو رہا ہے؟؟؟"
آسیہ بیگم سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھیں۔

"امی مان جائیں۔۔ انکار مت کجھیئیے گا۔۔ حمدان انکل بہت اپھے ہیں۔۔
وہ آپکا بہت خیال رکھیں گے۔!!

حانم نے انکے پاس بیٹھتے ہوئیے کہا تھا۔

"میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ ایلے دن بھی دیکھنے پڑیں گے۔۔
وہ روڈی تھیں۔

"ماما روئی ہیں نا۔۔"

Classic Urdu Material

جواد ان سے لپٹ گیا تھا۔

لکنی ہی دیر ماہم اور حانم نے انہیں سمجھایا تھا۔ آسیہ بیگم حالات سے ہار گئی تھیں۔ ایک گھنٹے بعد انکی رضامندی سے حمدان صاحب اور آسیہ بیگم کا نکاح کروادیا گیا تھا۔!!

"اور محبت کی خوبصورتی تو یہی ہے کہ وہ لے تو محرم بن کے لے"

تقریباً رات نو بنے وہ لوگ حمدان صاحب کے پہنچے تھے۔

انکا گھر بحریہ ٹاؤن میں تھا۔ آسیہ بیگم تو اتنا بڑا گھر دیکھ کر جیران رہ گئی تھیں۔ ایک بیگ میں انکے چند کپڑے تھے جو ملازموں نے آگے بڑھ کر آسیہ بیگم کے ہاتھ سے پکڑ لیا تھا۔

وہ بہت روئی تھیں۔ وہ سب ہی روئے تھے۔ ان سب کیلیے یہ حادثہ تکلیف دہ تھا۔

"جتنا رونا تھا تم نے رو لیا آسی۔۔۔ آج کے بعد تمہاری آنکھوں میں ایک آنسو نہیں آئے گا۔!!

وہ لکنی سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔

وہ لائونچ میں بیٹھے تھے۔ حانم کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ طارق نے جو کیا تھا آج وہ ناقابل

Classic Urdu Material

فراموش تھا۔

صح وہ کتنی خوشی گئی تھی یونیورسٹی دانخے کیلیے ۔۔ اب ایک ہی رات میں انکی زندگی بدل گئی تھی۔

"رضیہ ماہین کے ساتھ والے کمروں کو ہانی اور ماہم بیٹی کیلیے صاف کردو فٹا فٹ ۔۔! وہ حکم دے رہے تھے۔

ماہم گھور سے ہر ایک ملازم کو دیکھ رہی تھی۔
اسکی تیز نظروں نے ملازمین کی گنتی بھی کر لی تھی۔

"غلام دین کھانا لگاؤ میں فریش ہو کر آتا ہوں ۔۔!

"جی صاحب ۔۔!!

ملازم جوان سب کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ اسکے حکم پر دوڑے چلے گئے تھے۔

"آپ لوگ بھی فریش ہو جائیں بیٹا وہ اوپر دائیں طرف ماہی کا کمرہ ہے وہاں چلی جائیں اور چنچ کر لیں پھر سب کھانا کھاتے ہیں ۔۔!!

انکے کہنے کی دیر تھی جواد نے اوپر کی طرف دوڑ لگادی تھی۔

Classic Urdu Material

حاجم اور ماہم آگے پچھے سیر ہیوں کی طرف بڑھی تھیں اور آسیہ بیگم بھی صوفے سے اٹھ کر انکے پچھے جانے لگی تھی کب حمدان کی آواز گونجی۔۔

"کہاں جا رہی ہو آسی۔۔؟ ہمارا کمرہ ادھر ہے۔۔!!"

آسیہ بیگم کے قدم رکے تھے۔ وہ اثبات میں سر ہلاتی حمدان کے پچھے چلی گئی تھیں۔
ماہم نے مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"اوپر مرو۔۔"

حاجم نے اسے گھورتے ہوئیے کہا تھا اور وہ کھلکھلاتی اوپر کی جانب بڑھ گئی تھی۔

مار تھا کے بنا جوڑن کو گھر کاٹنے کو دوڑ رہا تھا۔
اسکی حالت بری تھی۔ بال بکھرے پڑے تھے۔ شیو بڑھی ہوئی تھی۔ اب کوئی اسکا خیال رکھنے والا نہیں تھا۔

Classic Urdu Material

"مام-- آپ کیوں چلی گئی می ہیں--"
خالی گھر میں اسکی آواز گونج کر رہ گئی تھی۔
وہ رو رہا تھا۔

اور پھر نم آنکھیں لیے اپنے ماں کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔
وہ اب کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔ کوئی می ایسا سراغ جو اسے اس شخص تک لے جائیے جو اسکی
ماں کی موت کا ذمے دار تھا۔

اسے یاد تھا مارتھا اکثر لکڑی کا باکس کھولے بیٹھی رہتی تھی۔
وہ اب اسکی الماری کھولے اس باکس کو ڈھونڈ رہا تھا۔

اسکے سر پر خون سوار تھا۔ وہ اپنی ماں کی گئی می ہر نصیحت کو بھول گیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ اس باکس کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا تھا جس پر موٹا ساتالا لگا تھا۔
لیکن بہت کوشش پر بھی اسے چابی نہیں ملی تھی۔
وہ اس باکس کو پکڑے اب کچن کی طرف بڑھ گیا تھا یقیناً وہ اس تالے کو توڑنے والا تھا۔

حمدان صاحب کا موبائل کب سے رنگ کر رہا تھا۔

Classic Urdu Material

آسیہ الجھن زدہ نظروں سے کبھی موبائل تو کبھی واشروم کے دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں وہ کپڑے بدل رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ شلوار قمیض پہنے باہر نکلے تھے
آسیہ بیگم کو محسوس ہوا تھا جیسے وقت اسکو چھو کر نہیں گزرا تھا۔

وہ آج بھی اتنے ہی جوان نظر آرہے تھے جتنے بائی لیں سال پہلے۔۔ بلکہ اب اسکی شخصیت مزید رعب دار ہو گئی تھی۔

"تو ملا ہے تو یہ احساس ہوا ہے مجھ کو
یہ میری عمر محبت کے لیے تھوڑی ہے

اک ذرا سا غمِ دوران کا بھی حق ہے جس پر
میں نے وہ سانس بھی تیرے لیے رکھ چھوڑی ہے"

"گھبرا نے کی ضرورت نہیں ہے آسی اب یہ تمہارا گھر ہے۔۔ اسے تم نے ہی سنہالانا
ہے--!!!"

وہ شاید اسکی الجھن بھانپ گئیے تھے۔

Classic Urdu Material

اس سے پہلے وہ کچھ کہتیں موبائل پر دوبارہ رنگ ہوئی می تھی۔

موبائل کی سکرین پر حشام جبیل چمک رہا تھا۔

"اسلام و علیکم انکل--!!"

انکے فون اٹھانے پر دوسری طرف سے آواز ابھری تھی۔

"وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ--- کیسے ہو حشام بیٹا۔۔؟؟؟"

وہ فریش فریش سے پوچھ رہے تھے۔

"جی انکل الحمد للہ آپ سنائیں کیسے ہیں۔۔؟؟؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ سناؤ بربخودار کیسے یاد کیا مجھے؟؟؟"

"وہ انکل-- بابا سائیں کسی فائیل کا پوچھ رہے تھے۔۔!!

hasham کی بات پر حمدان صاحب کا قہقہہ ابھرا تھا۔

"ضیاء، جبیل تمہیں بنس میں بنایا کردم لے گا حشام۔۔ مجھے یقین ہے۔۔!!

وہ دچپی سے کہہ رہے تھے۔

Classic Urdu Material

"بس انکل-- جتنا مرضی دور رہ لوں بابا سائیں پھر مجھے گھسیٹ لیتے ہیں اس بزنس کی دنیا میں--!!

حشام نے گھری سانس لیتے ہوئے کہا تھا۔

"چلو کوئی بات نہیں-- میں فری ہو کر خود بات کرتا ہوں تمہارے بابا سے-- تم پریشان مت ہو--!!

حمدان صاحب اسے تسلی دیتے فون بند کر چکے تھے۔

ماہین کا کمرہ بہت خوبصورت تھا۔ وہاں موجود ہر چیز بہت قیمتی تھی۔ اسکی الماری میں بہت سے نئیے کپڑے لٹکے ہوئے تھے۔ ماہم نے چیخ کر لیا تھا۔ البتہ حانم کھڑکی کھولے آس پاس کا معائی نہ کرنے میں مگن تھی۔

اس نے کچھی آسائی شوں والی اور برانڈ زندگی گزارنے کی خواہش نہیں کی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ زندگی اسکے ساتھ کیا کرنے والی تھی۔

چاروں طرف ویلے ہی بڑے بڑے بنگلے تھے۔ گلیاں کھلی اور صاف سترھی تھیں۔

Classic Urdu Material

"یہ ڈلیں مجھے عجیب تو نہیں لگ رہا نا۔۔؟؟"
ماہم کی آواز پر وہ چونکی تھی۔

اس نے ماہین کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ جو بڑے تھے البتہ شرت چھوٹی ہونے کی وجہ سے ٹھیک لگ رہے تھے۔

"انگل نے ہمارے کپڑے نہیں لانے دیے اب میں اور کیا پہنچتی۔۔؟؟"
حانم نے گھورنے پر ماہم بڑبڑائی می تھی۔

"آرجے میرا موبائل دو۔۔"
مکی چلا�ا تھا۔ وہ لوگ رات کے اس پھر ٹاؤن میں واک کر رہے تھے۔
مکی پچھلے ایک گھنٹے سے کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ تنگ آکر آرجے نے اسکا موبائل چھین لیا تھا۔

"تمہیں اور کوئی می کام نہیں ہے کیا۔۔؟؟"
آرجے کو غصہ آیا تھا۔

Classic Urdu Material

رات کی خاموشی میں انکی آوازیں گونج کر رہ گئی می تھیں۔

شور کی آواز پر حانم نے چونک کرنیچے کی جانب دیکھا تھا۔

روشنی میں اسے گھر باہر سے دو تین لڑکے گزرتے دکھائی می دیے تھے۔

وہ ایک دم پونکی تھی۔ سیاہ رنگ کی جیکٹ پہنے گھنے بالوں والے لڑکے پر اسے روحان جبیل کا احساس ہوا تھا۔

"آستغفُر اللہ۔۔۔"

اس نے اپنی ہی سوچ پر اللہ سے معافی مانگی تھی ناجانے وہ شخص کہاں سے ذہن میں آگیا تھا۔

ملازمہ انہیں کھانے کیلیے بلانے آئی می تھی اور وہ سر جھٹکتی کھٹکی سے ہٹ گئی می تھی!!

Classic Urdu Material

وہ پانچ منٹ میں منہ ہاتھ دو کر نیچے جانے کیلیے تیار تھی۔
ماہم سکون سے آرام دہ بیڈ پر لیٹی تھی۔ اسے اپنی زندگی میں آنے والی یہ تبدیلی بہت پسند آ رہی تھی۔

"آ جاؤ ماہم کھانا کھانے چلتے ہیں--"

حanim نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے اسے پکارہ تھا۔

"رکو ہانی--"

ماہم کی آواز پر وہ پلٹی تھی۔

"تم کپڑے تبدیل نہیں کرو گی؟؟؟"

ماہم نے پوچھا تھا۔

"کیوں کیا ہوا ان کپڑوں کو-- ابھی صحیح ہی تو پہنے تھے-- بالکل نیا سوت ہے میرا--؟؟؟"

حanim حیران ہوئی تھی۔

Classic Urdu Material

"نمیں میرا مطلب اس والی الماری میں سارے نئیے کپڑے ہیں جو استعمال نہیں کیے
گئیے۔ تو اس لیے۔۔

ماہم بات ادھوری چھوڑ گئی تھی۔

"میں نہیں چاہتی کہ کل کو حمدان انکل کی بیٹی کو پتا چلے اور وہ کہے کہ ہم نے آتے ہی
اس کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا۔!!

"یار تم آگے کا کیوں سوچتی ہوں۔۔؟؟"

ماہم جھنجن چھلائی می تھی۔

"ہوتا تو وہی ہے جو نصیب میں ہے۔۔ لوگوں کی باتوں سے فرق نہیں پڑتا۔۔ جس چیز پر جس
انسان کا نام لکھا ہوتا ہے وہ اسے ہی ملتی ہے۔!!

ماہم نے بیڈ سے اترتے ہوئے کہا تھا۔ وہ اکثر چڑھاتی تھی حانم کے فلسفوں سے۔

"باقی تمہاری مرضی ہے۔!!

وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی می تھی اور اسکے پیچھے پیچھے حانم بھی۔

Classic Urdu Material

لگلے دن دوپہر کے کھانے کے بعد حمدان صاحب انہیں شلپنگ کروانے والے آئے تھے۔

انہوں نے سب کو انکی پسند اور ضرورت کی ہر چیز دلائی تھی۔
وہ پہلی بار پیسہ خرچ کر کے اتنا خوش ہوئیے تھے۔

یہ جو امیر لوگ ہوتے ہیں نا یہ اکثر رشتؤں کے معاملے میں غریب ہوتے ہیں۔!!
کچھ یہی حال سیبیٹ حمدان کا بھی تھا جسکے پاس پیسے تو بہت تھے لیکن خرچ کرنے والے
نہیں تھے۔

سوائیے ماہی کے جوانکے پاس رہتی ہی نہیں تھی۔
اب اتنے سارے رشتؤں کو پا کر وہ کافی خوش اور خود کو پرسکون محسوس کر رہے تھے۔

انکے ہوتے ہوئے بھی آسیہ نے اتنے سال غربت میں اپنی خواہشات کو ختم کرتے گزار
دیے تھے۔ یہ چیز انکے دل میں پھانس کی طرح اٹکی تھی۔

اب وہ اس چیز کا ازالہ کرنا چاہتے تھے۔ جو کہ کافی حد تک کر پکھے تھے۔!!

Classic Urdu Material

"ہانی بیٹا صح سے آپکی کلاسز سٹارٹ ہو رہی ہیں تیاری کر لی آپ نے---؟؟"
وہ بہت پیار سے پوچھ رہے تھے۔

"جی انکل--- دیکھا تھا میں نے-- تیاری کیا کرنی ہے ابھی، یونیورسٹی جا کر ہی کچھ علم
ہوگا--!!
حanim نے جواب دیا تھا۔

"ٹھیک ہے میں نے رحیم (ڈائیور) کی ڈیپلی لگادی ہے وہ پک اور ڈر اپ کیا کرے گا آپکو--
یہاں سے آپکی یونیورسٹی کافی فاصلے پر ہے--!!
"جی انکل--

وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔
اسکی یونیورسٹی شروع ہونے والی تھی یعنی اسکی روئین بدلتے والی تھی۔

Classic Urdu Material

مہرو اور حانم دونوں کیفے ٹیریا میں موجود تھیں۔

"جنت روڈ بہت خوبصورت ہے نا۔۔!!"

حانم نے جوس کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔ تمہیں ہر چیز میں خوبصورتی نظر آتی ہے ہانی۔۔

اب دیکھ لو سیمنٹ پسٹر سے بننے اس روڈ میں ایسی کیا خاص بات ہے جو تمہیں یہاں بیٹھنا اچھا لگتا ہے۔۔!!

مہرو مسکرائی می تھی۔

"میں نہیں جانتی مجھے اس جگہ میں اتنی دلچسپی کیوں نظر آتی ہے۔۔؟ میں نہیں جانتی یہ روڈ مجھے کیوں اچھا لگتا ہے؟؟؟

شاید اس لیے کہ اس روڈ کا نام جنت ہے۔۔!!

وہ خود ہی اپنے سوال کا جواب دے چکی تھی۔

کیفے کے بالکل سامنے انکا ڈیپارٹمنٹ تھا۔

اچانک انہوں نے بہت سارے سٹوڈنٹس کو ڈیپارٹمنٹ کے اندر جاتے دیکھا تھا۔

Classic Urdu Material

"یہ سٹوڈنٹس اتنی جلدی میں کیوں جا رہے ہیں؟ کیا کوئی می خاص وجہ ہے--؟؟" حانم بڑبڑائی می تھی۔

"سب سٹوڈنٹس جلدی سے آجائیں آرجے سنگنگ کرنے لگا ہے--!!" ڈیپارٹمنٹ کے گیٹ پر کھڑے ہو کر ایک لڑکے نے نعرہ لگایا تھا۔ آرجے کے نام پر حانم کے کان کھڑے ہوئے تھے۔ اسے اتنا یاد تھا کہ ماہم اور جواد کسی آرجے کے بہت بڑے فین تھے۔ وہ دونوں بھی سٹوڈنٹس کے پیچھے پیچھے ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہوئی می تھی۔

گیٹ سے اندر داخل ہونے پر دونوں طرف گراہنڈ تھا۔ دائیں طرف سٹوڈنٹس کا ایک ہجوم لگا ہوا تھا۔ ایک خوشگوار سی دھن حانم کے کانوں سے ٹکرائی می تھی اور بے خود سی اس ہجوم کی طرف بڑھتی چلی گئی می تھی۔

"ایکسکیوو می۔۔ تھوڑا سائی یڈ پر ہو جائیں پلیز--" حانم نے آرجے کے گرد گھیرا ڈالے سٹوڈنٹس سے درخواست کی تھی۔ وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی۔

Classic Urdu Material

اور پھر پتھر سے بنے بیچ پر گٹار ہاتھ میں تھامے گنگنا تے شخص کو دیکھ کر حانم کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

اسے ڈیپارٹمنٹ کی پوری بلڈنگ اپنے اوپر گرتی محسوس ہوئی تھی۔

”روحان جبیل-- یہاں--!!“

وہ بربڑائی می تھی۔



”ایکسکیووڈ می-- تھوڑا سائی یڈ پر ہو جائیں پلیز--

حانم نے آرجے کے گرد گھیرا ڈالے سٹوڈنٹس سے درخواست کی تھی۔ وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی۔
اور پھر پتھر سے بنے بیچ پر گٹار ہاتھ میں تھامے گنگنا تے شخص کو دیکھ کر حانم کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

اسے ڈیپارٹمنٹ کی پوری بلڈنگ اپنے اوپر گرتی محسوس ہوئی می تھی۔

”روحان جبیل-- یہاں--!!“

وہ بربڑائی می تھی۔

Classic Urdu Material

وہ ایک جھٹکے سے پچھے ہوئی تھی۔ کاج میں ہونے والی ایک ایک بات اور آرجے سے ملاقات اسکی آنکھوں کے سامنے گھوم گئی تھی۔

وہ سُوڈنُس کے ہجوم سے پچھے ہٹتی جا رہی تھی۔ اس نے کبھی خواب میں بھی روحان جبیل سے دوبارہ سامنہ کرنے کا نہیں سوچا تھا۔

"ہانی کہاں جا رہی ہوں تم--- ادھر آؤ جلدی--"

مہرو نے اسے پچھے ہٹتے دیکھا تو کہا۔

(جو بہت Millinials cafe لیکن وہ شاکڈ تھی۔ وہ واپس کیفے چلی گئی تھی۔)
شاندار اور جدید طرز کا نہیں تھا بلکہ ایک عام سا اور سادہ سا کیفے تھے۔

اسکی خوبصورتی وہاں موجود درخت تھے۔۔ لمبے اور گھنے درختوں کے نیچے بنایہ کیفے آنے والے کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔

کیفے کے بالکل سامنے جنت روڈ کے دوسری جانب انکا ڈیپارٹمنٹ تھا۔

(وہ اس سچیکٹ میں ماسٹرز کرنے آئی MMG مالکیوں رائی یوجی لینڈ مالکیوں جینیکس تھی اور یہی ڈیپارٹمنٹ کا نام تھا۔

کتنی ہی دیر وہ خاموش بیٹھی رہی تھی۔

Classic Urdu Material

"کیا اسے سب یاد ہوگا۔۔؟؟"

"کیا پھر وہ مجھ سے کوئی بدلہ لے گا؟؟"

حانم کے ذہن میں سوال کسی آندھی طوفان کی طرح اٹھ رہے تھے۔

"کیا وقوعی روحان جبیل ہی آرجے ہے۔۔؟؟"

اسے یقین نہیں ہو رہا تھا۔

"جو بھی ہے لیکن وہ میرے ڈیپارٹمنٹ میں کیا کر رہا ہے۔۔؟؟"

وہ سچ میں گھبراگئی تھی۔

"اس سے پہلے وہ مجھے دیکھے مجھے یہاں سے چلے جانا چاہیے۔۔!!"

حانم نے فیصلہ کیا، اپنا بیگ اٹھایا اور یونیورسٹی کے گیٹ (8) کی طرف قدم بڑھا دیے تھے۔

وہ تیز تیز چل رہی تھی جیسے ابھی وہ اسے دیکھ لے گا اور پھر "پچھر جی" کہ کر اسکا مذاق

اڑائیے گا۔۔

بڑا گیٹ باہر سے آنے جانے والوں کیلئے تھا جبکہ وہ دوسرے تھوڑے سے فاصلے پر بنے

چھوٹے گیٹ کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔ جس سے باہر نکلنے پر ایک چھوٹا سا رسٹہ بنا تھا

(تک جاتا تھا-Bridge و Benj)

Classic Urdu Material

یہ رستہ پیدل آنے جانے والے سُوڈنُس کیلیے تھا جسکے دونوں جانب باڑ لگی تھی۔
وہ اب تیزی سے برج کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھیں جو ڈبل روڈ کراس کرنے کیلیے بنایا گیا تھا۔
تقریباً پندرہ منٹ کے وقت میں وہ کیفیت سے برج کراس کر کے اب ہائل کے گیٹ پر پہنچ
گئی تھی۔ یونیورسٹی کے دوسری جانب ہائل ایسا تھا جو باہر سے برج کی مدد سے اور اندر
سے اندر پاس کی مدد سے یونیورسٹی سے ملحقہ تھا۔

"انگل میں سوچ رہی ہوں کہ ہائل شفت ہو جاں۔۔ یہاں سے یونیورسٹی کا فاصلہ بہت
ہے۔۔ کافی ٹائم لگ جاتا ہے اور پھر میری کلاسز بھی سینڈ ٹائم ہوتی ہیں۔۔
انگل رحیم صبح جواد کو سکول چھوڑنے جاتا ہے اور پھر بارہ بجے مجھے یونیورسٹی لے کر جاتا ہے۔۔
پھر جواد کو لے کر آتا ہے اور پر شام کو واپس مجھے۔۔
وہ سارا دن اسی کام پر لگا رہتا ہے۔۔!!
وہ آج پہلے دن یونیورسٹی گئی تھی اور اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ بھریہ سے یونیورسٹی کا سفر
کافی ہے۔

Classic Urdu Material

اور ٹریفک کی وجہ سے وہ آج پہلے ہی دن لیٹ ہو گئی تھی۔
بہت سوچنے پر اس نے حمدان انکل کے سامنے تجویز پیش کی تھی۔

”لیکن ہاسٹل میں رہنے کی کیا ضرورت ہے--؟؟“
آسیہ بیگم پریشان ہوئی تھیں۔

”امی پریشانی ہو گی نا سب کو۔۔ اب ایک دو دن تک ماہم کا رزلٹ آجائیے گا پھر اسکا ایڈیشن
ہو گا۔۔ ڈائیور انکل کس کو پک لینڈ ڈاپ کی سروس دے نگے۔۔
اور پھر میری کلاسز بھی شام تک ہوتی ہیں، باقاعدگی سے نہیں ہوتیں۔۔“
حامن نے تفصیل سے جواب دیا تھا۔
حمدان انکل گھری سوچ میں تھے۔

”لیکن بیٹا ہاسٹل میں تو کافی مشکل ہو گی نا۔۔ وہاں کارہن سمن۔۔۔ ماحول اور پھر کھانا
پینا۔۔۔“

وہ بھی فکرمند نظر آرہے تھے۔

Classic Urdu Material

"انکل میں سنبھال لوگی سب-- اب ایڈیشن لیا ہے تو مشکلات بھی برداشت کرنی پڑیں گی
نا--؟؟"

وہ مسکرائی تھی۔

"ایک بار پھر سوچ لیں--!!
وہ پوچھ رہے تھے۔

"جی انکل میں نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے--

"حمدان آپ بھی اسکا ساتھ دیں رہے ہیں یہ تو جذباتی ہے-- چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھبرا جاتی
ہے ایک دن لیٹ ہو گئی تو کیا ہوا--

ہاسٹل رہنے کی اجازت میں نہیں دے سکتی--

اگر مشکلات برداشت نہیں کر سکتی تو پڑھائی ی چھوڑ دے-- لیکن میں اسے ہاسٹل نہیں
جانے دونگی--!!

آسیہ بیگم نے خلفی سے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔

"امی آپ یوں کہیں نا کہ آپ کا دل نہیں گے گاہانی کے بغیر--
ماہم نے منہ بنایا تھا۔

Classic Urdu Material

اور امی آپ بالکل مت جانے دینا اسے-- ابھی کچھ دن پہلے میں نے ایک ڈرامے میں ڈائیلاگ سنا تھا کہ ہاسٹل میں رہنے والی لڑکیوں کے رشتے نہیں آتے--!!“ ماہم نے اپنی طرف سے کام مکمل کیا تھا۔

”ماہم بربی بیٹا-- ایسے نہیں کہتے--!!“
حمدان انکل نے اسے لوگا تھا۔

”ہائی سے اللہ ناکرے--“
آسیہ بیگم کا دل دبل گیا تھا۔
جبکہ حانم کے گھورنے پر ماہم نے مشکل سے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

”ایسا کچھ نہیں ہے آسیہ-- وہاں سب کچھ اچھا ہے--“
ویلے تو وہ لاہور میں رہنے والوں کو ہاسٹلز الٹ نہیں کرتے لیکن میرے جانے والے ہیں۔ ان شاء اللہ کام ہو جائے گا--!!“
حمدان انکل کی بات پر حانم نے شکر ادا کیا تھا۔

Classic Urdu Material

"لیکن ہائل-- میرا دل نہیں مانتا حمدان--"

آسیہ روہانی ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا آسیہ-- ماہی کو دیکھو وہ بھی تو رہ رہی ہے اور وہ بھی دوسرے ملک میں--"

اپنے بچوں پر بھروسہ رکھنا چاہیئی-- ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو گا-- !!!
وہ ہمیشہ ثابت سوچتے تھے۔

آسیہ بیگم جانے قائل ہوئی تھیں یا نہیں لیکن انہوں نے اثبات میں سرپلا دیا تھا۔

"سب بہت اچانک ہوا تھا ماہی بیٹا بتانے کا ٹائم ہی نہیں ملا-- !!

وہ ماہی سے بات کر رہے تھے۔ ایک پل کیلیے تو ماہی کا دل بھی ڈر سا گیا تھا اپنے باپ کی
دوسری شادی کا سن کر۔ حالانکہ اس نے ہی مشورہ دیا تھا۔
لیکن جلد ہی وہ سنبل گئی تھی۔

"کوئی بات نہیں بابا-- "

وہ زبردستی مسکرائی تھی۔

Classic Urdu Material

"تم آسیہ سے بات کرو میں آتا ہوں کچھ دیر تک--!!
وہ موبائل جس پر ویڈیو کال چل رہی تھی آسیہ بیگم کو پکڑا کر کمرے سے باہر چلے گئے تھے۔

وہ دونوں ہی ڈر رہی تھیں-- دونوں کو خوف تھا کہ ناجانے سامنے والا کا رویہ کیسا ہوگا۔
ماہی نے شائی ستگی سے سلام کیا تھا اور اس سے زیادہ پیار سے آسیہ بیگم نے جواب دیا تھا۔
چہرے سے ہی ماہی کو آسیہ بیگم رحم دل محسوس ہوئی تھیں۔

"ایک بات کہوں آئٹی اگر آپ برا نامانیں--؟؟"
ماہی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔

"آنٹی مجھے نہیں پتا ماں کیسی ہوتی ہے؟؟ اسکا پیار کیسا ہوتا ہے-- میرے لیے میری ماں
میرے بابا ہی تھے۔

انہوں نے بہت مشکلوں سے پالا ہے مجھے-- میں ان سے بہت پیار کرتی ہوں-- آپ سے
درخواست ہے پلیز کبھی میرے بابا کو مجھ سے دور مت کیجیتے گا-- میرا اس دنیا میں انکے علاوہ
اور کوئی یہ نہیں ہے--!!

ماہی کا لمحہ بھرا گیا تھا۔ اسکی آنکھیں خم ہوئی تھیں۔ بیشک اس نے اپنے باپ کے

Classic Urdu Material

چہرے پر خوشی محسوس کر لیکن ایک سوتیلی ماں کا جو خاکہ اسکے ذہن میں بنا ہوا تھا وہ ڈر گئی تھی۔

ماہی کی بات سن کر آسیہ بیگم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ اس نے کبھی ایسا نہیں سوچا تھا یہ تو وقت اور حالات اسے یہاں تک لے آئیے تھے۔

اور وہ اپھے سے جانتی تھیں کہ حمدان اسکے بچوں کو اپنے پھر سمجھ رہے تھے اور انکی شفقت اور محبت دے رہے تھے۔ بدلتے میں وہ خود ایسا ہی کرنا چاہتی تھیں۔

"ماہی بیٹا آپ پریشان نا ہوں۔ حمدان پر سب سے پہلے اور سب سے زیادہ حق آپکا ہے۔ میں مجبور نا ہوتی تو کبھی آپ سے حمدان کو ناچھینتی۔!!"

"شکریہ آنٹی۔"

ماہی کو انکی باتوں میں سچائی محسوس ہوئی تھی۔ اسکے اندر تک سکون اتر گیا تھا۔

مرد نے حانم کو وہاں ناپاکرا پنے آس پاس نظریں دوڑائیں تھیں لیکن وہ اسے کہیں بھی نظر نہیں آئی تھی۔

Classic Urdu Material

"یہ ہانی کہاں چلی گئی یہ؟؟"

وہ حیران ہوئی تھی۔

وہ خود آرجے کی بہت بڑی مداخ تھی۔ آرجے اسکے کرزن مستقیم کا دوست تھا۔

وہ اکثر و بیشتر مستقیم سے اسکا ذکر سنتی رہتی تھی۔ تصویروں میں دیکھا تھا اسے لیکن کبھی ملی نہیں تھی۔

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ جس روحان جبیل کا حانم ذکر کرتی وہ آرجے ہی تھا۔

"ہانی---"

مردو نے پاگلوں کی طرح آواز لگائی تھی اور پھر ہجوم سے ہٹ گئی تھی اب وہ اسکا نمبر ملا رہی تھی۔

"کہاں ہو تم--؟؟"

اسکے ہیلیو کرنے پر مردو نے پھاڑ کھانے والے انداز میں پوچھا تھا وہ اسے ڈیپارٹمنٹ اور کیفیت ہر جگہ ڈھونڈ چکی تھی۔

"ہاسٹل ہوں--"

حانم نے پرسکون سے لمحے میں جواب دیا تھا۔

Classic Urdu Material

"کیا لینے گئی ہو ہائل۔۔ تمیں پتا ہے نا ابھی ایک کلاس رہتی ہے--؟؟"
مہرو کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ حانم کو اچانک کیا ہوا تھا۔

"میرے سر میں درد ہو رہا تھا اس لیے آگئی می--!!

"ہائیں-- سر میں درد کب ہوا۔۔؟ ابھی کچھ دیر پہلے تک تو تم ٹھیک تھی۔۔"
مہرو نے اچنبھے سے پوچھا۔

"یاراب کیا فون پر ہی پوری تفصیل کرو گی جاؤ جا کر کلاس لو اور میرے بھی نولس لے
لینا۔۔!!

وہ غصے سے کہہ کر فون بند کر چکی تھی۔

"اسکو کیا ہو گیا ہے--؟؟"

مہرو کو سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اب وہ بھی کہاں کلاس لینے والی تھی۔ موبائل بیگ میں ڈالنے کے
بعد وہ خود بھی ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکل آئی تھی۔

جب مہرو کو پتا چلا تھا کہ حانم ہائل رہے گی اس نے رو دھو کر گھر میں سب کو منا لیا تھا۔
وہ اسکے ساتھ ہی رہنا چاہتی تھی۔۔ وہ دونوں بچپن سے ایک کلاس اور ایک ہی ادارے میں

Classic Urdu Material

پڑھتی آئیں تھیں۔۔ اب کیسے مرو اسے اکیلی کو جینے دیتی۔۔؟؟ اور وہ دونوں ایک ہی ہائل
میں ایک ہی کمرے میں رہتیں تھیں۔۔!!

جورڈن اس باکس کا تالہ توڑنے میں کامیاب ہو گیا تھا اب وہ اسے لیے چھوٹے سے ڈرائینگ
روم میں بیٹھا تھا۔

اسکی آنکھوں میں ابھی بھی نمی سی تھی۔

دکھ بہت گمرا تھا۔ جو اسکی روح تک کو جھلسایا تھا۔

باکس میں اسکی ماں اور باپ کی بہت سی تصویریں تھیں۔۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بہت
خوش نظر آرہے تھے۔

جورڈن نے کبھی اپنے باپ کو نہیں دیکھا تھا۔

تصویر میں موجود شخص بہت وجیہہ تھا۔ وہ مشرقی مرد تھا شاید اسی لیے مارتا ہا اس پر دل ہار
گئی ہی تھی۔

Classic Urdu Material

تصویروں کے علاوہ اس باکس میں سے ایک لاکٹ نکلا تھا۔

لکھا ہوا تھا-Jabail جس پر

نفرت کی ایک لمر جوڑن کے پورے جسم میں پھیل گئی تھی۔

"میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا مسٹر جبیل-- میں تمہیں ختم کر دو گا--!!

وہ چیخ رہا تھا--

وہ پاگل ہو گیا تھا۔ ہاں پاگل۔ اپنی ماں کے دکھ میں--!!

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ ایسی کیا آفت آگئی تھی جو تم یوں ڈیپارٹمنٹ سے بھاگ

آئی ہے--؟؟"

مرد نے بیگ کو بیڈ پر پھینکتے ہوئے سکون سے بیٹھی حانم سے پوچھا۔

"ویلے ہی مجھے بھوک لگی تھی--

"کیا۔۔ تم پاگل ہو ہانی--؟؟"

مرد اسکی منطق پر حیران رہ گئی تھی۔

Classic Urdu Material

"تمہیں کیا آفت پڑی تھی جو میرے پیچھے پیچھے بھاگ آئی ہو۔۔؟؟"
حائف نے الٹا سوال کیا۔

"کیونکہ تم وہاں سے چلی آئی تھی میں اس لیے آگئی ہی۔۔

"تو میں بھی اسی لیے آگئی تھی کہ وہاں پر وہ آگیا تھا۔۔!!

"وہ کون۔۔؟؟"
مہرو اسکی بات پر چونکی تھی۔

"وہی روحان جبیل۔۔ منہوس۔۔!!"

حائف نے موبائل کو پہنچتے ہوئے کہا۔

"کون روحان جبیل۔۔؟؟"

مہرو حیران تھی۔ اسے نہیں پتا تھا کہ آرجے ہی روحان جبیل تھا جیسے حائف کو نہیں پتا کہ تھا
کہ روحان جبیل ہی آرجے تھا۔

"وہی تمہارا کرش۔۔ آرجے۔۔!!
حائف نے بٹھے کئے لمحے میں جواب دیا تھا۔

Classic Urdu Material

"کیا-- سچ میں--؟؟"

مہرو کو لگا تھا جیسے کوئی بھائی دھماکہ ہوا ہو۔ اس یاد آیا تھا روحان جبیل جس نے کالج میں حانم کی ناک میں دم کر دیا تھا۔

"افف--- کیا واقعی---"

کیا آرجے ہی روحان جبیل ہے-- وہی روحان جو کالج میں تھا--؟؟

"ہاں وہی---"

حانم کو کوفت ہوئی تھی۔

"قسم کھاؤ---"

مہرو کا غصہ روپ چکر ہو گیا تھا اب وہ دلچسپی سے پوچھ رہی تھی۔
اسکے اس طرح کرنے پر حانم نے اسے گھورا تھا۔ جبکہ مہرو نے ڈھیٹ پن سے دانت نکالے تھے۔

"مزہ آنے والا ہے پتا ہے وہ ہمارا ہی کلاس فیلو ہے-- ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا ہمارے بیچ کا-- !!!"

Classic Urdu Material

"کیا--؟"

مہرو نے کی بات سن کر حanim کرنٹ کھا کر اچھلی تھی۔

"ہاں میرا کمزن بتا رہا تھا۔۔ میں نے بہت سنا تھا اسکے بارے میں۔۔ صح میں اس سے ملوں گی۔۔ میرا کمزن ملوائیے گا اور تمہیں میں اپنے کمزن سے ملواؤں گی۔۔
مستقیم عرف ملکی۔۔ آرجے کا بہت اچھا دوست ہے۔۔!!
مہرو اور بھی کچھ کہہ رہی تھی جبکہ حanim کی شکل دیکھنے لائی ق تھی۔ آنسو اسے اپنے گلے میں الکتے محسوس ہو رہے تھے۔

"وہ ہمارا کلاس فیلو کیسے بن گیا۔۔ اسی سال اس نے پری میڈیکل میں ایف ایس سی کی ہے۔۔ ایکم ایس سی سے پہلے بی ایس ای کرنی ہوتی ہے۔۔ وہ ڈائیریکٹ ماسٹرز میں کیسے آگیا۔۔؟"

وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

"وہ سب کر سکتا ہے۔۔ کچھ بھی۔۔ جتنا میں نے سنا ہے اسکے بارے مجھے نہیں لگتا کہ اسکے لیے مشکل ہوگا ایڈیشن لینا۔۔ کوئی می نا کوئی ی جگاڑ لگا لیا ہوگا۔۔!!
مہرو اپنی دھن میں کہہ رہی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ کاج میں آرجے نے حanim کے ساتھ

Classic Urdu Material

کیا کیا تھا؟ حانم نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔
اس نے حانم کے چہرے پر غور نہیں کیا تھا جس پر پریشانی واضح تھی۔

”کیسی ہیں آپ بی جان اور بابا سائی یہ کیسے ہیں--؟“
حشام نے گاڑی پارک کی اور باہر نکلتے ہوئے کان سے لگائیے فون پر بی جان سے پوچھا
تھا۔

”میں ٹھیک ہوں بیٹا۔۔ تمہارے بابا پچھلے تین دن سے بنس ٹور پر گئیے ہیں میرا فون
نہیں اٹھایا اور نا خود کال کی ہے۔۔!!
بی جان افسردہ سی کہہ رہی تھیں۔
انکے لمحے میں دکھ محسوس کر کے حشام کا دل دکھا تھا۔

”ایک بات پوچھوں آپ سے بی جان۔۔؟“
حشام نے مال میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا تھا۔ وہ کچھ ضروری چیزیں لینے آیا تھا۔

”ہاں پوچھو بیٹا۔۔“

Classic Urdu Material

"بی جان بابا سائیں میں آپ سے اتنی محبت کیوں نہیں کرتے جتنے چھوٹے بابا سائیں میں (حیدر جبیل، جنہیں سب لوگ شاہ جبیل کہتے تھے) چھوٹی ماں (عائی شہ جبیل) سے کرتے تھے۔ انکے اس دنیا سے جانے کے بعد بھی چھوٹے بابا سائیں میں نے دوسری شادی نہیں کی-- وہ اب تک انہیں چاہتے ہیں--

اور ایک میرے بابا سائیں میں جنہیں آپکی زیادہ فکر نہیں ہوتی--؟؟" جس سوال سے بی جان ڈر رہی تھیں کہ انکی اولاد ان سے وہ سوال ناکر لے وہی سوال آج حشام کے لبوں پر آہی گیا تھا۔

بی جان کا دل دکھ سے بھر گیا تھا۔ وہ ضیاء جبیل کی پسند نہیں تھیں۔ وہ ان سے عمر میں بڑی تھیں۔ بی جان سے شادی ضیاء جبیل نے اپنے خاندان کی روایات کیلیے کی تھی۔ انکے خاندان میں لڑکے اور لڑکیوں کی شادی سید خاندان میں ہی کی جاتی تھی۔

"نمیں تو۔۔ ایسی بات نہیں ہے بیٹا۔۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں اور خیال بھی کہتے ہیں--!!

بی جان نے جھوٹ بولا تھا۔

Classic Urdu Material

"اچھا مجھے کچھ کام ہے ہم پھر بات کرتے ہیں--!!
وہ حشام کی بات سے بنائی فون بند کر چکی تھیں۔ حشام ایک گھری سانس لے کر رہ گیا تھا۔
وہ سر جھٹک کر ایک کچھ چیزیں چیک کرنے شیلف کی طرف بڑھا تھا جب اچانک چونکا۔

اس سے کچھ فاصلے پر ایک لڑکی سفید سکاراف سے حجاب کیے کھڑی تھی۔ اسکے پڑے کارخ دوسری جانب تھا۔

حشام ٹھہٹھکا تھا۔ اسے سفید ڈوپٹہ اوڑھے کا جھ کے ایک کمرے میں بیٹھی ام حانم یاد آگئی می تھی۔

وہ بلا اختیار ہی اس لڑکی جانب بڑھا تھا۔

"ایسکیوز می--"

حشام نے پکارا تھا۔ لڑکی نے مر کر دیکھا تھا اور پھر اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئی می تھی۔

"حشام جبیل--"

ماہی کامنہ حیرت سے کھل گیا تھا۔ اور شش و پنج میں مبتلا اسے دسمن جان کو تکنے کے تھی

Classic Urdu Material

"کبھی خود کو خود سے جھکرتے دیکھا
کبھی شبء تہائی میں خود کو تڑپتے دیکھا

روئے اتنا کہ دامن بھگو دیا آنسوؤں سے
تو کبھی روتے روتے خود کو مسکراتے دیکھا

کبھی ناراض ہوئے خود سے اتنا کہ مر جانا چاہا
تو کبھی آئینے میں خود کو مناتے دیکھا

کبھی مسکرانے گے دیکھ کر تصویر تیری
تو کبھی آنسوؤں میں خود کو ڈوبتے دیکھا

کبھی جنونِ عشق میں، لکھ دیا نام تیرا دیواروں پہ
تو کبھی بے بسی میں تیرا نام خود کو مٹاتے دیکھا

کبھی بہت ترپا میں تیری یاد کے عالم میں
تو کبھی تجھے یاد کر کہ خود کو بھلاتے دیکھا

Classic Urdu Material

اتنا سب ہونے کے بعد فقط ایک تجربہ ہوا حاصل
تیرے بعد جب بھی دیکھا تو خود کو سنبھلتے دیکھا۔"

لگلے دن حانم خود کو بہت پر سکون کر کے ڈیپارٹمنٹ گئی می تھی۔
اس نے خود سے عمد کیا تھا کہ وہ آر جے کو پہچانے گی نہیں۔--
"اور اسے بھی میں یاد نہیں ہونگی۔"--
حانم نے خود کو تسلی دی تھی۔

وہ دونوں ابھی ڈیپارٹمنٹ سے کچھ فاصلے پر تھیں جب دوسری جانب سے اچھلتے کو دتے
ڈیپارٹمنٹ کی طرف آتے مکی کی نظر مہرو کے ساتھ چلتی حانم پر پڑی تھی۔
وہ دنگ رہ گیا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے رکا تھا۔
اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔
مہرو کے ساتھ جو لڑکی تھی کیا وہ واقعی وہی تھی جسے وہ جانتا تھا۔--
وہ سو فیصد وہی تھی۔--

Classic Urdu Material

"ہانی---"

مکی نے زیر لب دھرایا تھا۔



!! اور میں نے بالکل ٹھیک سنا ہے مس ام حانم-- تم واقعی الگ ہو--

وہ قہقہ لگا کر ہنسا تھا۔ اسکی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔

اسے یہاں آنے میں کوئی می دلچسپی نہیں تھی وہ یہاں جس کام کیلیے آیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔

وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھے اسے سہلا رہا تھا۔ الدبتہ ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

زندگی میں ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کسی نے آرجے پر ہاتھ اٹھایا تھا اور بدلتے اسے غصہ نہیں آیا تھا بلکہ وہ مسکرا رہا تھا۔

Classic Urdu Material

حانم لڑکھراتے قدموں کے ساتھ باہر آئی تھی۔ اسکا دل ابھی تک کانپ رہا تھا۔ اسے امید نہیں تھی کہ آرجے یوں اکیلے میں اسکے قریب آنے کی جرات کرے گا۔

"ہانی میری بات سنو۔"

مہرو اسکے پیچے لپکی تھی۔ لیکن وہ ان سنی کرتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"ہانی رک جاؤ۔ پلیز"

وہ اسکی مشتیں کر رہی تھی لیکن حانم کو لگا تھا کہ اگر وہ کی تو کچھ غلط کر دے گی۔ اپنے ساتھ یا مہرو کے ساتھ۔

ہانی--"

Classic Urdu Material

"میرے پیچھے مت آو--"

وہ ایک دم رکتے ہوئے چیخنی تھی۔ حانم کا چہرے غصے کو ضبط کرنے کی وجہ سے سرخ ہو چکا تھا۔

مہرو کے پڑودہ طبق روشن ہوئے تھے اسے اندازہ نہیں تھا کہ حانم اتنا غصہ کرے گی۔ اسکے اس طرح چلانے پر مہرو کے قدم رک گئیے تھے۔ اور حانم خاموشی سے گیٹ پار کر گئی تھی۔

مہرو کو اب افسوس نے گھیر لیا تھا۔
اسے محسوس ہوا رہا تھا کہ اس نے کتنی بڑی غلطی کر دی تھی۔

حانم کے جانے کے بعد مہرو بھی گھر چلی گئی تھی۔ اسکے بعد آرہے اور باقی لڑکے، لڑکیاں بھی نیا سال منانے کیلیے باہر جا پکھے تھے۔

Classic Urdu Material

حانم گھر آنے کے بعد خوب روئی تھی۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اگر اسکے تھپڑ مارنے پر آرجے اسے سزا دیتا تو۔؟؟

اگر وہ مستقبل میں اسکے مارے گئیے تھپڑ کو معاف ناکرے تو۔؟؟

اسے اپنا سر پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ بالآخر رات کے آخری پھر رونے کے بعد، سر میں ہونے والے درد کی وجہ میڈیسن لے کر وہ مشکل سے ہی سوگئی تھی۔

یونیورسٹی پانچ جنوری کو اوپن ہونی تھی۔ مہرو نے اسے سینکڑوں مرتبہ فون کیا تھا لیکن حانم نے بات نہیں کی تھی۔ وہ اسے شدید ناراض تھی۔

تھک ہار کر مہرو نے بھی فون اور میسجز کرنے بند کر دیئیے تھے۔ اب وہ اسے یونیورسٹی میں ہی منانے والی تھی۔

Classic Urdu Material

چھٹیاں کب ختم ہوئی یہ کچھ پتا ہی نہیں چلا تھا۔

چار جنوری کی شام کو ڈرائیور نے حانم کو ہائل چھوڑا تھا۔ مہرو بھی کچھ دیر پہلے ہی آئی تھی۔

کمرے میں داخل ہونے پر حانم نے مہرو کو دیکھ کر سرسری سا سلام کیا تھا۔

اسکا غصہ کافی حد تک ٹھنڈا ہوا چکا تھا۔

مہرو اسے غور سے دیکھ رہی تھی جو سنجیدہ سی اپنے کپڑے الماری میں رکھ رہی تھی۔

"بانی--"

مہرو نے اسے پکارہ تھا۔ اسے حانم کی خاموشی سے وحشت ہو رہی تھی۔

"بولو--"

حانم کا لمحہ سرد تھا۔ جبکہ مہرو کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیسے بات کرے؟ کیسے معافی مانگے؟؟

Classic Urdu Material

"ناراض ہو۔۔؟؟"

مہرو نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔ اسکا چہرہ مر جھایا ہوا تھا۔

"نمیں-- ناراض کیوں ہونگی میں تم سے--؟؟"

وہی روح کو چھیڑتا سرد پن۔

!! یار پلیز غصہ کرو نا مجھ پر۔ چیخو چلاو برا بھلا کو مجھے لیکن یوں نظر انداز مت کرو۔"

مہرو کا لمحہ آخر میں نم ہو گیا تھا۔

حanim اب موبائل چارج پر لگا رہی تھی۔ ایک پل کیلیے اسکے ہاتھ ساکت ہوئیے تھے۔

مہرو اپھے سے جانتی تھی کہ حanim برا بھلا نہیں کہتی تھی وہ بس خاموشی کی موت مارتی تھی۔

Classic Urdu Material

دیکھو اقصیٰ نے کہا تھا اسکی کمزز آرجے سے ملنا چاہتی ہیں۔۔ اگر آرجے آگیا تو اسکی ویلیو بڑھ۔۔
، جائیے گی اسکی کمزز کے نزدیک
، اور آرجے کا اسکے بلانے پر آنا نامکمل تھا۔ اسی لیے اس نے تمہیں بلایا
کیونکہ وہ جانتی تھی آرجے اور تم ایک دوسرے کو ناپسند کرتے ہیں، اگر تم آؤ گی تو تمہارا مود
! خراب کرنے وہ ضرور آئیے گا۔۔
مہرو نے ڈرتے ڈرتے سچائی بتائی تھی۔۔

میں کوئی سیرہی نہیں ہوں مہرو جسکے ذریعے لڑکیاں آرجے تک پہنچنا چاہتی ہیں۔۔ میں ایک "۔۔
! انسان ہوں اور مجھے دھوکے سے شدید نفرت ہے۔۔
بالآخر وہ بول پڑی تھی۔ حanim کی آواز رندھگئی تھی۔ سب نے مل کر اسے آرجے کیلیے دھوکا
دیا تھا اور یہ بات اسے دکھ پہنچا رہی تھی۔۔

Classic Urdu Material

معاف کر دو پلیز آئی نہ ایسا نہیں ہو گا۔۔ میں قسم اٹھاتی ہوں آئی نہ کبھی ایسا کچھ نہیں"!
!اکرونگی--

مہرو رو تے ہوئی سے اسکے گلے لگ گئی تھی اور اس سے زیادہ تو حانم بھی اس سے ناراض
نہیں رہ سکتی تھی۔

حانم نے سینیار ہال میں جانا چھوڑ دیا تھا۔ جہاں اسے آر جے کی موجودگی محسوس ہوتی وہ اس جگہ
سے سو قدم کے فاصلے پر رہتی تھی۔

انکا اب تک دوبارہ آمنا سامنا نہیں ہوا تھا۔ شاید وہ خود بھی حانم کو نظر انداز کر رہا تھا۔

حانم اسے سمجھ نہیں پائی تھی، عجیب شخص تھا کام کرنے کے بعد ایسے ہو جاتا تھا جیسے وہ
کام اس شخص نے نہیں کسی بلکہ اور نے کیا ہو۔۔

!! اور جب سامنے آتا یا بولتا تھا تو محسوس ہوتا تھا کہ وہ کچھ نہیں بھولتا۔۔

لیکن وہ شکر ادا کر رہی تھی کہ تمپر کے بد لے میں آر جے کی طرف سے اب تک کوئی پیش
قدمی نہیں ہوئی تھی۔

Classic Urdu Material

حائزہ نے یہ بات بھی مہرو کو نہیں بتائی تھی کہ اس نے آرجے کو تھپڑ مارا تھا۔۔ یقیناً یہ سن کر مہرو کو اٹیک ہو جانا تھا۔

وہ چاہتی تھی کہ وقت جیسا گزر رہا تھا۔۔ اسے گزرنے دیا جائیے۔۔

وہ کوئی ہی تماشہ نہیں چاہتی تھی۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ خاموشی سے بہتی زندگی کی پرسکون ندی میں ایک ایسا پتھر گرنے والا تھا جو اسکی زندگی کے بہاؤ کا رخ ایک پل میں پلٹا دے گا۔۔

ان کے فائی نل پیپر شروع ہونے والے تھے۔ حائزہ اور مہرو ڈیپارٹمنٹ کے لان میں دھوپ میں بیٹھی پریکٹیکلز کی نوٹ بکس تیار کر رہی تھیں۔۔

کچھ ہی دیر لکھنے کے بعد مہرو بور ہو گئی تھی۔

Classic Urdu Material

"ہانی اچھا یہ بتاؤ تمیں اپنی زندگی میں کیسا لڑکا چاہیے۔ مطلب لائی ف پارٹنر--؟؟"

مہرو نے اچانک ہی کاپی کو ایک طرف رکھ کر اشتیاق سے حانم سے پوچھا تھا۔

"کبھی سوچا نہیں--"

حانم نے موبائل سے کچھ دیکھ کر کاپی پر لکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔

پھر بھی یار--- کچھ تو، کچھ تو ایسا ہوگا نا جسکی تمیں خواہش ہو، جو تمیں گے کہ میرے ہسبند"

"میں یہ بات ہونی چاہیتے--؟؟"

مہرو بضد تھی۔

!!! ہمم--- میں چاہتی ہوں کہ میرا لائی ف پارٹنر ایک سکالر ہو، ایک اسلامک سکالر--"

حانم نے کچھ دیر بعد سوچتے ہوئے جواب دیا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ شاید دنیا کی پہلی لڑکی نے جس نے اپنے جیون ساتھی کے بارے میں ایسی خواہش کی تھی۔

مہرو اسکی بات پر ہونک بنی اسے دیکھ رہی تھی۔

اور پھر اسکا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

وہ اب پاگلوں کی طرح ہنس رہی تھی۔

حانم نے مہرو کے اس طرح کے رد عمل پر خشمگین نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔

"تم۔۔ یعنی تم چاہتی ہو کہ تمہارا شوہر ایک مولوی ہو۔۔؟؟"

مہرو ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

!!جی نہیں۔۔ میں نے مولوی نہیں کہا۔۔"

حانم نے خفگی سے کہا تھا۔

Classic Urdu Material

تو پھر سکالر کون ہوتا ہے--؟؟"

مہرو کو اپنی دوست پر حیرانگی ہو رہی تھی۔

ایک ایسا شخص جسکے پاس بہت سا علم ہو، ایک ایسا شخص جسکے پاس لوگ اپنی الجھنیں لے کر آتے ہوں۔۔۔ ایک ایسا شخص جو لوگوں کے دل پھیر دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔۔۔ بیشک ہدایت دینا اللہ کا کام ہے لیکن اس میں کچھ ایسا ہو جس سے لوگ متاثر ہو جائیں۔۔۔ وہ جو اسلام کا ایک غلط تصور لوگوں میں ذہن میں ہے، وہ شخص اس غلط تصور کو ختم کرنے کی !!!صلاحیت رکھتا ہو۔۔۔

یہ سب کہتے ہوئے حانم کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"!ابنا ممکن---"

مہرو نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

Classic Urdu Material

"کیوں نا ممکن کیوں--؟؟"

ہو--؟؟ یعنی جسکے (Mutant) کیا تم نے کبھی ایسا انسان دیکھا ہے ہانی جو ایک میوٹنٹ کرو موسمر میں جینیستکلی میوٹیشن آئی ہوں اور میوٹیشن اس شخص کیلیے فائدہ مند ثابت ہوئی ہی "ہوں--؟؟"

"میوٹنٹ دیکھا ہے لیکن فائدے مند نہیں---"

حائف نے دماغ پر زور دیتے ہوئے جواب دیا تھا۔ اس نے ہمیشہ ایلے میوٹنٹس دیکھے تھے جو میوٹیشنز (تبدیلیوں) کی وجہ سے ابنا مرل ہوتے تھے۔

انکے پرانے محلے میں بھی ایلے نچے تھے جو ٹھیک سے بول نہیں پاتے تھے، کچھ چل نہیں سکتے تھے، بڑا سا سر ہوتا تھا اور کمزور ہاتھ پاؤں۔ کچھ ایلے بھی تھے جو روتے تھے ایسا لگتا تھا جیسے بلی رو رہی ہو۔۔ یہ سب میوٹیشنز سے ہونے والی بیماریوں کی علامات تھیں۔

Classic Urdu Material

لیکن اسے کبھی کوئی میں شبت میوٹ نہیں ملا تھا۔ جو نارمل سے بھی غیر معمولی ہو۔

تو پھر تمہاری یہ خواہش بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ مجھے نہیں لگتا تمیں کوئی میں ایسا انسان لے" گا۔

!! مجھے تو سینکڑوں مولوی نظر آتے ہیں جو فرقہ واریت پر بات کرتے ہیں۔ دین پر نہیں۔۔
مرد نے ایک کرڑوی سچائی بیان کی تھی۔ آج کے دور میں زیادہ تر ایسا ہی ہو رہا تھا۔

اچھا چلو یہ سب چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ وہ تمہارے لینے کیا کرے؟ کچھ خاص۔ جو تمیں اچھا" گے۔ جو تمہاری خواہش ہو۔۔؟؟

آج مرد اس سے جانے کیا کیا اگلوانے والی تھی۔

Classic Urdu Material

اگر ثواب اور گناہ کے دائی رے سے باہر نکل کر خواہش کی جائیے تو میں چاہتی ہوں کہ وہ "!! خوبصورت برسی بارش میں میرے لیے کچھ گنگنائیے -- صرف میرے لیے -- حanim کے پھرے پر ساتوں رنگ جھمل کر رہے تھے۔

"یعنی تم چاہتی ہو کہ تمہیں آرجے لے --؟؟"

مہرو کا پھر سے قہقہہ بلند ہوا تھا۔ وہ آج حanim کی عجیب و غریب خواہشات سن کر پاگل ہو رہی تھی۔

"لا حوله ولا قوت--- أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ"

مہرو کی بات پر حanim نے ایسے رد عمل کا اظہار کیا تھا جیسے آرجے کوئی می انسان نہیں بلکہ شیطان ہو۔

اب وہ کھا جانے والی نظروں سے مہرو کو گھور رہی تھی جو ہمیشہ آرجے کا نام لے کر اسکا موڈ خراب کرتی تھی۔

Classic Urdu Material

"اچھا یار سوری اب نہیں ہنستی--"

مہرو نے معذرت کی تھی۔ اس نے کافی دنوں بعد حانم کے سامنے آرجے کا ذکر کیا تھا۔

!! بہت سوٹ کر رہا ہے-- New Hair cut ویلے آرجے کو"

مہرو نے ملکی کے ساتھ ڈیپارٹمنٹ سے باہر جاتے آرجے کو دیکھ کر کہا تھا۔ وہ دو دن بعد ڈیپارٹمنٹ آیا تھا اور فوراً ہی ملکی اسے بلانے آگیا تھا۔

اسکے بال گھنے تھے۔ جو گردن کو چھوتے تھے۔ لیکن اب پیچھے سے کٹ چکے تھے اور جیل لگا کر سر پر موجود بالوں کو کھڑا کیا گیا تھا۔

اس میں سوٹ کرنے والا کیا ہے--؟ ایلے لگتا ہے جیسے بالوں کا ایک لوگرا سا سر پر رکھ دیا"

"ہو۔ ہونہسے

Classic Urdu Material

حانم نے ناک سے لکھی اڑانے والے انداز میں کہا تھا۔

"واہ واہ-- اسکے اتنے اچھے ہیئی راستائیل کو تم نے لوگرے کا نام دے دیا ہے---"

مہرو کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"ویلے یہ لوگر اکس زبان کا لفظ ہے--؟؟"

"مجھے خود نہیں پتا۔"

حانم نے دونوں ہاتھوں کو منہ پر رکھتے ہوئی سے جواب دیا تھا جیسے کچھ غلط کہہ دیا ہو۔ اور پھر دونوں کی ہنسی فضا میں بکھر گئی تھی۔

"کیا تم ایک نئی کامیابی کیلیے تیار ہو--؟؟"

Classic Urdu Material

حشام پر خوش سا پوچھ رہا تھا۔

تمھی۔ اسے ایم بی اے ڈگری ملنے والی تمھی۔ اور ساتھ گولڈ Convocation آج آر جے کی
میڈل بھی--

اس نے اس بار بھی ٹاپ کیا تھا۔ حشام اسکی کامیابی کو لے کر بہت خوش تھا۔

"! میں ہمیشہ تیار رہتا ہوں شامو کا کا--"

آر جے نے جواب دیا تھا۔

"اگر میں سب بہت خوش ہونگے۔ بی جان، مد تھ، بڑے اور چھوٹے بابا سائیں--"

"ڈیڈ کا تو تم رہنے ہی دو--"

Classic Urdu Material

اُنکے نزدیک تو میں گدھا ہی ہوں-- اب گدھا چارہ کھائی سے یا سونا-- انہیں فرق نہیں پڑنے والا--

آرجے نے خلفگی سے کہا تھا۔

"ہاہا-- واہ آرجے کیا لا جک نکالا ہے-- ویلے تم مان گئی سے آخر کہ تم ایک گدھے ہو--"

"شامو کا کا--"

وہ احتیاجاً چلا یا تھا۔

!! چھوٹے بابا سائیں کے نزدیک--"

حشام نے بات پوری کی تھی۔ وہ ہنس دیا تھا۔ وہ خوش تھا آرجے کی کامیابی پر، لیکن آرجے-- ؟؟

Classic Urdu Material

وہ ان سب چیزوں کا عادی تھا۔ اسے کیا فرق پڑنے والا تھا---؟؟

! ا تو یہ تھیں میونٹیشن سے ہونے والی بیماریوں کی اقسام-- اب ہم انکی تفصیل پڑھیں گے--"

پروفیسر نے پروجیکٹر پر کچھ پوائی نئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

جنینیک ایولوشن پر انکی کلاس ہو رہی تھی کہ کیسے وقت کے ساتھ ساتھ کروموسوں اور جین میں تبدلیاں آئیں--

اور اب کیوں ان تبدلیوں کی وجہ سے بیماریاں زیادہ ہو گئی ہی تھیں۔

ارتقاء کہتا کہ پہلے ایک سیل تھا پھر ڈبل ہوئے اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ بندروں سے "۔

انسان وجود میں آئے-- یہ ارتقاء کا نظریہ ہے--

!! لیکن ہمیں اسلام کچھ اور بتاتا ہے کہ ہم سب حضرت آدم علیہ اسلام کی اولاد ہیں--

Classic Urdu Material

پروفیسر لیکچر دے رہے تھے۔

اس سے پہلے کہ ہم آگے چلیں میں آپ لوگوں ایک دلچسپ بات بتانا چاہتا ہوں جسے سن کر "!! یقیناً آپ لوگ حیران ہونگے۔"

کچھ یاد آنے پر پروفیسر ابراہیم کی آنکھیں چمکی تھیں۔

حanim ایکٹو ہو کر بیٹھ گئی تھی۔ پروفیسر ابراہیم اکثر انہیں دلچسپ معلومات سے نوازتے رہتے تھے۔

، امریکی ایک ولوجست ڈاکٹر ایلس سیلور کی تمثیلکہ خیز ریسروچ "،

انہوں نے اپنی اس ریسروچ میں کہا ہے کہ "انسان زمینی مخلوق نہیں ہے ، کے نظریات کا جنازہ اٹھ گیا ہے (Evolution) انکی اس ریسروچ کی بنیاد پر ارتقاء

Classic Urdu Material

، ارتقائی سائنسدان لا جواب ہو چکے ہیں

"!! انسان زمین کا ایلیں ہے ایسا وہ کہتے ہیں --"

انکی باتیں سن کر حانم چونکی تھی۔

ڈاکٹر ایلیس سلور (Ellis Silver) نے اپنی کتاب (Humans are not from Earth) میں تھملکہ خیز دعویٰ کیا ہے کہ انسان اس سیارے زمین کا اصل رہائشی نہیں ہے بلکہ اسے کسی دوسرے سیارے پر تخلیق کیا گیا اور کسی وجہ سے اس کے اصل سیارے سے اس کے موجودہ رہائشی سیارے زمین پر پھینک دیا گیا۔

پروفیسر ابراہیم نے دلچسپی سے بتانا شروع کیا تھا۔

Classic Urdu Material

ڈاکٹر ایلیس جو کہ ایک سائنسدان محقق مصنف اور امریکہ کا نامور ہے اس کی کتاب میں اس کے الفاظ پر غور کیجئے۔ ذہن میں (Ecologist) ایک الوجہ رہے کہ یہ الفاظ ایک سائنسدان کے ہیں جو کسی مذہب پر یقین نہیں رکھتا۔

اس کا کہنا ہے کہ انسان جس ماحول میں پہلی بار تخلیق کیا گیا اور جہاں یہ رہتا ہا ہے وہ سیارہ وہ جگہ اس قدر آرام دہ پر سکون اور مناسب ماحول والی تھی جسے وہی آئی پی کہا جا سکتا ہے وہاں پر انسان بہت ہی نرم و نازک ماحول میں رہتا تھا اس کی نازک مزاجی اور آرام پرست طبیعت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنی روئی روزی کے لئے کچھ بھی ترد نہیں کرنا پڑتا تھا، یہ کوئی بہت ہی لاڈلی مخلوق تھی جسے اتنی لگڑی لائف سیر تھی۔ وہ ماحول ایسا تھا جہاں سردی اور گرمی کی بجائے بہار جیسا موسم رہتا تھا اور وہاں پر سورج جیسے خطرناک ستارے کی تیز دھوپ اور الٹرا اولٹیٹ شعاعیں بالکل نہیں تھیں جو اس کی بروادشت سے باہر اور تکلیف دہ ہوتی ہیں۔

Classic Urdu Material

"کیا واقعی ایسا تھا۔۔؟؟"

حanim نے سوال کیا تھا۔

!"بالکل-- ہو سکتا ہے-- اب آگے سنیں--"

تب اس مخلوق انسان سے کوئی غلطی ہوئی--

اس کو کسی غلطی کی وجہ سے اس آرام دہ اور عیاشی کے ماحول سے نکال کر پھینک دیا گیا تھا
۔ جس نے انسان کو اس سیارے سے نکالا لگتا ہے وہ کوئی انتہائی طاقتور ہستی تھی جس کے
کنٹرول میں سیاروں ستاروں کا نظام بھی تھا۔۔۔ وہ جسے چاہتا، جس سیارے پر چاہتا، سزا یا جزا
کے طور پر کسی کو بھجو سکتا تھا۔ وہ مخلوقات کو پیدا کرنے پر بھی قادر تھا۔

Classic Urdu Material

ڈاکٹر سلور کا کہنا ہے کہ ممکن ہے زمین کسی ایسی جگہ کی مانند تھی جسے جیل قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہاں پر صرف مجرموں کو سزا کے طور پر بھیجا جاتا ہو۔ کیونکہ زمین کی شکل-- کالا پانی جیل کی طرح ہے--- خشکی کے ایک ایسے ٹکڑے کی شکل جس کے چاروں طرف سمندر ہی سمندر ہے وہاں انسان کو بھیج دیا گیا۔

ڈاکٹر سلور ایک سائنسیت ہے جو صرف مشاہدات کے نتائج حاصل کرنے بعد رائے قائم کرتا ہے۔ اس کی کتاب میں سائنسی دلائل کا ایک انبار ہے جن سے انکار ممکن نہیں۔

اس کے دلائل کی بڑی بنیاد جن پوائنٹس پر ہے ان میں سے چند ایک ثابت شدہ یہ ہیں--

”کیا میں ان پوائنٹس کو بیان کروں۔۔۔؟؟“

آرچے نے پروفیسر کی بات کاٹی تھی۔ سب نے چونک کرا سے دیکھا تھا۔ پروفیسر کو حیرت ہو رہی تھی کہ واقعی وہ لڑکا اس ریسرج کو جانتا تھا۔۔۔ اگر جانتا تھا تو پھر بھی۔۔۔

Classic Urdu Material

نمبر ایک، زمین کی کش ثقل اور جہاں سے انسان آیا ہے اس جگہ کی کشش ثقل میں بہت زیادہ فرق ہے۔ جس سیارے سے انسان آیا ہے وہاں کی کشش ثقل زمین سے بہت کم تھی، جس کی وجہ سے انسان کے لئے چلنا پھرنا بوجھ اٹھا وغیرہ بہت آسان تھا۔ انسانوں کے اندر کمر درد کی شکلیت زیادہ گریوٹی کی وجہ سے ہے۔

نمبر دو، انسان میں جتنے دائمی امراض پائے جاتے ہیں وہ باقی کسی ایک بھی مخلوق میں نہیں جو زمین پر بس رہی ہے۔ ڈاکٹر ایلیس لکھتا ہے کہ آپ اس روئے زمین پر ایک بھی ایسا انسان دکھا دیجیئیے جسے کوئی ایک بھی بیماری نہ ہو تو میں اپنے دعوے سے دستبردار ہو سکتا ہوں جبکہ میں آپ کو ہر جانور کے بارے میں بتا سکتا ہوں کہ وہ وقتی اور عارضی بیماریوں کو چھوڑ کر کسی ایک بھی مرض میں ایک بھی جانور گرفتار نہیں ہے۔

نمبر تین، ایک بھی انسان زیادہ دیر تک دھوپ میں بیٹھنا برداشت نہیں کر سکتا بلکہ کچھ ہی دیر بعد اس کو چکر آنے لگتے ہیں اور سن سڑوک کا شکار ہو سکتا ہے جبکہ جانوروں میں ایسا کوئی ایشو

Classic Urdu Material

نہیں ہے مہینوں دھوپ میں رہنے کے باوجود جانور نہ تو کسی جلدی بیماری کا شکار ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی اور طرح کے مرض میں بنتلا ہوتے ہیں جس کا تعلق سورج کی تیز شعاعوں یادھوپ سے ہو۔

حانم آنکھیں پھاڑے اسے سن رہی تھیں-- جیسے آر جے بول رہا تھا-- حانم کا دل تیز تیز "دھڑک رہا تھا-- اسکے ذہن میں کچھ گردش کرنے لگا تھا۔

نمبر چار، بہر انسان یہی محسوس کرتا ہے اور ہر وقت اسے احساس رہتا ہے کہ اس کا گھر اس سیارے پر نہیں۔ کبھی کبھی اس پر بلاوجہ ایسی اداسی طاری ہو جاتی ہے جیسی کسی پر دیس میں رہنے والے پر ہوتی ہے چاہے وہ بیشک اپنے گھر میں اپنے قربی خونی رشتے داروں کے پاس ہی کیوں نا بیٹھا ہوں۔

Classic Urdu Material

نمبر پانچ، زمین پر رہنے والی تمام مخلوقات کا ٹپر تھر آٹویٹک طریقے سے ہر سینکڑ بعد ریگولیٹ ہوتا رہتا ہے یعنی اگر سخت اور تیز دھوپ ہے تو ان کے جسم کا درجہ حرارت خود کار طریقے سے ریگولیٹ ہو جائے گا، جبکہ اسی وقت اگر بادل آ جاتے ہیں تو ان کے جسم کا ٹپر تھر سائے کے مطابق ہو جائے گا جبکہ انسان کا ایسا کوئی سسم نہیں بلکہ انسان بدلتے موسم اور ماحول کے ساتھ بیمار ہونے لگ جائے گا۔ موسمی بخار کا لفظ صرف انسانوں میں ہے۔

نمبر چھ بانسان اس سیارے پر پائے جانے والے دوسرے جانداروں سے بہت مختلف ہے۔ اسکا ڈی این اے اور جینیز کی تعداد اس سیارہ زمین پہ جانے والے دوسرے جانداروں سے بہت مختلف اور بہت زیادہ ہے۔

نمبر سات: زمین کے اصل رہائشی (جانوروں کو اپنی غذا حاصل کرنا اور اسے کھانا مشکل نہیں، وہ ہر غذا ڈائریکٹ کھاتے ہیں، جبکہ انسان کو اپنی غذا کے چند لقمه حاصل کرنے کیلیئے ہزاروں جتن کرنا پڑتے ہیں، پہلے چیزوں کو پکا کر نرم کرنا پڑتا ہے پھر اس کے معده اور جسم کے مطابق

Classic Urdu Material

وہ غذا استعمال کے قابل ہوتی ہے، اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انسان زمین کا رہنے والا نہیں ہے۔ جب یہ اپنے اصل سیارے پر تھا تو وہاں اسے کھانا پکانے کا جھنجٹ نہیں اٹھانا پڑتا تھا بلکہ ہر چیز کو ڈائئریکٹ غذا کیلئے استعمال کرتا تھا۔ مزید یہ اکیلا دوپاؤں پر چلنے والا ہے جو اس کے یہاں پر ایلین ہونے کی نشانی ہے۔

نمبر آٹھ: انسان کو زمین پر رہنے کیلئے بہت نرم و گداز بستر کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ زمین کے اصل باسیوں یعنی جانوروں کو اس طرح نرم بستر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ اس چیز کی علامت ہے کہ انسان کے اصل سیارے پر سونے اور آرام کرنے کی جگہ انتہائی نرم و نازک تھی جو اس کے جسم کی نازکی کے مطابق تھی۔

نمبر نو: انسان زمین کے سب باسیوں سے بالکل الگ ہے لہذا یہ یہاں پر کسی بھی جانور (بندر یا چمپینزی وغیرہ) کی ارتقائی شکل نہیں ہے بلکہ اسے کسی اور سیارے سے زمین پر کوئی اور مخلوق لا کر پھینک گئی ہے۔

Classic Urdu Material

انسان کو جس اصل سیارے پر تخلیق کیا گیا تھا وہاں زمین جیسا گنداماحول نہیں تھا، اس کی نرم و نازک جلد جو زمین کے سورج کی دھوپ میں ججلس کر سیاہ ہو جاتی ہے اس کے پیدائشی سیارے کے مطابق بالکل مناسب بنائی گئی تھی۔ یہ اتنا نازک مزاج تھا کہ زمین پر آنے کے بعد بھی اپنی نازک مزاجی کے مطابق ماحول پیدا کرنے کی کوششوں میں رہتا ہے۔ جس طرح اسے اپنے سیارے پر آرام دہ اور پر تعیش بستر پر سونے کی عادت تھی وہ زمین پر آنے کے بعد بھی اسی کے لئے اب بھی کوشش کرتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ آرام دہ زندگی گزار سکوں۔ جیسے خوبصورت قیمتی اور مضبوط محلات مکانات اسے وہاں اس کے ماں باپ کو سیر تھے وہ اب بھی انہی جیسے بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ جبکہ باقی سب جانور اور مخلوقات اس سے بے نیاز ہیں۔ یہاں زمین کی مخلوقات عقل سے عاری اور تھڑڈ کلاس زندگی کی عادی ہیں جن کونہ اچھا سوچتے کی توفیق ہے نہ اچھا رہنے کی اور نہ ہی امن سکون سے رہنے کی۔ انسان ان مخلوقات کو دیکھ دیکھ کر خونخوار ہو گیا۔ جبکہ اس کی اصلاحیت محبت فنون لطیفہ اور امن و سکون کی زندگی تھی۔۔۔ یہ ایک ایسا قیدی ہے جسے سرزا کے طور پر تھڑڈ کلاس سیارے پر بھیج دیا گیا تاکہ اپنی سرزا کا دورانیہ گزار کر واپس آجائے۔ ڈاکٹر ایلیس کا کہنا ہے کہ انسان کی عقل و شعور اور ترقی سے اندازہ ہوتا ہے کہ

Classic Urdu Material

اس ایلین کے والدین کو اپنے سیارے سے زمین پر آئے ہوئے کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا، ابھی کچھ ہزار سال ہی گزرے ہیں یہ ابھی اپنی زندگی کو اپنے پرانے سیارے کی طرح لگڑزی بنانے کے لئے بھرپور کوشش کر رہا ہے، کبھی گائیاں ایجاد کرتا ہے، کبھی موبائل فون اگر اسے آئے ہوئے چند لاکھ بھی گزرے ہوتے تو یہ جو آج ایجادات نظر آ رہی ہیں یہ ہزاروں سال پہلے وجود میں آ چکی ہوتیں، کیونکہ میں اور تم اتنے گئے گزرے نہیں کہ لاکھوں سال تک جانوروں کی طرح بیچارگی اور ترس کی زندگی گزارتے رہتے۔

"ایسا ہی ہے نا پروفیسر ابراہیم؟؟"

آرجے نے تصدیق چاہی تھی۔ پروفیسر نے حیرانگی سے سر ہلا دیا تھا۔

اسے ہر چیز از بر ہوتی تھی۔

"آپکا اس بارے میں کیا خیال ہے---؟؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

ڈاکٹر ایلیس سیلور کی کتاب میں اس حوالے سے بہت کچھ ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے " کہ اس کے دلائل کو ابھی تک کوئی جھوٹا نہیں ثابت کر سکا۔۔

پروفیسر نے بولنا شروع کیا۔

میں اس کے سائنسی دلائل اور مفروضوں پر غور کر رہا تھا۔۔ یہ کہانی ایک سائنسدان بیان کر رہا " ہے یہ کوئی کہانی نہیں بلکہ حقیقی داستان ہے جسے انسانوں کی ہر الہامی کتاب میں بالکل اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ میں اس پر اس لئے تفصیل نہیں لکھوں گا کیونکہ آپ سمجھی اپنے باپ آدم، اور حواء کے قصے کو اچھی طرح جانتے ہیں۔۔ سائنس اللہ کی طرف چل پڑی ہے ۔۔ سائنسدان وہ سب کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں جو انبیاء کرام اپنی نسلوں کو بتاتے رہے تھے ۔ میں نے نسل انسانی پر لکھنا شروع کیا تھا۔ اب اس تحریر کے بعد میں اس سلسلے کو بہتر انداز میں آگے بڑھا سکوں گا۔۔

Classic Urdu Material

ارتقاء کے نظریات کا جنازہ اٹھ چکا ہے -- اب انسانوں کی سوچ کی سمت درست ہو رہی ہے --
یہ سیارہ ہمارا نہیں ہے - یہ میں نہیں کہتا بلکہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشمار بار
بتا دیا تھا۔ اللہ پاک نے اپنی عظیم کتاب قران حکیم میں بھی بار بار لاتعداد مرتبہ یہی بتا دیا کہ اے
انسانوں یہ دنیا کی زندگی تمہاری آزمائش کی جگہ ہے - جہاں سے تم کو تمہارے اعمال کے مطابق
"سزا و جزا لے گی"۔

معاف کیجیئے گا سر لیکن جس سائی نسدان نے یہ مفروضہ پیش کیا ہے وہ ایک مصنف بھی"
ہے، اور مصنف خیالوں کی دنیا میں زیادہ رہتے ہیں--
آر جے نے پروفیسر کی بات کاٹی تھی۔

آپ نے کہا اسکے مشاہدات کو غلط ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن کوئی بھی سائی نسدان "ایس سلور سے مستفوی نہیں ہے۔

Classic Urdu Material

پوائی نٹ نمبر پانچ میں اس نے کہا ہے کہ جانوروں کو موسمی بخار نہیں ہوتا۔۔ جبکہ یہ غلط ہے۔
موسمی بیماریوں کے آثر جانوروں کو انجیکشن لگتے ہیں۔۔

اسلام کا تھوڑا اثر ہو گیا ہو گا اس پر اسی لیتے اس نے یہ سب لکھ دیا۔۔ ورنہ جو نتیجہ آپ نے نکالا
!! ہے ایسا کچھ نہیں ہے۔۔

آرجے کا الجھ تمسخرانہ تھا۔

پروفیسر خاموش ہو گئیے تھے۔"

تو سائی نس کماں تک سو فیصد درست ہے مسٹر آرجے۔۔؟؟"

سائی نس کہتی ہے کہ میوٹیشن سے ہونے والی تبدیلیوں سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں خاص طور پر
(جس میں ایک کروموسوم اضافی ہوتا ہے (میں جاندار کو فائیڈہ ہوتا ہے جبکہ میں Trisomy
نے ایسا کوئی می انسان نہیں دیکھا جو ایک میوٹنٹ ہو۔۔ جسے میوٹیشن کی وجہ سے کوئی می
خاصیت ملی ہو۔۔ اس بارے میں کیا کہیں گے آپ۔۔؟؟

Classic Urdu Material

حانم کی بات سن کر آرجے مسکرایا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ بہت محفوظ ہوا تھا اسکی بات سن کر--

"آپکے پاس کیا ثبوت ہے کہ ایسا کوئی میوٹنٹ موجود نہیں ہے۔؟؟"

الٹا سوال آیا تھا۔

"کہاں ہے۔۔؟؟ اگر ہے تو بتائیں۔۔؟؟"

hanum بضد تھی۔

"ہوں۔۔۔مثال آپکے سامنے ہے مس ام حانم میں ایک"

آرجے نے گویا دھماکہ کیا تھا۔

Classic Urdu Material

عموماً اسے لوگ بچپن میں ہی مرجاتے ہیں انکے جینے کے چانسز بہت کم ہوتے ہیں--- لیکن"

یہ کنڈیشن میرے لیے فائدہ مند ثابت ہوئی می ہے--

ہیں-- میرا دماغ بہت تیزی سے کام کرتا ہے، میں scanning eyes میرے پاس

! اکر سکتا ہوں یعنی مجھے کبھی ایڈز نہیں ہو سکتا-- HIV کو resist کو

حائف پھٹی پھٹی آنکھوں سے آر جے کو دیکھ رہی تھی۔

جس میں میونٹس X-Men وہ بچپن میں ہالی ووڈ مولویز بہت دیکھا کرتی تھی۔ خاص طور پر

ہوتے ہیں اور ان میونٹس کے پاس کوئی می ناکوئی می خاصیت ہوتی ہے۔

آج وہ حقیقت میں ایک میونٹ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ واقعی سکلین کرنے والی آنکھیں اور دماغ

! ارکھتا تھا۔

حائف سمیت وہاں موجود ہر انسان دنگ رہ گیا تھا۔

Classic Urdu Material

اس نے غیر معمولی چیزوں کا سنا تھا۔ آج حقیقت میں ایک ایسے انسان کو دیکھا تو حالت عجیب ہو رہی تھی۔

وہ شخص شاید جانتا نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کتنی بڑی نعمت سے نوازا تھا۔

"اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھੁٹلاؤ گے۔؟؟"

اور سامنے کھڑا شخص جھੁٹلاتا تھا۔ ہر ایک نعمت جو اسے دی گئی ہے وہ صرف اسے اپنا حق سمجھ کر استعمال کرتا تھا۔

"مسٹر آرچے یہ سب جانے کے باوجود بھی آپ خدا پر یقین نہیں رکھتے۔؟؟"

وہ بلا اختیار ہی پوچھ گئی تھی۔

Classic Urdu Material

اس میں خدا کو ماننے والی کیا بات ہے--؟؟"

!! یہ ایک بیماری ہے بس میری قسمت کہ یہ بیماری میرے لیے فائدے مند ثابت ہوئی ہی--

وہ عام سے لجے میں کہہ رہا تھا۔

اور اگر یہ بیماری واقعی آپکے لیے عذاب بن جاتی تو--؟؟"

نمیں بنی نا۔ اور میں کسی چیز کو فرض نہیں کرتا کہ ایسا ہوگا۔ یا ایسا ہوتا۔ تو، ایسا ہوا ہی"

نمیں۔

!! خیر کلاس کا وقت ختم ہو چکا ہے۔۔ پھر ملاقات ہوگی پروفیسر۔۔ گڑ بائی رے--

وہ کلاس سے باہر چلا گیا تھا۔

Classic Urdu Material

خانم خاموشی سے اسے جاتا دیکھ رہی تھی جبکہ اسکے ذہن میں صحیح تلاوت کی گئی می آیت گونج گئی تھی۔

صَمْمِمْ بَعْكُمْ عَمْيٌ فَهُمْ لَا يَرَهُ جَعْوُنٌ -) الْبَقَرَةَ: ١٨(

"اور وہ بھرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں اب یہ نہیں پلٹیں گے۔"



آرجے تو چلا گیا تھا لیکن حانم کو الجھن میں ڈال گیا تھا۔ اس نے اپنی پوری زندگی میں نعمتوں سے اتنا نوازا گیا شخص نہیں دیکھا تھا۔

فائی دہ جسے کچھ نظر نا آتا ہو---؟؟؟

Classic Urdu Material

"اوہ مائیے گاڈ۔۔ مجھے تو یقین نہیں آ رہا۔۔"

مہرو شاکر سی حانم کے پاس آئی تھی۔

"!! کچھ ایسی ہی حالت میری بھی ہے۔۔"

حانم نے سخیگی سے جواب دیا تھا۔ پوفیسر جاپکے تھے اور کچھ دیر بعد وہ دونوں بھی کلاس سے باہر نکل آئی تھیں۔

"ام حانم۔۔"

اسے اپنے عقب سے آواز سنائی دی تھی۔ حانم نے جیسے ہی پٹ کر عثمان ملک اسکے سامنے کھڑا تھا۔

"کیسی ہیں آپ۔۔؟؟"

وہ خوشدلی سے پوچھ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"جی الحمد للہ۔۔ آپ کیسے ہیں۔۔؟؟"

میں بالکل ٹھیک دراصل مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔ میں نے آپکو اپنی ٹیم کا حصہ بننے کی"

"آفر کی تھی آپ نے بتایا نہیں کچھ۔۔؟؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔

!! جی مجھے یاد ہے۔۔ دراصل پیپرز ہوجائیں فائی نل تو میں سمینار ائینڈ کرنا شروع کر دوں گی۔۔"

حانم نے سلیقے سے جواب دیا تھا۔

!! چلیں ٹھیک ہے بیست آف لک۔۔ جلدی سے اگرماز دیں اور پھر میری ٹیم کی مسیبہ بنیں۔۔"

وہ مسکرا کر کہتا واپس جا چکا تھا جبکہ وہ دونوں بھی گیٹ کی طرف بڑھ گئی تھیں۔

Classic Urdu Material

انکے فائی نل پیپر شروع ہو گئیے تھے۔ ہر کوئی می کتابوں اور نوُس میں سردیئیے پڑھتا نظر آتا تھا۔

کچھ دیر پڑھنے کے بعد حانم آکتا جاتی تھی اور پھر موبائل پکڑ کر ویڈیو زدیکھنا شروع کر دیتی تھی۔

ابھی بھی وہ یوٹیوب پر کسی لڑکے کا انٹرویو سن رہی تھی جو مسلمان ہونے سے پہلے ملحد تھا اور اب اپنی کہانی سنارہا تھا۔

میں کسی مذہب پر یقین نہیں رکھتا تھا مجھے لگتا تھا کہ کوئی می بھی مذہب مکمل نہیں ہے۔۔۔
میرا دوست یہودی تھا میں نے ایسے ہی شوقیہ طور پر یہودیت کا مطالعہ کیا اور میں متاثر ہوا۔ مجھے لگا کہ مجھے یہ مذہب اپنانا چاہیتے۔۔۔ لیکن میری قسمت یہودیوں کے ربی نے کہا کہ وہ اپنے مذہب

Classic Urdu Material

میں کسی کو داخل نہیں ہونے دیتے۔۔ مجھے افسوس ہوا اور پھر اللہ کا کرم ہوا۔۔ اسلام کو پڑھا جانا اور پھر دل ایمان لے آیا۔۔

"ایک منٹ ایک منٹ۔۔ یہ کیا کہہ رہا تھا۔۔؟؟"

مہرو ایک دم چونکی تھی۔

"کیا۔۔؟؟"

حانم حیران ہوئی۔

"یہی یہودی والی بات۔۔؟؟"

مہرو حیران تھی۔

Classic Urdu Material

ہاں مُھیک کہہ رہا تھا وہ-- یہودی کسی باہر والے کو اپنے مذہب میں داخل نہیں ہونے"
! دیتے--

حائف نے بتایا--

"کیا تمہیں نہیں پتا تھا--؟؟"

حائف نے پوچھا۔

"نہیں-- مجھے تو ابھی پتا چلا--"

مہرو حیران سی بتا رہی تھی۔

اسکلی وجہ کیا ہے-- وہ ایسا کیوں کرتے ہیں---؟؟"

Classic Urdu Material

کیونکہ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی سب سے لادلی قوم تھی جیسے موسیٰ علیہ اسلام لادلے نبی " تھے۔

یہودیوں کو لگتا ہے کوئی یہ قوم ان سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اور اگر انہوں نے باہر سے کسی انسان کو اپنے مذہب میں داخل کیا تھا تو انکی قوم ناپاک ہو جائیے گی۔۔۔ انکی صدیوں سے چلی ! آرہی لادلی اور پاک نسل کا تسلسل ٹوٹ جائیے گا۔۔۔

حanim نے مختصرًا جواب دیا تھا۔

"کمال ہے۔۔۔"

مہرو کو ابھی بھی یقین نہیں ہو رہا تھا۔

اس سے پہلے وہ کوئی یہ اور سوال کرتی حanim نے موبائل کھنے کے بعد اب پڑھنے کیلئے نوٹ اٹھا لینے تھے اور وہ خاموش ہو گئی تھی۔

Classic Urdu Material

آخری پیپر کی تیاری کیلیے وہ دونوں میں لائی بریری آئی می تھیں۔

لائی بریری میں داخل ہونے پر دائیں طرف شیلف گئے تھے۔ ہر شیلف کے اندر باکس بنے تھے اور اب پر نمبر لکھا ہوا تھا۔

بیگ، کتاب یا نوُس وغیرہ لائی بریری کے اندر لے جانا سخت منع تھا۔

مہرو نے آگے بڑھ کر کاؤنٹر پر بیٹھے انگل سے دو پاس لیتے تھے۔ یہ پاس ان باکس کے ایک طرح کی چابی تھے جو شیلف میں بنے تھے اور پھر اس نے اپنے اور حanim کے بیگ کو شیلف میں رکھا تھا۔

واپسی پر یہی پاس واپس کرنے پر انہیں بیگ واپس مل جانے تھے۔

اگرناز کے دن تھے لائی بریری سٹوڈنٹس سے کھچا کچھ بھری نظر آتی تھی۔ عام دنوں میں بھی سٹوڈنٹس کی ایک بڑی تعداد لائی بریری میں موجود ہوتی تھی۔

یہ پاکستان کی سب سے بڑی لائی بریری تھی جہاں ایک کروڑ کے قریب کتابیں، جزلزم، ریسرچ پیپرز ہر چیز موجود تھی۔

Classic Urdu Material

انٹری ڈور پر دونوں نے اپنا کارڈ سکین کیا تھا اور پھر وہ دونوں لائی بریری میں داخل ہوئی تھیں۔

سامنے ہی کمپیوٹر پر حانم کو آرجے بیٹھا نظر آگیا تھا۔

"کیا واقعی یہ کتابیں بھی پڑھتا ہے---؟؟"

اسے دیکھ کر حانم نے مہرو سے پوچھا تھا۔

"پڑھتا ہی ہوگا۔۔ اب بنا پڑھے گولڈ میڈل کون حاصل کر سکتا ہے--؟؟"

مہرو نے جواب دیا تھا۔

وہ دونوں گروپ اسٹڈی کمبلیتے آئی تھیں۔ اور گروپ اسٹڈی کا سیکشن دوسرے فلور پر تھا۔

Classic Urdu Material

"مجھے اس سے ملنا ہے-- انفیکٹ مبارکباد دینی ہے--"

مہرو کہتے ہوئے آرجے کی طرف بڑھی تھی۔

"کس بات کی مبارکباد--؟؟"

حانم حیران ہوئی تھی۔

"اے! کی بتا رہا تھا آرجے کی منگنی ہو گئی ہے--"

مہرو نے گویا دھماکہ کیا تھا۔

حانم تو منہ کھولے اسکی بات سن کر رہی تھی۔

"کیا واقعی--؟؟"

Classic Urdu Material

وہ حیران ہوئی تھی۔

"ہاں--"

مہرو شرارت سے کہتی آرجے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ جب حانم ہونق سی اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔

"!! ہیلو آرجے--"

مہرو نے اسکے پاس جا کر آرجے کو مخاطب کیا تھا۔

"ہائیے--"

مہرو کو دیکھتا ہوا وہ خوشلی سے مسکرا�ا تھا۔

Classic Urdu Material

گردن موڑ کر دیکھا تو تمہوڑے سے فاصلے پر منہ بنائیے کھڑی حانم اسے نظر آگئی تھی۔ وہ زیرلب مسکرا دیا تھا۔

"آپ بھی کتابیں پڑھتے ہیں--؟؟--"

مرد نے پوچھا تھا۔

"جی کہ سکتی ہیں آپ--"

وہ بات گول مٹول کر گیا تھا۔

"بہت خوشی ہوئی آپکی شاندار کامیابی کا سن کر--"

"Thanks pretty lady.."

Classic Urdu Material

وہ بنا دیکھے بھی محسوس کر سکتا تھا کہ حانم اس وقت کتنے غصے میں تھی۔

لگتا ہے آپکی دوست کافی غصے میں ہے-- اگر آپ ایک منٹ سے پہلے یہاں سے ناگئی میں "!

اوہ آپکو کچا چبا جائے گی--

آرجے نے شرارت سے کہا تھا۔

"نمیں اوہ شاکڈ ہے--"

مہرو نے جواب دیا تھا۔

"کس بات پر--؟؟"

آرجے حیران ہوا۔

Classic Urdu Material

"! ایں نے اسے کہا ہے کہ آپکی انگوخت ہو چکی ہے--"

"رئی بیلی--"

آرجے کا قمقہ بلند ہوا تھا۔

"! اور آپکی دوست اس وقت سوچ رہی ہو گی کہ کس کی زندگی برباد ہوئی ہے--"

وہ ہنس رہا تھا۔

دانٹ تو ایسے نکال رہا ہے جیسے جنت مل گئی ہو۔ پتا نہیں کس کی قسمت پھوٹی ہے"
"جو اسکی زندگی میں آگئی ہی--"

حانم اسے قمقہ لگاتے دیکھ کر بڑبڑائی ہی تھی۔

"کیا بات ہے-- اتنا جانتے ہیں آپ ہانی کو--"

Classic Urdu Material

مہرو حیران ہوئی۔

!!جی اس سے بھی زیادہ ، بیشک جا کر پوچھ لیں وہ اس وقت یہی سوچ رہی ہے--"

وہ پر اعتماد تھا۔

!!ٹھیک ہے پھر ملتے ہیں--"

اس سے پہلے حانم وہاں آتی مہرو اسے بائی سے کہتی حانم کی طرف بڑھ گئی تھی جبکہ آرچے ان دونوں کو دلچسپی سے سیرہیوں کی طرف جاتا دیکھ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

پر بیٹھی تمہیں کچھ دیر بعد لکی، آرجے اور Millennial لگلے دن آخری پیپر کے بعد وہ دونوں رُشنا جو اسماڑ کی بہن اور پرنسل کی بیٹی تھی وہاں آگئیے تھے۔

!!! آج آرجے سب کو اپنی منگنی کی خوشی میں ٹریٹ دے رہا ہے--"

مہرو نے اسکا ذکر لازمی کرنا تھا۔

"تو--؟؟"

حانم کا لمحہ سخت تھا۔

"ہمیں بھی جانا چاہیئی ہے--"

مہرو نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔

Classic Urdu Material

بھاڑ میں جائے وہ اور اسکی ٹریٹ۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے اور تم بار بار اسکا ذکر مت
"کیا کرو۔۔

حanim چڑگئی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے غصہ تو مت کرو۔۔ آج تو آزادی کا دن ہے۔۔"
مہرو مسکرائی تھی۔

کے سامنے گاڑی کی تھی اور اس میں سے ایک سٹائلش سی لڑکی Millennial کچھ دیر بعد
نکلی تھی۔ وہ اب آرجے کی طرف قدم بڑھا رہی تھی۔

"تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے آرجے۔۔"
وہ اسکے پاس آنے پر چلائی تھی۔

Classic Urdu Material

آر جے پونک کر اسے دیکھا تھا۔۔

"کون ہو تم۔۔"

وہ اجنبی سا پوچھ رہا تھا۔

بھول گئی سے اتنی جلدی۔۔ لیکن میں نہیں بھولی۔۔ میں تمہیں کیسے بھول سکتی"

"ہوں۔۔؟؟"

لڑکی کی آواز زندھ گئی می تھی۔۔

"ایکسکیوز می مس۔۔۔ کیا بول رہی ہو تم۔۔۔؟؟"

Classic Urdu Material

ایک سال کا ریلیشن شپ رہا ہے ہمارا۔۔ ایلے کیسے تم مجھے بھول سکتے ہو۔۔؟؟ جب مجھے تم " سے پیار ہوا تو تم آکتا گئیے مجھ سے۔۔؟؟ چھوڑ دیا مجھے۔۔ لیکن میں تمہیں نہیں بھول " سکتی اور نا چھوڑ سکتی ہوں۔۔

وہ چلا رہی تھی۔

" چلاو مت۔۔ اور دماغ خراب مت کرو میرا۔۔ "

تمہیں اب تک کتنے لڑکوں سے پیار ہو چکا ہے یہ میں اپنے سے جانتا ہوں۔۔ اب جاؤ یہاں سے ! اتنا شہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

آرجے کا الجہ برف جیسا سرد تھا۔

وہاں موجود تمام سٹوڈنٹس حیرت اور دلچسپی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

حانم کے چہرے پر واضح ناگواری تھی۔

Classic Urdu Material

پلیز آر جے-- میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں پلیز میرے ساتھ ایسا مت کرو-- میں سب کو"
"چھوڑ دو نگی-- میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں-- پلیز مجھے اپنا لو--
وہ لڑکی رونے لگ گئی تھی۔

میں نے کہا نا دماغ خراب مت کرو-- جاؤ یہاں سے مجھے تم میں کوئی می دلچسپی نہیں"
!! ہے--

"لیکن میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتی-- اور اگر تم میرے نا ہوئیے تو دیکھنا-- بہت برا ہو گا--"
وہ اسے دھمکی دیتی جا چکی تھی۔ جبکہ آر جے پرسکون ہو چکا تھا۔
لوگ اپنے اپنے کاموں میں دوبارہ مشغول ہو چکے تھے۔

Classic Urdu Material

اچانک آرجے کی نظر حانم پر پڑی تھی جو کھا جانے والی نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔

"کیا تمھا۔۔؟"

مہرو لڑکی کے جانے کے بعد بولی تھی۔

"تمہارے آرجے کا لگایا ہوا تماشہ۔۔"

حانم نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تھا۔

"اف۔۔ میرا آرجے۔۔"

مہرو بلا اختیار ہی ہنسی تھی۔

Classic Urdu Material

اب وہ تینوں اپنی ٹیبل سے اٹھ چکے تھے۔ گزرنے کے راستہ مہرو اور حانم کی ٹیبل کے پاس سے تھا۔

"!اللہ پاک دل توڑنے والوں کو کبھی معاف نہیں کرتا۔"

حانم کے لمحے میں بلاکی کاٹ تھی۔

پاس سے گزتا آر جے فوراً رکا تھا۔ وہ اسکی بات سن چکا تھا۔ درحقیقت اسے ہی یہ بات سنائی گئی تھی۔

"کمال ہے مس حانم--- اللہ کا ان سب سے کیا تعلق---؟"

وہ پلٹ کر اب حانم سے پوچھ رہا تھا۔

حانم ایک دم گمبرڈاگئی تھی اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ یوں سوال کرے گا۔

Classic Urdu Material

یقین نہیں ہوتا کہ اکیسویں صدی میں بھی کوئی کیسے خدا پر یقین کر سکتا ہے---؟ جب "سائینس ہر میدان میں انجادات کر رہی ہے اور ایک ہمارے لوگ ہیں جو خدا کی رٹ لگا کر بیٹھے ہیں---"

وہ عام سے لجے میں بات کر رہا تھا۔

"!! تم نا مانو۔۔ کسی نے فورس نہیں کیا تمیں--"

وہ دوسروں کے سامنے اسے "آپ" کہتی تھی لیکن آج وہ بھرم بھی ختم کر دیا تھا۔ وہ سب کے سامنے ہی "تم" پر اتر آئی تھی۔

"! لیکن آپ تو خدا پر یقین رکھتی ہیں تو پھر دلائل سے ثابت کریں کہ خدا ہے--"
آر جے پوچھ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

!!چلو یار آر جے ہر وقت بحث نہیں کرنی چاہیتے--"

مکی نے اسے بلانا چاہا تھا۔

"چلو آر جے کیوں وقت ضائع کر رہے ہو-- ایسے لوگوں کے منہ نہیں لگتے"

رشنہ نے بالوں کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا تھا۔

"تم لوگ جاؤ-- یہ میرا مسائی لہ ہے میں جس سے چاہوں بحث کروں--"

رشنہ کی بات پر اسے غصہ آیا تھا۔

میں خدا کو مانتی ہوں-- تم نہیں-- مجھے دلائیں ضرورت نہیں ہے لیکن تمہیں ہے--"

اور جسے ضرورت ہوتی ہے وہی ڈھونڈتا ہے-- اتنی ذہانت لیئی سے پھرتے ہو تو ڈھونڈ لو

"دلائیں-- کیا اتنا سا بھی نہیں کر سکتے تم--"

Classic Urdu Material

وہ چیلنج کرنے والے انداز میں کہتی وہاں سے چلی گئی تھی ایک منٹ کیلیئے بھی نہیں کی تھی۔ مہرو اسکے پیچھے لپکی تھی۔

وہ جب بھی ملتے تھے سب الٹ ہوتا تھا۔ ناچاہتے ہوئیے بھی انکی بحث ہو جاتی تھی۔

حانم نے پہلی بار اسکے سوال کا جواب دینے سے انکا کیا تھا۔

آرجے جانتا تھا کہ اگر وہ چاہتی تو جواب دے سکتی لیکن اس بار ایسا نہیں ہوا تھا۔

یعنی وہ اس سے اتنا خارکھانے لگی تھی کہ اسکی بات کا جواب دینا بھی پسند نہیں کرتی تھی۔

پیرز کے بعد انہیں ایک ہفتے کی سمیسٹر بریک ملی تھی۔ آٹھ دن بعد وہ دوبارہ ڈیپارٹمنٹ میں موجود تھے۔

آج پھر سیمینار تھا۔ عثمان ملک اسے ڈھونڈ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

آخر وہ اسے گراونڈ میں نظر آئی گئی تھی۔

چونکہ فروری کا مہینہ تھا۔ بادل امداد کر آتے تھے۔ سردی کم ہوئی تھی لیکن ختم نہیں۔۔

"حاجم-- کیسی ہیں آپ--؟؟"

وہ اسکے پاس پہنچ چکا تھا۔

"جی میں ٹھیک ہوں--"

آج سینیار ہے آپ جانتی ہیں آج تو آپ میرے ساتھ چلیں۔۔ آپ میری ٹیم کا حصہ بن چکی"!! ہیں--

عثمان ملک نے کہا تھا۔

"میں کوشش کروں گی۔۔ لیکن میں دعویٰ نہیں کرتی کہ میں ٹھیک سے کام کر پاؤ نگی یا نہیں۔۔"

Classic Urdu Material

"مجھے امید ہے آپ کر لینگی--"

وہ پرمیڈ ساکھہ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر چلیں--"

اسے خاموش دیکھ کر عثمان ملک نے دوبارہ پوچھا تھا۔

اس سے پہلے حانم کوئی بھی جواب دیتی اسکے موبائل پر رنگ ہوئی تھی۔ گھر سے آسیہ بیگم کا فون تھا۔

"میں کچھ دیر میں آتی ہوں--"

حانم نے موبائل کی طرف دیکھتے ہوئی سے کہا تھا۔

Classic Urdu Material

"ٹھیک ہے جلدی آئیں میں انتظار کر رہا ہوں آپکا--"

وہ مسکرا کر کہتا واپس پلٹ گیا تھا۔

جبکہ حانم نے کال ریسیو کرنے کے بعد فون کان سے لگایا تھا۔

دور ایک شخص نے حسد بھری نظرؤں سے دونوں کو دیکھا تھا۔

مہرو کو اقصیٰ کام کیلئے دوسرے ڈیپارٹمنٹ لے کر گئی تھی۔

اسی لیے آج وہ اکیلی تھی۔

کچھ دیر بات کرنے کے بعد حانم سینیار ہال کی طرف بڑھ گئی تھی۔ اندر شاید سینیار شروع ہو چکا تھا۔

Classic Urdu Material

جبیے ہی اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی نیلم جو کہ عثمان ملک کی ٹیم کی میمبر تھی اسکا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"تم اندر نہیں جا سکتی--"

نیلم نے غصے سے کہا تھا۔

"لیکن کیوں---؟؟"

حانم حیران ہوئی تھی۔

میری مرضی۔۔ یہ جو تم کھیل کھیلا ہے نا۔۔ سب اپھے سے جانتی ہوں۔۔ عثمان کو اڑیکٹ کرنے کیلیے تم نے یہ سب کیا۔۔ تم ٹیم کا حصہ تو بن گئی ہو لیکن میں تمہیں اسکے قریب "نمیں ہونے دونگی۔۔

Classic Urdu Material

نیلم پھنکار رہی تھی۔

حانم کا دماغ اسکی بات سن کر بھک سے اڑا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کر رہی تھی۔

"آپکا دماغ تو ٹھیک ہے مس نیلم--؟؟"

حانم کو غصہ آیا تھا۔

میرا تو ٹھیک ہے لیکن شاید عثمان کو دیکھ کر تمہاری نیت خراب ہو گئی ہے۔۔ میں تمیں" اچھے سے بتا دوں کہ میں اور عثمان کرز نہ ہیں اور بہت جلد ہمارا نکاح ہونے والا ہے تو اپنی !گھناؤ نی چالوں سے باز آجائو۔۔

حانم کا دل کیا تھا کہ ایک زوردار تمپر اس نیلم کا رسید کرے۔۔ لیکن وہ تماشہ نہیں بنانا چاہتی۔۔ تھی۔

Classic Urdu Material

اسے دکھ ہوا تھا۔ لوگ کیسے الزام لگا دیتے ہیں دوسروں پر اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔

مجھے آپ کے عثمان ملک اور انکی ٹیم کا حصہ بننے میں کوئی مدد چھپی نہیں ہے--"

اور آپ سینیئر ہیں آئی ندہ ایسی بات کرنے سے پہلے سوچ لجیئے گا مجھے اچھا نہیں گے گا کہ "میں آپ سے کچھ کہوں---"

حائزہ نے کچھ پر زور دیا تھا۔ اسکا مطلب انسٹ ٹھیکانہ تھا۔

وہ اسکا جواب سننے والیس گراؤنڈ میں آگئی تھی۔

گراؤنڈ خالی تھا کچھ سٹوڈنٹس سینیئر کے نام پر ہی ڈیپارٹمنٹ سے بھاگ جاتے تھے۔ جبکہ کچھ کی کلاس ہو رہی تھی اور باقی سینیئر ہال میں تھے۔

وہ لکڑی سے بننے بنیخ پر بیٹھ گئی تھی۔

Classic Urdu Material

آنکھیں نہ ہونا شروع ہوئی تھیں۔ وہ اچھا کرنا چاہتی تھی تو برا ہو جاتا تھا۔ وہ جو سوچتی بھی نہیں تھی لوگ وہ الزام لگادیتے تھے اس پر--

وہ اپنے بیگ پر انگلی سے کچھ لکھ رہی تھی۔ آنسوؤں کو ضبط کرنے کی کوشش جاری تھی۔ گردن جھکی ہوئی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ اگر اس نے آنکھیں اوپر کیں تو لوگ اسکے آنسو دیکھ لیں گے۔

وہ جتنی سخت دل نظر آتی تھی اتنی حساس بھی تھی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آنکھیں بھر آتی تھیں۔

جانے زندگی کے کس تجربے نے اسے تلخ بنادیا تھا وہ پہلے تو ایسی نہیں تھی۔ اسے غصہ شدید آتا تھا۔

کچھ ہی پل گزے تھے جب اسے محسوس ہوا کہ کوئی اسکے پاس آکر بیٹھا تھا۔ اسکی گردن اور جھک گئی تھی۔

Classic Urdu Material

اووہ تو مس ام حانم روئی بھی ہیں۔۔ اسٹرچ۔۔ مجھے تو لگا تھا کہ وہ اپنے کاٹ دار لبھ سے بس" "دوسروں کو گھائی ل کرتی ہیں۔۔

آواز پر جیسے حانم کو کرنٹ لگا تھا۔ اس نے مرکر اپنے دائیں طرف دیکھا تھا۔ آرجے بیٹھ کے اوپر چڑھ کر بنتھنے والے حصے پر پاؤں جمائیے، ٹیک لگانے والے حصے پر چڑھ کر بیٹھا تھا۔

حانم نے فٹافٹ آنکھوں میں آئی نبی کو صاف کیا تھا۔ وہ سیمینار ہال میں تھا۔ حانم اسے وہاں دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟؟"

وہ غصے سے بولی تھی۔

Classic Urdu Material

"جو تم کر رہی ہو۔۔ یعنی آنسو بھا رہا ہوں۔۔"

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

حانم جانتی تھی وہ اسے جلائی سے بنا باز نہیں آنے والا تھا۔

"تم تو سینیار میں تھے نا۔۔؟؟"

ہاں۔۔ تھا تو۔۔ ایک بے وقوف لڑکی سے بحث کرنی تھی لیکن وہ ڈر کر بھاگ گئی وہاں"

"! آئی ہی نہیں تو میں بھی باہر آگیا۔۔

وہ شرارت سے کہہ رہا تھا۔ حانم نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"ایک بات تو بتاؤ۔۔"

Classic Urdu Material

اسکے لمحے کا انداز ایک دم بدلا تھا۔

حائف نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ گرے آنکھیں روئے کے باعث گلابی ہو چکی تھیں۔
پلکیں نم تھیں۔

"کیا مصیبت ہے یار۔۔؟؟"

وہ بڑھا کر کھتا چھرے کا رخ موڑ گیا تھا۔
اسکی نم آنکھیں آر جے کا دماغ خراب کر رہی تھیں۔

"کیا بات۔۔؟؟"

حائف نے پوچھا تھا۔ وہ اسکی بڑھا ہٹ نہیں سن پائی می تھی۔

Classic Urdu Material

کبھی کبھی کسی انسان کو دیکھ کر ایسا کیوں لگتا ہے کہ اُس انسان سے ہمارا صدیوں پرانا تعلق " ہے--؟ ایسا کیوں لگتا ہے وہ انسان ہمیں پہلے بھی کہیں مل چکا ہے--۔ وہ ہمیں اپنا جیسا "کیوں لگتا ہے--؟

آرجے کی بات سن کر حanim پھیکی سی ہنسی ہنس دی تھی۔

اسے آرجے سے اس سوال کی توقع نہیں تھی۔ وہ حیران بھی ہو رہی تھی۔ وہ کتنے نارمل لمحے میں بات کر رہا تھا۔ ناکوئی غصہ، ناطز۔۔۔

ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ واقعی کسی الجھن کا شکار ہو۔

ٹھنڈی ہوا دونوں کے چہروں کو چھو کر پلت رہی تھی۔

موسم کافی خوشگوار تھا۔

تم تو خدا پر یقین نہیں رکھتے، تم عالم ارواح کو کیا مانو گے--؟"

Classic Urdu Material

یہ سب روحوں کے کھیل ہیں مسٹر آر جے-- یہ تمہارے بس کی بات نہیں--!!

"کیا مطلب--؟؟"

آر جے نے الجھن آمیز لجے میں پوچھا تھا۔

مطلب یہ کہ اس جہاں کے علاوہ اور بھی جہاں ہیں-- اور ایک روحوں کا جہاں ہے--"

ہیں نا-- لیکن تم پھر بھی وہ سب نہیں دیکھ پاتے جو scanning eyes تمہارے پاس !! مجھے نظر آتا ہے--

حanim نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئی کہا تھا۔

یہ اسکا پسندیدہ موضوع تھا۔ بادلوں سے ڈکھے آسمان نے اسے پر سکون کیا تھا۔ جانے وہ وہاں کے دیکھ رہی تھی۔

Classic Urdu Material

بہت کچھ نظر آکر بھی بہت کچھ چھپا ہوتا ہے۔۔ اسے دیکھنے کیلئے بصارت کی ضرورت ہوتی ہے" جو شاید تمہارے پاس نہیں ہے۔۔ لیکن مجھے امید ہے کہ ایک وقت آئیے گا۔۔ جب تمہیں سب نظر آنا شروع ہو جائیے گا۔۔ ایک وقت آئیے گا جب تم کسی چیز کا انکار نہیں کر پاؤ گے۔۔ لیکن ناجانے وہ وقت کب آئیے گا۔۔

"یہ روحوں کا جہان کونسا ہے۔۔؟؟؟"

آرجے نے اسکی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنا سوال دہرا دیا تھا۔

"کیا روح پر یقین ہے تمہیں۔۔؟؟؟"

حانم کے سوال پر وہ چونکا تھا۔ وہ واقعی روح جیسی کسی چیز پر بھی یقین نہیں رکھتا تھا۔

Classic Urdu Material

جب روح پر یقین نہیں ہے تو اسکے جہان کے بارے میں جان کر کیا کرو گے۔۔۔؟؟ ویلے بھی"!
اوہ دوسرا جہان ہے۔۔۔ وہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔ تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔
حانم کا لمحہ جذباتی ہو گیا تھا۔ اس نے ایک بار پھر آسمان کی طرف دیکھا تھا۔

بارش کی پہلی بوند نے اسکے چہرے کو چھوا تھا، حانم آنکھیں بند کر گئی تھی۔ بادلوں کے
گربختے کی زوردار آواز کے ساتھ بجلی چمکی تھی۔
بجلی کی چمک میں اسکے چہرے پر کچھ چمکا تھا۔

وہ ایک دلپیب منظر تھا۔

آرچے نے خود کو اس وقت بہت بے بس محسوس کیا تھا۔ اسکے الفاظ گم ہونے گے تھے۔
بارش کی بوندوں نے شدت پکڑی تھی۔ یک لخت ہر طرف گھرے سیاہ بادلوں کی وجہ سے اندر ہیرا
سا پھیل گیا تھا۔

حانم اپنے بیگ کو سنہالت ہوئی۔۔۔ یہ سیچ سے اٹھی تھی۔ اور گیٹ کی طرف قدم بڑھا دیئیے
تھے۔

Classic Urdu Material

اس سے پہلے بارش تیز ہوتی وہ ہائل پہنچنا چاہتی تھی۔

آرجے کی نظر بیخ پر رکھے اسکے موبائل پر پڑی تھی۔ اس نے بے اختیار ہی ہاتھ بڑھا کر حانم کا موبائل اٹھایا تھا۔

"Don't Touch My Phone You Muggles"

وال پیپر پر لکھا تھا اور نیچے ایک سانپ منہ کھولے ڈسنے کو تیار تھا۔

آرجے کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا تھا۔ اس نے چہرہ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تھا۔ اسکا چہرہ بارش سے بھیگ گیا تھا۔

وہ بے تحاشہ بنس رہا تھا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ واقعی وہ اس لڑکی کا موبائل تھا۔۔۔

"اپنا موبائل مجھے گفت کرنے کا ارادہ ہے کیا مس جادوگرنی--؟؟"

Classic Urdu Material

وہ اوپھی آواز میں چلا یا تھا۔

حانم کرنٹ کھا کر پلٹی تھی۔ پھر تیز تیز قدموں سے اسکی جانب بڑھی تھی۔ آرجے دلچسپ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

حانم نے اسکے ہاتھ سے موبائل پکڑا نہیں جھپٹا تھا اور پھر ایک گھوری سے نوازتی واپس جا چکی تھی۔

وہ بارش میں بیٹھا بھیگ رہا تھا۔

پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے اپنی جیکٹ سے اپنا موبائل نکالا تھا جسکے وال پیپر پر

“Don't Touch My Phone You Bromides”

لکھا چمک رہا تھا۔

Classic Urdu Material

ایسے لوگ تھے جو عام Muggle سیریز کے مطابق HP برومائیڈ ڈاکٹ عام لوگ تھے۔ جبکہ ہوتے تھے۔ جنہیں جادو نہیں آتا تھا۔

دونوں کے موبائل کا وال پیسہ ایک ہی پیغام دیتا تھا کہ

”عام لوگوں ہمارے فون کو مت چھوؤ۔۔۔“

وہ کتنی ہی دیر بارش میں بیٹھا بھیگتا اور ہنستا رہا تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ دنیا میں کوئی می تھا جو اسکے جیسے سوچتا تھا۔

اور کون کہہ سکتا تھا کہ وہ دو لوگ اپک جیسے نہیں تھے۔۔؟ کون کہہ سکتا تھا کہ وہ دونوں ”

"سلفائیٹ نہیں تھے اور کون کہ سکتا تھا کہ وہ دونوں چادوگر نہیں تھے۔۔۔؟؟

کون کہ سکتا تھا۔۔۔؟

Classic Urdu Material

حانم دو دن ڈیپارٹمنٹ نہیں گئی می تھی۔ اسے بارش میں بھیگنے کی وجہ سے ٹھنڈا لگ گئی می تھی۔ ڈیپارٹمنٹ میں سپورٹس گالاکی تیاریاں چل رہی تھیں۔

آج انکے ڈیپارٹمنٹ میں مشاعرہ تھا۔ مشہور شاعروں کو دعوت دی گئی می تھی۔

شام کو پانچ بجے وہ تیار ہو کر ڈیپارٹمنٹ پہنچ گئی می تھیں۔

ہر وجہ کرنگ بکھرے پڑے تھے۔

خوشبوؤں میں بسی لڑکیاں دیکھنے لائی ق تھیں۔

ڈیپارٹمنٹ کے باہر جنت روڈ پر رونق لگی ہوئی می تھی۔

"شاعروں نے ہمیں بور ہی کرنا ہے آر جے تم ہی کچھ سنا دو--"

سٹوڈنٹس اسکے پیچھے گئے ہوئے تھے۔

اسکی نظریں حانم کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

Classic Urdu Material

"خانم کس طرح کی لمکی ہے اسے لڑکوں میں کیا اچھا لگتا ہے--؟؟"

"!! وہ چاہتی کہ کوئی می لڑکا بارش میں اسکے لیے گنگنائیے--"

آر جے کچھ دن پہلے عثمان ملک اور مہرو کی باتیں سن چکا تھا۔

یقیناً اب وہ اسکی یہ شام خراب کرنے والا تھا۔

اچانک اسکی نظر کیفے کے پاس درختوں کے نیچے کھڑی خانم پر پڑی تھی۔

وہ خباشت سے مسکرا�ا تھا۔

گٹار تھامنے کے بعد اب وہ گنگانا شروع ہو گیا تھا۔

سٹوڈنٹس خاموش ہو چکے تھے۔

مہرو کے ساتھ باتیں کرتی خانم گٹار کی آواز پر چونکی تھی۔

Classic Urdu Material

کرسیوں، درختوں اور پودوں پر بھی روشنی کی سجاوٹ کی گئی تھی۔

یہ پورا ہفتہ بارشیں تھی۔ اور اس وقت بھی ٹھنڈی ہوائیں ہڈیوں میں گھسی جا رہی تھیں۔

حانم نے پلٹ کر آرجے کی طرف دیکھا تھا۔

کیا جانے تو میرے ارادے"

لے جاؤں گا سانسیں چرا کے

وہ گلار تھامے گنگنا تلا اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔ حانم جیرت سے گنگ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ آرجے کی آنکھوں میں عجیب سی الوہی چمک تھی۔ وہ چمک آج سے پہلے کسی نے بھی نہیں دیکھی تھی۔

اسکی آنکھیں کچھ اور پیغام دے رہی تھیں جسے وہاں موجود کوئی شخص نہیں پڑھ پایا تھا۔

Classic Urdu Material

، دل کہہ رہا ہے گنگار بن جا"

بڑا چین ہے ان گناہوں سے آگے--

وہ اب اسکے گرد گھوم رہا تھا۔

"میں گمشدہ سی رات ہوں"

!! میں خوشنا صبح تم ہو۔۔

وہ اب مسکراتا دوسری لڑکیوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔

"میں جو جی رہا ہوں"

وجہ تم ہو۔۔

Classic Urdu Material

، وجہ تم ہو--

وہ گنگنا تا اپنا کام ختم کر کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گیا تھا۔ سٹوڈنٹس اسکے پچھے گئیے تھے۔
حانم نے گھور کر مہرو کو دیکھا تھا۔

"!! قسم لے لو میں نے اسے تمہاری خواہش کے بارے میں نہیں بتایا--"
مہرو نے صفائی دی تھی۔

حانم کا موڈبکٹا تھا۔ اس نے کتنے دل سے خواہش کی تھی اور وہ آر جے پانی پھیر گیا تھا اسکے
ارمانوں پر--

"میں تمہاری دوست کی لو اسٹوری کا ہیرو نہیں ہوں-- بلکہ ولن ہو ولن--"
!! اور مجھے ولن بن کر اسکی زندگی خراب کرنے کا شوق ہو رہا ہے--

Classic Urdu Material

مہرو کے موبائل پر مسیح آیا تھا۔ وہ قہقهہ لگا کر ہنسا تھا۔

مسیح پڑھنے پر حانم کا پارہ ہائی ہوا تھا۔

"اللہ کرے اسکا گٹار ٹوٹ جائیے۔۔ اسلکی۔۔ اسلکی۔۔"

حانم نے منہ اور مسٹھیاں بھیجن کر خود کو اور بدعا دینے سے روکا تھا۔

اسکی حالت دیکھ مہرو کا قہقهہ بلند ہوا تھا۔ وہ کتنی ہی دیر ہنستی رہی تھی۔



حانم نے مسٹھیاں بھیجن کر خود کو اور بدعا دینے سے روکا تھا۔

اسکی حالت دیکھ کر مہرو کافی دیر تک ہنستی رہی تھی۔

حانم غصے سے منہ پھلا کر وہیں جنت روڈ پر بیٹھ گئی تھی۔

Classic Urdu Material

روشنیوں سے جگ کرتے جنت روڈ پر لوگوں سٹوڈنٹس نے اسے تیار شیار نیچے بیٹھا تو مذاق اڑاتے اندر پڑے گئے۔

!!بس کرو ہانی اب چلو نا اندر-- مشاعرہ شروع ہو چکا ہو گا--"

مرہو نے حانم سے کہا۔

مجھے ہائل جانا ہے-- وہ منحوس آرجے اندر موجود ہے اسکے ہوتے ہوئے میں خوش نہیں رہ !! سکتی--

حانم نے دھائی دی تھی۔ مرہو نے مشکل سے اپنی ہنسی کو ضبط کیا تھا۔

"وہ جا چکا ہے ہانی--"

مرہو نے مسکراتے ہوئے بتایا تھا۔

Classic Urdu Material

"کیا واقعی--؟؟"

حانم چونکی۔

"ہاں سچی--"

مہرو نے اسے یقین دلایا تھا۔

"اوکے-- پھر چلتے ہی--"

وہ جھٹ سے کھڑی ہو گئی تھی جبکہ مہرو اسکے یوں مود بدلنے پر حیران رہ گئی تھی۔

"ویلے اتنا تو برا نہیں ہے وہ--"

مہرو نے خفگی سے کہا تھا۔

Classic Urdu Material

"! میں نے کب کہا وہ برا ہے -- بلکہ وہ نہلیت برا ہے --"

حانم بھی ضدی تھی۔

مہرو افسوس سے سر جھٹکتی ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تھی۔

ملک کے مشہور شاعروں کو بلا گیا تھا۔

مشاعرہ بہت اچھا چل رہا تھا۔

حانم کے غور کرنے پر آر جے اسے کہیں نظر نہیں آیا تھا۔ وہ واقعی جا چکا تھا۔ حانم نے اسکی غیر موجودگی پر شکر ادا کیا تھا۔

Classic Urdu Material

رات کا ناجانے کو نسا پھر تھا جب عجیب سے احساسات کے ساتھ حانم کی آنکھ کھلی تھی۔ کوئی بھی اس پر جھکا اسے اٹھا رہا تھا۔

"ہانی اٹھو۔۔۔ ہانی۔۔۔ وہ۔۔۔"

مہرو رو رہی تھی۔

"کیا ہوا مہرو۔؟؟"

حانم ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔

"ہانی وہ ماما۔۔۔"

مہرو سکیاں لے رہی تھی۔ وہ روتے ہوئے حانم کے گلے لگ گئی تھی۔

Classic Urdu Material

"کیا ہوا آنٹی کو-- تم رو کیوں رہی ہو۔؟؟"

حانم کا دل کانپ اٹھا تھا۔ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

!"وہ ماما کو-- ہارت-- ہارت اٹیک ہوا ہے--"

مرد نے مشکل سے روتے ہوئے بتایا تھا۔

!"ایا اللہ خیر--"

حانم کا دل دہل گیا تھا۔

"اچھا تم چپ کرو روؤ مت-- یہ بتاؤ کہ تمیں کیسے پتا چلا۔؟؟"

"میں-- ICU بھائی می نے بتایا۔-- وہ لینے آرہا ہے۔-- ماما ہاسپیٹ میں ہیں۔--"

Classic Urdu Material

یہ سب سن کر ہانی کی اپنی آنکھیں نم ہوگئی می تھیں۔

اس نے مہرو کو پانی پلایا تھا۔

صح کے چار بجے کا وقت تھا۔ حانم کمرے سے باہر نکلی تھی۔ وہ سیدھا کاؤنٹر پر گئی تھی
جمار رات کو گارڈ ڈیوٹی دیتا تھا۔

اس نے کاؤنٹر پر موجود گارڈ کو سب بتایا تھا جس نے واردُن کو کال کی تھی۔

مہرو کے گھر فون کرنے پر انہیں خبر کی تصدیق مل چکی تھی۔

کچھ دیر بعد مہرو اپنے بھائی می کے ساتھ جا چکی تھی جبکہ واردُن نے حانم کو اس وقت مہرو کے
ساتھ جانے کی اجازت نہیں دی تھی۔

حانم کو غصہ تو آیا تھا لیکن وہ ہائل کے قوانین کو نہیں توڑ سکتی تھی۔

Classic Urdu Material

جورڈن تم آج کل کہاں ہوتے ہو۔۔ میں کچھ دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تم زیادہ تر وقت باہر"
"اگر زارتے ہو۔۔ کیوں۔۔؟؟"

انشقچی جورڈن سے پوچھ رہا تھا۔

"کیوں میں باہر نہیں جا سکتا۔۔؟؟"

جورڈن نے غصے سے الٹا سوال پوچھا تھا۔

جا سکتے ہو لیکن۔۔"

"کیا لیکن۔۔؟؟"

جورڈن نے اسکی بات کاٹی تھی۔

Classic Urdu Material

"کچھ غلط حرکت مت کرنا---"

انشقانی نے درخواست کی تھی۔ وہ جورڈن کے غصے اور اسکی شخصیت سے اچھی طرح واقف تھا۔

مارتھا کی موت کے بعد وہ اور زیادہ خاموش رہنے لگا تھا۔

پہلے تو زیادہ وقت گھر اور جم میں گزارتا تھا یا پریکٹس کرتے ہوئے لیکن آج کل وہ تھوڑا عجیب سارویہ اپنائیے ہوا تھا۔

جلدی جلدی میں ناشتہ کرتا تھا جیسے کہیں پہنچنا ہو۔۔

بار بار وقت دیکھتا رہتا تھا۔

"ڈونٹ وری-- جو کروزگا سب ٹھیک ہی کروزگا--"

جورڈن نے سرد سے لمبے میں کہا تھا جبکہ جورڈن سر ہلا کر رہ گیا تھا۔

Classic Urdu Material

پیس میں سالانہ بہت بڑا فیشن شو ہورہا تھا جسکا ایلا کو کافی عرصے سے انتظار تھا۔

مشکل سے انہیں ٹکٹس ملیں تھیں۔

اس وقت وہ دونوں شودیکھنے کیلئے ہی نکل رہی تھیں۔

جیسے ہی وہ دونوں پارکنگ ایرا میں پہنچیں ماہی کو عجیب سا احساس ہوا تھا۔

اسے روڈ پر ایک بائیک کھڑی نظر آئی تھی۔ اور اس پر سوار ہیلمٹ پہنے وہ شخص۔۔

وہ اسے کئی دنوں سے نوٹ کر رہی تھی۔

"کیا ہوا ماہی جلدی چلو۔۔"

ایلا نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئی کہا تھا۔

Classic Urdu Material

"آں--ہاں--چلو--"

ماہی کے چہرے پر الجھن واضح تھی وہ گاڑی میں بیٹھ گئی تھی لیکن اسکی نظر بیک مرد سے گاڑی کے پیچھے آتی بائیک پر تھی۔ اسکے حواس باختہ ہونے کے تھے۔

!!ایلا مجھے لگتا ہے کوئی می ہمارا پچھا کر رہا ہے--"

ماہی نے ڈرتے ہوئے سے بتایا تھا۔

"واٹ---رئی میلی---؟؟"

ایلا نے پرچوش سے لمحے میں پوچھا تھا۔

ہاں مجھے کچھ دنوں سے محسوس ہو رہا ہے کہ کوئی می ہم پر نظر رکھے ہوئے ہے-- ایسا لگتا"!! ہے جیسے ہم کسی کی نظروں میں ہے--

Classic Urdu Material

ماہی پریشانی سے بتا رہی تھی۔

"اوو کم آن ماہی-- ایک تو تم وہی بہت ہو--"

ایلا نے اسکا مذاق اڑایا تھا۔

"نمیں میں سچ کہہ رہی ہوں-- وہ دیکھو گاڑی کے پیچھے--"

ماہی نے اشارہ کرتے ہوئے دوبارہ صر میں دیکھا تھا لیکن اب وہ بائیک غائب تھی۔ اسکا
دماغ چکرا گیا تھا۔

"کہاں--؟؟"

ایلا نے پوچھا تھا۔

لیکن ماہی کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

Classic Urdu Material

!" تمیں ریسٹ کی ضرورت ہے ماہی۔ حشام کو لے کر تم ذہنی طور پر ڈسٹریب ہو چکی ہو۔"

ایلا نے سنجیگی سے کہا تھا۔ جبکہ ماہی خاموش ہو گئی تھی۔ وہ اب اسے کیا بتاتی کیا سمجھاتی
اس نے واقعی بہت دفعہ اس ہیلیمٹ پہنے شخص کو اپنے آس پاس دیکھا تھا۔

لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ ایلا کبھی اسکا یقین نہیں کرنے والی تھی۔ اسی لیئے اس نے بحث
کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

دو دن گزر گئیے تھے مہرو واپس نہیں آئی تھی۔ اسکی امی کی طبیعت اب کچھ ٹھیک
تھی۔ ویک اینڈ آگیا تھا حانم بھی گھر چلی گئی تھی۔ اور پھر گھر سے آسیہ بیگم کو ساتھ لے کر
وہ مہرو کی ماں کی خیریت دریافت کرنے گئی تھی۔

!! اچھا کیا تم آگئی می ہو۔"

Classic Urdu Material

مہرو اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی۔ البتہ وہ کافی کمزور نظر آ رہی تھی۔

اسکی امی کی طبیعت کافی حد تک سنبل گئی تھی لیکن وہ ابھی بھی بیمار تھیں۔

کافی دیر بیٹھنے کے بعد وہ اب واپس جانے کیلیپنے تیار تھیں۔

"اچھا سنو کل منڈے ہے تم یونیورسٹی جاؤ گی۔؟؟"

مہرو نے پوچھا تھا۔

!!ہاں-- صحیح ہا سٹل چلی جاؤ گی--"

حامنم نے جواب دیا تھا۔

آفس کے پاس NAB کل تم ڈیپارٹمنٹ نہیں جاؤ گی-- شام چار بجے سے پہلے تم نے"

پہنچنا ہے--

Classic Urdu Material

!!ہائل سے آٹو لے لینا یا پھر اور کروالینا۔۔ لیکن کسی کو بتانا نہیں ہے۔۔

مہرو نے رازداری سے کہا تھا۔ حانم اسلکی بات سن کر چونکی تھی۔

"کیوں خیرپت تو ہے تم ایسے کیوں کہہ رہی ہو؟ بتانا کیوں نہیں--؟؟"

حانم کو حیرانگی ہوئی تھی۔

NAB وہ سب میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی۔۔ ابھی بس اتنا یاد رکھو کہ چار بنجے سے پہلے۔۔

"آفس کے سامنے۔۔ میں وہیں آجائوں گی۔۔

مہرو نے چار بنجے پر زور دیا تھا۔

!!یہ تم دونوں سرگوشیوں کیا میں باتیں کر رہی ہو۔۔؟؟ تھوڑا اونچا بولو۔۔ ہمیں بھی پتا چلا۔۔

مہرو کی بھا بھی نے شراتاً دونوں کو چھیڑا تھا۔

Classic Urdu Material

"نمیں-- نمیں بھا مجھی کچھ نمیں ایسے ہی--"

مرہو نے جواب دیا تھا۔

کچھ دیر مزید بتھنے کے بعد وہ واپس اپنے گھر آچکی تھی۔

مرہو کی باتوں نے حانم کو الجھا دیا تھا۔ وجہ کیا تھی یہ تو مرہو مل کر ہی بتا سکتی تھی۔

حانم مرہو کی بات کو لے کر ساری رات سوچتی رہی تھی-- اسے سمجھ نمیں آرہا تھا کہ مرہو کو نیب آفس کے پاس کیا کام تھا--؟؟

اس نے مرہو سے پوچھنے کیلئے دو تین بار اسکا نمبر ملا یا تھا جو آف جا رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"کیا مصیبت ہے یار---؟؟"

وہ جھنجھلاگئی تھی۔

لگے دن بھی وہ اسکا نمبر ملاتی رہی تھی۔ ایک تو وہ چھٹیاں کر رہی تھی جو کہ غلط تھا اوپر سے فون بھی آف جا رہا تھا۔

حانم اپنے وقت پر ڈیپارٹمنٹ چلی گئی تھی۔

تین نجے کا وقت تھا وہ کلاس لے کر فری ہوئی تھی جب اسے مہرو کی کال آئی تھی۔

"تم پہنچ رہی ہو نا نیب آفس---؟؟"

مہرو پوچھ رہی تھی۔ حانم کا اسکی بات سن دماغ گھوما تھا۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے مہرو۔ فون کیوں بند تھا تمہارا اور تمیں اس جگہ پر کیا کام"

"ہے---؟؟"

Classic Urdu Material

حائف نے غصے سے پوچھا تھا۔

"پلیز جلدی آؤ۔۔ میں ادھر ہی جا رہی ہوں۔۔"

مہرو کہہ کر فون بند کر چکی تھی جبکہ حائف سر تھام کر رہ گئی تھی۔

اسے سمجھنے میں آرہا تھا کہ کیا وہ کرے۔۔؟؟

کسی کو بھی بنا بتائیے یوں کلاس چھوڑ کر اسکی بتائی جگہ پر پہنچنا حائف کمیلیتے بہت عجیب تھا۔

"کہیں مہرو کسی مصیبت میں تو نہیں۔۔؟؟"

اچانک اسکے ذہن میں خیال آیا تھا اور بالآخر وہ ہمت کر کے یونیورسٹی سے باہر نکل آئی تھی۔

تنین بج کر چال لیں منٹ پر وہ نیب آفس کے سامنے تھی۔ وہاں آرمی کی کثیر تعداد نظر آئی تھی۔

حائف کا دل گبھرا رہا تھا۔ مہرو کا کہیں نام و نشان نہیں تھا۔

پندرہ منٹ وہ روڈ پر کھڑی رہی تھی۔ لوگ اسے عجیب و غریب نظروں سے گھور رہے تھے۔

Classic Urdu Material

اس نے اپنی بڑی سی چادر کو اپھے سے خود پر لپیٹ رکھا تھا اور آدھا منہ چھپا ہوا تھا۔

حanim نے کانپتے ہاتھوں سے موبائل نکالا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مرد کا نمبر ملا تی موبائل اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرا تھا۔

اس نے فٹافٹ جھک کر موبائل اٹھایا تھا جو بند ہو چکا تھا۔

حanim کے اب اوسان خطا ہوئیے تھے۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی تھی۔

ساڑھے چار ہوگئیے تھے لیکن مرد نہیں آئی تھی۔ شام کا اندر ہیرا پھیل چکا تھا۔

موسم ابر آلود ہو رہا تھا۔ اور اسکا دل دھک کر رہا تھا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

بار بار کوشش کرنے پر بھی اسکا موبائل آن نہیں ہوا تھا۔

اس جگہ پر وہ آٹو میں آگئی تھی لیکن اب واپس جانے کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

گھاڑیاں، لوگ اور ہر طرف پھیلا شور اسے پا گل کر رہا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ ہمیشہ کاج سے گھر اور گھر سے کاج سے اکیلے گئی تھی۔

لاہور میں رہنے کے باوجود اس نے دوسروں کی طرح لاہور پورا نہیں دیکھا تھا۔

جیسے ہی پانچ بجے تھے حانم کی آنکھیں خم ہونا شروع ہوئی می تھیں۔

اندھیرا پھیل چکا تھا۔ مہرو نہیں آئی می تھی وہ اسے کال بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس وقت سچویشن ایسی تھی کہ حانم کا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔

اس نے دل سے دعا کی کہ اللہ اسکی مدد کرے۔ اور پھر کچھ دیر بعد ایک گاڑی اسکے سامنے کی تھی۔

”تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟؟“

آرچے نے گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

حانم اپنے سامنے آرچے کو دیکھ کر عجیب سی کیفیت میں بتلا ہو گئی تھی۔

Classic Urdu Material

پہلی بار اسے آر جے کو دیکھ کر اچھا لگا تھا۔ وہ اس وقت اسکے لیئے ایک مسیحابن کر آیا تھا۔

"وہ--وہ میں--"

حانم کے الفاظ ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

"گاری میں بیٹھو--"

اسکا انداز حکمیہ تھا۔

بنا کوئی بھی کچھ سوچے سمجھے حانم دوسری طرف کا دروازہ کھول کر گاری میں بیٹھ گئی تھی۔

کچھ دیر گاری میں خاموشی چھائی میں رہی تھی۔

حانم کی آنکھیں چھلنے کو تیار تھیں۔

"کسی کا انتظار کر رہی ہو--؟؟"

Classic Urdu Material

آرچے نے نارمل سے لجھے میں پوچھا تھا۔

"مجھے ہاسٹل جانا ہے--"

حانم نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا تھا البتہ اسکی آواز رنگ گئی تھی۔

"اوکے---"

آرچے نے گاڑی کا رخ کمپس کی طرف موڑ دیا تھا۔

"تم نے بتایا نہیں۔۔ یہاں کیا کر رہی تھی۔۔؟؟"

چند منٹ کی خاموشی کے بعد آرچے نے دوبارہ پوچھا تھا۔ جبکہ حانم اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کیا ہوتا اگر آرچے وہاں نا آتا۔۔؟؟"

Classic Urdu Material

یہ سوچ کر ہی اسکی جان ہوا ہونے لگی تھی۔ اسے مہرو پر انہتا کا غصہ آرہا تھا اور اس سے بھی زیادہ خود پر جو بے وقوف کی طرح وہاں چلی آئی می تھی۔

حanim نے آرجے کی بات کا کوئی می جواب نہیں دیا تھا۔

آرجے کو اسکی خاموشی چڑا رہی تھی۔ اس نے گاڑی میں میوزک لگا دیا تھا۔

"پلیز اسے بند کر دو--"

حanim نے التجاکی تھی اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

"اور گاڑی تیز چلاو مجھے جلدی ہاسٹل پہنچنا ہے--"

اسے پیشانی ہو رہی تھی کہ اگر وہ مقررہ وقت تک ہاسٹل نا پہنچی اور لیٹ ہو گئی تو وارڈن اسے نہیں بخشنگی۔

اسکے بات کا آرجے پر الٹا اثر ہوا تھا اس نے گاڑی کی رفتار کم جبکہ میوزک کا والیوم تیز کر دیا تھا۔

حanim نے آنکھیں میچ کر خود کو کچھ غلط کرنے سے روکا تھا۔ اس وقت وہ اسکے رحم و کرم پر تھی۔

Classic Urdu Material

"مجھے یہاں مہرو نے بلا یا تمھا کچھ کام تھا ہمیں لیکن وہ لیٹ ہو گئی می آ نہیں سکی--"

بالآخر اسے بولنا ہی پڑا تھا۔ اسکی بات سننے کیلئے آر جے میوزک بند کیا تھا۔

"اوکے--"

وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا۔

خاموشی--- خاموشی--- ایک طویل خاموشی چھاگئی تھی۔

"ویلے ہو تو تم پانچ فٹ چار انج کی لیکن نخرہ کیوں ہے اتنا تم میں--؟؟؟"

آر جے کی بات پر حانم نے حیرت سے رخ موڑ کر اسے دیکھا تھا۔

وہ اب اسے گھور رہی تھی۔

Classic Urdu Material

"ہاں نا۔۔ اتنی ہی ہائی بٹ ہے تمہاری۔۔ ایک اچھے اوپر نیچے ہو سکتا ہے۔۔"

وہ ڈھیٹوں کی طرح ہنسا تھا۔

ویلے تمہارا میری گاڑی میں بیٹھنا اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یا تو میں نہیں باکردار لڑکا"!
!! ہوں۔۔ یا پھر۔۔ تم بھی میرے ہی جیسی ہو۔۔

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

حانم بس خود پر ضبط کر رہی تھی۔ وہ کچھ ایسا نہیں بولنا چاہتی تھی جس سے آرجے کو غصہ آتا اور
وہ اسے چھوڑ کر چلا جاتا۔

"میری مجبوری کا فائدہ اٹھانے کی کوشش مت کرو۔۔"

حانم کا لمحہ کاٹ دار تھا۔

آرکے کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

Classic Urdu Material

کیا بات ہے-- ویلے نا مجھے تم میں کوئی دلچسپی نہیں ہے-- اگر ہوتی تو بھی میں زبردستی کا"
قائل نہیں ہوں--

اور ویلے بھی مجھے یاد آیا تم تو میری قانونی بیوی ہو۔ میری گارڈی پر حق رکھتی ہوا سی لیتے میں
!! تم پر کوئی احسان نہیں کر رہا بلکہ تم اپنا حق استعمال کر رہی ہو۔
وہ اسے چڑانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑ رہا تھا۔

"تمہارا نام کس نے رکھا تھا۔؟؟"

اب حانم کسی حد تک نارمل ہو چکی تھی۔

"میں نے خود--"

وہ پھر ہنسا تھا۔

Classic Urdu Material

"روحان کی بات کر رہی ہوں--"

"وہ مام نے رکھا تھا--"

آرجے نے بتایا۔

"کیا تمہیں پتا ہے کہ روحان کا مطلب کیا ہے۔؟؟"

حائف نے پوچھا۔

"روحوں جیسا پاک صاف--"

آرجے کے نامیں گردن ہلانے پر حائف نے بتایا تھا۔

Classic Urdu Material

"واؤف--"

ناچاہتے ہوئیے بھی آر جے ہنسا تھا۔

!! اور مجھے دنیا میں تمہاری روح سے زیادہ غلاظت میں لپٹی روح کسی اور کی نظر نہیں آئی ہی--"

آر جے کے قہقہے کو بیک لگی تھی۔ اچانک اسکے چہرے پر سختی چھاگئی تھی۔

اور مجھے اس چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میں کیسا ہوں اور کیسا نہیں-- اور تمہیں بھی"

!! مجھ پر اتنی گھری نظر کھنے کی ضرورت نہیں ہے--

وہ سخت سے لجھے میں بولا تھا۔

حانم خاموش ہو گئی تھی۔

"کونسا ہا سٹل ہے تمہارا--؟؟؟"

Classic Urdu Material

وہ لوگ گیٹ نمبر 4 سے ہاسٹل ایبیا میں داخل ہو گئیے تھے۔

پہلے بوائی ز ہاسٹل تھے۔ ہاسٹل ایبیا میں رونق لگی ہوئی تھی۔

ہر طرف لڑکے گھومتے نظر آرہے تھے۔

والے راستے پر لڑکیاں اور لڑکوں کے گروپ چھل قدمی کر رہے تھے۔ stc کچھ آگے آنے پر

"ایہ میں امدادیں میں خود چلی جاؤں گی--"

حانم نے تمیز سے کہا تھا۔

"میں نے پوچھا ہاسٹل نمبر بتاؤ-- اور نے فکر رہو"

"میں تم سے ملنے ہاسٹل نہیں آنے والا--"

وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔

Classic Urdu Material

"گیارہ--"

حانم نے جواب دیا تھا۔

کچھ منٹ بعد وہ اسکے ہائل کے سامنے کھڑے تھے۔

حانم بنا کچھ کے گاڑی سے باہر نکلی تھی۔ اور فٹافٹ ہائل کے گیٹ کی طرف بڑھ گئی تھی۔

جیسے ہی وہ گیٹ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی آرچے نے ایک گہرہ سانس لیا تھا۔ شام کے سات بج رہے تھے۔

اب وہ گاڑی واپسی کیلیئے موز چکا تھا۔

Classic Urdu Material

حائزہ نے ہائل آنے کے بعد شکرانے کے نفل ادا کیئے تھے۔ اللہ نے اسکی حفاظت کی تھی۔ اسے مہرو پر شدید غصہ تھا۔ اور اسی غصے کی وجہ سے اس نے دوبارہ مہرو کو کال نہیں کی تھی۔

لگے دن مہرو ہائل آئی تھی۔ اسکے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی حائزہ اسے یوں دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔

"سوری حائزہ کل جب میں تمہارے پاس آ رہی تھی تو چھوٹا سا ایکسیڈیٹ ہو گیا تھا--"

مہرو نے بتایا تھا۔

حائزہ کو اس پر جتنا بھی غصہ تھا وہ اسکی حالت دیکھ کر کم ہوا تھا۔

"پلیز معاف کر دو-- میں نے بعد میں تمہارا نمبر ملا یا تھا لیکن وہ بند جا رہا تھا--"

حائزہ کے سردو جامد تاثرات دیکھ کر مہرو نے صفائی پیش کی تھی۔

Classic Urdu Material

"ٹھیک ہے--"

حانم اتنی بھی پتھر دل نہیں تھی۔ اب وہ اس سے ڈائیور کے بارے میں پوچھ رہی تھی جسے زیادہ چوت آئی تھی۔

وہ دونوں ڈیپارٹمنٹ کے لان میں بیٹھی تھیں۔

مرد کے والد کا اسلام آباد میں ٹرانسفر ہوا تھا وہ لوگ کچھ دون تک وہاں شفت ہونے والے تھے۔ مرد کا ابھی کنفرم نہیں تھا۔

حانم اسے منع کر رہی تھی کہ وہ ناجائیے۔

وہ افسردا تھی۔

Classic Urdu Material

جب مہرو اسے یقین نہیں دلا سکی تو اس نے موبائل نکال کر یوٹیوب کر ویڈیو زدیکھنی شروع کر دی تھیں۔

"جتنا وقت تم ان ویڈیو زدیکھنے میں لگاتی ہو اگر اتنا پڑھو نا تم تو ٹاپ کرجاؤ۔ آر جے نہیں"

اس بار بھی آر جے نے ٹاپ کیا تھا۔

"تم بھی آر جے جتنی ذہین تو ہو ہی نا۔"

"آر جے ذہین نہیں چالاک ہے مہرو۔"

حانم نے موبائل پر نظریں گاڑے جواب دیا تھا۔

"ذہین اور چالاک میں کیا فرق ہوا بھلا۔"

مہرو نے اچنبھے س پوچھا تھا۔

Classic Urdu Material

!! چالاک تو ابلیس بھی تھا مہرو۔۔۔ اگر وہ ذہین ہوتا تو شیطان نا ہوتا۔۔۔"

حanim کی بات نے مہرو کو گنگ کر دیا تھا۔ وہ بہت گھری بات کہہ گئی تھی۔

اور ان سے کچھ فاصلے پر پیچھے کھڑے آرجے کے قدم جو مہرو سے کچھ پوچھنے آیا تھا پتھر کے ہوئیے تھے۔

اس نے دانت بھیجن کر خود پر قابو پایا تھا اور پھر واپس پلٹ گیا تھا۔

وہ دونوں کیفے پر بیٹھی تھیں۔ موسم کافی خوشگوار تھا۔

ان سے کچھ فاصلے پر مکی اور آرجے دوسرے ٹیبل پر بیٹھے تھے۔

Classic Urdu Material

آرچے مکی سے کچھ بات کر رہا تھا جبکہ مکی کی نظریں موبائل کی سکرین پر جمی تھیں۔

آرچے نے ہاتھ بڑھا کر مکی سے موبائل چھینا تھا۔

مکی اس وقت کوئی می چیننگ پڑھ رہا تھا۔۔۔ سیج چیننگ۔۔۔

لکھا ہوا تھا۔ وہ مکی کی کوئی می ایکس گرل فرپنڈ تھی جس سے اب اسکا بیک اپ X_H نمبر پر ہو چکا تھا۔

"آرچے موبائل واپس کرو۔۔۔"

مکی ایک دم بوکھلا گیا تھا۔

"تم ابھی تک اسے بھولے نہیں ہو۔۔۔"

آرچے نے پوچھا۔

Classic Urdu Material

"بھول چکا ہوں-- بس تم موبائل واپس کرو--"

لکی اس سے موبائل چھیننے کی کوشش کر رہا تھا لیکن آرجے نے نہیں دیا۔

کچھ سوچتے ہوئیے آرجے نے وہ نمبر ملایا تھا۔ لکی کے چہرے کارنگ فقہ ہوا تھا۔

بیل جا رہی تھی۔ اُنکے سامنے دوسرے میز پر رکھا ہوا حانم کا موبائل بجا تھا۔ آرجے چونکا تھا۔

حانم نے موبائل اٹھا کر دیکھا تھا اور نمبر دیکھ کر اسکے چہرے کارنگ اڑا تھا۔ اس نے کال فوراً کٹ کی تھی۔

آرجے نے دوبارہ کال ملائی تھی۔ اس بار پھر حانم کے موبائل پر رنگ ہوئی تھی۔ حانم نے کانپتے ہاتھوں سے کال ریسیوکی تھی۔

"ہیلو--"

Classic Urdu Material

اسکی آواز میں غصہ اور خوف دونوں تھے۔

آرجے کو وہ منظر صاف دکھائی می دیا تھا۔

کال اٹھانے اور ہیلو بولنے والی حانم تھی۔ آرجے کو یونیورسٹی کی بدلنگ اپنے سر پر گرتی ہوئی می محسوس ہو رہی تھی۔

اس نے جھٹکے سے ملکی کی طرف دیکھا تھا جو پھیکے پڑتے چہرے کے ساتھ کبھی حانم تو کبھی آرجے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"اس نے آرجے کو دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا جیسے کہہ رہا ہو۔۔۔" مت کرو آرجے

آرجے کا دماغ چکرایا تھا۔۔۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے اندر ہیرا چھاتا محسوس ہو رہا تھا۔

یعنی وہ ہانی ام حانم ہی تھی۔۔۔ جو ملکی کی گرل فرینڈ تھی۔



Classic Urdu Material

آرچے نے جھٹکے سے ملکی کی طرف دیکھا تھا جو پھیکے پڑتے چہرے کے ساتھ کبھی حانم تو کبھی آرچے کو دیکھ رہا تھا۔۔

"اس نے آرچے کو دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلاایا تھا جیسے کہہ رہا ہو۔۔" مت کرو آرچے

آرچے کا دماغ چکرایا تھا۔۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے اندر ہیرا چھاتا محسوس ہو رہا تھا۔
یعنی وہ ہانی ام حانم ہی تھی۔۔۔ جو ملکی کی گرل فرینڈ تھی۔

جبکہ دوسری طرف حانم پریشان سی موبائل کی سکرین کو گھور رہی تھی۔

آرچے فون بند کرتے ہوئے اٹھا تھا اور ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"آرچے میری بات سنو۔۔"

ملکی اسکے پیچھے لپکا تھا۔ لیکن آرچے رکنے والا نہیں تھا۔

Classic Urdu Material

"کیا ہوا ہانی کس کا فون تھا۔۔؟؟"

مہرو نے پوچھا تھا۔

"آل--ہاں وہ--"

حانم گڑبڑا گئی تھی۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی مہرو کے موبائل پر رنگ ہوئی تھی۔

"بھائی کی کال ہے--"

مہرو نے کہتے ہوئے کال رسیو کی تھی۔ اور پھر بات سننے کے بعد اسکے چہرے کے رنگ اڑے تھے۔

"کیا ہوا مہرو سب ٹھیک ہے نا۔۔؟؟"

Classic Urdu Material

حائف نے پوچھا تھا۔

"میں آتی ہوں بھائی می"

مہرو جواب دیتے ہوئے سے بوكھلاہٹ میں اٹھی تھی۔

"سب ٹھیک تو ہے نا۔؟؟"

حائف نے دوبارہ پوچھا تھا۔

نہیں ہانی۔۔ ماما کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے بھائی می ہاسٹل کے باہر میرے انتظار کر۔"

"اے! رہے ہیں مجھے جانا ہوگا۔۔

مہرو نے کانپتی آواز سے اسے بتایا تھا۔

Classic Urdu Material

"اللہ خیر کرے۔ تم دھیان سے جاؤ"

مہرو اثبات میں سر ہلاتی آگے بڑھ گئی تھی جبکہ حانم واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔
اسکے سامنے جوس کا گلاس رکھا تھا۔

کچھ دنوں سے سب غلط ہو رہا تھا۔ پہلے مہرو کی امی کو بارٹ اٹیک، مہرو کا اسے نیب آفس کے
پاس بلانا، مہرو کا ایکسڈیمنٹ، رات اس نے پھر سے وہی خواب دیکھا تھا جس میں کسی نے اسے
آگ اگلتے دریا میں دھکا دے دیا تھا

اس آگ کی جلن حانم کو محسوس ہوتی تھی۔

اور اب اس ملک کی کال آنا حانم کی کسی انہونی کا احساس ہو رہا تھا۔ اسکا دل کانپ رہا
تھا

وہ کیفے سے اٹھنے کے بعد ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گئی تھی۔ اسکی اسائی منٹ لکمل نہیں
تھی صح جمع کروانی تھی۔

Classic Urdu Material

"اگر میں ہاسٹل چلی گئی می تو سو جاؤں گی کیوں نا لائی بریری میں بیٹھ کر مکمل کرلوں"

ح انم سوچتے ہوئی سے لائی بریری کی طرف بڑھ گئی تھی۔

آج جنت روڈ پر سلوڈنٹس کا رش نہیں تھا۔ روڈ اور کیفے خالی خالی سانظر آ رہا تھا
پہلی وجہ تو یہ تھی کہ جنت روڈ کے دونوں تقریباً آٹھ دس ڈیپارٹمنٹ تھے۔ جن میں سے کچھ
ڈیپارٹمنٹس کے فائی نل پیپرز لیٹ ہوئی سے تھے اور اب انہیں سمیسٹر بریک تھی۔ اس لیتے
کافی ڈیپارٹمنٹ بند تھے۔

جبکہ دوسری وجہ یہ تھی کہ اس دن فیصل آڈیٹوریم میں ٹیکنالوجی پر ایک بہت بڑا سیمینار تھا
جس میں بڑی بڑی شخصیات نے شرکت کرنی تھی۔ انکے ڈیپارٹمنٹ کے بھی تقریباً سبھی
سلوڈنٹس وہاں گئی ہوئی سے تھے۔

ح انم کا سیمینار میں جانے کا موڈ نہیں تھا۔

وہ لائی بریری میں بیٹھی انہماں سے اسائی منٹ بنارہی تھی جب اسکے موبائل پر وائی بریشن
ہوئی۔

Classic Urdu Material

لائی بریری میں ایک دو سٹوڈنٹس تھے۔

حanim نے موبائل دیکھا ملک کی کال تھی۔ جو بھی کچھ دیر پہلے بھی آئی تھی اور وہ مرو میں الجھ کر بھول گئی تھی۔

نمبر دیکھ کر حanim کی تیوری چڑھی تھی۔ اس نے غصے سے کال اٹھائی تھی۔

"ہیلو"

حanim کی آواز سے بھی غصہ جھلک رہا تھا۔

"کیسی ہو مس ہانی--؟؟"

کاٹ دار لبجے میں پوچھا گیا تھا۔

"ذرا ڈیپارٹمنٹ کے گراؤنڈ میں تشریف لائی یں گی آپ"

Classic Urdu Material

اس سے پہلے حانم کچھ بولتی وہ دوبارہ بولا تھا۔ حانم کو وہ آواز جانی پہچانی محسوس ہوئی تھی۔ اسکی ایک کمزوری تھی۔ وہ آوازوں میں جلدی سے فرق محسوس نہیں کر پاتی تھی۔

اگر مرد بھی کسی انجان نمبر سے اسے کال کرتی تھی تو حانم کافی دیر بعد اسے پہچانتی تھی۔

"مگر--کون ____؟"

حانم کا گلہ خشک ہوا تھا۔

"____ ہاہاہا"

دوسری طرف سے آرجے کا قمقہ بلند ہوا تھا۔ وہ اسکے قمقہ لگانے کے انداز سے پہچان گئی تھی۔

"ذرا گراونڈ میں تشریف لے آئیں پھر بتاتا ہوں"

Classic Urdu Material

وہ کہہ کر فون بند کر چکا تھا۔

حanim کو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

"ملک ہی آر جے ہے--؟؟ نہیں یہ نہیں ہو سکتا"

حanim کا دل ڈوب گیا تھا۔۔ اسے جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔۔ ملک نام کے ڈر کا سانپ اسکے سینے میں کنڈلی مارے بیٹھا تھا جو آج اسکے اندر سے نکلا تھا

حanim کے ہاتھ اور ٹانگیں باقاعدہ کانپ رہی تھیں۔

موبائل اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گود میں جا گرا تھا اور وہ خشک ہوتے ہلوت کے ساتھ حالات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

Classic Urdu Material

یہ ان دونوں کی بات ہے جو وہ فرست ایئر میں تھی اور اس نے نیا نیا کالج جانا شروع کیا تھا۔

مہرو اور وہ دونوں ایک ہی کالج میں پڑھتی تھیں۔

کالج گھر سے کافی فاصلے پر تھا۔ اکثر دیر ہو جانے کے باعث آسیہ بیگم کافی پریشان ہوتی تھیں۔

کچھ پیسے جمع کرنے کے بعد انہوں نے حانم کو ایک چھوٹا سا الگ موبائل لے کر دے دیا تھا۔

بیشک انکے گھر میں غربت تھی لیکن زندگی ایک پرسکون ندی کی مانند بہ رہی تھی۔ اور اس ندی میں پہلا پتھر ملک کے آنے سے پڑا تھا۔

پارٹی دی تھی۔ Fare well فرست ایئر میں انہوں نے کالج میں سینئر رز کلاسز کو

مہرو اپنا اسمارٹ فون لائی می تھی۔ چونکہ کالج میں صرف لڑکیاں ہی تھیں اس لیئے وہ دونوں خوب اچھے سے تیار ہوئی می تھیں۔ مہرو نے اچھی اچھی کافی فوٹو بنائی می تھیں۔

_____ وہ دونوں بہت پیاری لگ رہی تھیں۔ خاص طور پر حانم

اور شاید یہی اسکی بد قسمتی تھی۔

Classic Urdu Material

"مرد یہ کون ہے ____؟؟"

لکھی مہرو کے موبائل میں فلم کی تصویریں دیکھ رہا تھا جب اسکی نظر مہرو کے ساتھ مسکراتی
جانم پر پڑی تھی۔

"____ یہ ہانی ہے میری بیست فرپنڈ"

مہرو نے جواب دیا تھا۔

"یہ پیاری ہے۔ معصوم بھی۔"

"ہاں۔ یہ بہت اچھی اور نیک لڑکی ہے"

مہرو نے سرسری سے انداز میں جواب دیا تھا۔

Classic Urdu Material

مہرو کے نیک کرنے پر مکی دل میں ہنسا تھا۔

" اچھا یار چائی سے تو پلا دو اتنے دنوں بعد گھر آیا ہوں "

مکی نے شکوہ کیا تھا۔

اور مہرو اثبات میں سر ہلاتی کمرے سے چلی گئی می تھی۔

مکی نے خباثت سے ہنسنے ہوئی سے حانم کا نمبر اسکے موبائل سے لیا تھا۔

" پتا چل جائی سے گا کتنی نیک اور پارسا ہے "

وہ شیطانی ہنسی ہنسا تھا۔

Classic Urdu Material

"ہیلو ہانی"

حائف اپنا کمیسٹ کا ٹیسٹ یاد کر رہی تھی جب اسکے موبائل پر بیل ہوئی می تھی۔

اجنبی نمبر دیکھ کر اسے حیرانی ہوئی می تھی۔

ملکی نے مرد کے موبائل سے نمبر لینے کے پورے ایک ماہ بعد حائف کو مسیح کیا تھا۔

"کیسی ہو۔۔؟؟"

حائف ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ یہ نمبر کس کا تھا تبھی دوسرا مسیح موصول ہوا۔

وہ شش و پنج میں متلا تھی کہ رسپلائیر کرے یا نہ کرے تبھی اس نمبر سے کال آئی می تھی۔

حائف نے کال رسپلائی کی تھی۔

"ہیلو ہانی میں ملک"

لڑکے کی آواز اور اسکے منہ سے لپنانام سن کر حائف دھک سے رہ گئی می تھی۔

Classic Urdu Material

اس نے فوراً کال کاٹنے کے بعد موبائل بند کر دیا تھا۔

اور پھر یہ سلسلہ بند نہیں ہوا تھا۔ روز صبح و شام مسیح آنے کے۔

کبھی حسن کے قصیدے پڑھے جاتے تو کبھی اسکی معصومیت کے

ح انم کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے تنگ کرنے والا کون تھا۔

جہاں مہرو اسے اپنی چھوٹی چھوٹی بات بتاتی تھی وہیں ح انم اپنے بڑے بڑے اس سے چھپا تی

تھی

، یہ اسکی فطرت تھی شاید

"آخر تم کون ہو کیوں مجھے تنگ کرتے ہو ____؟؟"

ح انم نے جھگھلا کر پوچھا تھا۔

Classic Urdu Material

"— تم پر مرمتا ہوں، دوستی کا خواہاں ہو"

اسکی بے باکی پر حانم کے چہرے پر ناگواری ابھری تھی۔

اور اس نے کوئی می جواب نہیں دیا تھا۔

"پہلی لڑکی ہے یار جو قابو نہیں آ رہی دو ماہ ہو گئی سے ہیں--"

ملکی آرجے کے سامنے صوفے پر براجمان خباشت سے کہہ رہا تھا۔

، گے رہو۔۔۔ ایک نا ایک دن مان جائیے گی، دنیا میں ایسی کوئی می لڑکی نہیں جو پھسلتی نا ہو"

"— بس کچھ وقت لیتی ہیں اور کچھ لمحوں میں پکھل جاتی ہیں

آرجے کا نایاب مشورہ دستیاب تھا۔

Classic Urdu Material

اور پھر کمی نے ہار نہیں مانی تھی۔

دیکھو پلیز ایک بار بات کرلو۔ میں باقی لڑکوں جیسا نہیں ہوں، میں بہت الگ ہوں میں سچ میں"

" تمہیں پسند کرتا ہوں

ایک بھولی بھالی لڑکی جسکی دنیا اسکی چھوٹی سی فیملی تھی۔ جس نے آسائی شیں نہیں دیکھی تھیں--

وہ اسکی چلنی چھپڑی باتوں پر پکھلنے لگی تھی۔

مرد کو اللہ تعالیٰ نے بہت شاطر دماغ دیا ہے۔ وہ اپنی باتوں سے کسی بھی عورت کو بہلا، پھسلا اور ورغلہ سکتا ہے

اس میں بھی قصور عورت کا ہوتا ہے جو وہ پکھل جاتی ہے

Classic Urdu Material

دو ماہ کی انٹک محنت کے بعد آخر وہ اسکی طرف مائل ہو ہی گئی تھی۔

"میرا نام ملک ہے"

مستقیم ملک عرف لکی نے اپنا تعارف کروایا تھا۔

حائف نے ہمیشہ محرومیاں دیکھی تھیں۔ باپ کی محرومی، ضروریات کی محرومی، خواہشات کی

محرومی

، بہت سے لاڈ اور پیار کی محرومی

اسکے اندر ایک خلا تھا۔۔

گھر میں رونے دھونے والے حالات دیکھ کر اسکا دل کرڑھتا تھا، ایسے میں جب ملک اس سے

بات کرتا تھا تو وہ اسے خوابوں کی دنیا میں لے جاتا تھا

لیکن یہ سلسلہ زیادہ دن نہیں چل سکتا تھا۔

، حائف کا ضمیر اسے کچو کے لگاتا تھا

، وہ جانتی تھی یہ سب غلط ہے، انسان معصوم ہے جبکہ شیطان شاطر ہے

Classic Urdu Material

، اسے شیطان نے کیسے ورگلایا تھا یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی

ملک سے بات کرتے ہوئے بھی ضمیر کا شور اسے سکون نہیں لینے دیتا تھا

اس روز جواد کو سائی یکل چاہیتے تھی۔ آسیہ بیگم یا کسی اور کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ وہ اسے سائی یکل لا کر دے سکتے۔۔

"بaba ہمیں کیوں چھوڑ گئیے ہیں آپی۔۔ کیوں چلے گئیے وہ؟؟"

جواد نے روتے ہوئے سوال پوچھا تھا۔ جبکہ حانم خود رودی تھی۔

"ملک تم چھوڑ تو نہیں جاؤ گے ____؟؟"

اس روز پہلی بار حانم نے ایک لمبے سیج کی شکل میں بہت سے الفاظ لکھ کر بھیجے تھے۔ ورنہ وہ بس ہوں، ہاں میں جواب دیتی تھی۔

Classic Urdu Material

"وہ پوچھ رہی ہے مجھے چھوڑ تو نہیں دو گے۔۔؟؟"

مکی نے آرجے سے پوچھا تھا۔

"اسے کو کبھی نہیں میری جان"

آرجے کے جواب پر دونوں کا قہقهہ ابھرا تھا۔

اس رات حانم سو نہیں پائی تھی۔ وہ ساری رات سوچتی رہی تھی۔ ضمیر نے اسے یہ بات سمجھادی تھی کہ وہ غلط کر رہی ہے۔

اسکی نمازیں قضا ہونے لگی تھیں، اسکی پڑھائی می متاثر ہو رہی تھی۔

سب سے بڑی بات اسکے چہرے کی رونق ماند پڑگئی تھی۔

ملک سے بات کرنے کا گناہ اسکے جسم سے کسی جونک کی طرح چمٹ گیا تھا جو لمبہ بہ لمبہ اسکا خون پھوس رہی تھی۔

Classic Urdu Material

"کیا ہوگیا ہے ہانی تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی ہو۔۔؟؟"

حانم کے اگنور کرنے پر ملک نے شکوہ کیا تھا۔

"— میں تم سے ملنا چاہتا ہوں"

اسکی اگلی بات سن کر حانم کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔

اس نے فوراً موبائل آف کیا تھا۔ اس نے تو کبھی اس چیز کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔

حانم کا دل ملک سے آکتا نے لگا تھا۔ اسکی باتیں حانم کا دل خراب کرتی تھیں۔

جو تمہوڑی سی دلچسپی پیدا ہوئی تھی وہ اسکی چیپ باتوں سے ختم ہو گئی تھی۔

وہ اسکا نمبر بلاک نہیں کر سکتی تھی کیونکہ اسکے پاس موبائل سادہ تھا۔

اسی گھبراہٹ، ڈر اور گناہ کے تصور میں اسے بخار ہو گیا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ پورا مہینہ بیمار رہی تھی۔

، اپنے گناہ پر روتی تھی۔ پچھتاتی تھی

آسیہ بیگم اسے بیمار دیکھ کر خود ہلکان ہو گئی تھیں۔

حائف کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔ اتنی پیاری ماں تھی اسکے پاس جو اس پر جان دیتی تھی اور وہ اپنی ماں کو دھوکہ دے رہی تھی۔

— حائف کا دل ڈوب گیا تھا۔۔۔ آنسوؤں سے تکیہ بھیگنے لگا تھا

وہ ساری ساری رات روتی تھی۔

"— تم مجھ سے بات کیا کرو ہانی۔۔۔ میں تمہارے بنا نہیں جی سکتا"

"— مجھے ڈر لگتا ہے ملک"

Classic Urdu Material

"ڈر--؟؟ لیکن کس سے--؟؟"

"اللہ سے"

اور ملک اسکی بات سن کر حیران رہ گیا تھا۔

اللہ کا واسطہ ہے میرا پیچھا چھوڑ دو۔ میں تمہیں پسند نہیں کرتی اور ناکبھی کروں گی۔ آئی ند مجھے سیج"

"مت کرنا

حanim نے اس سے التجاکی تھی۔

وہ ٹھیک ہونے لگی تھی۔ رو رو اپنے گناہوں کی معافی مانگی تھی۔

ستره سال اور کچھ ماه عمر تھی اسکی اس وقت۔ اور اسکے خمیر نے اسے کتنے بڑے گناہ سے بچا

لیا تھا

Classic Urdu Material

اسکے چہرے کی رونق لوٹ آئی تھی لیکن جب بھی وہ اسے مسیح کرتا تھا حانم کو سب یاد آنے لگتا تھا۔ اسکا دل اذیت سے بھر جاتا ہے

اسے محسوس ہونے لگا تھا کہ وہ اب باکردار نہیں رہی تھی۔

اپنی کی گئی چھوٹی سے غلطی نے اسکے اندر تلنگی بھر دی تھی۔

اور وہ ملک یعنی ملکی بھی اسکی جان نہیں چھوڑ رہا تھا۔

وہ اسے کبھی ناکبھی مسیح کرتا رہتا تھا۔

دو سال گزر گئیے تھے حانم نے فور تھا ای ائیر کے اگزامز بھی دے دیئیے تھے۔

لیکن وہ اسے نہیں بھولا تھا اور نا حانم کو بھولے دیتا تھا۔

جب حمدان انکل نے اسے موبائل گفت کیا تھا تب حانم نے نمبر بدل لیا تھا۔

لیکن کچھ دن بعد کچھ ضروری نمبر کاپی کرنے کیلئے اس نے اپنی پرانی سم موبائل میں ڈالی تھی۔

وہی وہ دن تھا جب نسیدہ آپا اسکے لیئے طارق کارشٹے لے کر آئی تھی۔

"وہ پہلے ہی دکھی تھی اوپر سے ملک کے مسیح نے کہ "بھول گئی ہو تم مجھے۔"

Classic Urdu Material

اسکے اندر تک خاک کر ڈالا تھا۔

تب حانم نے روتے ہوئے اسے دو تین سالوں بعد مسیح کیا تھا کہ

"____ خدا سے ڈاے ابن آدم-- خدا سے ڈ"

اسکے ان الفاظ نے ملکی کو اندر تک جھنجھوڑ ڈالا تھا۔

تب حانم نے ملک سے دلوک بات کرنے کا فصلہ کیا تھا۔ اس نے نمبر دوبارہ آف نہیں کیا تھا

بلکہ سوچ رکھا تھا کہ اس بار اگر اس نے کال یا مسیح کیا تھا وہ اس سے صاف صاف بات کرے

گی____

لیکن اسکے ان الفاظ نے ملکی کے ہاتھ جکڑ دیے تھے۔ اس نے کبھی دوبارہ کال یا مسیح نہیں کیا

تھا اور یوں حانم بھی جیسے ان واقعات کو برا خواب سمجھ کر بھول گئی تھی

لیکن یہ اسکی سب سے بڑی غلطی تھی۔ آج پھر وہ اسکے سامنے کھڑا تھا۔ تقریباً ایک سال کے

عرصے کے بعد____

Classic Urdu Material

وہ لائی بریری میں بیٹھی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اسکا سامنا کبھی ملک سے ہو گا۔

اور ملک-- وہ بھی آر جے--

حانم کے دماغ میں سائیں سائیں ہو رہی تھی۔

وہ کانپتے قدموں سے کھڑی ہوئی می تھی۔ اسے بلاوہ آیا تھا اور جانا ہی تھا۔

خود کو گھسیٹی وہ گراونڈ کی طرف بڑھ گئی می تھی جہاں اجل اسکا انتظار کر رہی تھی۔

"آر جے میری بات سمجھنے کی کوشش کرو جو تم کر رہے ہو وہ ٹھیک نہیں ہے--"

Classic Urdu Material

مکی نے گراؤنڈ میں رکھے لکڑی کے بینچ پر بیٹھے آرجے سے کہا تھا جو اپنی انگلیوں کی مد سے اپنی کنپیوں کو سلا رہا تھا۔

"میں سب جانتا ہوں تم اپنی بکواس بند کرو۔"

آرجے دھاڑا تھا۔ تب اسکی نظر بیگ تھامے انکی طرف قدم بڑھاتی حانم پر پڑی تھی۔ تیز ہوا ائیں اسکے ڈوپٹے کو اڑا کر لے جانے کی کوشش کر رہی تھیں لیکن اس نے اپنی چادر کو اچھی طرح سے سنپھالا ہوا تھا۔

اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر مکی کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"آئی یہ آئی یہ -- میدم ہانی-- آپ ہی کا انتظار ہو رہا تھا"

جیسے ہی وہ انکے قریب پہنچی تھی آرجے نے زہر خند لجھے میں کہا تھا۔

Classic Urdu Material

"یہاں کیوں بلایا ہے مجھے--؟؟"

حانم کا لمحہ سخت تھا۔

" بتاتے ہیں اتنی بھی کیا جدی ہے-- جائیں پہلے وہ پڑھیں--"

آرچے نے اسے گرأونڈ میں گے پوڈے کی طرف اشارہ کیا تھا جس پر ایک اشتہار لگا تھا۔
حانم الجھن زدہ چھرے کے ساتھ اس پوڈے کی طرف بڑھ گئی۔

سفید کاغذ پر لکھے لفظوں کو پڑھ کر حانم کی روح فنا ہوئی تھی۔ وہ اسکی اور انکی کی باتیں تمہیں
اوپر اسکا نام اور نمبر لکھا تھا۔

آرچے انکی کنورسیشن کے سکرین شاٹ لے کر انکے پرنٹ نکلوا لیتے تھے۔

گرأونڈ میں ہر طرف دیواروں اور پوڈوں پر وہ پرنٹ چسپاں تھے۔

وہ کرنٹ کھا کر پلٹی تھی۔

Classic Urdu Material

لڑکیوں کو لگتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے اگر پیغامات اور نمبر کو ختم کر دینگی تو سب واقعی ختم ہو " کر پہلے جیسا ہو جائیے گا ____ لیکن یہ لڑکیوں کی خام خیالی ہوتی ہے، وہ پیغامات ہمیشہ کیلئے نامہ اعمال اور مرد کے پاس محفوظ رہتے ہیں، نامہ اعمال سے تو شاید توبہ اور ندامت کے آنسوں ان پیغامات اور گناہوں کو مٹا دیں لیکن ایک مرد کے پاس سے ان گناہوں کا مٹانا نا مکمن " ہے

آج اسکے گناہ اژدھے کا روپ دھار کر اسے نگلنے کو تیار کھڑے تھے۔

وہ تین چار سال پہلے ڈرگئی تھی کہ رب کی پکڑ بڑی شدید ہے
اور آج وہ پکڑ میں آچکی تھی۔

حanim کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئیے گا، اس نے خشک ہو چکے ہونٹوں پر زبان پھیری تھی۔

Classic Urdu Material

آسمان پر سیاہ بادلوں نے اندھیرا سا کر دیا تھا، اور کچھ ایسی ہی سیاہی اسکے مقدر پر مل دی گئی تھی۔

واہ مس حانم واہ! جس لڑکی کا یونیورسٹی میں کوئی یہ بوائی سے فریب نہیں وہ لڑکی ملکی ملک کی"

"جی ایف نکلی-- واہ

آر جے کا لمحہ کاٹ دار تھا۔ اس نے تالیاں بجا کر داد تھی۔

حانم کو ایک اور جھٹکا لگا تھا۔

مستقیم ملک

اس نے کبھی غور کیوں نہیں کیا تھا کہ ملکی ہی ملک ہو سکتا تھا۔ اور وہ مہرو کا کرن بھی تھا۔۔

اسکے پاس نمبر بھی آسکتا تھا

حانم نے ملکی کو دیکھا تھا جو نظریں چراگیا تھا۔

Classic Urdu Material

"آرجے میری بات سنو--"

!! تم خاموش رہو--"

مکی کی بات پر آرجے دھاڑا تھا۔

"میں دنیا میں منافق لوگ دیکھے ہیں لیکن تم سے کم--"

وہ حانم کی طرف بڑھا تھا۔

حانم کی پوری جان کا نپ رہی تھی۔

، میں نے شاطر لڑکیاں دیکھی ہیں لیکن تم سے کم--"

کیا کہا تھا تم نے کہ میری روح سے غلاظت لپٹی ہے-- اپنے بارے میں کیا خیال ہے

تمہارا ____ ??

Classic Urdu Material

وہ صور پھونک رہا تھا۔۔ اور حانم جل کر خاک ہو رہی تھی۔

اسکے پاس اپنی صفائی میں کہنے کو کچھ نہیں تھا۔

سارے شبوت اسکے خلاف تھے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

آسمان پر پھیلی سیاہی کسی طوفان کی آمد کا پتا دے رہی تھی۔

مجھے زندگی میں پہلی بار محسوس ہوا تھا کہ ام حانم دنیا کی سب سے الگ لڑکی ہے لیکن تم تو"

____ سب سے گھٹیا نکلی

آرجے نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔ اسکے بال بکھرے پڑے تھے۔

"برٹا غرور تھا نا تمہیں اپنے کردار پر۔۔ لیکن کس بات کا غرور ہے۔۔ یہ کاغذ دیکھ رہی ہو یہ"

تمہاری بد کرداری کا منہ بولتا شبوت ہیں _____ !!

Classic Urdu Material

حائزہ آنکھیں مجگئی تھیں۔ وہ شاید آنکھوں میں آئی نی کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

کچھ دن پہلے اسی گراونڈ میں وہ دنوں اسی موسم میں بیٹھے دنیا کے حسین ترین لوگ لگ رہے تھے۔ اور آج اسی گراونڈ میں انکی بدولت اتنی بد صورتی پھیلی تھی۔

وہ جس لڑکی کو میں نے دنیا میں پہلی بار نیک سمجھا تھا وہ میرے ہی دوست کی گرل فرینڈ" نکلی۔ یقین نہیں ہوتا

وہ خود بھی جل رہا تھا۔

اس وقت آر جے کا دل کر رہا تھا کہ وہ ہر چیز کو بھسپ کر دے۔۔۔
مکی کو حائزہ کو اور پھر خود کو بھی۔۔۔

Classic Urdu Material

اسکی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں۔۔ اور حانم بھسم ہو رہی تھی۔

دنیا میں آرجے کو اتنی نفرت کسی سے نہیں ہوئی تھی جتنا اس وقت اسے اپنے سامنے کھڑی اس لمرکی سے ہو رہی تھی۔

"یہ تو سنا تھا کہ سوچو ہے کھا کر بلی جج کو چلی۔۔ آج دیکھ بھی لیا"

hanum کا دل کیا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں دفن ہو جائیے

تمہیں تو سب نے الگ سمجھا تھا لیکن تم بھی وہی نکلی نا تمہرہ کلاس، ماں باپ سے چھپ کر"

"مردوں سے باتیں کرنے والی

hanum نے مٹھیاں بھینچی تھیں۔ اذیت کی ایک گھری لہ اسکے جسم و جان میں پھیل گئی تھی۔

آرجے نے گویا تابوت میں آخری کیل ٹھونکا تھا۔

Classic Urdu Material

حائزہ اور اسکا کردار اتنا بد صورت تھا یہ حائزہ کو آج پتا چلا تھا۔

، سنو۔۔ بس ملکی ہی تھا یا پھر اور بھی تھے۔۔ کسی سے تو ملی ہوگی نا"

اور اب۔۔۔ اب کتنے لڑکوں سے چکر ہے تمہارا۔۔۔؟؟

وہ اس طرح سے بولتا نہیں بتا بھونڈا لگ رہا تھا۔

حائزہ نے کچھ کئے بنے واپسی کی طرف قدم بڑھائیے تھے۔

ڈیپارٹمنٹ کے باہر اجل منہ کھولے اسکا انتظار کر رہی تھی

، سب ختم ہوا تھا، سب کچھ، اور وہ خود بھی

"تم ایسے نہیں جاسکتی۔۔۔"

آر جے چلایا تھا۔۔ حائزہ کے قدم رکے تھے۔

Classic Urdu Material

بارش نے حانم کے خاک ہوتے وجود پر پہلی بوند ہنسائی تھی۔

وہ مرے مرے قدموں سے مکی طرف بڑھی تھی۔ اس نے اپنی چادر کو ہلنے نہیں دیا تھا۔

اور تو تم مستقیم تھے نا ____ میں عورت ہوں بھٹکنا مقدر تھا بھٹک گئی می، اللہ نے ہمیشہ "مستقیم کو صراط کے ساتھ رکھا ہے، صراط ا لمستقیم۔ سیدھا راستہ ____ تم کیسے بھٹک گئے ____ تم تو مستقیم تھے ____ ??

کتنی التجائیں کی تھیں کہ معاف کر دو مجھے، نہیں کیا نا ____ تم تو کر سکتے تھے نا تم تو مستقیم تھے ____

وہ رو رہی تھی۔ اسکی آواز رندھ چکی تھی۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔
مکی کا دل کانپا تھا۔

وہ کچھ کہنے لگا تھا لیکن حانم آرجے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

Classic Urdu Material

جو کچھ آپ نے کہا بالکل ٹھیک کہا، ایک ایک لفظ سچا ہے، میں کسی چیز سے انکار نہیں کر۔"

، رہی

، لیکن میری ایک دعا ہے

جس دن ہر ذی روح کو زندہ کیا جائیے گا اور مُردوں کو قبروں سے اٹھایا جائیے گا نا میری دعا
_____ ہے کہ ہمارا اس دن بھی سامنا نہ ہو !!

خانم نے آنکھوں میں آئی نمی کو ہاتھ کی ہتھیلی سے رکڑتے ہوئے کہا تھا۔

وہ پلٹی تمھی۔

"!! تم جیسی منافق لڑکی کو دیکھنا بھی کون چاہے گا۔"

آرجے چلا کر کہا تھا۔

Classic Urdu Material

ڈیپارٹمنٹ سے باہر جنت روڈ جہنم کا روپ دھارے آگ کے شعلے اگل رہی تھی۔

آج حanim سب ہارگئی می تھی

اپنی معصومیت

اپنی ہنسی

اپنا کردار

اپنا اعتماد

اپنی نیک نامی

اپنی ذات

اور شاید

اپنی زندگی بھی

اسکی سانسوں کی ڈورا بھر رہی تھی، حanim کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

بارش کسی طوفان کی طرح برس رہی تھی۔

Classic Urdu Material

مکی نے نم آنکھوں سے اسے ڈیپارٹمنٹ سے باہر جاتے دیکھا تھا، اور پھر سب ختم ہو گیا تھا !!



اسکی سانسوں کی ڈورا بجھ رہی تھی، حanim کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

بارش کسی طوفان کی طرح برس رہی تھی۔

مکی نے نم آنکھوں سے اسے ڈیپارٹمنٹ سے باہر جاتے دیکھا تھا، اور پھر سب ختم ہو گیا تھا !!

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا آر جے--"

مکی اسکی طرف بڑھا تھا۔

تم اپنی بکواس بند رکھو--"

آر جے نے مکی کو دھکا دیا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا تھا۔

Classic Urdu Material

"— تم سب جانتے تھے، تم نے بتایا نہیں مجھے"

آرچے کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔ تیز ہوا کے ساتھ بارش پستھروں کی مانند انکے جسم سے
ٹکرا رہی تھی۔

"سب پتا تھا تمہیں، کیوں چھپایا مجھ سے-- کیوں ____؟؟"

مجھے نہیں پتا تھا کہ جس حانم کا تم ذکر کرتے ہو وہی ہانی ہے، جس دن میں نے اسے
یونیورسٹی میں دیکھا تب مجھے پتا چلا تھا

میں نے صرف اس لیئے نہیں بتایا کہ یہ کوئی می اتنی بڑی بات نہیں تھی، اور مجھے لگا تھا کہ
"تمہیں شاید برا گے گا

آرچے نے ڈرتے ڈرتے صفائی دی تھی۔

Classic Urdu Material

مجھے کیوں برا لگتا؟ کیوں برا لگتا ہاں۔؟؟ تم مجھے پہلے بتا دیتے تو میرے ذہن میں اسکی " _____

"اچھائی کا خاکہ نا بنتا

آرجے کا دل جل رہا تھا، لیکن کیوں؟ یہ وہ خود نہیں جانتا تھا۔

مجھے لگا شاید تم حانم کو پسند کرتے ہو اس لیتے" _____

"پسند--؟؟ مائیے فٹ" _____

"!! ایسی لڑکیاں نفرت کے قابل بھی نہیں ہوتیں

پہلے بھی ایسی ہزار لڑکیاں ہماری زندگی میں آئی ہیں پہلے تو تم نے کبھی ایلے ری ایکٹ"

"نہیں کیا۔۔ پھر آج کیوں--؟؟

ملکی نے سوال اٹھایا تھا۔

Classic Urdu Material

کیونکہ وہ لڑکیاں جیسی ہوتی ہیں ویسی دکھتی ہیں، اچھائی می کا لبادہ پہن کر مردوں کو گمراہ نہیں"!
!اکرئیں--

آرجے نے منہ پر ہاتھ پھیر کر بہتے پانی کو صاف کیا تھا۔

"_____ وہ اچھی لڑکی ہے آرجے تم نے اسکے ساتھ اچھا نہیں کیا"!!

"تم اسکی اتنی طرفداری کیوں کر رہے ہو۔۔؟ تو نہیں ہو گیا اس سے۔۔؟؟"

آرجے کا لجھ جلا کر خاک کردینے کی مانند تھا۔

لکھی ساکت ہوا تھا۔

"____ دنیا میں واحد لڑکی حanim ہے جسکی میں نے دل سے عزت کی ہے"

Classic Urdu Material

لکی کا لجھ اسکی بات کی سچائی کا اعتراف کر رہا تھا۔

کیا اچھا ہے اس میں۔۔ کیوں کرتے ہو تم اس بدکردار لمبکی کی عزت۔۔ اسکا تم سے افیئی رہا"

"!! ہے

"شٹ اپ آر جے۔۔ جست شٹ اپ"

لکی دھاڑا تھا۔ اس نے پہلی بار آر جے کے سامنے اس طرح بات کی تھی۔

بدکردار نہیں ہے وہ یہ تم بھی جانتے ہو، پوچھو اپنے دل سے"

اور جہاں تک بات ہے اسکی پارسائی کی تو میں گواہ ہوں۔۔ ہاں میں گواہ ہو ام حانم کی

"!! پاکیزگی، اسکے ایمان کا

Classic Urdu Material

آرجے غصے مسٹھیاں بھیچ کر رہ گیا تھا۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کسی لڑکی کی وجہ سے ان میں لڑائی ہوئی ہی تھی۔

اور آج میں وہ کنورسیشن ڈلیٹ کرنے والا تھا جب تم نے میرے ہاتھ سے موبائل چھینا"

اور میرا کوئی ہی غلط رشتہ نہیں تھا اس سے، کبھی بن ہی نہیں پایا، میری باتیں اور تمہارے ڈائیلاگ، اگر تمیں یاد ہوں تو حانم کو اس راستے پر گھسیٹ ہی نہیں پائیے، اسکی حفاظت کی گئی ہے، ایک لڑکپن کی نادانی کی وجہ سے تم نے اسے بدکرا دبا دیا، واہ !!

ملکی کی آواز رنده گئی ہی اسے حانم کی حالت دیکھ کر خوف آیا تھا، وہ خاموش بنا بدعا دیئے چلی گئی ہی اور ملکی اللہ کو مانخے والا تھا، اتنا تو وہ جانتا تھا کہ جو بد دعائیں دی نہیں جاتیں، وہ تباہ کر دیتی ہیں۔

پتا ہے جب اس نے مجھے کہا تھا کہ خدا سے ڈرے ابن آدم، خدا سے ڈر، میں واقعی ڈر گیا"

"!! تھا

Classic Urdu Material

اسکی آنکھ سے آنسو پھسلا تھا جو بارش کی بوندوں جذب ہو کر گم ہو گیا تھا۔

مکی اب گراونڈ میں گے ان اشتہارات کی طرف بڑھا تھا جو آرجے وہاں لگائیے تھے۔

تیز بارش نے ان اشتہارات کو کافی حد تک خراب کر دیا تھا

مکی نے ہاتھ بڑھا کر وہ سارے اشتہارات اتارے اور پھر پھاڑے تھے۔

آرجے لکڑی کے بیچ پر دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بیٹھا تھا۔

تیز طوفانی بارش، اور بادلوں کی دل دہلا دینے والی گرج و چمک کی وجہ سے ڈیپارٹمنٹ کے گیٹ
کے پاس بنے سیکیورٹی روم سے کوئی ی گارڈ باہر نہیں نکلا تھا۔

جو سٹوڈنٹس ڈیپارٹمنٹ میں موجود تھے وہ ڈیپارٹمنٹ کے اندر کیٹھین اور چھوٹے سے لان میں
بارش سے لطف اٹھا رہے تھے۔

مکی نے اپنے قدم ڈیپارٹمنٹ سے باہر کی جانب بڑھا دیئیے تھے۔ پورے جنت روڈ کے دونوں
طرف دیواروں پر گے اشتہارات وہ اپنے ہاتھوں سے پھاڑ رہا تھا، جن پر ام حanim کا باقاعدہ
نام، سمسیٹر اور رو لنمبر واضح تھا۔

Classic Urdu Material

لکی کے جانے کے پندرہ منٹ بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ آرجے کو اپنا دماغ گھومتا محسوس ہوا

تھا

وہ جنت روڈ پر پیدل چل رہا تھا، وہ خود نہیں جانتا تھا کہ اس نے اپنے ساتھ کیا کیا تھا، وہ خود

نہیں جانتا تھا کہ اس نے آج کیا کھویا تھا

اسکے دماغ میں بس غصہ، اور نفرت بھری تھی۔

وہ اپنی نفرت میں اتنا اندازا ہو گیا تھا کہ اسے یہ نظر نہیں آیا کہ جنت روڈ کے دونوں طرف ایک

بھی اشتہار نہیں تھا

○ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ فَلَمَّا وَلَّيْتُمْ أَبْصَارَهُمْ غَيْشَاوَةً وَلَمْ يُمْعَنْ عَذَابُ عَظِيمٍ ”

البقرہ

Classic Urdu Material

اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے " "وہ سخت سزا کے مستحق ہیں

حanim نہیں جانتی تھی کہ اس نے ڈیپارٹمنٹ سے ہائل کا فاصلہ کیسے طے کیا تھا۔۔۔ اسکا
دماغ سائی میں سائی میں کر رہا تھا۔۔۔

کمرے میں آنے کے بعد اس نے دروازے کو کندی لگائی تھی۔

"اللہ"

بیگ بیڈ پر پھینکنے کے بعد اس نے دل دہلا دینے والی چیخ ماری تھی۔ باہر بادلوں کی گرج و چمک
میں اسکی چیخ کمیں دب کر رہ گئی تھی۔

Classic Urdu Material

وہ فرش پر بیٹھ گئی تھی۔ اور اپنے سر کو گھٹنؤں میں دیئیے ہے زیانی انداز میں رو رہی تھی۔

کتنی دعائیں مانگی تھیں اس نے اللہ سے کچھ بھی ہوجائیے اسے اسکی کم عمری کی ایک چھوٹی سی نادانی کی وجہ سے رسوانا کیا جائیے

وہ کبھی کسی شخص کے راز فاش نہیں کرتی تھی اور اس نے اللہ سے بدلتے میں یہی امیر لگائی تھی، پھر کیسے آج اسے رسوا کر دیا گیا

، حانم کا دل پھٹ رہا تھا

، اس نے زندگی میں پہلی بار موت کی خواہش کی تھی
اتنی تزلیل، اتنی رسوائی ہی--؟؟-

ـ حانم کا لگ رہا تھا جیسے اسکے دماغ کی کوئی می رگ پھٹ جائیے گی
کیوں ہوا تھا اسکے ساتھ ایسا ـ؟؟-

Classic Urdu Material

"اللہ"

اسکا رواں رواں ترپ رہا تھا، اور اللہ کو پکار رہا تھا

اسکا سسکیاں لیتا وجود آہستہ آہستہ ساکت ہوا تھا اور وہ فرش پر ڈھے گئی تھی۔

"ماہم تمہاری ہانی سے بات ہوئی ہے کیا--؟؟"

آسیہ بیگم نے ماہم سے پوچھا تھا۔

"نہیں امی--"

ماہم نے موبائل سے نظریں اٹھا کر جواب دیا تھا۔

Classic Urdu Material

پتا نہیں میری کل سے اس سے بات نہیں ہوئی، عجیب سادل ہو رہا ہے، اللہ خیر"

"!! کرے

"امی آپ فون کر لیں--"

ماہم نے مشورہ دیا تھا۔

"!! کب سے نمبر ملا رہی ہوں بیل جا رہی ہے لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہی"

آسیہ بیگم کے لمحے میں واضح پریشانی تھی۔

اچھا آپ پریشان نا ہوں مصروف ہوگی، یا سوئی می ہوگی، اسکا موبائل اکثر سائی یلنٹ پر ہوتا ہے"

"جب دیکھے گی تو کر لے کی آپکو فون

ماہم نے حوصلہ دیا تھا لیکن آسیہ بیگم کے دل کو قرار نہیں آیا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ بے چینی میں بار بار حانم کا نمبر ملا رہی تھیں۔

ایک عجیب سے احساس کے ساتھ حانم کی آنکھ کھلی تھی

کمرے میں اندر ہیرا تھا، اذان کی آواز آرہی تھی۔

اسے اپنے سر سے درد کی ٹھیکیں اٹھتی محسوس ہو رہی تھیں۔

اسے سمجھنے نہیں آرہا تھا کہ کس وقت کی اذان ہو رہی تھی

اور اذان کی آواز اسکے زندہ ہونے کا شبوت تھا۔

وہ ٹھنڈے فرش پر اوندھے منہ پڑی تھی

دماغ میں ایک فلم سی چلنے لگی تھی۔ حانم کی سکی ابھری تھی۔

Classic Urdu Material

"امی"

وہ دوبارہ پھر رو دی تھی۔ دماغ سے اٹھنے والا درد اسے پاگل کر رہا تھا۔

فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔

حانم میں اٹھنے کی ہمت نہیں تھی۔ مشکل سے اس نے بیدڑتک پہنچ کر بیگ سے فون نکالا تھا۔

موباائل کی تیز روشنیوں اسکی آنکھوں سے ٹکرائی می تو اسکے دماغ میں ایک چمچن سی ہوئی می تھی۔

آسیہ بیگم کا فون تھا۔ حانم کا دل تڑپ اٹھا تھا۔

"ہیلو امی"

حانم کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔

"کہاں ہو تم ہانی میں کب سے فون کر رہی ہوں فون کیوں نہیں اٹھا رہی ہو۔۔؟؟"

آسیہ بیگم پریشان سی پوچھ رہی تھیں۔

Classic Urdu Material

"امی--"

حانم رو دی تھی۔

"کیا ہوا ہانی تم ٹھیک تو ہونا--؟؟"

اسے سکیاں سن کر آسیہ بیگم کا دل لرز اٹھا تھا۔

"امی میرا سر"

حانم سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

"کیا ہوا سر کو--؟؟ درد ہو رہا ہے۔؟؟ دوائی لے لیتی۔-- مہرو کہاں ہے--؟"

Classic Urdu Material

"مہرو نہیں ہے"

حانم مشکل سے بول پائی می تھی۔

"!! اچھا میں ڈائیور کو بھج رہی ہوں تم فکر نا کرو بس تیار رہو یا میں آجائو ساتھ"

آسیہ بیگم خود بوكھلاگئی می تھیں۔ وہ پہلے ہی حانم کے ہائل جانے پر راضی نہیں تھیں اب اسے تکلیف میں دیکھ کر انکی خود کی جان ہوا ہو رہی تھی۔

"!! ڈائیور انکل کو بھج دیں"

حانم مشکل سے کہ کر فون بند کر چکی تھی۔

اسے روشنی تکلیف دے رہی تھی۔

ہبیگ سے بوتل نکال کر ایک گھونٹ پانی پیا تھا

وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی لیکن آرچے کا حقارت بھرا لجھ اور آنکھیں بار بار اسکے سامنے آ رہی تھیں۔

Classic Urdu Material

اس نے کمرے میں لگا زیرہ بلب روشن کر کے اپنے کچھ کپڑے بیگ میں رکھے تھے، اپنے گیلے کپڑے بدلتے کی اس میں سکت نہیں تھی۔

اسکا وجود ابھی بھی کانپ رہا تھا، سکلیاں تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔

ڈائیور کا انتظار کرتے کرتے ایک بار پھر وہ بے ہوشی کی دنیا میں چلی گئی تھی۔

"پریشان مت ہو آسیہ سب ٹھیک ہوگا ان شاء اللہ"

حمدان انکل انہیں سمجھا رہے تھے۔

Classic Urdu Material

حمدان میری بچی سکیوں سے رو رہی تھی۔ اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب وہ شدید تکلیف "میں ہو--"

حمدان انکل کچھ دیر پہلے آفس سے آئیے تھے۔ آسیہ بیگم کو یوں پریشان اور آنسو صاف کرتا دیکھ کر وہ خود پریشان ہو گئیے تھے۔

تم مجھے کال کر دیتی میں چلا جاتا ہانی کو لینے، یا پھر خود چلی جاتی۔۔۔ بس اب ڈائیور اسے لے "کر آتا ہی ہو گا تم پریشان نا ہو۔۔۔

وہ اسے دلا سہ دے رہے تھے۔

"اوپر سے موسم اتنا طوفانی ہو رہا ہے میرا دل جانے کیوں بہت گھبرا رہا ہے" !!

"اچھا میں رحیم کو کال کر کے پوچھتا ہوں تم پلیز پریشان مت ہو۔۔۔"

Classic Urdu Material

وہ اپنا موبائل نکالنے ہوئیے اٹھ کھڑے ہوئیے تھے۔

دروازے پر دستک کی زور دار آواز اسکے دماغ پر ہستھوڑے کی طرح لگ رہی تھی۔

حانم نے مشکل سے آنکھیں کھولی تھیں۔

ام حانم تمہارے گھر سے ڈائیور تمہیں لینے آیا ہے۔ وہ کب سے باہر تمہارا انتظار کر رہا

!! ہے

یہ حانم کے ساتھ والے روم کی لڑکی تھی۔

حانم نے مشکل سے اٹھی تھی اور پھر دروازہ کھولا۔

باہر اندر ہیرا پھیل گیا تھا۔ بارش ابھی بھی ہلکی ہلکی سی جاری تھی۔

Classic Urdu Material

کبھی یہ موسم حانم کی جان ہوتا تھا، اور آج اسی موسم میں اسکی جان لی گئی تھی۔

"کیا ہوا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے"

حسنہ نے اسکی سرخ اور سو جھن زدہ آنکھوں کو دیکھ کر پوچھا تھا۔

"نمیں طبیعت ٹھیک نمیں ہے"

حانم نے آنسوؤں کا گولالگہ میں ہی روکتے ہوئے مشکل سے جواب دیا تھا۔

وہ اپنا بیگ اٹھا لائی می تھی اور ٹیبل پر پڑا تala بھی۔

اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"لاؤ میں لگا دیتی ہوں"

حسنہ نے اسکے ہاتھ سے تala پکڑا تھا۔

حانم کے قدم اب باہر کی طرف اٹھ رہے تھے۔ حسنہ نے پیشانی سے اسے جاتے دیکھا تھا۔

Classic Urdu Material

انٹری گیٹ پر انگوٹھا لگانے پر انٹری کر کے وہ باہر نکل آئی تھی۔

لڑکیوں کی ہنسی کی آوازیں اسے پاگل کر رہی تھیں۔ سب وہاں خوش تھے۔

باہر کیمنڈن پر لڑکیوں کا رش لگا تھا۔

تیز روشنیوں میں پودوں پر پڑے بارش کے قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے تھے۔

اب وہ ہائل گیٹ سے باہر نکل آئی تھی۔

اس نے ایک الوداعی نظر اپنے ہائل پر ڈالی تھی۔ حanim کا دل بھر آیا تھا۔ رحیم انکل نے آگے بڑھ کر اسکا بیگ پکڑا تھا۔ وہ غائیب دماغی سے گاڑی میں بیٹھی تھی۔

میں کب سے آپکا انتظار کر رہا ہوں ہانی بیٹھا آنے میں اتنی دیر لگادی۔۔۔ گھر سے صاحب کا کتنی "بار فون آچکا ہے" !!

Classic Urdu Material

رحمیم انکل پریشانی سے کہ رہے تھے جبکہ حانم آنکھیں بند کیتے سیٹ سے ٹیک لگائیے خوش و خرد سے بیگانہ پڑی تھی۔

آسیہ بیگم ہانی کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھیں جب انہوں پورچ میں گاڑی رکھ کی آواز آئی تھی۔ وہ دروازے کی طرف بھاگ لیں

"ہانی بیٹا۔۔"

رحمیم انکل نے اسے آواز دی تھی۔

نا وہ مکمل حواسوں میں تھی اور نا لے ہو شی میں--

Classic Urdu Material

"آنکھیں کھولو بیٹا گھر آگیا ہے"

وہ اسے اٹھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور پھر کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔
رحمیم انکل نے اسکی ناساز طبیعت کو دیکھتے ہوئے گاڑی سے باہر نکل کر اسکی جانب والا
دروازہ کھولا تھا۔

ورنہ وہ اس بات کا بہت غصہ کرتی تھی۔ اپنا بیگ خود پکڑتی تھی اور دروازہ بھی خود کھولتی تھی۔
اسے بی بی جی کملوانا نہیں پسند تھا اس لیئے رحمیم انکل اسے اسکے نام سے پکارتے تھے۔
وہ مرے مرے قدموں سے گاڑی سے باہر نکلے تھے۔

"ہانی--"

آسیہ بیگم اسکی طرف بڑھی تھیں۔
جانم کا انہیں دیکھ کر دل بھر آیا تھا۔ وہ انکے لگ کر خوب روئی تھیں۔

Classic Urdu Material

"کیا ہوا ہانی--؟ تم ٹھیک ہونا--؟؟"

وہ پریشانی سے پوچھ رہی تھیں۔

"چلو اندر--"

وہ اسے اندر لے آئی تھیں۔

میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے مجھے سونا ہے"

وہ کمرے میں جاتے ہوئے سے بولی تھی۔

اچھا تم جاؤ میں چائیے بنائے کر لاتی ہوں اور یہ تمہارے کپڑے کیوں بھیگے ہوئے"

"ہیں--؟؟--؟"

آسیہ بیگم کے ہاتھ پاؤں پھول گئیے تھے۔

Classic Urdu Material

کچھ دیر بعد حمدان انکل اپنے کمرے سے باہر نکلے تھے۔ وہ فون پر کسی سے بات کر رہے تھے۔
انہوں نے ہانی کو اپنے کمرے میں جاتے دیکھا تھا۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا۔؟"

وہ آسیہ بیگم سے پوچھ رہے تھے۔

"نمیں۔ مجھے لگتا ہے اسے بہت تیز بخار ہے"

آسیہ بیگم نے بتایا تھا۔

"میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں۔"

وہ پریشان سے ڈاکٹر کا نمبر ملا رہے تھے۔ جبکہ آسیہ بیگم کچن کی طرف بڑھ گئی تھیں۔

Classic Urdu Material

جواد اکیڈمی گیا تھا جسے اب رحیم انگل لینے کئیے تھے جبکہ ماہم سوئی ہوئی تھی۔

ملازم حانم کو یوں کھویا کھویا سا دیکھ کر پریشان ہو گئیے تھے۔

حانم نے اپنے کمرے میں آگر سب سے پہلے دروازہ لاک کیا تھا۔

پھر اس نے اپنا موبائل نکال کر اسے میز پر رکھا تھا۔ اسے اس موبائل سے شدید خوف آرہا تھا۔

اسے لگ رہا تھا کہ ابھی سب لوگ اسے کال کریں گے۔۔۔

سب اسکا مذاق اڑائیں گے۔۔۔

ان اشتہارات پر اسکے دونوں نمبر تھے۔

”نمیں ایسا نمیں ہو سکتا۔۔۔“

وہ چلائی تھی۔ اس نے میز پر رکھا بھاری گلدان اٹھا کر موبائل پر دے مارا تھا۔

موبائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے۔

Classic Urdu Material

لُٹے پھوٹے موبائل کو اس نے الٹ کر اس میں سے سم نکالی تھیں جسے اس نے واشروم میں جا کر پانی میں بہا دیا تھا۔

"بدر کراد ہو تم"

آر جے کی آواز کسی ہتھوڑے کی طرح اسکے سماحت سے لکرائی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ کوئی اسکے کانوں میں پچھلا سیسیہ انڈیل رہا تھا۔

، وہ روئی تھی-- بہت روئی تھی-- سسکیوں سے۔

اسے اپنا دم گھنٹتا محسوس ہو رہا تھا۔

آہستہ آہستہ حانم کو سب گھومتا محسوس ہوا تھا۔ ہر طرف اندھیرا پھیل گیا تھا۔
اسکے دماغ میں درد کی ایک ٹھیس اٹھی تھی اور پھر وہ چکرا کر گر چکی تھی۔

Classic Urdu Material

"ہانی دروازہ کھولو۔۔"

آسیے بیگم کب سے دروازہ کھلکھلا رہی تھیں لیکن حانم دروازہ نہیں کھول رہی تھی۔

"کیا ہوا امی۔۔"

ماہم اپنی کمرے سے باہر نکلی تھی لیکن حانم نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔

شور کی آواز پر حمدان انکل بھی ادھر آگئیے تھے۔

ہر کمرے کی ایک دوسری چابی موجود تھی۔

آسیے بیگم بھاگ کر اپنے کمرے سے چابیوں کا گچھا اٹھا لائی تھیں۔

وہ بری طرح سے ہانپ رہی تھیں۔

Classic Urdu Material

گھر کے سارے ملازم بھی ڈرے ہوئے تھے۔

آسیہ بیگم روہی تھیں۔ کمرے کا دروازہ کھولا گیا تھا۔

سامنے وہ بے سدھ پڑی تھی۔

"ہانی---"

آسیہ بیگم چلاتے ہوئے اسکی جانب بڑھی تھیں لیکن حانم اپنے ہوش کب کی کھوچکی تھی۔

رات ہو گئی تھی مکی گھر نہیں آیا تھا۔ آرجے لاونچ میں بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا۔

اسکا نمبر بند جا رہا تھا۔

Classic Urdu Material

آرچے کا دماغ گھوما تھا۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ مکی اسے بتا کر جاتا تھا۔ اور اسکا نمبر کبھی بند نہیں ہوا تھا۔

آرچے نے کبھی خود کو کسی نئے کا عادی نہیں بنایا تھا۔ اور اس وقت اسے سمجھنے نہیں آہتا تھا کہ وہ کیا کرے۔

لاؤنج میں رکھی میز کے دراز سے اس نے سگریٹ نکالا تھا۔ اسے جلانے کے بعد اب وہ دھوئی میں اڑا رہا تھا۔

، لیکن میری ایک دعا ہے ”

جس دن ہر ذی روح کو زندہ کیا جائیے گا اور مُردوں کو قبروں سے اٹھایا جائیے گا نا میری دعا ہے کہ ہمارا اس بھی سامنا نہ ہو !!

دھوئی میں کے مرغلوں میں اسے حانم کا چہرہ نظر آیا تھا۔

جتنا حانم کی آنکھوں میں دکھ تھا اتنا ہی آرچے کی آنکھیں نفرت اور حقارت سے لبریز تھیں۔

Classic Urdu Material

"کیا مصیبت ہے یار"

آرجے نے سگریٹ کو دور پھینکا تھا اور پھر اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

کے باہر رکے صوفے پر بیٹھی بڑی طرح سے رو رہی تھی۔ ICU آسیہ بیکم
حانم کو نرس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔ ڈاکٹر نے کہا تھا اسے کوئی می گرہ صدمہ پہنچا ہے۔

حمدان صاحب بہت زیادہ پریشان تھے۔

"آخر کیا ہوا تھا یونیورسٹی یا ہائلیٹ میں جو حانم کی یہ حالت ہو گئی می"

وہ سوچ رہے تھے۔

Classic Urdu Material

ہیں۔ آپ لوگ دعا کریں کہ مریضہ کو ہوش critical لگے چوبیس گھنٹے مریضہ کیلیئے بہت "!"! آجائیے

ڈاکٹر کی باتوں نے آسیہ بیگم کے دل کو تڑپا کر رکھ دیا تھا۔

آخر اجل اپنا کام کر ہی گئی تھی

وہ جسم جیسی آگ میں تڑپ رہی تھی

زندگی اور موت کی جنگ لڑتی حانم

آرچے کو احساس بھی نہیں تھا کہ اس نے کسی حانم کو ختم کر ڈالا تھا ہمیشہ ہمیشہ کیلیئے !!

Classic Urdu Material

حامنم کو دو دن بعد ہوش آیا تھا۔ آسیہ بیگم کی جان میں جان آئی تھی۔ یہ دو دن انکے لیئے سولی پر لٹکنے کے برابر تھے۔

جیسے ہی حامنم کو ہوش آیا تھا۔ آرجے کے الفاظ کسی گھات لگائیے بیٹھے دشمن کی طرح اس پر حملہ آور ہوئیے تھے۔

"____ میں نے کچھ نہیں کیا"

وہ چلائی تھی۔

حمدان صاحب اسکی طرف بڑھتے تھے۔ آسیہ بیگم نماز پڑھ رہی تھیں۔

!!ہانی بیٹا کچھ نہیں ہوا تم ٹھیک ہو۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔ ریلیکس۔۔"

وہ اسے پرسکون کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

Classic Urdu Material

"میں ڈاکٹر کو بلا بتا ہوں--"

یہ ضیاء جبیل تھے جو حمدان صاحب کے دو دن آفس نا آنے پر ہاسپیٹ آگئی سے تھے۔ انہیں حمدان صاحب نے ہی ہانی کی خراب طبیعت کا بتایا تھا۔ وہ ہانی کی عیادت کیلئے آئی سے تھے۔ دونوں بہت اچھے دوست تھے۔

"انکل-- وہ آ-- آر-- آرجے"

ہانی با مشکل بول پائی تھی۔ وہ رو رہی تھی۔

آرجے کے نام پر ضیاء جبیل کے قدم ساکت ہوئی سے تھے۔

"!! کیا ہوا۔ کون آرجے"

حمدان انکل نے پوچھنے کی کوشش کی تھی۔

Classic Urdu Material

"انکل-- وہ-- میں نے کچھ نہیں کیا۔ جاؤ یہاں سے میں نے کچھ نہیں کیا"

وہ دروازہ کی طرف دیکھ کر چلائی تھی۔ اسے وہاں آر جے کھڑا مسکراتا نظر آ رہا تھا۔ وہ اس پر قدمتے لگا رہا تھا۔

ڈاکٹر نے کمرے میں آنے کے بعد اسے نیند آور انجیکشن لگایا تھا۔

انہیں کمرے سے باہر نکال دیا گیا تھا۔

"کہاں پڑھتی ہے تمہاری بیٹی حمدان؟؟"

ضیاء جبیل نے اپنے خشک ہوتے گلے کے ساتھ ہانی کے متعلق پوچھا تھا۔

حمدان انکل نے پیشانی سے انہیں حانم کی یونیورسٹی کا بتایا تھا۔

Classic Urdu Material

آرچے بھی وہیں پڑھتا ہے۔۔ اسی یونیورسٹی میں اور اسی سبجیکٹ میں وہ ماسٹر کر رہا ہے یہ ضرور"!!
اس نے ہی کچھ غلط کیا ہوگا
ضیاء جبیل سوچ کر رہ گئیے تھے۔

انہیں حanim کی حالت دیکھ کر اس پر ترس آ رہا تھا۔

"کیا کیا ہے تم نے اس لڑکی کے ساتھ ؟؟" آرچے کو ضیاء جبیل کی کال آئی تھی۔ وہ اسے کبھی کبھی فون کرتے تھے۔ لیکن اس طرح اتنے غصے میں کبھی بات نہیں کی تھی۔
وہ گویا دھاڑ رہے تھے۔

Classic Urdu Material

"کونسی لڑکی بڑے ڈیڈ--؟؟"

آرجے حیران ہوا تھا۔

زیادہ معصوم مت بنو۔۔ حمدان کی بیٹی کی بات کر رہا ہوں۔۔"

جانتے ہو وہ بنس پارٹنر ہے میرا۔۔ ساٹھ فیصد شیئر رز کا مالک ہے وہ میری کمپنی
میں"!!

"حمدان---"

آرجے زیر لب بڑھایا تھا۔ اسکی زندگی میں جتنی بھی لڑکیاں آئی تھیں وہ اسے لپنا شجرہ۔ نسب
بتادیق تھیں جو آرجے کو ہمیشہ یاد رہتا تھا۔

یہ پہلی بار ہوا تھا۔۔ اسے یاد تھا اسکی کسی گرل فرینڈ کے باپ کا نام سیٹھ حمدان نہیں تھا۔

Classic Urdu Material

ہاں حمدان-- وہ لڑکی اسکی بیٹی ہے جسکے ساتھ تم نے پتا نہیں کیا کیا ہے اور اس وقت "ہاسپٹل میں ہے نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے اسے-- اگر اسے کچھ ہوا ہو گیا نا تو تمہاری خیر نہیں !!

وہ غصے سے دھاڑتے فون بند کر پکھے تھے۔

"وات ریش---"

آرجے کا دماغ گھوما تھا۔ وہ پہلے ہی بری طرح ڈسٹرپ تھا۔ اب پتا نہیں کس کی غلطی اور گناہ کا اسے قصور وار ٹھہرا�ا جا رہا تھا اسے خود سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

آٹھ دن ہاسپٹل میں رہنے کے بعد وہ گھر آئی تھی۔

سب کچھ بدل گیا تھا۔ حانم کی رنگت میں زردیاں گھل گئی تھیں۔

Classic Urdu Material

اسے ہر طرف آرجے نظر آتا تھا۔۔ فتنے لگاتا ہوا۔۔

وہ اس پر کسی آسیب کی طرح مسلط ہو گیا تھا۔

جاویہ سے۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ میں کسی سے نہیں ملی۔۔ جاؤ جان چھوڑو"!!
میری

وہ صوف پر رکھ کشن اٹھا کر لاونچ کے دروازے پر مار رہی تھی جماں اسے آرجے نظر آ رہا تھا۔

اسے ہر وقت ڈر لگا رہتا تھا۔۔ آرجے کا گھر پاس ہی تھا۔

حانم کو لگتا تھا کہ وہ ابھی آئے گا اور سب کو اسکی اصلیت بتائیے گا۔

"کیا ہوا ہانی۔۔ کوئی یہ نہیں ہے وہاں پر"

آسیہ بیگم نے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

Classic Urdu Material

مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔ مجھے دور جانا ہے بہت دور پلیز انکل مجھے کہیں دور بھیج دیں" پلیز !!

وہ آنسوؤں سے بھیگے چھرے کے ساتھ حمدان انکل کی منتیں کر رہی تھی۔

حمدان انکل اسکی باتیں سن کر گھری سوچ کا شکار نظر آرہے تھے۔

یہی صلاح انہیں ڈاکٹر نے بھی دی تھی کہ بچی کو کچھ دنوں کیلیئے یہاں سے دور لے جایے۔۔

وہ کچھ سوچ کر اٹھ گئیے تھے۔ یقیناً وہ اس سوچ پر عمل پیرا ہونے والے تھے۔

Classic Urdu Material

آج پورے ایک مہینے بعد 28 اپریل کے دن آرجے کو لکی کی کال آئی تھی۔
پہلی بار آرجے نے لکی کے بغیر اتنے دن گزارے تھے۔

"کہاں مر گئی رے تم لکی۔۔۔ کہاں چلے گئی رے ہو یار"

آرجے بہت غصے میں تھا۔

"ابد نصیبی کے مرا نہیں لیکن ڈر ہے کہ سزا سے پہلے موت نہیں آئی رے گی"

لکی عجیب سے لمحے میں بول رہا تھا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو۔۔۔؟؟"

آرجے نے پوچھا تھا۔

Classic Urdu Material

تم میں یاد ہے آر جے تم نے مجھے ایک بار بتایا تھا کہ تم نے خواب میں ہانی کو آگ میں دھکا"

میں دے دیا تھا !!!

"اسکا ذکر کیوں کر رہے ہو۔۔؟؟"

آر جے نے غصے سے کہا تھا۔

"ایسا ہی ہوا تھا نا۔۔؟؟"

مکی پوچھ رہا تھا۔

"ہاں لیکن۔۔ اس بات کا اس وقت کیا مقصد۔۔؟؟"

آر جے الجھا تھا۔

Classic Urdu Material

مبارک ہو۔۔۔ تم نے اپنا خواب پورا کر دکھایا آر جے۔۔۔ تم نے جیتے جی ام حانم کو جنم میں "دھکیل دیا ہے۔۔۔

تم نے اسے آگ کے اس دریا میں پھینکا ہے جس میں نا صرف اسک جسم بلکہ روح بھی جھلس گئی می ہوگی !!!

ملکی کی بات سن کر ایک پل کو آر جے کا دل رکا تھا۔

وہ دنگ رہ گیا تھا۔



وہ دونوں ابھی ڈیپارٹمنٹ سے کچھ فاصلے پر تھیں جب دوسری جانب سے اچھلتے کو دتے ڈیپارٹمنٹ کی طرف آتے ملکی کی نظر مہرو کے ساتھ چلتی حانم پر پڑی تھی۔

وہ دنگ رہ گیا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے رکا تھا۔

اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

مہرو کے ساتھ جو لڑکی تھی کیا وہ واقعی وہی تھی جسے وہ جاتتا تھا۔۔

وہ سو فیصد وہی تھی۔۔

"ہانی---"

ملکی نے زیر لب دھرایا تھا۔

اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ ہانی کو یوں اپنے سامنے دیکھے گا۔

"ملکی---"

مہرو کی آواز پر اسکا سکتہ ٹوٹا تھا۔ ملکی حanim کو اپنے ساتھ یہ اسی کی طرف بڑھ رہی تھی۔

کہاں گم ہوتے ہو تم ملکی--؟؟--"

Classic Urdu Material

!!اس سے ملو یہ میری سب سے پیاری دوست ہے ام حانم عرف ہانی--

اصل جھٹکا مکی کو اب لگا تھا۔

اسے محسوس ہوا تھا کہ اسکے کانوں نے کچھ غلط سنا ہو۔

ام حانم "یہ نام وہ کتنا مرتبہ آرجے کے منہ سے سن چکا تھا۔"

اسکو فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ ہانی ہی ام حانم تھی۔

"!!اور ہانی یہ میرا کرن ہے مستقیم عرف مکی--- سب اسے مکی ہی بلا تے ہیں--"

"السلامُ عَلَيْكُمْ ---"

حانم نے مسکرا کر سلام کیا تھا۔ اسے وہ لڑکا حلیے سے تھوڑا عجیب لگا تھا۔

مکی نے ہاتھ بڑا کر اپنی پیشانی پر آئی سے پسینے کو صاف کیا تھا۔

Classic Urdu Material

اگر آر جے کو پتا چل گیا کہ--"

اس سے آگے وہ سوچ نہیں سکا تھا۔

"!! مجھے کچھ کام ہے میں آتا ہوں--"

وہ بنا سلام کا جواب دیے واپس پلت گیا تھا۔

مکی بات سنو--"

!! تم آر جے سے ملنے آئے ہو گے نا۔ پلیز مجھے اس سے ملوا دو۔

مرد چلائی می تھی لیکن وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سڈونٹس کے ہجوم میں غائب ہو گیا تھا۔

"تمہیں کیا ضرورت ہے آر جے سے ملنے کی--؟؟؟"

حانم کا مود گکڑا۔

Classic Urdu Material

ویلے ہی یار دل کر رہا تھا۔۔ آر جے کونسا روز ڈیپارٹمنٹ آتا ہے کل آیا تھا اتنے دنوں میں آج پتا"!
!! نہیں وہ آئیے گا یا نہیں--

مہرو اس سے ملنا چاہتی تھی جبکہ حانم نے اسکی اس خواہش پر افسوس کیا تھا۔

"حشام آپ---؟؟"

ماہی کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اسکے سامنے حشام جبیل کھڑا تھا۔۔ اور تو اور اس نے خود ہی ماہی کو مخاطب بھی کیا تھا۔

!! معاف کچیے گا۔۔ میں کوئی می اور سمجھا تھا۔۔"

وہ معذرت کرتا پلت گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"بات تو سنیں حشام--"

وہ اسے پیچھے لپکی تھی۔ البتہ ایک دم ڈوب کر ابھرا تھا جب حشام نے کسی اور کا ذکر کیا تھا۔

پیچھے کچھ دنوں سے ماہی کے سر میں درد رہنے لگا تھا اور بال بھی روکے سے ہو رہے تھے۔

آسیہ بیگم نے اسے تین چار آیل کو مکس کر کے بالوں میں لگانے کا کہا تھا۔

اس وقت اس نے وہی کام کیا تھا ہوا تھا۔ ایلا کو کچھ چیزیں لینے تھیں۔ وہ ماہی کو زبردستی اٹھا

لائی می تھی۔ اور ماہی نے بالوں کو باندھ کر گلے میں لئکا سفید سکارف سر پر حجاب کی طرح چپکے

لیئے تھا جس پر حشام دھوکا کھا گیا تھا۔

"آپ یہاں کے ڈھونڈ رہے تھے--؟؟"

ماہی نے اسکے پیچھے چلتے ہوئے سے پوچھا تھا جبکہ حشام کو کوفت ہوئی می تھی۔

Classic Urdu Material

وہ اب خود کو کوس رہا تھا کہ کسی بھی انجان لڑکی کو مخاطب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

"آپ کو اس سے مطلب مس ماہین--؟"

اس نے ٹھہر کر سرد سے لجے میں پوچھا تھا ماہی کے چہرے کارنگ ایک دم پھیکا پڑا تھا۔

"نمیں---مم---میں--وہ--"

ماہی سے کوئی جواب نہیں بنا تھا۔

"اللہ حافظ--"

وہ سپاٹ لجے سے کھتا آگے بڑھ گیا تھا جبکہ ماہی ایک بار پھر اسے نم آنکھوں سے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

Classic Urdu Material

وہ دونوں سیمینار روم میں بیٹھی تھیں۔ حانم نے شکر ادا کیا تھا اب تک اسے آرچے کہیں نظر نہیں آیا تھا۔

سوسائٹی نے ایک سیمینار کھا تھا۔ Debating and literary ڈیپارٹمنٹ میں موجود اس سوسائٹی کا مقصد سٹوڈنٹس میں اور خاص طور پر نئیے آلبے والے سٹوڈنٹس میں شعور کو اجاتگر کرنا تھا۔

یہ سوسائٹی ڈیپارٹمنٹ میں ہر ہفتے میں ایک بار سیمینار کرواتی تھی۔ جہاں سٹوڈنٹس کو بولنے کا موقع دیا جاتا تھا۔

پینل ڈسکشن ہوتی تھی۔ سٹوڈنٹس اپنے لیڈرز خود چنتے تھے اور پھر مختلف موضوعات پر بحث شروع ہوتی تھی۔

محمد عثمان ملک ڈیپارٹمنٹ کا سب سے سینئیر سٹوڈنٹ تھا جو President سوسائٹی کا کافی ذہین اور سمجھدار انسان تھا۔

Classic Urdu Material

آہستہ آہستہ سیمینار روم سلوڈنٹس سے بھر نے لگا تھا۔ ڈیپارٹمنٹ کے دو ٹیچرز وہاں پر کوراؤینینٹر کے طور پر موجود تھے۔

حانم کو یہ سب کافی دلچسپ لگ رہا تھا۔

!"پریزیڈنٹ کی پرسنلیٹی اچھی ہے--"

حانم نے کمینٹ کیا تھا۔

سیمینار شروع ہو چکا تھا۔ ڈائیز پر کھڑے ہوئے عثمان ملک نے بولنا شروع کیا تھا۔

"میں یہاں پر تمام نیو سلوڈنٹس کو ویکلم کرتا ہوں--"

Classic Urdu Material

جبیسے کہ آپ سب جانتے ہیں کہ ہمارا سینما کروانے کا مقصد سٹوڈنٹس کو بولنے کا موقع دینا ہے--- ہر انسان کے ذہن میں ہر موضوع سے متعلق کچھ ناکچھ سوال ہوتے ہیں-- اور !! انہی سوالوں کا جواب دینے میں ہر بار نئی سے موضوعات کو لے کر آتا ہوں--

سلام دعا کے بعد وہ شائی ستگی سے کہہ رہا تھا۔

"اس بار میرا موضوع بہت عام سا ہے-- لیکن صرف سننے اور دیکھنے میں-- میں اور میری ٹیم" اس موضوع پر روشنی ڈالنا چاہیں گے کچھ الگ طریقے سے--
آپکے سوال ہونگے اور ہمارے جواب--

آج کا ہمارا موضوع ہے-- "اسلام سے لوگ ڈرتے کیوں میں--؟ لوگ اس مذہب کو ایک فویبا سمجھتے ہیں--"

"کیا مطلب اسکا اب مذہب پر بحث ہوگی--؟؟"

حانم کو برا لگا تھا۔

Classic Urdu Material

!! سن تو لو یار وہ کیا کہہ رہا ہے-- باقی بعد میں فیصلہ کرنا--"

مہرو نے اسے چپ کروایا۔

ہم ان پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے کہ کن وجوہات کی بنا پر لوگوں کو اسلام فوبیا ہے-- اور کن "باتوں اور کاموں سے ہم اس فوبیا کو اور اسلام کے ساتھ گے دہشت گردی کے ٹائی ٹل کو ختم کر سکتے ہیں--؟؟-

اس نے اپنے پہلے میمبر کو دعوت تھی۔ جس نے اسلام کی حقیقت پر روشنی ڈالی تھی۔ اور بتایا تھا کہ کیسے اسلام امن و سلامتی والا ملک ہے---

اسکی تقریر سن کر سٹوڈنٹس کافی پروش ہو گئیے تھے۔

"اسلام ایک حقیقی اور بہترین مذہب ہے--"

Classic Urdu Material

اب اس پر میں اپنی بہت ہونہمار ٹیم میمبر کو دعوت دونگا۔
وہ لمرکی اسٹچ پر آئی تھی اور اس نے دلائیل اور واقعات سے ثابت کیا تھا اسلام ایک بہترین
اور حقیقی مذہب ہے۔۔

یہ موضوع ایسا تھا کہ وہاں بیٹھا کوئی بھی سٹوڈنٹ مذہب پر سوال نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔

چونکہ نئی سال کا آغاز تھا تو سینیار کا آغاز بھی اللہ اور اسکے دین سے کیا گیا تھا۔

“Any Question..??”

لمرکی نے تقریر کرنے بعد سٹوڈنٹس سے پوچھا تھا۔

اسکی تقریر پر پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔ بیشک کو اچھا بولتی تھی۔

“I have a Question Miss”

Classic Urdu Material

آواز پر سب نے پلٹ کر دیکھا تھا۔ آرجے سب سے آخر میں بیٹھا تھا۔ اور اس وقت وہ کھڑا تھا اپنا سوال لیتے--

"یہ کب آیا--؟؟"

!! حanim نے اسے دیکھ کر اپنا چہرہ چھپایا تھا جیسے وہ اسے ہی ڈھونڈ رہا ہو۔۔

آپ نے کہا کہ اسلام ایک حقیقی مذہب ہے-- !! میں اس موضوع پر میں کچھ کہنا چاہوں" گا-- کیا میں وہاں آسکتا ہوں--؟؟

اس نے پوچھا تھا۔

"یہ شور پلیز--"

عثمان ملک نے اسے آنے کی اجازت دی تھی۔

Classic Urdu Material

وہ پورے اعتقاد سے قدم اٹھاتا اسیج کی طرف بڑھا تھا۔

"یہ کیا کرنے والا ہے--؟؟"

حائف کو کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے یقین تھا وہ کچھ الٹ ہی بولنے والا تھا۔

ڈائیز پر پہنچنے کے بعد آرچے نے اپنا موبائل سامنے نظر آتی سکریں یعنی پرو جیکٹر سے ایج کیا تھا۔

اچانک سکریں پر ایک بھری جہاز نظر آنے لگا تھا۔

وہاں بیٹھا ہر سٹوڈنٹ حیران تھا۔ سب دلچسپی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ نہیں جانتے کہ اس جہاز کا مذہب سے کیا تعلق تھا۔؟؟

اب وہ ڈائیز سے اسیج کی طرف چلا گیا تھا۔۔۔

"یہ جو آپ ایک بھری جہاز دیکھ رہے ہیں نا، یہ آپ کو پاگل کر سکتا ہے۔۔۔"

Classic Urdu Material

آرجے نے بولنا شروع کیا تھا۔

"... سٹوڈنٹس، توجہ"

اب میں آپ کو ایک معتمد بتانے لگا ہوں جس نے گزشتہ 2 ہزار برس سے انسانی دماغ کو پلپلا" کیے رکھا ہے۔ جوں جوں دماغ کی وسعت بڑھتی جا رہی ہے، اُتنا ہی یہ معتمد دہی بناتا جا رہا ہے دماغ کی۔ آپ بھی سنبھلے اور دماغ کے پیچ ڈھیلے کچیے۔

یہ معتمد 50 برس بعد از مسجد دور کے ایک یونانی ڈرامہ نگار اور رائلیٹر "پلوٹارش" نے اپنے ڈرامے بادشاہ تھیسیس کی زندگی "میں پیش کیا ہے۔"

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بادشاہ تھیسیس اور نوجوان ایمپھنا شہزادی دور دراز کے رومی جزیرے کریٹ سے لکڑی کے ایک بحری جہاز میں سوار ہوئے اور یونانی جزاں کی سیر فرمائی۔ یہ شاہی جوڑا

Classic Urdu Material

یونانیوں میں بہت متبرک سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ یونان کے مرکز ایتھر کا نام ہی ابھنا شہزادی کے نام پر ہے۔ بعد میں رفتہ رفتہ ایتھر کے باسیوں نے اُس تاریخی جہاز کو "تھیسیش کا جہاز" نام دے کر تبرک کے طور پر اپنی بندرگاہ میں کھڑا کر لیا یہاں تک کہ ڈھائی سو برس بیت گئے اور بادشاہ ڈیمیٹریوس کا دور آگیا۔ اس دوران جیسے جیسے اور جہاں جہاں جہاز کی لکڑی شکستہ ہوتی گئی اُس کی جگہ نئی لکڑی لگا کر جہاز کو درست کر لیا جاتا۔ کچھ عرصہ بعد پورے جہاز میں کوئی حصہ بھی ایسا نہ رہا جو تبدیل نہ ہو گیا ہو۔ اُس زمانے کے فلاسفوں نے اس جہاز کے متعلق عجیب خیالات رکھنے شروع کر دیے۔ کچھ فلاافر کہتے تھے کہ چونکہ پورا جہاز بدل چکا ہے اس لیے اب یہ "متبرک جہاز نہیں رہا۔ کچھ نے کہا کہ ان تبدیلیوں کے بعد بھی یہ وہی جہاز ہے۔" وہ ایک پل کیلیے خاموش ہوا تھا۔ اور پھر بولنا شروع کیا تھا۔

تو، سٹوڈنٹس، پلوٹارش پوچھتا ہے کہ آپ کا کیا خیال ہے؟ یقیناً آپ میں سے زیادہ تر یہی سوچیں گے کہ یہ عین وہی جہاز ہے۔ اگر ایسا ہے تو آگے سنئیے۔۔۔

Classic Urdu Material

صدیوں بعد 16 ویں صدی میں تھامس ہوبز نے اس معہ پر کام کرنا شروع کیا۔ اُس نے حل دینے کی بجائے جان بوجھ کر معہ مزید پچیدہ کر دیا۔ پہلے تو کچھ بھی رائے رکھ سکتے تھے مگر اب جو بھی رائے رکھیں گے، ہر صورت میں نتائج سنگین ہو سکتے ہیں۔ جیسے اگر کاترات میں ہماری "زمین" کے علاوہ کمیں اور زندگی بھی ہے تو واہ واہ ... اور اگر ہم اکیلے ہیں تو شدید شاوا۔ اسکی بات پر ہال میں سٹوڈنٹس کی دھیمی دھیمی ہنسی کی آواز گونج گئی تھی۔

تھامس نے اس معہ میں مزید تفصیل شامل کرتے ہوئے کہا کہ بالفرض اُس متبرک جہاز کے پچھلے تمام تختے اور جو بھی تبدیل کیا گیا تھا ان سے جہاز دوبارہ بنانا کر بندرگاہ میں کھڑا کر دیا جائے تو اب آپ کے پاس دو جہاز ہو گئے: ایک تبدیلیوں میں سے گزرنا ہوا جہاز اور ایک اصل لکڑی سے بننا ہوا جہاز۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان میں سے تھیسیس کا جہاز کونسا ہے؟؟؟

وہ ایک بار پھر خاموش ہوا تھا۔

حائف آنکھیں سکوڑے اور کان کھولے اسے سن رہی تھی۔ وہ کافی دلچسپ باتیں کر رہا تھا۔

Classic Urdu Material

سٹوڈنٹس کے ذہن میں کھلبلی سی مجگئی تھی۔

پلوٹارش سے پہلے ہیرا کلیس اور پلاٹو بھی اسی قسم کا سوال پوچھ چکے تھے۔ انہوں نے پوچھا تھا "کہ ایک لکڑبارے نے اپنے کلمائڑے کا دستہ تبدیل کروایا۔ کچھ عرصہ بعد دستے میں لوہے کی تیز دھار تبدیل کروالی۔ کیا وہ کلمائڑا وہی ہے یا کوئی اور ہو چکا ہے؟ تھامس نے یہاں بھی پینگا لیا اور پوچھا کہ کلمائڑا کے قدیم پرزوں کو جوڑ کر اگر کلمائڑا بنالیا جائے تو اب دو کلمائڑے ہو گئے۔ سوال یہ "ہے کہ اصلی والا کلمائڑا کونسا ہے؟؟"

ہال میں گھری خاموشی چھائی تھی۔

"پہلے والا کلمائڑا اصلی ہے--"

جس لڑکی نے تقریر کی تھی اس نے بلا اختیار ہی جواب دیا تھا۔

Classic Urdu Material

!" نہیں -- بعد والا اصلی ہو گا --"

ایک سٹوڈنٹ نے ہال سے جواب دیا تھا۔ اور لڑکی کی نفی کی تھی۔

آرجے کے پھرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

ایک دلچسپ کھیل کا آغاز ہوا تھا۔

اس فلسفیانہ معہمہ کا سائینٹیفیکٹ ابھی کچھ عرصہ پہلے ایک قانونی جنگ کی صورت میں نظر آیا تھا۔ تفصیل کے مطابق 1854 میں امریکی جنگی جہاز یو۔ ایس۔ ایس کونسٹالیشن بنایا گیا اور اُس نے سو برس امریکہ کی سروں کی۔ رفتہ رفتہ اُس کے حصے تبدیل ہوتے گئے۔ تب اُسے بالٹیمور کے عجائب گھر میں منتقل کر دیا گیا۔ 1990 میں اُس جہاز کے قدیم حصوں کو جوڑ کر جہاز دوبارہ تخلیق کر لیا گیا۔ تاریخ دانوں نے کیس دائر کر دیا کہ تبدیلیوں میں سے گزرا ہوا جہاز ہی اصلی ہے۔ پرانی لکڑی والے جہاز کو یو۔ ایس۔ ایس کونسٹالیشن نہ کہا جائے۔ یہ کیس 2004 تک بھی حل نہ ہو سکا۔ اب جب بھی کوئی افسر دعاائر ہوتا ہے اور نیا افسر آتا ہے وہ اپنی مرضی سے کسی ایک جہاز کو اصل مان لیتا ہے تب اُس کے خلاف حسبِ ذائقہ سازشیں شروع ہو جاتی ہیں۔

Classic Urdu Material

جاپان میں شینٹو مذہب کی عبادت گاہیں مذہبی رسم کے سلسلے میں ہر 20 برس بعد دوبارہ تعمیر ہوتی ہیں مگر پھر بھی انہیں قدیم عبادت گاہیں کہا جاتا ہے۔ ایک عبادت گاہ 62 بار تعمیر نو سے گزری .. پھر بھی وہ قدیم کھلاتی ہے۔ جبکہ دوسرے مذاہب کے لوگ ان شینٹو عبادت گاہوں کی قدامت کو تسلیم نہیں کرتے۔

ہیرا کلیئس نے اس معہ کا حل پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ "جب تم دریا میں قدم رکھتے ہو تو ہر لمحہ نہ دریا وہ رہتا ہے اور نہ ہی ٹھُم لیکن اس تبدلی سے شناخت نہیں بدل جاتی۔" تھامس نے اعتراض کیا کہ بھیا، دریا میں صرف پانی بدلتا ہے، کنارے نہیں بدلنے اس لیے دریا کی مثال غلط ہے۔

ہر دور میں مختلف فلسفیوں نے اس معہ کا حل پیش کیا ہے مگر ان تشریحات میں نقاصل ہمیشہ موجود رہے۔ ہر حل اپنے آپ کو غلط ثابت کر دیتا تھا۔

Classic Urdu Material

، یہ سب فلاسفیوں کا خیال تھا۔ اب آتے ہیں سائینس کی طرف۔۔

کچھ پل خاموش ہونے کے بعد وہ دوبارہ بولنا شروع ہوا۔

آج 21 ویں صدی میں بھی یہ معہ جوں کا توں موجود ہے اور کئی اشکال میں سامنے آیا ہے۔

بالفرض ایک انسان کے جسم کے تمام عضلات رفتہ رفتہ ٹرانسپلانٹ ہو جاتے ہیں .. دل اور دماغ سمیت۔ تب اُس انسان کی اصل شناخت کیا ہوگی۔۔۔؟؟ بھی ایسا مکمل طور پر ہوا تو نہیں مگر مستقبل قریب میں ہونے لگ جائے گا۔

ہر 5 سے 7 برس کے اندر انسان میں موجود تمام ایسٹم نئے ایسٹموں سے تبدیل ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس دوران شکل و صورت اور جسم بھی بدل جاتا ہے۔ پیدائش سے لے کر بڑھاپاٹک انسان کئی بار بدلتا ہے۔ جو ایسٹم براہ راست ہوا میں جھوڑ جاتے ہیں وہ کسی نہ کسی صورت کسی اور انسان کے جسم میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یعنی آپ کے جسم میں چند ارب ایسٹم شاید علامہ اقبال کے ہوں،

Classic Urdu Material

کچھ ایسٹم قائدِ اعظم کے ہوں گے، کچھ ہٹلر کے اور کچھ گوتمن بدھ کے بھی ہوں گے۔ آپ کے اپنے ایسٹم بھی دوسرے متعلقہ یا غیر متعلقہ انسانوں میں ہوں گے۔ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی بے شمار "لاشیں" اس وقت آپ کے جسم سے باہر کسی نہ کسی صورت موجود ہیں۔ میرا خیال ہے کہ پیناڈول کھا لیں۔

یعنی دریا تو بدلتا ہی ہے، تم زیادہ بدل جاتے ہو، بلکہ بالکل نئے جسم کے مالک ہو جاتے ہو۔

تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصلی والے آپ کون ہیں؟ ہر انسان میں اُس کا اپنا جسم تو موجود ہی نہیں، دوسرے زندہ و مردہ انسانوں سے ادھار لیا ہوا ہے---

اس نے سٹوڈنٹس سے سوال کیا تھا۔ لیکن کسی کے پاس جواب نہیں تھا۔

یہی تھیسیس کے جہاز والا معہ ہے جو خود تبدیلی سے نہیں گزر رہا... جوں کا توں وہیں کھڑا ہے۔
وہ اسٹیج پر کبھی دائیں تو کبھی بائیں چل رہا تھا۔

Classic Urdu Material

تو یہ تھا تمھیسیش کے جماز کا معنہ جو سات سمندر عبور کرتا ہے اور زیادہ تر لاجواب رہتا ہے۔

اب آپ مجھے بتائیں مس کہ آپ نے کہا اسلام حقیقی مذہب ہے--"

جب سے دنیا بنی ہے بہت سے مذاہب گزرے ہیں--

آپکے خدا نے چار پیغمبروں پر کتابیں نازل کی ہیں--

اور آخر میں قرآن نازل کیا اور اسلام کو حقیقی مذہب قرار دے دیا گیا--

یعنی عبادت خدا کی ہی کرنی تھی سمجھی مذاہب میں تو

قدیم مذاہب بہت سی تبدیلیوں میں سے گزر کر موجودہ دور تک پہنچتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ
مذہب کی اول ساخت پر اصرار کیا جائے یا تبدیلیوں میں سے گزرے مذہب پر اعتناد کیا جائے؟

آپ نے کہا تھا کہ پہلے والا کہاڑا اصلی تھا۔"

Classic Urdu Material

اور آپ اپنی تقریر میں کہہ رہی ہیں کہ بعد میں آنے والا اسلام حقیقی مذہب ہے اس سے پہلے
اے والے نہیں--

میرا آپ سے سوال ہے مس کہ اگر کہاڑا پہلے والا اصلی اور حقیقی تھا تو تبدیلیوں سے گزر کر آخر
”میں آنے والا مذہب اسلام حقیقی کیسے ہو سکتا ہے--؟؟-

آرچے نے لڑکی کی طرف رخ کر کے پوچھا تھا۔

لڑکی سہمیت پورے ہال کو سانپ سونک گیا تھا۔

وہاں بیٹھے کسی شخص نے گمان نہیں کیا تھا کہ وہ انہیں انہی کے موضوع میں بڑی طرح سے
پہنسا دے گا۔

حanim کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔ وہ جانتی نہیں تھی کہ آرچے کیا چیز تھا۔ کیا وہ اتنی گھرائی میں
جاتا تھا چیزوں کو لے کر--؟؟-

اسے اپنے دماغ میں درکی ایک ٹھیس اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔

Classic Urdu Material

"!! یہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے--"

حائف نے غصے سے پاس بیٹھی مہرو کے کانے میں کھا تھا۔

آرجے کو لاکھوں لوگ جانتے تھے اور لاکھوں لوگ یہ بھی جانتے تھے کہ وہ ملحد تھا۔ اسکے کسی مذہب سے تعلق نہیں تھا۔

!! لیکن لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ اسکا تعلق سید خاندان سے تھا۔

!! اگر وہ گمراہ کر رہا ہے تو لوگوں کو اسکے سوال کا جواب دینا چاہیے ناتاکہ غلط فہمی دور ہو۔"

مہرو نے جواب دیا تھا۔

سوال حائف کے مذہب پر اٹھایا گیا تھا۔ وہ تلمذ رہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا جواب دے آرجے کو۔

اسے فلسفہ کا زیادہ علم نہیں تھا۔ اسے تو سائینس پڑھنے کے باوجود اتنا علم حاصل نہیں ہوا تھا جتنی باتیں وہ کر گیا تھا۔

Classic Urdu Material

دونوں ٹپھر ز شاکڑ بیٹھے تھے۔

"کوئی می ہے جو میرے سوال کا جواب دے--؟؟؟"

"کوئی می بھی--؟؟؟

اس نے چلا کر ہال میں بیٹھے سٹوڈنٹس سے کہا تھا۔ وہ شوآف نہیں کرو رہا تھا۔ لیکن حانم کو "ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ شوآف کرو رہا تھا کہ "میں بہت بڑی چیز ہوں--

وہ تو صرف اپنے ذہن میں پلتے سوالات کے جواب لینے آیا تھا۔

سب خاموش تھے کسی کے پاس بھی جواب نہیں تھا۔

! کوئی می دلائیں کوئی می لا جک نہیں تھا کسی کے پاس--

"میں کچھ کہنا چاہتی ہوں--"

Classic Urdu Material

حائزہ نے آنکھیں بند کر کے ایک گھری سانس لی تھی اور پھر ایک دم اپنی جگہ پر کھڑی ہو گئی تھی۔ اسکا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا۔ وہ وہاں بیٹھے تقریباً ہر سو ڈنٹ سے کم اعتماد تھی۔ لیکن اس سے مذہب پر سوال برداشت نہیں ہوا تھا۔

سب نے پلت کر اسے دیکھا تھا اور اس بار حیران ہونے کی باری آرجے کی تھی۔ اس نے بھی کچھی سوچا نہیں تھا کہ وہ ام حائزہ سے دوبارہ لے گا۔

وہ بھوئے والوں میں سے نہیں تھا۔

اسکی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔ ایک بار پھر وہ اسکے سامنے کھڑی تھی۔۔۔ یعنی آرجے کے سامنے۔۔۔

آپ سائی نس کی بات کر رہے ہیں۔۔۔ جبکہ سائی نس سے زیادہ جدید مذہب ہے ہمارا۔۔۔ ابھی "میرے پاس آپکے سوال کا دلائل کے ساتھ جواب نہیں ہے۔۔۔

Classic Urdu Material

لیکن مذہب کا تعلق عقیدت اور ایمان سے ہوتا ہے-- اور عقیدت کے کہتے ہیں ایمان کے کہتے
”ہیں یہ آپکو کیا پتا۔۔؟؟“

ناجانے کیوں اسکا لمحہ آخر میں طنزیہ ہو گیا تھا۔

آرجے نے ابھرہ اچھا کر اسے دیکھا تھا۔

، میں صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ--

بدل کر بھی کچھ نہیں بدلا"

"!!! تصور عقیدت کے گرد گھومتی نسبت--

نسبت ایک ہی ہے-- عقیدت ایک ہی ہے--

اللہ ایک ہی ہے--

Classic Urdu Material

!!جو اسے مانتا ہے وہ ہی اصل ہے وہی حق پر ہے ہے--

حانم جذباتی ہو گئی تھی۔

اب کی بار ہال تالیوں سے گونج اٹھا تھا اور اسکی شروعات اسٹینچ پر بیٹھے ٹھپر ز نے کی تھی۔ وہاں بیٹھا تقریباً ہر شخص اللہ کو مانتا تھا۔

آرجے نے قہقهہ لگایا تھا۔

یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے مس ام حانم--"

جزبات سے نہیں دلائیں سے جواب دیں-- کوئی می لا جک لائیں--

!!میں ان جذبات پر یقین نہیں رکھتا--

وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

ڈیڑھ گھنٹے کیسے گزگیا تھا پتا ہی نہیں چلا تھا۔ سٹوڈنٹس کیلیے آج کا سمینار بہت دلچسپ رہا تھا۔

آج کے سمینار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔۔ آپکو آپ کے سوال کے جواب ہم نیکست سیشن میں "!! دشکے۔۔

عثمان ملک نے آگے بڑھ کر بات کو سنبھالا تھا۔ اور آرجے مسکراتا اپنا موبائل اتلا کر اسٹیج سے نیچے اتر گیا تھا۔ اسکی مسکراہٹ میں ظز نمایاں تھا۔

وہ سب سے پہلے ہال سے باہر نکلا تھا۔

لیکن جاتے جاتے جو سٹوڈنٹس اسکو نہیں جانتے تھے انہیں دل و جان سے متاثر کر گیا تھا۔

"یہ کون تھا۔۔؟؟"

سٹوڈنٹس سرگروشیاں کر رہے تھے۔

ہر طرف آرجے کی فضابند تھی۔ وہ انہیں سوچتے کی ایک نئی می جست دے کر گیا تھا۔

Classic Urdu Material

جبکہ حانم کا دل ابھی بھی تیز دھڑک رہا تھا۔

وہ دبو سی لڑکی تھی ناجانے اس میں جوش کہاں سے آگیا تھا۔؟؟

سینیٹار ختم ہو چکا تھا۔ سب باری باری باہر نکل رہے تھے۔ شاید وہ لگے سیشن تک بھول بھی جاتے۔۔۔

لیکن یہاں سے آغاز ہوا تھا دو سلفائی پیس کی ایک عجیب و غریب داستان کا جس کا انعام کوئی میں نہیں جانتا تھا۔۔۔

!!ایک نمبر کا گھٹیا اور ذلیل انسان ہے یہ آر جے۔۔۔"

Classic Urdu Material

حائزہ نے چھیئی رکھنے کی گئی ہوئی سے دھیمی آواز میں کہا تھا اور پھر دھپ سے اس پر بیٹھ گئی۔۔ البتہ اسکا لجھ سخت کا۔۔

وہ دونوں ابھی میں روم میں آئی تھیں۔

!"اکیا ہو گیا ہے ہانی یہ میں ہے کچھ تو خیال کرو۔"

مرد کو اسکی بات نہ لیت ناگوار گزری تھی۔

"کیوں کیا کچھ غلط کہا میں نے۔۔؟؟"

حائزہ نے گلاس میں پانی ڈالتے ہوئی سے پوچھا۔ اب وہ سکون سے پانی پی رہی تھی۔

میں میں ابھی لڑکیاں آنا شروع ہوئی تھیں۔ انکے ٹیبل پر صرف وہ دونوں بیٹھیں تھیں۔

"کیا آرجے نے تمہیں کبھی فون کیا۔۔؟؟ کیا اس نے تمہیں کبھی تنگ کیا۔۔؟؟"

Classic Urdu Material

مہرو نے پوچھا تھا۔

"نمیں---"

حانم نے بے خیالی میں گلاس رکھتے ہوئی سے جواب دیا۔

"کیا اس نے کبھی تمیں چھیرا---؟؟؟"

"نمیں---"

کیا اس نے کبھی تمیں ہراس کرنے کی کوشش کی--؟؟ کیا اس نے کبھی تمیں چھونے کی
کوشش کی--؟؟

Classic Urdu Material

"نمیں---"

اس بار حانم چونکی تھی۔

کیا اسکی آنکھوں میں تمہیں کبھی ہوس نظر آئی؟؟"

کیا تمہیں کبھی محسوس ہوا کہ وہ تم میں دلچسپی لیتا ہے؟؟

مہرو اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ رہی تھی۔

"نمیں---"

"ہمارا المیہ یہی ہے ہم بنا پر کے قیاس آرائی کرتے"

حانم گریٹر اگئی تھی۔

تو پھر تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ وہ ایک گھٹیا انسان ہے؟؟"

Classic Urdu Material

!! تم مان کیوں نہیں لیتی ہانی کہ آر جے کو مس ام حانم میں کوئی ہی دلچسپی نہیں ہے--
وہ دبی دبی آواز میں چلائی ہی تھی۔

پتا ہے پچھلے کئی ہی مہینوں سے اسکا کوئی ہی افیئر منظر عام پر نہیں آیا۔"

سوشل میڈیا پر کسی نے اُس سے پوچھا تھا کہ آر جے کوئی ہی نئی ہی گرل فرینڈ نہیں
بنائی ہی--؟؟

"اور جانتی ہو آر جے نے کیا ٹویٹ کیا تھا--؟؟؟

اسکی بات پر حانم نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

!!! اس نے جواب دیا تھا کہ عورت ذات سے اُسکا دل بھر چکا ہے--"

!! اسٹریٹج-- اکیس سال کی عمر میں ایک لڑکے کا عورت ذات سے دل بھر چکا ہے--

Classic Urdu Material

"اور تم پتا نہیں کیا سمجھتی ہو اسے--؟؟-

مہرو کا مود بگڑ چکا تھا۔ ایک پل کیلیے حانم لا جواب ہو گئی تھی۔

وہ اپنی سوچ، اپنے عمل اور رد عمل ہر چیز سے لوگوں کو چونکا دیتا ہے لب اسی لیے تمہیں برا"

لگتا ہے--

!!!!اگر تم غور کرو گی تو وہ تمہیں ایک دلچسپ اور عجیب و غریب مخلوق معلوم ہو گا۔۔

اور آج تم نے دیکھا نہیں اس نے کیسے سب کو لا جواب کر دیا تھا۔۔

!!البتہ تم نے بھی اچھا جواب دیا تھا۔۔

عورت ذات سے دل ایک گھٹیا انسان کا ہی بھرتا ہے نا مہرو۔۔ اور مجھے وہ اس لیے برا لگتا ہے"

اکہ وہ ایک ملحد ہے۔۔

حانم نے جواب دیا تھا۔

Classic Urdu Material

تو یار یہ اسکا مسئلہ ہے نا۔۔ ویلے بھی اس نے ٹویٹ کیا تھا کہ "مذہب ہر انسان کا ذاتی" مسئلہ ہوتا ہے اسکی بنا پر کسی انسان کو نج نہیں کرنا چاہیے اور نا حقارت کا نشانہ بنانا !! چاہیتے ۔۔

حانم نے اسکی بات سن کر افسوس کیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔۔
گھر میں ماہم اور جواد آرجے کی رٹ لگا کر رکھتے تھے۔۔
یونیورسٹی میں وہ خود موجود ہوتا تھا۔۔ اور ہائلی میں مہرو اسکا نام لیتے نہیں تھکتی تھی۔۔
اسکے چاروں جانب آرجے تھا۔۔ !! حانم کو بلاوجہ کی کوفت ہونے لگی تھی۔۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے مہرو۔۔ یہ اسکا ذاتی مسئلہ ۔۔ وہ کافر ہو کر مرے ، عیسائی می بن"!
! اک مرے یا ملحد ہی مرے مجھے کیا۔۔ ہونہہ

Classic Urdu Material

حائزہ نے سر جھٹکا تھا اور پھر کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔



ان چیزوں کے بارے میں بات کرنی چاہیے جو کہ ہیں نہ کہ جیسی ہوں گی مستقبل کے متعلق کے معلوم؟ ایک بار لوگ آزاد ہو گئے تو وہ خود فیصلہ کر لیں گے کہ ان کے لیے سب سے بہتر کیا ہے؟ لوگوں کے دماغوں میں ان کے بغیر پہلے ہی بہت کچھ بھر دیا گیا ہے وقت آگیا ہے کہ انہیں اپنے آپ سوچنے دیا جائے ہو سکتا ہے کہ وہ ہر چیز مسترد کر دین..... ساری زندگی اور ساری تعلیم

ممکن ہے وہ سمجھیں کہ کلیسا کے خدا کی طرح یہ سب چیزیں بھی ان کی دشمن ہیں ان کے "اباتھوں میں کتابیں دے دو اور لوگ خود ہی جواب تلاش کر لیں گے بات دراصل یہی ہے

!!رات کے دو بنجے کا وقت تھا-- حائزہ میکسم گوکی کا ناول #ماں پڑھنے میں لگن تھی--

Classic Urdu Material

اچانک اسکے ذہن میں آرجے کی باتیں گونج گئی تھیں اس نے کتاب کو اٹھا کر ایک طرف رکھا اور سوچنا شروع کر دیا تھا۔

بیشک جو سوال اس نے پوچھا تھا وہ بالکل ٹھیک پوچھا تھا۔ اگر اسکی جگہ کوئی عیسائی یا یہودی یا کوئی یہ اور سوال کرتا تو ایسے ہی کرتا۔۔

لیکن سوال یہ پییدا ہوتا ہے کہ اسے کے مستحق کیا جاتا۔۔

آرجے قرآن اور حدیث سے دینے گئیے دلائل پر یقین نہیں کرنے والے۔۔ اسے اسی کے انداز میں جواب دینا ہوگا۔۔ میں نے جذبات میں آکر اسے جواب دینے کا کہہ تو دیا ہے لیکن میں "ا! کیسے دونگی۔۔؟؟ یا اللہ میری مدد کرنا۔۔

اسکی سوچ کے دھارے مختلف سمتوں میں بھر رہے تھے۔۔ "اللہ جانے یہ شخص اتنا ذہین کیوں ہے۔۔ اتنا دماغ کماں سے آیا ہے اسکے پاس۔۔؟؟"

حانم بڑبراتے ہوئیے لیٹ گئی تھی۔ اس نے مہرو کی طرف دیکھا تھا جو کب سے سو گئی تھی اور پھر موبائل اٹھا کر اس پر گئے وال پیپر کو۔۔

Classic Urdu Material

آسیہ بیگم اور حمدان صاحب دونوں ایک ساتھ بیٹھے تھے اور بہت خوش نظر آرہے تھے۔۔

آسیہ بیگم کو خوش دیکھ کر حانم کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

اسکی ماں خوش اور پسکون تھی اور یہی چیز اسے مطمئن رکھے ہوئے تھی۔

"کیا بات ہے ملکی تم آج کل بڑے خاموش اور الجھے ہوئے سے ہو۔۔؟؟"

آرچے نے ملکی سے سوال کیا تھا۔

"! نہیں۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔۔"

ناشستہ کرتا ملکی اسکی بات سن کر گمراہ گیا تھا۔ اس نے نظریں چرائی تھیں۔

Classic Urdu Material

"تم کل کیوں واپس چھے آئیے تھے--؟؟"

آرجے کی گھری نظریں ملکی کے چہرے پر جمی تھیں۔

"وہ بس سر میں درد تھا--"

ملکی نے اپنی کنپیوں کو مسلطے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا-- اب ٹھیک ہے--؟؟"

!!ہاں اب ٹھیک ہے--"

ملکی نے جواب دیا تھا۔

!!چلو اچھی بات ہے--"

Classic Urdu Material

آرچے نے مکی کے چہرے پر زندگی میں پہلی دفعہ پریشانی دیکھی تھی لیکن وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ مکی کیا چھپا رہا تھا۔

!! لیکن آرچے کو پوچھنے میں دلچسپی نہیں تھی وہ جانتا تھا کہ مکی خود ہی بتادے گا۔۔۔

!! اٹھ جاؤ مہرو کلاس کا ٹائیم ہو رہا ہے ۔۔۔"

حانم مہرو کو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی جو گھنٹہ پہلے سوئی ی تھی۔ بارہ بج رہے تھے ایک بنجے انکی کلاس شروع ہوتی تھی۔

وہ اسے اٹھا رہی تھی کیونکہ مہرو اٹھتے اٹھتے اور پھر تیار ہوتے دیر کر دیتی تھی۔

!! اگر تم اس بار نہیں اٹھی تو میں اکیلی چلی جاؤں گی ۔۔۔"

Classic Urdu Material

حانم اسے آخری دھمکی دیتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی تھی جبکہ اسکی دھمکی سن کر مہرو نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔ وہ اپھے سے جانتی تھی کہ حانم سچ میں اسے چھوڑ کر جا سکتی تھی۔

!"اکیا مصیبت ہے یار--- ایک بنجے کلاس--- کتنا غلط وقت ہے--"

مہرو کو کوفت ہو رہی تھی۔ اور پھر وہ حانم کے آنے سے پہلے بستر سے اٹھ گئی تھی۔

موسم ابر آکوڈ ہو رہا تھا۔ سیاہ بادلوں نے نیلے آسمان کو کہیں چھپا لیا تھا۔

ٹھنڈی ہوائیں روح سے ہو کر گزتیں تو سکون بخشتی تھیں۔

حانم کو یہ موسم بہت پسند تھا۔ یہ موسم اسکے چہرے پر حقیقی مسکراہٹ پھیلا دیتا تھا۔

Classic Urdu Material

اسکے دل میں ایک خوف ضرور تھا کہ کہیں سے آر جے اسکے سامنے آئیے گا اور کے گا "تم زیادہ ذہین بنتی ہونا اب جواب دو-- !! یا پھر کے گا کہ "تمہیں مجھ سے پنگے لینے کی عادت کیوں " ہے-- تم آرام سے کیوں نہیں رہ سکتی-- ؟؟-

انہی سوچوں میں گم وہ دونوں ڈیپارٹمنٹ پہنچ گئی تھیں۔

"کلاس شروع ہونے میں ابھی پندرہ منٹ ہیں ہم جوں پی لیں-- ؟؟-

مردو نے کہا تھا اور حanim نے اسکی بات پر سراحتات میں ہلا�ا تھا۔

وہ دونوں کبھی ڈیپارٹمنٹ کے کیفے نہیں جاتی تھیں بلکہ ڈیپارٹمنٹ سے باہر بننے کیفے پر جانا انہیں اچھا لگتا تھا۔

جنت روڈ کو کراس کرنے کے بعد وہ دونوں کیفے آگئی تھیں۔

حanim کی نظر سٹوڈنٹس کے جھرمٹ میں بیٹھے آر جے پر پڑی تھی۔

Classic Urdu Material

اس نے سیاہ گھنے بالوں کو جیل کی مدد سے پیچھے کی جانب چپکے رکھا تھا۔ اور وہ گرے پینٹ پر بلیک فلی شرٹ پہنے لوگوں کو اٹریکٹ کر رہا تھا۔

ایک پل کیلیے حانم کا دل سما تھا کہ وہ ابھی اٹھ کر اسکی جانب آئیے گا اور اسکا مذاق اڑائیے گا۔۔۔

لیکن نہیں۔۔ آرجے کی نظر اس پر بے دھیانی میں پڑی تھی اور پھر وہ اسے نظر انداز کر گیا تھا جیسے جانتا ہی نا ہو۔۔۔

"شکر ہے۔۔"

حانم نے اسکے اگنور کرنے پر شکر ادا کیا تھا۔

وہ بہت جلد لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیتا تھا۔ اب تو ویلے بھی وہ سنگر تھا۔۔ لوگ خود بخود اسکی طرف مائل ہوتے تھے۔

اور آرجے۔۔ بے دھیانی کی نظر میں بھی اسے اچھا خاص انوٹ کر گیا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ اس وقت بلیک ٹراؤ زر پر پیچ کلر کی شرط پہنے ہوئی تھی۔

اور پیچ کلر کے بڑے سے ڈوپٹے کو خود پر پھیلا رکھا تھا۔

وہ جب کاج جاتی تھی تو اسکے کپڑے اتنے مہنگے اور برانڈ نہیں ہوتے تھے لیکن اب-- وہ کافی برانڈ کپڑے پہننا شروع ہو گئی تھی۔

اسکے چہرے پر جو سب سے زیادہ متوجہ کرنے والی چیز تھی وہ اسکی آنکھیں تھیں--

بڑی بڑی گرے آنکھیں-- بائیں آنکھ کے بائیں طرف ایک تل تھا-- جب وہ آنکھیں کھول کر دیکھتی تھی تو وہ تل واضح نظر آتا تھا۔

بلاشبہ وہ خوش شکل لمبی تھی-- جسے معصوم اور پیاری کہا جاسکتا تھا۔

آرہے نے ابھی تک اسکی تھوڑی (چن) پر چمکتے اس نشان کو نہیں دیکھا تھا جو اسے پیدائی شی ملا تھا۔

یا شاید اسکی آنکھوں کے پاس وہ خوبصورتی وہ وسعت نہیں تھی جس سے وہ ایک چمکتی چیز کو دیکھ سکے--

Classic Urdu Material

مہرو جوں لے کر آگئی می تھی۔۔ اسکا پورا گروپ اٹھ کر چلا گیا تھا اور وہ بھی ساتھ ہی گیا تھا۔
حائف نے ایک گھرہ سانس لیا تھا۔

محسوس ہوتا تھا۔ Uncomfortable جہاں وہ ہوتا تھا وہاں حائف کو

اسکے جانے کے بعد حائف کے چہرے کی چمک بڑھ گئی می تھی اب وہ مہرو کی کسی بات پر
کھلکھلا کر ہنستی موسم کا لطف اٹھا رہی تھی۔

ویک اینڈ پر وہ گھر آئی می ہوئی می تھی۔ بارش زوروں سے جاری تھی۔
جواد، ماہم اور وہ تینوں بارش میں لان میں فٹ بال کھیل رہے تھے۔

Classic Urdu Material

حمدان صاحب آفس گئیے تھے۔ آسیہ بیگم اندر ملازموں کے ساتھ کھانا بنارہی تھیں۔

وہ تینوں بہن بھائی می بہت خوش نظر آرہے تھے۔

اور انکے ساتھ اس گھر کے ملازم بھی کیونکہ انکے آنے سے گھر میں رونق میں اضافہ ہو گیا تھا۔

اچانک جواد فٹ بال اٹھا کر گیٹ کی طرف بھاگا تھا۔

"جواد کماں جا رہے ہو۔۔ فٹ بال دو ادھر۔۔"

حانم اسکے پیچھے بھاگی تھی جبکہ ماہم تمکھ ہار کر بیٹھ گئی تھی۔

وہ تینوں مکمل طور پر بھیگ پکھے تھے۔۔ آسیہ بیگم انہیں کتنی بار بلانے آئی تھیں لیکن وہ کھلینے میں مگن تھے۔

جواد گیٹ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"!!جواد-- والپس آؤ---"

حانم نے گیٹ میں کھڑے ہو کر اسے آواز لگائی تھی۔

چیخ کی آواز سن کر دو گھر چھوڑ کر اپنے گھر کے سامنے بائیک پر بیٹھے آرجے نے مر کر دیکھا تھا۔
وہ گیٹ سے منہ باہر نکالے اس لڑکے کو آوازیں لگا رہی تھیں جو اسکے پاس سے گزر کر آگے
بھاگ گیا تھا۔ جواد کی نظر آرجے پر نہیں پڑھی تھی۔

اتنی دور سے بھی حانم نے آرجے کو دیکھ لیا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اندر ہوئی تھی اور ٹھماہ کی
آواز سے گیٹ بند کیا تھا۔

"آرجے یہاں--؟؟"

حانم کے چہرے کارنگ پھیکا پڑ گیا تھا۔ وہ اندر کی جانب بھاگی تھی۔

Classic Urdu Material

جبکہ جواد کچھ دیر بعد واپس آگیا تھا۔

"کیا ہوا وہاں کیا دیکھ رہے ہو۔۔؟؟"

ملکی نے دوسری بائیک پر بیٹھتے ہوئی سے پوچھا تھا۔

"کچھ نہیں۔۔ مجھے لگا میں نے ام حانم کو دیکھا تھا ابھی۔۔"

آرجے کہہ رہا تھا۔

اسکی بات سن کر ہیلمنٹ سر پر باندھتے ملکی کا ہاتھ کانپا تھا۔

"ام حانم اور یہاں۔۔؟؟ آرجے تم پاگل ہو گئی سے ہو۔۔؟؟"

بالآخر ملکی ہنسا تھا۔ اسے لگا تھا کہ آرجے کو وہم ہو گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"ہاں--- مجھے ایسا ہی لگا تھا کہ وہ ام حانم تھی--"

آرجے اب بھی اس بندگی سے دیکھ رہا تھا۔

"!! ظاہر سی بات ہے بیوی ہے تماری نظر تو آئیے گی ناہر جگہ--"

لکی نے شرارت سے کہا تھا۔

"بکو مت---"

معمول کے مطابق آرجے بھڑکا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے والا حیران سا آرجے کہیں غائب ہو گیا تھا۔

پہلی بار زندگی میں اسے وہم ہوا تھا۔ یہ اسے لگ رہا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ ام حانم ایک غریب گھر کی لڑکی تھی۔ وہ یہاں کبھی بھی نہیں ہو سکتی تھی۔

پانچ منٹ وہ بائیکس کو فل بارش میں آگے پیچھے بھگائیے جا رہے تھے۔

Classic Urdu Material

"یعنی میرا اس دن والا وہم ٹھیک نکلا ہے-- وہ آرجے ہی تھا-- وہ یہاں رہتا ہے-- اللہ خیر"

!اکرے--

حanim اپنے بالوں کو خشک کرتے ہوئے بڑھا رہی تھی۔

"یہ منہوس ہر جگہ میرے پیچھے پہنچ جاتا ہے-- !!ماہم کا دل خراب ہو گیا تھا۔"

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے--

کیوں اسے اتنا آرجے کے قریب لایا جا رہا تھا۔

Classic Urdu Material

بے خیالی میں اسکی نظر سامنے گئے آئی یخے میں پڑی تھی۔ وہ ایک دم چونک گئی تھی۔

جب سے وہ یونیورسٹی گئی تھی پیاری ہوتی جا رہی تھی۔

سیاہ رنگ کے کپڑوں میں اسکا رنگ دیک رہا تھا۔ اسکے سنبھال ملے بال کمر پر بکھرے پڑے تھے۔

پیشانیاں اور دکھ انسان کو کھا جاتے ہیں۔ اور اب اسے ناکوئی تھی اور ناہی دکھ۔

وہ خوش تھی کیونکہ اسکی ماں خوش تھی۔ انہیں اب چھوٹی چھوٹی چیزوں کیلیے ترسنا نہیں پڑتا

تھا۔

وہ اب خوشحال تھیں۔

اور یہی چیز انہیں خوبصورت بنارہی تھی۔ وہ نکھرتی جا رہی تھی۔ خوبصورتی اور ذہانت دونوں

میں۔

Classic Urdu Material

کچھ موسم کا اثر تھا کچھ بارش میں بھیگنے کا اور کچھ اپنے آپکو خوبصورت محسوس کرنے کا--

آرجے کا خیال کہیں اڑن چھو ہو گیا تھا-- وہ مسکرائی تھی-- اور پھر دوبارہ اپنے آپکو آئی یعنی میں دیکھ کر شرمگئی تھی۔

"تیرے کمرے کے آئی ہنوں کو میں"

!!!! دشمنوں میں شمار کرتا ہوں ---

ویک لینڈ کے بعد وہ ہائل واپس آگئی تھی۔

ڈرائیور سے گاڑی میں چھوڑ جاتا تھا۔ آسیہ بیگم اسے کھانے کی بہت سی چیزیں بناؤ کر دیتی تھیں--

اسی لیے وہ اور مہرو مینس کم جاتی تھیں۔

ہر پندرہ دن بعد حمدان انکل اسکے اکاؤنٹ میں اچھی خاصی رقم ٹرانسفر کروادیتے تھے۔

Classic Urdu Material

اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ وہ پیسے کہاں خرچ کرے-- کیونکہ اسے فضول خرچی کی عادت نہیں تھی--

اس میں اعتماد پیدا ہو رہا تھا۔ وہ اپنے آپکو آزاد محسوس کر رہی تھی۔

آج پھر ڈیپارٹمنٹ میں انکا سیشن تھا۔ یعنی پھر سیمینا تھا۔ آر جے وہ دونوں کلاس میں ایلے ہوتے تھے جیسے ایک دوسرے کو جانتے ہی نا ہوں--

اور یہی چیز حانم کو پر سکون کیے ہوئے تھی وہ بلاوجہ اسکا سامنا نہیں کرتا تھا۔

اس دن جیسے ہی وہ دونوں کلاس میں داخل ہوئی تھیں انہیں ایک افرا تفری سی نظر آئی تھی۔

سٹوڈنٹس ایک لڑکی کے گرد جمع تھے جو بڑی طرح سے رو رہی تھی۔

وہ کومل تھی۔ جسکی نئی نئی شادی ہوئی تھی ابھی کچھ دن پہلے۔ اس نے شوہر نے اسے طلاق دے دی تھی۔

Classic Urdu Material

اسکے ماں باپ نہیں تھے۔ وہ اپنے ماموں کے گھر رہتی تھی۔ طلاق کے بعد اسکے ماموں نے بھی اسے رکھنے سے انکار کر دیا تھا۔

مہرو اور حانم دونوں کو دلی افسوس ہوا تھا۔

اچانک حانم کی نظر آر جے پر پڑی تھی۔ جسکے چہرے پر کافی غصہ نظر آ رہا تھا۔ وہ حیران ہوئی ہی تھی کہ اسے کس بات پر غصہ آ رہا تھا۔

ایک لیکچر لینے کے بعد انکا سیمینار شروع ہوا تھا۔ حانم اپنے آپکو اس بار تیار کر کے آئی ہی تھی کہ اگر آر جے نے جواب مانگ لیا تو وہ اسے دے سکے۔

کلاس میں ٹھپرزر نے افسوس کیا تھا۔ آج کل ویلے بھی طلاق کی شرح بڑھتی جا رہی تھی۔

Classic Urdu Material

ہمارا آج کا سینار کسی خاص موضوع پر نہیں ہے بلکہ آج آپ لوگ معاشرے سے متعلق جو "آپ سوال آپکے ذہن میں ہوں انہیں پوچھ سکتے ہیں۔۔ آج ہم معاشرے میں پھیلی کچھ "برائیوں کا ذکر کرے گے۔۔

عثمان ملک اپنے مخصوص انداز میں بول رہا تھا۔

اس نے پانچ میمبرز کو اسٹیج پر بھایا ہوا تھا جو کافی ذہن کملاتے تھے اور کافی تیاری کے ساتھ آئے تھے۔

سوال جواب کا سیشن شروع ہوا تھا۔ مختلف سٹوڈنٹس نے مختلف سوال کیے تھے جنکا جواب دیا گیا تھا۔

برائیوں کی وجوہات کو زیر بحث لایا گیا تھا۔

آرجے انکی باتیں سن سن کر پک گیا تھا۔

وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا۔

Classic Urdu Material

"میرا ایک سوال ہے--"

اسے دیکھ کر عثمان ملک اور اسکی ٹیم کے چہرے کارنگ اڑا تھا۔ وہ ڈرگئیے تھے کہ جانے
وہ کیا پوچھنے والا تھا۔

"جی پوچھیں--"

اجازت دی گئی تھی۔

اسلام میں طلاق کیوں دی جاتی ہے--؟ جبکہ ہندو مذہب میں ایسا نہیں ہے--؟؟"

اسلام میں عورت کو طلاق کے بعد گھر سے نکال دیا جاتا ہے-- کوئی بھی دوسری شادی کرنے کو
راضی نہیں ہوتا۔ اگر وہ مجبوراً جسم فروشی شروع کر دے تو کس کا قصور ہو گا۔؟؟ اسلام سے
!!! اچھا تو ہندو مذہب۔ وہ اپنی بیوی کو چھوڑتے تو نہیں۔

آرجے کا لجھ تلنگی سے بھرا ہوا تھا۔ یہی سوال کچھ عرصہ پہلے شالنی نے کیا تھا۔

Classic Urdu Material

حanim کے چہرے پر غصہ پھیل گیا تھا۔ اسے آرجے کی بات کے ہندو مذہب بہتر ہے سن کر خود پر برداشت کرنا مشکل ہو گیا تھا اسکا دل کر رہا تھا کہ آرجے کو شوت کر دے۔

پیغمبر یہ مت کہنا کہ یہ ہمارے خدا کا حکم ہے۔۔ ہمارے دین کا حصہ ہے۔۔ مجھے لا جک" سے سمجھایا جائیے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے اسلام میں۔۔؟؟

اس لیج پر بیٹھے سیمیر نے جواب دینے کیلئے منہ کھولا ہی تھا کہ آرجے نے پہلے ہی اچھی خاصی سنا کر اسے چپ کروادیا تھا۔

وہاں بیٹھے سٹوڈنٹس اسے اسلام کے حوالے سے ہی سمجھا سکتے تھے لیکن آرجے نے منع کر دیا تھا۔

اس بار وہ سب سے پہلی رو میں بیٹھا تھا۔

آج کے اس سینار میں ٹھیکر موجود نہیں تھے۔

Classic Urdu Material

اس سینار عثمان ملک کی ذمہ داری پر منقعد کیا گیا تھا۔

سب خاموش تھے۔ عثمان ملک کی نظریں سلوڈنٹس میں کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ اور پھر نظروں نے حانم کو ڈھونڈ لیا تھا۔

وہ خاموش بیٹھی تھی البتہ اسکے چہرے پر ایک چمک تھی۔

حانم نے محسوس کیا تھا کہ عثمان ملک گھبرا�ا ہوا تھا۔

کے ہاتھوں ذلیل نہیں ہونا چاہتے تھے۔ وہ لوگ ایک Rationalist

حانم نے عثمان ملک کو سر کے اشارے سے پر سکون رہنے کا کہا تھا۔

"کیا میں کچھ کہہ سکتی ہوں--؟؟"

آواز پر آرجے نے پلٹ کر دیکھا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔ آرجے کے چہرے پر حانم کو دیکھ کر ناگواری ابھری تھی۔

Classic Urdu Material

وہ اب نیچے کی جانب اتر رہی تھی۔

سینار ہال میں ہمیشہ کرسیاں پیچھے کی جانب اونچائی میں رکھی ہوتی ہیں--۔۔۔

تاکہ پیچھے والوں کو آسانی سے سب نظر آئے۔

وہ پر اعتماد سی آکر آر جے کی سائی یڈ پر کھڑی ہوئی تھی۔

اووہ تو مس ام حانم اب آپ کہیں گی کہ نسبت ایک ہی ہے-- ہمارا ایمان ہے-- دین"

" ہے-- وغیرہ وغیرہ--

آر جے نے اسکے پچھلے جواب کا مذاق اڑایا تھا۔

"مسٹر آر جے کیا آپ کی کوئی بہن ہے--؟؟؟"

حانم نے سوال کیا تھا۔

Classic Urdu Material

"اس بات کا میرے سوال سے کیا تعلق ہے--؟؟"

وہ اچنپھے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہے یا نہیں--؟؟"

حانم نے اسکی بات کو نظر انداز کیا تھا۔

"!!ہاں ہے---"

وہ مدتحہ کو اپنی بہن ہی سمجھتا تھا۔

"کیا وہ شادی شدہ ہے--؟؟"

Classic Urdu Material

"نمیں----"

آرجے نے جواب دیا تھا۔

ہمسم-- وہ کچھ قدم بڑھا کر اسکے سامنے اسٹینچ پر جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ مہرو حیرت سے منہ کھولے اسکے اعتماد کو دیکھ رہی تھی۔

فرض کریں کہ آپکی بہن کی شادی ہو جاتی ہے اور اسکا شوہر ایک نہلیت لنفگا انسان نکلتا ہے--
!! جو نشہ کرتا ہو۔ جوا کھیلتا ہوا۔ بڑی عادتوں میں مبتلا ہو۔

"کیا بکواس ہے یہ--؟؟؟"

آرجے دھارا تھا۔

Classic Urdu Material

!"ا! ریلیکس مسٹر آر جے صرف فرض کرنا ہے--"

وہ پرسکون سی بول رہی تھی۔

وہ روزانہ شراب پینے کے بعد آپکی بہن کو بڑی طرح سے مارتا ہو۔ اذیت دیتا ہو۔ اسے جانور"

سمجھتا ہو۔ اور اسکے ساتھ جانوروں کی طرح پیش آتا ہو۔ آپ کیا کرے گے۔؟؟

حائف نے پوچھا تھا۔

"کیا آپ اپنی بہن کو اسکے پاس مرنے کیلئے چھوڑ دے گے۔؟؟"

آر جے نے غصے سے اپنے دانت اور مٹھیوں کو بھینچا تھا۔

"ا! میں اسے ختم کردوں گا۔"

Classic Urdu Material

وہ غصے سے بولا تھا۔

!! اسکا مطلب آپ اپنی بہن کو بیوہ کر دیں گے-- لیکن طلاق نہیں دلوائیں گے--"

حanim نے خود ہی جواب دیا تھا۔

!! میں اپنی بہن کیلئے ایسا گھٹیا اور وحشی انسان نہیں ڈھونڈوں گا--"

لیکن فرض کریں ایسا ہو جائیے پھر--"

فرض کریں آپ اسے نامار سکیں کسی مشکل کی وجہ سے--

فرض کریں وہ روزانہ رات کو اپنے دوستوں کو اپنی بیوی کے پاس لاتا ہو پھر--؟؟--؟؟

آخری بات کہتے ہوئے حanim کا چہرہ سرخ ہوا تھا لیکن وہ آرجے کا رد عمل دیکھنا چاہتی تھی۔

Classic Urdu Material

"کیا کریں گے آپ--؟؟"

آرجے کا دل کر رہا تھا کہ وہ ام حانم کا گلمہ دبا کر اسے مار ڈالے۔

"کیا آپ اپنی بہن کو ساری عمر ایسے شخص کے ساتھ رہنے دے سکتے ہیں--؟؟"

"نہیں---"

وہ فوراً بولا تھا۔

کیا آپ کسی بھی معصوم لڑکی کیلئے ایسے شوہر کا سوچ سکتے ہیں--؟؟"

"نہیں---"

وہ کسی روبوٹ کی طرح جواب دے رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"کیا آپ چاہیں گے کہ آپکی بہن کی اس شخص سے ہمیشہ کہلیتے جان چھوٹ جائیے--؟؟"

"ہاں--"

!"ڈیس گریٹ مسٹر آر جے--"

وہ مسکرائی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں طلاق کو رکھا گیا ہے۔

اس بار چونکنے کی باری آر جے کی تھی۔

اسلام میں طلاق کو رکھا گیا کہ اگر میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ نا رہنا چاہیں تو وہ الگ ہو سکتے ہیں۔

ایک بار طلاق دینے کے بعد دونوں فریقین کو غلطی کا احساس ہو تو رجوع کیا جاسکتا ہے۔

Classic Urdu Material

جہاں مرد کو طلاق کا حق دیا گیا ہے وہیں عورت کو خلع کا حق حاصل ہے اگر کسی بھی وجہ سے "عورت متذکرے عدالت سے رجوع کر کر خلع کا حق استعمال کر سکتی ہے کسی اور مذہب میں ایسا قانون دکھا سکتے ہو؟؟؟

اس دین کی بات کرتے ہو جس میں عورت کو پیدا ہوتے زندہ گاڑ دیا جاتا تھا چلتی حاملہ عورت پر شرط لگائی جاتی تھی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور اس کا پیٹ چاک کر دیا جاتا تھا عورت کو تمام تر برائیوں کا محور سمجھا جاتا تھا

عورت کو شیطان سے تشیح دی جاتی تھی عورت کو جینے مرنے کا حق نا تھا شوہر کے مرتے ہی عورت کو سستی کر کے زندہ جلا دیا جاتا تھا اس کا جینا مرنا مرد کے ہاتھ میں تھا خب زندگی دے ""کب قتل کر دے

معاشرہ برائیوں کے اندر ہیرے میں ڈوبا ہوا تھا پھر ایک دین آیا جسے دین اسلام کہتے ہیں اس نے عورت کو پستی چکلی سے نکالا پستیوں سے نکال کر آسمان کی بلندیوں پر پہنچایا

اگر عورت ماں ہے قدموں تک جنت رکھ دی اگر بیوی ہے تو اسے سکون کا نام دیا گیا اگر بیٹی ہے تو اسے رحمت خداوندی کا نام دیا گیا ہے کوئی مذہب جو عورت کو اتنی عزت دے سکے؟؟؟

Classic Urdu Material

آج بھی قدیم یونانی فلاسفہ عورت کو تمام تر نحوضت کی جڑ قرار دیتے ہیں لیکن ایک اسلام ہے جو عورت کو معاشرے میں مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے آپ اس پہ بناد لیل کے کیسے سوال کر سکتے
""ہیں ؟؟؟

اور طلاق کے بعد عورت کو آزادی دی گئی ہے دوسری شادی کی--

اسلام ہر طرح سے مکمل ہے مسئلہ آر جے--

یہ تو مسلمان ہیں جنہوں نے معاشرے میں بگاؤ پیدا کیا ہوا ہے۔ زکوٰۃ کی مدد سے بیوہ اور انکے بچوں کی کفالت کی جا سکتی ہے۔

وہ خود یتیم تھی اور وہ غربت کا دکھ بھی اپھے سے جانتی تھی۔

آپ مسلمانوں کو نہیں اسلام کو دیکھیں مسئلہ آر جے کیونکہ مسلمان پرفیکٹ نہیں ہیں لیکن "!!اسلام پرفیکٹ ہے۔"

Classic Urdu Material

ہال ایک بار پھر تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔ اگر آر جے مجع کو خاموش کروانے کی صلاحیت رکھتا تھا تو وہ لوگوں کو خوش کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا کسی نے آر جے کو جواب دیا تھا--

جانے وہ مطمئن ہوا تھا یا نہیں لیکن وہ جان گیا تھا کہ پہلی بار کسی نے اسکے سوال کو سمجھتے ہوئے اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔



آپ مسلمانوں کو نہیں اسلام کو دیکھیں مسٹر آر جے کیونکہ مسلمان پرفیکٹ نہیں ہیں لیکن "!!! اسلام پرفیکٹ ہے--"

Classic Urdu Material

ہال ایک بار پھر تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔ اگر آرچے مجمع کو خاموش کروانے کی صلاحیت رکھتا تھا تو وہ لوگوں کو خوش کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا کسی نے آرچے کو جواب دیا تھا--

جانے وہ مطمئن ہوا تھا یا نہیں لیکن وہ جان گیا تھا کہ پہلی بار کسی نے اسکے سوال کو سمجھتے ہوئے اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔

آرچے کو پہلی بار محسوس ہوا تھا کہ کوئی می اسکے جیسی سوچ رکھنے والا بھی اس دنیا میں موجود ہے۔

"ویل ڈن مس ام حانم---"

عثمان ملک جوش سے اسکی طرف بڑھا تھا۔

Classic Urdu Material

"!!شکریہ--- ابھی میرا جواب کامل نہیں ہوا--- ابھی مجھے کچھ اور بھی کہنا ہے--"

اسکی آواز پر دروازے کی طرف قدم بڑھاتے آرجے نے پٹ کر اسے دیکھا تھا۔

کچھ وقت اور مسٹر آرجے آپکے تمہیں کے جہاز کا معتمد بھی حل کرتے ہیں--"

حانم نے کہتے ہوئیے ڈائیز پر رکھے ہوئیے لیپ ٹاپ سے اپنا موبائل ایچ کیا تھا جسکی سکرین اب پروجیکٹر پر نظر آ رہی تھی۔

پروجیکٹر کی سکرین پر اب ہیرے اور سونے کے ہار یعنی نیکلس نظر آ رہے تھے۔

آرجے گھری خاموش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

کیا واقعی وہ اسے معمعے کو حل کر سکتی تھی۔

Classic Urdu Material

کیا آپ لوگ بتا سکتے ہیں کہ ان دونوں میں سے کونسا نیکلس قیمتی ہے -- ہیرے کا یا سونے"

"کا-- ۹۹-

اس نے سٹوڈنٹس سے پوچھا تھا۔

آرجے اب اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ دونوں کمنیوں کو گھٹنؤں پر جمائیے دونوں ہاتھوں کی مسٹھی بند کیتے تھوڑی کے نیچے رکے وہ غور سے سکرین کو دیکھ رہا تھا البتہ اسکے کان حانم کی طرف گئے تھے۔

"!!آف کورس ڈائیمنڈ کا نیکلس قیمتی ہے --"

سٹوڈنٹ کے جواب پر حانم مسکرائی تھی۔

"تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ڈائیمنڈ کا نیکلس تھیس کا جہاز ہے یعنی یہ متبرک ہے --"

Classic Urdu Material

حائزہ نے کہتے ہوئے لیپ ٹاپ پر انگلیوں کو چلا کر سکرین کو بدلاتھا۔

اب بھی سکرین پر ہیرے اور سونے کے ہار نظر آ رہے تھے۔ ایک ہیرے کا اور تین سونے کے۔

اگر ہم ڈائیمنڈ والے نیکلس میں سے تین ڈائیمنڈز نکال کر ان تین گولڈ والے نیکلس میں لگا"
”دیں تو کیا گولڈ والے نیکلسز کی قیمت بڑھے گی مسٹر آرجے---؟؟

حائزہ نے آرجے سے پوچھا تھا ایسا ہی کچھ سکرین پر نظر بھی آ رہا تھا۔ تین سونے کے ہاروں میں تین ہیرے جڑے تھے۔ یعنی ہر ایک ہار میں ایک ہیرا--

”بالکل بڑھے گی--“

آرجے نے توجہ سے جواب دیا تھا۔ وہاں بیٹھے ہر سٹوڈنٹ کیلئے یہ ایک دلچسپ گیم تھی۔ جو آرجے اور حائزہ نے درمیان چل رہی تھی۔ وہ سب اسے بہت انجوائی کر رہے تھے۔

Classic Urdu Material

یعنی ایک متبرک چیز کا حصہ اگر کسی عام چیز میں چلا جائیے تو عام چیز بھی متبرک ہو جاتی۔"
"ہے-- دوسرے لفظوں میں ہیروں کے جڑنے سے ہار کی قیمت بڑھ گئی ہے--
وہ سوالیہ انداز سے سٹوڈنٹس کو دیکھ رہی تھی۔

"! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مس ام حانم-- ایسا ہو سکتا ہے--"
آرجے اسکی بات کو سمجھ رہا تھا۔

تو یہ جواب ہے آپ کے تھیس کے جہاز کے سوال کے دوسرے حصے کا جواب کہ اگر تھیس
کے متبرک جہاز کے کچھ حصوں سے ایک نیا جہاز بنایا جائیے تو وہ اصلی ہو گا؟ متبرک ہو گا یا
نہیں--؟؟

"وہ بالکل متبرک ہو گا--

Classic Urdu Material

اب اس نیکلس کو دیکھیں۔۔ یہ وہ نیکلس ہے جس سے تین ڈائیمنڈز نکال کر اس میں گولڈ "گلادیئر گئی" میں ۔۔ Pearls کے

یہ تھا تمہیں کا اصلی جہاز۔۔ جس میں ٹوٹ پھوٹ کے بعد بہت سے پرزوں کو بدلا گیا تھا۔۔

"پونکہ ابھی اس میں ڈائیمنڈ موجود ہیں تو کیا یہ متبرک نہیں رہا۔۔؟؟؟"

وہ ایک بار پھر سوالیہ نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھی۔

یہ قسمیتی ہے اور متبرک ہے۔۔ لیکن پہلے سے کم کیونکہ اب اس میں ڈائیمنڈ کم ہو گئی ہے"!! ہیں لیکن موجود ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی اصلی ہے۔۔ یعنی متبرک ہے۔۔

اب کی بار جواب عثمان ملک نے دیا تھا۔

Classic Urdu Material

جی بالکل-- تو یہ تھا تھیس کے سوال کے پہلے حصے کا جواب کہ جب تھیس کا جہاز جو" ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا اور اسکے کچھ پرزوں کو بدلتے گیا پونکہ پہلے جہاز کا کچھ حصہ باقی تھا تو وہ "ابھی بھی متبرک ہی تھا۔ جبکہ اسکے تمام پرزو ناتبدیل کر دیے جاتے--

حانم کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔

لیکن مس ام حانم تھیس جہاز کا صرف ایک حوالہ دیا تھا میں نے، اصل سوال تو مذہب پر" "تماکہ تبدیلیوں سے گزرنے پر آخر میں آنے والا مذہب حقیقی کیسے ہو سکتا ہے---؟؟؟ آر جے پوچھ رہا تھا۔

درست فرمایا آپ نے مسٹر آر جے میں نے بھی ابھی صرف ایک مثال دی ہے-- مذہب پر" ، بھی میں آتی ہوں--

وہ خوشدنی سے مسکرائی تھی۔

Classic Urdu Material

اب دیکھیں مسٹر آر جے یہ ایک نیا ڈائی منڈ نیکلس ہے۔۔ جس میں تین ڈائی منڈ کی کمی " ہے۔۔

سکرین پر اب ایک ہیرے کا ہار نظر آرہا تھا جس میں بڑے بڑے تین ہیروں کی جگہ خالی تھی۔

اب اگر ہم ان تین گولڈ والے نیکلسز میں سے تینوں ڈائی منڈ کو نکال لیں جو ہم نے پہلے فٹ " کیجئے تھے تو کیا اب یہ تین گولڈ والے نیکلس قیمتی یا متبرک نچے یا نہیں۔۔؟؟؟

اگلی سکرین پر اب تینوں سونے والے ہار میں سے تینوں ہیرے نکال لیے تھے وہ نظر آرہے تھے۔

نہیں۔۔ کیونکہ پہلے ہی میں نے کہا تھا کہ قیمتی اور متبرک چیز ڈائی منڈ ناکہ گولڈ اگر وہی نہیں" رہا نیکلس میں تو نیکلس کی کوئی قیمت نہیں رہی۔۔

حائف نے اپنے سوال کا جواب خود دیا تھا۔

Classic Urdu Material

اور اگر ہم ان تینیں ڈائیمنڈز کو اس نئیے نیکلس میں فٹ کر دیں جس میں جگہ خالی ہے تو " کیا اس نیکلس کی قیمت بڑھے گی۔۔۔ کیا یہ متبرک ہو گا۔۔۔؟؟

اب سکرین پر وہ تینیوں ہیرے اس نئیے ہار میں جڑے نظر آ رہے تھے جس میں جگہ خالی تھی۔

"جی بالکل ہو گا۔۔۔ کیونکہ اب یہ مکمل ڈائیمنڈز کا نیکلس ہے تو قیمتی ہو گا نا۔۔۔؟؟"

خانم کی سوالیہ نظریں آ رہے پر جب تھیں جس نے اثبات میں سر ہلا�ا تھا۔

"that's great,,,

اب غور کیجیتے گا مسٹر آ رہے کہ یہ جو پہلا ڈائیمنڈ والا نیکلس تھا یہ وہ پیغام تھا جو حضرت آدم علیہ السلام لے کر آئی ہے تھے کہ اللہ ایک ہے اسی کی عبادت کی جائی ہے۔۔۔ جو بہت خالص تھا۔۔۔

Classic Urdu Material

پھر اس نیکلس میں سے تین ڈائیمنڈز نکال لیئے گئیے ہیں۔ یعنی وقت گزتا گیا لوگوں کی راہ ہوتے گئے۔

وہ جو چیز اصل تھی جو پیغام حقیقی تھا وہ جمالت کے اندر ہیں میں قیمت کھو گیا تھا۔

اب آپ ان تین نیکلسز کو دیکھیں یہ گولڈ والے نیکلس جن میں تین ڈائیمنڈز جڑے ہیں یہ وہ تین مذہب میں جن پر قرآن پاک سے پہلے کتابیں نازل کی گئی ہیں۔۔

ان میں جڑے ڈائیمنڈز اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں متبرک، خالص اور حقیقی پیغام ان میں، بھی ایک ہی تھا یعنی اللہ ایک ہے صرف اسی کی عبادت کی جائی ہے۔۔

اور جو گولڈ جڑا ہے وہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ مذہب خالص نہیں رہے۔۔ وقت کے ساتھ لوگوں نے ان میں اپنی مرضی سے تبدیلیاں کی اور انکی قیمت کم ہو گئی ہی۔۔ لیکن چونکہ ڈائیمنڈز ابھی بھی جڑے تو ظاہر تھا کہ یہ پیغام اللہ کا ہی تھا۔۔ جسے توڑ مروڑ کر عجیب و غریب، شکل دے دی گئی ہے۔۔

وہ سانس لینے کو کی تھی۔ سٹوڈنٹس دم سادھے اسے سن رہے تھے۔

Classic Urdu Material

اب آپ اس نیکلس کو دیکھیں جو نیا تمہا جس میں ڈائیمنڈز کی کمی تھی اور وہ تین ڈائیمنڈز گولڈ" والے نیکلس سے نکال کر اس میں ڈال دیے گئے تھے۔۔

یہ نیا نیکلس دین اسلام ہے۔۔ جو تبدیلیوں سے گمراہ ہے۔۔ آپ نے خود کہا کہ یہ قیمتی اور متبرک ہے۔۔

اس نیکلس میں جو تین ڈائیمنڈز گے ہیں وہ پچھلے مذاہب کی تصدیق کرتے ہیں اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ پہلے بھی پیغام ایک تمہا یعنی اللہ ایک ہے اور اب بھی پیغام ایک ہی ہے یعنی اللہ ایک ہے صرف اسی کی عبادت کی جائیے۔۔

چونکہ یہ نیکلس پورا کا پورا ڈائیمنڈز کا ہے۔۔ بیشک یہ تبدیلیوں سے گمراہ ہے لیکن یہ قیمتی ہے، متبرک ہے، خالص اور حقیقی ہے۔۔

"!! یہ ہے تبدیلیوں سے گزر کر آخر میں آنے والے دین اسلام کی حقیقت۔۔

حanim نے ایک گمرا سانس لیا تمہا۔

اسکی نظریں آرجے پر جمی تھیں۔۔

Classic Urdu Material

"ونڈر فل--"

بے اختیاری میں آرجے کے منہ سے نکل گیا تھا۔

وہ کمال کا لاجک لائی می تھی۔ ناسائی نس کا حوالہ دیا تھا ناکوئی می آیت لے کر آئی می تھی وہ اسے اسی کے انداز میں سمجھا گئی می تھی۔

آپکا لاجک اچھا ہے مس ام حانم--"

ہال میں چھائی می خاموشی کو آرجے نے توڑا تھا۔ سٹوڈنٹس کو جیسے سانپ سونگ گیا تھا۔

لیکن ابھی بھی میرے بہت سے سوال ہیں-- اس مذہب میں بہت سے جھول ہیں جن " " کے مجھے جواب چاہیتے--

Classic Urdu Material

ضرور ملیں گے مسٹر آر جے چونکہ اس سیشن کا وقت ختم ہو چکا ہے، آپکے باقی سوالوں کے "!! جواب لگلے سیشن میں ملیں گے۔۔

عثمان ملک نے آگے بڑھ کر اسے ٹوکا تھا۔

آر جے کی تیوری چڑھی تھی۔ اسے اپنے اور حانم کے درمیان مداخلت کرتا عثمان ملک زیر لگ رہا تھا۔

"کمال کر دیا آپ نے حانم۔۔ کیا آپ میری ٹیم کا حصہ بنیں گی۔۔؟؟؟"

عثمان ملک ستائی شی نظروں سے حانم کو دیکھ رہا تھا۔

حانم کا جواب سننے سے پہلے آر جے ہال سے باہر نکل گیا تھا۔

مسٹر آر جے بات سنیں۔۔ آپکے ذہن میں ایسے سوالات کہاں سے آتے ہیں۔۔؟؟؟"
سلوڈنٹس کا بحوم اسکے پیچھے بھاگا تھا۔

Classic Urdu Material

"میں اس قابل نہیں ہوئی می ابھی کہ آپکی ٹیم کے ساتھ چل سکوں--"

حانم نے مسکرا جواب دیا تھا۔

اس سُنج پر بیٹھی نیلم جو کہ عثمان ملک کی ٹیم کی ہیڈ اور اسکی چیزی تھی اس وقت جل کر راکھ ہو گئی تھی۔

"آپ ہی تو اس قابل ہیں مس حانم۔ آپ سوچ لیں۔ میں انتظار کروں گا۔"

وہ بضد تھا۔ اس سے پہلے حانم کچھ بولتی مہرو آندھی طوفان کی طرح اسکی طرف بڑھی تھی۔

"تم ادھر مرو ہانی۔"

!! وہ اسے کھینچتے ہوئے لے گئی تھی جبکہ عثمان ملک دیکھتا رہ گیا تھا۔

Classic Urdu Material

آخر اس ام حانم میں اتنا کنفیڈننس کہاں سے آیا ہے--؟؟"

سٹوڈنٹس کے ہجوم میں گھرے آرجے کا ذہن کمیں اور الجھا تھا۔

اس نے مہرو اور حانم کو ڈیپارٹمنٹ سے باہر جاتا دیکھا تھا۔

" بتائیں نا آرجے آپکا دماغ اتنا تیز کیسے چلتا ہے--؟؟"

ایک لڑکی نے کسی اینکر کی طرح اس سے سوال کیا تھا۔

Classic Urdu Material

بہن جی میرا دماغ ہے آہستہ پھے، تیز پھے، ڈبل سپید سے پھے، الٹا گھومے یا نا پھے۔۔ اینی"

"پر ابلم--؟؟"

آرچے کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔ وہ تنگ آگیا تھا لوگوں کے سوالات سے

وہ ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گیا تھا جبکہ لڑکی اپنا سامنہ لے کر رہ گئی تھی۔

!! بد تمیزی کی تمام حدیں مسٹر آرچے پر آکر ختم ہوتی ہی۔۔"

وہ بڑھا اور پھر دور جاتے آرچے کو دیکھا تھا۔

تم نے جواب کماں سے ڈھونڈے ہانی۔۔؟؟ مجھے تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ تم ہی ہو۔۔؟؟"

Classic Urdu Material

مہرو ابھی تک شاکڈ تھی۔

طلاق والا جواب میں نے بہت سرچ کیا، انٹرنیشنل سکالرز کو سنا تب جا کر مجھے لا جک سمجھ میں " آیا کہ آر جے کو کیسے قائل کرنا ہے--

جب مجھے لا جک کی سمجھ آئی پھر میں دین والی اور تھیس کے جہاز والی بات میں اپنا دماغ لگایا اور بالآخر میں پالیا۔

وہ مسرور سی بتا رہی تھی۔

وہ دونوں ہا سٹل جاری تھیں۔ شام کے چھے بجھے والے تھے، سورج غروب ہونا شروع ہو چکا تھا۔

"لیکن اتنے اطمینان اور اعتقاد سے جواب دیا تم نے پہلے تو تم ایسی نہیں تھی۔"

مہرو کو جانے کس بات کا صدمہ لگا تھا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جو ابھی اندر لوگوں کو قائل کر رہی تھی وہ ہانی ہی تھی۔

Classic Urdu Material

اسکی بات سن کر ہانی مسکرائی می تھی اور اسکا ذہن پچھے کمیں بھٹکا تھا۔

یہ پچھلے ویک اینڈ کی بات تھی جب وہ گھر گئی می تھی۔ وہ آرجے کے سوالات کو لے کر پریشان تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس نے ہامی تو بھر لی تھی لیکن جواب کیسے دی گی--؟

وہ مغرب کی نماز کے بعد لان میں بیٹھی تھی کرسی سے ٹیک لگائیے، آنکھیں بند کیئے، اسکے چہرے پر پریشانی واضح تھی۔

"کیا ہوا ہانی بیٹا سب خیرت ہے نا--؟؟"

اچانک اسکے کانوں سے حمدان انکل کی آواز ٹکرائی می تھی۔

Classic Urdu Material

وہ چونک کر سیدھی ہوئی تھی۔

"!! ارے انکل آپ۔۔ بیٹھیں پلیز۔۔"

حanim کے کہنے پر وہ اسکے سامنے والی کرسی پر براجمان ہو چکے تھے۔

"یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو۔۔؟ کوئی می پریشانی ہے۔۔؟"

وہ پوچھ رہے تھے۔

، نہیں ایسی کوئی می بات نہیں ہے۔۔"

وہ زبردستی مسکرائی تھی۔

!" لیکن بیٹھا پریشانی آپ کے چہرے سے واضح ہے۔۔"

Classic Urdu Material

وہ ایک تجربہ کار انسان تھے۔ فوراً سمجھ گئیے تھے۔

انکل اگر ایک سائی نس کا پیروکار آپ کے مذہب پر سوال اٹھائیے اور آپکو لا جاک کے فلسفے میں "۔

"الجہادے، تو اسکو کیسے جواب دینا چاہیئے۔۔۔؟؟-

وہ پوچھ رہی تھی۔

بیٹا پہلے تو یہ سمجھ چکیں کہ وہ چاہتا کیا ہے۔۔۔؟؟"

پھر اسکے سوالات پر دھیان دیں۔۔۔ نوٹ کرا سے کیا چیز پریشان کرتی ہے۔۔۔؟

پھر اسکی منطق کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ وہ کیسے قائل ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟

!! پھر کائی نات سے نشانیاں ڈھونڈیں اور اسے اسی کے انداز میں جواب دیں۔۔۔

وہ اسے سمجھا رہے تھے۔

Classic Urdu Material

اور انکل ان سب کیلیے مجھے کیا کرنا ہوگا۔۔؟؟"

سوچنا ہوگا۔۔ جوابات کے متعلق، اگر ایک انسان سوالات کی کھوج میں رہتا ہے تو دوسرے کو "جوابات تلاش کرنے چاہیئے۔۔

"!! اگر وہ انسان آپکو سوالوں الجھاتا ہے تو آپ اسے جوابات میں الجھا دیں۔۔

کیا کمال لا جک بتایا تھا حمدان انکل نے اسے۔

وہ سمجھ کر مسکرا دی تھی۔

جو انسان کائی نات کو جتنا تسبیح کرنا چاہے گا یہ اُس انسان کیلیے اتنی ہی کھلتی جائیے گی، یہ"

!! راز افشا کرتی جائیے گی۔۔

وہ پتھ کی بات کر رہے تھے۔

Classic Urdu Material

حائزہ نے اشبات میں سرپرلا دیا تھا۔

اور قرآن پاک میں ارشاد ہے

○ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَخُلُقَ الْمَلَائِكَةِ لَآيَاتٍ لِّلُّهُمَّ أَلِّلَّبَابَ ”

ترجمہ: یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں، اور شب و روز کے باری باری آنے جانے میں ۱۹۰ [آل عمران: ۱۹۰] "اہل عقل کے یہ بہت سی نشانیاں ہیں۔

اس آئیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس کائنات میں غور و فکر کی ترغیب دی ہے کہ کائنات کی "نشانیوں سے بصیرت حاصل کریں، اس کی تخلیق میں غور و فکر کریں، اس کے لئے لفظ "آیات کو مسمی رکھا اور یہ نہیں کہا کہ" : اس میں فلاں فائدہ ہے "؛ کیونکہ ان فوائد اور آیات کی اقسام ہی بہت زیادہ ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کائنات میں ایسی محیر العقول نشانیاں ہیں جو دیکھنے والوں کو دنگ کر دیں، ان میں غور و فکر کرنے والے انہیں تسلیم کیے بغیر رہ نہیں سکتے، یہ نشانیاں متلاشیان حق کے دلوں کو اپنی طرف کھینچتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے تمام اہداف کے متعلق

Classic Urdu Material

روشن دماغوں کو متنبہ بھی کرتی ہیں، چنانچہ اس کائنات میں موجود اجرام فلکیہ اور اشیا کی تفصیل کسی بھی مخلوق کے لئے شمار کرنا ممکن نہیں ہے، تفصیل تو کیا کسی ایک چیز کی لکمل معلومات ! حاصل کرنا بھی ممکن نہیں

مختصر یہ کہ اس کائنات کے حجم، وسعت، اور اس کا منظم نظام حرکت، اس کائنات کے خالق کی عظمت، عظیم سلطنت، اختیارات اور وسیع قدرت کی واضح دلیلیں ہیں۔

"روحان نماز پڑھی آپ نے۔۔؟؟"

ایک چھوٹے سے لکڑی کے ڈیسک کے پیچھے بیٹھے، لمبی دارہی والے مولوی نے سات سال کے روحان سے پوچھا تھا جو جانے کن خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

مولوی صاحب کے دونوں طرف بچوں کی لمبی قطاریں تھیں، نپے سر ہلا ہلا کر اور زور لگا کر انہی اونچی آواز میں پڑھ رہے تھے۔

Classic Urdu Material

روحان ان تمام بچوں میں سب سے ذہین اور لائیق بچہ تھا۔ وہ چار سال کا تھا جب اس مسجد میں ناظرہ پڑھنے آیا تھا۔ وہ ایک سال میں قرآن پاک پڑھ گیا تھا۔ وہ دوسرے بچوں کی نسبت کم گو تھا اپنے سبق پر دھیان دیتا تھا۔

وہ قرآن پاک کے صفحات پر لکھے حروف کو غور سے دیکھتا تھا جیسے کیمروں کسی چیز کو سکلین کرتا ہو۔

دو سال میں اس نے دوبارہ قرآن پاک مکمل کیا تھا اب وہ حفظ کر رہا تھا۔ لیکن اچانک وہ عجیب و غریب سوال کرنے شروع ہو گیا تھا۔ جنہیں سن کر کبھی تو مولوی صاحب حیران رہ جاتے، کبھی گھبرا جاتے تھے اور شدید غصہ کرتے تھے۔

”نمیں پڑھی۔۔۔“

روحان نے اطمینان سے کہا تھا۔

Classic Urdu Material

"کیوں نہیں پڑھی آپ کو بتا ہے نا اللہ پاک سزاد یتھے ہیں نماز نا پڑھنے پر--؟؟"

وہ سخت سے لجے میں کہہ رہے تھے۔

لیکن کیوں--؟ کیوں سزاد یتھے ہیں وہ--؟ آپ تو کہتے ہیں کہ وہ ہم سے بہت پیار کرتے"

"ہیں پھر سزا کیوں دینگے--؟؟

اسکا سوال مولوی صاحب کو خاموش کرو آگیا تھا۔

"کیونکہ وہ اللہ ہے-- سب سے بڑا ہے-- اس لیے--"

کچھ دیر بعد وہ بولے تھے۔

Classic Urdu Material

اللہ ہونے مطلب سزا دینا ہوتا ہے---؟؟ اگر ہم اللہ بن گئیے تو کیا ہم بھی سزا " دنگے--؟؟ اور مجھے ایسا اللہ نہیں پسند جو سزاد یتے ہو۔ مجھے نہیں پسند-- آئی می ڈونٹ لائی ک "ہم--"

وہ معصوم تھا۔ نہیں جانتا تھا کہ کیا پوچھ رہا ہے۔ کیا بول رہا ہے

چٹاخ کی آواز پورے ہال میں گونج گئی تھی۔ مولوی صاحب کے ہاتھ کی انگلیوں کے نشان اسکے نازک گال پر بڑی طرح چھپ گئیے تھے۔

وہ حیران سا مولوی کو دیکھ رہا تھا جسکے چہرے پر وحشت چھائی می تھی۔

"تم پچھے نہیں ہو شدیطان ہو شدیطان--"

وہ اسے بازو سے پکڑ کر حویلی لے آئیے تھے۔ مولوی صاحب کی پورے علاقے میں بہت عزت تھی۔ جبیل صاحب خود انکا بہت احترام کرتے تھے۔

Classic Urdu Material

آپکے گھر میں انسان کے روپ میں شیطان پیدا ہوا ہے سید صاحب--"

اسے یہاں سے دور لے جائیں اور آئی نہ مسجد مت بھیجننا باقی بچوں کو بھی خراب کرے
"اے گا--

وہ غصے سے بوٹھے واپس جا پکھے تھے۔

"آپ نے کیا کہا تمہارو حان بیٹا۔۔؟؟"

عائی شہ جبیل، اسکی ماں، نے پیار سے پاس بیٹھا کر پوچھا تھا۔

روحان کی بڑی بڑی آنکھوں سے آنسو کا قطرہ ٹپکا تھا جو اسکے پھولے گالوں پر ہمصل گیا تھا۔
انگلیوں کے نشان ابھی بھی واضح تھے۔

Classic Urdu Material

انہوں نے کہا تھا کہ اللہ نماز نا پڑھنے پر سزا دیتے ہیں میں نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے کہا کہ " وہ بڑے ہیں--"

!! اور پھر میں نے کہا کہ مجھے سزا دینے والا اللہ نہیں پسند۔ مجھے ایسا اللہ نہیں چاہیئے۔
وہ روتے ہوئے اپنی ماں سے لپٹ گیا تھا۔ عائی شہ جبیل کا دل پھٹ گیا تھا جیسے۔

اسکا سوال اتنا برا نہیں تھا کہ ایک معصوم بچے کو شیطان کا نام دے دیا جاتا
! آج سے میں اپنے بیٹے کو پڑھاؤں گی۔ میں بتاؤں گی سب۔"
وہ انہیں لے کر کمرے میں چلی گئی تھی۔

ہمارے معاشرے کا یہی المیہ ہے کہ ہمیں ڈرایا جاتا ہے، دھمکایا جاتا ہے، اللہ کو سزا دینے والا بتایا جاتا ہے، ہمیں صرف یہ کہا جاتا ہے کہ نماز پڑھو نہیں تو اللہ مارے گا۔
ہمیں اللہ کی محبت نہیں سمجھائی جاتی، بندے اور اللہ کا تعلق نہیں بتایا جاتا۔

Classic Urdu Material

وہ بچہ تھا اسکے معصوم سوالوں کے جواب دیئے جا سکتے تھے لیکن اسے شیطان کہہ کر دھنکار دیا
اگلیا تھا۔۔۔

کسی نے نہیں سوچا تھا ان سب کے سخت الفاظ واقعی اسے اللہ سے بہت دور اور اسکا انکار
اکرنے والا بنا دیں گے۔۔۔

"یہ نہیں بتایا جاتا وہ ستر ماوب سے زیادہ پیار کرنے والا بھی ہے غفور و رحیم ہے"

آئی تھیں۔ یہ سٹوڈنٹس ٹیچرز سینٹر تھا جو ہائل ایجیا STC وہ دونوں ڈیپارٹمنٹ سے سیدھا
میں تھا جو ایک چھوٹے سے شلپنگ مال کی طرح تھا، جہاں ضرورت اور پسند کی ہر چیز مل جاتی
تھی۔

مردوں کو کچھ چیزیں لیتی تھیں۔

Classic Urdu Material

"میں تھک گئی ہوں یا ر--"

حائف نے ایک طرف بنتھتے ہوئے کہا تھا۔ وہ ڈیپارٹمنٹ سے وہاں تک پیدل آئی تھیں جو اچھا خاصاً فاصلہ تھا۔

"اچھا تم بیٹھو میں چیزیں لے کر آتی ہوں--"

پر سٹوڈنٹس کا ایک میلہ لگا ہوتا تھا۔ stc مہرو شاپ کی طرف بڑھ گئی تھی۔ رات کو ہنستے مسکراتے چہرے، وہاں زندگی دوڑتی تھی۔

اچانک حائف کی نظر لڑکوں کے ایک گروپ میں بیٹھے آر جے پر پڑی تھی جو سکریٹ پی رہا تھا۔

"نشئی--"

حائف اسے دیکھ کر بڑھ رہی تھی۔

Classic Urdu Material

اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر کے آرجے نے چاروں طرف نظریں دوڑائی تھیں اور پھر حanim پر اسکی نظریں کی تھیں جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اور پھر آرجے کے دیکھنے پر نظریں چراغئی تھیں۔

وہ سگریٹ کا دھواں اڑاتے حanim کو دیکھ رہا تھا۔ دھوئیں میں کے مرغلوں میں حanim کا چہرہ کبھی دھنڈلا جاتا تھا اور کبھی واضح ہو جاتا تھا۔

وہ اسے دیکھ کر ناجانے کی کس گھری سوچ میں پڑ گیا تھا۔

"لفنگا--"

وہ اسے ہی تک رہا تھا۔ حanim ایک جھنکے سے اٹھی تھی اور پھر اس شاپ کے اندر چلی گئی تھی جہاں مروگئی تھی۔

جبکہ آرجے ابھی تک سوچ کے زیر اثر تھا۔

Classic Urdu Material

ڈیپارٹمنٹ میں مڈرِم ایگزامز چل رہے تھے۔ سیمینا کو کچھ دنوں کیلئے ملتُوی کر دیا گیا تھا۔

ایک ہفتے تک وہ بڑی طرح سے پڑھائی میں غرق رہے تھے۔ آج انکا رزلٹ تھا۔

توقع کے مطابق آر جے نے ٹاپ کیا تھا۔ وہ سب سے اوپر تھا۔

حانم کو اسکے ٹاپ کرنے پر کوئی مسئی لہ نہیں تھا البتہ وہ حیران تھی کہ کبھی وہ کلاس میں آجائتا تھا اور کبھی دنوں غائب رہتا تھا

پھر بھی ٹاپ کر گیا تھا۔

البتہ ایک بات پر وہ شکر کرتی تھی کہ کبھی انکی براہ راست بات نہیں ہوئی تھی۔

!! وہ سیمینار روم کے باہر ایلے ہوتا تھا جیسے اسے جانتا ہی نا ہو۔۔



Classic Urdu Material

دسمبر کا دوسرا ہفتہ چل رہا تھا۔ سردی کی شدت میں اچانک ہی اضافہ ہو گیا تھا۔ لاہور کا درجہ حرارت پانچ سے چار ڈگری پر چلا گیا تھا۔

حanim بستر میں دبکی بیٹھی تھی۔ باہر چلنے والی تیز ہوائیں اسے اندر رکے رہنے پر مجبور کر رہی تھیں کیونکہ اسے حد سے زیادہ ٹھنڈہ لگتی تھی۔

وہ پوری طرح سے اپنے موبائل میں گن تھی جب مہرو کی آواز پر چونکی۔

”چلتے ہیں-- stc ہانی چلو نا“

جانے کی stc حanim کیلیے مہرو نے گویا دھماکہ کیا تھا۔ وہ ٹھنڈ سے مری جاری تھی اور مہرو کو پڑی تھی۔

Classic Urdu Material

"نا بابا۔۔ بہت ٹھنڈہ ہے ۔۔"

حانم نے صاف انکار کیا تھا۔

یار چلو نا۔۔ ڈیپارٹمنٹ سے آکر کمرے میں گھس جاتی ہو، ہم کسیں باہر بھی گھونٹ نہیں"

"جاتے ۔۔

مردو سمنائی می تھی۔

ابھی فرست سمیسٹر ہے مردو دو سال پڑے ہیں گھوم لیں گے، ویلے بھی کہ تو ایلے رہی ہو"

!! جیسے تم نے لاہور نہیں دیکھا۔۔

دیکھا ہے یار لیکن ہم دونوں تب ساتھ نہیں تھیں نا۔۔ اور میں اچھے سے جانتی ہوں یہ"

"دو سال بھی ایلے ہی گزر جائیں گے تمہیں تو فرق نہیں پڑنے والا۔۔

Classic Urdu Material

قسم کی لڑکی تھی۔ اپنے کمرے میں رہنا، گوگل پر چیزیں سرچ کرنا اور introvert حانم کافی کتابیں پڑھنا یہ اسکا اولین مشغله تھا، اسے باہر گھومنا پھرنا ایک حد تک اچھا لگتا تھا وہ ان چیزوں کیلئے پاگل نہیں تھی۔ نا وہ زیادہ سو شل تھی اس سے فرینڈز نہیں بنائے جاتے تھے اور اسکا ثبوت تھا کہ پوری سکول، کالج اور اب یونیورسٹی لائی ف میں اسکی کوئی کوئی فرینڈ نہیں تھیں، سوائیے مہرو کے۔۔۔

وہ اکثر حیران ہوتی تھی کہ مہرو اسکی دوست کیسے بن گئی ہی تھی۔۔۔؟؟ یہ شاید مہرو کی پیش قدمی تھی،

وہ اپنے آپ میں مگن رہنے والی لڑکی تھی اور لوگ اسے اکثر بورنگ کرتے تھے۔

"کل چلیں گے نا۔۔۔ اب تو شام ہو گئی ہے ویلے بھی باہر بہت ٹھنڈا ہے۔"

"اوہ شٹ۔۔۔"

Classic Urdu Material

مہرو نے اپنے سر پر ہاتھ مارا تھا۔

"کیا ہوا--؟؟"

حانم حیران ہوئی۔

!!!!یار آج آر جے کا انٹر ویو تھا۔ میں بھول گئی۔۔"

مہرو فوراً بستر کے اندر گھسی تھی اور لیپ ٹاپ اٹھا کر یو ٹیوب آن کی تھی۔

وہ اسکا انٹر ویو کیسے مس کر سکتی تھی۔ جبکہ حانم افسوس سے سر ہلا کر رہ گئی تھی۔

"کیسے میں آپ مسٹر آر جے۔۔"

Classic Urdu Material

"جبیا ہمیشہ سے تھا۔۔"

وہ مسکرا یا تھا۔

"اور آپ ہمیشہ سے کیسے ہیں۔۔؟؟؟"

اینر نے دوبارہ پوچھا۔

"جیسے ابھی نظر آ رہا ہوں۔۔"

"یعنی آپ بدلتے نہیں ایک سے رہتے ہیں۔۔؟؟؟"

اینکر نے تصدیق چاہی تھی۔

Classic Urdu Material

"جی آپ کہہ سکتی ہیں--"

وہ پھر مسکرا�ا تھا۔

آپ پر چیزیں، موسم اور خوبصورتی اثر نہیں کرتی کیا۔۔۔؟ موسموں کا بدلنا آپکی شخصیت پر کتنا"

"اثر کرتا ہے۔۔۔؟"

سوال موجود تھا۔

!! کچھ خاص نہیں، مجھے یہ سب چیزیں جلدی متاثر نہیں کر پاتیں۔۔۔"

کمال ہے۔۔۔ خیر یہ سب چھوڑیں اپنا حقیقی نام بتائیں مجھ سمتیت یہاں بہت سے لوگ نہیں"

"جانٹنے ہو گے کہ آرجے کا اصل نام کیا ہے۔۔۔؟"

اینکر نے پوچھا۔

Classic Urdu Material

"روحان جبیل--، لیکن لوگ مجھے آرجے کے نام سے ہی جانتے ہیں--"

آپکی گرل فرینڈ آپکو کس نام سے بلاقی ہے--؟؟"

میری گرل فرینڈ--؟؟"

اس نے گرل فرینڈ پر زور دیا تھا یعنی کوئی یہ ایک نہیں تھی

"بریک اپ سے پہلے جان، بریک اپ کے بعد شیطان--"

اس نے ڈھٹائی یہ سے قہقهہ لگایا تھا۔

"اور آپکے پیرنس--؟؟"

Classic Urdu Material

"آرجے تم ایک نمبر کے گدھے اور الو کے پٹھے ہو، تم سے زیادہ بے وقوف کوئی می نہیں---"

سید جبیل کہ آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی می تھی۔

"لگتا ہے وہ آپ سے کچھ زیادہ ہی پیار کرتے ہیں--؟؟"

آرجے کو خاموش دیکھ کر اینکر نے پوچھا۔

"وہ کچھ ایکسٹر ہی پیار کرتے ہیں--"

آرجے بڑھا یا تھا۔

آپکو گانے کا شوق کب ہوا--؟؟"

"جب میں چھ سال کا تھا۔"

Classic Urdu Material

آپکی آواز بہت اچھی ہے-- جادو کرتی ہے-- آپ پروفشنل اور آفیشل سنگر کیوں نہیں بن" جاتے--؟؟

"مجھے شوق نہیں--"

سنجدہ سا جواب آیا تھا۔

تو پھر کس چیز کا شوق ہے آپکو--؟؟"

"گانے اور تیرنے کا--"

لوگوں کو تنگ کرنا انکا جینا حرام کرنا، یہ سب کہنا وہ شاید بھول گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"یہ گرہا مجھ سے مار کھائیے گا۔"

سید جبیل کی آواز پر مذکور ایک دم اچھلی تھی۔

وہ حولی آئی ہوئی تھی، اور لاونج میں بیٹھی نی وی دیکھ رہی تھی جہاں آرجے کا شو چل رہا تھا۔

"ارے چھوٹے بابا سائی یہ آپ کب آئیے۔؟"

وہ ایک دم اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔

سید حولی میں مرد عورتوں کا اور عورتیں مردوں کا خاص احترام کرتی تھیں۔

Classic Urdu Material

بڑے بابا سائیں، چھوٹے بابا سائیں اور حشام آج تک مذہ کے کمرے میں نہیں گئے تھے۔ کوئی می کام ہوتا تو پیغام بھیج کر بلا لیتے تھے۔

ایک آرجے تھا جو طوفانوں کی طرح آتا اور جاتا تھا، ناکسی کا ڈرنا لحاظ، سوائی سے سید جبیل کے جن سے وہ خار کھاتا تھا۔

یہ لمکا نہیں سدھرنے والا۔ اللہ جانے اسکا کیا بنے گا۔؟ کرتا ہوں اس گدھے کو"

فون--"۔

وہ افسوس کرتے جا پکھے تھے جبکہ مذہ ایک بار پھر سر جھٹک کر انٹرویو کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔

"ہیں مسٹر آرجے--؟؟ (moody) سنا ہے آپ بہت مودی"

Classic Urdu Material

خوبصورت اینکر نے اپنے سامنے شان سے براجمان آرچے سے پوچھا تھا۔

چلینل کا سیٹ تھا۔ جہاں پر زیادہ تر نئی می شہرت حاصل یہ Shining Stars کرنے والے نوجوانوں کے انٹرویو ہوتے تھے۔

اینکر صنم پچھلے کئی مہینوں سے آرچے کو انٹرویو کیلیئے بلا رہی تھی جو مسلسل انکار کر رہا تھا۔ اسے شہرت کا زیادہ شوق نہیں تھا وہ یہ چیز پروفشنل سنگر بن کر بھی حاصل کر سکتا تھا۔ اچانک اس نے اب انٹرویو کیلیئے ہاں کر دی تھی۔

نہیں--- موڈی نہیں ہوں--- لیکن میرے موڈ کا کوئی می بھروسہ نہیں ہوتا۔۔۔ میں بہت "!! ایسپاںس دیتا ہوں ہر چیز کا۔۔۔ شاید اسی وجہ سے لوگوں کو ایسا محسوس ہوتا ہے۔۔۔

وہ سنجیدہ سابتارہا تھا۔

Classic Urdu Material

فرض کریں مسٹر آر جے کہ آپکو کسی سے محبت ہو جاتی ہے۔۔۔ کسی سے بھی۔۔۔ کیا ہو سکتی"

" ہے۔۔۔ ؟؟

"نو نیور۔۔۔"

"لیکن میں ہزار محبتیں کر چکا ہوں۔۔۔"

وہ ہنسا تھا۔

چلیں محبت نا چھوڑیں پسندیدگی ہی لگا لیں۔ کوئی یہ آپکو اچھا لگنے گے اور پھر آپکو محسوس ہو کہ"

وہ ایک دھوکے باز شخص ہے، فرض کریں وہ آپکے دل کے بہت قریب ہو جائیے، فرض کریں

"وہ آپکو چھوڑ جائیے اور آپ اسلکی یاد میں روئی یہ کیسے لگا گا آپکو۔۔۔ ؟؟

لڑکیوں کی فرمائیش پر جو آر جے کی مذاع تھیں لینکر صنم اس سے محبت کے بارے میں بہت سوال کر رہی تھی۔

Classic Urdu Material

، ہا ہا ہا۔۔۔"

لینکر کی بات سن کر آرجے نے زوردار قہقہہ لگایا تھا، وہ ہنسا تھا اور پھر ہنسنا چلا گیا تھا۔

"ویری انٹر سٹنگ--"

بہت دلچسپ ہو گا یہ سب-- مجھے اچھا گے گا اگر ایسا ہوا تو-- انفیکٹ میں چاہوں گا اب ایسا ہو--!

وہ بے تحاشہ ہنس رہا تھا۔ اسکی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ جن میں بہت نیادہ ہنسنے کے باعث اب نمی سی پھیل گئی تھی۔

جس بات کے تصور سے ہی عام لوگ کانپ جاتے تھے کہ انہیں محبت میں دھوکا نا لئے، وہ اس بات پر قہقہے لگا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اسکے لیے یہ سب دلچسپ ہو گا۔

لوگ حیران و پریشان سے اسکا شودیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ اپنی سوچ میں سلفاؤڈیٹ ہونے کا ثبوت دے رہا تھا، لینکر صنم جانتی تھی کہ آج کا یہ شو سپر ہٹ ہونے جا رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"ہو ہی نا جائیے اس ڈیش کو کہیں محبت--"

مہرو نے فل والیوم میں اسکا انٹرولوگیا ہوا تھا۔ آخری بات سن کر حانم بڑبڑائی می تھی۔

"یار ہانی کچھ تو احترام کیا ہو جانتی ہو وہ سید ہے--"

مہرو نے اسے ٹوکا تھا۔

ہاں تو میں نے کب کوئی گالی دی۔۔؟ میں تو بس ڈیش کہا ہے۔۔ اور جسے خود اپنے خاندان "کا احساس نا ہو دوسروں سے توقع کیا رکھنی۔۔؟؟۔

وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی، مجال تو مان جاتی۔

Classic Urdu Material

اللہ معاف کرنا، بس غلطی سے منہ سے نکل گیا۔۔ ورنہ آپ جانتے ہیں میں ہر انسان کی عزت "کرتی ہوں--"

وہ اب دل ہی دل میں اللہ سے معافی مانگ رہی تھی۔

مکی اور آرجے سینیٹ پلازہ کے سامنے گاڑی میں بیٹھے تھے، مکی کی نظریں بار بار پلازہ کی طرف اٹھ رہی تھیں جہاں سے انکے دوست نے باہر آنا تھا۔ وہ اسی کا انتظار کر رہے تھے۔

دیکھتے ہی دیکھتے مکی اچانک چونکا تھا۔ اسے گاڑی سے کچھ فاصلے پر ایک پیزا ہٹ کی طرف جاتی ہوئی میں مہرو اور حانم نظر آئی تھیں

"یہ بیماں کیا کر رہی ہیں--؟؟؟"

Classic Urdu Material

انتہا کی دھنڈ پڑ رہی تھی، مہرو اور حانم دونوں گھٹنؤں تک آتے کوٹ پہنے بالو لگ رہی تھیں لیکن پھر لکلی انہیں پہچان گیا تھا۔

"یہ مہرو کبھی سکون سے نہیں بیٹھ سکتی۔"

لکلی کی تیوری چڑھی تھی۔

"تم کس بات کی فکر ہو رہی ہے؟ تمہاری ہونے والی زوجہ ہے کیا مہرو؟؟؟"

آرجے نے اپنی ہی بات پر چھٹ پھاڑ قمقہ لگایا تھا۔

"!! امیرے ہونے والی زوجہ ہو یا نا ہو۔۔ لیکن تمہاری قانونی وائی ف بھی اسی کے ساتھ ہے۔۔"

لکلی نے تپ کر کہا تھا۔ اسکے اشارہ حانم کی طرف تھا۔

آرجے نے چہرہ اسکی جانب کر کے دیکھا تھا۔ وہ واقعی وہی دونوں تھی۔

Classic Urdu Material

"منہ بند رکھو ملکی--"

آرچے نے سنجیرہ سے لبھے میں کہا تھا۔ جب خود پر بات آتی تھی وہ سیرپس سے ہو جاتا تھا۔

ویلے میں حیران ہوں اچھی خاصی لڑکی ہے حانم ابھی تک یونیورسٹی میں یا باہر کوئی یہی

"بوائیے فرینڈ نہیں بنایا اس نے--؟؟--؟؟

وہ پرسوچ سے لبھے میں کہہ رہا تھا۔

"کیوں تمہارا دل کر رہا ہے کیا اسکا بوائیے فرینڈ بننے کو--؟؟"

آرچے کے لبھے میں بلا کی کاٹ تھی۔

"نمیں، میری اتنی مجال کہ میں آرچے کی قانون و ایف کی طرف میلی آنکھ سے دیکھوں--"

Classic Urdu Material

لکی کھسیانی بنسی ہنسا تھا۔

"اچھی بات ہے-- دوسو قدم دور رہنا چاہیے اُس سے۔"

آرجے کی بات پر لکی نے چونک کرا سے دیکھا تھا، اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ آرجے نے مذاق کیا
تھا یا سچ میں وہ سنجیدہ تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا انکا دوست والپس آگیا تھا اور آرجے نے بنا کچھ پوچھے گاڑی آگے بڑھا دی
تھی!!

اس رات حانم کو نیند نہیں آرہی تھی، صبح انہیں یونیورسٹی سے دسمبر کی چھٹیاں ہونی تھیں۔

Classic Urdu Material

آرچے پچھلے دو ہفتوں سے یونیورسٹی نہیں آیا تھا۔ وہ اکثر سوچتی تھی کہ اتنی چھٹیاں کرنے کے باوجود بھی ڈیپارٹمنٹ والے اسے کچھ نہیں کہتے تھے

اس دوران ایک سینیار ہوا تھا جس میں آرچے نہیں تھا اور حانم کو اس میں مزہ نہیں آیا تھا۔

اسکے سوال دماغ کو ہلانے والے ہوتے تھے، وہ سوچنے پر مجبور کر دیتا تھا جبکہ باقی سٹوڈنٹس اتنی گھرائی میں نہیں جاتے تھے۔

اس نے مہرو سے بھی نہیں پوچھا تھا کہ آرچے کیوں نہیں آتا؟ اگر وہ ایسا کرتی تو مہرو لازماً اسے ہنگ کرتی--

وہ بور ہو رہی تھی اور پھر اس نے مہرو کا لیپ ٹاپ اٹھا کر اپنے سوالوں کا جواب ڈھونڈنے شروع کیے تھے۔

"روح کیا ہے---؟"

اس نے ٹائیپ کیا تھا، لیپ ٹاپ کی روشنی میں اسکی گرے آنکھیں جلگ کر رہی تھیں۔

Classic Urdu Material

روح اللہ کا امر ہے۔"

● یسٹون عن الروح قل روح من امر ربی۔"

"(القرآن)

اگر روح کی ماہیت کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ابھی تک سائنس اس قدر ترقی نہیں کر پائی کہ آخر روح
ہے کیا ایک انسان ہی کو باقی جانداروں سے زیادہ شعور کیوں ہے ؟
اسکا جواب سائنس کے پاس ابھی تک نہیں ہے۔

لیکن منطقی طور پر اتنا جان لیا گیا ہے کہ روح ہی وہ امر ہے جسکی وجہ سے انسان اپنی اور اپنے
ارد گرد ماحول کی بقا کی فکر میں سرگردان رہتا ہے اسی روح کی بدولت وہ موت اور بعد از موت کیا
ہوتا ہے کے جواب کا بھی متلاشی ہے۔ اسکا جواب بھی سائنس کے پاس نہیں ہے کیونکہ
سائنس کا دائرة اختیار سے یہ موضوع باہر ہے۔

ایک بات زہن میں رکھ لجئے کہ موت کا تعلق روح سے نہیں موت یا زندگی کا تعلق مادہ کی خاص
ترکیبی بناؤٹ سے ہے۔ جو ترقی کر کے ایک مائیکرو سے میکرو جاندار بن جاتا ہے۔

Classic Urdu Material

ممکن ہے فیوجر میں سائنس خود یونی سیلوار بنانے کے قابل ہو جائے اور موت پر بھی قابو پالے لیکن یہ ناممکن کے قریب تر ہے۔

لیکن اس مادہ کو شعور دینا انسان کیلئے ناممکن ہی رہے گا۔ وہ شعور جس سے انسان خود انجادات اکرنے کے قابل ہوا ہے---

"یعنی روح شعور کا دوسرا نام ہے--"

حائف نے زیر لب کہا تھا۔

کوانٹم فرکس کا روح سے کیا تعلق ہے؟

صرف مذہبی ہی نہیں بلکہ سائنس دان بھی موت سے قبل کے غیر معمولی تجربے کو مطالعہ کر رہے ہیں۔ اس معاملے کو فقط کوانٹم طبیعت کے ذریعے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ جس کے بارے نیلز بوہر نے پیش گوئی کی تھی۔ نیلز بوہر کے مطابق ایک منبع سے متعلق ذرات کے درمیان

Classic Urdu Material

ایک مضبوط ربط پایا جاتا ہے۔ تاہم آئن اسٹائن نے اسے 'بھوتیا رابطہ' قرار دے کر مسترد کر دیا تھا۔ اس نظریے کے مطابق دو مریوط ذرات یعنی ایک منبع سے الگ الگ کیے جانے والے ذرے آپس میں ایک تعلق قائم رکھتے ہیں اور ان کے درمیان یہ ربط کا تاثی فاصلے کے باوجود بھج قائم و دائم رہتا ہے۔ کوانٹم طبیعت سے والبستہ سائنس دان اب اس نظریے کو مکمل طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ اسی نظریے کو سامنے رکھ کر بعض محققین کہتے ہیں کہ جسم اور روح اسی طرز پر ایک منبع سے جڑے دو الگ الگ عناصر ہیں اور جسم سے روح دور ہو جانے کے باوجود ان کے پیچ ایک تعلق باقی رہ سکتا ہے۔ تاہم سائنسی طور پر ابھی اس مفروضے کا ثابت یا رد کیا جانا باقی ہے۔

"موت کیا ہے--؟؟"

طبیعی زندگی کا عمل عموماً مختلف اعضاء کے ناکارہ ہونے، قلبی نظام کے تھم جانے، پھیپھیوں اور دماغ کے ناکارہ ہونے کی صورت میں رکتا ہے۔ طبی نکتہ ہائے نگاہ سے موت کی مختلف اقسام

Classic Urdu Material

ہیں، ایک طرف تو 'کلینیکل موت' ہے، جس میں قلبی نظام رک جاتا ہے، جس کے نتیجے میں آسیجن کی مختلف اعضاء تک ترسیل بند ہو جاتی ہے۔ کلینیکل موت کو ٹالنے کے لیے منہ سے سانس دینے، یا مصنوعی سانس دینے اور سینے کو دبانے سے اسے ٹالنا ممکن ہو سکتا ہے۔

لیکن اگر دماغ ناکارہ ہو جائے، یعنی موت دماغی ہو، تو پھر اسے ٹالنا ممکن نہیں ہوتا۔ گو کے دماغ کی نچلی تھوڑی میں کچھ خلیات برین ڈیتھ کی صورت میں بھی زندہ ہو سکتے ہیں، مگر شعور جاتا رہا ہے۔ یہ بات تاہم اہم ہے کہ دماغی طور پر مر نے والوں کو بھی مصنوعی طریقے سے طویل عرصے تک زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ دماغی طور پر مر چکی خواتین کو نچے کی پیدائش تک مصنوعی طور پر زندہ رکھنے کے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ دماغی طور پر مردہ ہو چکے بعض مریض بیرونی عوام پر رد عمل ظاہر کر سکتے ہیں، تاہم ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس کی وجہات ریڑھ کی ہڈی سے والبستہ ہو سکتی ہے اور اصل میں یہ درد یا بیرونی چھونے کا رد عمل نہیں ہوتے۔

Classic Urdu Material

ایک کرنٹ سا حانم کے پورے جسم میں دوڑ گیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ موت اٹل ہے۔ اور ہر ذی روح کو اسکا ذائقہ چکھنا ہے۔ لیکن یہ سب پڑھ کر اسکا دل کانپ اٹھا تھا۔

ابھی تو اس نے کوئی تحقیق نہیں کی بس سادے سا جواب ڈھونڈا اور اسے اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔

انسان کے اندر صدیوں جیتنے کی چاہ صدیوں سے موجود ہے، لیکن موت پھر بھی اٹل ہے۔

وہ ان سوالات پر بہت تحقیق اور رسروچ کرنا چاہتی تھی لیکن وہ اپھے طریقے سے جانتی تھی کہ موت، حیات اور روح کا علم اللہ کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم۔

"موت کے وقت انسان کو کیا نظر آتا ہے۔۔۔؟؟"

موت کے قریب جا کر واپس آئے والے کئی لوگوں نے بتایا کہ انہیں ایک دلکش روشنی نظر آئی تھی۔ شاید موت اتنی بری یا خوفناک چیز نہیں ہے۔ مگر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ موت سے چند

Classic Urdu Material

محے پہلے اکثر لوگ شدید تکلیف میں ہوتے ہیں۔ یہ تکلیف جانوروں میں نظر آتی ہے۔ مگر موت کے بعد کیا ہوتا ہے یہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ دنیا سے جانے والوں کے ساتھ ہم رابطہ قائم نہیں کر سکتے۔ مگر کچھ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ دوسرے جہان کے کسی شخص سے انکا رابطہ ہوا ہے، جسے سائنس ماننے کو تیار نہیں۔ اس قرہءِ ارض پر موت ایک ضرورت ہے۔ یہ چھوٹا سا سیارہ جس کا ستر فیصد سمندر ہے انسانوں یا حیوانوں کی بہت بڑی تعداد کو سنبھال نہیں سکتی۔ اس لئے اس جہان میں موت ناگزیر ہے۔ میری ذاتی رائے میں موت لگلے جہاں تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اور لگلے جہاں میں ہم بہت بہتر اور با مقصد زندگی میں داخل ہونگے۔ بلکہ شاید ہم !!اس #نور کا حصہ بن جائیں گے جس میں خوشیاں ہی خوشیاں ہونگی---

، حانم نے ایک گھرہ سانس لیا تھا، کچھ ایسا تھا جسے دیکھ کر اسے سکون ہوا تھا، کیا پتا وہ ایک اور جہاں ہو۔۔ جہاں واقعی ابدی خوشیاں ہوں--

! کیا پتا وہ جہاں اس جہاں سے بہت خوبصورت ہو۔۔

اس نے اپنے دل کو تسلی دی تھی، اسکی آنکھیں اب بند ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

Classic Urdu Material

، ان سب میں کوئی لاجک نہیں تھا، لاجک اسے خود تلاش کرنا تھا
!! وہ سونے کیلیے لیٹ گئی تھی اور پھر کچھ دیر بعد وہ نیند کی وادی میں اتر گئی تھی۔

آر جے فٹ بال یہ گراونڈ میں پریکٹس کر رہا تھا۔ آج انکا فٹ بال میچ تھا جو ڈیپارٹمنٹ کی ہی
مختلف ٹیمز کے درمیان تھا۔

اس نے سامنے دوسرے گراونڈ میں دھوپ میں بیٹھی حانم اور مہرو کو دیکھا تھا۔
وہ دونوں کسی بات پر ہنس رہی تھیں۔ پانچ منٹ بعد حانم کے پاس کلاس کا ایک لڑکا آیا تھا۔
آر جے اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسکے ذہن میں کل والی کمی کی بات گھوم رہی تھی۔

Classic Urdu Material

"ہیلو حانم کیسی ہو--؟؟"

وہ اسکے بیٹھتے ہوئی سے پوچھ رہا تھا۔

وہ دونوں چونکی تمھیں۔

"جی الحمد للہ میں ٹھیک ہوں--"

وہ حیران سی بتارہی تمھی۔

"دراصل مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے--"

اسے ہلتے لبوں کو دیکھ کر آرجے کا حرکت کرتا ہوا فٹ بال والا باتھ رکا تھا۔

سے اسکی بات کو سمجھ رہا تھا۔ Lipsing وہ اسکی

Classic Urdu Material

تم بہت اچھا بولتی ہو، میں نے ہمیشہ تمہیں آرجے سے بحث کرتے دیکھا ہے، اور مجھے بہت "اچھا لگتا ہے تمہیں سننا۔۔۔"

وہ صاف صاف بتا رہا تھا۔ حانم کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا تھا۔

"شکریہ۔۔۔"

وہ بس اتنا ہی کہہ پائی می تھی۔

کیا ہم اچھے دوست بن سکتے ہیں۔۔۔؟؟ میرا مطلب ہے صرف دوست، ویلے بھی ہم کلاس" "فیلوز ہیں۔۔۔

اسکی بات کو سمجھ کر حانم اور آرجے دونوں کا دماغ گھوما تھا

Classic Urdu Material

مہرو تو منہ کھو لے اس شیراز کو دیکھ رہی تھی۔ اسے توقع نہیں تھی کہ وہ اسکے سامنے ہی بول دے گا۔

!! ہم کلاس فیلو ہی بہتر ہیں مسٹر شیراز--"

اب کی بار حانم کا لمحہ سرد ہوا تھا۔

آج چھٹیاں ہو جائیں گی میں چاہتا ہوں ہم نمبر ایکسچینچ کر لیں-- ویلے تو کلاس گروپ سے "!! بھی میں لے سکتا تھا لیکن پھر میں نے سوچا شاید تمہیں برا گے--

حانم تو اسکی ڈھٹائی می پر جiran رہ گئی می تھی۔

Classic Urdu Material

مجھے آپ سے بات کرنے میں کوئی ڈچپی نہیں ہے، اور پلیز آئی ندہ میرے سامنے اس"!
!! طرح کی باتیں کرنے سے پرہیز کیجیئے گا۔۔

وہ ایک دم ہی بھڑک اٹھی تھی۔ اور بیگ اٹھا کر کھڑی ہو گئی تھی۔

اس نے صرف دوستی کا کہا تھا کوئی ہی اور بات نہیں کی تھی۔ لیکن ناجانے کیوں حانم کا رد عمل بہت سخت تھا۔

یونیورسٹی میں ایسی دوستیاں کرنا عام سی بات ہوتی ہے۔ دوستی نا جھی ہوا پنے گروپ کے لڑکوں سے اچھی بول چال ہو جاتی ہے۔

"آپ پلیز بیٹھ جائیں، میں ایسے ہی پوچھ رہا تھا سوری اگر برا لگا ہو تو۔۔"

وہ اب معذرت کر رہا تھا۔ اور پھر کچھ سے بناء ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔

وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ وہ کسی کی نظروں کے حصار میں تھے۔

Classic Urdu Material

"یہ کیا ہو رہا تھا۔۔؟؟"

اسکے جانے کے بعد مہرو ایک دم چونکی تھی۔

"مجھے کیا پتا تمیں نظر نہیں آیا کیا۔۔؟؟"

حانم غصے سے کہتی لائی بریری کی طرف بڑھ گئی تھی۔

آدھے گھنٹے بعد مہرو اسے کھینچ کر مجھ دیکھنے لائی تھی۔

آرجے کی ٹیم اور ایک دوسری ٹیم کھیل رہی تھی۔ دوسری ٹیم میں وہ شیراز تھا۔

کھیل کھیل کے دوران آرجے نے شیراز کا نشانہ لے کر فٹ بال پوری قوت سے اسے دے مارا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ دھرام سے اوندھے منہ نیچے گرا تھا۔ حانم حیرت سے منہ کھولے کبھی آر جے تو کبھی اس شیراز کو دیکھ رہی تھی جو نیچے پڑا کراہ رہا تھا اور باقی لڑکے اسکی طرف لپکے تھے۔

حانم نے دیکھا تھا کہ آر جے نے جان بوجھ کر اسے فٹ بال مارا تھا۔

اس سے پہلے کوئی بھی سمجھتا یا آر جے کو کچھ کہتا وہ ہاتھ جھاڑتا ہوا گراونڈ سے باہر آیا تھا اور پھر !ایک سرد کی نگاہ حانم پر ڈال کر یہ جاوہ جا۔۔۔

جبکہ حانم بت بنے اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔



حانم کا دل ایک دم کانپ اٹھا تھا۔ آر جے کی سرد نگاہ جو وہ اس پر ڈال کر گیا تھا، حانم کو اسکی سمجھ نہیں آئی تھی۔

شیراز زمین پر پڑا کراہ رہا تھا۔ فٹبال اسکے سینے پر لگا تھا۔

Classic Urdu Material

سُوڈنُس اسے اٹھا کر اندر لے گئیے تھے۔ حانم کے دل میں اچانک ہی آر جے کیلیئے نفرت کی ایک لہر دوڑ گئی تھی۔

اسے بہت غصہ آیا تھا۔ وہ کسی کو خوش نہیں دیکھ سکتا تھا یہ حانم سمجھ گئی تھی۔

"تم نے شیراز کو کیوں مارا آر جے---؟؟"

وہ ٹھوس پر کھڑا تھا۔ ٹھنڈی ہوا میں ایک باریک سی ٹی شرت پہنے جب ملکی اسکے پیچھے نمودار ہوا تھا۔

باتھ میں جلتے سگار کے وہ فرصت سے کش لگا رہا تھا البتہ اسکا ذہن کہیں اور پہنچا ہوا تھا۔

!! امیرا دل کر رہا تھا اس لیے--"

Classic Urdu Material

!"کوئی می تو وجہ ہوگی نا مجھے پتا ہے تم بلاوجہ نہیں مارتے--"

مکی اب اسکے بائیں طرف آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

"وہ ام حانم کو تنگ کر رہا تھا--"

آرجے بات پر مکی نے چونک کرا سے دیکھا تھا۔

"تو۔؟؟"

!"تو یہ کہ یہ اچھی بات نہیں ہے--"

آرجے کا لمحہ سخت تھا۔

Classic Urdu Material

اووہ کم آن آر جے-- یقین نہیں ہوتا یہ تم کہہ رہے ہو-- کیا تم خود کبھی کسی لڑکی کے قریب "نہیں گئیے--؟؟"

میں نے لڑکیوں کی مرضی سے کیا ہے جو بھی کیا ہے-- جبکہ وہ سراسر زبردستی دوست بننے کو"!
اکہ رہا تھا اور آر جے کو زبردستی نہیں پسند--

ایسا تو ہر جگہ ہوتا ہے، تم کس کس کو مارو گے--؟؟"

مکی طنزیہ پوچھ رہا تھا۔

!! جس جس پر غصہ آئیے گا--"

اسکا الجہ اٹل تھا۔

Classic Urdu Material

اوہ بھائی ہلاؤ خان کی اولاد شرٹ پہن لے -- ہر وقت لڑنے مرنے پر تک رہتے ہو--"

!! کبھی ٹھنڈے دماغ سے بھی سوچ لیا کرو--

ٹھنڈی ہوا مکی کی ہڈیوں میں گھسی جا رہی تھی وہ آرجے کو تلقین کرتا اندر جا چکا تھا کیونکہ وہ اپھے سے جانتا تھا کہ آرجے ہمیشہ اپنی مرضی کرتا تھا۔

جبکہ آرجے ابھی بھی وہیں کھڑا تھا۔ اسکے پھرے پر سنجیدگی چھائی می تھی۔

"ہانی واک کرنے چلیں--؟؟"

ماہم پوچھ رہی تھی۔ دسمبر کی چھٹیاں ہو چکی تھیں۔ حمدان انکل اسے ہائل سے لے آئے تھے۔ مہرو اپنے گھر جا چکی تھی۔

وہ جب سے گھر آئی تھی، باہر نہیں نکلی تھی۔

Classic Urdu Material

"نہیں مجھے نہیں جانا--"

حانم نے صاف انکار کیا تھا۔

یار کیا مسئی لہ ہے کبھی بات مان بھی لیا کرو۔ سب ہی واک کرنے جاتے ہیں۔ شام کو" اتنا اچھا نظارہ ہوتا ہے باہر۔

!! میں اور جواد بھی روزانہ جاتے ہیں آج تم بھی چلو نا۔

ماہم نے منت کی تھی۔

"یار مجھے کام ہے میں نہیں جا سکتی۔"

حانم جان گئی تھی کہ آر جے اسی ٹاؤن میں دو گھر چھوڑ کر رہتا تھا۔ اور اسکی شدید خواہش تھی کہ اسے غلطی سے بھی یہ پتا ناچلے کہ وہ بھی وہیں رہتی تھی۔

Classic Urdu Material

اس لیے وہ باہر جانے سے گریز کرتی تھی۔

"!! مرد تم-- یونہی اکیلے جل بھن کر اور سڑ سڑ کر مر جانا--"

ماہم پھاڑ کھانے والے انداز میں کہتی باہر نکل گئی می تھی جب اسکی بات پر حانم کا قمقہ ابھرا تھا۔ وہ اسکے جانے کے بعد بھی کافی دیر تک ہنستی رہی تھی۔

"جورڈن تم مسٹر جوزف کی کرسمس پارٹی میں چلو گے--؟؟"

انھی نے پش اپس کرتے جورڈن سے پوچھا تھا۔ جب سے مارٹھا کی موت ہوئی می تھی انھی اسے اپنے پاس لے آیا تھا۔

Classic Urdu Material

"تمہیں--"

جورڈن نے انکار کیا تھا۔

!!! مجھے لگتا ہے تمہیں جانا چاہیے-- باہر نکلو گے تو دل کو سکون لے گا--"

انشقچی نے خیال ظاہر کیا تھا۔

"میں ادھر ہی ٹھیک ہوں--"

جورڈن کا الجہ برف سے بھی زیادہ سرد تھا۔

"ٹھیک ہے--"

انشقچی نے کندھے اچکائیے تھے۔

Classic Urdu Material

ویلے میں نے سنا ہے کہ جوزف کی وائی ف پاکستان سے ہے -- اور اس کرسمس میں اسکی "فیملی بھی آئیے گی --"

انٹھنی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئیے کہا تھا۔ وہ ترچھی نگاہوں سے جورڈن کو دیکھ رہا تھا۔

پاکستان کے نام پر جورڈن کے کان کھڑے ہوئے تھے۔
حرکت کرتے اسکے جسم میں ایک دم ٹھہراؤ آیا تھا۔

"اچھی بات ہے --"

اس نے اتنا ہی جواب دیا تھا۔ انٹھنی نے اپنا سر پیٹ لیا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ جورڈن اپنی مرضی کرے گا۔

وہ اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

Classic Urdu Material

آدھے گھنٹے بعد وہ تیار ہو کر باہر نکلا تھا۔ جور ڈن اب لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا ہی وی دیکھ رہا تھا۔

یہ دعوتی کارڈ ہے۔۔۔ اگر تمہارا موڈ بدل جائیے تو آجانا۔۔۔ اسکے بغیر اندر داخل نہیں ہونے"

!! دسگے۔۔۔

انتحنی میز پر کارڈ رکھنا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔ جبکہ جور ڈن نے اسکی بات پر توجہ نہیں دی تھی۔

مسٹر جوزف کا گھر روشنیوں سجا تھا۔ مسٹر جوزف پیس مشہور کسینو کا مالک تھا۔ اسی وجہ سے انتحنی اسے جانتا تھا۔

Classic Urdu Material

گھر کے باہر بڑے سے لان میں کر سمس ٹری بنایا گیا تھا۔ مہمان آنا شروع ہو گئیے تھے۔ کچھ دیر پہلے ہونے والی برف باری نے لان کو سفید بنادیا تھا جس پر کی گئی سجاوٹ نے اس جگہ کو پریوں کے دیس میں بدل دیا تھا۔

!! یہ سب کتنا اچھا ہے نا۔ بالکل خواب جیسا۔"

ماہی نے پاس بیٹھی ایلا سے کہا تھا۔ ایلا مسٹر جوزف کی بھتیجی تھی۔
اور وہ ہی ماہی کو اس پارٹی میں لائی تھی۔

!! ہاں ہر سال ایسا ہی ہوتا ہے۔ اسی لیے میں تمہیں یہاں لائی تھی ہوں۔"

ایلا نے جواب دیا تھا۔ اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی اسکی نظر گیٹ کی طرف سے آتے جو رُدن پر پڑی تھی وہ اسے لمبوں میں پہچان گئی تھی۔

بلیک ڈنر سوٹ پہنے وہ تھوڑا تمذیب یافتہ لگ رہا تھا ورنہ ایلا نے تو اسکا نام ہی جنگلی رکھ دیا تھا۔

Classic Urdu Material

"یہ بیماں کیا کر رہا ہے--؟؟"

ایلا کی تیوری چڑھی۔

جورڈن اب مسٹر جوزف اور انٹھنی کے پاس کھڑا تھا۔ مسٹر جوزف اسے کسی بات پر کندھا تھپٹھپا کر داد دے رہا تھا۔

"کس کی بات کر رہی ہو۔؟؟"

ماہی نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔ اسے بھی جورڈن نظر آگیا تھا۔

"وہی جنگلی--"

ایلا نے چبا چبا کر کہا تھا۔

Classic Urdu Material

"چھوڑو یار-- رات گئی می بات گئی می"

ماہی نے عام سے لجے میں کہا تھا۔

لیکن اسے یہاں کس نے بلایا ہے--؟؟"

ایلا سوچ رہی تھی۔

"!! اچھا کیا جو رُدن تم آگئی سے-- میرے کسینو کو چلانے میں تمہارا بہت بڑا کردار ہے--"

مسٹر جوزف اکثر جو رُدن کے قصے سنتا رہتا تھا۔ وہ بہت اچھا فائیٹر تھا۔

"انجوائیے کرو--"

مسٹر جوزف اپنا مشروب کا گلاس میں تھامے وہاں سے دوسرے مہمانوں کی طرف چلا گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"مجھے پتا تھا تم آؤ گے--"

انشقچی نے مسکراتے ہوئے جورڈن کے کندھے پر ہٹ کیا تھا۔ جبکہ جورڈن کی نگاہیں وہاں موجود ہر شخص کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ وہ ان چہروں میں مشرقی چہروں کو تلاش کر رہا تھا کہ شاید کوئی اسے اسکی منزل تک پہنچا دے۔

آدھی رات کا وقت تھا جب ایک جھٹکے سے حانم کی آنکھ کھلی تھی۔ آج کافی دنوں بعد اسے اپنا وہ خواب نظر آیا تھا جس میں اسے کوئی اگ کے دریا میں دھکا دے دیتا ہے۔

اسکی سانسیں تیز تیز چل رہی تھیں۔ کچھ منٹ وہ خود پر قابو پا چکی تھی۔

Classic Urdu Material

میز پر رکے پانی کے جگ سے اس نے پانی پیا تھا۔

اسے سردی میں بھی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

وہ بیڈ سے نیچے اتری اور پھر کمرے میں موجود کھڑکی کو کھول کر اس میں کھڑی ہو گئی تھی۔

تازہ ہوا کے جھونکے نے اسے فریش کیا تھا۔

شور کی آواز پر اس نے دائیں طرف مڑ کر دیکھا تھا۔

آرجے کے گھر کے لان میں اسے کافی لوگ نظر آئے تھے۔

وہاں سے میوزک کی ہلکی آواز بھی آ رہی تھی۔

اس نے گھر کے سامنے گاڑی کو رکھ اور پھر اس میں سے لڑکیوں کو اترتے دیکھا تھا جتنا کا لباس قابل اعتراض تھا۔

یقیناً وہاں کوئی پارٹی چل رہی تھی۔ اور میوزک کافی تیز تھا جسکی مدھم آواز حانم تک پہنچ رہی تھی۔

Classic Urdu Material

وہ تصور کر سکتی تھی کہ اندر کیا ہو رہا ہوگا۔

غصے اور ناگواری کی ایک لہاسکے پورے جسم میں دوڑگئی می تھی۔

وہ اسے کچھ کہہ کر اپنی زبان گندی نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لیے ٹھاہ کی آواز سے کھڑکی بند کر چکی تھی۔

!! ماہی ریڈی ہو جاؤ۔۔۔ تم نے کچھ سنانا ہے۔۔۔"

ایلا ماہی سے کہتی اپنے انکل کی طرف بڑھ گئی می تھی۔

"ریڈی ہو جاؤ۔۔۔؟ لیکن کس چیز کیلیے ایلا۔؟؟"

ماہی نے حیرت سے اسے جاتے ہوئیے دیکھ کر پوچھا تھا۔ لیکن ایلا ان سنی کر گئی می تھی۔

Classic Urdu Material

دو تین منٹ مسٹر جوزف سے بات کرنے کے بعد وہ اب لوگوں کے ہجوم کے درمیان کھڑی ہو گئی تھی۔

"لیڈریز اینڈ جینٹل میں--"

ایلا نے خوشی سے سب کو متوجہ کیا تھا۔

جبیسے کہ آپ سب جانتے ہیں یہ رات ہمارے کیلیے بہت ہی خاص ہے، تو کیوں نا اس خاص

"موقع کو مزید خاص بنایا جائے--???"

وہ سوالیہ انداز میں پوچھ رہی تھی۔

لوگوں میں سرگوشیاں شروع ہو گئی تھیں۔

"یہاں میری ایک پیاری سی دوست ہے جسے کبھی گانے کا بہت شوق ہوتا تھا۔"

Classic Urdu Material

ایلا نے گویا دھماکہ کیا تھا۔ ماہی پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

پچھلے سال اسے میوزک کا شوق چڑھا تھا اور اس نے میوزک سیکھا بھی تھا باقاعدہ کلاسز لے کر اسکے گھر میں پیانوں تھا وہ کبھی کبھی بجا لیتی تھی، ہزاروں بار بجانے پر وہ صرف ایک دوبار گنگنائی تھی۔ ماہی کی آواز اچھی تھی۔

لیکن اب جو کام ایلا نے کیا تھا ماہی کا دل کر رہا تھا کہ وہ جا کر اس چڑیل کا منہ نوج لے جو لوگوں کی تالیوں میں اپنی بتیسی کی نمائی ش کی رہی تھی۔

!! آجاؤ ماہی اور اپنی سریلی آواز سے جادو بکھیرو۔۔۔"

ایلا نے ایک آنکھ بھینختے ہوئیے شمارتی انداز میں کہا تھا۔

لوگ اب اسکی طرف دیکھ رہے تھے اور اپنی تالیوں سے اسے آنے کی دعوت دے رہے تھے۔

Classic Urdu Material

ماہی غصے سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی می اور ایلا کی طرف بڑھی تھی۔

"یہ کیا بکواس ہے ایلا۔۔؟"

ماہی نے کاٹ کھانے والے انداز میں کھا تھا البتہ اسکی آواز دھیمی تھی۔

"! تم کب سے رونے والا منہ بنانا کر پیٹھی تھی میں نے سوچا کچھ نیا ہو جائیے--"

وہ پھر مسکرائی تھی جبکہ ماہی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔

اچانک ساری لائی ٹس بند ہو گئی تھیں۔ ایک سپاٹ لائیٹ برف سے بنے قالین پر رکھے پیانو پر پڑی تھی جسکے ارد گرد رکھی مشعلیں کسی اور دنیا کا نظارہ پیش کر رہی تھیں۔

ماہی بے اختیار ہی اس پیانو کی طرف بڑھی تھی۔

Classic Urdu Material

جور ڈن کر سمس ہمیشہ اپنی ماں کے ساتھ مناتا تھا۔ اسے یاد تھا پچھلے سال بھی مارٹھا بہت بیمار بنایا تھا اور پھر سینٹا والے Tree تھی لیکن پھر بھی اس نے جور ڈن کے ساتھ مل کر کر سمس کپڑے پہن کر اسے خوش کرنے کی کوشش کی تھی۔

وہ اب جوان ہو گیا تھا لیکن مارٹھا اسے بچوں کی طرح ٹریٹ کرتی تھی۔

مارٹھا کے یاد آتے ہی اسکی نم ہوئی تھیں اور آس پاس کا سارا منظر دھنلا سا گیا تھا۔

جور ڈن کا دل وہاں موجود ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔ اس نے بنا انتھنی کو بتانے والی کیلیے قدم بڑھا دیئے تھے جب اسکے کانوں نے ایک بھلی سی آواز سنی تھی۔

وہ پیانو کی آواز تھی

، ایک خوبصورت دھن

کوئی ہی بجا رہا تھا۔۔

Classic Urdu Material

کوئی دل سے بجا رہا تھا

جورڈن کے قدم ساکت ہوئی رے تھے اس نے پیچھے مر کر دیکھا تھا جہاں اسے لوگوں کا ہجوم ایک
جلگہ نظر آیا تھا۔

وہ بے اختیار کی دھن کی آواز کی طرف بڑھا تھا

جسم کا روح سے

کیوں گے ہے فاصلہ--

وہ ایک لڑکی کی آواز تھی۔ وہاں موجود لوگ گول دائی رے میں۔ ماہی کے ارد گرد کھڑے تھے۔ اس
نے لوگوں کے پیچھے کھڑے ہو کر اسے دیکھنے کی کوشش کی تھی لیکن اسکی طرف ماہی کی پشت
تھی۔

میں ہوں یا میں بس

Classic Urdu Material

، میری یہ پچھائیاں---

ہے پچھی بس زمین

راستے ہیں لاپتہ

، لفظ ہوں میں ان کما

، ہیں یہ سچائیاں--

وہ گول دائی رے میں چلتے ہوئے اسکے سامنے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ جو بھی بہت اچھا گا رہی تھی۔ اسکے سامنے پہنچنے کے بعد جور ڈن کے قدم ساکت ہوئے تھے۔

میرے سینے کی خلا۔۔

، جیسے جنمون کی بلا

کیوں نا سانسوں سے مٹے

Classic Urdu Material

، ہیں یہ تنہائیاں ---

اسکی آواز میں انہتا کا درد تھا۔ وہی درد جو جورڈن کے سینے میں موجود تھا
اسکی آواز میں اتنی ہی نبی گھلی تھی جتنی جورڈن کی آنکھوں میں رہتی تھی۔
وہ اس وقت جورڈن کو اپنا عکس معلوم ہوئی تھی۔

زمین کو چھوتی میکسی پر بھورے رنگ کا کوٹ پہنے، بھورے بالوں کو کندھے ہر بکھرائیے
جورڈن کو اس وقت اس پر کسی اداس شہزادی کا گمان ہوا تھا۔

کوئی می اندھا سا کنوں

میرے اندر ہے چھپا

مجھے ملتی ہی نہیں

!!!!!! میری گمراہیاں ---

Classic Urdu Material

!! میرا پچھا چھوڑ دیں مس ماہین حمدان --"

حشام کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی اور ماہی کے ہاتھ ایک دم ساکت ہوئیے تھے۔

لوگوں کا سکتہ لੁٹا تھا۔ ماہی نے اپنی آنکھوں میں آئی تھی نبی کو ہاتھ بڑھا کر صاف کیا تھا۔

"تم نے کمال کر دیا ماہی--"

ایلا نے جھکتے ہوئے اسکے گال کو چھوڑا تھا۔

جورڈن اسے پہنچان گیا تھا۔ وہ وہی لڑکی تھی جسے کچھ مہ پہلے جورڈن کی وجہ سے چوٹ آئی تھی۔

کر سمس کا کیک کاٹنے کے بعد کھانا لگایا گیا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ جورڈن کی نظروں میں تھی۔ وہ انکے ساتھ والے ٹیبل پر بیٹھا تھا اور وہ ایسا کیوں کر رہا تھا یہ وہ بھی نہیں جانتا تھا۔

"کاش آج یہاں حشام جبیل ہوتا۔۔ میں اسے دیکھ پاتی۔۔"

ماہی نے حسرت سے کہا تھا۔

جبیل کے نام پر جورڈن کے کان کھڑے ہوئے تھے۔ اسکے چہرے کے زاویے ایک دم بدل گئیے تھے۔

اچانک ہی اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ وہ جان بوجھ کر انکے قریب بیٹھا تھا کہ انکی باتیں سن سکے۔۔ لیکن اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ لڑکی جبیل کو جانتی تھی۔۔ جسے وہ ختم کرنا چاہتا تھا۔

Classic Urdu Material

حانم اور آر جے دونوں ایک بس اسٹیشن پر کھڑے تھے۔

ہر طرف بارش ہو رہی تھی، طوفانی بارش، ان دونوں کے علاوہ اس اسٹیشن پر اور کوئی می نہیں تھا۔

ڈرمی سمی سی حانم ناجانے کیوں آر جے کو غصہ دلارہی تھی۔

وہ اسکی جانب بڑھا تھا۔ حانم سم کر ایک قدم پیچھے ہوئی تھی۔

وہ دونوں لوہے کی بنی اس چھت کے نیچے کھڑے تھے جہاں مسافروں کے انتظار کرنے کیلیے کرسیاں رکھی تھیں۔

لوہے کی چھت پر طوفانی بارش کے بر سنے کی آواز کسی خوفناک چڑیل کے چینے جیسی تھی۔

جیسے جیسے وہ اسکی طرف بڑھ رہا تھا حانم پیچھے ہو رہی تھی۔

اب وہ کنارے پر پہنچ گئی تھی۔ اگر وہ ایک قدم باہر نکالتی تو اسے بارش کا سامنا کرنا پڑتا۔

Classic Urdu Material

آرجے نے اسکی آنکوں میں دیکھا تھا۔ جہاں ڈر تھا اور اتنا تھی کہ مجھے بخش دو--

لیکن وہ بخشنے والوں میں سے نہیں تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر حانم کو دھکا دیا تھا۔ وہ باہر سڑک پر گری تھی۔

اچانک پانی کا رنگ سرخ ہوا تھا اور بارش خونی بارش میں بدل گئی تھی۔

حانم کی چینیں بلند ہوئی تھیں۔ دیکھتے دیکھتے بارش اب آگ کا روپ دھار گئی تھی۔ جو اسے بری طرح سے جھلساری تھی۔

حانم نے دل دھلا دینے والی چیخ ماری تھی۔

اور آرجے ہٹرٹا کر اٹھ بیٹھا تھا۔

کتنے ہی پل وہ شاکڑ بیٹھا رہا تھا۔ اسکے دل کی دھڑکن بہت تیز چل رہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر چہرے پر آیا پسینہ صاف کیا تھا۔ اگر وہ خواب تھا تو اس نے اپنی پوری زندگی میں اتنا برا خواب نہیں دیکھا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ لوگ صبح پانچ بجے سوئیے تھے۔ ساری رات تیز میوزک میں بے ہنگم ڈانس کرتے تھک پکھے تھے۔ صبح فجر کی اذان کے وقت میوزک بند ہوا تھا۔

اپنے کمرے سے باہر نکلنے کے بعد وہ اب نیچے آیا تھا۔ پورا لاٹونج بکھرا تھا۔ کانچ کی بوتلیں، کین کے ڈبے، کھانے پینے کی چیزیں ہر جگہ پڑی نظر آ رہی تھیں۔

آر جے کا دماغ گھوما تھا۔ وہ ابھی ایک گھنٹہ پہلے سویا تھا۔

ابھی چھ بجے رہے تھے۔ لیکن راتیں لمبی ہونے کی وجہ سے باہر اندر ہیرا تھا۔

اسکے کچھ دوست رات کو ہی جا پکھے تھے جبکہ کچھ گیسٹ روم میں سوئیے پڑے تھے۔

لاٹونج میں ایک صاف سترہ صوفہ دیکھنے کے بعد وہ اس پر بیٹھ گیا تھا۔ خواب نے اسے بڑی طرح ڈرایا تھا۔

نیند تھی کہ اس پر غلبہ پاری تھی اور پھر وہ کچھ دیر بعد گری نیند سوچ کا تھا۔

Classic Urdu Material

چھٹیاں کیسے گزیں تھیں پتا ہی نہیں چلا تھا۔

وہ اکتوبر دسمبر کا دن تھا۔ مہرو صبح سے اسے فون کر رہی تھی۔

مہرو اور حانم کی کلاس میں ایک لڑکی اور لڑکے سے اچھی بول چال ہو گئی تھی۔ انفیکٹ لڑکی تواب انہیں اپنی فرینڈز ہی کہتی تھی۔ جس کا نام اقصیٰ تھا۔

ہانی مان جاؤ نا پلیز دیکھو اقصیٰ مجھے روزانہ فون کال کرتی ہے وہ چھوٹی سی نیواں ای رپارٹی"

"دے رہی ہے۔ ہم چلتے ہیں نا--"

مہرو اسکی منتین کر رہی تھی۔

Classic Urdu Material

مہرو میرا رات کے فنکشن اٹینڈ کرنے کو دل نہیں کرتا یہ تم بھی جانتی ہو--- اور پھر نیو"

ایؤی ر-- بارہ نجے تک ---

حanim سوچ بھی نہیں سکتی تمھی۔

میرا نہیں تو اقصی کا ہی دل رکھ لو-- وہ اسپیشل ہمارے لیے یہ سب کر رہی ہے-- ہمیں جانا"

!!! چاہیئے--

مہرو چاہتی تمھی کہ وہ کسی طرح مان جائیے۔

"میں اتنی رات گئیے تک باہر نہیں رہ سکتی امی پریشان ہونگی"

!! آنٹی سے میں بات کر لونگی بس تم ہاں کرو۔ ہم نو دس نجے تک واپس آجائیں گے--"

Classic Urdu Material

!"مُھیک ہے۔۔۔"

حانم نے ایک گھر سانس لیا تھا۔ وہ جانتی کہ مہرو اسے منا کر ہی دم لے گی۔

اقصی کا گھر گلبرگ میں تھا۔ وہ دونوں سات بجے کے قرب اسکے گھر پہنچ گئی تھیں۔

مہرو کا ڈرائیور انہیں چھوڑ گیا تھا اور اس نے ہی لینے آنا تھا۔

اقصی نے خوشی سے انکا استقبال کیا تھا۔ اسکے گھر میں اسکی بہن، امی اور ملازموں کے علاوہ اور کوئی میرد نہیں تھا۔

حانم کو یہ دیکھ کر تھوڑا اطمینان ہوا تھا۔

کلاس کی کچھ اور لڑکیاں اور اقصی کی کرزز بھی تھیں۔ ان سب نے مل کر باربی کیوں کیا تھا۔

Classic Urdu Material

غرض کہ فنکشن اچھا جا رہا تھا۔

"آرجے آئیے گانا۔۔؟"

اقصیٰ کی ایک کرزن نے دھیرے سے اسکے کان میں پوچھا تھا۔

اللہ کرے آجائیے۔۔ بہت منتین کی تھیں ملکی کہ کسی طرح وہ اسے لے آئیے۔۔"

!! وہ کہہ رہا تھا کہ آرجے آج تک اپنے رشتے داروں کے گھر بھی نہیں گیا اسکا آنا ناممکن ہے۔۔

اقصیٰ کا لمحہ افسردہ تھا۔

"تو تم کہہ دیتی کہ ہم باہر کر لیں گے فنکشن۔۔"

"میں نے کہا تھا۔۔ اب دیکھو"

Classic Urdu Material

یہ وہی لڑکی ہے نا جسکی آرجے سے نہیں بنتی--؟"

اقصی کی کمز نے سنبھالوں والی لڑکی طرف اشارہ کیا تھا۔ جسکے بال کمر پر بکھرے پڑے تھے۔ جن میں نیچے سے کمرل ڈالے گئیے تھے۔

!!ہاں یہ ام حانم ہے، ویلے تو بہت اچھی ہے لیکن آرجے کو کافی ناپسند کرتی ہے--"

!!ہمہم-- اسے دیکھ کر لگتا بھی ہے--"

حانم مہرو کے ساتھ باربی کیو کرنے میں لگن تھی۔ وہ کافی انجوائی کر رہی تھی۔

انہوں نے لان میں ڈیرا ڈالا ہوا تھا۔

Classic Urdu Material

اچانک کافی شور ابھرا تھا۔ باہر کا گیٹ کھلا تھا اور پھر اندر کافی سارے لڑکے آئیے تھے۔

حانم کا رنگ تو لڑکوں کو دیکھ کر پھیکا پڑا تھا۔ مہرو نے اسے کہا تھا کہ وہاں کوئی می لڑکا نہیں ہوگا۔ اور اب---

حانم نے ایک شکایتی نظر مہرو پر ڈالی جو نظریں چراغئی می تھیں۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ مہرو نے حانم سے جھوٹ بولتا تھا اور دھوکا دیا تھا۔

حانم اپنا ڈوپٹہ سر پر ڈالنے ہوئیے اندر کی جانب بڑھ گئی می تھیں۔

حانم کا دل دکھا تھا اسے مہرو سے اس درجہ بے وقوفی کی امید نہیں تھیں۔

وہ اچھے سے جانتی تھی جس فنکشن میں لڑکے ہوتے ہوئے تھے وہاں حانم کو ان کمفریبل محسوس ہوتا تھا۔

وہ سیدھا اقصی کے کمرے میں آئی می تھیں۔ اس نے سب سے پہلے گھر فون کیا تھا۔

Classic Urdu Material

"امی رحیم انکل کو مجھے لینے بھیج دیں ماہم کو ایڈریس پتا ہے۔"

"میں نے اسے پندرہ منٹ پہلے ہی بھیج دیا تھا۔ میرا اپنا دل بیٹھا جا رہا تھا۔"

حائزہ نے سکون کا سانس لیا تھا۔

بالوں کو اچھے طریقے سے باندھنے کے بعد اب وہ اپنے ڈوپٹے سے حجاب کرنے میں مصروف تھی۔

جب اسے یقین ہو گیا کہ اب ڈوپٹہ نہیں لئنے والا اس نے اپنا کوٹ اٹھا کر پہنا تھا۔ جو یہاں آنے کے بعد اتار دیا تھا۔

جیسے ہی وہ دروازے کی طرف بڑھی دروازے میں کھڑے انسان کو دیکھ کر دھک سے رہ گئی تھی۔

Classic Urdu Material

آرجے دروازے میں کھڑا بتیسی نکالے اسے دیکھ رہا تھا۔

حانم کا اسے اپنے سامنے دیکھ کر سر چکرا گیا تھا۔ اسکے فرشتوں نے بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ
یہاں آئیے گا۔

وہ خود پر قابو پاتے ہوئیے آگے بڑھی تھی۔

"راسٹہ دو--"

حانم نے لجے کو سخت بنانے کی کوشش کی تھی۔ البتہ اسکا نازک سادل کانپ رہا تھا۔

"اگر نہیں دیا تو--؟؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

یہ پہلی مرتبہ تھا جو وہ دونوں اس طرح ذاتی طور پر آمنے سامنے آئیے تھے۔ نہیں تو اکثر سمینار روم میں ہی ملتے تھے۔

"یہ تمہارے باپ کا گھر نہیں ہے سمجھ آئی۔ شرافت سے راستہ چھوڑو میرا۔"

اسکی بات پر آجھے کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"شرافت نام کی چیز مجھے چھو کر نہیں گزی۔" میں بس یہاں پر کچھ چیک کرنے آیا تھا۔

وہ پراسرار سے لجے میں کتنا اسکی طرف بڑھا تھا۔

حانم ایک دم اچھلی تھی لیکن وہ اپنی جگہ سے نہیں ملی تھی۔

میں نے سنا ہے مس ام حانم۔"

وہ اسکی طرف جھک کر بہکہ بہکہ ساکھہ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

اس سے پہلے وہ اپنی بات پوری کرتا حانم کا ہاتھ اٹھا تھا۔ اور آرجے دنگ رہ گیا تھا۔

"اپنی بکواس بند رکھو، تم ہو ہی گھٹیا۔"

وہ اسکے منہ پر تمہیر مارنے کے بعد اب وہاں سے بھاگ گئی تھی۔

میں نے سنا ہے کہ مس ام حانم باقی لڑکیوں سے بہت الگ ہے، وہ دوسروں کی طرح آرجے کی خوش آمد نہیں کرتی، میں نے سنا ہے وہ واحد لڑکی ہے جو آرجے کو دل سے ناپسند کرتی ہے۔

!"اور میں نے بالکل ٹھیک سنا ہے مس ام حانم۔۔۔ تم واقعی الگ ہو۔۔۔"

وہ قہقهہ لگا کر ہنسا تھا۔ اسکی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔

اسے یہاں آنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی وہ یہاں جس کام کیلیتے آیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔

وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھے اسے سہلا رہا تھا۔ الدبتہ ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

Classic Urdu Material

زندگی میں ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ کسی نے آرجے پر ہاتھ اٹھایا تھا اور بدلتے میں اسے غصہ نہیں آیا تھا بلکہ وہ مسکرا رہا تھا۔

سلفائیٹ

از قلم نور راجپوت

لاسٹ پارٹ

"مبارک ہو۔۔۔ تم نے لپنا خواب پورا کر دکھایا آر جے۔۔۔ تم نے جیتے جی ام حانم کو جسم میں
دھکیل دیا ہے۔۔۔

تم نے اسے آگ کے اس دریا میں پھینکا ہے جس میں نا صرف اسک جسم بلکہ روح بھی ججلس
گئی می ہوگی !!!
مکی کی بات سن کر ایک پل کو آر جے کا دل رکا تھا۔
وہ دنگ رہ گیا تھا۔

"آخر تم نے اسے اتنا سر پر سوار کیوں کر لیا ہے لکھی۔۔۔ کچھ غلط نہیں کیا میں نے اسکے
ساتھ "

آر جے کرڑھ کر بولا تھا۔

Classic Urdu Material

"ضروری نہیں کہ جسمانی اذیت ہی غلطی کے زمرے میں آتی ہو۔۔ ذہنی اور روحانی اذیت انسان کی دھیاں بکھیر دیتی ہے یہ تم نہیں سمجھو گے ____" ملکی اسکا اشارہ سمجھ چکا تھا۔

"بس کرجاؤ ملکی مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ تمہیں ہو کیا گیا ہے--؟؟" آرجے کو اسکی باتوں سے کوفت ہو رہی تھی۔

"یہ میں خود نہیں جانتا بس ڈرگ رہا ہے بہت۔۔ اس سے بات کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی، میں معافی مانگنا چاہتا ہوں ام حنم سے ____" ملکی نے جواب دیا تھا۔ وہ بہت بے بس نظر آ رہا تھا۔

"معافی۔۔ حد ہے ملکی، کس بات کی معافی--؟؟"

"اسکے ساتھ جو کچھ ہوا میں اسکا ذمدار ہوں اس بات کی معافی ____!!"

"یہ بتاؤ کہ واپس کب آرہے ہو۔۔؟؟" آرجے نے بات بدلتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کچھی نہیں ____" ملکی نے جواب دیا تھا۔

"کیا مطلب کبھی نہیں--؟؟"

آرجے حیران ہوا۔

"میں نے مائی گریشن کروالی ہے اب میں لاہور کبھی نہیں آؤں گا___!"
ملکی کا لمحہ حتمیہ تھا۔ اس سے پہلے کہ آرجے کچھ کہتا وہ فون بند کر چکا تھا۔
اور آرجے حیران پریشان سافون کو دیکھ کر رہ گیا تھا۔

وہ اپنے کپڑے بیگ میں رکھ رہی تھی۔ چہرے پر سنجیدگی چھائی تھی۔

اس ایک مہینے میں وہ سر سا پیر بدل گئی تھی۔

آنکھوں کے نیچے سیاہ ہلکے پڑھنا شروع ہو گئی تھے۔

اچانک دروازہ کھلنے کی آواز پر حانم نے مرد کر دیکھا تھا۔

"آجائیں امی--"

حانم نے آنکھوں میں آئیے آنسوؤں کو پیتے ہوئے کہا تھا۔

"مت جاؤ ہانی۔۔۔ مت جاؤ___"

آسیہ بیگم اسکے اتنی دور جانے پر بہت دکھی تھیں۔

وہ نہیں چاہتی تھیں کہ حانم انہیں چھوڑ کر جائے۔

اپنی ماں کی التجا پر حانم کا دل پھٹنے کو آیا تھا۔ وہ خود اپنی ماں سے دور نہیں رہ سکتی تھی۔ لیکن وہ جانتی تھی کہ آج نہیں تو کل اسکی ملکی کے ساتھ تعلق کی بات گھر والوں تک پہنچ جانی تھی، اور پھر اسکی ماں نے نفرت کرنی تھی اس سے یہ چیز اندر اندر حانم کو کھارہی تھی۔ وہ اپنی ماں کی نفرت برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اسے ہر وقت خوف لاحق رہتا تھا جیسے ابھی آرجے قہقے لگاتا ہوا آئیے گا اور سب کو بتا دے گا۔۔۔ پھر سب ختم ہو جائے گا

اسی لیئے وہ یہاں سے دور جانا چاہتی تھی تاکہ جب سب کو اس بات کا علم ہو، وہ دور ہو اور کسی کی نفرت اور حقارت نا دیکھ سکے۔

"میں جلد واپس آؤں گی امی۔۔"

حانم نے اپنی ماں کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا تھا۔

"میرا دل نہیں مانتا تمہیں اتنی دور پیچھے کو" آسیہ بیگم کی آواز رندھ گئی تھی۔

"امی"

حانم کہتی آسیہ بیگم کے گلے لگ گئی تھی۔ وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی لیکن وہ مضبوط بھی نہیں رہ سکی تھی۔

وہ جی بھر کر روئی ہی تھی۔ وہ آسیہ بیگم سے ایسے لپٹ رہی تھی جیسے خدا نخواستہ پھر کبھی نہیں

لوٹے گی۔

"جلد ہی ہانی بیٹی تمہارے پاس پہنچ جائیے گی مجھے امید ہے تم اسکا خیال رکھو گی ماہی_!!" حمدان انکل فون پر ماہی کو ہانی کے متعلق سمجھا رہے تھے۔ وہ خود سچ نہیں جانتے تھے۔ ڈاکٹر ز نے بھی انہیں منع کیا تھا کہ کوئی بھی حانم سے اس حادثے کے بارے میں ناپوچھے۔

انکا کہنا تھا بار بار ہانی کو اس واقعہ کی یاد دلانا خطرناک ہو سکتا ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ حانم خود ہی سب کچھ بتائیے۔ لیکن شاید حانم اسکے لیتے کبھی تیار نہیں ہوتی۔

ماہین اور حانم نے براہ راست ایک دوسرے کو ابھی تک نہیں دیکھا تھا۔ البتہ تصویریں دیکھ رکھی تھیں اور نہ کبھی دونوں کی بات ہوئی تھی۔ "جی بابا--"

ماہی کو زیادہ فرق نہیں پڑ رہا تھا اسکے آنے سے۔

"وہ ذہنی طور پر بہت پریشان ہے۔۔ پہلے اسے کچھ وقت دینا۔۔ اور پھر اسکے قریب ہونے کی کوشش کرنا، ہانی بہت اچھی اور صاف دل کی لڑکی ہے ان شاء اللہ تمہاری اس سے جلد دوستی ہو جائے گی_!!"

"جی--"

وہ حانم کی تعریف اپنے باپ کے منہ سے سن کر بس اتنا ہی کہہ پائی ہی تھی۔

وہ حانم کو نہیں جانتی تھی۔ آج وہ اسکے پاس آ رہی تھی۔

ماہی کے عجیب سے احساسات تھے۔ آسیہ بیگم سے اسکی اچھی خاصی بے تکلفی ہو گئی تھی۔

لیکن حانم سے تو کچھی بات بھی نہیں ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے پھر اپنا خیال رکھنا اور مجھے امید ہے تم حانم کو جلد اپنے ساتھ واپس لاؤ گی وہ بھی پہنچتے مسکراتے !"

وہ پر عزم سے کہہ رہے تھے۔ ماہی بس سر ہلا کر رہ گئی تھی۔

وہ پورے مہینے کے بعد گھر سے باہر نکلی تھی۔

بہت روئی ہی تھی وہ ماہم، جواد اور آسیہ بیگم سے ملتے ہوئے۔

لیکن اسے جانا ہی تھا۔

اسکی حالت کو دیکھتے ہوئے حمدان انگل نے اپنے تمام تراختیارات کو استعمال کرتے

ہوئیے ایک مہینے کے اندر اسکے پیرس جانے کا انتظام کیا تھا۔

"میں آپ لوگوں سے روزانہ بات کیا کروں گی___!!

یہ حanim کے جاتے ہوئے آخری الفاظ تھے۔

آسیہ بیگم نے اسے بہت سی دعاؤں کے سائیے میں رخصت کیا تھا۔ انہیں محسوس ہو رہا تھا جیسے انکی بیٹی کی رخصتی ہو گئی ہو۔

گیٹ سے نکلنے کے بعد وہ بہت تیزی سے گاڑی میں بیٹھی تھی۔ اس نے آرجے کے گھر کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔

اس شخص کی وجہ سے آج ام حanim کو اپنا گھر، اپنا ملک اور اپنی ماں کو چھوڑ میلوں دور جانا پڑھ گیا تھا___

جیسے جیسے گاڑی ای ای رپورٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ حanim کا دل تڑپ رہا تھا۔ یہ تو طے تھا کہ اسکے ایک ایک آنسو اور اسکی تڑپ کی قیمت آرجے کو چکانی تھی۔ لیکن کب یہ صرف قدرت کو پتا تھا___!!

پیرس جانا اسکا خواب تو نہیں تھا لیکن اکثر جو ہم نے نہ سوچا ہو وہی ہو جاتا ہے۔ وہ پیرس کی سر زمین پر قدم رکھ چکی تھی۔

بھیگی پلکوں اور اداس دل کے ساتھ___

اگر وہ اس حادثے سے پہلے یہاں آتی تو یقیناً جھومنتی کیونکہ یہاں پر ڈنڈ لیند تھا۔۔۔

اسکے خوابوں کی دنیا

وہ دنیا جسے وہ دیکھنا چاہتی تھی، پریوں کا دیسی
اسکی چھوٹی چھوٹی خواہشات تھیں جنہیں آرجے کے لفظوں نے ختم کر دیا تھا۔ اب تو مسکرانے
کو دل ہی نہیں کرتا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی می ایؤی رپورٹ سے باہر آئی تھی۔

چادر سے خود کو لپیٹا ہوا تھا۔ وہ ماڈن لوگوں کے درمیان عجیب سی لگ رہی تھی سب سے
الگ

اب اسے ماہی کو ڈھونڈنا تھا،
حمدان انکل نے اسے نیا موبائل لے کر دیا تھا جسکو اس نے چھونے کی بھی ہمت نہیں کی
تھی۔

اسے لگتا تھا یہ موبائل اسکی بربادی کا ذمہ دار تھا۔ اور وہ اپنی اس سوچ میں ٹھیک بھی تھی۔

”ہاں میں ایؤی رپورٹ پر اپنے دوست کو لینے آیا ہوں۔ جی بی جان میں بالکل ٹھیک
ہوں“!!

وہ لگن سافون ہر کہتا آگے بڑھ رہا تھا۔

"جی میں کوشش کروں گا کہ ان چھٹپیوں میں پاکستان آسکوں--"
حشام بی جان سے بات کر رہا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

کیا اسے کسی نے بتایا نہیں تھا کہ پیرس میں اتنی خوبصورتی سے مسکرا�ا نہیں کرتے یہاں
پر موجود لوگ ایسی جادوئی می مسکراہست پر دل بھی ہار سکتے ہیں جماں ماہی ہار گئی می
تھی !!

ایک تیز ہوا کا جھونکا حشام کے وجہ پر چھٹے سے ٹکرایا تھا۔ وہ جھٹک کر رکا تھا۔ اور پھر گردن
موز کر پاس سے گزنتی اس لڑکی کو دیکھا تھا جو چادر میں لپٹی تھی۔
اسے کچھ محسوس ہوا تھا۔ وہ جو سال پہلے ہوا تھا جب ام حانم اس سے ملی تھی۔
hasham کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ اسے اس لڑکی پر ام حانم کا گمان ہوا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ اسکے پیچھے جاتا اسے مارکیٹ والا واقعہ یاد آگیا تھا جب ام حانم کے دھوکے
میں وہ ماہی سے جاملا تھا۔

"یہ ام حانم نہیں ہو سکتی۔۔ وہ یہاں کیسے ۔۔؟؟"
خود کو سمجھاتا وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

ایلا اور ماہی حانم کو ایڈی رپورٹ سے گھر لے آئی تھیں۔
وہ خاموش تھی۔ ایلا بار بار اس سے سوال کر رہی تھی۔ وہ بس جواب دے رہی تھی۔

"ہانی تم فریش ہو جاؤ تھک گئی می ہوگی ناتب تک میں کھانا لگواتی ہوں۔"

ماہی نے اسے مشورہ دیا تھا۔

اسے لگا تھا کہ حانم کافی چالاک ہوگی، لیکن وہ جتنی تصویروں میں معصوم نظر آتی تھی حقیقت میں بھی اتنی ہی تھی۔

"ٹھیک ہے"

وہ اثبات میں سرہلاتی اٹھ گئی تھی۔
ملازمہ اسکا سامان اٹھا کر کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی اور پیچھے پیچھے وہ بھی۔

"ماہی تمہاری کرن تھوڑی عجیب ہے نا۔" ایلا نے اسکے جانے کے بعد پوچھا تھا۔
ماہی نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"تمہارے ڈیڈ کی کرن کی بیٹی تمہاری بھی سیکنڈ کرن ہوئی می نا!!

اسکے گھورنے پر ایلا نے کندھے اچکا کر کما۔

"خیر اب یہ میرے پاس آگئی ہی ہے تو ٹھیک ہو جائیے گی--!!
ایلا نے دانت نکالے تھے۔

ماہی کچھ سوچتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔

کھانا خاموشی سے کھایا گیا تھا۔ کھانے کے بعد حانم اپنے کمرے میں آگئی تھی۔ رات ہو گئی تھی اور وہ کافی تھک گئی تھی۔

بالوں کو باندھنے کی غرض سے وہ اٹھی تھی۔

کمرے میں موجود فرنیچر کافی قیمتی تھی۔

کسی چیز نے بھی اسے اپنی طرف متوجہ نہیں کیا تھا۔

وہ جہاز سائی ز آئی یعنے کے سامنے کھڑی تھی۔ سہری بالوں کی آبشار کمر پر بکھری پڑی تھی۔

بالوں کو دیکھتے ہوئے اسکا ذہن بھٹکا تھا۔ ایک فلم سی اسکے سامنے چلنے لگی تھی۔

"اماں میں سوچ رہی ہوں کہ بال کٹوا لوں ____"

حانم نے اپنے بالوں کا نیچے سے معائی نہ کرتے ہوئے آسیہ بیگم کو اپنی سوچ سے آگاہ کیا تھا۔

"ہرگز نہیں--"
آسیہ بیگم نے غصے سے منع کیا۔

"لیکن کیوں--؟ دیکھیں نا خراب ہو رہے ہیں____!"
حانم روپا نسی ہوئی۔

"تمہیں نانی اماں کہا کرتی تھیں کہ لمبے بال نیک لڑکیوں کی نشانی ہوتے ہیں____"

"ہائی____"
آسیہ بیگم کی بات پر حانم نے گھوم کر انہوں دیکھا تھا۔ اسکی آنکھیں اپنی ماں کی عجیب منطق پر حیرانی سی پھیلی تھیں۔

"لمبے باولوں کا نیک ہونے سے کیا تعلق اماں____!"
وہ حیران پریشان سی پوچھ رہی تھی۔

"قیامت کے دن لمبے بال عورت کا پردہ بننیں گے، اور میری بات کان کھول کر سن لو ہانی۔ اگر تم نے دوبارہ بال کٹوانے کا نام لیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا____!"
وہ اسے دھمکی اور حکم دونوں سنا تھیں کچھ میں جا چکی تھیں جبکہ حانم حیرت سے انہیں جاتا دیکھ رہی تھی۔

آئی بنے میں دھواں سا اٹھنے لگا تھا، اسکا گھر، آسیہ بیگم اور وہ-- دور کہیں فضا میں تخلیل ہونا

شروع ہوئیے تھے۔

حanim کی آنکھیں نم ہوئی می تھیں۔

"نیک اور شریف تو دیکھو _____ !!!"

منظرا بدلا تھا۔ آرجے سامنے آئی یعنے میں کھڑا جنّاتی قبھے لگا رہا تھا۔

حanim کے چہرے کارنگ بدلا تھا۔ تالی بجا تا ہنستا وہ اسکا مذاق اڑا رہا تھا۔

اسکے قبھے حanim کو پاگل کر رہے تھے۔

"نیک نہیں بدکردار ہو تم _____ !!!"

وہ شعلے الگتی آنکھوں کے ساتھ اسے گھور رہا تھا۔

"نہیں --- کچھ نہیں کیا میں نے _____"

وہ ہزیانی انداز میں چلائی می تھی۔

وہ ہنسے جا رہا تھا۔ حanim کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔

"چپ کر جاؤ _____"

وہ چیخنی تھی اور سنگار کی میز سے پرفیوم کی ایک بوتل اٹھا کر پوری قوت سے آئی یعنے میں دے ماری تھی۔

اپنی طرف سے اس نے آرجے کو مارا تھا۔ اسے خاموش کروایا تھا۔

چھن کی آواز کے ساتھ کانچ بکھرا تھا۔ وہ کہیں غائی ب ہو گیا تھا۔
حanim کی ہمت جواب دے گئی تھی۔ وہ وہیں نیچے بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر روڈی تھی۔

وہ آرجے کے آسیب سے بچنے کیلئے بہت دور آگئی تھی لیکن شاید ہو بھول گئی تھی
کہ آسیب تو سات سمندر پار تک پہنچا کرتا تھا۔

کافی دیر رونے کے بعد وہ اٹھی تھی اور پھر کراہ کر بیٹھ گئی تھی۔
ٹوٹے ہوئے کانچ کا ٹکڑا اسکے پاؤں میں چھپ گیا تھا۔
درد کی ایک لہ اسکے پورے جسم میں پھیل گئی تھی۔

"امی--"

حanim نے بے اختیار کی آسیہ بیگم کو آواز دی تھی لیکن پھر یاد آنے پر کہ وہ کوسوں دور تھیں
اسکا دل مزید ترپا تھا۔

مشکل سے کانچ کا ٹکڑا پاؤں سے نکالنے کے بعد وہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اسکے پاؤں سے خون نکل
رہا تھا لیکن اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔

اس نے کمرے میں نظریں دوڑائی تھیں اور پھر اسے میز پر لشو کا ڈبار کھانظر آ گیا تھا۔ وہ لنگڑا
کر چلتی میز تک پہنچی تھی اور پھر کافی سارے لشونکاں کر زخم پر رکھے تھے۔

آہستہ آہستہ خون رسانا بند ہوا تھا۔

وہ لیٹ گئی تھی۔ لیکن اسکی سسکیاں بند نہیں ہوئی تھیں۔

اسے سب یاد آرہے تھے۔ اور خاص طور پر آرجے کی باتیں جو کبھی اسکے ذہن سے نہیں نکلتی تھیں۔

میں چاہتی ہوں

میں تمہیں بتاؤں

کہ مجھے درد ہوتا ہے

اتنا درد کہ دل کرتا ہے

اپنی کن پٹیوں پہ انگلیاں رکھ کر

اتنی زور سے دباؤں کہ وہاں سے خون کا اخراج ہو

شايد اس خون میں وہ تمام باتیں

وہ تمام سوچیں بھی بہس جائیں

جو میرے ذہن کو اذیت کے لشتر چھوڑی ہیں...!

میں چاہتی ہوں

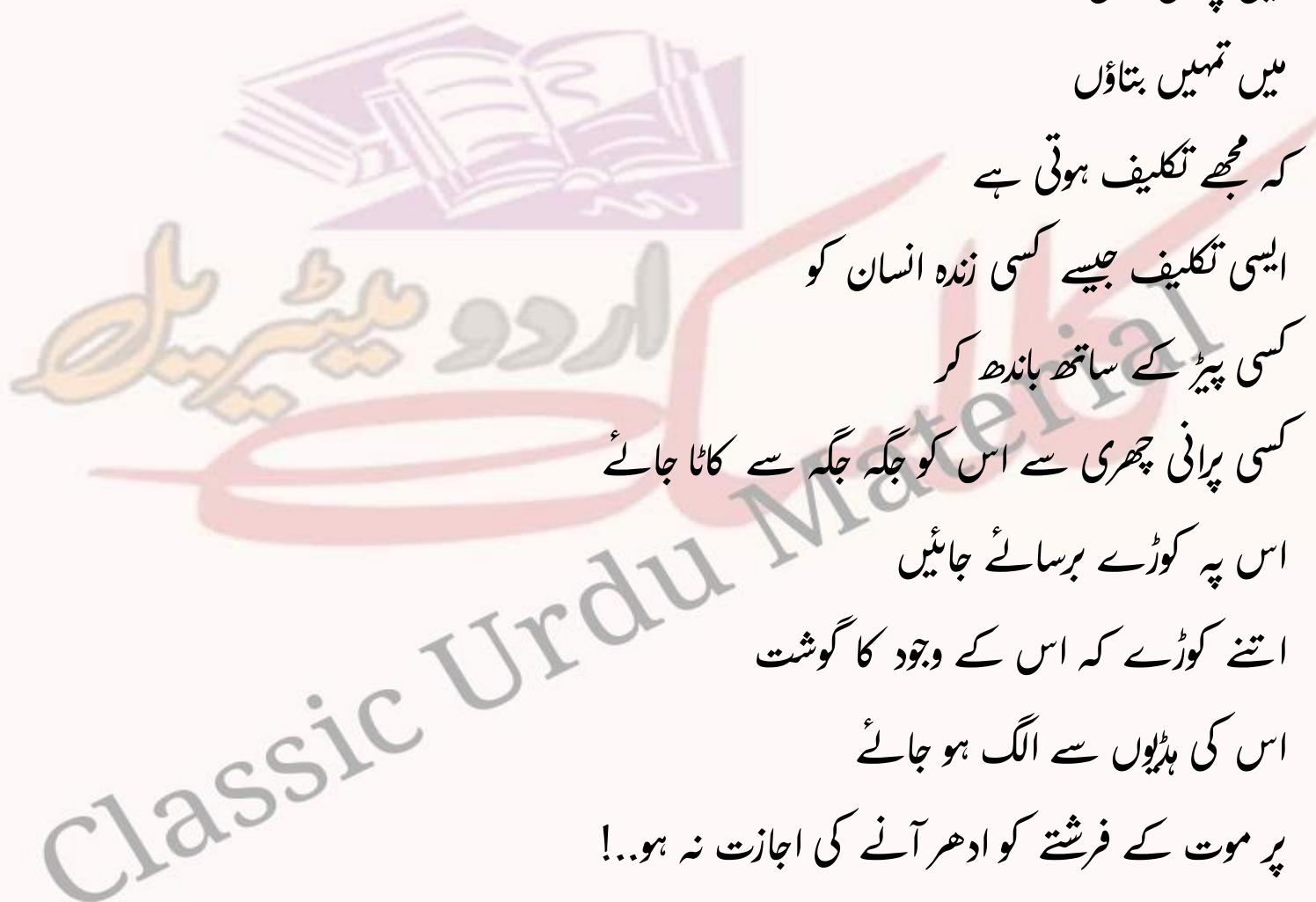
میں تمہیں بتاؤں

کہ مجھے درد ہوتا ہے

اتنا درد کہ جیسے کوئی میرا دل کسی پتھر پہ رکھ کر

کسی ہتھوڑی سے اس میں کیل گھاڑتا ہے

اور بس ایک کیل سے بس نہیں کرتا
 بلکہ بار بار وہ اس عمل کو دھراتا ہے
 گھاڑتا ہے ، نکالتا ہے
 گھاڑتا ہے ، نکالتا ہے پر موت نہیں آنے دیتا..!



میں چاہتی ہوں
میں تمہیں بتاؤں
کہ مجھے تکلیف ہوتی ہے
ایسی تکلیف جیسے کسی زندہ انسان کو
کسی پیر کے ساتھ باندھ کر
کسی پرانی چھری سے اس کو جگہ جگہ سے کٹا جائے
اس پہ کوڑے برسائے جائیں
اتنے کوڑے کہ اس کے وجود کا گوشہ
اس کی ہڈیوں سے الگ ہو جائے
پر موت کے فرشتے کو ادھر آنے کی اجازت نہ ہو..!

میں چاہتی ہوں
میں تمہیں بتاؤں

کہ کاش کوئی لفظ

میری اذیت کے معیار پہ پورا اترے

تو میں تمہیں بتاؤں

کہ درد اور تکلیف اس اذیت سے

بہت چھوٹے لفظ ہیں

جو میں محسوس کرتی ہوں..!

درد میں ڈوبی رات آہستہ آہستہ بیت رہی تھی اور سکیوں کی آواز بڑھتی جا رہی تھی۔

صح چار بجے کا وقت تھا۔ آر جے نیند سے بوجھل آنکھیں لینے سونے کمبلیتے لیٹا تھا۔ اسے چار سے

پانچ بجے کے درمیان نیند آتی تھی۔ ابھی اسے سوئیے کچھ ہی دیر گزی تھی جب وہ عجیب

سے احساسات کے تحت ہڑپڑا کر اٹھ بیٹھا تھا۔

اسے کسی لڑکی کے رو نے کی آواز آرہی تھی۔

سائی یڈ لیمپ آن کر کے اسنے پورے کمرے میں نظر دوڑائی تھی لیکن اسے کہیں کچھ نظر
نمیں آیا تھا۔

وہ اسے وپنا وہم سمجھ کر سر جھٹک کر پورا سونے کمبلیتے لیٹ گیا تھا۔ لیکن جیسے ہی اس نے

آنکھیں بند کی سسکنے کی آواز سنائی صاف سنائی دی تھی۔
وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا تھا۔

”کون ہے--؟؟“

آرجے نے پوچھا تھا لیکن کوئی می جواب نہیں آیا تھا۔ آواز ہنوز آرہی تھی۔
وہ بستر سے نیچے اتر آیا تھا۔ کمرے کی کھڑکیوں کو کھولنے کے بعد اس نے ہر طرف نظر
دوڑائی می تھی۔

کہیں کس لڑکی کا نام و نشان نہیں تھا۔ لیکن آواز آرہی تھی۔

”یہ میرا وہم نہیں ہو سکتا۔!!“
وہ بڑھ رہا تھا۔

اب وہ کمرے کا دروازہ کھول کر نیچے لاٹونج میں آیا تھا۔ غلام دین، ملازم، صوفہ پر سکون سے
سویا پڑا تھا۔

سسکیوں کی آواز وققے وققے ابھر رہی تھی۔ آرجے کا دماغ گھوما تھا۔ اسے شک ہو رہا تھا جیسے گھر
می کوئی می لڑکی موجود تھی۔

وہ پا گلوں کی طرح ایک ایک کمرہ دیکھ رہا تھا لیکن لڑکی ہوتی تو ملتی نا۔۔
اب تو مکی بھی بیہاں نہیں تھا۔

تمھک ہار کر وہ لپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔ نیند اسے سونے کا کہہ رہی تھی۔ اور سسکیاں اسکی

نیند کی دشمن بنی ہوئی می تھیں۔

دن چڑھے تک وہ لاؤنج کے صوفے پر بیٹھا رہا تھا۔ جیسے ہی سونے کیلیئے آنکھیں بند کرتا تھا
سکیوں کی آواز ابھرنے لگتی تھی۔

سورج کی سنری روشنی نے رات کی سیاہی کو کاٹا تو سورج کی شعائی میں لاؤنج میں موجود کھڑکیوں
سے چھن چھن کر اندر آ رہی تھیں۔

آرجے کو سر میں شدید درد محسوس ہو رہا تھا۔

غلام دین کب کا نماز کیلیئے اٹھ کر جا چکا تھا لیکن اس نے آرجے سے وہاں بیٹھنے کی وجہ
نمیں پوچھی تھی۔

چڑیوں کے چھپانے کی آوازیں ہر طرف پھیل گئی می تھیں۔

تھک ہار کر وہ صوفے پر لیٹ گیا تھا، وقت کو اس پر ترس آیا تھا اور پھر ناجانے کب اسکی آنکھ
لگ گئی می تھی۔

”اوہ میرے خدا یہ کیا ہوا ____ ؟؟“

ملازمہ ناشتے کیلیئے حانم کو اٹھانے آئی تھی اور پھر اسکے زخمی پاؤں کو دیکھ کر گھبرا
گئی می تھی۔

یہ پچاس سالہ لوسی تھی۔ جو ہر وقت سیاہ رنگ کے گاؤں میں ملبوس رہتی تھی۔

Classic Urdu Material

ماہی اور ایلا اسے لوسی ماں بلا تی تھیں۔ لوسی ماں نے ایلا کو پالا تھا۔ اور اسے بھی وہ دونوں بہت عزیز تھیں۔

گھر کی صفائی سترہائی کا خیال لوسی ماں ہی رکھتی تھی۔
الدبتہ کھانا بنانے کیلئے حلیمہ تھی۔

"یہ کیا ہوا بچے ____؟؟"
وہ حانم کی طرف بڑھی تھی۔

حانم کی رات ناجانے کب آنکھ لگی تھی۔ نا ازان کی آواز، نا الارم کی آواز آئی می تھی۔ اور نا کسی نے اسے اٹھایا تھا۔

وہ سوئی می رہی تھی۔

لوسی ماں نے آگے بڑھ کر اسکے زخمی پاؤں سے ٹشو کو اتارا تھا کوچپکا ہوا تھا۔ بیدڑ کی چادر جماں اسکا پاؤں رکھا ہوا تھا وہاں سے سرخ ہو چکی تھی۔
سوتے وقت شاید اسکا خون بہتا رہا تھا۔

"سی--"

درد کے باعث حانم کی آنکھ کھلی تھی۔

"یہ کانچ کیسے ٹوٹا۔۔۔؟ ہم کو بلا یا لیا ہوتا ہم خود ہی اسکو صاف کر دیتا ____!!"
وہ حانم کو جاگتے ہوئی سے دیکھ کر کہہ رہی تھی۔

لُشو اتارنے کے بعد لوسی ماں کی نظریں اب کچھ ڈھونڈ رہی تھیں۔

کچھ یاد آنے پر وہ کمرے میں رکھے بڑے سے میز کی نیچے والے درواز کی طرف بڑھی۔

فرست ایڈ باکس نکال کر وہ دوبارہ حانم کے پاس آئی تھی۔

حانم چکراتے سر کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی جو کافی پریشان نظر آ رہی تھی۔

رونے کے باعث حانم کی آنکھیں سو جھن کا شکار تھیں۔

سپرٹ سے زخم صاف کرنے کے بعد لوسی ماں نے اسکے پاؤں پر پٹی باندھی تھی۔

"طبیعت ٹھیک ہے تمہارا ___ !!!"

پٹی کرنے کے بعد اب وہ حانم کی سرخ آنکھوں کی طرف دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔

حانم کو بے اختیار ہی آسیہ بیگم یاد آئی تھی۔ اسکی آنکھیں خم ہونا شروع ہوئیں۔

"روتا کیوں ہے نیچے -- کوئی مسائی لہ ہے تو ہم کو بتاؤ--؟؟؟"

وہ پیار سے پوچھ رہی تھی۔

"میرا سر بہت درد کر رہا ہے ___ !!"

حانم بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

"ہم میڈیسن اور چائے لے کر آتا ہے۔ رونا نہیں، تم ٹھیک ہو جائیے گا ___ !!"

لوسی ماں خوشی سے کہتی باہر چلی گئی تھی۔

جبکہ حانم اپنے سر کو تھامتے ہوئیے دوبارہ لیٹ گئی تھی۔

ڈیپارٹمنٹ میں کوئی فناش تھا۔ اسے روشنیوں سے سجا�ا گیا تھا۔

آرجے کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف اٹھتے قدم رکے تھے۔

اسے روشنیاں دیکھ کر کیفے کے پاس درختوں کے نیچے، خفگی سے گھورتی ہوئی، حانم کھڑی نظر آئی تھی۔

یہی جگہ تھی جہاں اس نے حانم کو چڑانے کیلئے اسکے لیئے گانا گایا تھا۔

"میں جو جی رہا ہوں

وجہ تم ہو _____ !!

اسے اپنے الفاظ یاد آگئیے تھے۔

وہ تو جی رہا تھا۔ اور جو وجہ بنی تھی اسے ختم کر دیا تھا آرجے نے۔۔

وہ سر جھٹک کر ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھا تھا۔ جیسے ہی وہ ڈیپارٹمنٹ کے اندر داخل ہوا تھا سامنے گراونڈ میں لکڑی کے بینچ پر اسے وہ بیٹھی نظر آئی تھی۔

وہ شام جب اس نے حانم سے مسکرا کر بات کی تھی۔

وہ آسمان کو تکتی ہوئی، جانے کس دنیا میں کھوئی ہوئی تھی، جب بخلی کی چمک میں اسکے چہرے پر کچھ چمکا تھا۔۔

ماضی اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔۔

اور یہی وہ جگہ تھی جہاں اس نے حانم کو ختم کیا تھا۔

"نفرت ہے مجھے تم سے ___!!"

وہ تصور میں اس سے مناطب ہوا تھا۔ اور پھر واپسی کیلئے قدم بڑھادیئیے تھے۔

ڈیپارٹمنٹ میں اب اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔

لکی جاچکا تھا، مرو بھی، دونوں کی مائی گریشن ہو گئی تھی۔ وہ بھی جاچکی تھی جسکے بارے میں وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

وہ جنت روڈ پر تیز تیز قدم بڑھا رہا تھا۔۔

انگلش ڈیپارٹمنٹ کے سامنے اسے وہ درختوں کے نیچے بنے فٹ پاتھ پر مرو کے ساتھ کسی بات پر ہنستی نظر آئی تھی۔
وہ ٹھٹک کر رکا تھا۔

وہ اسے کیوں نظر آئی تھی آرجے کو سمجھ نہیں آ رہا تھا،
وہ جھٹکے سے مردا تھا،

سامنے ڈلو جیکل میوزیم تھا، اب وہ مرو کے ساتھ میوزم کے باہر سیلفیاں لیتی نظر آئی تھی۔

آرجے کا سر چکرا گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھاما تھا۔

"نفرت ہے مجھے تم سے شدید نفرت، سنا تم نے ام حانم--- شدید نفرت کرتا ہوں تم سے"!!!

وہ چلایا تھا۔ سٹوڈنٹس نے رک کر اور پلٹ کرا سے دیکھا تھا۔
کچھ دیر بعد وہ اپنے حواسوں میں واپس لوٹا تھا۔

گھری سانس لیتا وہ حانم کو پیچھے چھوڑتا آگے بڑھ گیا تھا۔



ایک مہینہ ہو گیا تھا حانم کو پیرس آئیے۔ اس نے کبھی اپنے کمرے سے باہر دروازے تک کا فاصلہ طے نہیں کیا تھا۔

وہ گھر میں ہی گھوم لیتی تھی کبھی باہر جانے کی خواہش نہیں کی تھی۔
اسکا موبائل جو اسے حمدان انگل نے دیا تھا وہ بند پڑا تھا۔ اسے آن کرنے کی حانم میں ہمت نہیں تھی۔

لوسی ماں اسکا بہت خیال رکھتی تھی۔ گھر سے فون آتا تو وہ ماہی کے فون سے ہی بات کرتی تھی۔ اور اسی کے لیپ ٹاپ سے وہ اپنے پیاروں کی شکل دیکھ پاتی تھی۔
دن گزرتے جا رہے تھے لیکن حانم نے منہ نہیں کھولا تھا۔ اس نے کبھی بھولے سے بھی اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا تھا جو اسکی زندگی کا ناسور بن گیا تھا۔

وہ درد اور ڈھ کر سوچاتی تھی، ڈر اور خوف کے سائیے اسے جاگنے پر مجبور کر دیتے تھے۔
اسے مائی گرین نے آلیا تھا۔

ذرا سی تیز روشنی، شور اسے پاگل کر دیتا تھا۔ دل ہر وقت خراب رہنے لگا تھا، متلی ہوتی تھی، سر
چکراتا تھا۔

غرض کہ وہ اندر ہیروں کی دنیا میں چلی گئی تھی۔

ہر وقت اسکے کمرے میں اندر ہیرا رہنا شروع ہو گیا تھا۔ اسے نارمل ہونے کیلیئے پیرس بھیجا گیا تھا
لیکن وہ یہاں آکر مزید دنیا سے کٹ گئی تھی۔

آرجے نام کے آسیب نے اسے مکمل طور پر اپنے بس میں کر لیا تھا۔

"ہانی تم ٹھیک ہو؟"

وہ اپنے بازو کو آنکھوں پر رکھے لیئی تھی، اسکا مقصد روشنی سے خود کو بچانا تھا۔ کمرے میں پہلے
ہی اندر ہیرا تھا لیکن وہ جسمانی درد سے بچنا چاہتی تھی۔

دروازہ پر دستک ہوئی تھی۔ حانم چونک کر اٹھی تھی۔ اسے ماہی نے Space دی ہوئی می
تھی۔ وہ کبھی کبھی ہی اسکے پاس آتی تھی۔ ماہی چاہتی کہ وہ جلد از جلد نارمل ہو لیکن کوئی می
آثار نظر نہیں آرہے تھے۔

"جی ٹھیک ہوں!"

حانم نے اٹھتے ہوئے سے جواب دیا تھا۔

"کیا میں اندر آجائوں--؟"
ماہی پوچھ رہی تھی۔

"جی-- پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے آپ اندر آئیں۔!
وہ زبردستی مسکرائی می تھی۔

حanim نے ہاتھ بڑھا کر بیڈ کے ساتھ میز پر رکھا لیمپ آن کیا تھا۔ روشنی جیسے ہی کمرے میں پھیلی حanim نے آنکھیں بند کر کے خود کو روشنی کی اذیت سے بچانا چاہا تھا۔
ماہی اندر آئی تھی۔ اس نے حanim کی اس حرکت کو غور سے دیکھا تھا۔

اور پھر کھڑکیوں کی طرف بڑھ کر اس نے پردے پیچھے کیتے اور انہیں کھول دیا۔
حanim نے بے اختیار اپنے آنکھوں پر دایاں بازو رکھا تھا۔

"انہیں بند رہنے دو پلیز، تیز روشنی مجھے چھپتی ہے۔!!
حanim کے لجھے میں التجا تھی۔

"روشنی کب سے چھپنے لگی حanim-- یہ تو اندر ہیرے کو ختم کرتی ہے!!"
ماہی سنجیدہ لجھے میں کہہ رہی تھی۔

"سر میں درد ہو جاتا ہے!!"
حanim نے جواب بتایا۔

"وہ اس لیئے کہ تمہیں ایسا لگتا ہے، تم نے خود کو اندھیروں کی عادت ڈال لی ہے، تمہیں یہ عادت ختم کرنی چاہیئے___!"

"اندھیرا مجھے سکون پہنچاتا ہے"

"میرے بابا کہتے ہیں کہ اندھیرا انسان کو نکل جاتا ہے، انسان میں ساری ساری منفی سوچیں ادھیرے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔۔۔ تمہیں اس اندھیرے کی دنیا سے باہر نکل کر روشنی کا سامنا کرنا ہو گا___!"

آج ماہی اسے قائل کرنے آئی تھی۔ ناجانے کیوں حانم اس اپنی اپنی سی لگنے لگی تھی۔ وہ معصوم تھی، خاموشی کا ایک گھرہ پھرہ تھا اس پر!

"میں نہیں کرنا چاہتی کسی بھی چیز کا سامنا___!"
حانم نے بیزاری سے کہا تھا۔

"تم ام حانم ہی ہونا۔۔۔؟؟"

ماہی کے سوال پر حانم نے چونک کرا سے دیکھا تھا۔

"میں نے سنا تھا کہ ام حانم ایک باہمت لڑکی ہے، وہ کبھی کسی چیز سے نہیں ہاری، وہ ہمیشہ حالات کا مقابلہ کر کے انہیں ہرانے کی ہمت رکھتی ایک بہادر لڑکی ہے___!!"

ماہی کی بات پر حانم کا دل کٹ سا گیا تھا۔ وہ بہادر لڑکی ایک ابن آدم سے بری طرح ہار کر آئی تھی صرف اس وجہ سے کہ وہ بنت ہوا تھا۔

”غلط سنا ہے آپ نے، ام حانم ایک کمزور لڑکی ہے۔!!
حانم نے جواب دیا تھا۔

”ہم۔۔ ہوگی لازمی ہوگی، لیکن اب اسے بہادر بننا ہوگا۔۔ اگر ام حانم کو پیرس میں بزدی اور مردہ دلی کے ساتھ زندگی گزارنی ہے تو اسے واپس پاکستان چلے جانا چاہیئے۔۔
پیرس ایسے لوگوں کو خوشامد نہیں کرتا۔!!

پاکستان واپس جانے کے نام پر حانم نے لرز کر ماہی کو دیکھا تھا، اسکی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

”بالکل۔۔ تمہیں واپس جانا ہوگا، یہ اندر ہیروں کی زندگی تم وہاں بھی گزار سکتی ہو، فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے ہانی۔۔۔ تمہیں یہاں رہنا ہے یا واپس جانا ہے۔۔۔؟؟؟

اگر یہاں رہنا ہے تو دس منٹ میں تیار ہو جاؤ تمہارے موبائل اور سم رجسٹریشن کیلیئے جانا ہے اور اگر اس کام کیلیئے نہیں جانا چاہتی تو اپنا سامان پیک کرلو، تمہیں واپسی کاٹکٹ مل جائیے گا۔!!

وہ دو لوگ لمحے میں کہتی واپس جا چکلی تھی۔

Classic Urdu Material

جبکہ حانم پریشان سی اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔

ماہی جانتی تھی کہ وہ واپس نہیں جانا چاہتی، اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اسکی یہ دھمکی کارآمد ثابت ہوگی،

وہ اب مزید اسے یوں ابنا مل لوگوں کی طرح زندگی گزارتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

تجھے ہو نصیب گدا گری،

تیرا دست ء ناز دراز ہو

یہی بد دعا ہے کے فتنہ گر

تیرا حسن صحرا لباس ہو

رہے مرض غم میں تو مبتلا

نادوا ملے نادعا ملے

تجھے ہو قضا کی جو آرزو

تیری عمر اور دراز ہو

آرجے نے ہر اس جگہ پر جانا چھوڑ دیا تھا جہاں کبھی حانم گئی تھی۔

وہ اسے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اسکی زندگی سے سکون نام کی چیز کہیں غائب ہو گئی تھی وہ

رات کو سو نہیں پاتا تھا۔ سکیوں کا سلسلہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اسے دن میں نیند نہیں آتی تھی، اس نے نیند کی گولیاں کھا کر دن میں سونا شروع کر دیا تھا۔ وہ رات کو جیسے ہی آنکھیں بند کرتا تھا وہ آواز اسکی سماعت میں ہتھوڑوں کی طرح لگنا شروع ہو جاتی تھی۔ وہ ساری رات لاونچ میں بیٹھا رہتا تھا۔

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا تھا اور کیوں ہو رہا تھا، وہ ملتان چلا گیا تھا اور پھر واپس بھی آگیا تھا وہ سکیاں اسکا پیچھا نہیں چھوڑنے والی تھیں۔ لکھی کے بنا دوستوں کی محفلوں میں اسکا دل نہیں لگتا تھا، رفتہ رفتہ وہ اپنی سو شل زندگی سے کٹنے لگا تھا یہ وقت کا بہت بڑا انتقام تھا۔!

وہ ماہی اور ایلا کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی، جب سے وہ پیر آئی تھی آج پہلی بار گھر سے باہر نکلی تھی، ماہی کی دھمکی کام کر گئی تھی اب اسے لبوں پر ایک خوبصورت سی مسکراہست رینگ رہی تھی۔

حanim کے چہرے پر سنجیدہ چھائی می تھی۔ ایلا کچھ کہنے کیلئے پیچھے کی طرف مرڑی تھی اور پھر ایک دم چونک گئی تھی۔

حانم کے گاڑی کے شیشے کے پاس بیٹھی تھی۔ آدھے کھلے شیشے سے سورج کی روشنی اندر آری تھی

جو حانم کے چہرے کو چھو رہی تھی۔

"ہے یہ کیا تھا ____؟؟"

ایلانے پھٹی پھٹی آنکھوں سے حانم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ سورج کی شعاؤں میں حانم کے چہرے پر کچھ چمکا تھا۔

"کیا۔۔؟؟"

حانم نے کے چہرے پر ابھسن پھصلی تھی۔

"تماری Chin پر کچھ شائیں کیا تھا۔۔!!

"وہ پیدائی شی نشان ہے یعنی بر تھا مارک۔۔ جب میں پیدا ہوئی تھی یہ تب سے ایسے ہی ہے۔۔!!

حانم نے بتایا تھا۔

یہ ایک موٹی کے سائیز کا سفید رنگ کا دھبہ تھا جیسے سیاہ رنگ کا تل ہوتا ہے، لیکن یہ سفید تھا اور جب کبھی سورج کی روشنی اس پر براہ راست پڑتی تھی تو یہاں سے ایک چمک پیدا ہوتی تھی۔

Classic Urdu Material

"!!_Woww... it just amazing"

ایلا اب دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے زندگی میں پہلی بار کوئی می ایسا برتھ مارک دیکھا تھا۔

اسے ام حانم سب سے الگ لگی تھی، اداسیوں کی شہزادی،
جو شاید راستہ بھٹک کر پیرس آگئی می تھی !!

وہ تینوں شام کو واپس لوٹی تھیں۔

ماہی نے انہیں کھانا باہر کی کھلایا تھا۔ وہ حانم کو روشنی سے متعارف کرنا چاہتی جہنیں وہ بھول گئی می تھی،
ہر طرف رونق تھی جو شاید اسے متاثر کرنا چاہتی تھی، لیکن خاموشی اسکی روح میں اتر گئی می
تھی۔

"جب اداسیاں روح میں اتر جائیں
تو رونقیں متاثر نہیں کرتیں ____ !!"

الدبتہ باہر کی تازہ ہوا نے اسے ذہنی طور پر سکون پہنچایا تھا۔ وہ سیدھا اپنے کمرے میں آئی می
تھی۔

کپڑے بدلنے کے بعد وہ آئی یعنے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی،
یہ وہ حانم تو نہیں تھی جو کچھ مہ پہلے حسین ترین ہوتی جا رہی تھی،
یہ تو گھن زدہ، دیک کا کھایا ہوا مجسمہ لگتی تھی۔

وہ بلٹنے والی تھی جب وہ آئی یعنے میں ابھرا تھا۔ اس پر قہقہے لگاتا اسکا مذاق اڑاتا،
اسکے لمبے بالوں اور اسکی نیک نامی پر جملے کستا۔۔

حانم کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔۔

آنسو اسکی آنکھوں میں پھیلنے لگے تھے۔ اور پھر وہ پاگلوں کی طرح کمرے میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی،
آرجے کے قہقہے اسکا پچھہ نہیں چھوڑ رہے تھے۔

بالآخر اسے ایک دراز سے اپنی مطلوبہ چیز مل ہی گئی تھی۔

وہ کپنچی کو ہاتھ میں پکڑے آئی یعنے کے سامنے کھڑی تھی،
اسے اپنے اندر سے ہر وہ چیز ختم کرنی تھی جو اسکے مذاق کا سبب بنی تھی۔

کپنچی والا ہاتھ بڑھا کر اس نے اپنے لمبے بالوں کو بے دردی سے کاٹ ڈالا تھا۔

اس نے اپنے نیک ہونے کا ایک نشان مٹا ڈالا تھا۔۔ اب اسے رفتہ رفتہ ام حانم کو ختم کرنا
تھا_!

”کیا ہو گیا ہے آر جے تم اتنے چڑھڑے کیوں ہو گئیے ہو---؟“

حشام نے آر جے کو فون کیا تھا جو کب سے بچ رہا تھا لیکن وہ اٹھانے کی زحمت نہیں کر رہا تھا اور جب اٹھایا تو آواز میں واضح ناگواری تھی۔

”نہیں تو ایسی بات نہیں ہے۔“

حشام کی بات سے آر جے کو اپنی ناگواری کا احساس ہوا تھا۔

وہ تھک چکا تھا صرف کچھ ہی مہینوں میں ابھی تو اسے بہت لمبا سفر طے کرنا تھا۔ آر جے نے کو ڈھیلا چھوڑتے ہوئے سے گاڑی کی سیٹ سے پشت لکا دی۔ اسکی آنکھیں بند تھیں۔

”کیا بات ہے آر جے کافی دونوں سے دیکھ رہا ہوں تم کچھ عجیب سارویہ رکھے ہوئے ہو کوئی پریشانی ہے کیا____؟“

حشام کے لمحے میں فکر اور پریشانی واضح تھی۔

”سب ٹھیک ہے۔۔۔“

آر جے نے جانے خود کو تسلی دی تھی یا حشام کو یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

”میں کچھ دونوں تک پاکستان آ رہا ہوں____!“

"سچ-- جلدی آؤ پھر--"

آرجے کو اسکے آنے کی دلی خوشی ہوئی تھی۔ ایک وہ شخص تھا جو اسے بنا مطلب کے لئے لوٹ محبت کرتا تھا اور آرجے کو محبت کی ہی ضرورت تھی۔

رمضان گزر چکا تھا، دونوں عیدین بھی گزر چکی تھیں۔

وقت گزتا جا ریا تھا، وہ بھی بدل گئی تھی لیکن نہیں بدلا تھا تو صرف اسکا اندر نہیں بدلا تھا جس میں دکھ کے گھرے سائیے اپنے پنجے گاڑھے بیٹھے تھے۔

ستمبر کا مہینہ شروع ہو گیا تھا۔ پیرس میں ٹھنڈا بڑھنا شروع ہوئی تھی۔

وہ لاونچ میں ٹوی وی کے سامنے بیٹھی تھی، ہاتھ میں میگزین تھا۔ ٹوی چل رہا تھا البتہ اسکا دماغ نہ تو میگزین پڑھنے میں تھا اور نہ ٹوی پر چلتے پروگرام دیکھنے میں۔۔۔

کھلے بال کمر پر بکھرے تھے جنہیں وہ وقne وقne سے کٹوا لیتی تھی۔

کھاں بالوں کی آبشار تھی اور اب کھاں بال مشکل سے آدمی کمر تک آتے تھے۔

سیاہ رنگ کی جیز پر گھٹنؤں تک آتی شرٹ پہن رکھی تھی۔ ڈوبپٹہ گلے میں لٹکا ہوا تھا۔

وہ ام حانم تو کہیں سے بھی نہیں لگ رہی تھی۔

وہ تو کوئی می اور تھی جو بدل گئی تھی۔

اسکی نمازوں میں کمی نہیں آئی تھی البتہ دعا کیلیئے کبھی ہاتھ نہیں اٹھتے تھے۔

وہ خود نہیں جانتی تھی کہ وہ کس سے ناراض تھی، وقت سے، خود سے، سب سے یا پھر اللہ سے

اسکی آنکھوں میں پھیلی نمیں کبھی کم نہیں ہوتی تھی۔

وہ ایلا کی باتوں پر ہنستی تھی، لیکن اسکی مسکان جھوٹی تھی،
کبھی کبھی قہقهہ لگاتے اسکے لب اچانک ساکت ہو جاتے تھے،

ہنستے ہنستے رونے لگتی تھی۔ لیکن نہ تو وہ آرجے کے آسیب سے پیچھے چھڑا پائی تھی اور نہ
اسکی باتوں سے--

راتوں کو اسکی سکیاں کمرے میں گونجتی رہتی تھیں۔

حشام اسکے سامنے بیٹھا پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا یہ وہی
آرجے اسکا اپنا بھائی ہے۔

"مجھے یقین نہیں ہوتا آرجے تم اتنا بھی گر سکتے ہو؟؟ تمہاری تربیت ایسی تو نہیں کی
گئی تھی!!

حشام کے لجے میں افسوس تھا اور اس سے بھی زیادہ حanim کیلیتے دکھ تھا۔

وہ پاکستان آیا ہوا تھا۔ اسکے لکھی اور حanim کے بارے میں پوچھنے پر آرجے نے غصے میں سب بتا
دیا تھا۔

”تمہیں اب بھی لگتا ہے کہ میری غلطی ہے--؟؟“
آرجے کو اس سے اس جواب کی امید نہیں تھی۔ اسے لگا تھا کہ وہ بھی حانم کو برا بھلا کے گا۔

”تم نے غلطی نہیں گناہ کیا ہے آرجے گناہ--“
حشام دبی دبی آواز میں چلایا تھا۔

”اور اس گناہ کا ثبوت یہ ہے جو تم سو نہیں پاتے ہو۔۔ جو بے سکونی تمہارے اندر پھیل گئی ہے نا یہ سب اس گناہ کی وجہ سے ہوا ہے__!!

”منہ بند رکھو شامو میں نے کوئی گناہ نہیں کیا بلکہ گناہ تو اس حانم نے کیا تھا، پارسا بنتی تھی جبکہ تھی وہ

”خاموش ہو جاؤ آرجے، پلیز خاموش__!!“
حشام کے اندر مزید ام حانم کے بارے میں غلط سننے کی ہمت نہیں تھی۔
اسکا دماغ جنم چکا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا بولے؟
کیا کر دیا تھا آرجے اور کہاں چلی گئی تھی وہ--؟؟۔۔
سوال اسکے دماغ پر ہتھوڑوں کی طرح لگ رہے تھے۔

"تم ایک نہلیت کمزور مرد ہو آر جے-- تم ایک لڑکی سے ڈر گئیے تھے--"
حشام کی بات پر آر جے نے چونک کرا سے دیکھا تھا اسکی تیوری چڑھی ہوئی تھی۔

"تم ڈر گئیے تھے نا کوئی می انسان وہ بھی لڑکی پہلی بار تمہارے مقابلے پر آیا تھا، پہلی بار کسی نے آر جے کے علاوہ کسی کو سراہا تھا، تم سے برداشت نہیں ہوا تو تم نے اسے اس طرح سے یونیورسٹی چھوڑ جانے پر مجبور کر دیا۔!!"

حشام کی بات سن کر آر جے کا دماغ بھک سے ارگیا تھا۔ ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا تھا یہ تو سراسر الزام لگایا تھا حشام نے اس پر--

"ایسی کوئی می بات نہیں ہے، میں ایک لڑکی کیوں جیلیں ہونگا۔؟؟"

وہ چلایا تھا۔

"اگر ایسی بات نہیں ہے تو پوچھو واپنے دل سے پھر کس گناہ کی سزا دی تم نے اسے--
اسکی کم عمری کی غلطی کو تم نے اسکے لیئے عذاب بنادیا۔!!"

اور آر جے مزید نہیں سن سکتا تھا وہ غصے سے اٹھا تھا اور گھر سے باہر نکل گیا تھا جبکہ پیچھے حشام کا دل کرلا رہا تھا۔

گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد یونیورسٹی دوبارہ کھلی تھی۔ ڈیپارٹمنٹ میں نئیے سٹوڈنٹس آرہے تھے کیونکہ نئیے داخلے ہوئے تھے۔

آرجے خود کبھی کبھی ڈیپارٹمنٹ جاتا تھا۔

کلاس ختم ہونے کے بعد جیسے ہی وہ واپسی کیلئے بڑھا تھا اسے کسی نے پکارا تھا۔

"ہیلو آرجے !!

آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا تھا۔ سامنے اسکا کلاس فیلو مرتضی کھڑا تھا۔ اسکے ہاتھ میں ایک گفت پیک تھا۔

"کیا تمہیں پتا ہے مرو کی مائی گریشن کہاں ہوئی ہے--؟؟"

وہ موٹے شیشوں کی عینک ناک پر جمائی سے پوچھ رہا تھا۔

"نمیں---"

آرجے نے سرد سے لبجے میں جواب دیا تھا۔

"اووہ تمہیں بھی نمیں پتا۔"

مرتضی کامنہ بن گیا تھا۔

"مجھے لگا شاید تمہیں پتا ہوگا۔ مجھے امید تھی کہ جماں مرو گئی ہے وہیں حانم نے بھی مائی گریشن کروائی ہوگی۔

آج ام حانم کا برتھ ڈے ہے نو ستمبر--

یہ اسکے لیئے گفت تھا۔ مجھے وہ بہت اچھی لگتی تھی__!

مرتضی اپنی دہن میں بول رہا تھا۔

"ام حانم کا برتھ ڈے---"

آرچے زیر لب بڑھایا تھا۔

"مجھے یاد آیا مہرو کا کمزون تمہارا دوست ہے نا تو یہ گفت تم اسے دے دینا وہ مہرو کو دے دیگا اور
مہرو حانم کو۔۔۔ مجھے دلی خوشی ہوگی!"

اس نے وہ گفت آرچے کی طرف بڑھایا تھا جسے اس نے بنا کچھ سوچے سمجھے تھام لیا تھا۔

وہ وہیں رک کر اسے کھولنے لگا تھا۔

"ہاں تم کھول سکتے ہو یہ تمہارے متعلق ہے--"

مرتضی کی بات پر آرچے کو حیرت ہوئی تھی۔

اس نے گفت کے اوپر سے خوبصورت پیکنگ کو اتارا تھا۔

پیکنگ کے اندر ایک خوبصورت فوٹو فریم تھا۔

آرچے نے جیسے ہی فریم کو پٹ کر دیکھا تھا اسکی سانس جیسے اٹک سی گئی تھی۔

وہ اسکی اور ام حانم کی تصویر تھی۔ وہ جس میں وہ دونوں گراونڈ میں رکھے لکڑی کے بنیخ پر بیٹھے

تھے۔

خوبصورت اور طوفانی موسم تھا۔ وہ جس دن ڈونٹ چج مائی فون والا حادثہ پیش تھا۔ وہ جس دن آرجے دل سے مسکرا�ا تھا۔

"تم وہ واحد لڑکی ہو ام حانم جسکے ساتھ آرجے بیٹھا ہوا دل سے مسکرا رہا تھا۔" میں نے ایسی چمک کبھی آرجے کی آنکھوں میں نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی کسی لڑکی کے چہرے سے پھوٹی روشنی۔ تم دونوں ایک دوسرے کے سنگ بہت مکمل لگ رہے تھے۔ جب بھی میں اس تصویر کو دیکھتا ہوں مجھے ہمیشہ لگتا ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کیلئے بنے ہو۔"

مرتضی

تصویر کے نیچے کیپشن دیا گیا تھا۔
یہ الفاظ پڑھتے ہوئے آرجے کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔

"میں نے لکھا ہے اچھا ہے نا۔؟؟"
وہ معصومیت پوچھ رہا تھا۔

"اور یہ فوٹو بھی میں نے کھلپنگی تھی اس روز، یہ بھی اچھی ہے نا۔؟؟ اور حانم کو یہ گفت پسند آئیے گا نا۔؟؟ تمہیں پتا ہے آرجے وہ ڈیپارٹمنٹ میں کسی کے ساتھ بیٹھی اتنی اچھی

نمیں لگی تھی جتنی اس روز تمہارے ساتھ میں اسے بہت یاد کرتا ہوں !!
وہ اداسی سے کہتا چلا گیا تھا جبکہ آرجے آندھیوں کی زد میں تھا۔

مہرو اور حانم کی اقصیٰ کے ساتھ مرتضیٰ سے بھی اچھی خاصی بے تکلفی ہو گئی تھی۔ وہ ان دونوں کو بہت یاد کرتا تھا۔

آرجے کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس تصویر کا کیا کرے--
دل کی دھڑکن کی تیز رفتاری اسکی سمجھ سے باہر تھی۔
”حانم کا برتھ ڈے ہے آج---“

اسکا دل کہہ رہا تھا۔

اس نے تصویر میں مجسم حانم کو دوبارہ دیکھا تھا۔

اور پھر اسکی نظر سامنے گراونڈ میں رکھے بیٹھ پر پڑی تھی۔

اس وقت اسکے دل نے شدید خواہش کی تھی کہ کاش وہ اس وقت وہاں موجود ہوتی۔ خیال میں نہیں حقیقت میں خواہشیں کب پوری ہوتی ہیں۔

وہ اپنے دل کی اداسی نہیں سمجھ پایا تھا اور بے چین سا دل لیتے ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکل گیا تھا۔

Classic Urdu Material

رات کے ایک بجے کے قریب وہ گھر واپس آیا تھا۔ گیٹ پر گارڈ اسے دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

”صاحب آپ گئی سے نہیں ____؟؟“

گارڈ نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے سے پوچھا تھا۔

آج اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر شمالی علاقہ جات کی سیر کو جانا تھا۔

لیکن ڈیپارٹمنٹ میں اسکا دل اتنا خراب ہوا کہ پورے لاہور میں آوارہ گردی کر کے وہ اب گھر لوٹا تھا۔

”نہیں ---“

آرچے ایک لفظی جواب دیا تھا۔

گارڈ کے چہرے کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔ وہ اپنی الحجن میں دیکھ ہی نہیں پایا تھا۔

گیٹ بند کرنے کے بعد گارڈ اسکے شیچھے شیچھے آیا تھا۔

”کیا ہوا ---“

آرچے نے رک کر پوچھا تھا۔

”مک --- کچھ نہیں ---“

گارڈ نے جواب دیا۔ اسکے چہرے کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔

آرچے سر جھٹک کر اندر چلا گیا تھا جبکہ گارڈ نے کانپتے ہاتھوں سے جیب سے موبائل نکال کر کسی کا نمبر ملا�ا تھا۔



گیٹ بند کرنے کے بعد گارڈ اسکے پیچھے پیچھے آیا تھا۔

"کیا ہوا---"

آرجے نے رک کر پوچھا تھا۔

"اُنک-- کچھ نہیں--"

گارڈ نے جواب دیا۔ اسکے چہرے کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔

آرجے سر جھٹک کر اندر چلا گیا تھا جبکہ گارڈ نے کانپتے ہاتھوں سے جیب سے موبائل نکال کر کسی کا نمبر ملا�ا تھا۔

آرجے جیسے ہی لاؤنج میں آیا تھا اسے گھر میں ایک غیر معمولی سا احساس ہوا تھا۔

لاؤنج میں صوفے پر کچھ کپڑے بکھرے پڑے تھے۔

اچانک اسکے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی تھی۔ گارڈ اسکے پیچھے پیچھے لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔

"یہ کپڑے کس کے پڑے ہیں اور غلام دین کہاں ہے--؟؟"

آرجے نے سخت سے لبجے میں پوچھا تھا۔

"وو--- وہ صاحب-- جی--"

گارڈ کی آواز کانپ رہی تھی۔

اچانک سیڑھیوں کے ساتھ والے گیسٹ روم سے آوازیں آنا شروع ہوئی می تھیں۔ آرجے فوراً کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔

اندر کا منظر دیکھ کر آرجے کے ہوش اڑگئیے تھے۔

اسکا ایک سکول کا دوست احمد جواب ایک مدرسے میں قاری کا فریضہ دے رہا تھا، ایک لمکی کے ساتھ ناقابل بیان حالت میں موجود تھا۔

آرجے نے جھٹکے سے دروازہ بند کیا تھا۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ ایسا بھی کچھ اسکی غیر موجودگی میں اسکے گھر میں ہوتا تھا۔
اس نے کھا جانے والی نظروں سے گارڈ کو گھورا تھا۔

"معاف کر دیں صاحب غلطی ہو گئی می !!"

گارڈ کے چہرے پر پسینہ واضح چمک رہا تھا اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا۔

اندر موجود لوگوں کی حالت بھی گارڈ سے کم نہیں تھی۔

آرجے ناگواری سے ایک نظر گارڈ اور کمرے پر ڈالتا اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

وہ دس سال کا تھا جب عائی شہ جعیل یعنی اسکی ماں دنیا چھوڑ گئی می تھیں۔

ظام سماج کی کڑی دھوپ میں وہ اسکے لیئے ایک محفوظ پناہ تھیں۔ وہ رویا نہیں تھا ایک بھی آنسو اسکی آنکھ سے نہیں ٹپکا تھا۔

سید جبیل اپنی محبوبہ بیوی کی وفات پر ٹوٹ گئیے تھے۔

حشام بہت رویا تھا، بی جان کو یقین نہیں آیا تھا کہ انکی جان سے پیاری دیواری دنیا چھوڑ گئی می تھیں۔

رات کو پوری حوالی میں شور پھیل گیا تھا۔ آرجے غائیب تھا۔

سید خاندان کے افراد اور ملازمین نے اسے ہر جگہ ڈھونڈا تھا اور پر وہ اپنی ماں کی قبر پر بیٹھا ملا تھا۔

یہ سلسلہ رکا تھا ہر رات یہی ہونے لگا تھا۔ تحک ہار کر جبیل خاندان نے اسے امریکہ اسکے نھیں بھیج دیا تھا۔

دو سال وہ وہاں سے واپس آیا تھا اور اسے ایک رات عائی شہ جبیل کی قبر کھوتے پکڑا گیا تھا۔ سید جبیل نے پہلی بار اپنے لادلے بیٹے کے منہ پر تمپہر مارا تھا۔ کچھ دن رہنے کے بعد اسے دوبارہ واپس امریکہ بھیج دیا گیا تھا۔

وہاں سکول میں اسے احمد ملا تھا جو اس سے ایک سال سینئیر تھا۔ دونوں میں کافی حد تک دوستی ہو گئی تھی۔

اچانک احمد کی توجہ دین کی طرف مبزول ہو گئی تھی وہ امریکہ سے واپس آگیا تھا اور ایک مدرسے میں پڑھنا شروع کر دیا تھا۔

Classic Urdu Material

دو سال مزید امریکہ رہنے کے بعد اسے سکول سے نکال دیا گیا تھا۔ وجہ اسکی حرکتیں تھیں۔
سکول میں اس نے ایک لڑکے کا سر پھاڑ دیا تھا جسکی وجہ سے اسے سکول سے نکال دیا گیا
تھا۔

وہ ایک بار پھر پاکستان آگیا تھا۔ اور اس بار سید جبیل نے اسے لاہور بھیج دیا گیا تھا۔
یہ انکی اچھی قسمت تھی یا خود آر جے کی--

اسے لاہور راس آگیا تھا

وہ کمرے میں آنے کے بعد دھپ سے بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔ اسکا دماغ گھوما ہوا تھا۔
اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ابھی جو نیچے کمرے میں اس نے دیکھا وہ ایک حقیقت تھی۔۔۔
ایک بڑی حقیقت

اسے حیرت ہو رہی تھی کہ چھرے پر داڑھی سجا کر، مدرسے میں قرآن پاک کی تعلیم دینے والا
شخص اسکے ہی گھر میں زنا کا ا Zukab کر رہا تھا۔

احمد سے اسکی کچھ دن پہلے ملاقات ہوئی تھی پھر وہ اس سے ملنے آنے لگا تھا۔

اسے اس وقت مسلمانوں سے انتہا کی نفرت محسوس ہو رہی تھی۔

آر جے نے بیڈ پر رکھے اس چھوٹے سے شلپنگ بیگ سے وہ فوٹو فریم نکالا جو اسے مرتضی نے دیا
تھا۔

"یہ سارے مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں، منافق، پارسائی کے لباس میں انتہائی غلیظ۔۔
اور حانم بھی ایسی ہی تھی۔۔"

اسے تصویر میں موجود حانم کا وجود زمر لگ رہا تھا۔

غصے سے اس نے اس فوٹو فریم کو دیوار میں دے مارا تھا۔

چھن کی آواز سے فریم ٹوٹا تھا اور اس سے تصویر نکل کر دور جا گری تھی۔

وہ سمجھ ہی نہیں پایا تھا کہ اسکے اد گرد کتنی غلاظت تھی۔ اسکے جانے کے بعد گارڈ لوگوں سے پیسے لے کر انہیں گھر میں رات گزارنے کی اجازت دیتا تھا۔

غلام دین بھی اکثر اسکے ملتان یا کہیں اور پر جانے پر اپنے گاؤں چلا جاتا تھا۔

وہ انکا خاندانی ملازم تھا اور اس وقت سے اس گھر میں موجود تھا جب حشام اپنے ماسٹر کی پڑھائی کیلیئے یہاں رہتا تھا۔

وہ ایک وفادار ملازم تھا۔ اور گارڈ کا تو اسے آج پتا چلا تھا۔

اگر وہ آج گھر نہ آتا تو کبھی جان ہی نہیں پاتا کہ اسکی غیر موجودگی میں گھر میں کیا کیا ہوتا تھا۔

"اور مجھے دنیا میں تمہاری روح سے زیادہ غلاظت میں لپٹی روح کسی اور کی نظر نہیں آئی۔۔!!

ام حانم کے الفاظ اسکی سماعت میں گونجے تھے۔ آرجے نے بے ساختہ اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھاما تھا۔ آج صح سے اسکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔

Classic Urdu Material

اسکے گھر میں اور ارد گرد کتنی غلاظت تھی یہ اسے آج پتا چلی تھی۔۔
اور حانم نے ٹھیک ہی تو کہا تھا وہ یہ غلاظت دیکھ چکی تھی، کیونکہ وہ خود بھی ایسی غلاظت کا
حصہ رہ چکا تھا۔

رات گیارہ بجے کا وقت تھا جب ایلا اسے کمرے سے نکال کر لائی تھی۔

"کیا بات ہے ایلا سب ٹھیک ہے نا_؟؟"
حانم پریشان سی اسکے پیچھے چل رہی تھی۔
ڈرائینگ روم اندھیرا تھا۔

"یہ اندھیرا کیوں ہے _؟؟"
حانم نے الجھن زدہ لبھے میں پوچھا تھا۔

" بتاتے ہیں پیاری تھوڑا انتظار کرو_!!"
ایلا نے پیار سے جواب دیا تھا۔

کچھ پل کے بعد اچانک سے پورا گھر روشنیوں میں نہا گیا تھا۔

"!!_Happy Birthday To You Dear Hanam"
ماہی کی آواز نے اسے چونکا دیا تھا۔

اتنا خوبصورت کیک، کینڈل لائی ٹس، حانم حیرت سے سب دیکھ رہی تھی۔ اسے یاد بھی نہیں تھا کہ آج اسکی سالگرہ تھی۔

جب بھی ان تینوں بہن بھائیوں میں سے کسی کی سالگرہ ہوتی تھی وہ سب مل کر گھر میں ہی کیک بنانے کی کوشش کرتے تھے۔

ماضی کو یاد کر کے حانم کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ وہ آج اکیس برس کی ہو گئی تھی۔

"خوبصورت موقعوں پر رونا نہیں چاہیئے۔۔۔ آؤ کیک کاؤ!!"

ماہی اسے بازو سے پکڑ کر میز کے پاس لائی تھی جس کے ایک جانب لیپ ٹاپ کھلا رکھا تھا اور اس میں آسیہ بیگم، حمدان انکل، جواد اور ماہم نظر آرہے تھے۔

"ہیپی برتحہ ڈے ہانو آپی۔۔۔"

جواد نے وش کیا تھا۔

حانم کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا جواب دے۔

فرط جذبات سے وہ ماہی کے گلے گلے گئی تھی!!

سب نے اسے بہت سی دعائیں دی تھیں۔ اسکی آنے والی نئی زندگی کے حوالے سے، لیکن شاید وہ زندگی جینا ہی نہیں چاہتی تھی۔

پچھے دو دنوں سے آرجے تیز بخار میں پھنک رہا تھا۔ اسکے سارے دوست دس دن کیلیتے ٹورہر گئیے تھے۔

غلام دین بھی گاؤں گیا ہوا تھا۔

گارڈ ڈتا اسکے سامنے نہیں آتا تھا۔ رات کو اسے سسکیوں کی آواز نہیں سونے دیتی تھی اور دن میں جسم کی تکلیف۔۔

اسکی طبیعت کافی زیادہ خراب تھی۔ دو دن سے اس نے کھانا نہیں کھایا تھا بلکہ کچن میں رکھے بیڈ ہی نگل رہا تھا اور وہ بھی قے کے ذریعے باہر نکل رہے تھے۔ آرجے نے کبھی خود کو اتنا بے بس محسوس نہیں کیا تھا۔

گارڈ معافی مانگنے کیلیتے ڈرتے ڈرتے اندر آیا تھا اور پھر لاونچ میں اسے بے سود پڑے دیکھ کر اسکی ٹانگوں تک کی جان نکل گئی تھی۔

19 ستمبر

ٹھیک دس بعد آج آرجے کا جنم دن تھا۔ منتوں مرادوں سے مانگا گیا شخص یہ دس دن اس نے بیڈ پر لیٹ کر گزارے تھے۔ اسے فوڈ پوائی زنگ ہو گیا تھا۔ آج اسکے گھر میں خوب رونق لگی تھی۔ اسکی سالگرہ کی پارٹی جاری تھی۔

حشام نے سب سے پہلے اسے وش کیا تھا۔ یہ دس دن وہ اپنی جسمانی تکلیف میں اتنا گم رہا تھا کہ حانم کا خیال کہیں اڑن چھو سا ہو گیا تھا۔

"پتا ہے شامو کا کام بھے ناتم سے بہت محبت ہے۔!! آرجے نے فون کی سکرین پر نظر آتے حشام سے کہا تھا۔ اسکی بات سن کر حشام کا قلقہ ابھرا تھا۔

"اب تک کتنی لڑکیوں سے یہ جملہ بول چکے ہو۔۔۔؟؟" حشام شرارت سے پوچھ رہا تھا۔

"قسم لے لو محبت کسی سے بھی نہیں ہوئی۔۔۔" وہ کافی کمزور نظر آ رہا تھا۔

"پتا ہے تم بائی یہ سال کے ہو گئیے ہو آرجے اور میں نے سوچا تھا کہ اس عمر میں تمہاری شادی کر دوں گا۔۔۔!!" اب کی بار قلقہ لگانے کی باری آرجے کی تھی۔

"خود کی تو کرو والو اٹھائی یہ کے ہو گئیے ہو میری فکر کھائیے جا رہی ہے تمہیں۔۔۔!!"

"میری بھی ہوجائیے گی پہلے تمہاری کرنی ہے" حشام بضد تھا۔

"میں اٹھائیں سال کا ہونے سے پہلے کرلوں گا شادی تم فکرنا کرو۔!!"
آرجے نے پورے یقین سے کہا تھا۔

"تمیں اب دوستوں کے پاس جانا چاہیئے سب تمہارا انتظار کر رہے ہونگے۔"
"ہاں جاتا ہوں لیکن اس وقت تو سب مکن ہیں،
ویسے تمیں پتا ہے مجھے تم سے اتنا پیار کیوں ہے۔۔۔؟؟"
آرجے بچوں کی طرح پوچھ رہا تھا۔

"کیوں۔۔۔؟؟"
حشام نے دلچسپی سے پوچھا تھا۔
"کیونکہ شامو کا کا تمہارا نام ح سے شروع ہو کرم پر ختم ہوتا ہے، حشام۔۔۔ اور مجھے ایسے ناموں
سے عشق ہے"
آرجے سرشار سابتا رہا تھا۔

"ح سے شروع ہو کرم پر ختم ہونے والا نام حانم۔۔۔"
حشام زیر لب بربڑایا تھا۔
حشام کے لبوں کی حرکت سے آرجے جان چکا تھا کہ اس نے کس کا نام لیا تھا۔

"حانم"

آرجے کے چہرے کارنگ فوت ہوا تھا۔ اسکا سانس جیسے اٹک سا گیا تھا، وہ اسے کب بھولا تھا۔
وہ تو اسے یاد تھی، ہمیشہ کی طرح

وقت کا سب سے اچھا کام گزنا ہوتا ہے یہ جیسا بھی ہو گز جاتا ہے،
وقت تھوڑا سا اور آگے سر کا اور لاہور میں ایک بار پھر ٹھنڈ نے اپنے پر پھیلائیے تھے۔ آرجے
کا اپنے دوستوں سے دل اٹھنے لگا تھا، کیوں---؟ یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

وہ حانم کا خیال اپنے ذہن سے نکال دیتا تھا لیکن پھر کچھ ناکچھ ایسا ضرور ہوتا تھا جو اسے
واپس اسی موڑ پر لا کر کھڑا کر دیتا تھا جیسے سال پہلے ڈیپارٹمنٹ کے لان میں جو ہوا

تھا
کبھی کبھی وہ سے گری نفرت محسوس کرتا تھا اور کبھی کبھی اسکی نم آنکھیں، جن سے اس نے
آخری بار آرجے کو دیکھا اور جن میں جانے کیا تھا، وہ اسے بے چین کیتے رکھتی تھیں۔
ہر چیز کو اپنے دماغ سے نکالنے کیلئے اس نے پہلی بار کسی میوزک بینڈ کو جوائیں کیا تھا۔
رد ہم بینڈ--.

اسکی فان فالونگ بڑھتی جا رہی تھی۔ لوگ آرجے کے دیوانے تھے۔

اسکا سو شل میڈیا اکاؤنٹ ایک بار پھر سے مراحوں کے سوالات سے بھرنے لگا تھا،

Classic Urdu Material

"ہیلو آر جے، میں آپکا بہت بڑا فین ہوں-- لیکن میں اپنی زندگی سے بیزار ہوں، میں مزنا چاہتا ہوں مگر آپکا میوزک اور آپکی آواز دونوں مجھ میں جینے کی ایک آس بھر دیتے ہیں-- میں جاننا چاہتا ہوں کہ جب ہم مایوس ہوتے ہیں تو مزنا کیوں چاہتے ہیں؟؟" اس لڑکے نے سوال ایک پل کیلئے آر جے کو ساکت کیا تھا۔

"اچھا سنو ایک سوال کا جواب تو دو-- ہم مرتے کیوں ہیں؟؟" وقت نے تقدیر کے پنے تیزی سے پلٹے تھے اور وہ سال پلے گاڑی میں بیٹی اس شام میں پہنچ گیا تھا جب وہ حanim کو ہاسٹل چھوڑنے گیا تھا۔

اسکے سوال کرنے پر وہ خاموش رہی تھی۔

"بتاؤ نا--؟؟"

"تم جی کیوں رہے ہو؟؟" حanim نے چہرہ اسکی جانب موڑتے ہوئیے نہلیت سپاٹ لجھے میں پوچھا تھا۔

"وہ اس لیئے کہ آر جے ایک پل کو رکا تھا۔

"کہ؟؟"

حanim نے پوچھا تھا۔ لیکن آر جے کوئی یہ جواب نہیں بن پایا تھا۔

Classic Urdu Material

"پہلے یہ تو جان لو کہ تم جی کیوں رہے ہو؟؟ تمہارے زندہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟؟ موت پر بعد میں جانا آر جے ___!!"

وہ سخت سے لجھے میں کہتی چہرہ دوبارہ اپنی جانب والے شیشے کی طرف موڑ چکی تھی۔
آر جے ایک پل کیلئے اسکی حاضر دماغی پر دنگ رہ گیا تھا۔

"چلو یہ تو بتادو ہم مرنے کے بعد کہاں جائیں گے؟ تمہارا اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے--؟؟ خاص طور پر میں-- میں کہاں جاؤں گا___؟؟
وہ اسے رُج کر رہا تھا۔

"محجھے نہیں پتا" "تمہیں نہیں پتا"
حانم نے دو ٹوک جواب دیا تھا۔

"کمال ہے تمہیں نہیں پتا-- تمہیں--؟؟؟
یہ تو غضب ہو گیا___؟؟؟"

آر جے نے حیرت سے ایسے آنکھیں پھیلائی تھیں جیسے پتا نہیں حانم نے کتنا بڑا گناہ کر دیا ہو۔

"تم پیدا ہونے سے پہلے کہاں تھے___؟؟"
وہ ایک بار پھر ناگواری سے پوچھ رہی تھی۔

Classic Urdu Material

آرجے کے ہنسی کو ایک دم بیک سی لگی تھی۔
وہ خاموش ہو گیا تھا۔ وہ لمکنی اسے اسکے سوالوں میں الجھاتی تھی۔

"میں نہیں جانتا____!!"

وہ صاف گوئی می سے بولا تھا۔

"جب تم یہی نہیں جانتے کہ پیدا ہونے سے پہلے کہاں تھے تو میں کیسے بتاؤں کہ تم مرنے
کے بعد کہاں جاؤ گے____؟؟"

حانم کا الجھہ کاٹ دار تھا۔

"ہم۔۔ ٹھیک کہا تم نے یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا____!!

وہ جیسے اسکی بات سے قائل نظر آ رہا تھا۔

"اچھا اپنا بتاؤ تم کہاں جاؤ گی مرنے کے بعد____؟؟"

یہ تو طے تھا وہ اسے ہاسٹل تک چھوڑنے کے بد لے میں اسے کافی بھاری سرزائی میں دے رہا
تھا۔

"ان شاء اللہ جنت میں____!!!"

حانم نے پراعتمادی سے جواب دیا تھا۔ اس بار چونکنے کی باری آرجے کی تھی۔
اسکا حانم کے جواب پر قہقہہ ابھرا تھا۔

"واہ بھئی می اتنا یقین، خود جنت میں جاؤ گی اور مجھے کیا جنم میں بھیجنے کا ارادہ ہے--؟؟"

"ہاں__!!

حانم کے برجستہ جواب پر وہ کافی دیر تک ہنستا رہا تھا۔

"اف اف اتنی لکپی دشمنی-- ویسے ایک بات یاد رکھنا تم جنت میں جاؤ گی تو میں بھی جنت میں تمہارے پیچھے ہی آؤں گا آخر ایک تم ہی میرے سوالات کو سمجھتے ہوئے لا جک سے مجھے قائل کرنے کی کوشش کرتی ہو، اب جنم میں تو مجھے تمہارے جیسا ملے گا نہیں، تو جنت میں جانا پڑے گا نامجھے__؟؟"

وہ معصومیت سے کہہ رہا تھا۔

حانم خاموش رہی تھی۔

"ویسے پانچ فٹ چار انچ ماننا پڑے گا تمہارا دماغ کافی تیز چلتا ہے!!"

اپنے قد پر کیتے گئے کمنٹ پر حانم نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا تھا اور اسکا یوں گھورنا آر جے کو قہقہے لگانے پر مجبور کرتا تھا۔

ایک جاندار سی مسکراہٹ اسکے لبوں پر پھیل گئی تھی وہ ماضی سے ایک دم حال میں واپس آیا تھا۔

حانم نہیں تھی وہ جا چکلی تھی اسکی دنیا سے بہت دور،

ایک پل کیلیئے آرجے کا دل اسے دیکھنے کو ترپا تھا، مسکراہٹ کہیں غائب ہوئی می تھی اور اسکی جگہ چہرے پر ناجانے اذیت سی کیوں پھیل گئی می تھی۔

اس نے کچھ سوچتے ہوئے اپنے سامنے رکھے لیپ ٹاپ پر سو شل میڈیا اکاؤنٹ کھولنے کے بعد اسکا نام لکھ کر سرج کیا تھا، وہ خود نہیں جانتا تھا وہ یہ کیوں کر رہا تھا، ام حانم--- اسکی پروفائل آرجے کے سامنے تھی۔

تقرباً دس ماہ پہلے کی اپڈیٹ تھی۔

پچھلے دس ماہ سے اسکا اکاؤنٹ بند پڑا تھا۔

آجے کے اندر کچھ ہو رہا تھا۔۔۔ ایک بے چینی سی اسکے اندر پھیل گئی می تھی۔

"جس دن ہر ذی روح کو ندہ کیا جائیے گا اور مردوں کو قبروں سے اٹھایا جائیے گا نا میری دعا ہے کہ ہمارا اس بھی سامنا نہ ہو _____!"

وہ اپنی بات میں سچی ثابت ہوئی می تھی۔۔۔ تقرباً ایک سال سے آرجے نے اسے نہیں دیکھا تھا وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ دعا کر کے گئی می تھی یا آرجے کو بدعا دے کر گئی می تھی۔۔۔

"تم جس طرح چاہو زندگی بسر کرو، میں تمہارے راستے میں روکاوت نہیں ڈالوں گی۔۔۔ مگر میں صرف ایک بات چاہتی ہوں۔ ذرا اچھی طرح خیال رکھنا کہ کن لوگوں سے بات کرنی ہے کن سے نہیں۔ ہمیشہ لوگوں سے ڈرتے رہنا، وہ ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کی زندگی لالج

اور حسد میں گزتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کو تکلیف پہنچا کر خوش ہوتے ہیں۔ ایک بار تم انہیں ان کی اصلی شکل دکھا دو، ان پر الزام لگا دو پھر دیکھو وہ تم سے کتنی نفرت کرنے لگیں گے اور تمہیں ختم کرنے پر تل جائیں گے۔"

وہ جب ہائل چھوڑ کر گئی تھی تو میکسیم گوکی کی کتاب ماں پڑھ رہی تھی اور اس نے اپنی پسندیدہ جملوں کو پوسٹ کیا تھا۔

آرجے کو محسوس ہوا تھا جیسے یہ اسے ہی سنایا گیا تھا،
حامنم نے اسکی ذات پر بات کرنے کی ہمت کی تھی اور بدلتے میں آرجے نے اسکا منہ بند کر دیا
تھا ہمیشہ کیلیئے۔۔

یہ چند جملے سطر سچائی لیتے ہوئے تھے۔ اسکی بے چینی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔
وہ کچھ سوچ کر اپنی نرم و ملائی م بیڈ سے نیچے اترتا تھا۔ اب اسکا ارادہ مکنی سے بات کرنے کا
تھا۔

"ہیلو مکنی میں تم سے ملنا چاہتا ہوں کہاں ہو تم اپنا ایڈریس مجھے دو" آرجے نے مکنی کو فون کیا تھا۔

"لیکن میں تم سے نہیں ملنا چاہتا اور میں لاہور یا ملتان میں نہیں ہوں" ملکی نے سختی سے جواب دیا تھا۔

"لیکن مجھے تم سے ملنا ہے لازمی میں جانتا ہوں تم اسلام آباد میں ہو میں اسی طرف آ رہا ہوں اپنا اڈریس دو"

"لیکن مجھے تم سے نہیں ملنا" _____

"کہا نا مجھے تم سے ملنا ہے، یو ایڈیٹ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آ رہا" _____
وہ گاڑی چلاتے ہوئے اتنی زور سے چلا یا تھا کہ دوسری طرف موجود ملکی ڈر گیا تھا۔ آج کافی دنوں بعد اسے ہلاکو خان کی اولاد آر جے کی جھلک نظر آئی تھی۔

"مجھے حanim کے متعلق بات کرنی ہے"

آر جے نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا تھا۔ ملکی اسکی بات سن کر چونکا تھا اور پھر کچھ دیر بعد اس نے آر جے کو ایڈریس بتا دیا تھا۔

وہ اپارٹمنٹ کے پیچھے کی جانب بنائیے گئیے لان میں بیٹھی تھی۔ یہاں ماہی اور ایلا نے کافی پودے لگائیے ہوئے تھے۔

لان زیادہ بڑا نہیں تھا تھا لیکن حanim کو یہاں پر پودوں اور پرندوں کی چھپاہٹ کے درمیان بیٹھنا

اچھا لگتا تھا، ٹھنڈی ہوائیں میں سرن سرن کرتی جب اسکے سنبھالوں سے ٹکرا کر انہیں پیچھے کی جانب اڑاتی تھیں تو اسے خوشگواریت کا احساس ہوتا تھا۔

اسکی گرے آنکھوں میں پھیلی نبی ہر چیز کو دھندا جانے پر مجبور کر دیتی تھی۔

"کیا تمہیں ہمیشہ سے اکیلے بیٹھنا پسند ہے ____؟؟"

یہ مسر سلیفین تھیں جو ایک سائیکلو وجہ تھیں لیکن حانم نہیں جانتی تھی۔

اسے لوسی ماں نے مسر سلیفین کا تعارف اپنی دوست کی حثیت سے کروایا تھا۔

"نمیں-- ہمیشہ سے نہیں لیکن اب لگتا ہے"

حانم نے کھلے آسمان کو تکتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"اور اسکی وجہ"

مسر سلیفین نے گھری نظریں اسکے چہرے پر جماتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کچھ خاص نہیں بس انسان کی دلچسپی کبھی ایک چیز سے ختم ہو کر دوسری میں شروع ہو جاتی ہے اور یہ ایک قریتی بات ہے !!"

"زندگی سے بیزار نظر آتی ہو"

"نمیں تو-- زندگی سے بیزار لوگ تو مرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ میں تو جیتنے جاری ہوں"

Classic Urdu Material

"باتوں میں الجھانا آتا ہے تمہیں"
مسن سلیفین مسکراتی تھیں۔

"کیا واقعی۔؟؟"
حائف نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"ہاں اور مجھے ایسے لوگ بہت پسند ہیں جن کے پاس باتوں میں الجھانے کا ہنر ہو، تو آج سے
ہم دوست ہوئیے"

مسن سلیفین ایک پینتیس سالہ خوبصورت سی عورت تھیں۔ جو اس وقت اپنے پیشہ ورانہ انداز
میں مسکراتی نظر آرہی تھیں۔

"مجھے لگتا ہے کہ میں اس روز کچھ زیادہ ہی ری ایکٹ کر گیا تھا، مجھے ام حائف سے وہ سب
نمیں کہنا چاہیئے تھا، مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ہر انسان کی اپنی پرسنل لائی ف ہوتی ہے جسے وہ
جیسے چاہے گزار سکتا ہے"

آرجے نے نظریں چراتے ہوئیے کہا تھا مگر اسکا اشارہ سمجھ گیا تھا، لیکن وہ آرجے کے اندر
جلتے الاؤ کو محسوس نہیں کر پایا تھا جو یہ بات کہتے ہوئیے اسکے اندر جل اٹھا تھا۔

وہ جب بھی حانم اور ملکی کو ایک ساتھ سوچتا تھا اسکا اندر جل کر خاکستر ہو جاتا تھا اور ایسا کیوں ہوتا تھا یہ وہ بھی نہیں جانتا تھا۔

"جب اتم نے اسے سمجھا وہ ولیسی نہیں تھی، وہ الگ تمھی آر جے"

ملکی نے مری مری سے آواز میں کما تھا وہ کافی بدل گیا تھا، پھر جیز کی جگہ اب ڈھنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے، چہرے پر وہ خباشت نہیں تھی بلکہ سنجیدگی چھائی تھی۔

"تم اتناسب کچھ ہو جانے کے بعد میں بھی مجھے ہی غلط کہہ رہے ہو، تمہیں نہیں پتا میں نے اسے اس دن ہائل چھوڑا تھا جانے وہ کس سے ملنے ---

" بتایا تھا مرو نے مجھے،
ملکی نے غصے سے آر جے کی بات کاٹی تھی۔

"مرو اور حانم کی ایک کلاس فیلو تھی جس نے اپنی پسند سے گھر والوں سے چھپ کر شادی کر لی تھی، اسکے گھر والوں نے اس سے ہر رشتہ توڑ لیا تھا، اس لڑکی کی بد قسمتی کہ وہ لڑکا یعنی اسکا شوہر اسے دھوکا دے گیا تھا، یہ بات مرو جانتی تھی کیونکہ مرو کا اس سے رابطہ تھا، اس نے مرو سے کچھ مالی مدد مانگی تھی، اس دن حانم اور مرو نے اسکے گھر جانا تھا، مرو نے یہ بات حانم کو نہیں بتائی تھی کیونکہ اگر وہ بتا دیتی تو حانم کبھی اسکے ساتھ نہیں جاتی، مرو کے پاس جتنے بھی پیسے تھے وہ اسے دینے جا رہی تھی لیکن اس دن انکا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا

اور مہرو وقت پر پہنچ نہیں پائی ہی تھی ”

مکی کی بات نے آرجے کو شرمندہ کر دیا تھا وہ اسے کتنا غلط سمجھ رہا تھا،

”یعنی اس روز بھی حانم بے گناہ تھی ”

اسکلی اپنی سوچ اسے سانپ کی طرح ڈس رہی تھی۔

”میں حانم سے ایک بار ملنا چاہتا ہوں _____ میں اسے ایکسکیووڈ کرنا چاہتا ہوں ”

آرجے نے اپنی شرمندگی مٹاتے ہوئے کہا تھا۔

”مجھے اسکا ایڈریس نہیں معلوم--“

مکی نے صاف جواب دیا تھا۔

”مہرو کو پتا ہوگا۔۔۔ مجھے اسکا نمبر چاہیئے میرا اس سے ملنا لازمی ہے ”

”مہرو بھی نہیں جانتی اسے ممانی کی خراب طبیعت کے باعث ایر جنسی میں اسلام آباد آنا پڑا تھا،

وہ خود بہت پریشان ہے کیونکہ تقریباً پچھلے ایک سال سے اسکا حانم سے رابطہ نہیں ہوا اسکا نمبر

بند جا رہا ہے ”

”کسی کا نمبر تو ہوگانا ناگھر میں کسی کا ”

آرجے کے لمحے میں امید تھی۔ مکی خود حانم سے معافی مانگنا چاہتا تھا لیکن اس میں ہمت نہیں

تھی اب آرجے کو دیکھ کر کچھ ہمت بندھی تھی۔

"میں مہرو کو بلاتا ہوں خود بات کرلو"
لکی کہتے ہوئی سے چلا گیا تھا جبکہ آرجے بے چینی سے پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔

کچھ دیر بعد مہرو اسکے سامنے تھی۔

"مجھے حانم کا نمبر چاہیئے"
آرجے نے کہا تھا۔

"میرے پاس جو نمبر ہے وہ بند جا رہا ہے پچھلے ایک سال سے، میں حیران ہوں کہ ہانی نے اگر
نمبر بدلتا تھا تو مجھ سے رابطہ تو کرتی میرا نمبر تو تھانا اسکے پاس--"
مہرو کافی پریشان نظر آرہی تھی۔

"اسکے گھر کا ایڈریس چاہیئے۔ پلینز۔"

پہلی بار آرجے نے کسی سے اس لمحے میں کچھ مانگا تھا۔
مہرو سوچ میں پڑ گئی تھی۔

"تمہیں پتا ہے ہانی آرجے کا گھر بھی بھریہ ٹاؤن میں ہی ہے--"

"جانتی ہوں، ہمارے گھر سے دو گھر چھوڑ کر اسکا گھر ہے"

"کیا واقعی--؟؟"

مہرو کیلیپنے پر دھماکہ تھا۔

"کبھی ملاقات نہیں ہوئی ہی--؟؟"

"نہیں--"

حائف نے جواب دیا تھا۔

"پلیز تمہیں میری قسم ہے تم لکی یا آرجے کو مت بتانا پلیز---"

حائف نے اسکی منت کی تھی۔

"اچھا بابا نہیں بتاتی۔ وعدہ رہا"

حائف کے بار بار منع کرنے پر مہرو نے اس سے وعدہ لیا تھا۔

"پلیز مہرو۔۔ میرا اس سے ملنا بہت ضروری ہے تم سمجھ رہی ہو نا۔۔!!"

آرجے کی آواز پر وہ پونک کر خیالوں سے باہر آئی تھی۔

اسے آرجے کی آنکھوں میں ایک عجیب سی بے چینی نظر آئی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ آرجے حائف سے کیوں ملنا چاہتا تھا اور وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ حائف

یونیورسٹی چھوڑ کر کہاں چلی گئی تھی۔

"پلیز _____!"

آرچے کے لجے میں التجا تھی۔

"ٹھیک ہے..."

مہرو نے اشبات میں سر ہلاایا تھا۔

"تمہیں پتا ہے آرچے حانم نے چاہے تمہیں جتنی بھی باتیں سنائی می ہوں اس نے کبھی تمہیں بدکراد نہیں کہا تھا اور نا تمہاری بات کی تھی۔!!

وہ اس وقت ریسٹورینٹ میں موجود تھا، کھانا اسکے سامنے میز پر ترتیب سے رکھا ہوا تھا۔

ملکی کے کہنے پر بھی وہ رکا نہیں تھا، اسے شدید بھوک لگی تھی وہ ریسٹورینٹ آگیا تھا۔

شدید بھوک لگنے کے باوجود بھی وہ کچھ کھا نہیں پا رہا تھا۔

ملکی کی باتیں اسکی سماعت میں گونج رہی تھیں۔

"اس نے تمہیں شیطان تمہاری سوچ اور گھٹیا تمہاری باتوں کی وجہ سے کہا تھا لیکن کبھی

تمہارے ملحد ہونے کے باوجود تمہیں کمتر نہیں سمجھا تھا"

اس نے ایک چمچ چاول کھائیے تھے جبکہ دوسرا چمچ وہ منہ تک بھی نہیں لے کر گیا تھا۔

اسکا دل اچاٹ ہو گیا تھا۔۔ وہ بس جلد از جلد ام حانم سے ملنا چاہتا تھا

وہ ان سکیوں جان چھڑانا چاہتا تھا جو اسے سونے نہیں دیتی تھیں۔

وہ رات کو گیارہ بجے کے قریب لاہور پہنچا تھا اور لگلے دن وہ ڈیپارٹمنٹ پہنچ گیا تھا وہ وہاں حامی کے ڈاکو مینٹس سے یہ کنفرم کرنا چاہتا تھا کہ جو ایڈریس اسے مرد نے بتایا تھا وہ ٹھیک بھی تھا یا نہیں۔۔

وہ چاہتا تو ڈیپارٹمنٹ سے ہی اسکے متعلق معلومات حاصل کر سکتا تھا لیکن اسکا مرد سے ملنا ضروری تھا۔

ڈیپارٹمنٹ میں پروفیسر ابراہم سے بات کرنے کے بعد اس نے حامی کے ڈاکو مینٹ چیک کیتے تھے۔ وہی پتہ لکھا ہوا تھا۔

وہ پروفیسر کا شکریہ ادا کرتا ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکل آیا تھا۔۔۔

وہاں جنت روڈ پر دھند میں چلتے اسے حامی کی ہنسی کی آواز سنائی دے رہی تھی لیکن وہ اسے دیکھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔

اسی جنت روڈ پر وہ کھلکھلاتی تھی اور اسی روڈ پر آر جئے نے اسے جسم جیسی آگ میں دھکیل دیا تھا

وہ اسکا خیال لیتے گیٹ کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔

وہ چاہتا تو اپنی گاڑی بھی اندر لاسکتا تھا

لیکن اسے شدید دھند میں حانم کو سوچتے ہوئے جنت روڈ پر پیدل چلنا اچھا لگنے لگا تھا۔!

"میں گھٹتا جا رہا ہوں دھیرے دھیرے
مجھے اس کی کمی کھانے لگی ہے۔!!"

رات کے تقریباً نوبجے کا وقت تھا جب وہ گاڑی کو میں روڈ پر چھوڑ کر پیدل ہی گلی میں داخل ہوا تھا۔۔

کچھ دیر گلی میں چلنے کے بعد وہ ایک کھلے سے چوک پر پہنچا تھا۔۔
یہ مہرو کا دیا گیا پستہ تھا۔۔

یہ حانم کا پرانا گھر تھا۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ قدم اٹھاتا اسکے گھر کی جانب بڑھ رہا تھا۔
 محلے کی لاٹیٹ گئی ہوئی تھی۔ کچھ گھروں میں روشنی جبکہ باہر اندر ہیرا تھا۔
 وہ جیسے جیسے گھر کے قریب پہنچ رہا تھا اسکی ٹانگوں کی جان نکلتی جا رہی تھی۔
 بالآخر وہ اس دروازے پر پہنچ گیا تھا۔۔۔

لیکن دروازے پر لگے تالے کو دیکھ کر اسکا دل زور سے چلانے کو کیا تھا۔۔۔

"آگیا تو _____ بڑی دیر کردی ___ !!"

آواز پر وہ ایک دم اچھلا تھا۔

دروازے سے کچھ فاصلے پر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائیے کوئی بیٹھا تھا۔
آرجے نے اپنا موبائل نکال کر ٹارچ آن کی تھی۔
وہ ایک فقیر تھا جو پھٹی سی چادر کو اپنے گرد لپیٹے بیٹھا تھا۔

"کون ہو تم--؟؟"

آرجے نے حیرت سے پوچھا تھا اور فقیر کے پھٹے ہوئے سیاہ ہونٹوں پر پراسرار سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"آگیا تو _____ بڑی دیر کردی ___ !!"

آواز پر وہ ایک دم اچھلا تھا۔

دروازے سے کچھ فاصلے پر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائیے کوئی بیٹھا تھا۔
آرجے نے اپنا موبائل نکال کر ٹارچ آن کی تھی۔
وہ ایک فقیر تھا جو پھٹی سی چادر کو اپنے گرد لپیٹے بیٹھا تھا۔

"کون ہو تم--؟؟"

آرجے نے حیرت سے پوچھا تھا اور فقیر کے پھٹے ہوئیے سیاہ ہونٹوں پر پراسرار سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"مجھے اندازہ تھا تم آؤ گے--"

اسکی بات سن کر آرجے کے چہرے پر الجھن پھیلی تھی۔

"کہا تھا میں نے کہ تیرا بیٹا کسی کی زندگی برباد کرے گا۔ کسی نے مانی نہیں تھی میری--"
فقیر کی باتیں آرجے کی سمجھ سے باہر تھیں۔

"کون ہو تم-- اور یہ کیا بول رہے ہو--؟؟"

آرجے دبی دبی آواز میں چلا�ا تھا۔

"بدنصیب--"

فقیر گھرے پراسرار لجے میں کہتے ہوئیے ایک دم اسکی طرف لپکا تھا۔ آرجے اپھل کر پیچھے ہوا تھا۔

"تیرے پاس آئی وہ-- تیرے ساتھ رہی-- پا نہیں سکا اسے تو ____"
فقیر مسکرا یا تھا۔

"اسکا نام تیرے نام سے جڑا ہوا ہے-- پھر بھی چھو نہیں سکا اسے تو ____؟؟ فقیر نے قہقهہ لگایا تھا۔

آرجے کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ یقیناً وہ شخص حانم کی بات کر رہا تھا۔

"کیا تجھے پتا تیرا عورت ذات سے دل کیوں بھر گیا ہے---؟؟"

فقیر نے رازدانہ انداز میں پوچھا تھا۔ آرجے کے خاموش رہنے پر اسکے لبوں مسکراہست گھری ہوئی می تھی۔

"ادھر آتھے کچھ دکھاتا ہوں ---"

وہ آرجے کا ہاتھ پکڑ کر حانم کے گھر سے کچھ فاصلے پر لے گیا تھا۔

"وہ دیکھ ادھر -- دیکھ --"

فقیر نے سخت لبجے میں آرجے کو انگلی کے اشارے سے اوپر دیکھنے کو کہا تھا۔

حانم کے گھر سامنے مسجد تھی۔ اور ایک مسجد گھر سے کچھ فاصلے پر پیچھے کی جانب تھی۔ مسجد کے بیناروں پر بڑی بڑی روشنیاں یعنی راڑ لگے ہوئیے تھے۔ جن کا منہ اتفاقاً حانم کے گھر کی طرف تھا۔ اور دونوں بیناروں سے تیز روشنی نکل کر حانم کے گھر پر پڑ رہی تھی۔

"دیکھ رہا ہے یہ روشنی۔ وہ لوگ یہاں سے جا چکے ہیں پھر بھی خدا نے انکے گھر کو منور کیا ہوا ہے، ثبوت مانگتا ہے پارسائی می کا جا چلا جا ____ !"

فقیر نے غصے سے کہتے ہوئے آرجے کو دھکا دیا تھا جو لڑکھڑا کر پیچھے ہوا تھا۔ اور حیرت سے اس چھوٹے سے روشن گھر کو دیکھ رہا تھا۔
اسکے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئیے تھے۔

"چلا جاتیرے نصیب میں نہیں ہے-- اور نہ تجھے ملے گی-- چلی گئی ہی ہے اب جا تو بھی !!

فقیر واپس اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔
اور آرجے فقیر کی اس بات پر ترپ اٹھا تھا۔

آسیہ بیگم نے اپنی زندگی کے بائی میں سال غربت میں گزار دیئیے لیکن کچھ غلط نہیں کیا تھا۔ اور نہ اپنی بیٹیوں کو کرنے دیا تھا۔ آسیہ بیگم کو اسکے صبر اور نیک ہونے کے پھل حمدان کی صورت میں ملا تھا۔ جبکہ حانم کے ساتھ آرجے نے کیا کیا تھا۔
اسے تو نوازا جانا چاہیئے تھا اور آرجے نے اندھیرا کر دیا تھا اسکی زندگی میں

آرجے کے لب کپکپائیے تھے لیکن وہ کچھ بول نہیں پایا تھا۔ اسے اپنے دل کے دھڑکنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔
اسے احساس ہوا تھا کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر چکا تھا۔

"مم-- مجھے وہ چاہیئے !!
وہ مشکل سے بول پایا تھا۔

"نا ممکن---"

فقیر نے قہقهہ لگایا تھا۔

"تیری قسمت میں نہیں وہ--- اور قسمت کو تو بدل نہیں سکتا۔ جا چلا جا اب ---"

"ایسا نہیں ہو سکتا--- میں قسمت ہی بدل دوں گا---!!"

آرجے خود نہیں جانتا تھا کہ اس نے یہ الفاظ کس احساس کے تحت کہے تھے۔

فقیر نے چونک کراسے دیکھا تھا،

"تو چاہے تو بہت کچھ کر سکتا ہے --- اب چلا جا وقت ضائیع مت کرا!"

"معافی مانگنی ہے اس سے--- وہ سامنے ہوتی تھی تو سب اچھا لگتا تھا---"

وہ گھوٹوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا تھا کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح۔

اسکا الجہ نہ تھا۔ فقیر اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

رات بارہ بجے کے قریب وہ گھر واپس آیا تھا۔ اسکی حالت ایسی ہی تھی جیسے سب کچھ ہار کے آیا ہو۔

کمرے میں آنے کے بعد سب سے پہلے اس نے میز سے وہ تصویر اٹھائی تھی جو اس نے

اس روز فوٹوفریم سمیت دیوار پر دے ماری تھی۔
ملازم نے صفائی کی تو وہ اٹھا کر میز پر رکھ دی تھی۔

"Don't Touch My phone You Muggles"

کچھ یاد آنے پر وہ مسکرا دیا تھا۔

اسکلی آنکھوں میں پھسلی نمی اسکے اندر کی تبدیلی پر گواہی دے رہی تھی۔

اس نے شہادت کی انگلی سے تصویر میں موجود حانم کے چہرے کو چھوڑا تھا۔

"میں لکھی سے کہتا تھا کہ تم بہت خود سر اور گھمنڈی لڑکی ہو۔۔ اور میں بالکل ٹھیک کہتا تھا۔۔

تم نے نظر نا آنے کی قسم اٹھائی تھی اور اپنی اس قسم پر پورا اتر رہی ہو۔۔"

وہ اب میز کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ کر اس سے باتیں کر رہا تھا۔

"لیکن یاد رکھنا میں بھی آر جے ہوں، جس دن مل گئی نا بخشوں گا نہیں۔۔"

اس نے مصنوعی غصہ کیا تھا۔

اگر کوئی می اسے دیکھ لیتا تو یقین نہیں کرتا کہ وہ آر جے تھا جسکلی آنکھ میں کبھی آنسو نہیں آیا تھا اور اب وہ نم آنکھیں لیتے بیٹھا تھا۔

"معافی مانگنی تھی مجھے اکثر غصے میں بہت غلط بول جاتا ہوں۔۔!!"

اتنا نرم لجھ۔۔ خود حانم دیکھ لیتی تو بے ہوش ہو جاتی۔

"تم ٹھیک کہتی تھی کہ میں صرف چالاک ہوں-- ذہین نہیں ہوں-- اگر ذہین ہوتا تو یہ سب کرنے سے پہلے سوچ لیتا۔"

آرجے نے ایک گھری سانس لی تھی۔

"دیکھو اگر تم نے معاف نہیں کرنا تو ٹھیک ہے پھر میرا پیچھا چھوڑ دو۔ کیوں ہر جگہ نظر آتی ہو۔"

اسکے لمحے میں التھا تھی۔

"صرف ایک بار۔ ایک بار مل لو۔ ایک بار نظر آجائو میں سب ٹھیک کر دوں گا۔"

اسکے دل نے دھائی دی تھی۔
لیکن جانے والے واپس کب آتے ہیں۔

"آرجے میں چاہتا ہوں کہ تم ملتان جاؤ۔ مدتحہ کی منگنی پر تمہارا ہونا لازمی ہے اگر ایر جنسی میں یہ رشتہ ناطے کیا جاتا تو میں ضرور آتا۔"

"مدتحہ کی منگنی---؟؟"

حشام کی بات نے اسے حیرت میں ڈال دیا تھا۔

"ہاں-- بابا سائیں نے اپنے کسی دوست کے بیٹے کے ساتھ اسکارشٹے طے کیا ہے-- تمہیں سب فون کرتے ہیں لیکن تم کسی سے بات کرو تب تمہیں کچھ پتا چلے نا--
اب تمہیں جانا چاہیئے--!"

حشام ٹھیک کہہ رہا تھا اس نے کتنے دنوں سے گھر بات نہیں کی تھی اور نہ ہی کسی کی کال اٹھائی تھی۔

وہ پتا نہیں بے مقصد سارا سارا دن لاہور کی خاک چھانتا تھا-- جسے ڈھونڈ رہا تھا وہ اسے نہیں ملنے والی تھی۔

"ایسے کیسے ابھی سے رشتہ طے کر دیا ابھی وہ بچی ہے-- پڑھ رہی ہے اسکی تعلیم تو مکمل ہونے دیتے--"
آرجے کو غصہ آیا تھا۔

وہ اور مدتکہ رضائی ہی بہن بھائی ہی تھے۔ آرجے کے پیدا ہونے پر کچھ پچیدگیوں کے باعث عائی شہ جبیل اسے دودھ نہیں پلاپائی ہی تھیں اور یہ کام بی جان نے کیا تھا۔ وہ اور مدتکہ عمر بھی تھے-- وہ اس سے کچھ دن چھوٹی تھی۔

"یہ باتیں تم بابا سائیں سے جا کر پوچھو۔ وہ ہی تمہیں جواب دینگے--"
حشام اس سے بحث نہیں کرنا چاہتا تھا۔

Classic Urdu Material

"دیکھ لونگا میں سب کو--"

آرچے غصے سے کہتا فون بند کر چکا تھا۔ جبکہ حشام کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑگئی تھی۔ وہ حشام سے زیادہ مذکحہ کو اپنی بہن مانتا تھا۔ اور اسکی باتیں سنتا تھا۔

"بچی نہیں رہی اب وہ بائی یہ سال کی ہوگئی می ہے اتنا بھی نہیں سمجھتا--"

Hasham نے فون کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ اور پھر سر جھٹک کر یونیورسٹی جانے کیلئے تیار ہو گیا تھا۔

سیدوں کی حوالی کو دہنوں کی طرح سجا گیا تھا۔ وجہ اس حوالی کی وہ اکلوتی بیٹی تھی جسکی کی آج منگنی تھی۔

بی جان کے کہنے پر وہ ڈھنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ مذکحہ تیار ہوئی می بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"تم خوش تو ہونا--؟؟؟"

آرچے نے مذکحہ سے پوچھا تھا۔

"جج-- جی-- خوش ہوں--"

وہ نظریں چراگئی تھی۔ آرچے نے اسکی یہ حرکت اچھے سے نوٹ کی تھی۔

Classic Urdu Material

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا ملازمہ اسے بلانے آگئی تھی۔

"چھوٹے صاحب آپکو بڑے صاحب نے بلا�ا ہے--"

وہ ادب سے سر جھکائی سے کہہ رہی تھی۔

"آتا ہوں--"

آرجے نے جواب دیا تھا۔

"دیکھو کوئی بھی مسئی لہ ہو تو مجھے بتا دینا۔ لڑکا نہ پسند آئیے تو بھی۔۔۔ سمجھ رہی ہو

نا میری بات--"

"ہمم--"

مدتحہ نے جھکے سر کو اثبات میں ہلا دیا تھا۔

"اوکے میں آتا ہوں--"

وہ کہہ کر اٹھ گیا تھا۔ اور اسکے جانے کے بعد مدتحہ کی سیلیوں اور محلے کی لڑکیوں نے مدتحہ کے گرد گھیرا ڈال لیا تھا۔

"ڈیڈ آپ نے بلایا۔۔؟؟"

وہ سید جبیل کے پاس جا کر پوچھ رہا تھا۔

"تم اندر کیا کر رہے ہو تمیں پتا نہیں کہ مہمان آنے والے ہیں انکا استقبال بھی کرنا ہے حشام نہیں ہے یہاں پر اسکے کام تم نے کرنے ہیں۔۔۔ جاؤ بھائی می صاحب کے پاس اور مہمانوں کا استقبال کرو۔۔۔"

وہ سخت سے لمحے میں کہہ رہے تھے۔

جبکہ آرجے سر جھٹک کر ضیا، جبیل کی طرف بڑھ گیا تھا جو مہمانوں میں گھرا ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد لڑکے والے آگئیے تھے۔ لڑکے کو دیکھ کر آرجے کو حوصلہ ہوا تھا۔
سید فرقان ایک پڑھا لکھا اور باشعور انسان لگ رہا تھا۔

وہ اچھے سا جانتا تھا کہ سید جبیل یعنی اسکے ڈیڈ رشتون کے معاملے میں اسکی بات نہیں سننے والے تھے۔

اگر مذکور خوش تھی تو وہ کچھ غلط نہیں کرنا چاہتا تھا۔

انکے خاندان کی روایات کے مطابق لڑکے اور لڑکی کی شادی سید خاندان سے باہر نہیں کی جاتی تھی۔ یہ وہ سب اچھے سے جانتے تھے۔

جب انکو ٹھی پہنانے کی رسم ہو رہی تھی تو لڑکے والوں کے ساتھ آئی لڑکیوں کو اس نے خود پر گھوڑتے پایا تھا۔

وہ سب اسے ستائی شی نظروں سے دیکھ رہی تھیں--

"حد ہے پار---"

آر جے کو پہلی بار کوفت ہوئی تھی۔۔ ورنہ لڑکیوں کے اس طرح گھورنے پر وہ اپنی بتیسی لازمی دکھاتا تھا۔

پھر اچانک اسکی نظر سامنے ایک بیش قیمتی صوفے پر بیٹھے فرقان اور مذکحہ پر پڑی تھی جنکا منگنگ کا کہہ کر ابھی تھوڑی دیر پہلے نکاح ہوا تھا۔۔

یہ بس اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہ خود حیران رہ گیا تھا۔۔

بڑے لوگوں کی سرگوشیاں اسے کچھ بھی بتا نہیں پائی تھیں۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے بیش قیمتی صوفہ لکڑی کے بینچ میں بدل گیا تھا۔۔ روشنیوں کی جھلماہٹ کم ہو کر بجلی کی چمک میں بدل گئی تھی۔۔

وہاں موجود لڑکیوں کے قہقہے۔۔ بادلوں کی گرجنے کی آواز میں بدل گئیے تھے۔۔

اس نے دیکھا تھا۔۔ صاف دیکھا تھا۔۔

سامنے بینچ پر حانم اور آر جے بیٹھے تھے۔۔

وہ گھور رہی تھی۔۔ جبکہ آر جے مسکارا تھا۔۔

اسکی دل کی دھرکن کی تھی۔۔ وقت جیسے ٹھہر سا گیا تھا۔۔

دل ڈوب کر ابھرا تھا۔۔

وہ ایک پل تھا۔۔ بس ایک پل۔۔ پھر سب نارمل ہو گیا تھا۔۔
سکیوں کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی می تھی اور آرجے کا سارا سکون برباد کر گئی تھی۔
وہ الٹے قدموں چلتا ہولی سے باہر نکلا تھا۔۔
اسکی آنکھوں میں پھیلی نمی نے ہر منظر کو دھنڈا کر رکھ دیا تھا۔

”کیا تم اب حشام جبیل کو پسند نہیں کرتی۔۔؟؟“
ایلا پوچھ رہی تھی۔ ماہی نے چونک کرا سے دیکھا تھا۔

”اسے کیسے بھول سکتی ہوں۔۔“
وہ پھیلی سی ہنسی ہنس دی تھی۔

”پھر اب اسکا ذکر نہیں کرتی۔۔ نا اسکے پیچھے جاتی ہو۔۔ کیا محبت ختم ہو گئی۔۔؟؟“
ایلا کی بات سن کر ماہی تڑپ اٹھی تھی۔

”محبت کبھی ختم نہیں ہوتی ایلا۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔“

میں نے اسے چاہا ہے اور ہمیشہ چاہوں گی۔۔ اب اسکے پیچھے اس لیتے نہیں جاتی کہ وہ مجھے
پسند نہیں کرتا اور میں ایک لڑکی ہوں۔۔ میرے بابا نے مجھے محبت کرنا سکھائی می ہے لیکن

عزت نفس کا سودا کرنا کبھی نہیں سکھایا۔

میں پاگل تھی جو اسکے پیچھے گئی۔۔ ایک لڑکی کو یہ سب زیب نہیں دیتا۔۔!!

"اچھا تو یہ بات ہے۔۔ محبت میں انا آگئی۔۔"

"نہیں ایلا۔۔ انا نہیں۔۔ یہ انا نہیں ہے۔۔ میں تو پہلے ہی خاک ہو چکی ہوں بچا کچھ بھی نہیں۔۔ لیکن میں اپنے بابا کا مان نہیں توڑ سکتی۔۔"

وہ مسکرائی تھی پھر جوس کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا تھا۔۔ وہ دونوں یونیورسٹی کے کیفے میں موجود تھیں۔ اور ایلا صرف سر ہلا کر رہ گئی تھی۔۔

میرے ہمسفر تیری بے رُخی۔۔۔ دلِ مُبتلاء کی شکست ہے،
اسے کس طرح میں کہوں فتح یہ میری اناہ کی شکست ہے،

تو چلا گیا مجھے چھوڑ کر میں نے پھر بھی تجھکو صدائیں دیں
میرے ہمسفر تو رُکا نہیں۔۔ یہ میری صدا کی شکست ہے،

تجھے لا کے دل میں بیٹھا دیا تُجھے راز ہر اک بتا دیا،
تونے پھر بھی کوئی وفانہ کی یہ میری وفا کی شکست ہے،

میں چراغِ کونہ مزاج تھا۔۔۔ تجھے بجلیوں کی طلب رہی،
مجھے آندھیوں نے بُجھا دیا یہ میری ضیاء کی شکست ہے،

مجھے کوئی تجہ سے گلانہیں تو ملاتا کب کا بچھڑ گیا،

میرے جرم کی ہے یہی سزا یہ میری سزا کی شکست ہے،

میری خاموشی کے بیان کو تو سمجھ کے بھی نہ سمجھ سکا،

میرے آنسوؤں کا پیام ہی ----- دل بے نواء کی شکست ہے،

غمِ داستانِ حیات کے ----- سبھی تذکرے ہوئے رائیگار،

میرے چارہ گر تیرا یہ ہٹر میری ہر دعا کی شکست ہے،

مجھے خاموشیءُ حیات میں یوں کبھی نہ کوئی گرا سکا،

تیری خاموشی کی پُکار ہی میری ابتداء کی شکست ہے....!!!

"آرجے آیا تھا حشام بھائی ۔۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے ۔۔ وہ حانم سے ملنا چاہتا تھا

اسکا پتہ مانگ رہا تھا ۔۔ مجھے خود نہیں پتا تھا ۔۔ جو مرد نے اسے پتہ دیا وہ اسے وہاں نہیں

ملی !

کلی حشام کو بتا رہا تھا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ حانم کہاں ہے ۔۔ ؟؟"

حشام نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں پوچھا تھا۔

Classic Urdu Material

"نمیں بھائی میں نہیں جانتا--"
لکی سچ بول رہا تھا۔

"اسکے کوئی می رشتدار کوئی می تو ہونگے جنکا مہرو کو پتا ہو۔۔؟؟"

حشام امید سے پوچھ رہا تھا۔

"نمیں بھائی می-- مہرو بھی نہیں جانتی--"

"ہمم-- پھر کہاں چلی گئی می وہ-- آسمان کھا گیا اسے یا زین نگل گئی می--"

حشام سوچ رہا تھا۔

"بہت برا کیا ہے ہم نے اسکے ساتھ-- میں جب سوچتا ہوں کہ اسکا مكافات عمل ہوا تو کیا ہوگا۔۔؟؟"

لکی کو سزا سے ڈر لگتا تھا۔

"جو ہونا تھا وہ ہو گیا اور جو ہونا ہے اسے ٹالنا ممکن نہیں۔۔ کوشش کرو کہ اسے ڈھونڈ سکو۔۔
اس سے پہلے کہ کچھ غلط ہواں سے معافی مانگنی چاہیئے تم لوگوں کو۔۔ ورنہ مكافات عمل کی
لپیٹ میں بہت سے لوگ آئیں گے۔۔!!"

حشام کہہ کر فون بند کر چکا تھا جبکہ لکی کا دل ایک بار پھر لرزائٹھا تھا۔

آج اسکا بہت بڑا شو ہونے جا رہا تھا وہ ساری رات نہیں سویا تھا۔۔ اسے وہ آوازیں سونے نہیں دیتی تھیں۔

نیند اور درد کی شدت سے سرخ آنکھیں لیتے وہ شو میں جانے کیلیتے تیار تھا۔
یہ ردھم بینڈ کا اب تک کا سب سے بڑا شو تھا۔ آرجے کی ڈیمانڈ بہت تھی بہت سی میوزک
کمپنیاں اس سے جڑنے کو تیار تھیں۔ لیکن وہ مانتا ہی نہیں تھا۔

وہ ساری رات اس نے لاونچ میں صوف پر بیٹھ کر گزاری تھی۔۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے
جانم یونیورسٹی میں گھومتی نظر آرہی تھی۔۔

اسکا خاص ہونا اسکے لیتے کتنا تکلیف دہ تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔۔
وہ اپنا درد کسی سے کہہ نہیں سکتا تھا۔۔ کسی کو بتا نہیں سکتا تھا۔۔۔ وہ اپنے احساسات کو
کوئی ہی نام نہیں دے پا رہا تھا۔

وہ دن میں بھی نہیں سویا تھا۔۔ اسکی ٹیم اسے پریکلنس کیلیتے بلا قی رہی تھی لیکن وہ نہیں گیا
تھا۔

سیاہ پینٹ پر مہرون شرٹ اور سیاہ ہی جیکٹ پہنے وہ اچھا لگ رہا تھا۔۔
اسکی بازو پر موجود ٹیٹو آرجے اسے ایک سنگر بنایا تھا۔۔ جیسے پوفشنل سنگر ہوتے ہیں۔

کچھ دیر بعد اس نے اپنی گٹار اٹھائی می اور گھاڑی میں بیٹھ کر سفر پر نکل پڑا تھا۔ پچھلے دو دنوں
سے اسکا دل بہت اداس تھا۔۔

ایک عجیب سی بے چینی اسے اداس کیتے ہوئے تھی۔
لیکن جانے سے پہلے وہ حanim کی تصویر دیکھنا نہیں بھولا تھا۔
وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کس سفر پر نکلا تھا۔۔ ایسا سفر جہاں موت گھات لگائیے بیٹھی
تھی۔۔
وہ شاید کبھی واپس نہیں لوٹنے والا تھا۔

رات کے اس وقت اسٹیڈیم لوگوں سے کچھ کچھ بھرا پڑا تھا۔
آرجے کا نام ہر شخص کے لبوں پر گونج رہا تھا۔
روشنیوں میں نہایا اسیج اسے اپنی طرف دعوت رہا تھا۔
وہ اسیج پر چڑھا تھا۔ لوگوں کے جوش اور نعرے پہلے سے زیادہ بڑھ گئیے تھے۔
آج وہ گانے نہیں جا رہا تھا بلکہ اپنے دل کا حال کو لفظوں کی شکل دینے جا رہا تھا۔
آرجے نے اسیج پر کھڑے ہو کر ایک نظر عوام پر ڈالی تھی۔۔
اسکی نظروں میں تلاش تھی۔۔ کسی اور کی جستجو۔۔ لیکن وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی۔۔
اس نے ایک گھرہ سانس لیا تھا۔۔ اور پھر گانا شروع کیا تھا۔

"تو سفر میرا

تو ہی میری منزل

تیرے بن اگزارا

اے دل ہے مشکل —"

اسکے گائیے الفاظ نے بھوم کو پاگل کر دیا تھا۔

لوگ کسی ٹرانس کی کیفیت میں اسے سن رہے تھے۔

آر جے نے آنکھیں بند کی تھیں اور تصور میں خود کو حانم کے سامنے بیٹھے پایا تھا۔

وہ اسے خلفگی سے گھور رہی تھی،

اب وہ مہرو کے ساتھ ہنس رہی تھی،

"یہ روح بھی میری

یہ جسم بھی میرا

اتنا میرا نہیں

جتنا ہوا تیرا —

اس نے آنکھیں کھولی تھیں جن میں نمی پھیلی تھی اور جو سرخ ہو چکی تھیں۔

Classic Urdu Material

"جس دن ہر ذی روح کو زندہ کیا جائیے گا اور مددوں کو قبروں سے اٹھایا جائیے گا میری
دعا کہ ہمارا اس دن بھی سامنا نہ ہوا _____"

حanim کے جملے اسکے کانوں میں گونجے تھے۔۔۔ کتنا درد دیتے اسکے یہ الفاظ یہ صرف وہی جانتا تھا۔

"تو نے دیا ہے جو

وہ درد ہی سی

تجھ سے ملا ہے تو

انعام ہے میرا

میرا آسمان ڈھونڈے

تیری زمین۔۔۔

میری ہر کمی کو ہے

تو لازمی

آرچے نے آسمان کی طرف دیکھا تھا۔

"زمین پر نہ سی

تو آسمان میں آمل

تیرے بنائے گزارہ

اے دل ہے مشکل _____"

Classic Urdu Material

یہ الفاظ نہیں تھے اسکی شدت تمھی اسکی خواہش تمھی--

اسکے اندر کی تریپ رہی جو لفظوں کا روپ دھار کر باہر نکل رہی تمھی۔

لوگ آج اسکے درد پر عش عش کرائھے تھے۔ عوام اس سے بات کرنے کیلئے پاگل ہو رہی تمھی۔۔ وہ اسکا آلوگراف لینا چاہتے تھے۔ اور وہ کسی اور دنیا میں پہنچا ہوا تھا۔

"ادھورا ہو کے بھی

ہے عشق میرا کامل

تیرے بننا گزارہ

اے دل ہے مشکل

آرجے نے آنکھیں کھولی تھیں۔۔ وہ اسے پھر کہیں نظر نہیں آئی تھی۔

وہ اس سُنج سے نیچے اترا تھا اور پھر سب کے آواز دیتے دیتے بھی وہ اس جگہ سے باہر نکل آیا تھا۔

"واہ کمال کر دیا آج اس لڑکے نے-- اتنا درد اتنی شدت-- یہی چیز تو چاہتا تھا میں-- گاڑی

نکالو مجھے یہ لڑکا چاہیئے !!

مسٹر رحمن اپنے اسٹوڈیو کے کیپن میں بیٹھا آرجے کی پرفارمنس دیکھ کر عش عش کرائھا تھا۔

"جی ٹھیک ہے بس---"

اسکا سیکرٹری اشبات میں سرپ്ലاتا باہر نکل گیا تھا۔

"کسی بھی قیمت پر وہ بچنا نہیں چاہیتے--

پسے ڈبل ملیں گے-- وہ میرا نہیں ہو سکتا تو کسی کا بھی نہیں ہوگا ____ !!

اس نے روپیوں سے بھرا بیگ دو جرأتم پیشہ افراد کے سامنے رکھتے ہوئے کہا تھا جو شکل سے خوفناک نظر آتے تھے۔

"کام ہو جائیے گا میڈم ____ !!

وہ اسے یقین دلاتے بیگ اٹھا کر باہر نکل گئیے تھے۔

"ایم سوری آر جے لیکن میں اپنی پسند کسی اور نہیں دیتی ____ !!

وہ افسر دہ لجے میں کہہ رہی تھی۔

رات کے اس پھر وہ تیز رفتار سے گاڑی چلا رہا تھا۔ اسکی آنکھوں کی نی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

راسٹہ سنسان تھا سڑک پر ایک دو گاڑیاں ہی نظر آرہی تھیں۔

اسکا موبائل اور والٹ ساتھ والی سیٹ پر رکھا تھا۔

آج وہ اسے پوری شدت سے یاد آئی ہی تھی اور اسکے نظر نہ آنے پر وہ پاگل سا ہو رہا تھا۔

کچھ دیر کیلئے اسکی نظر سامنے سے ہٹی تھی اور پھر ایک زور دار دھماکہ ہوا تھا۔ سامنے سے آتے ایک تیز رفتار ٹرک نے اسے پوری وقت سے ٹکر مارنے کے بعد اڑا دیا تھا۔

اسے سنبلنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔

گاڑی اچھل کر دور جاگری تھی۔ آر جے کو ہر چیز گھومتی محسوس ہو رہی تھی۔

ٹکلیف کی ایک لہ اسکے پورے جسم میں پھیل گئی تھی۔

آر جے نے مشکل سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔ اسکے سر سے خون نکل رہا تھا جیسے ہی اس نے آنکھیں کھولی تھیں اسکی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔

ایک دھماکہ کی آواز کے ساتھ خاموشی چھا گئی تھی۔۔

اتنی گھری خاموشی جو اس نے کبھی محسوس نہیں کی تھی۔

اسے اوندھے پڑے کو ایک لمبی سے سرنگ نظر آرہی تھی۔

جہاں بہت تیز روشنی تھی۔۔ اس تیز روشنی اور سرنگ کے اندر اسے وہ نظر آیا تھا۔۔ دس سال کا

روحان جبیل

جو سرنگ میں چل رہا تھا۔۔

"ماما--"

وہ کسی کو پکار رہا تھا۔

اور پھر کچھ دیر چلنے کے بعد وہ سرنگ کے آخری سرے پر پہنچا تھا۔ جماں وہ مسکرا رہی تھی۔

باں-- وہ عائی شہ جبیل اسکی ماں
خوبصورت سی مسکراہست--

"روحان-- آگئی سے تم !!

وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ماما--"

دس سالہ روحان اپنی ماں کی طرف بھاگا تھا۔

"کام تمام کرتے ہیں--"

ٹرک میں موجود ایک آدمی نے دوسرے سے کہا تھا۔

اور پھر انہوں نے ٹرک کو گاڑی کے اوپر چڑھا کر گاڑی کو بری طرح سے کچل ڈالا تھا۔ آر جے کے جسم نے اتنی تکلیف کچھی محسوس نہیں کی تھی۔ وہ چیخ بھی نہیں پایا تھا۔ اور پھر اسکی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔



”اما“

دس سالہ روحان اپنی ماں کی طرف بھاگا تھا۔

”کام تمام کرتے ہیں--“

ٹرک میں موجود ایک آدمی نے دوسرے سے کہا تھا۔

اور پھر انہوں نے ٹرک کو گاڑی کے اوپر چڑھا کر گاڑی کو بری طرح کچلا سے تھا۔

آرجے کے جسم نے اتنی تکلیف کچھی محسوس نہیں کی تھی۔ وہ چیخ بھی نہیں پایا تھا۔ اور پھر اسکی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔

وہ دونوں آدمی ٹرک سے نیچے اترے تھے۔ راستہ سنسان پڑا تھا۔ سڑک کے ایک جانب جنگل تھا جبکہ دوسری طرف بیابان۔۔۔

وہاں اس وقت کوئی نہیں تھا۔ دونوں آدمیوں کے چہروں پر تھوڑی سی پریشانی تھی۔

انہوں نے رات کے اندر ہیرے میں جلدی جلدی ٹرک سے پڑول کی ایک بہت بڑی بوتل نکالی تھی اور پھر الٹی پڑی ٹوٹی پھوٹی گاڑی پر اسے چھڑک کر آگ لگادی تھی۔

ان ظالموں کے ہاتھ نہیں کانپے تھے ایسا کرتے ہوئے۔ شاید وہ جرم اور ظلم کرنے کے عادی ہو چکے تھے

گاڑی میں آگ کسی سوکھی لکڑی کی طرح لگی تھی۔

آس پاس نظریں دوڑانے کے بعد کہ کسی نے غلطی سے دیکھا تو نہیں وہ لوگ ٹرک میں بیٹھ کر واپس چلے گئیے تھے۔

ڈیرہ سال سرکوں پر آوارہ گردی کرنے کے بعد، ڈیرہ سال کسی کو دیکھنے کیلئے ترپنے کے بعد اور پھر اسی ترپ کو دل میں لیتے،
وہ شخص ابدی نیند سوچ کا تھا _____ !!

لبی جان کا دل شام سے ہی بہت گھبرا رہا تھا وہ بار بار آرجے تو کبھی حشام کا نمبر ملا رہی تھیں۔
حشام سے انکی بات ہو چکی تھی جبکہ روحان فون نہیں اٹھا رہا تھا اور اب اسکا نمبر بند جا رہا تھا۔
”میرا دل بہت گھبرا رہا ہے حشام بیٹا تم روحان کو فون کرونا _____ !!!“
لبی جان پریشانی سے کہہ رہی تھیں۔

”میں نے کوشش کی ہے لبی جان اسکا نمبر واقعی بند جا رہا ہے“
آج دل تو حشام کا بھی اداں تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ بے سبب اداسی کیوں تھی؟
”رات اسکا شو تھا میں پوچھتا ہوں اسکے کسی دوست سے آپ پریشان نا ہوں _____ !“
وہ لبی جان کو تسلی دینے کے بعد فون بند کر چکا تھا۔

وہ بار بار کبھی آرجے کا تو کبھی اسکے دوستوں کا نمبر ملا رہا تھا لیکن کسی سے رابطہ ممکن نہیں

ہو رہا تھا۔

رات اس نے آرچے کو لے کر ایک برا سا خواب دیکھا تھا، اس نے آرچے کو بہت تکلیف میں دیکھا تھا، وہ اسے شیطان کا بہکاؤہ سمجھ کر خود کو تسلی دے چکا تھا لیکن اب اسکا دل ہول رہا تھا،

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے؟

حشام اداس دل کے ساتھ یونیورسٹی آگیا تھا۔ لیکن اسکا ذہن آرچے میں اٹکا تھا۔

آخری کلاس لینے کے بعد جیسے ہی وہ یونیورسٹی سے باہر نکلا تھا اسے مدتحہ کی کال آئی تھی۔ وہ بار بار فون کر رہی تھی۔ حشام گاڑی چلاتے ہوئے فون نہیں سنتا تھا۔ اسے بار بار فون کرنے کے باعث حشام نے کال اٹھائی تھی۔

”حشام بھائی می۔۔۔“

مدتحہ کی دل چیر دینے والی آواز ابھری تھی۔

”کیا ہوا گریا۔۔۔؟؟“

حشام نے پیار سے پوچھا تھا۔

”حشام بھائی میں“

اس نے پھر دہلا دینے والی چیخ ماری تھی۔ وہ بڑی طرح سے رو رہی تھی۔

”کیا ہوا رو کیوں رہی ہو سب ٹھیک تو ہے نا۔؟؟“

حشام کا دل کانپا تھا اور پھر اسکے بعد مدتحہ نے جو اسے خبر دی تھی اسے سن کر حشام کی گماڑی کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔

اسے مدتحہ کے الفاظ کسی بم دھماکے سے کم محسوس نہیں ہو رہے تھے۔
اسکا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

پچ سرٹک میں وہ گماڑی روکے بے یقینی اور حیرت و خوف سے پھٹے چہرے کے ساتھ موبائل کو دیکھ رہا تھا جس سے مدتحہ کے رونے کی آواز ابھر رہی تھی۔

”ہانی بچے تمیں کوئی می بار بار فون کر رہا ہے پہلے فون سن لو۔!!“
لوسی ماں کی آواز ابھری تھی۔

حanim کچن میں حلیمہ بی کے ساتھ مل کر کونگ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ نچپن سے لے کر اب تک اپنی پڑھائی می میں اتنی مشغول رہی تھی کہ اسے گھر کے کام سیکھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔

اور اب وہ اپنا وقت گزارنے کیلئے حلیمہ بی کے ساتھ کونگ کرنے کی کوشش کرتی تھی۔

”آرہی ہوں لوسی ماں“

حanim نے کچن سے ہی جواب دیا تھا۔

وہ خود کو نارمل دکھاتی تھی، دن میں وہ سب کے ساتھ ہوتی تھی، اس نے اپنا درد چھپانا شروع کر دیا تھا۔

البتہ رات کو ماضی کی یادیں اسے کسی زبریلے سانپ کی طرح ڈستی تھیں۔

وہ سنک پر ہاتھ دھونے کے بعد کچن سے نکل کر لاونچ میں آئی تھی۔ جہاں میز پر رکھا اسکا فون بار بار رنگ کر رہا تھا۔

لوسی ماں ایکیوریم میں گھومتی رنگی برنسکی مچھلیوں کو انکی خوراک ڈال رہی تھیں۔

ماہم کی کال تھی۔ حanim کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

”ہیلیو اسلام علیکم !!“

حanim نے خوشلی سے کہتے ہوئے فون کان سے لگایا تھا۔

”ہانو آپی--“

جواد کی آواز ابھری تھی۔ حanim ایک دم چونکی تھی۔

”کیا ہوا جواد--؟؟؟“

"ہانو آپی وہ---"

جواد ہچکیاں لے رہا تھا، وہ رو رہا تھا۔

"یا اللہ خیر——"

حانم کا دل دہل گیا تھا اس نے بے ساختہ دعا مانگی تھی۔

"آپی وہ مر گیا---!!"

جواد بری طرح سے رو رہا تھا۔

"سک--- کون مر گیا جواد---؟؟"

حانم کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"ہانو آپی آر جے مر گیا---!!"

جواد کے الفاظ اس پر کسی بھلی کی طرح گرے تھے۔ وہ وہیں صوفے پر ڈھے گئی تھی۔

"آپی آر جے کا ایکسٹرینٹ ہوا کل رات وہ مر گیا---!!"

حانم کو سمجھ نہیں آہی تھی کہ وہ جواد کو کیا جواب دے۔

وہ جانتی تھی کہ ماہم اور خاص طور پر جواد آر جے کا کتنا بڑا مدارج تھا۔ اسکے تو کمرے میں بھی

آر جے کی فواؤز لگی تھیں۔

"ایسا نہیں ہو سکتا نا آپی-- وہ نہیں مر سکتا نا-- وہ ابھی تو ____"

جواد سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

وہ ماشاء اللہ پندرہ سال کا ہوچکا تھا۔ حانم اور ماہم سے قد میں زیادہ لمبا ہوچکا تھا۔ اور ایک سنگر کیلیئے جسے وہ کبھی ملا بھی نہیں تھا اسکے مرنے پر پاگلوں کی طرح رو رہا تھا۔

"ستت-- تمہیں کس نے کہا جواد-- میرا مطلب--"

حانم نے کیپکاتے لبوں سے پوچھا تھا۔

"ٹی وی پر دیکھا ہر جگہ نیوز چل رہی ہے، پتا ہے رات اسکا شو تھا، اتنا اچھا لگ رہا تھا وہ-- مجھے لگا کہ کہیں اسے نظر نہ لگ جائیے اور-- اور-- اسے تو موت نے-- ہی--"

جواد سے بولا نہیں جا رہا تھا وہ فون بند کرچکا تھا۔

لاشوروی طور پر حانم کی آنکھ سے آنسو نکلا تھا، اسکے گال سے پھسلنے کے بعد اسکی گود میں رکھے ہاتھ پر جا گرا تھا۔ وہ ایک دم پونکی تھی۔

"کیا اس شخص کے مر جانے سے حانم کی اذیت میں کمی آجائی تھی-- ؟؟ کیا وہ سب کچھ بھول سکتی تھی-- ؟؟

حانم کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے اس انسان کی موت پر افسوس کرنا چاہیئے یا خوش ہونا چاہیئے-- ؟؟

اسے اپنے دماغ میں درد کی ایک لہر اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔
وہ مرے مرے قدموں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

”کُلْ نَفْسٍ ذَالِقَةُ الْمَوْتِ -
ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے“

خالق کائنات اللہ رب العزت نے ہر جاندار کے لیئے موت کا وقت اور جگہ متعین کر دی ہے اور موت ایسی شہ ہے کہ دنیا کا کوئی بھی شخص خواہ وہ کافر یا فاجر حتیٰ کہ دہریہ ہی کیوں نہ ہو، موت کو یقینی مانتا ہے۔ اور اگر کوئی موت پر شک و شبہ بھی کرے تو اسے بے وقوفون کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ بڑی بڑی مادی طاقتیں اور مشرق سے مغرب تک قائم ساری حکومتیں موت کے سامنے عاجزو بے لب ہو جاتی ہیں۔

موت بندوں کو ہلاک کرنے والی، بچوں کو یتیم کرنے والی، عورتوں کو بیوہ بنانے والی، دنیاوی ظاہری ساروں کو ختم کرنے والی، دلوں کو تحرانے والی، آنکھوں کو رلانے والی، بستیوں کو اجڑانے والی، جماعتیں کو منتشر کرنے والی، لذتوں کو ختم کرنے والی، امیدوں پر پانی پھیرنے والی، ظالموں کو جسم کی وادیوں میں جھلسانے والی اور مستقیموں کو جنت کے بالاخانوں تک پہنچانے والی شی ہے۔

موت نہ چھوٹوں پر شفقت کرتی ہے، نہ بڑوں کی تعظیم کرتی ہے، نہ دنیاوی چوہدریوں سے ڈرتی

ہے، نہ بادشاہوں سے ان کے دربار میں حاضری کی اجازت لیتی ہے۔ جب بھی حکم خداوندی ہوتا ہے تو تمام دنیاوی رکاوٹوں کو چیرتی اور پھرائتی ہوئی مطلوب کو حاصل کر لیتی ہے۔

موت نہ نیک صالح لوگوں پر رحم کھاتی ہے، نہ ظالموں کو بخشنی ہے۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کو بھی موت اپنے گلے لگا لیتی ہے اور گھر بیٹھنے والوں کو بھی موت نہیں چھوڑتی۔ اخروی ابدی زندگی کو دنیاوی فانی زندگی پر ترجیح دینے والے بھی موت کی آغوش میں سوجاتے ہیں، اور دنیا کے دیوانوں کو بھی موت اپنا لقمہ بنالیتی ہے۔

موت آنے کے بعد آنکھ دیکھ نہیں سکتی، زبان بول نہیں سکتی، کان سن نہیں سکتے، ہاتھ پیر کام نہیں کر سکتے۔ موت نام ہے روح کا بدن سے تعلق ختم ہونے کا اور انسان کا دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کرنے کا۔

ترقی یافتہ سائنس بھی روح کو سمجھنے سے قاصر ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح طور پر اعلان فردیا ہے:

"فُلِّ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ"

روح صرف اللہ کا حکم ہے---"

موت پر انسان کے اعمال کا رجسٹر بند کر دیا جاتا ہے، اور موت پر توبہ کا دروازہ بند اور جزا و سزا کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

حضرور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے یہاں تک کہ اُس کا آخری وقت آجائے۔"

ہم ہر روز، ہر گھنٹہ، بلکہ ہر لمحہ اپنی موت کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ سال، مہینے اور دن گز نے پر ہم کہتے ہیں کہ ہماری عمر اتنی ہو گئی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایام ہماری زندگی سے کم ہو گئے۔

موت ایک مصیبت بھی ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور وہیں تمہیں موت کی مصیبت پیش آجائے۔ (سورہ المائدۃ ۱۰۶)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پاک کلام کی متعدد آیات میں موت اور اس کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ جن میں سے چند آیات پیش خدمت ہیں:

"ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور تم سب کو (تمہارے اعمال کے) پورے پورے بدلتے قیامت ہی کے دن ملیں گے۔ پھر جس کو دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ صحیح معنی میں کامیاب ہو گیا، اور یہ دنیاوی زندگی تو (جنت کے مقابلے میں) دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔" (سورہ آل عمران ۱۸۵)

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کی کامیابی کا معیار ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حال میں ہماری موت آئے کہ ہمارے لئے جسم سے چھٹکارے اور دخولِ جنت کا فیصلہ ہو چکا ہو۔

"اس زمین میں جو کوئی ہے، فنا ہونے والا ہے۔ اور (صرف) تمہارے پورا گار کی جلال والی اور
فضل و کرم والی ذات باقی رہے گی۔" (سورہ رحمن ۲۶-۲۷)

"ہر چیز فنا ہونے والی ہے، سوا ظہر اللہ کی ذات کے۔ حکومت اسی کی ہے، اور اُسی کی طرف
تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔" (سورہ القصص ۸۸)

"(اے پیغمبر!) تم سے پہلے بھی ہمیشہ زندہ رہنا ہم نے کسی فرد بشر کے لئے طے نہیں کیا۔
چنانچہ اگر تمہارا انتقال ہو گیا تو کیا یہ لوگ ایسے ہیں جو ہمیشہ زندہ رہیں؟ ہر جاندار کو موت کا مزہ
چکھنا ہے۔ اور ہم تمہیں آزانے کے لئے بڑی اور اچھی حالتوں میں بتلا کرتے ہیں اور تم سب
ہمارے ہی پاس لوٹ کر آؤ گے۔۔۔" (سورہ الانبیاء ۳۵-۳۴)

"تم جہاں بھی ہو گے (ایک نہ ایک دن) موت تمہیں جا پکڑے گی۔ چاہے تم مضبوط قلعوں میں
ہی کیوں نہ رہ رہے ہو۔" (سورہ النساء ۷۸)

انسان بڑے بڑے محل اور قلعے تعمیر کر کے سوچتا کہ اسے ہمیشہ یہاں رہنا ہے۔۔۔ اسے کبھی
فنا ہونا ہی نہیں لیکن شاید وہ جانتے نہیں کہ موت قلعوں میں آجائی ہے۔

"(اے نبی!) آپ کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو، وہ تم سے آملنے والی ہے۔ یعنی
وقت آنے پر موت تمہیں ضرور اچک لے گی۔" (سورہ الجمعہ ۸)

"چنانچہ جب ان کی مقررہ مسیعاد آجائی ہے تو وہ گھڑی بھر بھی اُس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتے۔" (سورہ الاعراف ۳۴)

"اور نہ کسی تنفس کو یہ پتہ ہے کہ زمین کے کس حصہ میں اُسے موت آئے گی۔" (سورہ لقمان ۳۴)

ان مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کا مرا نیقینی ہے لیکن موت کا وقت اور جگہ سوائے اللہ کی ذات کے کسی بشر کو معلوم نہیں۔ چنانچہ بعض نچپن میں، بعض عنفوں شباب میں اور بعض ادھیر عمر میں، جبکہ باقی بڑھاپے میں داعی اجل کو لبیک کہہ جاتے ہیں۔ بعض صحت مندر تدرست نوجوان سواری پر سوار ہوتے ہیں لیکن انہیں نہیں معلوم کہ وہ موت کی سواری پر سوار ہو چکے ہیں۔

لیکن ایک بات تو طے ہے موت بہت برا فعل نہیں ہے۔۔ موت ایک عمل ہے ایک راستہ ہے۔۔

موت کا ایک وجود ہے۔۔
ہم کیوں کہتے ہیں کہ موت آگئی یہی۔۔؟؟ موت آئی سے گئی۔۔؟؟
یقیناً ایک ایک وجود رکھتی ہے جو جب آتی ہے تو انسان کو ایک دنیا سے کاٹ کر دوسری دنیا سے جوڑ دیتی ہے۔۔

وہ صوفے پر بیٹھی سامنے دیوار میں لگی بڑی سی سکرین پر اس شخص کی موت کی خبر سن رہی تھی جسے چاہنے کا وہ دعویٰ کرتی تھی۔

وہ شمائیل نیازی وزیر خارجہ کی بیٹی جسکے باپ کی دور دور تک پہنچ تھی وہ ایک شخص کو لپنا نہیں بنا سکی تو اسے ختم کر دیا۔۔ وہ وہی تھی جو اس دن یونیورسٹی میں کیفے پر آر جے کو دھمکی دے کر گئی تھی۔

اسکی آنکھوں میں نمی پھسلی تھی لیکن اسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ اسے یاد تھا کچھ دن پہلے کا واقعہ جب اس نے آر جے کو فون کیا تھا۔

"پلیز آر جے دیکھو مان جاؤ یا مجھے بتا دو کہ مجھ میں کس چیز کی کمی ہے۔۔ میں تمہیں بہت چاہتی ہوں مجھے آگنو رمت کرو___!"

اس نے آر جے کی منت کی تھی۔

"لیکن میں تمہیں نہیں چاہتا___"

"کیوں۔۔ آخر کیوں۔۔ کون ہے وہ جسکے عشق میں تم گرفتار ہو چکے ہو____؟؟؟" وہ چلائی ہی تھی۔

"یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا___!!"

وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دیا تھا۔

Classic Urdu Material

"تم نے تو کہا تھا کہ تمہیں کبھی کسی سے محبت نہیں ہوگی-- یقیناً وہ تمہاری نئی می گرل فرینڈ ہوگی جسکے لیئے تم مجھے اگنور کر رہے ہو۔۔!!"

"محبت ہونا نا ہونے میرا ذاتی مسئی لہ ہے۔۔ اور وہ جو بھی ہے الگ ہے، وہ میرے ساتھ نہیں ہے، مجھے اس سے عشق نہیں ہے۔۔ بس اسے دیکھنے کی چاہ ہے۔۔!!
وہ اپنی دھن میں بول رہا تھا۔

شمائل کو تو وہ گویا آگ لگا چکا تھا۔

"میری ایک بات یاد رکھنا میں اسے ختم کر دوں گی۔۔"
اس نے دھمکی دی تھی۔

"اس تک تو میں نہیں پہنچ پایا۔۔ تم کیا خاک پہنچو گی۔۔!!
وہ ہنس دیا تھا۔

"انہیں دیکھنے کی جو لوگی
تو،، نصیر،، دیکھ ہی لیں گے ہم
وہ ہزار آنکھ سے دور ہوں
وہ ہزار پرده نشیں سی۔۔!!

Classic Urdu Material

"تم نے کسی اور کا ہونے کا سوچانا تو میں تمہیں مار ڈالوں گی____!!
وہ پاگل ہو گئی تھی۔

"مار ڈالو۔۔ لیکن کسی اور کا ہونا اب میرے بس میں نہیں____!!

اسکی بات سن کر شمائیل گنگ رہ گئی تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ دوسال پہلے
والا آر جے تھا جو اسکے ساتھ رہتا تھا۔

"میری زندگی تو فراق ہے
وہ ازل سے دل میں ملکیں سی
وہ نگاہ شوق سے دور ہے
رگ جان سے لاکھ قریں سی
ہمیں جان دینی ہے ایک دن
وہ کسی طرح وہ کہیں سی____!!

وہ خوبصورتی سے گنگنا تا فون بند کر چکا تھا۔۔ یعنی وہ مر نے کو تیار تھا لیکن اسے اپنانے کو
نہیں--

کتنے ہی پل وہ اسکی آواز کے سحر بتلہ رہی تھی اور پھر سمجھ آنے پر فون زور سے دیوار پر دے
مارا تھا۔

"میں تمہیں نہیں بخشوں گی آر جے___!!

وہ چلائی می تھی اور اب اس نے اپنا دعویٰ پچ کر دکھایا تھا۔

وہ واقعی اپنی جان دے گیا تھا۔ کسی طرح بھی۔۔ کہیں سی___!!!

"میں چاہتا ہوں کہ اب آپ اپنی تعلیم کو جاری کریں بہت سا وقت ہو گیا آپکو دنیا سے کٹ کر رہتے ہوئیے___!!"

حمدان انکل پیرس آئیے تھے اور اس وقت حانم کے سامنے بیٹھے انہیں سمجھا ہوا تھا۔

انکلی بات پر حانم نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔

اسے تعلیمی اداروں کے نام سے بھی خوف ہونے لگتا تھا۔

وہ خاموشی سے انہیں یکھتی رہی۔

"زندگی کا ہر حادثہ ہمیں ایک نیا سبق دے کر جاتا ہے۔۔ دوسال ضائع کر دیئے۔۔ آپ نے اپنی زندگی کے۔۔۔ زندگی بہت چھوٹی سی نعمت ہے اسکو مزید ضائیع مت کریں۔۔"

حانم کا سر جھک گیا تھا۔

دوسال۔۔ دوسال اس شخص کی وجہ سے حانم نے تنہا گزارے تھے۔۔

اب تک تو اسکا ماستر بھی کب کا مکمل ہو جاتا تھا۔ اسکے دل میں ہو ق اُٹھی تھی۔

لیکن وہ اب خود ہی نہیں تھا۔

"میں آپکے سارے کاغذات لے آیا ہوں۔۔ مجھے امید ہے ہانی بیٹا آپ ہم سب کو مایوس نہیں کریں گے !!"

یعنی وہ فیصلہ کر کے آئیے تھے۔

یعنی اسے بس فیصلہ سنایا گیا تھا، اسے بس کرنا تھا۔

اس نے ماہی کی طرف دیکھا تھا جو کندھے اچکا گئی تھی کہ تم لوگوں کا آپس کا معاملہ ہے۔

"یا پھر واپس پاکستان چلو وہاں اپنی ماں۔۔ اپنی فیملی سب کے ساتھ رہو یا ہو حمدان انکل کی اس بات پر وہ چونک گئی تھی۔ یہ تو طے تھا کہ اسے واپس کبھی نہیں جانا تھا۔

"میں پڑھائی شروع کر لیتی ہوں"

حائزہ نے اپنے کاغذات والی فائل کو میز سے اٹھا لیا تھا۔

وہاں موجود ہر شخص کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

آرجے اب اسے قہقہے لگاتا نظر نہیں آتا تھا، لیکن اسکے الفاظ آج بھی حائزہ کے کانوں میں گونجتے تھے۔۔

اسے وہ واقعہ آج بھی کسی ڈراؤ نے خواب کی طرح یاد تھا۔

وہ پچھے پٹ کر دیکھتی تو اسے اپنی بربادی صاف دکھائی می دیتی تھی--
وہ شاید اسکے مرنے کے بعد بھی اس سے نفرت کرتی تھی

وہ یونیورسٹی جانے کیلئے تیار ہو رہی تھی۔ اسکا ایڈمیشن ہو چکا تھا۔

اس نے ایک بار پھر ایم ایس سی میں دوبارہ داخلہ لیا تھا۔

زندگی دو اڑھائی می سال ضائع کرنے کے بعد وہ پھر سے شروعات کر رہی تھی۔ شاید اسکا خوف
اس لحاظ سے کم ہو گیا تھا کہ آرجے مرچکا تھا۔

لیکن جو اسکے اندر سب بدل چکا تھا وہ کبھی دوبارہ ٹھیک نہیں ہونے والا تھا۔

اس نے ڈیم کے پاؤں تک آتا سیاہ رنگ کا گاؤں پہن رکھا تھا۔

چمڑے کے جوتے پہنے سنہری بالوں کو پونی کی شکل دیئیے وہ اس حانم سے بہت مختلف
لگ رہی تھی جو بڑی سی چادر لپیٹ کر یونیورسٹی جاتی تھی۔

ڈوپٹہ ایک چھوٹے سے سکارف کی صورت میں گردن کے گرد لپیٹا تھا۔

حانم نے ایک آخری نظر خود پر ڈالی تھی اور پھر دروازے کی طرف قدم بڑھا دیے تھے۔
دروازے پر پہنچنے کے بعد وہ کی تھی۔

جانے کیوں بنا سر ڈھانپے باہر جانے کو دل نہیں کر رہا تھا۔

وہ واپس آئی یعنے کے سامنے آئی تھی۔ گلے میں لپٹے سکارف کو کھول کر اس نے سر پر اوڑھا

تھا۔

الماری سے Shrug نکال کر اسے اوپر پہنا تھا۔ اب وہ مکمل طور پر cover تھی۔
اسکے shrug پر پیچھے کی جانب بڑا سا Angel لکھا تھا۔
سر کو ڈھانپ کر اسے تھوڑا سکون محسوس ہوا تھا۔

"ماں دیکھ کر ناراض نہ ہو جائیے کہیں
سر پر آنچل نہ ہو تو ڈر لگتا ہے _____ !!"

آسیہ بیگم نے اسے باہر کھلے سر پھرنا نہیں سکھایا تھا۔ وہ گھر تھا جہاں وہ کچھ بھی پہن سکتی تھی کیونکہ اس گھر میں کوئی میرد نہیں تھا۔
لیکن اب وہ باہر جا رہی تھی۔ اور آسیہ بیگم کی بہت سی باتیں اسکے ذہن میں گونج رہی تھی۔
ایک سرسری سی نظر خود پر ڈال کر وہ باہر نکل گئی تھی۔

اور سچ تو یہ ہے کہ ہم کبھی بدلتے ہی نہیں ہیں۔ ہمارا اندر اگر اچھا ہو تو وہ کبھی نہیں مرتا۔۔۔
کیونکہ اچھائی کبھی مرتی نہیں ہے _____ ہم وقتی طور پر کسی اور چہرے کے پیچھے چھپ جاتے ہیں جس سے ہماری تکلیف کم ہو۔۔۔ لیکن ہم مکمل طور پر بالکل بھی نہیں بدلتے _____ !!!

یونیورسٹی کی دنیا بہت الگ تھی۔ وہ جیولوجی ڈیپارٹمنٹ کے کیفے پر بیٹھی تھی۔ اس نے جانے کیوں اس مضمون کا انتخاب کیا تھا۔ اسے پڑھنے میں اب کہاں دلچسپی تھی اسے بس اپنے وقت گزارنا تھا۔

حanim نے سامنے پڑے کافی کے کپ کو اٹھا کر لبوں سے لگایا تھا۔ لڑکے، لڑکیوں کے گروپس اسے دوستوں کی یاد دلا رہے تھے لیکن وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

"ہے میدی وہ دیکھو ہماری نئی می کلاس فیلو آئی می ہے ____!"

ایک لڑکے نے میدی کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ میدی کلاس کا سب سے شرارتی لڑکا تھا جو نئیے آنے والے سٹوڈنٹس اور پہلے سے موجود سٹوڈنٹس کا جینا حرام کر کے رکھتا تھا۔

"مکدر ہے ____؟؟" میدی نے چونک کر پوچھا تھا۔ وہ پہلے کلاس میں موجود نہیں تھا لیکن اب آیا تھا تو اسکے دوست نے اسے بتایا تھا۔

"وہ سامنے دیکھو۔ بلیک ڈریس والی۔"

جیکی نے اشارہ کیا تھا۔

"اوکے میں ذرا ہیلو بائیے کر کے آتا ہوں ____!" میدی شرارت سے کہتا اٹھا تھا۔

میڈی کی طرف حانم کی پشت تھی۔ وہ اسکے قریب پہنچ چکا تھا۔
اس نے حانم کے shrug پر بڑا سا انخل لکھا دیکھا تھا۔ وہ اکیلی بیٹھی تھی۔

"انٹرستینگ---"

وہ مسکراتے ہوئے اسکے سامنے جا کر خالی کرسی پر براجمان ہو چکا تھا۔

حانم نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ پھر وہ نارمل ہو گئی تھی وہ جانتی تھی یہ پیرس کی یونیورسٹی اسکی پی یو نہیں جماں لڑکے کم از کم لڑکی کی اجازت کے بنا اسکے پاس نہیں بیٹھ سکتے تھے۔

"ہیلو انخل۔۔۔ میں ہوں میڈی--!!"

میڈی نے مسکرا کر ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔

اس سے پہلے حانم کچھ کہتی، اس نے اپنے دائیں جانب دیکھا تھا اور سورج کی مدھم سی روشنی حانم چہرے پر پڑھی تھی۔

اسکا پیدائی شی نشان چمکا تھا۔ میڈی جیران رہ گیا تھا۔

"یہ کیا تھا۔۔۔؟"

اس نے کبھی پہلے ایسی کوئی می چیز نہیں دیکھی تھی۔

"ہائیے---"

حائز نے بنا ہاتھ ملائیے واپس اسکی جانب دیکھتے ہوئیے جواب دیا تھا۔

جبکہ میڈی بس ہونکوں کی طرح اسے گھور رہا تھا۔

اسے سامنے بیٹھی لرکی واقعی انجل لگی تھی۔

"؟؟ What Is This"

اس نے انگلی سے حائز کے چہرے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"برتھ مارک---"

وہ کتنے سکون سے جواب دے رہی تھی۔

"یقین نہیں ہوتا---"

میڈی کامنہ ابھی بھی حیرت سے کھلا ہوا تھا۔

وہ پتا نہیں کیوں اس جگہ سے اٹھا تھا اور پھر واپس اپنے دوست کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اس میں حائز کے سامنے بیٹھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ جبکہ حائز اسے حیرت سے جاتا دیکھ رہی تھی۔

"میں نے تو کچھ سمجھ نہیں کہا ___ !!

حانم نے کندھے اچکائیے تھے اور پھر کافی کا آخری گھونٹ پینے کے بعد وہ اٹھ کر اپنی کلاس کی جانب بڑھ گئی تھی۔

حانم نے یونیورسٹی جانا تو شروع کر دیا تھا لیکن اسے لیکچر کی کچھ سمجھ سمجھ نہیں آتی تھی۔ دو سال وہ کتابوں سے دور رہی تھی، دو سال وہ اپنے آپ سے دور رہی تھی، پروفیسر کچھ پڑھا تھا لیکن وہ غائب دماغی سے بس سنے جا رہی تھی۔ پروفیسر اگر اس سے لیکچر کے دوران کچھ پوچھ لیتا تو یقیناً پوری کلاس کے سامنے اسکی بے عزتی لازمی تھی، لیکن صد شکر کہ پروفیسر بس اپنی سنانے والوں میں سے تھا، کلاس میں کوئی می اور بھی تھا جو اس پر نظر رکھے ہوئے تھا اور وہ تھا میدی اسے شروع دن سے حانم تھوڑی محیب لگی تھی وہ جب سے آئی می تھی اس نے کوئی دوست نہیں بنایا تھا، میدی نے اسے ہمیشہ اکیلے پایا تھا۔

لیکچر کب ختم ہوا کلاس کب باہر گئی وہ محسوس ہی نہیں کر پائی می تھی۔ وہ اس چونکی جب میدی نے ڈیسک بجا کر اسے ہوش میں لانا چاہا تھا۔ میدی کا ڈیسک بجانا کام آگیا تھا، حانم ایک دم چونکی تھی۔ کلاس خالی تھی بس ایک دو سٹوڈنٹس موجود تھے۔

"مجھے لگتا ہے کہ تمیں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ کلاس کب ختم ہوتی

ہے —

وہ عام سے لجے میں بول رہا تھا۔

"شکریہ __ !!

ایک لفظی جواب دینے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور پھر کلاس سے باہر نکل گئی می تھی۔

پیرس میں چمکیلی دھوپ پھیلی تھی۔ حانم اپنے ڈیپارٹمنٹ سے نکل کر میں گیٹ کی طرف بڑھ گئی می تھی اسکا پڑھنے کی طرف بالکل بھی دھیان نہیں تھا۔

جیسے ہی وہ یونیورسٹی سے باہر نکلی تھی باہر سڑک کے پار ایک نہر تھی اور پھر دوسری طرف سڑک تھی۔۔۔

یعنی ڈبل وے کے درمیان سے نہر گزرا ہی تھی۔

وہ نہر کنارے جا کر بیٹھ گئی می تھی۔

کتنی ہی دیر بیٹھے رہنے کے بعد اسے اپنے پاس کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔
حانم نے چونک کر اپنے دائی میں جانب دیکھا تھا۔

"میں نے سنا ہے کہ خاموش بہتے پانی کے اندر بہت سا شور ہوتا ہے __ اگر وہ اپنا یہ شور باہر نکال دے تو دنیا ڈوب جائیے __ !!"

وہ پانی پر گھری نظریں جمائیے بول رہا تھا۔ حانم نے اسے اپنی کلاس میں نہیں دیکھا تھا یقیناً

وہ کسی اور ڈیپارٹمنٹ سے تھا۔

وہ اسے حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔

"اسی لیئے خدا پاک نے پانی کو اسکی اوقات میں یعنی پابند رہنا سکھایا ہے !!!

وہ بولی تو لمحے میں مان تھا۔

اب کی بارچوکنے کی باری لڑکے کی تھی۔

وہ پینٹ پر بنا بازوں کی شرٹ پہننے ہوا تھا۔ یقیناً وہ جنم جاتا تھا۔۔ اسکے کسرتی مسلز نمایاں تھے۔

بالوں میں پونی پہننے ہوئیے تھی۔

ح انم بس گھری سانس لے کر رہ گئی تھی، یہاں ہر انسان اپنے آپ میں ایک عجوبہ تھا۔

"میں ہوں جوڑُن اور تمہارا نام کیا ہے _____!!"

جوڑُن نے اپنا تعارف کروایا تھا۔

"تم مجھے میری کلاس کے نہیں لگتے۔۔۔"

ح انم نے گویا تصدیق چاہی تھی۔

"ٹھیک کہا۔۔۔ میں کسی بھی کلاس کا نہیں ہوں"

وہ مسکرا یا تھا۔

"تو پھر تعارف کی ضرورت کیا ہے؟؟"
وہ اٹھ کھڑی ہوئی می تھی۔

"یہ بھی خوب کما__!
وہ پھر مسکرا دیا تھا۔

حانم کو اسکی آنکھوں میں ایک سرد مری نظر آئی می تھی۔

اسے جوڑن سے خوف محسوس ہوا تھا، اس نے وہاں سے جانے میں عافیت جانی تھی۔

"ایک تم ہو جو مجھے اس لڑکی تک پہنچاؤ گی جو میرے لیئے جبیل خاندان تک راہ ہموار کرے گی__!

وہ حانم کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا، یقیناً اس نے حانم کو ماہی کے ساتھ دیکھا تھا اور اب وہ حانم سے اس لیئے مل رہا تھا کہ جو کچھ ماہی کے بارے میں نہیں جانتا وہ جان سکے--

اسے پوری امید تھی ماہی جبیل خاندان کو ضرور جانتی تھی__

مسٹر جوزف کی پارٹی سے پر اب تک-- اس نے ماہی کا بہت پیچھا کیا تھا--

لیکن وہ کسی ایسے شخص سے نہیں ملی تھی جس کا نام جبیل تھا،

وہ اس پر نظر رکھے ہوئی سے تھا-- لیکن انتظار مشکل تھا__!

”کبھی کبھی

جاڑے کی کہ بھری شام میں
جانے کیوں اداس ہونے کو جی چاہتا ہے
کسی بچھڑے ہوئے کی یاد میں
رونے کو جی چاہتا ہے _____

درد کے دھاگوں میں لفظوں کے
موتی پونے کو جی چاہتا ہے
جھٹ پٹے کے اس موسم میں
صرف پرت پرت کھولتے ہیں
میرے اندر دکھ ہی دکھ بولتے ہیں
کبھی کبھی _____

جاڑے کی کہ بھری شام میں---!!“

لاؤنج میں لُی وی کی ہلکی ہلکی آواز ابھر رہی تھی۔ ایلا نوڈلز کی پلیٹ پکڑے کھانے میں مگن
تھی۔

باہر موسم ابراًکود ہو رہا تھا۔

تیز ہوائیں روئی کے گالوں کی آمد کا پتا دے رہی تھیں۔

جبیسے ہی شام ہوتی تھی چمکیلی دھوپ ایک دم سے غائیب ہو جاتی تھی۔

وہ لاونچ میں بیٹھی گلاس وندو سے باہر نرم نرم گرتے روئی می کے گالوں کو دیکھ رہی تھی۔

اسے یاد تھا جب بھی موسم زیادہ ٹھنڈا ہوتا تھا ماہم کچن میں گھس جاتی تھی۔۔ اسے کھانے کا

بہت شوق تھا۔

وہ کچھ ناکچھ نیا بناتی رہتی تھی۔

اس وقت حانم کا دل شدت سے اپنے گھر والوں سے ملنے کو چاہا تھا۔

وہ گھری سانس لیتے ہوئے رخ موڑ گئی تھی۔ کچھ دیر بعد ماہی بھی انکے پاس آکر بیٹھ گئی۔۔

باہر گرتی برف نے ماہی کو وہ دن یاد دلا دیا تھا جب اسے پہلی بار حشام ملا تھا۔۔

وہ مسکرا دی تھی۔

"ایک بات پوچھوں ہانی--؟؟"

ماہی نے اسے مخاطب کیا تھا۔

"ہاں ضرور---"

"تمہیں اتنا عرصہ ہو گیا ہے پیرس آئیے ہوئیے، اور ایک سال ہو گیا ہے یونیورسٹی جاتے

ہوئیے تمہیں ابھی تک پیرس میں کسی سے محبت نہیں ہوئی ہی۔۔۔

ایسا کیوں--- پیرس میں آکر بھی تمیں کوئی می پسند نہیں آیا۔۔ کیوں ____؟؟“
حانم ماہی کا سوال سن کر سٹپٹا گئی تھی اسے اس سوال کی امید نہیں تھی۔

”نہیں میں نے کبھی اس پر توجہ نہیں دی۔۔“

hanum نے سادہ سے لجے میں جواب دیا تھا۔ ماہی بے اختیار ہی مسکرا دی تھی۔

”محبت کا توجہ سے کیا تعلق۔۔؟؟“

”ہر چیز کا تعلق توجہ سے ہوتا ہے۔۔ جب انسان کسی چیز میں دلچسپی لیتا اور اس چیز کے متعلق سوچتا ہے تو اکثر وہ ہونا شروع ہو جاتا ہے!!“

”کچھ سمجھنے نہیں آیا کہ تم نے کیا بات کی ہے۔۔!!“
hanum کی بات ماہی کے اوپر سے گزدی تھی۔

” بتاتی ہوں۔۔“

hanum اپنی جگہ سے اٹھ کر لاونچ میں رکھے ایکیوریم کی طرف بڑھ گئی تھی۔

ماہی اور ایلا غور سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

Classic Urdu Material

"یہ ایکیوویم دیکھ رہی ہونا۔۔ اسکے اندر بہت خوبصورت دنیا ہے۔۔

روزانہ کتنی بار اسے غور سے دیکھتی ہو۔۔؟؟"

حانم نے پوچھا تھا۔

"یاد نہیں کب اس پر غور کیا تھا۔۔"

ماہی نے نامسجھی سے جواب دیا تھا۔

"اب اس پر غور کرو۔۔ اور دیکھو اس میں سب سے خوبصورت مجھلی کونسی ہے۔۔؟؟"

حانم پوچھ رہی تھی۔

ایلا نے فی وی بند کر دیا تھا۔

اب وہ دونوں غور سے شیشے کے جار یعنی ایکیوویم کے اندر تیرتی مجھلیوں کو دیکھ رہی تھیں۔

"وہ نیلے رنگ والی۔۔"

ماہی نے کافی غور کرنے پر سب سے الگ اور خوبصورت مجھلی کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"کمال ہے اتنی خوبصورت مخلوق پر میں نے پہلے توجہ کیوں نہیں دی۔۔"

ماہی بڑبرائی می تھی۔۔ اسے وہ مجھلی واقعی ہی بہت پیاری لگی تھی۔

اسکی بات سن کر حانم کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی می تھی۔

"کیسے پتا چلا کہ یہ مجھلی پیاری ہے۔۔؟؟"

"غور کرنے پر---"

ماہی نے جواب دیا تھا۔

"اب تم کیا کرو گی---???"

حانم نے پوچھا تھا۔

"میری کوشش ہو گی کہ میں روزانہ اس مجھلی کو دیکھ سکوں---"

ماہی نے جواب دیا تھا۔

"اور پھر---???"

"ابھی اسے دیکھنے کے بعد میرا دل کر رہا ہے اسے چھو کر دیکھوں---!!

ایلا نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا۔

"اگر تم دونوں ان مجھلیوں پر غور نا کرتیں تو تم دونوں کو کبھی اس بات کا احساس نہیں ہونا تھا کہ انہیں دیکھنا چاہیئے یا چھونا چاہیئے۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ کام کوئی بھی ہوا سے ہماری توجہ خاص بناتی ہے۔۔۔

محبت بھی کچھ ایسی ہی منطق رکھتی ہے۔۔ جب تک کسی انسان پر غور نہیں کرو گے وہ عام سا ہو گا۔۔۔

لیکن جیسے ہی ہم اس شخص کے متعلق سوچنا شروع کرتے ہیں اس پر توجہ دیتے ہیں تو ہمیں

اسکی اچھائیاں نظر آتی ہیں--

آہستہ آہستہ وہ ہمیں پسند آتا ہے-- اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ
ہمیں اس سے محبت ہو گئی ہے--!
وہ اپنی لا جک پیش کر چکی تھی--
وہ دونوں اسے حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔

کچھ ایسا ہی ہوا تھا ماہی کے ساتھ جب اسے پہلی دفعہ حشام نظر آیا تھا۔

سینکڑوں لوگوں میں اس نے حشام پر غور کیا تھا۔ پھر اسے محسوس ہوا تھا وہ کافی وجیہ تھا۔
وہ اس دن جب وہ پہلی بار ایفل ٹاور کے پاس ملا تھا کتنی ہی دیر اسے غور سے دیکھتی رہی
تھی۔

وہ اسے بعد میں سوچتی رہی تھی۔

وہ اسکے حواسوں پر چھانے لگا تھا۔ وہ اسے جانے کا اشتیاق رکھتی تھی۔ وہ کتنی جگہ ماری
ماری پھری تھی۔

اور بالآخر اسے محسوس ہوا تھا کہ اسے حشام سے محبت ہو گئی ہی تھی۔!!

"میں نے کبھی کسی انسان پر اتنی توجہ نہیں دی کہ میں اس سے محبت کر سکوں---
میرا دل اور دماغ ہمیشہ کسی اور رخ میں چلتا رہا ہے-- میری سوچ کا دھارا محبت سے کہیں

آگے ان دیکھی چیزوں کی طرف بہتا رہا ہے--!!
حanim بتا رہی تھی۔

"لیکن محبت اپنے اختیار میں کب ہوتی ہے-- یہ تو بے اختیار ہوتی ہے!!
ماہی نے جانے کس احساس کے تحت کہا تھا۔

"ٹھیک کہا۔ دنیا میں سب سے منہ زور جذبہ محبت کا رہا ہے--
لیکن میں یہاں یہ کہوں گی کہ محبت کے ہونے میں ہمارا بھی ہاتھ ہوتا ہے--
انسان جس چیز کی جستجو کرتا ہے قدرت اس انسان کا رخ اسکی جستجو کی طرف موڑ دیتی۔
اگر انسان چاہے جانے کی طلب رکھے گا تو یقیناً وہ محبت سے نکرائیے گا۔

جو چاہے جانے کی طلب رکھتا ہے اسکی آزمائش ہوتی کہ اسے پہلے محبت ہوتی ہے-- اسے کسی
کی طلب میں بنتلا کر دیا جاتا ہے-- اور اسکی یہ خواہش کہ کوئی می اسے چاہے وہ اسکی آزمائش
کے بعد پوری ہوتی ہے--

میں نے کبھی اس چیز کی خواہش نہیں کی کہ مجھے کوئی می چاہے--
اور اللہ پاک نے بھی کبھی مجھے محبت جیسے جذبے سے روشناس نہیں کروایا،
میرے اندر بڑی بے چین روح ہے-- اسے کچھ اور چاہیئے--
یہ اور چیزوں کی جستجو کرتی ہے _____ !!

جو لوگ کائی نات کو تسبیح کرنے نکلتے ہیں وہ اس چیز کی طلب رکھتے ہیں--
جن لوگوں نے ماضی میں دنیا فتح کی ہے-- یقیناً انکی جستجو نے انہیں یہ کام کرنے پر اکسایا
ہوگا،

جن لوگوں نے قدرت کا عرفان پایا ہے یقیناً وہ بہت تڑپے ہونگے--
انکی طلب انکی جستجو نے انہیں ان دیکھی چیز کی تلاش میں نکلنے پر مجبور کیا ہوگا--
اور مجھے لگتا ہے کہ ساری کائی نات سمٹ کر اس ایک لفظ طلب یا جستجو میں مقید ہے
جو جس چیز کی کھوج کرے گا وہ اسے پائیے گا

جو چاہے جانے کی طلب رکھے گا اسے پہلے محبت میں مبتلا کیا جائے گا !!

وہ خاموش ہو چکی تھی--
ماہی اور ایلا کو اسکی منطق نے ورطہ جیرت میں مبتلا کر دیا تھا--

"لیکن ایک بات---

ایک بات تو طے ہے-- انسان کو چاہے جانے کی طلب رکھنی چاہیئے--
جو یہ طلب رکھے گا وہ محبت سے ٹکرائیے گا--
جب وہ محبت سے ٹکرائیے گا تو اسے ناپانے کی صورت میں پاش پاش ہو جائیے گا--
جب اسکی ذات ٹکروں میں بٹے گی تب اسے ہر ٹکڑے پر ایک نئی نئی چیز کا احساس ہوگا--
جنکی ذات ٹکڑوں میں بٹی ہوتی ہے وہ بہت حساس ہو جاتے ہیں اور وہ ان نئی نئی چیزوں

محسوس کرتے ہیں۔۔ اور وہ چیزوں کو دیکھتے ہیں جو عام انسان نہیں دیکھ سکتا۔۔

اسی لیئے خالق کائی نات نے اس کائی نات کی بنیاد محبت پر رکھی ہے۔۔

یہ اپنے آپ میں ایک بہت بڑی کھوج ایک بہت بڑی ہے۔۔

شاید یہی وجہ ہے کہ میں بہت سی چیزوں کی کھوج نہیں کر پائی ہی۔۔!

لیکن ایک اہم بات۔۔ جو ایلانے کہی کہ خوبصورت مجھملی کو دیکھ کر چھونے کو دل کرتا ہے،

جس طرح اللہ پاک نے انسان کو تسلیم کی اجازت دینے کے بعد اپنی اور انسان کی ذات میں ایک پردہ رکھا ہے وہ چاہے جتنی کوشش کر لے جب تک اللہ ناچاہے وہ اس پرے کو اس حد کو پار نہیں کر سکتا۔۔

بالکل اسی طرح محبت میں بھی کچھ حدود و قیود ہوتی ہیں۔۔

جب ایسے انسان سے محبت ہوتی ہے جس سے ہمارا کوئی جائیز رشتہ نہیں ہوتا۔۔ اس محب میں ان حدود کو پار نہیں کیا جا سکتا۔۔

جس طرح انسان اپنی ہٹ دھرمی میں اللہ اور اپنے درمیان حائل پرے کو پار کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فنا ہو جاتا ہے۔۔ کوہ طور کا واقعہ تو یاد ہی ہو گا۔۔

بالکل اسی طرح اگر انسان نامحمد کی محبت میں ان حدود کو پار کرتا ہے جو اسے نہیں کرنی چاہیئیے تمہیں تو وہ انسان نہیں رہتا۔۔

اپنی خواہشات کا غلام ہو جاتا ہے _____

جانوروں سے بدتر ہو جاتا ہے !!

ماہی کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کس چیز کو زیادہ اہمیت دے کر گئی تھی ---

جستجو کو، طلب کو، تلاش کو یا پھر محبت کو ---؟؟

وہ انسان کی طلب سے شروع ہو کر کائی نات کا ذکر کر کے واپس محبت پر آگئی تھی۔

یقیناً کائی نات میں ہر چیز اپنی ایک جگہ رکھتی ہے، خالق کائی نات نے کسی ایک وجود کسی

ایک جذبے کو، خواہ وہ نظر آتا ہو یا نہیں بلادجہ پیدا نہیں کیا

"اور تم اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھੱٹاؤ گے _____ !!

"تم نے میرے نوُس نہیں لیئے۔۔۔؟؟"

حanim حیرت سے میڈی کوتک رہی تھی۔

"پروفیسر میکال بہت ضدی ہیں کل تم غیر حاضر تھی انہوں نے کہا جو سٹوڈنٹس کلاس میں

موجود ہیں صرف انہیں ہی نوُس ملیں گے باقی کل انکے آفس میں جا کر لے لیں۔۔۔!!

انکا یہ آخری سمسیٹر چل رہا تھا اور اسی وجہ سے ان پر کافی سختی کی جاری تھی۔

"اوکے میں لے کر آتی ہوں--"

حanim غصے سے پروفیسر میکال کے آفس کی طرف بڑھ گئی تھی۔
کمرے کے باہر پہنچنے کے بعد حanim نے دروازہ پر دستک دی تھی۔

"لیں---"

اندر سے آواز آئی تھی۔

"سر مجھے نوٹس چاہیے---!!"

اندر آفس میں ایک شخص میز کی جانب رخ کر کے کھڑا ہوا تھا۔ حanim کی طرف اس شخص کی پشت تھی۔

آواز پر اس شخص نے جھٹکے سے پٹ کر حanim کو دیکھا تھا۔

اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر حanim کارنگ پیلا پڑا تھا۔

وہ حیرت سے گنگ اس شخص کو دیکھ رہی اور ایسا ہی کچھ حال سامنے والے شخص کا تھا۔

"ام حanim---"

وہ زیر لب بڑھایا تھا۔

حanim کو اپنا دل ڈویتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ اس شخص سے صرف ایک دفعہ ملی تھی۔

کچھ سال پہلے کاج کے میٹنگ والے کمرے میں جماں اس شخص نے اپنا تعارف حشام بن جبیل کے نام سے کروایا تھا۔

حشام حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ ایک جھٹکے سے مرٹی تھی اور آفس سے باہر نکل گئی تھی۔ حانم کا دل دھک کر رہا تھا وہ جانتی تھی کہ آرچے مرچ کا تھا لیکن اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ اسکا سامنے آرچے کی فیملی کے کسی شخص سے ہو جائے گا۔

ایسی ہی کچھ حالت حشام کی بھی تھی۔ پروفیسر میکال سے اسکی اچھی خاصی دوستی تھی آج وہ اسے ملنا آیا تھا۔ لیکن اسے یقین نہیں آتا تھا کہ قسمت اس پر یوں بھی مہربان ہو سکتی تھی۔ پروفیسر میکال جب آفس میں داخل ہوا تو حشام کو کرسی پر براجمن کسی گھری سوچ میں غرق پایا تھا۔

"کیا ہوا---؟؟"

"ام حانم--- تمہاری سٹوڈنٹ ہے---؟؟"

حشام نے پوچھا۔

"ہاں--"

پروفیسر میکال نے کچھ دیر سوچنے کے بعد جواب دیا تھا۔

"مجھے پہلے کیوں نہیں پتا چلا--"

حشام اپنا سر تھام کر رہ گیا تھا۔

"حانم اپنی مخصوص جگہ پر یعنی نہر کے کنارے بیٹھی تھی۔۔۔
ہوا کی سرسرائی سے ڈوپٹے کے نیچے سے اسکے بال نکل کر چہرہ چھور ہے۔۔۔
پانی سست روی سے بہہ رہا تھا۔ قریب ہی دانا چلتے پزدلوں کی آواز اسکے کانوں کو بھلی محسوس
ہو رہی تھی۔

وہ وہاں اکیلی بیٹھی تھی جب حشام اسکے پاس آ کر بیٹھا تھا۔۔۔
حانم نے زیادہ نوٹ نہیں کیا تھا۔۔۔ اس جگہ پر روزنئی سے نئی سے لوگ اسکے پاس آ کر بیٹھتے
تھے۔

"کیسی ہیں آپ ام حانم۔۔۔؟؟"

آواز پر چونک کر حانم نے دیکھا تھا۔ ایک بار پھر اسکے چہرے کا رنگ اڑا تھا لیکن وہ خود پر
کنٹرول کر گئی تھی۔

"جی ٹھیک ہوں۔۔۔"

وہ زبردستی مسکرائی تھی۔

"جب میں اپنے بھائی کے سلسلے میں آپ سے ملنے کا لج گیا اور جب میں وہاں سے واپس آیا
تھا تو میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ میں آپ سے یہاں اس شہر میں یوں اچانک ملوں

گا--!!

وہ کتنا خوش تھا یہ صرف وہ جانتا تھا وہ اسے بتا نہیں سکتا تھا۔

اس نے آرجے کا نام نہیں لیا تھا۔

"سوچا تو میں نے بھی نہیں تھا کہ جس شخص سے میں اتنی نفرت کرتی ہوں اسکے بھائی سے یہاں یوں اچانک ملوں گی--!!"

حanim کے لبھ کاٹ دار تھا۔ حشام کے چہرے کارنگ پھیکا پڑا تھا۔

"لیکن مجھے امید ہے کہ آپکو مجھ سے نفرت نہیں ہوگی--"
وہ مسکرا یا تھا۔

حشام اچھے سے جانتا تھا کہ حanim آرجے کیوں نفرت کرتی تھی اس لیتے اس نے اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا۔

حanim نے کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا۔

"میں پچھلے دس سالوں سے پیرس میں رہ رہا ہوں لیکن مجھے پیرس کبھی اتنا اچھا نہیں لگا تھا"
اسکی بات پر حanim نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"اچھے لوگوں سے مل کر سب اچھا لگنے لگتا ہے اور پھر آپ تو بہت خاص ہیں اس نشان کی

وجہ سے--!!"

اس نے حانم کے برتھ مارک کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"کافی اچھی باتیں کر لیتے ہیں آپ--"

حانم مسکرا دی تھی۔

"میں خود بھی بہت اچھا ہوں یہ آپ کچھ دنوں تک جان جائیں گی--"

وہ پر اعتماد لجے میں کہہ رہا تھا۔

"دیکھتے ہیں---"

حانم نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا تھا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

وہ کالج میں ہونے والی ملاقات میں ہی جان گئی تھی کہ آر جے اور حشام ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے۔

اور اب اسے یہ محسوس بھی ہو رہا تھا۔

"اللہ حافظ---"

حشام کے چپ رہنے پر وہ کہتی یونیورسٹی کی طرف بڑھ گئی تھی جبکہ حشام اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"ماہی تم حشام جبیل کو بتا کیوں نہیں دیتی کہ تم اسکے ڈیڈ کے بزنس پارٹنر کی بیٹی ہو--؟؟" ایلا کو ماہی کی اپنی محبت کے معاملے میں یوں خاموشی کوفت میں بنتلا کر دیتی تھی۔

"اس سے کیا ہوگا--؟؟"

ماہی نے لیپ ٹاپ پر نظریں پوچھا تھا۔

"اس سے اسے یہ احساس تو ہوگانا کہ تم کوئی عام لڑکی نہیں ہوں-- شاید اسے تمہاری قدر

ہو--"

"ایلا تم پاگل ہو--"

ماہی اسکی بات سن کر مسکرا دی تھی۔

اسکا ایم بی اے مکمل ہو گیا تھا۔ وہ یہاں ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کر رہی تھی، وہ اس وجہ سے کہ اسے کچھ تجربہ ہو جائیے۔ تاکہ وہ اپنے باپ حمدان کا بزنس سنپھال سکے۔

وہ اکثر بزنس کو لے کر حمدان صاحب سے بحث کرتی رہتی تھی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں--"

ایلا نے منہ بنایا تھا۔

اس سے پہلے ماہی کچھ کہتی اسکا فون بجا تھا۔

"بaba کی کال ہے--"

ماہی نے کہتے ہوئے کال اٹھائی تھی۔

"بیٹا پیرس میں ضیاء کا بیٹا رہتا ہے شاید میں نے تمہیں بتایا ہو۔"

آج شام ہماری پیرس میں میلنگ تھی جس میں میرا اور ضیاء کا ہونا لازمی تھا۔

کل کچھ مصروفیات کی وجہ سے میں نہیں آسکا اور ضیاء بھی بیمار ہے۔ تم بنس کو اچھے سے جان گئی ہو میں چاہتا ہوں میری طرف وہ میلنگ تک اٹینڈ کرو۔ اور اپنے ساتھ حشام جبیل کو بھی لے کر جاؤ۔

میں ابھی تمہیں ساری ڈیٹیل بھیج دیتا ہوں۔ اور حشام کا نمبر اور اڈیس بھی۔

سلام دعا کے بعد حمدان صاحب نے کام کی بات کی تھی۔

"جی بابا۔"

وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

"لو ہوگئی تھاری خواہش پوری۔ اب پتا چل جائیے گ مسٹر جبیل صاحب کو۔"

ماہی مسکرا دی تھی۔ وہ خوش تھی اور یہ خوشی حشام جبیل سے ملنے کی تھی۔

Classic Urdu Material

حشام ماہین حمدان کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔۔ اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ ماہین حمدان سیٹھ حمدان کی بیٹی تھی۔۔

وہ دونوں میلنگ کلبیتے نکلے تھے۔۔ اسے دیکھ کر ماہی کی آنکھوں میں جگنو سے جل اٹھے تھے یہ ہ محسوس کر چکا تھا۔۔

لیکن اسے دلچسپی نہیں تھی۔۔ اور اب تو ہو بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ اب اسے حانم مل گئی تھی۔۔

انکی میلنگ اچھی رہی تھی۔۔

اب حشام اسے گھر چھوڑنے جا رہا تھا۔
گارڈ میں خاموشی چھائی می تھی۔ ماہی کو یہ خاموشی کاٹ رہی تھی۔

”آپکو کیسا لگا یہ جان کر کہ میں سیٹھ حمدان کی بیٹی ہوں۔۔؟؟“
بالآخر ماہی نے پوچھا تھا۔

”کیسا بھی نہیں۔۔۔“

سرد سے لجے میں جواب موجود تھا۔

”لیکن مجھے آپ سے مل کر بہت اچھا لگ رہا ہے۔۔ میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ ہم دونوں کبھی ایک ساتھ کسی سفر پر نکلیں گے۔۔!!“

ماہی کے لبھ سے خوشی جھلک رہی تھی۔

حشام نے کوئی بھی جواب نہیں دیا تھا۔ گاڑی ایک جھٹکے سے کی تھی۔

"آپکا گھر آگیا مس ماہین حمدان---!!

وہ بنا اسکی طرف دیکھے کہہ رہا تھا۔ ماہی کا دل اسکے جواب نہ دینے پر کٹ کر رہ گیا تھا۔ لیکن وہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔

وہ خاموشی سے گاڑی سے نیچے اتری تھی۔

وہ جھک کر کچھ کہنے والی تھی کہ حشام فرائی سے بھرتا گاڑی بھگا کر لے گیا تھا۔

وہ برف کی شہزادی اسے افسوس سے جاتا دیکھ رہی تھی۔

سارے رشتے بھلانے جائیں گے

اب تو غم بھی گنوائے جائیں گے

جانیے کس قدر نیچے گا وہ

اس سے جب ہم گھٹائے جائیں گے

اس کو ہوگی بڑی پشیمانی

اب جو ہم آزائے جائیں گے

Classic Urdu Material

کیا غرض دوڑ جام سے ہم کو
ہم تو شیشے چبائیں جائیں گے

میری امید کو بجا کہہ کر
سب مرا دکھ بڑھائے جائیں گے

کم سے کم تجھ گلی میں جاناں
دھوم تو ہم مچائے جائیں گے

زخم پہلے کے اب مفید نہیں
اب نئے زخم کھائے جائیں گے

شاخساو! تمہارے سارے پرند
اک نفس میں اڑائے جائیں گے

ہم جواب تک کبھی نہ پائے گئے

Classic Urdu Material

کن زمانوں میں پائے جائیں گے

آگ سے کھیننا ہے شوق اپنا
اب تیرے خط جلانے جائیں گے

جمع کیا ہے ہم نے غم دل میں
اس کا اب سود کھانے جائیں گے

شہر کی محفلوں میں ہم اور وہ
ساتھ اب کیوں بلاۓ جائیں گے

ہے ہماری رسائی اپنے میں
ہم خود اپنے میں آئے جائیں گے

ہم نہ ہو کر بھی شہر بودش میں
آئے جائیں گے، جائے جائیں گے

مجھ سے کہتا تھا کل یہ شاہ بلوط
سارے سائی سے جلائے جائیں گے

ہو گا جس دن فنا سے اپنا وصال
ہم نہیں سجائے جائیں گے

جون یوں ہے کہ آج کے موسیٰ
آگ بس آگ لائے جائیں گے

جون ایلیا

حشام بہانوں بہانوں سے حانم سے ملنے لگا تھا۔ وہ جہاں جاتی وہ بھی اتفاقاً پہنچ جاتا تھا۔ حانم نے
کبھی اس بات کو نوٹ نہیں کیا تھا

آج بھی وہ اسے ہی تلاش کر رہا تھا۔ بی جان اسے شادی کا کہہ رہی تھیں۔ وہ اس پر دباؤ
ڈال رہی تھیں۔

اور آج وہ اسی سلسلے میں حانم سے ملنے والا تھا وہ اسے اپنے دل کی بات بتانے والا تھا تاکہ بعد
میں بی جان کو اپنی پسند بتاسکے۔

Classic Urdu Material

لیکن وہ پہلے حانم کی پسند جانا چاہتا تھا۔

وہ اسے نہر کے کنارے پرندوں کو دانہ ڈالنے نظر آگئی تھی۔

حشام ہاتھ میں پکڑا کیک لینے اسکی طرف بڑھا تھا۔۔

آج حشام کی برتھ ڈے تھی۔۔

وہ جانتا تھا کہ حانم نہیں جانتی تھی۔۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اسے وش نہیں کرے گی۔۔

لیکن وہ اس دن کو خاص بنانا چاہتا تھا۔

"اسلام علیکم! کیسی ہیں آپ؟؟"

حانم کے قریب پنجنے پر اس نے پوچھا تھا۔

"جی میں بالکل ٹھیک ہوں آپ سنائیں۔۔

اور یہ کیک کس لینے۔۔؟؟"

"آج میرا برتھ ڈے ہے۔۔ اور جب سے میں پیرس آیا ہوں یہ پہلا موقع ہے کہ میں کیک کاٹنے جا رہا ہوں وہ بھی بہت ہی خاص شخصیت کے ساتھ۔۔!"

"یہی برتھ ڈے مسٹر حشام جبیل!!"

اسکی بات سن کر حانم مسکرا دی تھی۔

"شکر یہ ---"

وہ بھی مسکرا�ا تھا۔

"دیر نہیں کرنی چاہیئے پھر ویسے بھی مجھے کیک بہت پسند ہے کھانے میں--"
وہ دونوں وہیں کنارے پر بیٹھ گئیے تھے۔

"میں آج آپ سے کچھ مانگنے آیا ہوں !!"
کیک کاٹنے کے بعد حشام سنجیدہ لبجے میں کھا تھا۔
اسکے لبجے میں کچھ تھا۔ حانم نے چونک کرا سے دیکھا تھا۔

"آج میرا جنم دن ہے-- اس دن لوگوں کو بہت سے تباہی ملتے ہیں--
مجھے بھی ایک تحفہ چاہیئے-- وہ بھی آپ سے ___ !!

اسکی بات سن کر حانم کو ایک غیر معمولی سا احساس ہوا تھا۔
آج وہ کسی اور لبجے میں بول رہا تھا۔

"جی مانگیں-- !!"
حانم نے دھر کتے دل سے کھا تھا۔

"آج اس خوبصورت دن کے اختتام پر-- جس میں آپ میرے ساتھ ہیں-- مجھے آپ سے حانم
چاہیئے-- آپ میرے لیئے سب سے بڑا تحفہ ہیں،

Classic Urdu Material

مجھ سے شادی کریں گی مس ام حانم ____؟؟"

حشام نے گویا دھماکہ کیا تھا۔۔

حانم اپنے میلے پڑتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔۔

اسے حشام سے اس بات کی امید نہیں تھی۔



"آج اس خوبصورت دن کے اختتام پر۔۔ جس میں آپ میرے ساتھ ہیں۔۔ مجھے آپ سے حانم

چاہیئے۔۔ آپ میرے لیئے سب سے بڑا تحفہ ہیں،

مجھ سے شادی کریں گی مس ام حانم ____؟؟"

حشام نے گویا دھماکہ کیا تھا۔۔

حانم اپنے میلے پڑتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔۔

اسے حشام سے اس بات کی امید نہیں تھی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔؟؟"

حانم جیسے خواب سے جاگی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔

"میں چاہتا ہوں آپکو۔۔ اور شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔"

حشام نے بھی اٹھتے ہوئے اپنی بات دہرائی۔

Classic Urdu Material

"بس--- بس کریں آپ--"

حائف نے ہاتھ اٹھا کر منع کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے سوچا مجھی کیسے ایسا--؟"

حائف کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

"آپ اچھے انسان ہیں لیکن مجھے آپ میں دلچسپی نہیں ہے اور ناکبھی تھی--!!

"لیکن مجھے لگا کہ--

حشام کا دل ڈوبتا تھا۔

"کہ میں اگر مسکرا کر بات سن لی آپکی تو میں آپ میں دلچسپی لینے لگی ہوں--؟ یہ لگا تھا آپکو--؟"

حائف کا لجھ کاٹ دار تھا حشام حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اتنی تلنخی آر جے کے لجھ میں ہوا کرتی تھی۔

"اگر لڑکی مسکرا کر بات کر لے تو مردوں کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ وہ لائیں پر آگئی ہے--؟"

شدت جذبات سے حائف کی آواز کانپ رہی تھی۔

اب کی بار حشام کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔ اسے امید نہیں تھی کہ حانم اس طرح ری ایکٹ کرے گی۔ حا

"پلیز حانم۔۔ اس طرح کے الفاظ مت استعمال کرو۔۔!!"

حشام نے اتجاہ کی تھی۔

حانم نے آنکھیں میچ کر ایک گھری سانس لے کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی تھی۔

"دیکھیں آپ۔۔ آپ بہت اچھے ہیں۔۔ لیکن جو آپ چاہ رہے ہیں ویسا کچھی نہیں ہو سکتا۔۔!!"

اب کی بار حانم نے مرمر لبجے میں کہا تھا۔

"لیکن کیوں۔۔ کیا کمی ہے مجھے میں۔۔ یا پھر کسی کو اور کو پسند کرتی ہیں آپ۔۔؟؟"

حشام کا دل کرلا رہا تھا۔ اس نے کچھی سوچا نہیں تھا کہ اس جیسی شخصیت کا مالک جب کسی کو پروپوز کرے گا تو اسے آگے سے اس طرح کی باتیں سننے کو ملیں گی۔

"کوئی کمی نہیں ہے آپ میں۔۔ اور نا میں کسی اور کو چاہتی ہوں۔۔ لیکن میں کسی انسان سے رشتہ نہیں بنایا سکتی جو مجھے ایک ایسے شخص کی یاد دلائیے جس سے میں نفرت کرتی ہوں۔۔!!"

حائم نے صاف لمحے میں کہا تھا۔

حشام ایک گھری سانس بھر کر رہ گیا تھا۔

اس سے پہلے حشام کچھ کھتا سڑک کنارے مانی کی گاڑی آکر کی تھی اسے حائم نے ہی کال کر کے پک کرنے کو کہا تھا۔ اور پھر حشام آگیا تھا۔

”مجھے امید ہے آئی نہ یہ بات دھرائی میں نہیں جائیے گی۔“

وہ کہہ کر گاڑی کی طرف بڑھ گئی تھی۔

مانی نے حائم کو حشام کے ساتھ دیکھ لیا تھا۔

وہ پھر پھٹی آنکھوں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا
کہ وہ دونوں ایک ساتھ ہونگے

حشام خاموشی سے اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔

گاڑی کا شیشہ نیچے کیتے مانی حیرت اور خوف کے تاثرات سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

”کیا حائم ماہین کی کمزون ہے۔؟؟“

وہ حیرت سے سوچ رہا تھا۔ اسے کچھ دیر پہلے حائم نے بتایا تھا کہ اسے اسکی کمزون لینے آرہی تھی۔

حائم گاڑی میں بیٹھ چکی تھی اور پھر مانی گاڑی بڑھا کر لے گئی تھی۔

Classic Urdu Material

وہ تھک ہار کر وہیں بیٹھ گیا تھا۔۔ کتنا خوش تھا آج وہ اور کیا ہوا تھا اسکے ساتھ۔۔
وہ مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔۔ لیکن اس نے اپنے اندر دل کو روتے محسوس کیا تھا۔۔
شاید وہ جان نہیں پایا تھا کہ اسکا رویہ ماہی کو کتنی تکلیف دیتا تھا
سب ختم ہو گیا تھا۔۔ وہ اچھے سے جانتا تھا حانم کی نام کبھی ہاں میں نہیں بدلتے والی

آپ ڈکھا تو رہے ہیں دل مگر!
خیال کجیے گا "خُدا" کو پتانہ چلے

"تم حشام کو کب سے جانتی ہو حانم۔۔؟؟"
ماہی کی آواز پر حانم نے پونک کرا سے دیکھا تھا۔

"کافی سالوں پہلے پاکستان میں ملاقات ہوئی تھی لیکن جان پہچان ابھی کچھ دن پہلے یونیورسٹی
میں ہوئی ہے۔۔!!
حانم نے صاف صاف بتادیا تھا۔

"ہمم۔۔"
ماہی کا دل دھڑک رہا تھا۔

"آج انکا برتحہ ڈے تھا۔۔؟"

ماہی کا سوال تھا۔

"ہاں--"

حانم بس اتنا ہی کہہ پائی می تھی۔ وہ حشام والے موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اسے سر درد اٹھتا محسوس ہو رہا تھا۔

ماہی کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔ یہ وہ بھی جانتی تھی کہ آج حشام کا برتحہ ڈے تھا اور وہ اسے صح سب سے پہلے وش کرچکی تھی۔ لیکن حشام نے اسکے سیچ کا جواب دینا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔

اور خود حانم کے ساتھ کیک کاٹ رہا تھا۔

ماہی نے آنکھوں میں آئی نی کو مشکل سے اندر کی طرف کھینچا تھا۔

"لیکن تم اسے کیسے جانتی ہو۔۔؟"

اچانک حانم کو احساس ہوا تو اس نے پوچھا تھا۔

"بaba کے بنس پارٹنر کا بیٹا ہے۔۔ کچھ دن پہلے میں اسی کے ساتھ میئنگ کیلیئے گئی می تھی۔۔!!

ماہی کے لمحے میں نی سی گھل گئی تھی جسے حانم نے صاف محسوس کیا تھا لیکن وہ کچھ نا

بولی--

اس نے فیصلہ کر لیا تھا آج کے بعد وہ حشام جبیل کی بات نہیں سننے والی تھی۔

وہ رات حشام کیلئے بہت برمی گزی تھی۔۔ بیشک وہ ایسی باتوں کو لے کر زیادہ جذباتی نہیں ہوتا تھا۔۔

بیشک وہ اسے کافی سالوں سے چاہتا آرہا تھا۔۔ لیکن اسکے لیئے سب سے زیادہ اہم اسکی بی جان تھیں۔۔

جو بہت اچھی تھیں اور اس سے بہت پیار کرتی تھیں۔۔

محبت کے معاملے میں زبردستی نہیں چلتی۔۔ یہ بات حشام جان چکا تھا۔۔

وہ جیسے ماہی کو اپنا نہیں سکا ویسے ہی حانم نے اسے اپنانے سے انکار کر دیا تھا
دل تو ٹوٹا تھا اسکا۔۔ جیسے وہ ماہی کا توڑتا لیکن اس سے رویا نہیں جا رہا تھا

"میں نے تمارے لیئے سارہ کو پسند کر لیا ہے حشام۔۔ وہ بہت اچھی لڑکی ہے اور سب سے بڑھ کر میری اپنی بھانجی ہے۔۔!
بی جان نے گویا بم پھوڑا تھا۔

"لیکن بی جان۔۔"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔

"لیکن کیا حشام-- کوئی می اور پسند ہے تمہیں تو بتاؤ-- لیکن یاد رکھنا جو بھی پسند ہو مجھے قبول ہوگی بس وہ سید خاندان سے ہو-- تم اپنے خاندان کی روایات کو اچھے سے جانتے ہو____!!
لبی جان کی بات سن کر وہ اذیت سے آنکھیں مج گیا تھا۔
وہ ہر طرف سے پھنسا ہوا تھا۔ سب سے پہلے تو حانم انکار کر چکی تھی--
اگر وہ مان بھی جاتی تو چھوٹے بابا سائی یعنی سید جبیل کبھی نامانتے۔
اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں حشام---"

بی جان کی آواز ابھری تھی۔

"مجھے سوچنے کیلئے کچھ وقت چاہیئے بی جان--"

"کتنا وقت--؟ اور بات سالوں پر ناجائیے میں اب تمہارے سر ہر سرا دیکھنا چاہتی ہوں--
تمہاری عمر کے سمجھی لڑکوں کی شادی ہو چکی ہے بس ایک تم ہی رہتے ہو____!
پی جان کا انداز حکمیہ تھا۔

وہ رشتؤں میں بندھا لرٹکا۔۔۔

جسکے لیتے رشتے اسکی محبت سے زیادہ معنی رکھتے تھے، وہ کبھی بغاوت نہیں کر سکتا تھا
پہ بات بی جان اچھے سے جانتی تھیں۔

حانم کو امید تھی کہ حشام اسے کبھی تنگ نہیں کرے گا اور وہ اسکی امید پر پورا اتراتھا۔
دو میں گز چکے تھے اسکا حشام سے دوبارہ سامنا نہیں ہوا تھا۔
اسکے آخری سمیٹر کے پیپر بھی ختم ہو گئے تھے۔

وہ اس دن کچھ کتابیں اشو کروانے کیلئے سٹی لائی بریری آئی تھی۔
کافی دیر ڈھونڈنے کے بعد بھی اسے اپنی مطلوبہ کتاب نہیں ملی تھی۔
حانم جھنچھلاتے ہوئی سے کاؤنٹر پر موجود لائی بریرین کے پاس گئی تھی۔ لیکن جیسے وہ
کاؤنٹر پر پہنچی اسے وہاں اپنی مطلوبہ کتاب رکھی نظر آگئی تھی۔

"مجھے یہ کتاب چاہیئے۔!!"

اس نے وہاں بیٹھے لڑکے سے کہا۔

"یہ کتاب تو آپ سے پہلے کوئی می اور اشو کروا چکا ہے۔"
لڑکے نے بتایا تھا۔

"کس نے اشو کروائی می ہے۔۔۔؟"
حانم پوچھ رہی تھی۔

Classic Urdu Material

"حشام بن جبیل--- وہ فون سننے باہر گئیے ہیں--!!
لڑکے نے کہتے ہوئے گلاس ڈور سے باہر اشارہ کیا تھا۔

"اوکے میں ان سے بات کر لیتی ہوں--"
حانم باہر نکل آئی تھی۔

اسے حشام فون کان سے لگائیے بات کرتے ہوئے نظر آگیا تھا۔

"مسٹر حشام جبیل جو کتاب آپ اشو کرو اچکے ہیں وہ ام حانم کو یعنی مجھے چاہیتے-- آپکو کوئی میں
مسئی لہ تو نہیں--؟؟"

وہ اسکے پیچھے کھڑی اوپھی آواز میں بول رہی تھی۔
حشام کرنٹ کھا کر پلٹا تھا۔ اس نے حیرت سے حانم کو اور پھر گھبرا کر فون کو دیکھا تھا۔

"میں وہ کتاب لے لوں--؟؟"
حانم نے دوبارہ پوچھا تھا۔

حشام نے فوراً فون بند کیا تھا۔ اسکی اس حرکت کو حانم نے محسوس کیا تھا۔
وہ آج اسے دو ماہ بعد دیکھ رہا تھا۔
لمحہ وہی حکمیہ تھا۔----

Classic Urdu Material

"آپ کچھ بھی مانگ لیں۔۔ حشام جبیل انکار نہیں کر سکتا ۔۔
وہ چمکتی آنکھوں سے کہہ رہا تھا۔

"اور کچھ نہیں چاہیئے صرف کتاب۔۔ آپ آکر لاٹی بریرین سے بات کر لیں ۔۔!
وہ گویا حکم دیتی اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔
_____ حشام مسکرا کر رہ گیا تھا وہ لٹکی حکم دینے کیلئے بنی تھی

وقت کیسے گزرتا ہے کچھ پتا ہی نہیں چلتا۔۔ ایسا لگتا تھا جیسے ابھی کل کی ہی بات تھی جب یونیورسٹی میں انکی کلاس کا پہلا دن تھا۔۔ اور اب وہ لوگ اپنے کورس کے دو سال بھی پورے کر چکے تھے۔۔

انسان جن لوگوں کے ساتھ رہتا ہے وقت گزرنے پر ان سے انسیت ہو ہی جاتی ہے۔ کچھ ایسا ہی حanim کے ساتھ ہوا تھا۔

میڈی پوری کلاس کو لے کر کافی شاپ پر آیا تھا۔ یہ وہ کافی شاپ تھی جہاں وہ جاب کرتا تھا۔

اسے پہلی تinoxah ملی تھی اور اسی خوشی میں وہ اپنی کلاس کو اسی شاپ میں کافی پلانے لایا تھا۔
اس شاپ میں اسکی البرڈ سے بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی۔

حانم اس کافی شاپ کو پہلے جانتی تھی۔ وہ پچھلے چھ ماہ سے اس شاپ پر آ رہی تھی۔
اسے یہاں کی چائیے جو البرڈ خاص طور پر اسکے لیئے بناتا تھا بہت پسند تھی۔

کلاس نے پوری شاپ میں شورو غل مچا رکھا تھا۔

کلاس کے لڑکے لڑکیاں کھلے دل سے کافی کی تعریف کر رہے تھے جو میڈی نے اپنے ہاتھ
سے سب کیلیئے بنائی می تھی۔

وہ سٹوڈنٹس کے درمیان گھرا سینے پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا جھکا کر شکریہ ادا کر رہا تھا۔

حانم کی نظریں آج بھی شاپ سے باہر تھیں۔

باہر سڑک پر چلتی گاڑیاں اسے اچھی لگ رہی تھیں۔

اس نے سیاہ رنگ کی جینز پر گھٹنؤں تک آتی لمبی قمیض پہنی ہوئی می تھی جس پر ٹخنوں سے
تحوڑا اوپر تک آتا اونی کوٹ پہن رکھا تھا۔

سر پر اونی ٹوپی تھی جس نے اسکے بالوں کو چھپا رکھا تھا۔

اسکے سامنے رکھے کپ سے دھواں اٹھ رہا تھا۔

اچانک ہی اسے عجیب سی بے چینی شروع ہو گئی می تھی۔

اسے خود پر کسی کی نظروں کی تنپش محسوس ہوئی می تھی۔

حانم نے چونک کر شاپ میں موجود لوگوں پر نظر دوڑائی می تھی۔ اچانک اسکی نظر ایک کونے
میں رکھی میز پر بیٹھے شخص پر پڑی تھی۔ اسکا چہرہ ہڈی سے چھپا ہوا تھا۔

حانم کے دیکھنے پر وہ چہرہ کارخ موز چکا تھا۔

جس طرح وہ بیٹھا تھا حانم کو سالوں پہلے کلاس کے آخری بیٹھ پر بیٹھا شخص یاد آیا تھا۔۔

"آر جے---"

افف میں بھی کیا سوچ رہی ہوں--"

حانم نے اپنی ہی سوچ پر خود کو ڈپٹا تھا۔

کتنی ہی دیر کافی اور ماحول سے لطف اندوز ہونے کے بعد اسکی پوری کلاس کے سٹوڈنٹس جا چکے تھے۔

کچھ سوچ کر حانم بھی شاپ سے باہر نکل آئی تھی۔

"انجل---"

میڈی اسکے پچھے لپکا تھا۔ ان دو اڑھائی سالوں میں اسکی میڈی سے کافی بے تکلفی ہو گئی تھی۔ میڈی تو اسے اپنی سب سے اچھی دوست مانتا تھا۔

"تم اکیلی جاؤ گی گھر میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں--"

حانم کے رکنے پر میڈی نے کہا تھا۔

"میں کوئی میں نہیں ہوں میڈی پچھلے اڑھائی سال سے میں پیرس میں آوارہ گردی کر رہی

ہوں--

اور تم مجھے گھر چھوڑنے کی بات کر رہے ہو!
وہ ہنس دی تھی۔

یہ بات واقعی سچ تھی۔ جیسے اس نے پہلے دوسال گھر میں بند رہ کر گزارے ویسے ہی اب اس نے یہ اڑھائی سال پیرس کی سڑکوں پر گھومتے گزارا تھا۔

”لیکن پھر بھی---“

”تم اپنی شاپ سنبھالو۔۔ میں چلی جاؤں گی۔۔!
وہ مسکرا کر کہتی آگے بڑھ گئی تھی۔

وہ دونوں سڑک کے درمیان کھڑے تھے۔

ٹریفک زیادہ نہیں تھی اور اس سڑک پر بہت زیادہ گاڑیاں نہیں ہوتی تھیں۔

جیسے ہی میدی اڑا سامنے سے آتی ڈبل ڈیکر بس کو دیکھ کر اسکے ہوش اڑگئیے تھے۔۔ بس کافی اسپیڈ سے آ رہی تھی۔

وہ اچھل کر سائی یڈ پر ہوا تھا۔۔ لیکن یہ کیا۔۔ بس کارخ بھی اسکی طرف ہو گیا تھا۔۔

میدی نے چلاتے ہوئے جس طرف کو بھی ہوتا تھا بس کارخ بھی اسی جانب ہو جاتا تھا۔۔
لوگ تماشہ دیکھ رہے تھے۔۔

بس اور اسکے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا تھا۔۔ اس سے پہلے کہ بس اسے اڑاتی کسی نے اسے

بازو سے پکڑ کر کھینچا اور بس جس جگہ پر وہ ایک پل پہلے کھڑا تھا وہاں سے گزر کر تھوڑا آگے جا کر کی تھی۔

میڈی نے ڈتے ڈتے آنکھیں کھولی تھیں--
اور پھر اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر ڈکر پیچھے ہوا۔
وہ ایک لڑکا جس نے ہڈی پہنی ہوئی می اور اسکے گال پر جلے ہوئے کا نشان تھا۔
لڑکے نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

"سوری برو۔۔ گارڈی میں کچھ مسٹی لہ ہو گیا تھا بیک نہیں لگ رہی تھی۔۔ تمہیں اس شخص کا شکریہ ادا کرنا چاہیتے جسے مجھے جیل جانے اور تمہیں heaven میں جانے سے بچا لیا۔۔!!
بس سے ایک آدمی نے اتر کر کہا تھا۔۔

"بہت بہت شکریہ۔۔!!
میڈی نے اس جلے ہوئے چہرے والے لڑکے کا ہاتھ تھام کر کہا تھا۔
میڈی ایک جذباتی لڑکا تھا اور اسکے ساتھ ساتھ وہ بہت پیار کرنے والا ایک اچھا انسان تھا۔ ویسے تو وہ بہت چالاک اور شرارتی مشہور تھا۔۔
لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اتنا بڑا ہی بے وقوف بھی تھا۔۔

"تمہارا نام کیا ہے--؟؟"
میڈی نے پوچھا تھا۔

"میرا نام مون ہے اور میں بول نہیں سکتا--"

لڑکے فٹافٹ اپنا موبائل نکال کر اس پر ٹائیپ کر کے بتایا تھا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ میڈی کو اشاروں کی زبان سمجھ نہیں آنے والی تھی۔

"اوہ-- آؤ اندر آؤ--!!

میڈی اسے لے کر شاپ کے اندر آگیا تھا۔ وہ اسکا احسان مند تھا۔

"کہاں رہتے ہو تم-- اس شہر میں نئیے ہو کیا؟؟"

میڈی کی بات پر مون نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"ضرور روزگار کیلیئے آئیے ہو گے--"

مون نے پھر اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"خیر کوئی نہیں آج سے تم میرے ساتھ رہو گے--"

میڈی کی بات سن کر مون کی آنکھیں چمکی تھیں اور پھر اس نے میڈی کا شکریہ ادا کیا تھا۔ جبکہ میڈی اسکے جلے ہوئے چھرے اور قوت گوئی سے محروم دیکھ کر افسوس کر کے رہا۔

گیا تھا۔

لگھے دن حانم شاپ پر آئی تو میڈی نے اسے سارا واقعہ سنایا تھا۔ وہ ہنس کر پاگل ہو گئی تھی۔

"انجل تم ہنس رہی ہو؟ میں مر جاتا تو--"

میڈی نے خلفی سے کہا تھا۔

"مجھے تو سوچ سوچ کر ہنسی آ رہی ہے کیا سین ہو گا اس وقت--؟؟؟" وہ پھر ہنس دی تھی۔ اس سے پہلے میڈی کچھ کہتا مون شاپ میں داخل ہوا۔

"مون---"

میڈی نے اسے آواز لگائی تھی۔ وہ آواز سن کر انکی طرف بڑھا تھا۔

"اس سے ملو یہ انجل ہے-- اور یہ واقعی انجل ہے--!!" میڈی نے تعارف کروایا تھا۔

مون چمکتی آنکھوں سے حانم کو دیکھ رہا تھا اسے مون کی آنکھوں میں عجیب ساتھ نظر آیا تھا۔

"ہیلو---"

حانم بس اتنا ہی کہہ پائی می تھی۔

جبکہ مون نے سر بلادیا تھا۔

"اوکے مجھے کچھ کام ہے میں چلتی ہوں--"

حانم اٹھ کھڑی ہوئی می تھی۔

وہ دونوں اسے جاتے دیکھ رہے تھے۔

"تمہارا نام مون کیوں ہے؟؟"

حانم کے جانے کے بعد میڈی نے پوچھا تھا۔

"کیونکہ میرے چھرے پر داغ ہے۔۔ اور داغ تو مون پر ہی ہوتا ہے۔۔!

مون نے ٹائی پ کر کے اسے بتایا تھا جبکہ میڈی نا سمجھی سے گردن ہلا کر رہ گیا تھا۔

اور پھر ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ جب حانم شاپ میں آتی تھی مون آجاتا تھا اور اسکے جانے کے بعد چلا جاتا تھا۔

وہ جماں بھی جاتی تھی وہ اسکا پیچھا کرتا تھا۔

وہ سارا دن غائب رہ کر رات کو میڈی کے گھر پہنچتا تھا۔

حانم کا پیچھا کرنے والی بات سب سے پہلے البرڈ نے نوٹ کی تھی۔

"مجھے لگتا ہے وہ انخل میں دلچسپی لے رہا ہے۔۔ اس سے پہلے وہ کوئی ی قدم اٹھائیے تمہیں کچھ کرنا چاہیتے۔۔!!"

البرڈ کی بات نے میڈی کو سوچ میں ڈال دیا تھا۔

وہ خود ڈنی لینڈ پر حانم کے پیچھے مون کو دیکھ چکا تھا۔

اسے احساس ہو رہا تھا جیسے اس نے مون کو اپنے پاس رکھ کر بہت بڑی غلطی کر دی تھی۔

اس سے پہلے مون کچھ کرتا میڈی نے حانم کو پرپوز کر دیا تھا۔۔ اسکی بات سن کر حانم کتنی دیر ہنستی رہی تھی۔

"شاید تم عمر میں بھی مجھ سے چھوٹے ہو میڈی۔۔ تم نے ایسا کیوں سوچا۔۔؟؟"

وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہی تھی۔

"جی نہیں میں چھوٹا نہیں ہوں۔۔"

"تم ہو میڈی کیونکہ میں نے اپنے دوسال ضائع کیتے ہیں۔۔"

"کچھ بھی ہو۔۔ مجھے تم اچھی لگتی ہو انجل۔۔"

وہ منہ پھلائیے کہہ رہا تھا۔

"اور جو لوگ اچھے لگتے ہیں انکی خوشی کا خیال رکھنا چاہیئے۔۔ اور میری خوشی یہ ہے کہ آئی نہ تم ایسی بات نا کرو۔۔ سمجھ آئی می نا۔۔؟؟"

وہ بات کے آخر میں سنجیدہ ہو گئی می تھی۔ میڈی دل مسوس کر رہ گیا تھا۔

اس رات وہ بہت دکھی تھا۔۔ اور پھر گھر جاتے ہوئے اسے کسی نے بری طرح سے پیٹا تھا۔۔ کوئی می کہہ رہا تھا کہ اسکی انخل کو پرپوز کیوں کیا۔۔؟؟
میڈی تو بری طرح سے ڈگیا تھا۔۔ جب وہ گھر پہنچا تو مون صوفے ہر لیٹا ٹوی دیکھ رہا تھا۔۔
اسے ایک پل کیلیئے مون پر شک ہوا تھا لیکن وہ تو بول ہی نہیں سکتا تھا۔۔
میڈی کا خون کھول کر رہ گیا تھا لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔

حانم نے بھی اپنے ارد گرد مون کی موجودگی کو محسوس کیا تھا۔۔ ناجانے کیوں اسے مون کے چہرے سے خوف آتا تھا۔۔

وہ اسے اچھا نہیں لگتا تھا۔۔ اور سرد آنکھوں سے دیکھنا۔۔ حانم کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہست سی ہوتی محسوس ہوتی تھی۔۔

وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

اس روز تو حانم ضبط ہی جواب دے گیا تھا۔۔

بھانپ اڑاتے کافی کے کپ کو اس نے اٹھا کر جیسے ہی لبوں سے لگایا اسکی نظر ایک کونے میں بیٹھے شخص پر پڑی تھی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا نظریں ملنے پر وہ گریٹر کر چھے کارخ موڑ گیا تھا۔

حanim کی تیوری چڑھی تھی۔ اس نے کپ کو میز پر پٹھا اور اپنی جگہ سے اٹھنے کے بعد قدم اس شخص کی طرف بڑھا دیے تھے جسکا آدھا چھرہ چھپا ہوا تھا۔

یہ شخص ناجانے کیوں اسکا پیچھا کرتا تھا۔

حanim کو اس سے حدر بھے کی کوفت ہوتی تھی۔ آج تو اس نے صاف صاف بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

حanim کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ سنبل کر بیٹھا تھا اور اس طرح ظاہر کرنے لگا جیسے وہ اسے جانتا ہی نا ہو۔

"ایکسکیوڈ می--"

پاس جانے پر حanim نے سخت سے لبجے میں اسے پکارا۔
وہ چائے پینے میں ایسے مگن تھا جیسے سنا ہی نا ہو۔

"مسٹر موں آپ گونگے ہونے کے ساتھ ساتھ بھرے بھی ہیں کیا؟؟"

اسکی اس بات پر موں نے چونک کر اپنے سامنے کھڑی انخل کو دیکھا تھا جو اس وقت انخل کم

Classic Urdu Material

اور ڈائی ن زیادہ لگ رہی تھی۔

مون نے اسکے بہرہ کرنے پر برا سامنہ بنایا تھا۔

"یہ--"

آنکھوں سے اشارہ کیا گیا تھا کہ بولیے۔

"آپ میرا پچھا کیوں کرتے ہیں---؟ میں جماں جاؤں آپ وہاں کیوں موجود ہوتے ہیں؟؟"

وہ غصے سے پوچھ رہی تھی۔

"نو--"

مون نے نفی میں سر ہلایا۔ جیسے کہ رہا ہو کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔

"اوہ تو آپ جھوٹ بھی بولتے ہیں۔؟"

انجل نے دونوں ہاتھوں کو ذرا سا اور اٹھا کر خالص برلش لجھے میں کہا تھا۔

"نو--"

مون نے پھر سر نفی میں ہلایا تھا اور ہونٹوں پر آئی مسکراہٹ کو مشکل سے ضبط کیا تھا۔

"لسن مسٹر مون۔۔ اگر آپ آئی ندہ مجھے اپنے آس پاس نظر آئے نا تو یہ گرم گرم چائے کا کپ منہ پر گرا کر جو آدھا چہرہ بچا ہوا ہے نا وہ بھی جلا دوں گی۔۔ یا پھر۔۔

Classic Urdu Material

وہ جو سامنے گلدار نظر آرہا نا وہ اٹھا کر سر میں مارو گئی-- سمجھ آئی می--!“
اسکی دھمکی سن کر مون کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

وہ اتنی خطرناک کب سے ہو گئی تھی-- مون کو حیرت ہوئی۔

”سمجھ آگئی می نا۔؟؟“

اس کے خاموش رہنے پر اینجل نے دوبارہ پوچھا۔

”نو۔۔۔“

وہ ایک بار پھر سر نفی میں ہلا چکا تھا جبکہ اینجل غصے سے مسٹیاں بھینپختی وہاں سے چلی گئی تھی۔

اسکے لمبے اوورکوٹ کے پیچھے انگلش میں بروکن اینجل لکھا تھا۔

..I am so lonely broken angel

..One and only broken angel

جیسی کے ساتھ گائیے گئیے گانے کے الفاظ اسکے ذہن میں گونج گئیے تھے۔ اور پھر اسکی دھمکی کو یاد کر کے وہ کھل کر مسکرا دیا تھا۔

وہ آخری دن شاید حانم کی دھمکی کام کر گئی تھی-- اس دن کے بعد اسے مون کہیں بھی نظر نہیں آیا تھا۔

وہ لاونج میں صوفے ایلا کی طرح پر ٹانگ پر ٹانگ جمائیے بیٹھی نوڈ لز کھانے میں مگن تھی جب ماہی کی آواز نے اسے چونکنے پر مجبور کیا تھا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بابا میں انسان ہوں کوئی می چیز نہیں جسے آپ اپنے بنس کی نظر کر دینگے--"

وہ لاونج میں ٹھلتے ہوئے غصے سے کہہ رہی تھی۔

"میں یہ شادی ہرگز نہیں کر سکتی-- میں اپنی پسند سے شادی کرنا چاہتی ہوں یہ آپ اچھے سے جانتے ہیں--!!

"یہ ماہی کس لمحے میں بات کر رہی ہے-- اس نے تو ایسے وہ بھی انکل سے کبھی بات نہیں کی--"

حانم کو حیرت ہو رہی تھی۔

"آپکا بنس ڈویتا ہے تو ڈو بے-- میں کسی ایسے انسان سے شادی نہیں کر سکتی جسے میں جانتی تک نہیں--!!

وہ اونچی اونچی آواز میں بول رہی تھی۔

لوسی ماں، حلیمہ بی اور حانم تینیوں حیرت سے اسے تک رہی تھیں۔

"آپ ٹھیک سمجھ رہے ہیں بابا میں بہت بدل گئی ہی ہوں--"

تو میں کیا کروں اگر آپکی طبیعت خراب ہے۔۔۔ میں قربانی نہیں دے سکتی۔۔۔!!
ماہی کی یکطرفہ بات سن کر حانم کو تو گویا اچھو ہی لگ گیا تھا۔۔۔

اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ ماہی ہی تھی جو اس طرح سے بول رہی تھی۔

"اگر آپکو یاد ہو تو آپکی دو بیٹیاں اور بھی ہیں آپکو قربانی کہلیئے میں ہی کیوں نظر آئی ہوں۔۔۔؟؟"
آپ اپنی دوسری بیٹیوں سے قربانی مانگ لیں مجھے امید ہیں وہ انکار نہیں کریں گی۔۔۔!!
ماہی ایک ایک لفظ چبا کر کہتی حانم پر ایک سرد سی نظر ڈال کر اندر جا چکی تھی۔۔۔ جبکہ حانم کو
تو جیسے سکتے ہو گیا تھا۔۔۔

"یہ کیا ہو گیا ہے ماہی کو۔۔۔؟؟"

وہ سوچ رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کسی نتیجے پر پہنچتی اسکے سامنے میز پر رکھا فون بجا تھا۔
حانم ایک دم چونکی تھی۔

آسیہ بیگم کی کال تھی۔ حانم نے فون اٹھانے کے بعد سلام کیا تھا۔

Classic Urdu Material

"میں تم سے کچھ مانگنے جا رہی ہوں ہانی-- مجھے امید ہے تم انکار نہیں کرو گی--"
آسیہ بیگم کی آواز میں پریشانی جھلک رہی تھی۔

حانم کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اسے کسی انہوںی کا احساس ہو رہا تھا۔

"بیٹا حمدان کے احسانات کا بدلہ چکانے کا وقت آگیا ہے-- تمہیں قربانی دینی ہو گی کیا تم اسکے
لئے تیار ہو ____؟؟"

آسیہ بیگم پوچھ رہی تھیں۔

"امی صاف صاف بات کریں-- میرا دل گھبرا رہا ہے-- کس قربانی کی بات کر رہی ہیں
آپ--؟؟"

حانم کو اپنے اندر ہول اٹھتے محسوس ہو رہے تھے۔ جانے آسیہ بیگم اس سے کیا مانگنے والی
تحصیں ____؟

"بیٹا حمدان کے احسانات کا بدلہ چکانے کا وقت آگیا ہے-- تمہیں قربانی دینی ہو گی کیا تم اسکے
لئے تیار ہو ____؟؟"

آسیہ بیگم پوچھ رہی تھیں۔

"امی صاف صاف بات کریں۔۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔ کس قربانی کی بات کر رہی ہیں
آپ۔۔؟؟"

حanim کو اپنے اندر ہول اٹھتے محسوس ہو رہے تھے۔۔ جانے آسیہ بیگم اس سے کیا مانگنے والی
تحصیں ____؟

"حمدان کے بنس میں کوئی مسئی لہ ہو گیا ہے پوری بات تو میں بھی نہیں جانتی لیکن اگر
ہم ان لوگوں سے رشتہ بنا لیں تو تعلقات مزید استوار ہونگے اور حمدان کی سالوں کی محنت ڈوبنے
سے بچ جائیے گی۔۔!!"

آسیہ بیگم نے اپنے علم کے مطابق حanim کو سب بتا دیا تھا۔

"لیکن امی کون لوگ ہیں یہ۔۔؟؟"

وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔

"یہ تو میں بھی نہیں جانتی۔۔ لیکن لڑکا اچھا ہے، ماہی نے تو انکار کر دیا ہے وہ کسی صورت بھی
یہ شادی نہیں کرے گی۔۔ اب ہماری امید تم ہو۔۔!!"

آسیہ بیگم کی باتوں نے حanim کے سر میں درد کر دیا تھا۔

"شام تک اچھے سے سوچ لو پھر بتانا۔۔ لیکن مجھے امید ہے کہ تمہارا جواب ہاں میں ہو گا۔۔!!"
وہ اپنی سنا کر فون بند کر چکی تھیں جبکہ وہ حیران سی بیٹھی رہ گئی تھی۔

قربانی بہت بڑی مانگی تھی اسکی ماں نے-- ناقربانی دینے کی ہمت تھی اور نا انکار کرنے کا

توصلہ--

وہ اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

شام ہونے ہی والی تھی۔

حanim کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا جواب دے-- وہ ماہی سے اس وقت تفصیل بھی نہیں پوچھ سکتی تھی کیونکہ وہ پہلے ہی بہت غصے میں تھی۔

اس نے ایک پل کو سوچا تھا کہ ماہم کانکاح کروادے گھر والوں سے کہہ کر--

لیکن دوسرے ہی پل اس نے اپنے دماغ سے یہ سوچ نکال دی تھی۔

جو کام وہ خود نہیں کر سکتی تھی۔ کیسے مطلب پرستوں کی طرح اس چیز کی قربانی ماہم سے مانگ سکتی تھی۔؟؟؟

رات کو ماہی اسکے کمرے میں آئی تھی۔

"تم نے شادی کیلیئے ہاں کر دی۔؟؟"

وہ حیرانی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے حanim کو دیکھ رہی تھی۔

"شادی نہیں صرف نکاح کیلیتے--"
حامن نے جواب دیا تھا۔

"ہاں وہی میری جان-- مجھے یقین نہیں ہوتا کہ تم اتنی جلدی کیسے مان گئی ہو____؟؟" مہین نے آگے بڑھ کر اسکے گال پر پیار کیا تھا، حامن سے حیرت سے دنگ اسے دیکھ رہی تھی، یہ صح والی ماہی تو کمیں سے بھی نہیں لگ رہی تھی، یہ تو بہت خوش نظر آرہی تھی-- انتہائی خوش--

حامن نے کچھ دیر پہلے ہی فون کر کے آسیہ بیگم کو اس نکاح کیلیتے ہاں کر دی تھی اور اب ماہی اسکے کمرے میں موجود تھی۔

"تم دیکھنا تمہیں وہ لڑکا ان شاء اللہ بہت پسند آئے گا۔ بہت خوش رکھے گا تمہیں ____ !! ماہی اسکا ہاتھ تھامتے ہوئیے بولی تھی۔ جبکہ حامن ابھی تک صدمے کی حالت میں تھی۔

"اب تم آرام کرو-- پرسوں یعنی جمعۃ المبارک کے دن عصر کے بعد تمہارا نکاح ہے-- مجھے ایلا کے ساتھ مل کر بہت سی تیاریاں کرنی ہیں ____ ! وہ اسے تلقین کرتی جا چکی تھی جبکہ حامن نا سمجھی سے سوچ رہی تھی کہ آخر یہ ہو کیا رہا تھا____؟؟

لگلے دن حمدن صاحب، آسیہ بیگم، ماہم اور جواد وہ سب لوگ پیرس آگئیے تھے۔
حامنم تو انہیں دیکھ کر سکتے میں چلی گئی تھی۔ اسے اتنا بڑا سرپرائیز دیا گیا تھا کہ وہ
حیرت سے گنگ انہیں دیکھ رہی تھی۔

جب ہوش آیا تو سب سے لپٹ لپٹ کر روئی تھی۔

جواد اب لڑکپن کی عمر سے نکل کر جوانی کی دہنیز پر قدم رکھ چکا تھا۔

وہ خواب کی حالت میں سب کو دیکھ رہی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا وہ اتنے سالوں بعد اپنے
گھر والوں سے مل رہی تھی۔

ان لوگوں کے آتے ہی گھر میں رونق بڑھ گئی تھی۔

ماہم، ماہی اور ایلا کے ساتھ مل کر بازار حامنم کے نکاح کا جوڑا لینے گئی تھی۔

حامنم نے خود جانے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ آسیہ بیگم کے ساتھ اپنا وقت بیٹانا چاہتی تھی۔

سب بہت خوش نظر آ رہے تھے۔۔ حامنم کو کہیں سے بھی یہ نکاح قربانی کیلئے ناخوشی کے انداز
میں کیا گیا نہیں لگ رہا تھا۔

یہ نکاح اسکے لئے مبارک ثابت ہوا تھا کیونکہ اس نکاح میں وہ لپنوں سے مل پائی تھی۔

وہ سرخ و سفید رنگ کے جوڑی دار پجامے اور قمیض میں نک سک سی تیار ہوئی می بہت پیاری لگ رہی تھی۔

گھر کو بھی روشنیوں سے سجا�ا گیا تھا۔

ہر کوئی می تیار تھا صرف دولے صاحب کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

حانم کو یقین نہیں ہوا تھا کہ واقعی یہ اسی کے نکاح کی تقریب تھی۔۔۔؟؟

سب بہت خوش لگ رہے تھے۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو ہاؤ آپی ____ !!"

جواد اسکے پاس آکر بیٹھا تو حانم کو مضبوط پناہوں کا احساس ہوا تھا۔

وہ واقعی بہت بڑا ہو گیا تھا ماشاء اللہ۔

حانم نے دل ہی دل میں سب کی نظر اتاری تھی۔

کچھ دیر بعد لڑکے والے آگئے تھے۔ انہیں ڈائی نگ رو میں بھایا گیا تھا۔

حانم سے کسی نے اپنے کمرے سے باہر آنے کو نہیں کہا تھا اور نا وہ خود گئی تھی۔

اسکا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا۔ جذبات و احساسات بالکل نئیے تھے۔

کچھ دیر بعد قاضی نکاح کیلئے آیا تھا۔

وہ حانم سے اسکو روحان حیدر کے نکاح میں دیئیے جانے کا پوچھ رہا تھا

جبکہ حانم کو روحان کے نام پر کرنٹ لگا تھا۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے اندر ہیرا چھاتا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اس شخص کے کسی ہم نام سے بھی نہیں ملتی کہاں اسکے ہم نام سے شادی---؟؟

"ہانی بیٹا بولو--"

آسیہ بیگم نے اسے خاموش دیکھ کر کہا تھا۔

"جی--"

وہ اثبات میں سر ہلاکئی تھی۔

پانچ منٹ بعد قاضی جاچکا تھا۔۔۔ جبکہ حانم اپنے دل کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

نکاح ہو چکا تھا۔۔۔ ماہی نے اسے باہر آنے کا کہا تھا تاکہ اسے روحان حیدر کے ساتھ بھایا جاسکے۔۔۔

"نہیں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے__!!"

حانم نے صاف انکار کر دیا تھا۔ ماہی اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

خوبصورت چہرے پر سوچ کی لکیریں واضح تھیں۔

"ٹھیک ہے تم آرام کرو____!"

وہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

حanim کو کسی انسان کی بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ وہ الجھی پڑی تھی، اسے پہلے ماہی کا فون پر اس طرح حمدان انکل سے بات کرنا اور پھر حanim کی ہاں کرنے پر اتنا خوش ہونا۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا حقیقت تھی اور کیا دھوکہ تھا____؟؟؟

ڈرائی نگ روم میں کافی چہل پہل تھی۔ روحان حیدر خاموش لیکن پر سکون سا بیٹھا تھا۔

جواد اسکے ساتھ چپکا بیٹھا تھا جبکہ حمدان صاحب روحان کے بڑے بھائی کے ساتھ بیٹھے با توں میں مصروف تھے۔

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا۔

"حanim کو بھی کھانا دے آؤ____"

حلیمه بی کی آواز پر ماہی فٹ سے اٹھی تھی۔ اور کھانے کی ڈش لے کر اسکے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"تم بہت خوش نصیب ہو بانی کہ تمہیں روحان حیدر جیسا لڑکا ملا ہے____

سچی مجھے لگتا تھا کہ دنیا میں حشام جبیل سے زیادہ خوبصورت مرد کوئی نہیں، لیکن روحان کو

دیکھا تو مجھے اپنا بیان بدلتا پڑا۔ ”

وہ مسکرا دی تھی جبکہ حانم حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ جان گئی تھی کہ ماہی حشام کو بہت پسند کرتی تھی۔

شايد اسی وجہ سے اس نے روحان سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

حانم نے جو ہلکہ پھلکا زیور پہنا تھا وہ اتار دیا تھا۔ اب بس چھوڑیاں پہنچنی تھیں اور نکاح کا جوڑا۔۔۔
وہ تھکنی ہوئی نظر آرہی تھی۔

اس نے مشکل سے تھوڑا سا کھانا کھایا تھا۔

جنوری کا مہینہ تھا۔۔ آج 18 جنوری تھی،
یہ کیسا دن تھا۔۔ اور اس دن کیا ہوا تھا حانم کو یاد بھی نہیں تھا،

”میں سو جاؤ۔۔؟؟“

اس نے ماہی کو لگاتار بولتے دیکھا تو پوچھا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔۔“

ماہی کو ایک دم بریک لگی تھی۔ کمرے میں ہسپٹ کی گرمائی ش حانم کو سکون پہنچا رہی تھی۔
ماہی چلی گئی تھی اور وہ اپنے دکھتے سر کے ساتھ سونے کمبلیتے لیٹ گئی تھی۔

Classic Urdu Material

نکاح سے پہلے وہ اتنی پریشان نہیں تھی جتنی نکاح کے بعد ہو گئی تھی۔

سب کچھ اچانک، ایک دم، اتنی جلدی بدل جاتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا

صج وہ اٹھی تو ام حanim تھی اور اب اسے روحان حیدر کا بنایا جا چکا تھا۔

حanim کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسکے ساتھ کیا ہوا تھا۔ آربے مرچکا تھا یہ وہ جانتی تھی اور اسکا نام روحان جبیل تھا، لیکن اسکا ہم نام ---

اسے شدید کوفت ہو رہی تھی،

نکاح سے پہلے اور نکاح کے بعد اسے سب نے کہا تھا کہ اگر وہ روحان سے ملنا چاہے تو مل لے۔

لیکن وہ ابھی ذہنی طور پر خود کو تیار نہیں کر پائی تھی کہ وہ اس شخص سے ملے جو اسکی زندگی کا ہم حصہ بن گیا تھا۔

شاید آج بھی ماضی کا خوف اسکے دل میں کنڈی مارے بیٹھا تھا۔

کتنا ہی دیر وہ جاگتی رہی تھی۔

وہ پوچھنا چاہتی کہ یہ روحان حیدر کون تھا۔؟؟ لیکن اسکی ہمت ہی نہیں ہوئی۔

شاید اس سوال کے جواب میں اس سے بہت سے سوال کیتے جاتے۔ اور وہ ایسا کبھی چاہتی تھی۔

نکاح سے پہلے اس نے کوئی می سوال نہیں کیا تھا تو نکاح کے بعد کیوں _____ ؟؟

سوچتے سوچتے وہ نیند کی وادی میں اتر گئی تھی۔ رات کو اچانک زور دار آواز پر اسکی آنکھ کھلی تھی۔

کمرے میں اندر ہیرا تھا۔ حanim نے کھڑکی کے پاس کسی مرد کا ہبولہ دیکھا تھا۔۔۔
وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔ ہاتھ بڑھا کر بید کے ساتھ میز پر رکھا لیمپ آن کیا اور دوبارہ کھڑکی کی جانب دیکھا۔۔۔

لیکن کھڑکی کے پاس کوئی بھی نہیں تھا۔ ایک بھاری سٹیل کا گلدان جو کہ کھڑکی کے ساتھ میز پر رکھا تھا وہ نیچے گرا ہوا تھا۔۔۔ اسی کے گرنے سے حanim کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔
کمرے میں ایک عجیب سی خوشبو پھیلی تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی می انسان اسکے کمرے میں کافی دیر موجود رہا تھا۔۔۔

ڈر سے حanim کا حلقت خشک ہو گیا تھا۔۔۔ اسے اپنے دل دھڑکنے کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔۔۔ !!!

اسے اچھی طرح یاد تھا جب وہ سوئی می تو کھڑکی بند تھی، اتنی ٹھنڈی میں وہ اسے کھولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ لیکن اب وہ کھلی ہوئی می تھی۔۔۔
یقیناً وہ کسی نے کھولی تھی۔۔۔

اور نیچے پڑا گلدان۔۔۔ وہ اپنے آپ کیسے گر گیا۔۔۔ ؟؟

حانم کو خوف محسوس ہو رہا تھا۔

وہ دھیرے دھیرے بیڈ سے نیچے اتری تھی۔

اور پھر ڈتے ڈتے کھڑکی بند کی تھی۔

اسے بھاری کپڑے پہن کر سونے کی عادت نہیں تھی۔ اور وہ دو دنوں سے ہونے والے واقعات میں اتنی الجھی ہوئی تھی کہ ایسے ہی سوگئی تھی۔

الماری سے ایک سادہ سا سوٹ نکالنے کے بعد وہ ڈیسٹنگ روم کی طرف بڑھ گئی تھی۔
ابھی جو کچھ بھی کمرے میں ہوا حانم کو وہ اپنا وہم لگ رہا تھا۔

وہ لوگ ایک ہفتے بعد واپس چلے گئے تھے۔ حانم کیلئے یہ اسکی زندگی کے جیسے سب سے خوبصورت دن تھے۔

اس ایک ہفتے میں اسے نا تو آر جے یاد آیا تھا اور ناروحان حیدر۔

سب واپس چلے گئے تھے اور اب سے رونا آرہا تھا۔

گھر کی رونق ایک دم ختم ہو گئی تھی۔

حانم کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

"ہانی تمہاری روحان سے مطلب روحان بھائی سے بات ہوئی ہی--"
حانم لاونچ میں بیٹھی غائیب دماغی سے نی وی دیکھ رہی جب اسے ایلا نے چھپرا۔۔

"نن-- نہیں تو__!!
حانم گربرا گئی می تھی۔

"کمال ہے۔۔ نکاح ہو گیا ہے اب تو تم دونوں کو بات کرنی چاہیتے ایک دوسرے سے تاکہ اچھے
سے ایک دوسرے کو سمجھ سکو۔۔"

"روحان کہہ رہا تھا کہ جب تک حانم اس سے خود بات نہیں کرے گی وہ بھی نہیں کرے
گا۔۔ کیونکہ وہ زبردستی سر پر سوار ہونے والوں میں سے نہیں__!!"
ماہی نے ایلا کی بات کا جواب دیا تھا جبکہ حانم خاموشی سے انکی باتیں سن رہی تھی۔

"ہونہہ-- آیا بڑا شہنشاہ-- حانم نے تو کبھی خود کو مسیح نہیں کیا۔۔!!
حانم دل ہی دل میں بڑبڑائی می تھی۔

جبکہ وہ دونوں ابھی تک روحان کے گن گانے میں مگن تھیں۔
حانم یہ روحان نامہ سن سن کر تھک گئی می تھی اسے چڑھنے لگی تھی اس شخص سے--
وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی می تھی۔
جبکہ پچھے ماہی اور ایلا کا قہقہہ ابھرا تھا۔

عشاہ کی نماز پڑھنے کے بعد وہ سونے کی تیاری کر رہی تھی جب ماہی نے اسکے فون پر ایک ویڈیو سینیڈ کی تھی۔

وہ ویڈیو ڈاؤن لوڈ کرنے کے بعد بے مقصد ہی اسے دیکھنے لگی تھی۔

ویڈیو میں ایک بہت بڑا ہال دکھایا گیا تھا۔ شاید وہ کوئی یہ سینیڈ ہال تھا۔

ہال کے اندر بہت سے سٹوڈنٹس نظر آرہے تھے۔ دائیں بائیں مبی قطاریں تھیں جن پر سٹوڈنٹس اوپر کی جانب بنی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔

قطاروں میں کافی فاصلہ تھا۔ درمیان میں ایک اوچھی لکڑی کی کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی موٹا سا چشمہ لگائی سے بیٹھا تھا۔

حانم کے پھرے پر الجھن ابھری تھی۔ اسے سمجھنے نہیں آ رہی تھی کہ یہ کس چیز کی ویڈیو تھی۔

اچانک بائیں جانب والے سٹوڈنٹس کی قطار میں ایک لڑکا کھڑا ہوا تھا۔

"مسٹر روحان میرا آپ سے ایک سوال ہے--"

روحان کے نام پر حانم کے کان کھڑے ہوئے تھے۔

"اسلام کی بنیاد ہی واحدانیت ہے، اگر اللہ ایک ہے تو اس کے لئے جمع کا صیغہ کیوں؟"

"قرآن مجید میں جہاں اللہ کلام کرتا ہے وہاں لفظ "نَحْنُ" ہم "استعمال کیا گیا ہے،
جیسے ہم نے یہ ذکر اتارا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔"
یہاں پر ہم سے مراد کون ہے۔۔۔ صرف اللہ یا پھر کوئی می بھی اور اسکے ساتھ ہے۔۔۔؟؟
جبیسے میں نے پڑھا کہ قرآن کی آیات کو ایک فرشتہ جبراً میل لے کر آتا تھا۔۔۔ تو کیا ہم سے
مراد اللہ اور وہ جبراً میل ہے۔۔۔

اگر ایسا ہے،

تو کیا اسلام متعدد دیناؤں پر ایمان رکھتا ہے؟"

وہ لڑکا یہودی تھا جس نے اپنا نام ایرک بتایا تھا۔

ہال میں اسکے سوال پر تالیوں کی آواز گونج گئی تھی۔ لڑکے کا سینہ فخر سے چوڑا ہو گیا تھا۔
اس نے اسلام کی بنیاد پر ہی سوال اٹھایا تھا۔
اب کمیرے کارخ گھوما تھا۔

دائیں طرف سے ایک سٹوڈنٹ کھڑا ہوا تھا۔ یقیناً وہ روحان تھا۔۔۔
لیکن یہ کیا اسکا چہرہ دھنڈلا تھا۔۔۔ صاف نظر نہیں آ رہا تھا۔

حانم کو بہت الجھن ہوئی تھی۔ وہ اسے جواب دیتے دیکھنا چاہتی تھی۔

"آپ نے بہت اچھا سوال کیا ہے۔۔۔ لیکن ان شاء اللہ میں جواب دوں گا۔۔۔"
اسکی آواز بہت ٹھہری ہوئی تھی اور پرسوز تھی۔

"اسلام سختی کے ساتھ توحید کا مذہب ہے، یہ توحید پر ایمان رکھتا ہے اور اس بارے میں کوئی مصالحت گوارا نہیں کرتا۔ اسلامی عقیدے کے مطابق اللہ ایک ہے اور اپنی صفات میں بے مثل ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اکثر اپنے بارے میں لفظ "نَحْنُ" (ہم) استعمال کرتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمان ایک سے زیادہ معبدوں پر ایمان رکھتے ہیں---"

وہ اتنا کہنے کے بعد خاموش ہوا تھا۔

"شاید آپ لوگوں کو پتا ہو کہ متعدد زبانوں میں جمع کے صیغے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک عددی جمع کا صیغہ ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ زیر بحث چیز تعداد میں ایک سے زیادہ ہے، جمع کا دوسرا صیغہ احترام کے لیئے بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ انگریزی زبان میں ملکہ انگلستان اپنا ذکر "آئی (I) کی جگہ "وی" (We) کے لفظ سے کرتی ہے۔ یہ اندازِ تناظر رائل پلور (Royal Plural) یعنی "شاہی صیغہ جمع" کے الفاظ کے سے معروف ہے۔

بھارت کے سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی ہندی میں کہا کرتے تھے:

"ہم دیکھنا چاہتے ہیں "گویا ہندی اور اردو میں "ہم" رائل پلور ہے۔

اسی طرح عربی میں جب اللہ قرآن میں اپنا ذکر کرتا ہے تو وہ اکثر عربی لفظ "نَحْنُ" (استعمال فرماتا ہے۔ یہ لفظ عدد کی جمع کو نہیں بلکہ احترامی جمع کو ظاہر کرتا ہے۔ توحید اسلام کے ستوں

میں سے ایک ستون ہے، ایک اور صرف ایک معبد حقیقی کا وجود اور اس کا بے مثل ہونا وہ مضامین ہیں جن کا قرآن مجید میں متعدد بار ذکر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ اخلاص

میں ارشاد ہوا:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (۱)

"کہہ دیجیے: وہ اللہ ایک ہے"

اگر آپ گرأی مر کو پڑھیں تو آپکو اندازہ ہوگا کہ ہر لفظ کے ایک سے زیادہ معنی نکلتے ہیں خاص

طور پر عربی زبان میں —

مجھے امید ہے کہ آپکو سمجھھ آگئی می ہوگی---"

وہ کہہ کر خاموش ہو چکا تھا۔ ہال میں سنائنا چھا گیا تھا۔

لیکن اسکا چہرہ ابھی تک بذر تھا۔

ویڈیو ختم ہو گئی تھی جبکہ حانم ابھی تک اس شخص کی باتوں کے حصар میں میں تھی۔

"یہ کون ہے--؟؟"

حانم نے ماہی کو مسیح کیا تھا۔

"تمہارا شوہر--"

سمائیں کے ساتھ جواب حاضر تھا۔

Classic Urdu Material

"لیکن یہ ہے کون--؟؟"
دوبارہ پوچھا گیا تھا۔

"مجھے تو اسلام سکالر لگ رہا ہے۔۔۔ اگر نہیں ہے تو بن جائیے گا۔۔۔ تمہیں کیا لگتا کہ وہ
کون ہے۔۔۔؟؟"
ماہی اسے چڑا رہی تھی۔

"لیکن اسکا چہرہ نظر کیوں نہیں آرہا۔۔۔؟؟"
حانم کو اسے دیکھنے کا اشتیاق ہوا تھا۔

"یہ تم خود پوچھ لو نا۔۔۔ تمہارا نکاح ہوا ہے اس سے میرا تو نہیں۔۔۔!!
ماہی مسکراہٹ ضبط کرتی اسے جواب دے چکی تھی۔ جبکہ حانم اسکی بات سن کر دنگ رہ
گئی می تھی۔

"تمہیں اسکی سو شل میڈیا اکاؤنٹ کی آئی ی ڈی بیچ رہی ہوں فالو کر سکتی ہو تم اسے۔۔۔!!
کچھ دیر بعد ماہی کا سیج آیا تھا اور ساتھ ہی لنک بھی تھا۔

جبکہ حانم ابھی تک شاکڑ بیٹھی تھی۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ جو اس نے ابھی کچھ دیر
پہلے دیکھا کیا وہ سچ تھا۔۔۔؟؟

دو دن کی ذہنی کشمکش اور سوچ و بچار کے بعد حانم نے اپنا موبائل اٹھایا تھا۔

آج وہ اتنے سالوں بعد پھر سے سوشن میڈیا کو استعمال کرنے والی تھی۔

اس نے فیس بک کر انجل کے نام سے آئی میڈی بنائی تھی۔ ماہی کا بھیجا گیا لنک اوپن کیا تھا۔

حانم کو اپنے دل کے دھڑکنے کی آواز صاف سنائی می دے رہی تھی۔

وہ اس شخص کو دیکھنے جا رہی تھی جسکا اسے بنادیا گیا تھا۔

اسکا نام لکھا گیا تھا لیکن ناجانے کس زبان میں۔۔ حانم وہ زبان سمجھنے سے قاصر تھی۔ شاید وہ جرمن زبان تھی۔ البتہ جرمن زبان میں لکھے گئے نام کے نیچے روحان لکھا تھا جو اسکی نشاندہی کر رہا تھا۔

”کیا دنیا میں کوئی ایسا ذمی روح بھی ہے جس کو کوئی تکلیف نا پہنچی ہو؟ مجھے اتنی تکلیف دی گئی ہے کہ اب میں اس کا خیال ہی نہیں کرتا۔ جب لوگ ہی اس قسم کے ہیں تو پھر کوئی کرہی کیا سکتا ہے۔ اگر اس کا خیال کرو تو کام میں خلل پڑتا ہے۔ اور پھر تکلیف پر دل کرہانے سے وقت ضائع کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ یہی ہے زندگی کا عالم۔ زندگی ایسے ہی گذرتی ہے میری ماں۔“

حانم کی پسندیدہ کتاب ”ماں“ سے اقتباس لیا گیا جو اسکے About میں لکھا تھا۔
وہ سحر زدہ سی پڑھ رہی تھی۔

حانم کو یاد تھا اسکی وہ کتاب آج بھی ادھوری تھی۔ وہ مکمل نہیں ہوئی تھی لیکن وہ شخص شاید مکمل کرچکا تھا۔

وہ اب اسکی فوٹو دیکھ رہی تھی لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ اسکی کسی تصویر میں روحان کا چہرہ واضح نہیں تھا۔

کچھ بہت دور سے لی گئی تھیں کچھ پیچھے سے اور کچھ سائی یڈ۔۔۔
کہیں بھی چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

اب وہ فوٹو کو چھوڑ کر ویڈیو دیکھ رہی تھی۔ اسکے لاکھوں فالورز تھے۔ جن میں زیادہ تعداد یہودیوں، عیسائیوں اور ملحدوں کی تھی وہ حیران تھی۔

"جس انسان کے اتنے چاہنے والے ہوں اسے میں کہاں یاد رہ سکتی ہوں۔۔۔"

حانم نے دل میں سوچا تھا۔ اسے اپنا آپ اضافی سا محسوس ہوا تھا۔

وہ اسکی شروع سے لے کر اب تک کافی ویڈیو دیکھ چکی تھی جو سائی نس اور جنیٹکس کے متعلق تھیں، جتنے اس سے کمینٹس میں سوال پوچھے گئے تھے وہ سب کے جواب پڑھ چکی تھی۔

اور اسکا دل صدمے کا شکار تھا۔ وہ شخص علم اور معلومات کا چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا تھا۔

Classic Urdu Material

"بہت خوب--- یقین نہیں آتا کہ کسی شخص کے پاس اتنا علم کیسے ہو سکتا ہے-- کوئی می اللہ سے اتنی محبت کیسے کر سکتا ہے ____؟؟"

حانم نے کہنٹ کیا تھا۔

"کیسی ہو حانم---؟؟"

اسکا مسیح آیا تھا حانم تو دھک سے رہ گئی تھی اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اسے پہچان لے گا۔

"آپ-- آپ نے مجھے پہچانا کیسے--؟؟"

حانم نے کانپتے ہاتھوں سے مسیح ٹائیپ کیا تھا۔

"کمال ہے بھئی-- اپنی وائی ف کو نہیں پہچانوں گا تو کسے پہچانوں گا ____؟؟"

اسکے الٹے سوال پر حانم کی سٹی گم ہوئی تھی۔

اور پھر لفظ "اپنی وائی ف" پر غور کرنے پر حانم کے چہرے کارنگ سرخ ہوا تھا۔

وہ زندگی میں پہلی بار خود کو کسی کے سامنے بے چینی محسوس کر رہی تھی۔

"آپ کی تصویروں میں چہرہ واضح نہیں ہے-- اسکی کیا وجہ ہے--؟؟"

وہ ہر بڑا ہست میں غلط سوال پوچھ گئی تھی۔

شاید وہ ہنسا ہوگا۔

"دیکھنا چاہتی ہو مجھے ____؟؟"

"نن--- نہیں-- ویسے پوچھا--"

حانم نے اپنا سر پیٹ لیا تھا۔

"اچھا مجھے نیند آئی ہے میں سونے لگی ہوں--"

روحان کے کچھ کہنے سے پہلے حانم نے مسیح کیا تھا۔

رات کے دو بج رہے تھے۔ وہ تین گھنٹے لگاتار اسکی ویڈیو زدیکھتی رہی تھی۔ وقت کا پتا ہی نہیں چلا تھا۔

"ٹھیک ہے سو جاؤ اپنا خیال رکھنا ____ !!"

نرم سے لبجے میں کہا گیا تھا۔

حانم اسکی نرمی پر دنگ سی رہ گئی می تھی۔

یہ ان دونوں کی نکاح کے بعد پہلی بات تھی۔

اس نے ایک اسلام کے متعلق ویڈیو کو ڈاؤن لوڈ کیا تھا اب وہ اسے دیکھنے والی تھی۔

جانے کیوں اس سے جڑے رہنے کو دل کر رہا تھا ____

ویڈیو میں اسکا چہرہ پھر واضح نہیں تھا۔ یہ ویڈیو اس ہال کی نہیں تھی جو ماہی نے اسے سینڈ کی

تھی یہ کہیں اور تھی۔

"میں ایک ہندو ہوں اور میں ایک خدا پر نہیں مانتا۔۔ ہمارے مذہب میں تقریباً 33 کروڑ خداوں پر یقین رکھا جاتا ہے۔۔

آپ مجھے یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ اللہ ایک ہی ہے۔۔ اور نہ دوسروں کی طرح مجھے مندر سے نکال کر مسجد میں بٹھا سکتے ہیں۔۔

آپکے پاس کوئی شبوت ہے کہ خدا ایک ہے۔۔؟؟"

ایک ہندو لڑکے کا سوال تھا۔

"آپ نے ایک اچھا سوال کیا ہے۔۔ میں اسکا جواب دوں گا۔۔

پہلے بات تو یہ کہ ہندو کسے کہتے ہیں۔۔؟؟؟

ہندو کوئی مذہب نہیں ہے بلکہ انڈس کی زمین پر رہنے والوں کو ہندو کہا جاتا ہے۔۔

جب عربی لوگ اس خطے میں آئیے تو انہوں نے جغرافیائی لحاظ سے یہاں کے رہنے والوں کو ہندو پکارا۔

روحان نے بولنا شروع کیا تھا۔

"پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی کتاب Discovery of India میں لکھا ہے کہ ہندو لفظ کسی مذہبی کتاب میں استعمال نہیں ہوا۔۔

اب جو لوگ انڈیا کی سرزمین پر رہتے ہیں انہیں ہندو کہا جاتا ہے۔۔ لیکن وقت گزرنے کے

ساتھ یہ لفظ ایک مذہب کے نام سے جڑ گیا۔ اس لئے بتوں کی عبادت کرنے والوں کو ہندو کہا جانے لگا۔

دوسری بات یہ کہ آپ نہیں مانتے کہ خدا ایک ہے--
 بلکہ آپ 33 کروڑ خداوں پر یقین رکھتے ہیں-- ایسا ہی ہے نا--؟؟

"جی ایسا ہی ہے--"

لڑکے نے جواب دیا تھا۔

"آپ سے کس نے کہا کہ خداوں کی تعداد 33 کروڑ ہے--؟؟"
روحان نے سوال پوچھا تھا۔

"سب ہی کہتے ہیں-- میں نے پڑھا اور اپنے باپ سے سنا--"

"تو آپ نے اپنے باپ سے سنا کہ خداوں یعنی بھگوانوں کی تعداد 33 کروڑ ہے--
میں کہہ رہا ہوں کہ خدا ایک ہے-- آپ میری بات پر یقین کیوں نہیں کرتے--؟؟
کیا میں آپکا دشمن ہوں--
وہ مسکرا رہا تھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں--" لڑکا کھسیا گیا تھا۔

"آپ جانتے ہیں کہ آپکے مذہب میں بہت سی کتابیں ہیں جیسے شروتی، مہا بھارت اور رامائیان--"

کیا آپ نے شروتی کو پڑھا جو کہ ہندوؤں کے لحاظ سے سب سے اوپھی کتاب ہے--
جس کا عمدہ سب سے بڑا ہے--- کیا آپ نے اسے غور سے پڑھا--؟؟
لڑکا خاموش تھا۔

اگر آپ سب سے اوپھی کتاب شروتی (Chnadogya Upnishad چندوگیا اوپنیشاد) کو پڑھیں جسکے باب نمبر ایک، سیکشن نمبر دو کی پہلی آیت یعنی verse میں لکھا ہے کہ "خدا ایک ہے بنا کسی دوسرے کے ____" یہ میں نہیں کہہ رہا یہ آپکی کتاب میں لکھا ہے۔

اسی طرح Shvetashvatra Upnishad کے باب نمبر چھ کی نویں verse میں لکھا ہے کہ،

"اس خدا سے بڑا کوئی می نہیں اسکے کوئی می والدین نہیں--"

اسی طرح اسی کتاب کے باب نمبر چار کی انیسویں ورس میں لکھا ہے کہ،
"اس خدا کی کوئی می تصویر کوئی می پریستا نہیں---"

اسی طرح Yajurvedha کے باب بنتیں اور verse نمبر تین میں بھی یہی لکھا ہے کہ،
اس خدا کی کوئی می تصویر نہیں، کوئی می پیننگ نہیں _____ !!

لڑکے کو گویا سانپ سونگ گیا تھا۔۔ وہ حیرت سے اس شخص کو دیکھ رہا تھا جو اسکے مذہب کی
کتابوں سے حوالے دے رہا تھا۔۔

اسی طرح Yajurvedha کے باب چالیس میں لکھا ہے کہ،
”وہ لوگ اندھیر کال میں جا رہے ہیں جو لوگ سبوتوں کی عبادت کرتے ہیں۔۔۔“
یہاں سبوتوں سے مراد غیر فطری چیزیں جیسے آگ، پانی اور ہوا وغیرہ۔۔

اور اسی طرح دوسری جگہ پر لکھا ہے کہ،
”وہ لوگ اندھیر کال میں جا رہے ہیں جو لوگ سنبوٹی کی عبادت کرتے ہیں۔۔۔“
یہاں سنبوٹی سے مراد ہاتھ سے بنائی ہوئی می چیزیں ہیں۔۔ جیسا کہ بت وغیرہ۔۔

”تو میرے بھائی میں آپکو مندر سے مسجد کی طرف لے کر نہیں گیا بلکہ آپکی کتابوں کی طرف
لے کر گیا ہوں۔۔ اور ان سے ثابت کیا ہے خدا ایک ہی ہے۔۔

آپ نے کہا کہ آپ نے اپنے باپ سے اور باقی لوگوں سے سنا کہ خدا 33 کروڑ ہیں۔۔

اگر آپ سے کوئی می کہے کہ دو جمع دو پانچ ہوتے ہیں تو آپ مان لینگے۔۔؟؟

"نمیں---"

لڑکے نے جواب دیا تھا۔

"کیوں نہیں مانیں گے--؟ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ دو جمع دو پانچ نہیں بلکہ چار ہوتے ہیں۔

اسی طرح آپکو خدا کا علم نہیں۔ لوگوں نے جیسا کہ آپ نے مان لیا۔

جب آپکے باپ نے کہا کہ خدا 33 کروڑ ہیں تو کیا آپ نے حوالہ مانگا کہ ایسا کہاں لکھا ہے--؟؟؟

خاموشی--

"یقیناً نہیں تو میں نے جتنے بھی حوالے اوپر بیان کیتے ہیں آپ انہیں لکھ لیں اور جا کر پڑھیں۔

یقیناً ایسا ہی لکھا ہوا ہے--

خدا ایک ہی ہے-- اور وہ اللہ ہے ____ !!

روحان کا لمحہ آخری بات کہتے وقت محبت سے چور ہو چکا تھا

ویدیو ختم ہو چکی تھی۔

حانم کا سکتہ ٹوٹا تھا۔۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے موبائل کو بیڈ پر پھینک دیا تھا۔ اسکا دل کیا تھا کہ وہ چیخنے چلائی سے اور زور زور سے روئی سے۔۔ دھاڑیں مارے

اسے کس انسان سے نواز دیا گیا تھا یہ وہ بھی نہیں جانتی تھی۔
آنسو اسکی آنکھوں سے جاری تھی۔

عرصے بعد آج اس نے تمجد کی نماز ادا کی تھی۔
اس نے شکرانے کے نوافل ادا کیتے تھے۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسکی بن مانگی دعا کو یوں قبول کر لیا جائیے گا۔۔
بیشک اس نے ایک سکالر کی خواہش کی تھی۔۔
اور وہ پوری ہو چکی تھی۔

اتنے سالوں میں اسکا خدا سے جو فاصلہ بڑھ گیا تھا وہ یک لخت سمتا تھا۔۔
حانم کی ہچکیاں بند گئی تھیں۔۔
کیسے وہ اپنے اللہ کو بھول گئی تھی۔۔ کیسے وہ اس سے دور ہو گئی تھی۔۔
یہ شخص کسی مسیحی کی طرح آیا تھا جس نے حانم کا ہاتھ پکڑ کر اللہ سے ملا دیا تھا جس سے وہ ناراض تھی۔

Classic Urdu Material

"اور کہہ دیجیئے کہ اللہ ایک ہے ____ !!"
وہ بار بار ایک ہی آئیت پڑھ رہی تھی۔۔ اسکا دل رو رہا تھا
اور نیک لوگ تو قسمت والوں کو ملتے ہیں۔ اسے آج محسوس ہوا تھا وہ کتنا قسمت والی تھی !!



کبھی کبھی زندگی ایسے موڑ لے لیتی ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا
ان پانچ سالوں میں حanim کی زندگی بھی اتنے موڑ لے چکی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اسکی زندگی
میں کونسا موڑ ابدی ہے کونسا نہیں ____
جب سے روحان حیدر اسکی زندگی میں آیا تھا اس نے ہر چیز کو خوبصورت پایا تھا۔۔
پیرس کی برف اور بارش۔۔ دونوں میں اسے محبت کی جھلک نظر آئی می تھی۔

وہ اسکے لیتے ضروری ہوتا جا رہا تھا۔۔ اور حanim اسے اپنی ضرورت بننے دے رہی تھی، ان پانچ
سالوں میں وہ خود سے، وقت سے، لوگوں سے اور حالات سے اتنا بھاگی تھی کہ اب تھک چکی
تھی
اسے یاد تھا آج وہ بھی دن جب اس نے روحان حیدر سے پہلی بار فون کال پر بات کی تھی۔۔
اسکی آواز دل سوز تھی۔۔

Classic Urdu Material

اسکے بات کرنے میں ایک ٹھہراؤ تھا، کبھی کبھی حانم کو محسوس ہوتا تھا اسکی ٹھہری ہوئی ہی پر سکون آواز کے پیچھے ایک گھری شدت پھپتی تھی۔۔۔ جو اسے محسوس ہوتی تھی۔

وہ لان میں بیٹھی تھی ٹھنڈی ہوا میں اڑتے اسکے سنبھال۔۔۔

جو اب پہلے کی نسبت لمبے ہو چکے تھے۔ موسم ابر آؤد تھا۔۔۔

بارش آہستہ آہستہ شروع ہوئی اور پھر جل تھل پیدا کرنے لگی تھی۔۔۔

وہ اب لان کی جانب کھلنے والے دروازے میں کھڑی بارش کو تک رہی تھی۔۔۔ لیکن اسکا دھیان موبائل میں لگا ہوا تھا۔ وہ خود اسے فون نہیں کرتی تھی بلکہ شاید وہ پر لمحہ اسکے فون کا انتظار کرتی تھی۔۔۔

اسکی امید بھر آئی تھی، موبائل پر رنگ ہوئی تھی۔ حانم نے دھڑکتے دل کے ساتھ فون اٹھایا تھا۔

”بارش انجوابیے کر رہی ہو۔۔۔؟؟“

روحان کے سوال پر وہ دھنگ رہ گئی تھی۔

”آپکو کیسے پتا۔۔۔؟؟“

حانم نے جیرانی سے پوچھا۔

"پرس میں بارش ہو رہی ہے جو لگاتار تین دن تک جاری رہنے والی ہے-- اب بارش ہو رہی ہے تو
یقیناً تم اسے ہی دیکھ رہی ہو گی___!!"

"جی--"

وہ بس اتنا ہی کہہ پائی می تھی۔

"اچھا یہ بتاؤ دنیا کی سب سے خوبصورت بارش کہاں ہوتی ہے--؟؟؟"

"پنجاب یونیورسٹی میں___"

بے ساختہ ہی حانم کے منہ سے نکلا تھا۔۔۔ لگلے پل وہ زبان دانتوں تلے دبا چکی تھی۔
دوسری طرف خاموشی چھاگئی می تھی۔

"پی یو کی بارش حسین لگتی تھی۔۔۔ لیکن اب نہیں۔۔۔"
حانم نے اپنی بات کی توضیح کی۔

"ایسا کیوں۔۔۔؟؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔

"وہاں کی بارش سے بہت سی خوفناک یادیں جڑی ہیں۔۔۔ جو روح کو گھائی ل کرتی ہیں۔۔۔!!"
حانم نے آنکھیں مجھتے ہوئیے کہا تھا۔ روحان ایک گھری سانس لے کر رہ گیا تھا۔

"جو برا ہو اسے بھول جانا چاہیئے۔۔ ہمیشہ اپنی زندگی میں اچھی چیزوں کا تصور کرو۔۔ خوش رہو۔۔ !!

وہ مسکرا یا تھا۔

حانم بھی مسکرا دی تھی۔۔

اسے ہر چیز خوبصورت لگنے لگی تھی یہ وہ اسے کیسے بتاتی۔۔

وہ اس شخص کو ہر لمحہ اپنے آس پاس محسوس کرتی تھی۔۔

اور محبت تو ایسی ہی ہوتی ہے جو انسان کے کردار سے ہوتی ہے۔۔

اور جب محبت ہوتی ہے تو ہر چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے۔

"ماسٹر مکمل ہو گیا تمہارا۔۔؟؟؟"

"جی ایک سال ہونے والا ہے۔۔"

hanum ne بتایا۔

"کس فیلڈ میں مکمل کیا ہے۔۔؟؟؟"

"جیو لو جی۔۔ زمین کی اسٹڈی۔۔"

"اچھا۔۔ تو یہ بتاؤ زمین کی شکل کیا ہے۔۔؟؟؟"

hanum اسکے اس سوال پر چونک گئی تھی۔

"؟؟..Geo_spherical"

حanism کا انداز سوالیہ تھا۔

"ہم-- گل--"

"لیکن یہ تو سائینس کہتی ہے-- اللہ نے تو زمین کو بچھا دیا ہے-- مجھے قرآن سے زمین کی چپٹی ہونے کی نشانیاں ملی ہیں--!!
وہ شاید ابھی ہوئی تھی اس لیتے پوچھ رہی تھی۔

"آیت بتاؤ کس میں زمین کے چپٹی ہونے کا لکھا ہے--؟؟"
وہ پوچھ رہا تھا۔

"سورہ نازعات کی آیت نمبر تیس میں لکھا ہے کہ،
وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذِكْرِ دَحْتَهَا
اور اس کے بعد زمین کو (ہموار) بچھا دیا۔*

اس آیت سے تو یہی معلوم ہوتا ہے ناکہ زمین چپٹی ہے---"
"نہیں ایسا نہیں ہے--"
وہ پھر مسکرا دیا تھا۔

"اس آیت کے آخر میں جو لفظ دھیچا استعمال ہوا ہے یہ عربی کے لفظ دھیچا "Duhyea"

سے نکلا ہے جسکا مطلب "انڈے جیسی شکل"

اور یہ انڈہ عام انڈہ نہیں ہے بلکہ یہ شتر مرغ کا انڈہ ہے جو اوپر اور نیچے سے فلیٹ ہوتا

ہے ---"

حامنم سانس رو کے اسے سن رہی تھی۔

"زمین کی تخلیق آسمان سے پہلی ہوئی لیکن اس کو ہموار آسمان کی پیدائش کے بعد کیا گیا ہے اور یہاں اسی حقیقت کا بیان ہے۔ اور ہموار کرنے یا پھیلانے کا مطلب ہے کہ زمین کو رہائش کے قابل بنانے کے لئے جن جن چیزوں کی ضرورت ہے اللہ نے ان کا اہتمام فرمایا، مثلًا زمین سے پانی نکالا، اس میں چارہ اور خوارک پیدا کی، پھاڑوں کو میخوں کی طرح مضبوط گاڑ دیا تاکہ زمین نہ ہلے۔

لیکن اسکا ہرگز مطلب نہیں ہے کہ زمین چپٹی ہے۔

تقريباً 1579 میں ڈاکٹر فرانسک نے پہلی زمین کی شکل کے متعلق بتایا تھا۔ انہوں نے اسے spherical بتایا تھا جبکہ قرآن پاک میں چودہ سو سال پہلے زمین کی شکل کے متعلق بتادیا گیا تھا۔

اب سمجھ آئی می۔؟؟

وہ نرم لجھے میں پوچھ رہا تھا۔

حanim نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو۔

اس نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا تھا۔۔ اسکا دل اللہ کی محبت سے لبریز جا رہا تھا۔

عرصہ ہوا تھا اس نے قرآن کی آیات پر تدبر کرنا چھوڑ دیا تھا۔۔ اب وہ شخص اسے واپس اسی حanim کے پاس لے جا رہا تھا جو ہر چیز میں لا جک ڈھونڈنے والی تھی۔

وہ تیز تیز قدموں سے پتھر سے بنی سڑک پر آگے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوائیں اسکی ہڈیوں سے ہوتی ہوئی گزر رہی تھیں۔

اسکا بھاری وزنی اونی کوٹ تیز ہوا چلنے کے باعث پیچھے کی جانب اڑ رہا تھا۔ بھاری چنکی ہیلز (جو توں) کی آواز وقفے وقفے سے ابھر رہی تھی۔ تیز تیز چلنے کے باعث وہ ہانپ رہی تھی۔

"حanim باہر گھوم رہی ہو کیا ____؟؟"

وہ شاید اسکی کانپتی آواز سے اندازہ لگا چکا تھا۔

"جی کافی عرصہ پہلے لائی بربری سے کچھ کتابیں لی تھی انہیں واپس کرنے جا رہی

"ہوں ____!!

حائف نے بیاں ہاتھ کوٹ کی جیب میں اڑستے ہوئیے بتایا۔

اس سرک پر چلتا ہر شخص جو بول رہا تھا اور سانس لے رہا تھا ان کے منہ سے دھواں بھانپ کی صورت نکل رہا تھا۔

”آج کتابیں واپس کرنی لازمی تھیں کیا۔ اور ماہی سے کہہ دیتی وہ لائی بریری چھوڑ دیتی تھیں !!“

وہ فکر مند ہو رہا تھا۔ حائف کا اسے اپنی فکر اچھا لگا تھا۔

”ماہی کو کچھ کام تھا وہ صحیح ہی چلی گئی تھی۔ میں ویسے تو ٹرین میں آئی ہوں بس یہ تھوڑا سا فاصلہ تھا جواب پیدل طے کر رہی ہوں !!“
وہ ہانپتے ہوئیے بتا رہی تھی۔

ٹھنڈی ہوا اسکے نھنپنوں سے ٹکرا کر ناک کے ذریعے اندر چلی گئی تھی۔
حائف کو لگاتار دو چھینکیں آئی تھیں۔

”الحمد لله--“

وہ زیر لب بڑبڑائی تھی۔

”یا رحمک اللہ--“

اسے روحان کی آواز صاف سنائی دی تھی۔

وہ اٹالین ریسٹورینٹ کے سامنے سے گزر رہی تھی جو کہ باہر سے بہت ہی شاندار تھا۔ حanim نے چلتے چلتے بھی پچھے مر کر اس ریسٹورینٹ کو دیکھا تھا۔ وہ اسے ہمیشہ کی طرح بہت بھایا تھا۔

"تمہیں پتا ہے حanim جب ہمیں چھینک آتی ہے تو ہم الحمد للہ اور اسکے جواب میں یارحمک اللہ کیوں کہتے ہیں--؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔

حanim ایک دم چونک کر سیدھی ہوئی تھی۔

اسے نے روحان کے سوال پر غور کیا تھا لیکن اسے یہ کلمات کہنے کی وجہ معلوم نہیں تھی۔

"جب انسان چھینکتا ہے تو ملی سینکڑ یعنی پل کے ہزاروں حصے کیلیتے انسان کا دل بند ہو جاتا ہے--

اس لیتے ہم مسلمان چھینک آنے کے بعد الحمد للہ یعنی اللہ تیرا شکر ہے کہتے ہیں اور دوسرا اسکے جواب میں یارحمک اللہ کہتا ہے یعنی اللہ تم پر رحم کرے-- اور یہی باقی نان مسلم God Bless You کہتے ہیں--

الحمد للہ اسی لیتے کہا جاتا ہے چھینک آنے کے بعد انسان کا دل دوبارہ دھڑکنا شروع کر دیتا ہے-- اسی لیتے شکر ادا کیا جاتا ہے--

اور دوسرا "انسان اللہ تم پر رحم کرے" اسی لیتے کہتا ہے کبھی کبھی چھینکنے کے بعد انسان کافی دیر نارمل نہیں ہو پاتا تو اسے یہ دعا دی جاتی ہے ___ !!

وہ کہہ کر خاموش ہو چکا تھا۔۔

جبکہ حانم کے تیز قدموں کو بیک لگی تھی۔ ہر چیز جیسے پس منظر میں چلی گئی تھی۔۔
وہاں سے گزرتے لوگ ساکت ہوئیے تھے، وہ سڑک کے درمیان کھڑی اپنے دل کے دھڑکنے
کی آواز صاف سن رہی تھی۔۔ اس نے اپنے دل کو رکتے اور پھر مسرت سے دھڑکتے پایا تھا۔
سکارف کے نیچے سے اسکے سنبھالی بال ایک لٹ کی صورت نکل کر بار بار چہرے کو چھوڑ رہے
تھے۔

اس نے ہواؤں کے شور کو سنا تھا۔۔ محسوس کیا تھا،
سرسراتی ہوائی میں اسکے اندر سے گزرتی کسی کے نام کی ملا جپ رہی تھیں۔۔
حانم نے پہلی بار خود کو بے بس محسوس کیا تھا۔

"اگر ہم چھینک ہی روک لیں تو۔۔ پھر تو دل نہیں بند ہو گانا۔۔؟؟"

حانم نے خود کو نارمل کرنے کیلئے پوچھا تھا۔

"تو مسز جو انسان ایسا کرتا ہے اکسے دماغ کی رگ پھٹ سکتی ہے۔۔ چھینک بہت زور آور ہوتی
ہے اسے نہیں روکنا چاہیئے۔۔"

"افف ڈرائی میں تو مت۔۔"

حانم اسکی بات سن کر جھر جھری سی لے کر رہ گئی تھی۔
روحان اسکی بات سن کر دل کھول کر ہنسا تھا۔

حاجم نے محسوس کیا تھا اسکی ہنسی بہت خوبصورت تھی-- وہ کبھی چھٹ پھاڑ قہقهہ نہیں لگاتا تھا--

جانے اسکے مزاج میں اتنی نفاست کہاں سے آئی تھی--

"پیرس کب آرہے ہیں آپ--؟"

حاجم نے بات کارخ بدلا تھا۔ اسے اب سامنے لاٹی بریڑی نظر آگئی تھی۔

"جب تم بلاو گی آجائوں گا--"

اسکے جانثار لجے پر حاجم مسکرا کر رہ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے پھر جلدی سے تیاری کر لیں میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں وہ بھی بہت جلد--"

وہ جیسے حکم دے رہی تھی۔

وقت براق کی رفتار سے بھاگ رہا تھا۔

اسے نہ دن کی خبر ہوتی اور نہ رات کی--

اسے یاد تھا تو اتنا کہ روحان کی قرآن پاک کی آیات پر کیا گیا تدبیر سننا ہوتا تھا۔

وقت بدل رہا تھا۔ جیسے موسم بدل رہا تھا۔

اور وہ بھی تو بدل رہی تھی

جبیسے ہی وہ لائی بربری میں داخل ہوئی تھی اسے سامنے والے میز پر حشام بیٹھا نظر آیا تھا۔
کتنے مہینوں بعد وہ اسکی شکل دیکھ رہی تھی۔

وہ سیدھا اسکی طرف بڑھ گئی تھی۔

"یہ آپکی کتابیں--"

حانم نے کتابوں کو میز پر کھٹتے ہوئے کھاتھا۔

hasham نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

اسکی آنکھوں میں اذیت ابھری تھی۔ جسے حانم محسوس نہیں کر پائی تھی۔

"کسی ہیں آپ--؟؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔

"جی اللہ کا شکر ہے میں ٹھیک ہوں۔ آپ گم ہو گئیے ہیں شاید۔"

مجھے بتایا تھا ماہی نے اس دن آپ گھر آئیے تھے تب میں سوئی ہوئی تھی۔!!

"جانتا ہوں۔"

پھیکی سی مسکراہٹ اسکے لبوں پر پھیل گئی تھی۔

حانم نے محسوس کیا تھا وہ پہلے سے کافی کمزور ہو گیا تھا۔ اسکی آنکھیں اندر کو دھنسی نظر آ رہی تھیں۔

Classic Urdu Material

"آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے---؟؟"

وہ بے اختیاری میں پوچھ بیٹھی تھی۔

حشام نے ایک شکوہ بھری نظر اس پر ڈالی تھی۔

حانم کو اب محسوس ہو رہا تھا کہ اسے حشام کے سامنے نہیں آنا چاہیئے تھا۔

"ابھی تک تو ٹھیک ہوں زندہ ہوں ---"

وہ زخمی مسکراہٹ لیتے کہہ رہا تھا۔

"میرا نکاح ہو چکا ہے--"

حانم نے سخیہ سے لجے میں بتایا تھا۔

"جانتا ہوں ---"

اسکے جواب پر حانم چونکی تھی۔ وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"ماہی نے بتایا تھا۔"

حشام ایک دم سیدھا ہوا تھا۔

"بہت بہت مبارک ہو--"

وہ مشکل سے مسکرا پایا تھا۔

"شکریہ--"

"رخصتی کب ہے-- اور تم روحان سے ملی ہو کیا--؟؟"

"نمیں ابھی نمیں ملی-- شاید لگلے مہینے ملیں-- ہم سوچ رہے تھے کہ یونیورسٹی پر ملیں--"
حائفہ مسکرائی تھی۔

حشام پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔

"آپ اتنی کتابیں کیوں پڑھتے ہیں وہ بھی عشق کی داستانیں--؟؟"
حائفہ نے اسکت ہاتھ میں "عشق کے چالیس چراغ" دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اچھا لگتا ہے-- مجھے داستانیں پڑھنے کا شوق ہے اور کچھ میرا تعلق انگلش ادب سے ہے تو
شاید اسی لیتے--"

حشام نے جس یونیورسٹی سے خود پڑھا وہ اب وہاں انگلش کا پروفیسر تھا۔
سٹوڈنٹس خاص طور پر لڑکیاں اسکی شخصیت کی گرویدہ تھیں۔

"چلیں ٹھیک ہے آپ پڑھیں میں چلتی ہوں مجھے کچھ کام ہے--"
وہ اٹھی تھی۔

"اللہ حافظ--"

حشام کے الفاظ نے حائفہ نے چونک کرا سے دیکھا تھا۔ وہ اسے ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

وہ اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھ گئی تھی۔

حشام اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"تم میرے ذہن سے اتر جاؤ

میں تمہیں عمر بھر دعا دوں گا"

وہ آئی یعنے کے سامنے کھڑی اپنے سراپے کا جائی زہ لے رہی تھی۔

садی سی شلوار قیمٹ پہنے ہوئے تھی۔ سنہری بالوں کی آلبشار ایک بار پھر سے کمر پر پھیل گئی تھی۔

اس نے اب بال کٹوانے بند کر دئی تھے۔ روحان کو لمبے بال پسند تھے۔

اسکی ذات میں بہت سی تبدیلیاں آئی تھیں۔ وہ پہلے والی ام حانم بنتی جا رہی تھی۔

وہ پھر سے نکھر گئی تھی۔ جو ذریعہ اسکی رنگت میں گھل گئی تھیں وہ پھر سے ختم ہو گئی تھیں۔

"عورت کی خوبصورتی، دلکشی اور نزاکت مرد کے ہاتھ میں ہوتی ہے، وہ جتنا اسے خوبصورت کہتا ہے وہ ہوتی جاتی ہے۔

وہ جتنی اس پر توجہ دیتا وہ اتنی ہی نکھرتی جاتی ہے، دلکش ہو جاتی ہے،

اور جب مرد عورت کو نظر اندازی اور بیگانگی کی موت مانتا ہے عورت کے حسن کو زنگ لگنا

شروع ہو جاتا ہے _____
اسکی خوبصورتی جیسے بد صورتی میں بدل جاتی ہے --
اسکا حسن ماند پڑ جاتا ہے -- جیسے دھیک لکڑی کو کھا جاتی ہے ویسے ہی مرد کی لاتعلقی اسکی
لاپرواہی عورت کو کھا جاتی ہے --
وہ گلنے سڑنے لگتی ہے -- اور پھر ختم ہو جاتی ہے _____ !!
حanim کے ساتھ ایسا ہی ہوا تھا -- وہ نکھرتی جاری تھی۔
اسے محسوس ہوتا تھا کہ اسے محبت ہو گئی تھی اب اسے اقرار کرنا تھا -- جو بہت ہی مشکل
مرحلہ تھا۔

شام پانچ بجے کے قریب ماہی آفس سے نکلی تھی۔
اسکا آفس آٹھویں منزل پر تھا وہ لفت میں داخل ہوئی تھی۔
اسے گھر جلدی پہنچنا تھا۔
لفٹ میں اسکے علاوہ ایک اور انسان بھی تھا جو دوسری جانب چہرہ کر کے کھڑا ہوا تھا۔
سردیوں میں دن چھوٹے ہونے کے باعث رات کا اندر ہیرا پھیل چکا تھا۔
کچھ سینکڑز ہی گزرے تھے اسے لفت میں داخل ہوئے اچانک وہ لڑکا جو دوسری جانب رخ کر
کے کھڑا تھا وہ پلٹا اور ہاتھ میں پکڑی بوتل سے ماہی کے چہرے اسپرے کیا تھا۔

ماہی نہ تو اس شخص کو دیکھ پائی می تھی اور نہ کچھ سمجھ پائی می تھی--
وہ کچھ ہی پلوں میں بے ہوشی کی دنیا میں جا چکی تھی۔

حشام کے سر میں شدید درد ہوا تھا۔ اس نے میز کے دراز سے میڈیسین نکال کر کھائی می تھی۔ اس سے پہلے وہ سونے کیلیئے لیٹتا اسکے موبائل پر بیل ہوئی می تھی۔
کوئی می انجانا نمبر تھا۔

حشام نے کچھ سوچتے ہوئے فون اٹھایا تھا۔

"اگر اپنی محبوبہ کی زندگی چاہتے ہو تو بنا کوئی می چالاکی کیتے میرے بتائیے ہوئے پتے پر پنج جاؤ--"

ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا گیا تھا۔

"ہیلو-- کون---؟؟"

حشام حیرانگ سے بولا تھا لیکن دوسری طرف سے فون بند ہو چکا تھا۔

حشام کے چہرے پر پیشانی کی لکھیں ابھری تھیں۔

اسکے ذہن میں پہلا خیال حانم کا آیا تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ اور سوچتا بپ کی آواز سے اسکے موبائل پر MMS آیا تھا۔

وہ ایک ویڈیو تھی۔۔ ماہی کی ویڈیو سے کرسی سے باندھا گیا تھا۔۔

"مجھے چھوڑ دو۔۔ کون ہو تم۔۔؟؟"

وہ چلا رہی تھی۔

حشام کا سانس جیسے اٹک سا گیا تھا۔ اسکا دماغ چکرا گیا تھا۔

ایڈریس نیچے لکھا ہوا تھا۔۔ ماہی کو اغوا کرنے والے نے پیسوں کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔۔ بلکہ اسے اکیلے کو اس جگہ پر بلا�ا تھا۔



یہ ان دونوں کی بات ہے جب ضیاء جبیل پیرس میں معاشیات پڑھنے آیا تھا۔ خوب و جیہے شخص جو جلد ہی کلاس میں موجود لڑکیوں کی دل کی دھڑکن بن گیا تھا۔

مشرقی مردویسے بھی مغربی عورتوں کی شروع سے کمزوری رہے ہیں ایسے میں مارتا جو کہ ایک عیسائی لڑکی تھی وہ ضیاء جبیل پر بری طرح سے دل ہار پیٹھی تھی

وہ اسے لیکھر کے دوران، کلاس سے باہر غرض کہ ہر جگہ پر جہاں وہ پایا جاتا تھا فرصت سے دیکھتی تھی۔

وہ خوبصورت تھی، ذینں تھی اور کلاس کی ٹاپر لڑکی تھی۔۔

اسکی ضیاء جبیل سے دیوانگی بڑھتی جا رہی تھی اور اسی وجہ سے پڑھائی می متاثر ہونے لگی تھی۔
مارتا کی بڑھتی ہوئی الفت ضیاء سے چھپی نہیں رہی تھی۔

وہ بھی اسکی ان کی محبت میں گرفتار ہونے لگا تھا۔۔

مارتھا کی اپنے لیئے دیوانگی دیکھ کر وہ کبھی کبھی حیران ہوتا تھا۔۔ اور بہت جلد دونوں کی یک طرفہ محبت اقرار کے بعد ایک رشتے میں بندھ گئی تھی۔۔

وقت گزتا گیا اور ایک سال بعد دونوں نے شادی کر لی تھی۔۔

انہی دونوں ضیاء سے پوچھے بغیر گھر والوں نے اسکا رشتہ سیدھے خذجہ سے کر دیا تھا۔۔

جب ضیاء نے گھر اپنی پسند اور شادی کا بتایا تو سید حولی میں ایک بھونچال آگیا تھا۔۔

اسے مارتھا کو طلاق دینے کا کہا گیا۔۔

اسے کہا گیا کہ ایک عیسائی می لڑکی کو کبھی بھی قبول نہیں کیا جائیے گا۔۔

وہ پریشان رہنے لگا تھا۔۔ اسے جائی داد سے عاق کرنے کی دھمکی دی گئی تھی۔۔

وہ بنس کی دنیا میں بہت آگے جانا چاہتا تھا۔۔

اور بالآخر اسکا خاندان جیت گیا اور محبت ہار گئی۔۔

ضیاء جبیل نے مارتھا کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔

جب مارتھا نے یہ سنا تو وہ پاگل ہو گئی تھی۔۔

اس نے ضیاء کی بہت منتیں کی تھیں کہ وہ اسے طلاق نادے مجھے چھوڑ کر چلا جائیے لیکن کبھی اسے طلاق نادے۔۔

ضیا، جبیل کی سیدہ خدجہ سے شادی ہو گئی تھی۔۔ لیکن وہ اسے وہ محبت نہیں دے پایا تھا جو وہ مار تھا سے کرتا تھا۔۔ یہی وجہ تھی وہ آج بھی سیدہ خدجہ یعنی بی جان سے غافل تھا۔۔

اس نے مار تھا کو طلاق نہیں دی تھی لیکن پھر اس سے کوئی میراث نہیں رکھا تھا۔۔ اس نے مار تھا کے اکاؤنٹ میں ایک بڑی رقم جمع کروادی تھی جو انکے بیٹے یعنی جورڈن کی پرورش میں کام آتی۔۔

وہ وقت کے ساتھ مار تھا کو بھولا تھا یا نہیں لیکن مار تھا اسے ایک پل کیلئے بھی نہیں بھول پائی تھی۔۔

اس نے اپنی پوری زندگی جب تک زندہ رہی ضیا، جبیل سے وفا کرتے گزاری تھی۔۔ وہ اسکے دکھ میں گھل کر دنیا سے چلی گئی تھی لیکن ضیا، کو نہیں بھول پائی تھی۔۔

جورڈن نے اپنی ماں کو پل پل مرتے دیکھا تھا۔۔ اور اس چیز نے اسے سید جبیل خاندان سے نفرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

حشام اس فون کال کے بعد بڑی طرح سے پریشان ہو گیا تھا۔۔
اسے اسکا نام لے کر خاص طور پر بلا گیا تھا۔۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اسکی پیرس میں تو کیا کہیں بھی کسی سے بھی دشمنی نہیں تھی پھر کون تھا
وہ جس نے ماہی کو انغو کر کے اسے ٹراپ کیا تھا۔۔

اسے اپنے سر میں درد کی لہر اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔
کافی دیر سوچ بچار کے بعد وہ اٹھا اور اش شخص کے دیے گئے پتے کی طرف گاڑی بڑھا
دی تھی۔۔

وہ اپنی وجہ سے ماہی کو نقصان نہیں پہنچنے دے سکتا تھا۔

"تم مجھے یہاں کیوں لائیے ہو جنگلی انسان میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔۔؟؟"
ماہی چلا چلا کر پوچھ رہی تھی۔ وہ شخص کو پہچان گئی می تھی جس نے پہلے ماسک پہنا تھا
چھرے پر اور اب وہ اسے اتارے پر سکون ساماہی کے سامنے بیٹھا تھا۔۔ وہ جور ڈلن تھا۔۔
ایک باکسر۔۔ جو عام روئین میں بھی کسی سے لرستا تھا تو ہڈی پسلی توڑ کر ہی سکون لیتا تھا۔۔
ایلا نے اسے جنگلی نام کا خطاب دیا تھا جو کہ کافی حد تک درست بھی تھا۔

"چلاؤ مت۔۔۔ تم سے کوئی می دشمنی نہیں ہے۔۔۔ تمہارے بوائیے فرینڈ سے ہے ہے۔۔!!
جور ڈلن نے غصے سے جواب دیا تھا۔

"میرا کوئی بائیے فربنڈ نہیں ہے--"

ماہی نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی تھی۔

"اچھا تو پھر حشام جبیل بھائی ہی ہے کیا تمara---؟؟"

جورڈن نے چھت پھاڑ قہقهہ لگایا تھا۔

اسکی بات سن کر ماہی کا چہرہ فرق ہوا تھا۔ وہ حیرت سے گنگ اسے دیکھ رہی تھی۔

"حشام-- حشام سے کیا دشمنی ہے تماری---؟؟"

ماہی کو اس جنگلی انسان سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔ اس سے کچھ بعد نہیں تھا وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

اسکا نازک سادل کانپ رہا تھا۔

"پتا چل جائیے گا تمیں---!!"

جورڈن اٹھ کر چلا گیا تھا۔ وہ کچن میں آیا تھا فرنج سے جوس کی دو بوتلیں نکالی تھیں۔

اور انہیں لے کر واپس لاونچ میں آیا تھا۔

"زیادہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے وہ کچھ دیر میں پہنچ جائیے گا یہاں--"

وہ پرسکون سا بتا رہا تھا۔ ٹھنڈ میں بھی ماہی کے چہرے پر پسینے کے قطرے نمایاں تھے۔

جورڈن غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ماہی کے ہونٹ خشک ہو چکے تھے۔ وہ خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ وہ اٹھ کر ماہی کی طرف بڑھا تھا۔

"مجھے یقین ہے تم بھاگنے کی کوشش نہیں کروگی کیونکہ تمہارا محبوب ادھر ہی آ رہا ہے۔!!"

"میری طرف مت آؤ دور رہو۔"
ماہی چلائی می تھی۔

جورڈن پر کچھ اثر نہیں ہوا تھا۔ اس نے ماہی کے ہاتھ کھولے تھے۔
اور اسے رسیوں کی قید سے آزاد کیا تھا۔
ماہی نے آزاد ہوتے ہی ایک زوردار تھپڑا سے رسید کیا تھا۔

"جانور ہو تم۔"
وہ چلائی می تھی۔

جورڈن کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو چکی تھیں۔ وہ جب سے ماہی کو یہاں لایا تھا اس نے ماہی سے کوئی می بد تیزی اور غیر اخلاقی حرکت نہیں کی تھی اور نہ اسے مارا تھا۔
جورڈن نے مسٹھیاں بھینچ کر خود پر ضبط کیا تھا۔ ماہی ایک مضبوط اعصاب کی مالک لڑکی تھی وہ جلدی سے واقعات و حادثات سے خوفزدہ نہیں ہوتی تھی۔

جیسے جیسے دماغ سے غنوگی کا اثر ختم ہو رہا تھا ویسے ویسے اسکا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔

"یہ پی لو--"

وہ جوس کی بوتل کرسی کے ساتھ والے میز پر رکھ کر واپس اپنی جگہ پر جا چکا تھا۔
ماہی حیرت سے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جسکے رویے کو وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔
وہ اپھے سے جانتی تھی کہ وہ اس جگہ سے بھاگ نہیں سکتی تھی۔ اور ایسی کوشش کر کے وہ
اپنے ساتھ کچھ غلط نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ غور سے جوس پینتے جوڑن کو دیکھ رہی تھی جس کے انداز میں ایک اطمینان البتہ آنکھوں میں
گھری نفرت اور غصہ تھا۔

وہ اسے شخص کو سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"ہانی بچے کیا تمہاری ماہی بچے سے بات ہوئی می وہ اب تک گھر نہیں آیا۔ فون بند جا رہا ہے
اسکا--"

لوسی ماں پریشان سی حانم کے کمرے میں داخل ہوئی می تھیں۔
"نمیں لوسی ماں-- میری کوئی می بات نہیں ہوئی می--"
حانم نے جواب دیا تھا۔

لوسی ماں کی بات سن کر وہ بھی پریشان ہو گئی می تھی۔

"پتا نہیں کہاں رہ گیا ہے میرا بچہ-- کبھی بنا بتائیے گھر سے اتنی دیر باہر نہیں رہتا--"

"آپ پریشان نا ہوں لوسی میں اسکا نمبر ملا تی ہوں-- میئنگ میں ہو گی آجائیے گی--"
حائف نے انہیں تسلی دی تھی۔

"میرا دل بہت گھبرا رہا ہے بچے-- خدا سب ٹھیک کرے--"

"ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو گا آپ پریشان نہ ہوں آپ آرام کریں جا کر میں کرتی ہوں کچھ--"
حائف کی بات سن کر لوسی ماں چلی گئی تھیں لیکن حائف پریشانی سے ماہی کا نمبر ملا رہی
تھی۔

حشام جب جوڑن کے دیے گئے پتے پر پہنچا تو کافی رات ہو چکی تھی۔ یہ ایک سنسان سا
علاقہ تھا۔ ساحل سمندر کے قریب۔ جہاں گھر ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر بنے ہوئے
تھے۔

وہ گاڑی گھر کے باہر کھڑا کر کے اندر گیا تھا۔ گیٹ کھلا تھا اسے کوئی مسٹی لہ نہیں ہوا
تھا۔ اسے اپنی نہیں ماہی کی فکر ہو رہی تھی۔

وہ جیسے ہی لੌنج کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا ساکت رہ گیا تھا۔

سامنے کرسی پر ماہی بیٹھی تھی اور صوفے پر جورڈن جس کے ہاتھ میں پسٹل تھا اور اسکا رخ حشام کی طرف تھا۔

"ویکم مائیے برادر-- ویکم--"

جورڈن ڈھٹائی می سے ہنسا تھا۔

حشام اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ وہ آج سے پہلے کبھی جورڈن سے نہیں ملا تھا وہ تو اسکا نام تک نہیں جانتا تھا۔

"حشام آپکو یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا-- آپ جائیں یہاں سے--"
ماہی اپنا ضبط کھو بیٹھی تھی وہ برمی طرح سے رو دی تھی۔

"یقیناً تم مجھے نہیں جانتے ہو گے لیکن میں اچھے سے جانتا ہوں تمیں حشام جبیل--
لیکن کوئی بات نہیں آج تم مرنے سے پہلے سب جان جاؤ گے--"
جورڈن کی آنکھوں میں گھری سفاکی تھی۔

"آؤ بیٹھو--"

جورڈن کے اشارے پر حشام صوفے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

وہ جاننا چاہتا تھا کہ جورڈن اس سے نفرت کیوں کرتا تھا۔ اسکی وجہ کیا تھی۔

"میں ہوں جورڈن جبیل-- ضیاء جبیل کا بیٹا-- بد قسمتی سے تمہارا سوتیلہ بھائی ہی--"

حشام کو لگا تھا جیسے گھر کی عمارت اسکے اوپر گر گئی ہو-- وہ حیرت سے گنگ جورڈن کو دیکھ رہا تھا۔

"یقین نہیں تو اپنے باپ سے پوچھ لو-- سب پتا چل جائے گا--"
وہ مسکرا یا تھا-- زخمی مسکراہٹ

جورڈن نے اپنے پاس صوفے پر رکھے بڑے سے ڈبے سے کچھ نکالا تھا اور پھر اسے حشام کی طرف پھینکا۔

"یہ دیکھو-- دیکھو سب--"
وہ مار تھا اور ضیاء کی تصویریں تھی کچھ شادی سے پہلے کی کچھ بعد کی اور کچھ شادی کی--
hasham پھٹی پھٹی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔
اسکے سر میں شدید درد تھا جسے وہ مشکل سے کنٹول کیتے ہوئے تھا۔

"یہ دیکھو یہ نکاح نامہ-- کورٹ میرج کا--"

"جانتے ہو میری ماں مار تھا ساری عمر تمہارے باپ کی بے وفائی کی وجہ سے روئی رہی-- وہ گھٹ کر مر گئی--"

میں نے باپ کے ہوتے ہوئے یتیمی کی زندگی گزاری ہے--

مجھے انتہا کی نفرت ہے تم سب سے-- تمہارے خاندان سے--

جب وہ محبت نجاح نہیں سکتا تھا تو کیوں میری ماں کو برباد کیا۔ آخر کیوں--؟؟"

وہ چلا یا تھا۔ جورڈن کی آنکھوں میں نمیں جبکہ لمحے میں اذیت تھی۔ اسکے چلانے سے ماہی ڈر گئی تھی۔

جبکہ حشام تو زلزلوں کی زد میں تھا۔ اسے آج پتا چلا تھا اسکا باپ اسکی بی جان کو کیوں نظر انداز کرتا تھا۔

جتنی اذیت اس وقت جورڈن کے اندر پھیلی تھی اتنی ہی حشام کی رگوں میں بھی اتری تھی۔ اس نے اپنے بابا سائیں کی زندگی کا یہ رخ تو کبھی دیکھا نہیں تھا۔

"تمہارے باپ نے مجھ سے میری سب سے قیمتی چیز چھینی ہے۔ میرا واحد سہارا میری ماں--

اور آج میں تمہیں مار کر اپنا بدله لونگا ضیا، جبیل سے--

بہت پیار کرتا ہے نا وہ تم سے۔ آج میں اس سے اسکی قیمتی چیز چھینوں گا۔"

وہ بے رحم ہوا تھا۔

"نن۔۔ نہیں۔۔ تم ایسا نہیں کرو گے جورڈن۔۔"

ماہی چلائی تھی۔

"بہت پیار کرتے ہو تو دلوں ایک دوسرے سے ہے نا--؟؟"
جورڈن نے ماہی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا تھا۔

حشام نے ماہی کو دیکھا تھا اور پھر نظریں چراگیا تھا۔

"موت جس انسان کا انتظار کر رہی ہو تو اسے کیا مارو گے جورڈن--"
حشام بولا تو اسکے لمحے میں صدیوں کی تھکن تھی۔ جورڈن نے پونک کر اسے دیکھا تھا۔

"اور میں ماہی سے محبت نہیں کرتا۔۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے-- اسے جانے دو اسکا
کوئی ی قصور نہیں۔۔ میرا خاندان تمہارا گنگامار ہے ماہی کا نہیں۔۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے تم کو گے اور میں مان لوں گا۔۔"
جورڈن نے قہقہہ لگایا تھا۔

"بہت بار تم دلوں کو ایک ساتھ دیکھا ہے۔۔ تم ماہی کے گھر بھی آتے جاتے رہے ہو۔۔ مجھے
لبے قوف سمجھا ہے۔۔"

"غصہ انسان سے اسکی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت چھین لیتا ہے۔۔ اگر تم غور کرتے تو جان
لیتے۔۔"

"میں یہاں تم دونوں کی بکواس ہرگز نہیں سنبھالے۔ تم تو مرو گے حشام جبیل۔۔۔ تم مرو گے تب ہی مجھے سکون ملے گا۔۔۔"

اس نے پسٹل کارخ حشام کی طرف کیا تھا۔

"نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔"

ماہی حشام کی طرف لپکی تھی۔

جورڈن نے ٹریکر پر انگلی رکھی تھی۔

"نہیں جورڈن تم ایسا نہیں کرو گے۔۔۔"

ماہی رو دی تھی۔ وہ حشام کے آگے کھڑی تھی۔

ماہی کو حشام کبیلیتے تیپتا دیکھ کر ایک بار پھر جورڈن کے اندر اذیت پھیلی تھی۔

"موت تو برق ہے ماہی۔۔۔ اگر اسی طرح لکھی ہے تو اسی طرح سی۔۔۔"

حشام نے ماہی کا بازو پکڑ کر اسے سائی یڈ پر کیا تھا اور خود چلتا جورڈن کے سامنے آیا تھا۔

"اگر میری موت سے میرے باپ کا گناہ۔۔۔ جو کہ انہوں نے مجبوری میں کیا مٹ جائیے گا۔۔۔ اور تمہاری تکلیف کم ہو جائیے گی۔۔۔ مار تھا ماں کی روح کو سکول مل جائیے گا تو مار دو مجھے۔۔۔!!"

حشام کا لمحہ حتمیہ تھا۔

جورڈن نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔۔ حشام نے اسکی ماں کو ماں کہا تھا۔۔
وہ رشتؤں کو خود سے بڑھ کر عزت دینے والا شخص تھا۔

ایک پل کیلیئے جورڈن کا دل بدلا تھا دوسرے ہی پل اس نے پسل کو حشام کی پیشانی پر رکھا
تھا۔

"نمیں جورڈن۔۔ پلیز معاف کر دو۔۔ حشام کو کچھ مت کرنا۔۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی
ہوں ۔۔۔"

ماہی اسکے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔

"تممیں اللہ کا واسطہ ہے ہمیں جانے دو۔۔ حشام کو کچھ مت کرو۔۔
حشام میری زندگی ہے۔۔ تم کو تو میں تمہارے پاؤں پکڑ لیتی ہوں ۔۔۔!!
وہ روئیے ہوئیے اسکے پاؤں کی طرف جھکلی تھی۔

اور کوئی ہی اپنی محبت کیلیئے یوں نہ رویا ہوگا

جورڈن اسے اپنے پاؤں کی طرف جھکتا دیکھ کر تڑپ کر پچھے ہوا تھا۔

اسے روئی ہوئی ہی ماہی میں مار تھا نظر آرہی تھی۔

وہ جب بھی اپنے باپ کو مارنے کی بات کرتا تھا مار تھا ایسے ہی روئی تھی۔

وہ اسے کہتی تھی کہ نفرت سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔۔
محبت کرنا سیکھو۔۔ لیکن سارے رشتؤں کے ہوتے ہوئے بھی اسے محبت نہیں ملی تھی۔

جتنی محبت ماہی حشام سے کرتی تھی اتنی ہی مارتحا ضیاء سے کرتی تھی۔

"ماہی تم روؤ ملت۔۔ یہاں سے تمہیں محفوظ تمہارے گھر پہنچانا میری ذمہداری ہے۔۔"
حشام نے پہلی بار اسے تم کہہ کر بلا�ا تھا۔

"مجھے امید ہے کہ مجھے مارنے کے بعد تم ماہی کو سی سلامت اسکے گھر پہنچاؤ گے۔۔!"
حشام کے الفاظ پر ماہی تڑپ اٹھی تھی۔

"نمیں جوڑن پلیز جانے دو ہمیں۔۔ تمہیں تمہاری ماں کا واسطہ ہے۔۔!"

اور جوڑن کے ہاتھ سے پسلل چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔۔

وہ حشام کو مار کر ایک اور مارتحا کو تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

وہ کبھی اپنی زندگی میں کمزور نہیں پڑا۔

مارتحا کے سامنے کمزور پڑنا تھا اپنی ماں کے سامنے۔۔۔

اور آج پہلی بار وہ کسی اور عورت کے سامنے کمزور پڑا تھا۔۔ ماہی کے سامنے۔۔ اسکے آنسو ماہی کو تکلیف دے رہے تھے۔۔ اس نے تو ماہی کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔

اس نے اپنے دل کو کرلا تے ہوئے پایا تھا۔

"جاویہاں سے--"

وہ صوفے پر سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔

"تمہیں یہاں اکیلے نہیں رہنا چاہیئے جور ڈن۔-- تمہیں بابا سائیں سے ملنا چاہیئے۔--"

حشام نے کہا تھا۔

"میں نے کہا جاویہاں سے--"

وہ چلایا تھا۔

"چلیں حشام۔--"

ماہی نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ اس گھر سے نکل آئیے تھے۔

سارے راستے وہ گاڑی میں روئی آئی تھی۔ حشام اسے روتے ہوئے دیکھ رہا تھا اسے سمجھ

نمیں آرہی تھی کہ وہ کیسے ماہی کو چپ کروائیے۔--

بیشک آج اسے بھی بہت بڑا جھٹکا لگا تھا اسکا اپنا دماغ سن ہو کر رہ گیا تھا لیکن ماہی۔--

"ماہیں پلیز چپ ہو جائیں میں مت روئی ہیں۔-- میں آپ سے معافی مانگتا ہوں میری وجہ سے سب

ہوا۔--"

وہ معذرت کر رہا تھا۔

ماہی کو اسکا ماہین کہنا بہت اچھا لگتا تھا۔۔ کوئی می اور موقع ہوتا تو یقیناً وہ بہت خوش ہوتی لیکن اس وقت وہ لوگ موت کے منہ سے آئیے تھے۔۔

"اگر آپکو کچھ ہو جاتا تو میں مر جاتی حشام۔۔ میں تھک گئی می ہوں خود سے لڑتے لڑتے۔۔ مجھ میں مزید بہت نہیں ہے۔۔!!
وہ روڈی تھی۔۔

حشام کو بہت افسوس ہوا تھا۔ وہ نازک سی ماہی کیلیتے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔ اسکے گھر والے ماہی کیلیتے کبھی نا مانتے اور اگر مان بھی جاتے تو اسکا حال مار تھا جیسا ہوتا۔۔
اور وہ ماہی کو دکھ نہیں دینا چاہتا تھا۔۔ خاص کر اب جب بی جان نے اسکا رشتہ سارہ سے پکا کر دیا تھا۔۔

وہ بہت بڑی طرح سے پھنسا ہوا تھا۔۔

حشام نے دائیں ہاتھ کی انگلیوں اور انگوٹھے کی مدد سے اپنے سر کو سہلا کیا تھا۔۔

"ایسا کچھ ہوا تو نہیں نا۔۔ پلیز آپ رونا بند کریں مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔۔!!
حشام نے مشکل سے کہا تھا۔۔

ماہی نے چونک کرا سے دیکھا تھا۔ اور پھر رونا بند کر دیا تھا۔ گاڑی میں اب خاموشی چھا گئی تھی۔۔

"مجھے اچھا لگا جان کر کہ میرا ایک بھائی بھی ہے-- کاش وہ مجھی مجھے قبول کر لے--"
حشام نے پہلی بار ماہی کے سامنے اپنے دل کی کوئی بات کی تھی۔

"آپ اتنے اچھے کیوں ہیں حشام-- کیوں--؟؟"

ماہی کو ایک بار پھر سے رونا آیا تھا۔

"دنیا کا ہر انسان اچھا ہوتا ہے ماہین-- بس فرق یہ کہ جس سے ہم محبت کرتے ہیں ہمیں
اسکے علاوہ کسی اور کی اچھائی نہیں نظر آتی--"
وہ بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا۔ ماہی بس خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کہاں تھی تم ہم کب سے پریشان ہو رہے ہیں--؟؟"

جیسے ہی ماہی گھر میں داخل ہوئی تھی ایلا اس پر بگڑی تھی۔

لاؤنج میں حلیمه بی، لوسی ماں، ایلا اور حانم پریشانی سے اسکے انتظار کر رہی تھیں۔

"میں حشام کے ساتھ تھی--"

ماہی نے نظریں چراتے ہوئیے کہا تھا۔ رونے کے باعث اسکی آنکھیں سوجن کا شکار
ہو گئی تھیں وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو پتا چلا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن بتا دینا چاہیئے تھا نا۔۔ ہم سب اتنا پریشان ہو گئیے تھے۔۔" حانم نے فکر مندی سے کہا تھا۔

"موبائل کی بیڑی ختم ہو گئی تھی اس لیتے موبائل بند تھا۔ مجھے نیند آئی ہے میں سونے جا رہی ہوں۔۔"

ماہی سپاٹ لجے میں کھتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی جبکہ وہ سب اسے حیرت سے جاتا دیکھ رہی تھیں۔

"شکر ہے ماہی بچہ ٹھیک ہے۔۔ سب اپنے اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ۔۔ رات بہت ہو گیا ہے۔۔"

لوسی ماں کے کہنے پر ایلا اور حانم اپنے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھیں۔

#18 January

آج کی صبح پیرس کی سب سے حسین ترین صبح تھی۔۔ خاص طور پر حانم کیلئے آج وہ اپنے روحان سے ملنے والی تھی۔ آج انکی شادی کی پہلی اینیورسی تھی۔۔
وہ صبح چھ ساتھ بجے کی فلاٹ بیٹ سے پیرس پہنچنے والا تھا۔ اور حانم اسکا استقبال کرنے والی تھی۔

اس نے ایک خوبصورت سی جگہ پر جہاں لوگوں کا ہجوم کم ہوتا تھا روحان کا ویلکم کرنا تھا۔۔
سفید برف سے بچھی قالین پر۔۔ گول میز کے گرد دو خوبصورت کرسیاں رکھے۔۔
برف کے قالین پر سرخ گلاب بچھائیے اس نے اس جگہ کو طسماتی بنادیا تھا۔
وہ خود بھی سرخ و سفید رنگ کی میکسی پہنے ہوئے تھی۔۔
سفید رنگ کا اونی کوٹ جس سے اسکا نازک وجود چھپا ہوا تھا۔ وہ ایک گڑیا لگ رہی تھی۔۔
سر پر خوبصورتی سے حجاب کیا گیا تھا۔

اسے حسین اسکی خوبصورتی اور مسکراہٹ بنارہی تھی۔۔
وہ آج خوش تھی۔۔ انتہا کی خوش۔۔

اسے ہر چیز مسکراتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔
اسکے سامنے میز پر چائیے اور ناشستے کا سامان رکھا تھا۔۔ روحان نے سیدھا ایئر پورٹ یہاں آنا
تھا۔۔ وہ دونوں ناشستے ایک ساتھ کرنے والے تھے۔۔

احساس محبت کا میری #ذات پہ رکھ دو
تم ایسا کرو ہاتھ میرے ہاتھ پہ رکھ دو

معلوم ہے، دھرکن کا تقاضا بھی ہے لیکن
یہ بات کسی خاص #ملاقات پہ رکھ دو

یوں پیار سے ملنا بھی مناسب نہیں لگتا
یہ خواب کا قصہ ہے اسے #رات پہ رکھ دو

اظہار ضروری ہے تو پھر کہ دو زبان سے
یہ دل کی کہانی ہے روایات پہ رکھ دو

یہ پیار کی خوبیوں میں نیارنگ بھرے گا
اک پھول اٹھا کر میرے #جذبات پہ رکھ دو

ہر وقت تمہارے ہی تصور میں رہوں میں
#جادو سا کوئی میرے خیالات پہ رکھ دو

اک میں کہ میرے شہر میں #بارش نہیں ہوتی
اک تم کہ ملاقات کو #برسات پہ رکھ دو

مانوں گی سحر تب ہی کہ جب بات بنے گی
اس بار میری جیت میری مات میں رکھ دو !!

اس نے خوبصورت الفاظ کو میز پر رکھی خوبصورت سی نوٹ پیدا پر لکھا تھا جس پر اس نے آج کا
دن تاریخ اور وقت لکھا تھا --

یہاں کہیں کہیں پر اسے لوگ نظر آرہے تھے جو یقیناً کپل تھے اور ناشتے کی غرض سے آئیے تھے۔

یہ ایک اوپن ریஸٹورینٹ تھا۔ جسے آئی س ریسٹورینٹ کا نام دیا گیا تھا۔ وجہ یہاں کی سفیدی تھی۔

ایک تو طرف پر بنا تھا۔ اور دوسرا یہاں ہر چیز کر سٹل کے بڑنوں میں پیش کی جاتی تھی۔

حاجم نے اپنا میز سب الگ اور دور بک کروایا تھا۔

حاجم نے موبائل میں وقت دیکھا تھا۔ آٹھ بج چکے تھے۔ وہ پہنچنے والا تھا۔ حاجم نے اپنے دل کو بہت تیزی سے دھڑکتے پایا تھا۔

“مگر مارنگ مسز حاجم روحان ____ !!”

وہی سحر انگیز آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

حاجم کو اپنا سانس اٹکتا محسوس ہوا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی اور پلٹ کر دیکھا تھا۔
یقیناً وہ اسکے پیچھے کھڑا تھا۔

لیکن جیسے ہی حاجم کی نظر روحان کے چہرے پر پڑی تھی۔ اس اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔

اس نے خود کو پیرس کی برف میں دفن ہوتا محسوس کیا تھا۔



”حمدُ مارنگ مسز حانم روحان ____ !!“

وہی سحر انگیز آواز اسکے کافوں سے ٹکرائی تھی۔

حانم کو اپنا سانس اٹکتا محسوس ہوا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی اور پلٹ کر دیکھا تھا۔۔
یقیناً وہ اسکے پیچھے کھڑا تھا۔

لیکن جیسے ہی حانم کی نظر روحان کے چہرے پر پڑی تھی۔۔ اس اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا
تھا۔۔

اس نے خود کو پیرس کی برف میں دفن ہوتا محسوس کیا تھا۔

”میری دعا ہے کہ جس دن ہر ذی روح کو زندہ کیا جائے گا اور مُردوں کو قبروں سے اٹھا
جائے گا ہمارا اس دن بھی سامنا نہ ہو ____ !!“

اس نے کتنی شدت سے دعا کی تھی اور آج چھ سال بعد وہ شخص اسکے سامنے کھڑا تھا۔

زندہ، سی سلامت۔۔ جسے اس نے پانچ سال پہلے مرا ہوا تصور کر لیا تھا۔

حانم کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

”میں روحان حیدر ____ !!“

وہ مسکرا کر کہتا حانم کی طرف بڑھا تھا۔

"نمیں--"

حائفہ کے چہرے پر بے یقینی سی پھیلی تھی۔

"حائفہ میری بات سنو--"

وہ شاید اسکی کیفیت سمجھ رہا تھا۔ وہ ایک قدم اور اسکی بڑھا تھا۔

"اتنا بڑا دھوکہ--"

حائفہ چلانا چاہتی تھی لیکن آواز جیسے دم توڑگئی تھی۔

وہ الٹے قدموں برف پر چل رہی تھی۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ نہیں ہو سکتا۔۔"

وہ بڑبڑا رہی تھی۔ اور پھر وہ پلٹی۔ اس نے وہاں سے بھاگ جانے میں عافیت جانی تھی۔ وہ

اس شخص سے دور چلی جانا چاہتی تھی۔

وہ بھاگ رہی تھی، فاصلہ بڑھ رہا تھا۔ سفید برف پر اسکے جوتوں کے نشان واضح تھے۔

کچھ دیر بعد روحان کا سکتہ لٹا تھا۔ وہ جانتا تھا حائفہ کاری ایکشن کچھ ایسا ہی ہوگا۔۔

جیسے ہی وہ ہوش کی دنیا میں لٹا حائفہ کے پیچھے بھاگا تھا۔

"حائفہ رک جاؤ میری بات سنو۔۔ پلیز رک جاؤ۔۔"

اسے خود کو چلاتے پایا تھا۔

حاجم اب شہر میں داخل ہو گئی تھی۔ وہ انہوں کی طرح بھاگ رہی تھی۔ اس نے اپنے دماغ کو سن پایا تھا۔

اور اسی پاگلوں والی حالت میں وہ دائیں طرف سے آتی ایک تیز رفتار سائیکل سے ٹکرا گئی تھی اور جسے ایک سترہ سال کا لڑکا چلا رہا تھا۔
وہ نیچے گری تھی۔۔

حاجم نے اپنے دماغ کو گھومتا پایا تھا اور پھر اسکی آنکھوں کے سامنے انہیرا چھا گیا تھا۔

اور ایسا ہی انہیرا روحان کو اپنی زندگی میں چھاتا محسوس ہوا تھا جب اس نے حاجم کو سڑک پر گمرے پایا تھا اور اسکی پیشانی سے خون نکل رہا تھا۔

"حاجم—" وہ پوری قوت سے چلایا تھا اور پھر تڑپ کر اسکی طرف بڑھا تھا۔

کبھی کبھی انجانے کی گئی غلطیاں انسان کی زندگی کا ناسور بن جاتی ہیں جنہیں نہ کبھی بھلایا جاتا ہے اور نہ انکی معافی دی جاتی ہے

کچھ ایسا ہی اسکے ساتھ بھی ہونے جا رہا تھا۔ وہ ہاسپٹل کے بیڈ پر نیم دراز اپنی اس کائی نات کو دیکھ رہا تھا جسکے لیئے وہ سالوں ترپا تھا۔

کوئی ہی اسکی ترپ سے واقف نہیں تھا۔۔۔ اس نے بھی اندر ہیروں کی زندگی گزاری تھی۔۔۔

حانم کی پیشانی پر چوت لگنے کے باعث گراز خم ہو گیا تھا جس سے خون نکلا تھا۔ اور کسی گھرے صدمے کی وجہ سے وہ اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔

وہ ہاسپٹل میں کمرے کے باہر رکھے انتظار گاہ میں رکھے صوف پر بیٹھ چکا تھا۔ سب اسکی غلطی تھی۔۔۔ اسے محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

وہ سید روحان بن حیدر جبیل جس نے دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف اٹھائی تھی، وہ آرجے تھا۔

آرجے سے روحان جبیل کا سفر اس رات شروع ہوا تھا جس رات اسکا ایکسڈیٹینٹ ہوا تھا۔۔۔ اور سب نے اسے مرا ہوا سمجھ لیا تھا۔

"ماما۔۔۔ کہاں ہیں آپ۔۔۔"

وہ تیز روشنی میں سرناگ کے اندر بھاگ رہا تھا۔

سرنگ کے دوسرے کنارے پر اسے اپنی ماں نظر آئی تھی۔ سیدہ عائی شہ جبیل--
وہ تڑپ کر اپنی ماں کی طرف بڑھا تھا۔

"روحان بیٹا۔۔۔ آگئی سے تم--۔۔۔"
عائی شہ جبیل اسے دیکھ کر مسکراتی تھیں۔

اسکی ماں اور اسکے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا تھا کہ روحان ایک ان دیکھی دیوار سے ٹکرایا تھا جو
ان راستے میں ان دونوں کے درمیان حائل تھی۔

"اما۔۔۔ مجھے آپکے پاس آنا ہے--۔۔۔"
وہ رو رہا تھا۔۔۔ وہ شیشے کی دیوار تھی۔ اس دیوار کے اس پار اسے اپنی ماں مسکراتی نظر آرہی تھی۔

"واپس چلے جاؤ روحان تمہارا وقت نہیں ہوا مجھ سے ملنے کا--۔۔۔"
وہ مسکرا کر کہہ رہی تھیں۔

"نہیںاما۔۔۔ مجھے آپکے پاس آنا پے مجھ سے کوئی ی پیار نہیں کرتا۔۔۔"
وہ دس سال کا بچہ رو رہا تھا۔

"جاؤ روحان واپس جاؤ۔۔۔ یہ جگہ تمہارے لیئے نہیں بنی۔۔۔ جاؤ تمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے،
تم تو میرے پیارے روحان ہو۔۔۔ میرے پیارے بیٹے۔۔۔ جاؤ اب۔۔۔"

اچانک سرگ میں اندھیرہ پھیلنا شروع ہوا تھا۔ روشنی دھیرے دھیرے ختم ہو رہی تھی۔۔۔
اسکی ماں کی شبیہہ دھنلی ہوتی جا رہی تھی۔

”ماما۔۔۔ مت جائیں۔۔۔“

وہ زور زور سے چلا رہا تھا۔

اسے مدھم سی روشنی میں آخری بار اپنی ماں مسکراتی نظر آئی می تھی اور پھر ہر طرف اندھیرہ چھا
گیا تھا۔

جسم میں اٹھتی تکلیف کے باعث آرجے کی آنکھ کھلی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو زمین پر
گرے پایا تھا۔ اس سے اٹھا نہیں جا رہا تھا۔

یہ معجزہ تھا یا کچھ اور۔۔ جس وقت ٹرک نے اسکی گاڑی کو اڑایا تھا۔ وہ اس سے نکل گیا تھا۔۔
ٹرک کی اپنی لائی لُس بند تھی۔ اندر بیٹھے لوگ اسے دیکھ نہیں پائیے تھے۔ اور سڑک کے
بائیں طرف بنے اس جنگل میں گرا تھا جو نیچے (گمراہی) پر تھا۔

وہ مشکل سے کراہتا ہوا زمین سے اٹھا تھا۔ رات ہونے کی وجہ سے اسے ہر چیز دھنلی نظر آ رہی
تھی۔

آرجے نے اپنی آنکھوں کو مسل کر دیکھا تھا۔ اسے کچھ فاصلے پر اونچائی می پر سڑک نظر آئی می

تمھی۔

وہ لنگرڑاتا ہوا چل رہا تھا۔۔ شاید اسکے پاؤ کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔

وہ جتنی زور سے سرک پر اور پھر نیچے گرا تھا یقیناً جسم کی بہت سی ہڈیاں ٹوٹ چکی ہونگی۔

اسے اپنی گردن پر گرہ سیال مائیں بہتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ خون تھا جو اسکے سر سے نکل رہا تھا۔

وہ مشکل سے سرک تک آیا تھا اور اپنی جلتی ہوئی گاڑی کو دیکھ رہا تھا۔ آرجے کو اپنی ٹانگوں کی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

اسے اپنی آنکھوں کے سامنے اندر ہمیرہ چھاتا محسوس ہو رہا تھا اور پھر وہ سرک پر ڈھے گیا تھا۔

گاڑی میں چھوٹے چھوٹے چھوٹے کی ہنسی گونج رہی تھی۔ گاڑی اپنی رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی۔

”لگتا ہے نچوں کو نیند نہیں آئی می آج۔۔“

ڈاکٹر باسط احمد نے اپنے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی اپنی بیوی سے کہا تھا۔

”ڈاکٹر صاحب آگے دیکھیں۔۔“

اچانک مقدس یعنی ڈاکٹر باسط کی بیوی چلائی می تھی۔

ڈاکٹر باسط نے گاڑی کو بیک لگایا تھا انہیں سڑک کے درمیان کوئی می انسان پڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔

وہ ایک جھٹکے سے گاڑی سے باہر نکلے تھے۔ اور پھر آر جے کی طرف بڑھے تھے۔ موبائل کی روشنی میں انہوں نے آر جے کو دیکھا تھا جو بہت ہی زخمی حالت میں تھا۔ جیسے ہی روشنی آر جے کے چہرے پر پڑی تھی۔ ڈاکٹر باسط کی بیوی مقدس اچھلی تھی۔ اسے کرنٹ لگا تھا۔

وہ شخص اسکا محسن تھا جو موت و حیات کی کشمکش میں پڑا تھا۔

"یہ زندہ ہے۔۔ ہمیں کچھ کرنا چاہیئے۔۔"

ڈاکٹر باسط بولے تھے۔

"یہ میرے محسن ہیں باسط صاحب۔۔ ہمیں ہر حال میں انہیں بچانا چاہیئے۔۔"

اور پھر وہ دونوں میاں بیوی اسے اپنی گاڑی میں ڈال کر لے گئیے تھے۔۔ بنایہ جانے کہ وہ کون تھا۔۔ ؟؟ کہاں سے تھا۔۔ ؟؟

ڈاکٹر باسط احمد شر کی ایک معزز شخصیت تھے وہ نا صرف پاکستان کی بلکہ باہر کی دنیا میں بھی جانے جاتے تھے۔ وہ ایمبریوجی کے میدان میں ماہر ہونے کے ساتھ ایک انٹرنیشنل اسلامک

سکالر تھے۔ دنیا بھر کے مسلمان ان سے واقف تھے۔
عمر پچپن سے ساٹھ سال تھی۔ کسی زمانے میں لندن ڈاکٹریت کی ڈگری لینے گئیے تھے
دل ایسا پلٹا کہ اسلامی دنیا میں ایک بڑا نام کمالیا۔

انکی بیوی مقدس ایک بنتیں سالہ عورت تھی جن سے انہوں نے دوسری شادی کی تھی۔

اس رات وہ آرجے کو اٹھا کر اپنے ہاسپیٹل لائیے تھے جس کا نام النور تھا۔

آرجے کی حالت بہت خراب تھی۔ اسکے بچنے کی امید بہت کم تھی۔ پھر مجھی ڈاکٹرز نے اپنی کوشش جاری تھی۔

اسکے سر پر گھری پھٹک لگی تھی۔ تین دن بعد آرجے کو ہوش آیا تھا۔ اس نے تھوڑی سی آنکھیں کھولی تھیں۔

اسے محسوس ہوا تھا کمرے میں اندر ہیرا تھا۔

اسے ہوش میں آتا دیکھ کر نرس ڈاکٹر کو بلا نے بھاگی تھی۔

وہ شاید موبائل پر کوئی می خبر سن رہی تھی جسے وہ ہر ڈبڑا ہست میں اس کمرے میں چھوڑ گئی تھی۔

موبائل پر لینکر کسی کے مرنے کی خبر دے رہا تھا۔

ملک کا مشہور اور سب کے دلوں میں دھڑکنے والا سنگر آر جے ایک حادثے میں جاں بحق ہو چکا تھا۔

آر جے کو اپنا سانس اٹکتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ زندہ تھا۔ کیا کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔

"میں زندہ ہوں ---"

وہ چلایا تھا۔

"یہاں اتنا اندھیرا کیوں ہے--؟؟--؟؟"

وہ چخ رہا تھا۔ اسے اپنے جسم کے ہر جوڑ سے درد کی ایک لمبھتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ کہاں تھا وہ خود نہیں جانتا تھا۔

"یہاں اندھیرہ کیوں ہے-- کوئی یہی ہے یہاں--؟؟--؟؟"

وہ پوچھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنے ارد گرد چیزوں کو ہاتھ سے ٹوٹ رہا تھا۔ ہاتھ پر لگی ڈرپ سے وہ جان چکا تھا کہ وہ ہاسپیٹ میں تھا۔ لیکن اسکے کمرے میں اتنا اندھیرا کیوں تھا۔

ڈاکٹر باسط اسکے کمرے میں دروازے میں ابھرے تھے۔ وہ حیرت سے پٹیوں میں جکڑے آر جے کو دیکھ رہے تھے۔ جسکے سر اور منہ پر بھی پٹیاں لگی تھیں۔

کمرے میں بہت تیز نہ سی لیکن اچھی خاصی روشنی تھی۔ پھر اسے کیوں انہیں محسوس ہو رہا تھا۔

"مجھے لگتا ہے ڈاکٹر مریض کے سر پر پیچھے کی جانب چوت کے لگنے کے باعث شاید وہ اپنی بینائی می کھو چکے ہیں--!!"

ایک دوسرے ڈاکٹر نے ڈاکٹر باسط سے کہا تھا۔ جو افسوس سے سر ہلا کر رہ گئی رہ تھے۔

جب آرجے کو ڈاکٹروں نے بتایا تھا کہ وہ اپنی بینائی می کھو چکا ہے تو اسے یقین نہیں آیا تھا۔

وہ پا گلوں کی طرح ہزیانی انداز میں چلایا تھا۔

وہ تو سکینگ آئی یز رکھتا تھا۔ ایسے کیسے وہ انداہا ہو سکتا تھا۔

جب وہ اپنی اس محرومی پر چلاتا تھا تو اسے دماغ سے درد کی ٹیسیں اٹھتی محسوس ہوتی تھیں--

تمہورا سا اٹھ کر ہلنے کی کوشش کرتا تھا تو جسم لرز جاتا تھا۔

"میرے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ میں انداہا نہیں ہو سکتا۔۔۔"

وہ چلاتے چلاتے رونے لگ جاتا تھا۔

وہ آرجے جو لاکھوں دلوں کی دھڑکن تھا۔ وہ ہاسپٹل میں گم نام پڑا تھا کسی کو اسکی خبر تک نہیں تھی۔

آرچے کو اپنا دل پھٹتا محسوس ہوتا تھا۔ جانے کتنے دن ہو گئیے تھے وہ اپنے چاروں طرف
اندھیرا دیکھ رہا تھا۔

اور اندھیروں میں جینا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے-- بہت زیادہ

سیدوں کی حوالی میں قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ حشام پاکستان آگیا تھا۔

آرچے کی گاڑی سے کچھ فاصلے پر پولیس والوں کو اسکا موبائل اور والٹ ملا تھا جس سے اسکی
گاڑی کی شناخت ہوئی تھی۔

پولیس والوں کو اسکی بادی نہیں ملی تھی۔ انکے مطابق اسے جلا دیا گیا تھا گاڑی کے ساتھ
ہی--

حشام تو پاگل ہونے کو ہو گیا تھا۔

"آرچے نہیں مر سکتا۔ ضرور اسے کسی نے کڈنیپ کیا ہے۔ وہ جان بوجھ کر گاڑی جلا
گئیے ہیں۔۔۔ وہ نہیں مر سکتا۔ مجھے میرا بھائی چاہیئے۔۔۔ میں نہیں چھوڑوں گا کسی
کو۔۔"

اس نے زندگی میں پہلی بار اپنا ٹسیپر لوز کیا تھا۔ پولیس چھان بین میں لگی ہوئی تھی لیکن
کہیں سے بھی اسکی خبر نہیں آئی تھی۔

سنسان علاقہ تھا وہ-- آس پاس جو علاقے تھے وہاں پتا گیا تھا لیکن کہیں سے بھی اسکی خبر نہیں ملی تھی۔

جب مکی کو پتا چلا تھا وہ بھی بہت رویا تھا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ لیکن حشام کو یقین تھا آجے مر نہیں سکتا تھا۔

ڈاکٹر باسط احمد کی بیوی مقدس آجے کو ملتے ہا سپیٹل آئی تھی لیکن اسکی پا گلوں جیسی حالت دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی تھی۔

کمرے کے باہر کھڑے ہو کر وہ اسے کھڑکی سے دیکھ رہی تھی۔ جو بے سود بستر پر پڑا تھا۔ اسکے جسم کی کافی ہڈیاں ٹوٹی تھیں جو رفتہ رفتہ ٹھیک ہو رہی تھیں۔

اسے ایک مہینہ ہو گیا تھا اس ہا سپیٹل میں آئیے ہوئے وہ ایک بس ایک ہی بات بار بار دھراتا تھا۔

"میرے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں اندھا نہیں ہو سکتا۔ تم لوگ مذاق کر رہے ہو میرے ساتھ۔"

وہ پا گلوں کی طرح چلاتا تھا۔ آہستہ آہستہ اسکے جسمانی زخم مندل ہو رہے تھے لیکن اس اندر ہیرے نے اسکی روح میں زخم کیتے تھے۔ اندر ہیرا اسکی روح میں پنجے گاڑ کر بیٹھ چکا تھا۔

مسن مقدس باسط نہم آنکھیں لیتے اسے دیکھ رہی تھی۔

اسے آج بھی وہ رات یاد تھی جب وہ پیٹ بھرنے کیلئے جسم فروشی کرتی تھی اور ایک ایسی ہی رات میں وہ ملکی اور آرچے سے ملی تھی۔

ملکی نے اسے گاڑی کے اندر بھایا تھا لیکن آرچے نے اسے پیسے دے کر باہر نکال دیا تھا۔

وہ حیران رہ گئی می تھی۔ اور اس روز وہ بہت روئی می تھی اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ بھوکی مرجائیے گی لیکن یہ گناہ دوبارہ نہیں کرے گی۔

پھر اس نے کام کرنے کی بہت کوشش کی-- لوگوں کے گھروں میں جاتی تو وہاں کے مرد اسے حوس بھری نظروں سے تکتے تھے۔

لکنے ہی گھروں سے وہ بنا پیسے لیتے کام چھوڑ آئی می تھی کیونکہ وہ گناہوں کی دل دل میں مزید دھنسنا نہیں چاہتی تھی۔

اور ایک ایسے ہی دن وہ ڈاکٹر باسط احمد جو پاکستان میں مولانا کی خلیت سے جانا چاہتا تھا اسکے جلسے میں پہنچ گئی می تھی۔ اس نے ڈاکٹر سے سوال کیا تھا کہ اس پر اسکے بچوں پر خودکشی حلal ہو سکتی ہے--???

ڈاکٹر باسط اسکی بات سن کر کانپ اٹھے تھے اور پھر اسکے زندگی کے حالات جان کر انہوں نے مقدس سے ناصرف شادی کی تھی بلکہ اسکے بچوں کو بھی اپنایا تھا

اور مقدس اسے اپنی خوش بختی سمجھ رہی تھی زخمی حالت میں آر جے انہیں ملا تھا۔ لیکن اسکی حالت دیکھ کر دل بہت دکھتا تھا

دو مینے گزر چکے تھے۔ آر جے کے جسم کے گھاؤ کافی حد تک بھر چکے تھے۔ اب اسکے چلانے میں بھی کمی آگئی تھی۔

ڈاکٹر باسط نے اسے سمجھایا تھا کہ وہ جیسے ہی جسمانی طور پر مکمل ٹھیک ہو گا اسکی آنکھوں کو آپریشن کیا جائیے گا۔ وہ مکمل ٹھیک ہو جائیے گا۔ لیکن وہ خاموش رہا تھا۔۔۔

اب خاموشی نے اس پر غلبہ پالیا تھا۔ اسے پہلی بار محسوس ہوا تھا کہ کائی نات کسی ایسی ذات کے ہاتھ میں ہے جب تک وہ نہ چاہے کوئی یہ کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔ اسکا دل روتا تھا۔ آنکھوں سے آنسو نکلتے تھے لیکن وہ کس کو سناتا۔۔۔

جب اس سے اسکی فیملی کے متعلق پوچھا گیا تو وہ خاموش رہا تھا۔ اور اس نے کہہ دیا تھا کہ اسکا کوئی نہیں تھا۔۔۔

اسے حیرت ہوتی تھی کوئی اسکی تلاش میں نہیں نکلا تھا۔۔۔

سب اسے بھول گئیے تھے۔۔۔ وہ جن سے بات کرنے کا وقت بھی نہیں ہوتا تھا آر جے کے پاس آج ان سے دوری پر وہ ترڑپ رہا تھا۔۔۔

لیکن شاید وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔ یہ مکافات عمل تھا۔ اس نے حانم کو اندر ہیروں کی زندگی میں دھکیل دیا تھا۔۔۔ اور پھر اس سے اسکی بینائی چھین لی گئی تھی،
اس نے حانم کو سب سے دور کر دیا تھا اور آج وہ خود سب سے دور تھا

ڈاکٹر باسط اور مقدس اسے اپنے گھر لے آئیے تھے۔ آرچے کے ہونٹوں پر خاموشی کی مر لگ چکی تھی۔

اسے اس اندر ہیروی زندگی میں ہر طرف خدا کی ذات محسوس ہوتی تھی۔

وہ آرچے کتنا بھاگا تھا لیکن وہ ایک عام سی لمکنی کو نہیں ڈھونڈ پایا تھا۔۔۔

وہ آرچے جسے اپنے وجود پر گھمنڈ تھا آج وہ تاریکیوں کی نظر تھا۔۔۔

وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

المقدس نے اسے سب بتا دیا تھا کہ وہ کون تھی۔ وہ آرچے کو اپنا منہ بولا بھائی مانتی تھی۔۔۔

سب جاننے کے بعد بھی اسکے ہونٹوں سے ایک لفظ نہیں نکلا تھا۔

اس اندر ہیروے کی زندگی سے تو موت اچھی تھی وہ محسوس کرتا تھا۔

ڈاکٹر باسط نے خاص اسکی دیکھ بھال کیلیئے ملازم رکھے تھے جو اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جاتے تھے۔

وہ اتنا بے لبس اور لاچار ہو چکا تھا کہ اپنے ہاتھ سے پانی تک بھی نہیں لے کر پی سکتا تھا۔

ڈاکٹر باسط کے گھر میں زیادہ تر قرآن پاک کی تلاوت لگی ہوتی تھی یا پھر انکے جلسوں کی ریکارڈ
ویڈیو جو مقدس بہت اشتیاق سے سنتی تھی۔

"انسان چاہے جتنے مرضی گناہ کر لے۔۔ اسے اللہ نے آزاد چھوڑا ہوا ہے۔۔ لیکن جب اللہ رسی
کھینچتا ہے تو انسان ترپ بھی نہیں پاتا۔۔ خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو کلمہ گو مرتبے
ہیں۔۔ جنہیں اللہ معافی کا موقع دیتا ہے۔۔

آج بھی وقت ہے توبہ کرو۔۔ توبہ کرو۔۔ کہ جب میرا رب پکڑنے پر آتا ہے تو کچھ کام نہیں
آتا۔۔ بیشک میرے رب کی پکڑ بڑی زبردست ہے۔۔ !!"

جب جب آرجے انکی باتیں انکے بیانات سنتا تھا اسے خدا کی ذات کا احساس ہوتا تھا۔۔ اسے
محسوس ہوتا تھا کہ وہ کچھ نہیں تھا۔۔ اللہ ہی سب کچھ تھا ہے اور رہے گا۔۔
ڈاکٹر باسط کی آواز میں تاثیر تھی۔۔ وہ لوگوں کے دلوں کو پھیر دینے کی صلاحیت رکھتے تھے۔۔ شاید
اسی لیئے اللہ نے آرجے کی ذمہداری انہیں سوپی تھی۔۔

"میاں اب تو تم کافی حد تک ٹھیک ہو چکے ہو۔۔ چاہو تو بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھ سکتے
ہو۔۔"

اس رات ڈاکٹر باسط اسکے پاس تشریف لائیے تھے۔۔

انکی بات سن کر آرجے چونکا تھا۔ اس نے ڈاکٹر باسط کو نہیں دیکھا تھا۔ لیکن وہ کہہ سکتا تھا کہ وہ شخص دیکھنے میں بھی بہت بارعوب ہوگا۔

نماز کا لفظ سن کر اسے وہ وقت یاد آیا تھا جب نماز پر سوال اٹھانے پر اسے مولوی نے مارا تھا اور شیطان کہا تھا۔۔۔

اس روز وہ بچہ اپنی معصومیت کھو کر شیطان بن چکا تھا۔ جو اللہ کے وجود کا انکاری تھا۔ آج عرصے بعد اس سے کسی نے یہ سوال کیا تھا۔

”کیا ہوا خاموش کیوں ہو۔۔۔؟؟“
وہ پوچھ رہے تھے۔

”میں اللہ کی ذات کو نہیں مانتا۔۔۔“
آرجے کے لجے میں شکستگی تھی۔

”ملحد ہو۔۔۔؟؟“

وہ محبت سے پوچھ رہے تھے۔ آرجے انکے لجے پر حیران ہوا تھا۔ اسے لگا تھا جب ڈاکٹر باسط کو یہ پتا چلے گا کہ وہ ایک ملحد تھا تو وہ اسے گھر سے نکال کر باہر پھینک دے گا۔۔۔

Classic Urdu Material

"چلو اچھی بات ہے---"

وہ سن کر مسکرائیے تھے۔

انکی بات سن کر آرجے کو جھٹکا لگا تھا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔؟"

وہ حیرانی سے پوچھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہوں۔۔۔ بلکہ مبارک ہو میاں تمہارے کہ تم ایک ملحد ہو۔۔۔ تم کافر یا مشرک نہیں ہو۔۔۔!"

آرجے اب بھی انکی بات نہیں سمجھا تھا۔ ایک مولانا ایک ملحد کو اسکے ملحد پر مبارکباد دے رہا تھا۔ وہ حیران نا ہوتا تو کیا کرتا۔

"کافر اور مشرک لوگ کلمے سے انکاری ہوتے ہیں۔۔۔ وہ ایک اللہ پر یقین نہیں رکھتے۔۔۔ جبکہ مسلمان کلمہ گو ہوتے ہیں جبکہ ملحد انجانے میں کلمہ کے پہلے حصے پر خود ہی پورا اترتے۔۔۔ وہ خود ہی اعتراف کرتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر باسط کہہ رہے تھے جبکہ آرجے کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"ملحد کہتا ہے" There is No God کہ کوئی یہ خدا نہیں، اور کلمے کا پہلا حصہ بھی یہی ہے کہ "لا الہ" یعنی نہیں کوئی یہی معبد۔۔۔

میاں پہلے حصے کی گواہی تم خود دے رہے ہو۔۔ بس "الا اللہ" تک پہنچنا ہے "یعنی اللہ کے سوا۔۔"

وہ خوبصورتی سے بیان کر رہے تھے جبکہ آرجے تو انکی بات سن کر دنگ رہ گیا تھا۔



ملحد کہتا ہے "There is No God" کہ کوئی یہ خدا نہیں، اور کلمے کا پہلا حصہ بھی یہی ہے کہ "لا الہ" یعنی نہیں کوئی یہ معبود۔۔ میاں پہلے حصے کی گواہی تم خود دے رہے ہو۔۔ بس "الا اللہ" تک پہنچنا ہے "یعنی اللہ کے سوا۔۔"

وہ خوبصورتی سے بیان کر رہے تھے جبکہ آرجے تو انکی بات سن کر دنگ رہ گیا تھا۔

اسکے ملحد ہونے پر اسے دھنکارا گیا تھا۔۔ نفرت کی گئی یہی۔ یہ کون تھا جو اس سے محبت کر رہا تھا۔۔

آج تک کسی نے اس سے اسکے ملحد ہونے کی وجہ نہیں پوچھی تھی۔ بس دھنکارا گیا تھا۔ آج کسی نے اسکے ملحد ہونے پر اسے مبارک کہا گیا تھا۔۔

"آپ کون ہیں ____ ؟؟"
آرجے پوچھنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"اللہ کا بندہ ہوں، جیسے تم اللہ کے بندے ہو۔۔"

انہوں نے نرمی سے جواب دیا تھا۔

"لیکن اللہ آپ سے محبت کرتا ہے۔۔ مجھ سے نہیں۔۔"

آرہے کے لجے میں دکھ کی آمیزش تھی۔

"کس نے کہا وہ محبت نہیں کرتا تم سے۔۔؟؟۔۔"

وہ اب پوچھ رہا تھا۔

"اگر وہ مجھ سے محبت کرتا تو مجھے اندر ہیروں میں نہیں دھکیلتا۔۔"

"وہ اگر تم محبت ناکرتا ہوتا تو تمہیں بنا کلمہ پڑھے، بنا توبہ کیتے موت کے حوالے کر دیتا۔۔ اس نے تمہیں دوسری زندگی دی، تمہیں اپنا آپ بدلنے کا موقع دیا۔۔ اس سے زیادہ محبت کون کرتا ہے کسی سے۔۔؟؟ تم اسکے انکاری ہوں میاں!! لیکن وہ رب ہے، وہ اپنے بندوں کو اچھے سے جانتا ہے۔۔ اس نے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے۔۔ اور یقیناً انعام بہت بڑا رکھا ہوگا۔۔!!

کہتے ہیں نیک لوگ پھولوں کی طرح ہوتے ہیں جو بھی انکے قریب ہوتا ہے وہ اسے خوشبوؤں سے معطر کر دیتے ہیں۔۔

انسان کی صحبت سے اسکی پہچان ہوتی ہے۔۔ اس لیتے نیک لوگوں میں بیٹھنے کا کہا گیا ہے، اور نیک لوگوں کا اثر کبھی ناکبھی ہو ہی جاتا ہے۔

آرجے دل بدل رہا تھا۔۔ ڈاکٹر صاحب کی اللہ سے محبت دیکھ کر اسے ابھی اس ذات سے محبت ہو رہی تھی۔۔

واقعی وہ رحیم تھا۔۔ اس نے آرجے کے جسم کا کوئی حصہ مفلوج نہیں کیا تھا۔۔
وہ جسمانی طور پر مکمل تھا۔۔ بس اس سے بینائی چھین کر آزمایا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

"اور کہتے ہیں جب کچھ نہیں نظر آتا تب اللہ نظر آتا ہے" _____
اور آرجے کو ہر جگہ اللہ نظر آنے لگا تھا _____ !! !

کہتے ہیں جب انسان کی خواہشات، اسکے ارادے اور اسکا بھرم ٹوٹتا ہے تو انسان اللہ کی پہچان کرتا ہے _____

چار میئنے گزر گئی سے تھے۔

آرجے کی آنکھوں کا آپریشن ہوا تھا۔ آج اسکی آنکھوں سے پئی اتری تھی۔ اور اسکا دل کٹ کر رہ گیا تھا جب وہ کچھ دیکھ نہیں پایا تھا _____

اس نے اندر ہیرے کی زندگی میں روشنی کی شدید خواہش کی تھی، جانے کیا کیا سوچا تھا، لیکن روشنی نہیں بلکہ ایک بار پھر اندر ہیرا ہی اسکا منتظر ٹھہرا تھا۔

غم اتنا بڑا تھا کہ ایک آنسو اسکی آنکھ سے ٹپکا اور گال پر پھسلتا چلا گیا تھا _____

Classic Urdu Material

"اللہ کی ذات سے مایوس نہیں ہوتے، یقیناً اس میں بھی اللہ کی ہی کوئی می بہتری ہوگی اس پر
بھروسہ رکھو وہ سب ٹھیک کرے گا" _____
ڈاکٹر باسط نے اسکا آنسو پونچھا تھا۔

"شاید میری تقدیر میں ہی انہیرا لکھ دیا گیا ہے--!!"
آرجے بولا تو اسکی لمحے میں تڑپ واذیت تھی۔
وہ قسمت پر یقین نہ رکھنے والا شخص آج تقدیر کی بات کر رہا تھا

"جانتے ہوں میاں قسمت اور تقدیر کیا ہے---؟؟"
ڈاکٹر باسط پوچھ رہے تھے۔

"یہی کہ میں اپنی باقی زندگی انہیروں میں گزاروں گا اور کبھی اپنے من پسند لوگوں کو نہیں دیکھ
پاؤں گا--!!"

اس وقت حانم اسے شدت سے یاد آئی می تھی۔
اس نے خواہش کی تھی کہ جب اسکی پٹی اترے گی اور وہ دیکھ پائیے گا تو کاش اس وقت
حانم اسکے سامنے ہو اور وہ اسے دیکھے--
لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔

"بالکل نہیں۔۔ چلو آج میں تمہیں قسمت کا کھیل سناتا ہوں۔۔
ڈاکٹر باسط نے نرم لبجے میں کہا تھا۔

"جب اللہ کسی انسان کو دنیا میں بھیجنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ سب جانتا ہے کہ یہ انسان نیک ہو گا یا بد ہو گا۔۔

کچھ چیزیں انسان کی زندگی میں Fix ہوتی ہیں جیسے انسان کا پیدا ہونا اور اسکا مرنا وغیرہ جنہیں اللہ فکس لکھتا ہے اور جنہیں کوئی می نہیں بدل سکتا۔۔
اور رہی بات باقی چیزوں کی تو سنو۔۔

اللہ تعالیٰ کے پاس "علم الغیب" ہے۔۔ جانتے ہو علم الغیب کسے کہتے ہیں ۔۔۔۔۔
اس چیز کا علم رکھنا کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے۔۔۔۔۔

قسمت یہ نہیں ہے کہ اللہ نے لکھا تھا اس لیتے تمہارا ایکسیڈیٹینٹ ہوا۔۔
قسمت یہ نہیں کہ اللہ نے لکھا تھا کہ تم ایک ملحد بنو گے اس لیتے تم ملحد ہو

اللہ تعالیٰ غیب کا علم رکھتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ جس انسان کو وہ دنیا میں بھیج رہا ہے وہ دنیا میں جا کر کیا کرے گا۔۔ چونکہ اللہ کو پہلے سے علم ہوتا کہ یہ انسان نیک بنے گا۔ اس لیتے اسے نیک لکھا جاتا ہے۔۔

ناکہ قسمت یہ کہ اللہ نے اس انسان کو نیک لکھا اس لیتے وہ نیک بنا۔۔ ہرگز نہیں

اللہ پاک نے انسان کو Free Will دیا ہے، اسے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دی ہے، اور گناہ اور نیک اعمال کرنے کی صلاحیت دی ہے۔

چونکہ اللہ پہلے سے جانتا ہے کہ ایک انسان دو راستوں میں سے غلط راستہ چنے گا---
وہ ایک طرح سے سکرین پر فلم کی طرح انسان کو دنیا میں بھیجنے سے پہلے جو وہ کرے گا سب دیکھ رہا ہوتا ہے--

اور جو انسان کرتا ہے اللہ وہی لکھتا ہے _____

اگر ایک میجر دو پائی لٹس جنوں نے نیا نیا جہاز اڑانا سیکھا ہو، ان میں سے ایک پائی لٹ کو کہے کہ یہ بہت اچھا جہاز اڑائیے گا جبکہ دوسرے کو کہے کہ اسکا جہاز گر جائیے گا--
اور جب واقعی وہ دونوں جہاز اڑائیں اور پہلے والا اچھی اڑان بھرے جبکہ دوسرے والے کا جہاز کریش ہو جائیے وہ مر جائیے تو کوئی یہ بھی اسکے جہاز کے کریش ہونے کا الزام میجر پر نہیں لگا سکتا--

میجر نے صرف پیشین گوئی یہی کی تھی کیونکہ اس نے دوسرے پائی لٹ کو دوران ٹریننگ جہاز پر کم توجہ دیتے دیکھا تھا۔

کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میجر نے کہا تھا اس لیتے اسکا جہاز کریش ہوا-- بالکل نہیں

ڈاکٹر باسط نے ایک گھر سانس لیا تھا۔ آرجے غور سے انہیں سن رہا تھا۔

"تو میاں اللہ کو پتا ہوتا کہ اس انسان نے دنیا میں جانے کے بعد توحید سے انکار کرنا ہے، تو اللہ اسے کافر لکھتا ہے--"

لیکن وہ اس انسان کو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دیتا ہے۔

جو لوگ کافر سے مسلمان ہوتے ہیں یہ بھی اللہ کو پہلے سے علم ہوتا ہے اس لیئے اللہ لکھتا ہے کہ یہ ایک وقت پر مسلمان ہوگا۔۔۔ کیونکہ اللہ کو پتا ہوتا ہے کہ یہ انسان ایک وقت میں میری کھوج کرے گا اور پھر ایمان لے آئے گا۔۔۔ اس لیئے اللہ اسکی تقدیر میں مسلمان ہونا لکھتا ہے،

نہ یہ کہ اللہ نے اسکی تقدیر میں مسلمان ہونا لکھا اس لیئے وہ ہو گیا۔۔۔

اللہ یہ بھی جانتا ہے کہ کس انسان پر کونسی مشکل آئیے گی۔۔۔ اور پھر وہ انسان دعا مانگے گا۔۔۔ پونکہ اللہ کو پہلے سے پتا ہوتا ہے کہ یہ انسان دعا مانگے گا تو اللہ لکھ دیتا ہے کہ یہ ایک وقت پر مصیبت کے ٹل جانے کی دعا مانگے گا لحاظہ اس انسان پر سے اس مصیبت کو ٹال دیا جائیے گا۔۔۔

اسکو کہتے ہیں دعا سے تقدیر بدلتا۔۔۔

دراصل تقدیر بدلتی نہیں جاتی بلکہ پہلے سے لکھا ہوتا ہے کہ ایک وقت پر انسان دعا کرے گا۔۔۔ جسکا اللہ کو پہلے سے علم ہوتا ہے اس لیئے اللہ وہ مصیبت ٹال دیتا ہے،

سب کچھ پہلے سے لکھا جا چکا ہے--- لیکن اللہ نے سب کچھ پہلے سے دیکھنے کے بعد لکھا ہے،
کیونکہ اللہ علم الغیب رکھتا ہے

وہ ہر انسان کی فطرت کو اپنے سے جانتا ہے، وہ سیاہ رات میں سیاہ پتھر پر چلنے والی سیاہ کیڑی
کی حرکت کو بھی پہچان لیتا ہے، تو کیا وہ دلوں کے راز سے واقف نہیں ہوگا _____؟؟
کیا وہ اپنے پیدا کردہ انسان کی فطرت سے لا عالم رہ سکتا ہے---؟؟
نہیں ہرگز نہیں _____

یہ اب تمہارے ہاتھ میں میاں کہ تم اللہ کے وجود کا اقرار کرو گے یا انکار---؟ کیونکہ اس نے
تمہیں ہر طرح کی چھوٹ دے رکھی ہے، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت---
غور کرنے والی عقل _____

ان سب کے باوجود تم کیا پیناتے ہو یہ تمہارے ہاتھ میں اللہ نے تمہیں مجبور نہیں کیا

یہ بات میں نہیں جانتا لیکن اللہ جانتا ہے کہ تم اللہ کے وجود کا اب انکار کرو گے یا اقرار--- اور
اسی لحاظ نے اس نے تمہاری تقدیر میں تمہارے مسلمان یا ملحد ہونے کا لکھا رکھا ہے

اگر تم توبہ کرو گے تو یہ مت سمجھنا کہ اللہ نے لکھا کہ میں توبہ کروں گا تو اس لیتے بنا کچھ سوچے
سمجھے توبہ کر رہا ہوں _____

بلکہ اللہ پہلے سے جانتا ہے کہ تم توبہ کرو گے یا نہیں--- اگر کرو گے تو اس نے لکھا ہے کہ یہ
شخص توبہ کرے گا،

اور اگر نہیں کرو گے تو یہ بھی لکھا اللہ نے کہ یہ انسان سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کے باوجود توبہ
نہیں کرے گا

لوگ اپنی نا سمجھی کا بوجھ تقدیر پر ڈال کر بری الذمہ ہو جاتے ہیں --

جبکہ وہ جانتے ہی نہیں کہ انہوں نے ایسا ہی کرنا تھا یہ اللہ پہلے سے جانتا تھا اس لیتے اللہ پاک
نے ایسا لکھا

"تم پر اللہ کا خاص کرم ہے -- مجھے پتا ہے کہ تم ضرور اسکی ذات کے متعلق سوچو گے -- تم
حالات و واقعات کو سمجھو گے -- اور پھر اگر تمہارے ہدایت کی طلب ہوگی -- اور تم ہدایت
چاہتے ہو تو اپنے دل سے پوچھو -- اگر ایسا ہے
تو یقیناً اللہ لکھ چکا ہے کہ اس شخص کو ہدایت کی طلب ہوگی -- اور اسے ہدایت دی جائیے
گی !!

ڈاکٹر باسط تو جاچکے تھے لیکن آرجے کو ایک نیارخ دھاگئی سے تھے۔
گھر سے اندر ہیرے میں اسے روشنی کی ایک کرن نظر آئی تھی۔

"کاش -- کاش آرجے نہ مرتا -- کتنا اچھا ہوتا کہ وہ زندہ رہتا -- اور مرجان کیلیتے کام
کرتا !!

یہ رحمن اسٹوڈیو تھا جہاں مسٹر رحمن پچھلے چار مہینوں سے روزانہ ایک ہی بات دہراتے تھے۔ انہیں آرجے کی موت کا گمرا صدمہ پہنچا تھا۔ ابھی تو انہیں نے آرجے کی آواز میں وہ جادو محسوس کیا تھا جسکی انہیں تلاش تھی، اور اس سے پہلے کہ وہ اس جادو کو قید کر سکتے وہ شخص ہی مر گیا تھا۔

کتنے ہی لوگ تھے جو مسٹر رحمن کی طرح آرجے کی موت کا غم منار ہے تھے۔ جبکہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو کہ رہے تھے کہ

"ایسے لوگوں کو ایسی ہی بھیانک موت ملتی ہے، اور پھر ایسے گھنگار، کافر لوگ ساری عمر جہنم میں سڑتے ہیں۔"

بنا اپنے اعمال کا جائی زہ لیتے ہر شخص اسکی ذات پر تبصرہ کر رہا تھا۔

اور ایک آرجے تھا جو اندھیروں میں روشنی کو تلاش کر رہا تھا۔
بنا یہ جانے کہ لوگ اسکے متعلق کیسی کیسی باتیں بنارہے تھے۔
جانے لوگ اپنا تجزیہ کیوں نہیں کرتے۔

جب دل تمہارا اپنا ہو
پر باتیں ساری اسکی ہوں
جب سانسیں تمہاری اپنی ہوں

Classic Urdu Material

اور خوشبو آتی اسکی ہو
جب حد درجہ مصروف ہو تم

وہ یاد اچانک آئے تو
جب آنکھیں نیند سے بوجھل ہوں

تم پاس اسے ہی پاؤ تو
پھر خود کو دھوکہ مت دینا

اور اس سے جا کے کہ دینا
اس دل کو محبت ہے

تم سے —

اس دل کو محبت ہے
تم سے — !!

وہ آنکھیں بند کیئے صوف سے ٹیک لگائیے بیٹھا تھا۔

چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہست پھیلی تھی۔ یقیناً تصور میں وہ کسی کو اپنے بہت قرب
محسوس کر رہا تھا —

”کیا سوچ رہے ہو روحان، کس کے خیالوں میں گم ہو۔۔۔؟؟؟“
اچانک مقدس نے اسے پکارہ تھا۔ وہ کب سے اسکے سامنے بیٹھی اسے خیالوں میں مگن دیکھ رہی
تھی۔

وہ ایک دم سیدھا ہوا تھا۔

"اے مقدس آپ کب آئیں۔۔؟"

آرچے کی کوئی بڑی بہن نہیں تھی۔ جب مقدس نے اسے اپنا منہ بولا بھائی کہا تھا۔ تب سے آرچے کے دل میں اسکے لیئے جگہ بڑھ گئی تھی۔ وہ اسے آپی کہتا تھا اور اسے یہ اب محسوس ہوا تھا کہ رشتے کتنے خوبصورت ہوتے ہیں۔۔

مذکور اسے بھائی بھائی کہتی تھی وہ اکثر اسکا دماغ خراب کر کے رکھتی تھی لیکن اب تو مہینے گزر گئے تھے کسی اپنے کی آواز سے۔۔

اسے اب احساس ہوا تھا کہ اپنے اپنے ہی ہوتے ہیں

اب کوئی فون کر کے اسے ڈالنے والا نہیں تھا، کوئی اسے گدھا کرنے والا نہیں تھا۔
ہمارا المیہ ہے جب تک ہم سے نعمتیں چھن نہیں جاتی ہمیں انکی قدر نہیں ہوتی۔۔

"سب آئی جب تم کسی کو محسوس کر کے مسکرا رہے تھے !!

مقدس نے شرارت سے کہا تھا۔

آرچے پھیکی سی ہنسی ہنس دیا تھا۔

"دعا کریں میری بینائی لوت آئیے۔۔ بہت کچھ دیکھنے کی شدت سے خواہش پیدا ہو چکی
ہے۔۔!!

وہ جانے کس جذبے کے تحت کہہ رہا تھا۔

"ان شاء اللہ سب ٹھیک ہوگا۔۔!!"

مقدس نے پورے یقین سے کہا تھا۔

آرجے حیران ہوتا تھا وہ دونوں میاں بیوی نہ تو اس پر غصہ کرتے تھے اور نہ نفرت کرتے تھے۔۔

بے لوس محبت کرتے تھے۔۔ اسے احساس ہو رہا تھا۔۔ خدا کی بنائی گئی کائنات میں اچھائی اپنے پورے وجود کے ساتھ موجود تھی۔۔

آج صبح سے ہی موسم کافی خشکوار تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں روح کو معطر کر رہی تھیں۔ گرمی کا موسم رخصت ہونے کو تھا۔

نو ستمبر کا دن تھا۔۔ آرجے کو اچھی طرح یاد تھا یہ حanim کا جنم دن تھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ خوش ہوئی سے یاروئی سے۔۔ آج ڈاکٹر باسط بھی گھر پر ہی تھے۔ وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکال لائیے تھے۔ اب انکا رخ لان کی طرف تھا۔

وہ آرجے کو کمرے میں بند رہنے سے منع کرتے تھے۔

Classic Urdu Material

"یہاں نیچے بیٹھو نرم گھاس پر۔۔ دیکھنا نیچے بیٹھنا کتنا سکون دیتا ہے۔۔

انسان کو اپنی عاجز ہونے کا احساس ہوتا ہے۔۔!!

وہ لان میں رکھی کرسیوں کو چھوڑ کر صاف، ستری نرم و ملائیم گھاس پر بیٹھ چکے تھے۔

"بہت بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب۔۔ آپ سے رشتہ کیا ہے میں نہیں جانتا۔۔ لیکن آپکو سننا اچھا لگتا ہے۔۔!!

شاید موسم کا اثر تھا یا خوبصورت دن کا۔۔ آرجے خوشلی سے کہہ رہا تھا۔

"چلو میاں آج اس خوبصورت موسم میں تمہیں سب سے خوبصورت کلمات سناتا ہوں۔۔ اپنی سب سے من پسند سوت۔۔ کیا سننا چاہو گے ترجمہ کے ساتھ میری پسندیدہ ترین آیات کو۔۔؟؟"

وہ پوچھ رہے تھے۔

"جی ضرور۔۔"

آرجے نے اثبات میں سر ہلایا تھا

ڈاکٹر باسط حافظ قرآن تھے اور اس وقت باوضو تھے۔

امہوں نے خوبصورتی سے پڑھنا شروع کیا تھا۔

"بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ، شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہلیت رحم کرنے والا ہے !!

آرجے کے ذہن میں ایک جھماکہ ہوا تھا۔۔ اسے وہ محلہ کی مسجد یاد آگئی تھی جس میں بچے زور زور سے سر ہلا کر پڑھتے نظر آرہے تھے۔
وہ خود بھی انہیں بچوں میں شامل تھا۔

"جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکا اللہ نے انکے اعمال باطل کر دیئے--"

سورہ محمد، آیت نمبر ۱
یہ سورہ محمد تھی۔۔ ڈاکٹر باسط کی پسندیدہ ترین سورت تھی۔

"جو لوگ ایمان لائیے نیک عمل کرتے رہے اور جو کتاب مُحَمَّد ﷺ پر نازل ہوئی می اسے مانتے رہے جو کہ انکے رب کی طرف سے برحق ہے۔ انکے گناہ دور کر دیئے گئے اور انکی حالت سنوار دی گئی می۔۔"

آیت ۲

آرجے کو اپنے جسم پر رونگھٹے کھڑے ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔ اسے ایک عجیب سا۔۔ جانا پہچانا احساس ہو رہا تھا

"اور جو لوگ کافر ہیں انکے لیتے آخر کار ہلاکت ہے اور وہ انکے اعمال کو برباد کر دے گا"

آیت ۸

آرجے کو اپنے جسم میں خوف کی ایک لمبڑی محسوس ہوئی تھی۔

"یہ اس لیتے کہ اللہ نے جو کتاب نازل فرمائی انہوں نے اسکو ناپسند کیا تو اللہ نے انکے اعمال اکارت کر دیئی رے--" آیت ۹

آرجے کو یاد تھا وہ قرآن پاک میں اکثر سائی نسیفک غلطیاں نکالا کرتا تھا۔ کسی نے اسکو سمجھایا نہیں تھا۔ بیشک اس نے وہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا تھا لیکن اسے اپنا دل پھٹتا محسوس ہوا تھا۔

ڈاکٹر باسط کی آواز بہت خوبصورت تھی اور وہ ایک لہہ میں پڑھ رہے تھے۔

"(اے مناقو) تم سے عجب نہیں اگر تمہیں اختیار مل جائیے تو معاشرے میں فساد پیدا کر دو اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہی توڑ ڈالو۔" آیت ۲۳

اسے یاد آیا تھا جب وہ امریکہ گیا تھا۔ وہاں پر غصہ ہونے کی صورت میں جھگڑا کیا تھا، لڑکوں کو مارا پیٹا تھا اور پھر اپنے نھیاں کو چھوڑ کر ان سے تعلق توڑ کر واپس آگیا تھا۔

"اور یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور انکو بہرا اور انکی آنکھوں کو اندھا کر رکھا

ہے--"

آیت ۲۳

آرجے کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئیے تھے۔ اسے اپنے دل پر اپنی روح پر آری کے کاٹنے سے پیدا ہونے والی تکلیف کا احساس ہو رہا تھا۔

"اور جو لوگ کافر ہوئیے اور اللہ کے راستے سے روکتے رہے اور پھر کافر ہی مرگئیے اللہ انکو ہرگز نہیں بخشنے گا۔" آیت ۴

اب آرجے کی باقاعدہ ہچکی بندگئی تھی۔

"اللہ

بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا تھا۔

وہ زمین پر بیٹھا تھا اور یہ آیت سننے کے بعد وہ سجدے میں گر گیا تھا۔

اس نے اپنے کافرنہ ہونے پر سجدہ شکر ادا کیا تھا۔ اس نے کبھی دوسروں کو اللہ کے راستے سے نہیں روکا تھا۔

اس نے شکر کیا تھا کہ اللہ نے اسے ملحد مرنے سے بچایا تھا اسے ایک اور موقع دیا تھا۔

(کافر وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کا انکار کرتے ہیں باقی بتوں اور دوسری چیزوں کو خدا مانتے ہیں مشرک لوگ اللہ کی ذات میں شرک کرتے ہیں وہ ایک خدا پر یقین نہیں رکھتے جیسے عیسائی جو حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور اسے بھی خدا کہتے ہیں۔

جبکہ ملحد وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کائی نات اپنے آپ ہی بنی ہے دنیا میں کوئی ی خدا نہیں

جبکہ کچھ ملحد اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ کائی نات کو کوئی ی سپر نیچرل پاور کنٹرول کر رہی ہے۔ لیکن نا تو وہ اس پاور کو اللہ کا نام دیتے ہیں اور نا بگھوان کا۔ وہ اپنے طریقے سے جیتے ہیں)

"اور تم ہمت مت ہارو اور اسلام کی دعوت دیتے رہو۔ آخر کار تم غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے وہ ہرگز تمہارے ان اعمال کو بلا نتیجہ نہیں چھوڑے گا" آیت ۳۵

ڈاکٹر باسط خاموش ہو گئیے تھے۔ وہ خود بھی رو رہے تھے۔ انہوں نے آرجے کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"مبارک ہو میاں تم لا الہ (نہیں کوئی ی معبد) سے الا اللہ (سوائی سے اللہ کے) تک کا سفر کرنے میں کامیاب رہے ہو _____"

وہ سرشار سے کہہ رہے تھے۔ آرجے سجدے سے اٹھ کر انکے گلے لگ گیا تھا۔ آج اس خوبصورت موسم میں جب ہوابیں بھی سلام کرتے ہوئے گزری تھیں۔ اس نے کلمہ توحید پڑھا تھا۔ اس نے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو دل و جان سے قبول کیا تھا۔ وہ اسلام کی طرف Revert ہو گیا تھا۔

"آر جے مر گیا۔۔ ختم ہو گیا وہ شخص جو خدا کے وجود سے انکاری تھا۔۔ روحان جبیل زندہ ہو گیا ہے۔۔ اور تمہیں پتا ہے روحان جب ایک انسان دائی رہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اسکے پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے، اسکی براہیوں کو نیک اعمال میں بدل دیا جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔۔ جیسے ابھی جنم لیا ہو۔۔ اور اسی لیئے تم آج سے روحان ہو۔۔ روحان جبیل۔۔ روحوں جیسا پاک صاف ___ !!
ڈاکٹر باسط اسکی پچھلی زندگی سے اچھی طرح واقف تھے۔
اور انکے ان الفاظ نے روحان کو روح تک سرشار کر دیا تھا۔۔ وہ مسکرا دیا تھا۔۔ اس نے اپنی روح کو بہت ہی ہلکا پچھلکا محسوس کیا تھا۔۔۔
اور عائی شہ جبیل نے اپنے متواتر مرادوں سے مانگے گئیے بیٹے کا نام روحان کیوں رکھا تھا۔۔

یہ راز آج کھلا تھا ___ اسے ہدایت دی گئی تھی
اور بیشک ہدایت اسے ملتی ہے جسے طلب ہو۔۔ اور اللہ ہر انسان کی طلب سے خوب واقف
ہے ___ !!

سات مہینے گزر چکے تھے۔۔ اکتوبر کا مہینہ تھا۔۔ رات کے وقت ہوا میں خنکی بڑھنے لگی تھی۔۔
اسے حشام یاد آیا تھا۔۔ اور اسکے ساتھ ہی حانم بھی۔۔

اسے یاد تھا جب وہ حانم کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پا گل ہو گیا تھا اور اس روز بخار کی حالت میں تپ رہا تھا تو حشام نے اس سے کچھ کہا تھا۔۔

جسے وہ سمجھا نہیں تھا لیکن آج اسے سمجھ آگئی تھی۔

"تمہیں پتا ہے آرجے تم نے کتنا بڑا گناہ کیا ہے۔۔ مجھے ڈر ہے اس گناہ اور ظلم کی زد میں کہیں ہمارا پورا خاندان نہ آجائی۔۔"

"ایسا کیا کر دیا میں نے۔۔؟؟؟"

وہ نقاہت کی وجہ سے مشکل سے بول پایا تھا۔

"تمہیں پتا ہے اس معصوم لڑکی کا نام ام حانم تھا۔۔ پتا ہے حانم کا مطلب کیا ہے۔۔ حانم کا مطلب عورت ہے۔۔ یعنی مقدس چیز۔۔ جسے اللہ نے آدم کی پسلی سے بنایا ہے تاکہ فرشتوں کو بھی اسکا علم نہ ہو۔۔ اور تم نے ایک عورت کے تقدس کو پامال کرنے کی کوشش کی

تمہیں ایک راز دیا گیا۔۔ جو تمہیں انجانے میں معلوم ہوا۔۔ تم نے اس راز کو اجاگر کرنے کی کوشش کی جسے اللہ نے خود چھپایا ہوا تھا۔۔ تم اسے دنیا کو بتانا چاہتے تھے۔۔ بیشک عزت و ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ نے اسکا پردہ بھی رکھ لیا لیکن تم۔۔
تم نہیں سمجھ سکے۔۔

معافی مانگو اس دن سے جب اسکا بدله ہم سے لیا جائیے گا۔۔ معافی مانگو آرجے ۔۔!!

حشام کی بات سن کر اسے غصہ آیا تھا۔ وہ بار بار اسے اسکی غلطی یاد کروادیتا تھا۔ اسے کوفت ہوئی می تھی۔۔ وہ فون بند کر چکا تھا۔

لیکن آج اسے شدت سے یہ الفاظ یاد آئیے تھے۔ آج وہ واقعی ڈر گیا تھا۔۔
حامنم کو دیکھنے اور ڈھونڈ کر اس سے معافی مانگنے کی طلب بڑھ گئی تھی۔۔ اسے یاد آیا تھا
اسکی ایک رضائی می بہن تھی۔۔

مذکورہ۔۔ جو شادی شدہ تھی۔۔ لیکن پھر بھی اسے خوف محسوس ہوا تھا۔۔
اور اس نے صدق دل سے حامنم کے مل جانے کی دعا کی تھی۔ تاکہ اس سے معافی مانگ سکے۔

روحان اور ڈاکٹر باسط لندن آئیے تھے۔ روحان کا دوبارہ آپریشن ہونا تھا آنکھوں کا۔۔
ڈاکٹر باسط نے اسے کہا تھا کہ وہ چاہے تو اپنے گھر والوں کو خبر کر دے۔۔ ان سے مل لے۔۔
لیکن آرچے اس حالت میں ان سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔۔
اس نے ابھی ملنے سے انکار کر دیا تھا۔۔

اور یوں ڈاکٹر باسط اسے اکیلے کو ہی لندن لے آئیے تھے۔

"مجھے کچھ دیر لان میں بھا دیں میں ٹھنڈی ہوا میں سانس لینا چاہتا ہوں تب تک آپ ڈاکٹر
سے روپرٹس کے متعلق بات کر لیں۔۔!!"

آرجے کی بات سن کر ڈاکٹر باسط اسے لان میں رکھے پتھر کے بینچ پر بھٹا کر خود ہا سپیٹل کے اندر چلے گئیے تھے۔

وہ لوگوں کی آوازیں سن سکتا تھا۔۔ محسوس کر سکتا تھا لیکن دیکھ نہیں سکتا۔۔
وہ اندر سے ہی نہیں باہر سے بھی بدل چکا تھا۔۔

"تم احسن کو لے کر اندر جاؤ میں ذرا فون سن کر آتا ہوں۔۔"

اس نے اپنے ایک دوست کو کہا تھا جو دوسرے دوست یعنی احسن کو لے کر اندر کی جانب چلا گیا تھا۔ یہ حشام تھا جو لندن اپنے دوستوں کے ساتھ ٹور پر آیا تھا۔

احسن کی طبیعت خراب تھی۔۔ اسکی آنکھیں کچھ دنوں سے سو جھن کا شکار تھیں۔ وہ اسی کے چیک اپ کیلیئے آئے تھے۔

حشام جیسے ہی فون کال ریسیو کر کے لان میں داخل ہوا تھا۔۔ سامنے پتھر کے بینچ پر بیٹھے وجود کو دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا۔ وہ آرجے تھا۔۔
اسکا سب کچھ۔۔

وہ کتنی ہی دیر بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا تھا۔
پتھر جیسے سکتہ ٹوٹا تھا۔

"آرجے —

وہ خوشی سے چلاتا اسکی طرف بڑھا تھا۔

Classic Urdu Material



حشام جیسے ہی فون کال ریسیو کر کے لان میں داخل ہوا تھا۔۔ سامنے پتھر کے بینچ پر بیٹھے وجود کو دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا۔ وہ آرجے تھا۔۔

اسکا سب کچھ۔۔

وہ کتنی ہی دیر بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا تھا۔
پھر جیسے سکتے لੁٹا تھا۔

"آرجے —

وہ خوشی سے چلاتا اسکی طرف بڑھا تھا۔

"آرجے یہ تم ہی ہونا۔۔؟"

حشام اسے چھو کر دیکھ رہا تھا۔ حشام کی آواز سن کر روحان کی روح فنا ہوئی تھی۔ وہ بھی اپنے گھر والوں سے ملنا چاہتا تھا لیکن اس حالت میں نہیں —

"شامو کا کا۔۔"

اسکے لب پھر پھرائیے تھے۔ وہ بے دھیانی میں ہاتھ مار رہا تھا۔

"آرجے تم زندہ ہو۔۔ میں جانتا تھا تم زندہ ہو۔۔"

حشام نے اسے گلے لگایا۔

Classic Urdu Material

وہ جسکے مرنے کی خبر سن کر سید حبیلی کے لوگ پچھلے کئی مہینوں سے رو رہے تھے اسے سامنے اور زندہ دیکھ کر حشام کی حالت غیر ہو چکی تھی۔

وہ اتنا خوش تھا کہ اپنی اس خوشی میں روحان کا عجیب طرح کا انداز نوٹ ہی نہیں کر پایا تھا۔

"روحان بیٹا چلیں" _____

اچانک ڈاکٹر باسط کی آواز ابھری تھی۔

"ڈاکٹر یہ حشام ہے۔۔ میرا بھائی ہی"۔۔"

روحان کی آواز کانپ رہی تھی۔ حشام نے چونک کر ڈاکٹر باسط کو دیکھا تھا۔

"اور شامو کا کا یہ ڈاکٹر باسط ہی۔۔ میرے رہنمای میرے محسن۔۔ انکی وجہ سے آج میں زندہ ہوں"!!

روحان کی بات سن کر حشام ڈاکٹر باسط کی طرف بڑھا تھا۔

"بہت بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب۔۔ آپ نے سید حبیلی جان بچائی ہے۔۔"
حشام ڈاکٹر باسط کے گلے لگے انکا شکریہ ادا کر رہا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔ جسے اللہ بچائیے اسے کوئی مار نہیں سکتا۔۔"

ڈاکٹر باسط نے نرمی سے کہا تھا اور پھر روحان کی طرف دیکھا جسکے پھرے پر الگ ہی چمک تھی۔

روحان بینج کے ساتھ رکھی Stick اٹھا کر کھڑا ہوا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر حشام کو اپنی روح فنا ہوتے محسوس ہوئی تھی۔ اسکے پھرے کارنگ زرد پڑھ کا تھا۔

”فکر نا کرو۔ بہت جلد روحان اپنی آنکھوں سے اس دنیا کو تسخیر کرے گا۔“
حشام کی حالت سمجھتے ہوئے ڈاکٹر باسط کے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے دلasse دیا تھا۔
حشام بس سر ہلاکر رہ گیا تھا۔ اس نے آنکھوں میں آئی می نمی کو صاف کیا تھا۔ اور پھر روحان کی طرف بڑھ گیا۔

تین ماہ بعد

وقت گزر رہا تھا۔ ان تین میینوں میں وہ شخص سرتاپیر بدل گیا تھا۔
کتنے خوش ہوئے تھے سید حویلی کے نفوس جب وہ زندہ سلامت اپنے پیروں پر چل کر حویلی میں داخل ہوا تھا۔

لبی جان تو باقاعدہ گلے لگ کر روئی می تھیں۔ مقدس آپی کی دعائیں قبول ہوئی می تھیں۔
روحان کا یقین رنگ لے آیا تھا۔ اللہ نے اسے اسکی آنکھوں کی بینائی می لوٹا دی تھی۔

سید حویلی میں سب اسے زندہ سلامت دیکھنے سے زیادہ اسے بدلا ہوا دیکھ کر حیران ہوئے تھے۔
سید جبیل کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا تھا جب انہوں نے ماضی کے آرجے اور حال کے

روحان کو نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

وہ بہترین طریقے سے نماز ادا کرتا تھا۔ سید جبیل بہت روئی سے تھے جب انہیں آرجے کی موت کی خبر ملی تھی۔

"میں لنتوں مرادوں سے مانگی گئی می تھاری اس نعمت کی حفاظت نہیں کر سکا۔ مجھے معاف کر دینا عائی شہ مجھے معاف کر دینا ___ !!

وہ دنیا کے سامنے مضبوط نظر آنے والا شخص اکیلے کمرے میں اپنی محبوبہ بیوی کی تصویر کے سامنے خوب رویا تھا۔

"تم دیکھنا حیدر۔۔۔ مجھے پورا یقین ہے میرا روحان ایک دن دنیا میں وہ روشن ستارہ بن کر چمکے گا جسکی روشنی لوگوں کے وجدان کو منور کر دے گی۔۔۔ وہ دنیا کو وہ راہ دکھائی سے گا جس پر چلنے سے لوگ خدا کو پالیں گے ___ !!"

آج عائی شہ جبیل کی بات اسے سچ ہوتے محسوس ہو رہی تھی۔

"بہت بہت مبارک ہو سید صاحب۔۔۔ اللہ نے آپکو بہت بڑا تحفہ دیا ہے۔۔۔"
اسے نماز پڑھتے دیکھ کر محلے کے لوگوں نے سید جبیل کو مبارکباد دی تھی۔
مسرت جذبات سے سید جبیل کی آنکھیں نہم ہوئی می تھیں۔

حالات و واقعات نے مکی یعنی مستقیم کو بدل ڈالا تھا۔

وہ روحان سے ملنے آیا تو حیران رہ گیا تھا۔

"تو آر جے واقعی مرچکا ہے--"

وہ پھر کا سامسکرا یا تھا۔

"ہاں-- آر جے مرچکا ہے--- لیکن روحان جبیل زندہ ہے--!!

اس نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔

مہرو کی امی کی وفات ہو چکی تھی۔ مہرو اور مکی کی شادی ہو چکی تھی۔

مکی کو حانم کے الفاظ نے بدلتے میں بہت مدد کی تھی۔

"اللہ نے ہمیشہ مستقیم کو صراط کے رکھا ہے-- تم تو مستقیم تھے تم کیسے بھٹک گئیے__!"

آج بھی حانم کے الفاظ اسکے کانوں میں کسی ہتھوڑے کی مانند لگتے تھے۔

مکی کی دو بہنیں تھیں ایک بڑی جو شادی شدہ تھی اور ایک چھوٹی جسکی شادی طے تھی۔

اسے خوف تھا کہ انہوں نے جو حانم کے ساتھ کیا تھا اسکا بدلہ لیا جائیے گا۔ وہ جانتا تھا مکافات عمل طے ہے۔

اس نے بہت دعائیں کی تھیں کہ اسکے گناہوں کی سزا کی لپیٹ میں اسکی بہنیں نہ

آجائیں--

لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا تھا کہ بڑی بہن بیوہ ہو گئی اور چھوٹی بہن کا رشتہ ٹوٹ گیا تھا۔

شادی سے کچھ دن پہلے لڑکے والوں نے بنا وجہ بتائی سے رشتہ توڑ دیا تھا۔ وہ اپنے رب کے حضور بہت رویا تھا۔

جانے کیوں انسان گناہ کرنے سے پہلے نہیں سوچتا۔۔۔
اس پر جو مشکل وقت آیا تھا اس نے ملکی کو بدل دیا تھا۔۔۔
اسے مستقیم بنا دیا گیا تھا۔۔۔ اور وہ اب اپنے آپکو پر سکون محسوس کرتا تھا۔۔۔ بس حanim سے معافی مانگنی باقی تھی۔

"وقت سب کچھ بدل دیتا ہے۔۔۔ مجھے خوشی ہے اللہ نے ہمارا رخ گمراہی کے رستے سے موڑ دیا۔۔۔!!
مستقیم کہہ رہا تھا۔

"شادی شادی بہت بہت مبارک ہو۔۔۔"
روحان مسکرا یا تھا۔

"میں نے تمہیں بہت یاد کیا۔۔ بہت۔۔ میری ہر پیشانی کو منٹوں میں ختم کرنے والا میرا دوست میرے ساتھ نہیں تھا۔۔"
مستقیم کی آنکھیں نہ ہوئیں۔۔

"میں نے بھی تمہیں اپنی ہر آوارہ گردی میں بہت یاد کیا جس میں، میں نے اکیلے ہی حانم کو بہت ڈھونڈا۔۔ تم چلے گئے تھے لکی۔۔ تم بھی چھوڑ گئے تھے حانم کی طرح ____ !
شاید اسے بھی سب یاد تھا۔۔

"معاف کر دو مجھے۔۔ میں ڈر گیا تھا مجھے لگا کہ جو ہم نے۔۔ خاص طور پر تم نے کیا اسکی سزا ہر آگر میں تمہارے ساتھ رہوں گا تو مجھے بھی ملے گی۔۔ لیکن میں بھول گیا تھا جو میں نے کیا اسکی سزا تو مجھے ہی ملنی تھی۔۔"

وہ روحان کے گلے لگا تھا۔۔ اور روحان کو ایک بار پھر سب یاد آگیا تھا۔۔

وقت ظالم تھا تو مریان بھی ہوا تھا۔۔ تین سال پہلے نجھڑے دو دوست ایک بار پھر سے مل گئے تھے ____ !

رات کا ناجانے کو نسا پھر تھا۔

ہوا میں خنکی بہت زیادہ بڑھ چکی تھی۔ آرام دہ بستر پر پر سکون نیند کے زیر اثر نظر آنے والا وہ شخص ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا تھا۔ وہ روحان جبیل۔۔ وہ آج بھی درد کی لپیٹ میں تھا۔

"کچھ ایسے حادثے بھی زندگی میں ہوتے ہیں"

"کہ انسان بیج تو جاتا ہے مگر زندہ نہیں رہتا"

لیمپ کی مدد روشنی میں چہرے پر پسینے کی نہیں نہیں بوندیں واضح تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اذیت کی ایک لہاس شخص کے چہرے پر پھیل گئی۔

حوال بحال ہونے پر اس نے غصے سے سائی یڈ ٹیبل پر رکھا لیمپ ہاتھ بڑھا کر نیچے پھینک دیا۔ سکیوں کی آواز واضح سنائی دے رہی تھی۔ اور یہ آواز اسکی روح کو کسی تلوار کی طرح زخمی کر رہی تھی۔ بالآخر اسکی برداشت جواب دے گئی۔

"Shut up.. just shut up"

وہ چیخا۔

وہ دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر اس آواز سے بچنا جا رہا تھا۔۔ لیکن شاید کسی نے رونے کی قسم اٹھائی ہوئی تھی۔

ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا۔۔ پچھلے تین سالوں میں ایک بھی دن ایسا نہیں گزرا تھا جب اس آواز نے اُسکا پچھانا کیا ہو۔ ایک بھی رات وہ سکون سے نہیں سوپایا تھا۔

اور پھر ایک جھٹکے سے وہ اٹھا۔۔ اب اسکا رخ اس شفیق ہستی کے کمرے کی طرف تھا جسکی آغوش اسے سکون پہنچاتی تھی۔

اپنے مطلوبہ کمرے کے باہر پہنچنے کے بعد اس نے دروازے پر دستک دی۔ وہ جانتا تھا اندر وہ شفیق ہستی جاگ رہی ہوں گی۔

"آجاؤ"

دستک پر اندر سے آواز ابھری تھی۔

وہ جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

سامنے وہ ہستی اپنے بستر پر بیٹھی سورہ یسین کی تلاوت کر رہی تھیں۔

"بی جان"

وہ تڑپ کر انکلی طرف بڑھا۔

بی جان نے یسین کو عقیدت سے چوم کر سائی یڈ ٹیبل پر رکھے اونچے طاق پر رکھا۔

"شah بیٹا تم۔۔ سب خیرت تو ہے نا۔۔؟"

بی جان کے چہرے پر پریشانی ابھری۔ روحان کی شخصیت میں ان دونوں اتنا وقار پیدا ہوا تھا کہ بی جان انہیں شاہ کے نام سے پکارنے لگی تھیں۔

"وہ بی جان -- وہ میں--"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن آنسوؤں کا ایک گولا سا اسکے گلے میں اٹک گیا تھا۔ وہ آگے بڑھ کر بی جان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔

"آج پھر کوئی می برا خواب دیکھا کیا۔--؟"

بی جان پیار بھرے لبجے میں پوچھ رہی تھیں اور ساتھ ساتھ اسکے بالوں میں انگلیاں بھی پھیر رہی تھیں۔

جانے دو آنسو کیسے اسکی آنکھوں سے پھسل کر بی جان کی گود میں جذب ہو گئے تھے۔

"کوئی می اتنا کیسے رو سکتا ہے بی جان--- کیسے۔--؟"

وہ اذیت سے دوچار لبجے میں پوچھ رہا تھا۔

بی جان نے اسکی بات پر ایک گھرہ سانس لیا۔

"کوئی می تین سالوں سے لگاتار رو رہا ہے بی جان-- وہ ایک رات وہ چپ نہیں ہوا

کوئی می اتنا کیسے رو سکتا ہے ____؟؟؟"

وہ بے چینی سے پوچھ رہا تھا۔

"چشم یعقوب کی ____ ماند ہیں برستی آنکھیں ____!!

میرے یوسف میری نظروں کو بینائی دے جا ____!!

Classic Urdu Material

بی جان کا کلیجہ جیسے اپنے بیٹے کی بات پر چھلنی سا ہو گیا تھا۔

"کیا وہ شخص تحکتا نہیں بی جان--- کہاں سے آتے ہیں اسکے پاس اتنے آنسو---؟ وہ چپ کیوں نہیں ہوتا بی جان—"

کوئی می اتنا کیسے رو سکتا ہے---؟"

روحان بار بار ایک ہی بات دھرا رہا تھا۔

"زخم گمرا دیا ہے تم نے بیٹا۔۔۔ اتنا گمرا زخم کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے" بی جان نے کہنے کے بعد اسکے سر پر پھونک ماری جیسے ساری بلائی میں ٹالنا چاہتی ہوں۔

"اُسے کہہ دیں کہ وہ چپ کر جائے بی جان۔۔۔ چپ کر جائے خدا کا واسطہ ہے۔۔۔" وہ کہہ رہا تھا۔۔۔ اور بی جان سن رہی تھیں۔۔۔

کتنی ہی دیر وہ یہی الفاظ دھراتا رہا اور پھر تحک ہار کر یا شاید اس سکون کے باعث جو اسے بی جان کی گود میں ملا تھا وہ ایک بار نیند کی آغوش میں جا چکا تھا۔

روحان نے بی جان کو بتایا تھا کہ اس نے ایک لڑکی کے کردار پر انگلی اٹھائی می تھی اور اب اسے ڈھونڈ رہا تھا تاکہ اس سے معافی مانگ سے۔۔۔

بی جان پوری بات تو نہیں جانتی تھیں لیکن اتنا ضرور جانتی تھیں کہ ایک لڑکی کے کردار پر انگلی اٹھانا۔۔۔ اسے زندہ درگور کرنے کے متراوف ہوتا ہے۔۔۔

"میں دعا کروں گی میرے بچے کہ وہ لڑکی رونا بند کر دے-- وہ جہاں بھی ہے اللہ اسے سب کچھ
بھلا کر بہت ساری خوشیاں دے تاکہ تم بھی سکون سے جی سکو--!!"
بی جان نے جھک کر اسکی پیشانی پر پیار کیا تھا۔
اور صدق دل سے اسکے لیئے دعا کی تھی۔

کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔ روحان لیپ ٹاپ کھولے سکرین پر نظر آتے ڈاکٹر باسط سے
بات کرنے میں مگن تھا۔

ایک مہینہ ہو گیا تھا اسے سید حویلی آئیے ہوئیے۔ وہ قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھ رہا تھا۔ اس
نے ڈاکٹر باسط کے ہر بیان ہر لیکچر کو سنا تھا۔
اسے جو بھی الجھن ہوتی تھی وہ سب سے پہلے انہیں کال کرتا تھا۔
اور ایک ایسی ہی الجھن لیئے وہ آج بھی حاضر تھا۔

قرآن پاک وہ کتاب ہے جسے سمجھنے کیلئے ایک معلم کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ معلم جو صحیح
علم رکھتا ہو

جسکا دل صاف ہو اور اللہ کی محبت سے لبریز ہو۔ اور روحان جبیل کو ڈاکٹر باسط سے بہتر معلم
نہیں مل سکتا تھا۔

"تخلیق انسان کس سے ہوئی ہے ڈاکٹر صاحب۔؟

"ایک مقام پر قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان کو نطفہ (مادہ منویہ) سے پیدا کیا گیا جبکہ ایک دوسرے مقام پر کہا گیا ہے کہ آدمی کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ کیا یہ دونوں آیات باہم متصادم نہیں؟؟ آپ سائی نسی طور پر کیسے ثابت کریں گے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔؟؟

محبھے یہ چیز الجھارہی ہے آپ میری الجھن کو دور کریں۔

روحان کی بات سن کر ڈاکٹر باسط مسکرا دی ئیے تھے۔ اور پھر انہوں نے بولنا شروع کیا تھا

"تم بالکل ٹھیک کہ رہے ہو قرآن کریم میں بنی نوع انسان کی حقیر ابتدا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اسے مادہ منویہ کے ایک قطرے سے پیدا کیا گیا۔ یہ بات متعدد آیات میں کہی گئی جن میں سورۃ قیامہ کی حسب ذیل آیت بھی شامل ہے:

آمِ یکُ نُطْفَةً مِنْ مَعِیٍّ مُّبِینَ (۳۷)

"کیا وہ (ایک حقیر) پانی کا نطفہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکایا جاتا ہے۔"

(سورۃ قیامہ 75 آیت 37)

قرآن کریم متعدد مقامات پر اس بات کا ذکر بھی کرتا ہے کہ بنی نوع انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ حسب ذیل آیت میں بنی نوع انسان کی تخلیق اور ابتداء کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهُمَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ تُرَابٍ (۵)

"لوگو! اگر تمیں زندگی بعدِ موت کے بارے میں کچھ شک ہے تو (تمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ) بے شک ہم نے تمیں مٹی سے پیدا کیا۔"

(سورہ الحج 22 آیت 5)

اگر تم غور کرو تو دوسرے سوال کا جواب کہ انسان مٹی سے بننا ہے آسانی سے جان سکتے ہو۔

موجودہ دور میں ہمیں معلوم ہے کہ جسم انسانی کے عناصر یعنی کے Elements، جن سے مل کر انسانی جسم وجود میں آیا ہے، سب کے سب کم یا زیادہ مقدار میں مٹی میں شامل ہیں، سو یہ اس آیتِ قرآن کی سائنسی توجیہ ہے جس میں کہا گیا ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا

اور یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ انسانی جسم ایک Matter ہے-- اور matter یعنی مادے میں مٹی بھی شامل ہے۔

قرآن کی بعض آیات میں اگر یہ فرمایا گیا ہے کہ آدمی نطفے سے پیدا کیا گیا جبکہ بعض اور آیات میں کہا گیا ہے کہ اسے مٹی سے پیدا کیا گیا، تو ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں۔ تضاد سے مراد تو ایسے بیانات ہیں، جو باہم مختلف ہوں یا متصادم ہوں اور بیک وقت صحیح نہ ہوں۔

ڈاکٹر باسط خاموش ہوئیے تھے۔

"بعض مقامات پر قرآن کریم یہ بھی کہتا ہے کہ انسان کو پانی سے پیدا کیا گیا۔ مثال کے طور پر سورہ الفرقان میں کہا گیا:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ لَبَشَّرًا ف (۵۴)

"اور وہی (اللہ) ہے جس نے آدمی کو پانی سے پیدا کیا۔

(سورہ الفرقان 25 آیت 54)

اس سے کیا مطلب ہوا۔۔۔۔؟؟" روحان پوچھ رہا تھا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تمہیں کھانے میں کیا پسند ہے؟؟" ڈاکٹر باسط نے نہلیت Unrelated سوال کیا تھا۔

روحان سوچ میں پڑ گیا تھا۔

"اس وقت تو مجھے چائیے پسند ہے--"

روحان نے اپنے سامنے رکھی چائیے کے کپ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا۔۔ فرض کجئے میں یہ کہتا ہوں کہ چائے کا کپ تیار کرنے کے لیے پانی درکار ہے لیکن اس کے لیے چائے کی پتی اور دودھ یا ملک پاؤڈر بھی درکار ہوتا ہے۔ تو کیا یہ دونوں بیانات متنضاد ہیں۔۔؟؟؟"

ڈاکٹر باسط پوچھ رہے تھے۔

"نمیں۔۔ کیونکہ چائیے ان ساری چیزوں سے مل کر بنتی ہے۔۔!! آر جے نے جواب دیا تھا۔

"تو میاں تم اپنے سوال کا جواب خود دے چکے ہو۔۔ کیونکہ پانی اور چائے کی پتی دونوں ہی چائے کی پیالی تیار کرنے کے لیئے ضروری ہیں، مزید برآں اگر میں یہی چائے بنانا چاہوں تو اس میں چینی بھی ڈال سکتا ہوں، لہذا قرآن جب یہ کہتا ہے کہ انسان کو نطفے، مٹی اور پانی سے تخلیق کیا گیا تو اس میں کوئی تضاد نہیں بلکہ تینوں میں انتیاز قائم کیا گیا ہے۔ چیزوں میں انتیاز (Contradistinction) کا مطلب ایک ہی موضوع کے ایسے دو تصورات کے بارے میں بات کرنا جو باہم متنضاد نہ ہوں، مثال کے طور پر اگر میں یہ کہوں کہ انسان ہمیشہ سچ بولتا ہے اور عادتاً جھوٹا ہے تو یہ ایک متنضاد بات ہوگی لیکن اگر میں یہ کہوں کہ یہ آدمی

دینت دار، مہربان اور محبت کرنے والا ہے تو یہ اس کی مختلف صفات میں امتیاز ظاہر کرنے والا ایک بیان ہوگا۔

اس لیئے کوئی بھی قرآنی آیت دوسری آیت کے متصاد نہیں ہے۔ بلکہ ساری آیتیں ایک دوسرے کے متصاد ہیں جو مختلف جگہ پر انسانی جسم کی تخلیق کے مختلف عناصر کو بیان کرتی ہیں۔

سمجھ گئیے میاں۔؟؟

وہ اب خوشلی سے پوچھ رہے تھے۔

"جی۔۔۔ جی۔۔۔ بہت بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب۔۔!!
روحان سرشار سا کہہ رہا تھا۔ اسکی ایک اور ابھن دور ہو گئی تھی۔
اسکے دل نے اس پل شدت سے خواہش کی تھی کہ وہ ڈاکٹر باسط کی طرح علم والا بن جائی۔

وہ ایسا ہی ایک عام سا دن تھا۔ روحان لاونچ میں لی وی لگائیے خبریں سن رہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔

اسے تمام گھر والوں نے اب اپنی پڑھائی می جاری کرنے کا کہا تھا۔

روحان کو اپنے باپ کی طرح نہ تو سیاسیات پڑھنے میں دلچسپی تھی اور نہ ہی ضیاء جبیل کی طرح معاشریات میں --

حشام نے بھی دونوں سے الگ انگریزی ادب کو چنا تھا اور روحان بھی Genetics میں ایم فل کرنا چاہتا تھا۔

وہ اس وقت مختلف یونیورسٹیوں میں داخلے کیلیئے اپلائیے کر رہا تھا جب ٹی وی پر چلنے والی خبر نے دھماکہ کیا تھا۔

لیپ ٹاپ پر پھسلتی انگلیاں کانپ کر کی تھیں۔

ٹی وی پر لینکر کسی لڑکی کی خودکشی کی خبر دے رہی تھی۔

"محترمہ ام حانم اس دارالامان میں کچھ دن پہلے آئی می تھیں۔ انکا چہرہ جھلسا ہوا تھا۔۔۔ کہتے ہیں کسی لڑکے نے انکے چہرے پر تیزاب پھینک کر مارنے کی کوشش کی تھی۔

لیکن خوش قسمتی سے وہ بچ گئیں لیکن بد قسمتی کے انکا چہرہ جھلس گیا۔۔۔ کل رات دارالامان کے ایک کمرے میں پنکھے سے لٹک کر ام حانم نے خود کشی کر لی۔۔۔

جیسے کہ آپ دیکھ سکتے ہیں ناظرین پولیس تفسیش و تحقیق کیلیئے یہاں پہنچ چکی ہے--!!

لینکر کچھ اور بھی کہہ رہی تھی لیکن روحان کو حوالی کی عمارت اپنے سر پر گرتی محسوس ہو رہی تھی۔

Classic Urdu Material

"ام حنم---"

اسکے لب پھر پھرائیے رہے تھے۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔"

وہ ایک جھٹکے سے اٹھا تھا اور سامنے رکھے میز سے گاڑی کی چابی اٹھائی تھی۔

روحان کو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ گھر سے باہر نکلا تھا۔

"شah بیٹا کہاں جا رہے ہو---؟؟"

بی جان لان میں مالی کے سر پر کھڑیں اچھے سے پودوں کی کانٹ چھانٹ کروارہی تھیں۔ روحان کو جاتے دیکھا تو آواز دی لیکن وہ سن کہاں رہا تھا۔

وہ لرکھراتا گاڑی لے کر حولی سے باہر نکل گیا تھا۔ تھا۔

"کیا آپ لوگ بتائیں گے یہاں کیا ہوا تھا۔؟؟"

وہ کانپے وجود کے ساتھ پوچھ رہا تھا۔ اسکے ہونٹ خشک ہو چکے تھے۔

روحان اس دارالامان میں پہنچ چکا تھا۔ پولیس انسپکٹر جانتا تھا کہ وہ سید جبیل کا بیٹا تھا۔ اسے اندر جانے دیا گیا تھا۔

ام حانم کو دفنا دیا گیا تھا۔ روحان کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔
وہاں پر کوئی بھی شخص ام حانم کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا تھا۔
وہ کچھ دن پہلے وہاں آئی تھی۔

"کیا وہ لڑکی یہی تھی؟؟"

روحان نے موبائل سے تصویر نکال کر اس لڑکی کے سامنے کی تھی جسکے ساتھ ام حانم ٹھہری تھی۔

"پتا نہیں جی۔۔۔ جب وہ یہاں آئی تو اسکا چہرہ جلا ہوا تھا۔ شاید وہ پہلے ایسی ہی ہو۔۔۔!!
لڑکی نے عام سے لجے میں جواب دیا تھا۔

کسی کو بھی مرنے والی لڑکی کے نام کے سوا کچھ معلوم نہیں تھا۔

روحان کو اپنے سامنے ہر منظر دھنڈلاتا محسوس ہوا تھا۔ اسکی آنکھوں میں نی پھیل گئی تھی۔ اس نے اپنے دل کو دھاڑیں مارتے پایا تھا۔

وہ وہاں کے ایک ملازم کے ساتھ قبرستان آیا تھا۔

تازہ قبر۔۔۔ نم مٹی۔۔۔ تازہ پھول۔۔۔

"حانم۔۔۔"

وہ پوری قوت سے چلا�ا تھا۔

Classic Urdu Material

"تم ایسے نہیں مر سکتی۔۔ میرے ساتھ ایک بار پھر اتنا بڑا ظلم نہیں ہو سکتا۔۔"

وہ رو دیا تھا۔ ان تین سالوں میں ایک دن بھی ایسا نہیں تھا جب اس نے حانم کو نہ سوچا ہو۔
وہ اسکی سوچوں میں رچ بس گئی تھی۔

جانے وہ اس قبرستان میں بیٹھا کتنی دیر تک روتا رہا تھا۔۔۔

آہستہ آہستہ وہ اپنے حواس کھو رہا تھا، اور پھر اس نے سب ختم ہوتے محسوس کیا تھا اپنا آپ
بھی۔۔۔

ایک مہینہ گزر گیا تھا۔ روحان پتھر کا ہو چکا تھا۔ مسکراہٹ اسکے لبوں سے چھن گئی تھی۔
سید خوبی کے لوگ اسکی حالت پر کڑھنے لگے تھے۔

کمرے میں گھری خاموشی چھائی تھی۔ اور اس خاموشی میں ارتعاش اسکے فون پر ہونے والی
بیل سے پیدا ہوا تھا۔

مدتھ کا فون تھا۔ وہ رخصت ہو کر اپنے گھر جا چکی تھی۔ اس نے پتا نہیں کیا سوچ کر فون اٹھا
لیا تھا۔

"کیسے ہیں بھائی آپ۔۔؟؟"

وہ پوچھ رہی تھی۔

"تم کیسی ہو گڑیا---؟؟"

روحان نے اپنے لبجے کو ہشاش بنانے کی کوشش کی تھی جو کہ ناکام رہی تھی۔
ام حانم کی موت کا یقین کرنا دنیا میں سب سے مشکل کام تھا۔

"جی بھائی میں ٹھیک ہوں--"

مدتحہ جیسے زبردستی مسکرائی می تھی۔

"تم انتہائی ذلیل اور گھٹیا عورت۔۔ تمہیں میں آج نہیں چھوڑوں گا۔۔
فون سے آواز ابھری تھی۔ یہ مدتحہ کے شوہر فرقان کی آواز تھی روحان اپنے سے پہچانتا تھا اس
آواز کو۔۔

اچانک مدتحہ کی چیخنے کی آواز ابھری تھی اور پھر فون بند ہو گیا تھا۔

"ہیلو۔۔ ہیلو۔۔ مدتحہ کیا تم ٹھیک ہو۔۔؟؟"
روحان ایک دم کھڑا ہوا تھا۔ اسے محسوس ہوا تھا جیسے فرقان نے مدتحہ کو مارا تھا۔

وہ کچھ دیر پیشانی سے کمرے میں مُلتا رہا۔ وہ بار بار مدتحہ کا نمبر ملا رہا تھا جو بند جا رہا تھا۔
کچھ سوچنے کے بعد پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

مدتحہ کا سرال ملتان میں ہی تھا۔ وہ اسکے سرال پہنچ گیا تھا۔

"مدتحہ کہاں ہے---؟؟"

اس نے ملازمہ سے پوچھا تھا۔ جو روحان کو دیکھ کر گھرا گئی تھی۔

"وہ جی-- وہ--"

ملازمہ بری طرح سے ہکلا رہی تھی۔

"مدتحہ---" وہ اب آوازیں دے رہا تھا۔

"وہ حج۔۔ جی۔۔ اپنے کمرے میں ہے--"

ملازمہ نے اوپر کمرے کی جانب اشارہ کیا تھا۔

وہ سیر ہیاں پھلانگتا اسکے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

کمرے میں اندر ہیرا تھا۔ لائٹ جلانے پر مدتحہ کی حالت دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا تھا۔

وہ نیچے قالین پر بے سود پڑی تھی۔ پیشانی اور ہونٹ سے خون نکل رہا تھا۔

"مدتحہ گڑیا کیا ہوا تمہیں اٹھو۔"

روحان اسکی جانب بڑھا تھا۔

Classic Urdu Material

ہائی می وے پر جہاز کے پہیوں سے رکڑ کھانے کی آواز ابھری تھی۔

وہ غنودگی کی حالت سے ایک دم بیدار ہوا تھا۔

چہرے کا رخ موڑ کر جہاز کے شیشے سے باہر دیکھا تھا۔

جہاز لینڈ کر چکا تھا۔ وہ لندن پہنچ چکا تھا۔ جہاز کے شیشے پر ہلکی ہلکی بارش کی بوندوں نے باہر کے منظر کو دھنڈلا کیا تھا۔

روحان کا یہاں کی یونیورسٹی میں ایڈیشن ہوا تھا۔

وہ اپنی آگے کی پڑھائی میں کیلیئے یہاں آیا تھا۔

وقت کیسے سرکتا ہے کچھ پتا ہی نہیں چلتا۔۔۔ وہ سب کی یادیں لیئے لندن آگیا تھا۔۔۔ اور اپنے ساتھ بہت سی اداسیاں لایا تھا۔

جہاز اب پارکنگ اسٹینڈ ٹیوب سے جا لگا تھا۔ روحان نے آنکھیں بند کر کے ایک گھری سانس لی تھی۔

اس نے حانم کی خوشبو کو اپنے آس پاس محسوس کیا تھا۔

محبت زاد ہے 'مجھ میں

کوئی فرhad ہے 'مجھ میں

نمیں ویران' اندر سے

خُدا کی یاد ہے 'مجھ میں

Classic Urdu Material

جو ہر دم 'ساتھ رہتا ہے
میرا ہم زاد ہے ' مجھ میں
میں خود سے ' کٹ نہیں سکتا
میری بیاند ہے ' مجھ میں
اگرچہ میں ' قفس میں ہوں
کوئی آزادے ' مجھ میں
جو مجھ کو ' صید رکھتا ہے
عجب صیاد ہے ' مجھ میں
ضمیر زندہ ' کی صورت
میرا استاد ہے ' مجھ میں
نہیں اب میں ' نہیں ساحر
کہ وہ آباد ہے ' مجھ میں _____ !!

پارکنگ اسٹینڈ پر لگی ٹیوب سے مسافر جہاز سے ٹرینل پر اتر رہے تھے۔
روحان بھی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ٹرینل سے لاونچ کی طرف بڑھا۔۔۔
شام اپنے پر پھیلا چکی تھی، بلکی بلکی بوندا باندی نے لندن کو خوشگوار بنا دیا تھا۔

لاؤنج میں کاغذات کی کاروائی کے بعد وہ لاؤنج سے باہر نکلا تھا
پتھر سے بنے فرش گیلے ہو گئیے تھے۔ خوبصورت، مدھوش اور ٹھنڈی ہوانے اسکا استقبال کیا
تھا۔

سبیل اسے لینے آنے والا تھا مگر ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔ وہ وینگ ایریا میں رکھے پتھر کے بینچوں
میں سے ایک پر بیٹھ گیا تھا
کندھے پر لٹکے بیگ اور ایک سوت کیس کے علاوہ وہ کچھ نہیں لایا تھا۔۔

پتھر کے بینچ پر بیٹھنے کے بعد روحان نے ایک نظر آسمان کی طرف دیکھا
وقت نے اس منظر کو قید کیا تھا، وقت یہ منظر پہلے بھی دھرا چکا تھا
پنجاب یونیورسٹی میں لکڑی کے بینچ پر چہرہ آسمان کی طرف کیتے وہ خلاؤں میں جانے کیا ڈھونڈ رہی تھی۔۔

بارش کی بوندوں نے روحان کے چہرے کو چھووا تو وہ اس لڑکی کے سحر سے باہر نکلا تھا۔
کچھ من چلے لڑکے لڑکیوں کو اس نے بارش میں بھیگتے دیکھا تھا۔۔
وہ خود بھی تو بھیگ رہا تھا۔۔ وہ اپنا باطن جل تھل کرنا چاہتا تھا جو صدیوں سے کسی آگ کی
بھٹٹی میں جل رہا تھا

لیکن اندر جلتی آگ کو بجھانا بارش کے بس میں بھی نہیں ہوتا۔۔

یہ بس ظاہر کو بھیگا سکتی ہے۔۔ بھڑکتے شعلوں کو کس نے دیکھا ہے۔۔
کتنا کچھ بدل گیا تھا۔۔ وہ کتنا کچھ بدل کر آیا تھا۔۔
روحان نے بیچ کے پچھلے حصے سے کمر ٹکائی می اور آنکھیں موند لی تھیں۔۔
دور کمیں ہر چیز گدڑ ہونے لگی تھی۔۔

روحان نے اپنے آپکو اس قبرستان میں پایا تھا جہاں وہ ام حانم کی قبر پر پاگلوں کی طرح رویا تھا۔۔ اسے ابھی قدرت کے فیصلوں کی اتنی سمجھ نہیں آئی می تھی۔۔
اسے ابھی سفر طے کرنا تھا۔۔۔ جدائی کی آگ کو سینے میں لے کر جو سفر طے کیا جاتا ہے وہ مزید مشکل ہو جاتا ہے۔۔ پیروں میں آبلے پڑ جاتے ہیں۔۔

خاردار جھاڑیوں سے جو راستے پر آگی ہوتی ہیں پاؤں لمو لہان ہو جاتے ہیں۔۔۔
لیکن منزل کا نشہ انسان کو رکنے نہیں دیتا۔۔۔

کئی می دور اسکے دل میں بھی ایک موہوم سی امید باقی تھی۔۔۔ اس ساحرہ کے مل جانے کی امید۔۔۔ کہیں اچانک نظر آجائے کی خواہش

اور خواہشات کو پورا ہونے میں وقت درکار ہوتا ہے۔۔۔

ایک لمبا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔۔۔ اور روحان نے اس سفر کا آغاز کر دیا تھا۔۔۔

اس روز اسے قبرستان سے ملازم اٹھا کر لائیے تھے۔ وہ لگئے دن تک بیویش رہا تھا۔ تیز بخار سے اسکا جسم پھنس کر رہا تھا۔

"یا اللہ میرے بچے کو صحت و تندرسی عطا کر ___!!" بی جان اسے پانی کی ٹھنڈی پیاں کرتے ہوئے دعائیں کر رہی تھیں۔ ڈاکٹر نے انجیکیشن لگایا تھا۔ دھیرے دھیرے رات کے کسی پھر میں اسکا بخار زور توڑ گیا تھا۔ لیکن جب اسکی آنکھ کھلی تو روحان کو اپنے دل کے بین کرنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

آنکھوں میں نبی گھل گئی تھی۔ وہ اسے کتنا چاہست تھا یہ آج پتا چلا تھا۔

"دنیا میں کسی مرد نے کسی عورت سے اتنی محبت نہیں کی ہوگی جتنی روحان بن حیدر جبیل نے ام حانم سے کی تھی ___!!" اسے تو خود اپنی محبت کی شدت کا اندازہ نہیں تھا۔

"تو حصلہ رکھو میاں! قدرت کے فیصلوں میں چھپی مصلحت ہم نہیں جانتے۔ یہ بس خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ تم خود کو مضبوط بناؤ تمہیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔۔۔ اور یاد رکھنا اس مشکل سفر میں تمہاری محبت ہی تمہاری طاقت بنے گی یہ میرا وعدہ ہے تم

سے ___!!"

ڈاکٹر باسط کی بات سن کر وہ مسکرا دیا تھا۔

وقت بہت بڑا کھلاڑی ہے۔ وقت سے زیادہ شاطر کوئی نہیں۔۔۔ یہ انسان کو توڑنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتا۔۔۔

جب ایک انسان وقت و حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ وقت اس پر حالات کی ایسی کاری ضربیں لگاتا ہے کہ انسان بلبلہ کر رہ جاتا ہے۔۔۔

وقت نے روحان کے ساتھ بھی ایسا ہی کچھ کیا تھا۔ اسکی جان سے پیاری اکلوتی بہن کو اسکے شوہر نے بڑی طرح سے مارا تھا۔ اسکے جسم پر جگہ زخموں کے نشان تھے۔ روحان غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ وہ اسے اٹھا کر ہاسپٹل لے کر آیا تھا۔

مدتحہ کے زخموں پر جگہ جگہ پیٹیاں کی گئی تھیں۔۔۔ اور پیٹیوں میں جکڑے اسکے وجود کو دیکھ کر روحان کا دل کر رہا تھا کہ وہ سب کو آگ لگادے۔۔۔ لیکن وہ مدتحہ کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ اس سے تفصیل سے بات کر سکے۔

ایک گھنٹے بعد ڈاکٹر نے اسکے ہوش میں آنے کی اطلاع دی تھی۔

”مدتحہ۔۔۔“

وہ بے اختیار ہی کمرے کی طرف بھاگا تھا۔ مدتحہ اپنی آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہی تھی جو

سو جن کا شکار تھیں۔

وہ پہلے سے بہت زیادہ کمزور ہو گئی تھی۔ میدیکل کی طالبہ ہونے کے باوجود مذکحہ اپنا بہت خیال رکھتی تھی۔ وہ جبیل خاندان سے تھی اور اس خاندان میں موجود تمام نفوس کی طرح وہ بھی بہت پیاری تھی۔

بیڈ پر پڑا وہ وجود کہیں سے بھی روحان کو مذکحہ جبیل کا نہیں لگا تھا۔

"بھائی میں --"

مذکحہ نے اسے پہچاننے کے بعد پکارہ تھا۔

"کیا ہوا گڑیا رو کیوں رہی ہو۔ اور یہ سب کیا ہوا ہے--"

روحان نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے سے پوچھا تھا۔

وہ بڑی طرح ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ اسکا نازک وجود کانپ رہا تھا۔ روحان کو اپنا دل کلتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے تو آج تک گھر میں کسی کو مذکحہ کو ڈالنے تک نہیں دیا اور کہاں اب اسے جانوروں کی طرح تشدی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے-- مجھے بتاؤ تو اور رونا بند کرو--"

روحان نے اسے اپنے قریب کیا تھا۔

"بھائی می مجھے وہاں نہیں جانا۔۔ وہ فرقان۔۔ وہ اچھے انسان نہیں ہیں۔ انہوں نے مجھ پر الزام لگایا اور مجھے روز مارتے ہیں۔۔
وہ مجھے بدکردار کہتے ہیں ____ !!"

مدتحہ کی باتیں سن کر روحان کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا تھا۔
اسکے چہرے کی رگیں تن گئی می تھیں۔ غصے کی شدید لہر اسکے پورے جسم میں پھیل گئی می تھی۔۔

ہوا کچھ یوں تھا کہ مدتحہ جس ادارے میں پڑھتی تھی وہاں اسکا ایک کلاس فیلو تھا ارحم نام کا جو اسے بہت پسند کرتا تھا اور کتنی بار اپنی پسندیدگی کا اظہار کرچکا تھا۔

پسند تو مدتحہ بھی اسے کرتی تھی لیکن اس نے کبھی اقرار نہیں کیا تھا۔۔ وہ اپنے خاندان کو جانتی تھی۔۔ وہ جانتی اسکی شادی اسکے بڑے بابا اور چھوٹے بابا سائیں کی مرضی سے ہوگی۔۔

اس سے پہلے اس پسند کو اظہار موقع ملتا آناً فاناً اسکا رشتہ پکا ہوا اور نکاح ہو گیا۔
وہ کتنے دل یونیورسٹی نہیں گئی۔۔

"کیا ہوا مدتحہ تم ٹھیک ہو۔۔ اتنے دنوں سے یونیورسٹی نہیں آئی ہے۔۔؟؟"
ارحم کا مسیح پڑھ کر اسے بہت دکھ ہوا تھا۔ انکی کبھی فون پر بات نہیں ہوئی تھی۔ ارحم کا پہلی دفعہ مسیح آیا تھا۔۔

"میرا نکاح ہو چکا ہے--- مجھے اب تنگ مت کرنا--"
وہ اسے جواب دے چکی تھی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں بہت پسند کرتا ہوں-- تم کسی اور سے کیسے شادی کر سکتی ہو--؟"

اسکے سوالوں سے تنگ آکر وہ فون بند کر چکی تھی۔
اور پھر وہ ہوا جسکا کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں تھا۔ آرجے کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اسکے مرنے کی خبر ملی تھی۔

دکھ اتنا بڑا تھا کہ مذکورہ اپنا دکھ بھول گئی تھی۔ اور پھر ایک دن لڑکے والوں کی طرف سے زور دینے پر اسکی رخصتی کر دی گئی۔

اسی رات جب فرقان کمرے میں آیا تو مذکورہ بیڈ پر نہیں تھی۔ یقیناً وہ واشروم میں تھی۔
البتہ اسکا موبائل بیڈ پر پڑا ہوا تھا جو کب سے رنگ کر رہا تھا۔

فرقان نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا تھا۔

"کہاں مصروف ہو تم مذکورہ۔ بات کیوں نہیں کرتی ہو۔ میں جانتا ہوں تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو۔ پھر تم نے کسی اور سے شادی کیوں کی۔ میں اپنے گھر والوں کو تمہارے گھر بھجنے ہی والا تھا۔"

ارحم نان سٹاپ بول رہا تھا۔ کسی لڑکے کے منہ سے اس طرح کی باتیں سن کر فرقان کا پارہ ہائی می ہوا تھا۔ اس نے موبائل کو غصے سے دیوار میں مارا تھا۔

کچھ ٹوٹنے کی آواز سن کر مذکحہ باہر نکلی تھی۔ وہ اپنے کپڑے بدل چکی تھی۔ مسلسل بھاری کپڑوں میں بیٹھنے کی وجہ سے اسکی کمر اکڑ گئی تھی۔
رات کے سارے ہے تین کا وقت تھا۔ وہ اب آیا تھا۔

مذکحہ نے حیرت سے پہلے فرقان اور پھر موبائل کو دیکھا جو کئی ٹکڑوں میں بٹ چکا تھا۔
مذکحہ کو اپنی ٹانگوں کی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

سید فرقان اور کچھ نہیں بلکہ ایک پڑھا لکھا جاہل تھا۔
وہ غصے پھنکاتا مذکحہ کی طرف بڑھا تھا اس سے پہلے وہ کچھ کہتی فرقان نے اسکے منہ پر تمہیر مارا تھا۔

وہ نیچے گری تھی۔ مذکحہ کے تو ہوش اڑ گئے تھے۔

"بد ذات عورت-- تمیں میں نہیں چھوڑوں گا--"

وہ اب منہ سے غلاظت بک رہا تھا۔

اور پھر یہ سلسلہ رکا نہیں تھا۔ سال ہونے والا تھا وہ ایسے ہی فرقان کے تشدد کا نشانہ بنی تھی۔
اسے خاندان کو وہ گھٹیا کرتا تھا-- اسے بدکردار کرتا تھا--

Classic Urdu Material

وہ کہتی تو کس سے کہتی--

بی جان نے رخصتی کے وقت کہا تھا کہ اب اسکا سب کچھ فرقان ہی ہے-- وہ تمہارا محافظ ہے۔
لیکن یہاں تو وہ اسکے لئے موت کا فرشتہ بن کر آیا تھا۔

اسکی خوش قسمتی تھی کہ آج روحان نے فون پر سب سن لیا۔ ورنہ مزید کچھ دنوں میں وہ مر ہی جاتی۔

اپنی بہن کے منہ سے دل دھلا دینے والی باتیں سن کر روحان کے پورے جسم میں اذیت کی لہ پھیل گئی تھی۔

"بھائی مجھے فرقان کے ساتھ نہیں رہنا۔ وہ بہت برا ہے۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔"
وہ رو رو کر بتا رہی تھی۔

"تم فکر نہ کرو میں کرتا ہوں اسکا علاج۔۔۔"
وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا تھا۔

"بھائی وہ بہت خطرناک ہے۔۔۔ وہ آپکو بھی نقصان پہنچائیے گا۔۔۔"
وہ ڈر گئی تھی۔

"تم فکر نہ کرو اور پر سکون ہو جاؤ۔۔۔ اب سب ٹھیک ہو گا۔۔۔"
وہ اسکا گال تھپٹھپا کر دروازے کی طرف بڑھا۔

Classic Urdu Material

اس سے پہلے وہ دروازے تک پہنچتا فرقان اندر داخل ہوا تھا۔

اسکے چہرے پر گھبراہٹ تھی۔ لیکن وہ خود پر قابو پاچکا تھا۔

"یہاں کیوں لائیے ہوا سے۔۔ لیڈی ڈاکٹر گھر آ جاتی۔۔"

فرقان غصے سے بولا تھا۔

اسکی بات سن کر روحان کا دماغ گھوما۔

"یہ کیا کیا ہے تم نے میری بہن کے ساتھ۔۔؟؟"

روحان غصے سے سرخ آنکھیں لیتے دھاڑا تھا۔ اس نے خود پر ضبط کرنے کیلئے مسٹیاں بھینچ رکھی تھیں۔

"کچھ نہیں کیا میں نے۔۔ یہ تمہاری بہن۔۔ دیکھ رہے ہوا سے۔۔ چکر چلاتی ہے دوسرے لڑکوں سے۔۔ بدکردار ہے یہ۔۔!!"

فرقان کے لجھ میں حقارت تھی۔ ایک ل کیلئے روحان سن ہوا تھا۔

"بدکراد ہو تم مس ام حانم۔۔ بدکراد ہو تم۔۔"

اسکے اپنے الفاظ اسکی سماعت سے ٹکرائیے تھے۔

آج پتا چلا تھا اسے یہ الفاظ سننا کتنا مشکل ہوتا ہے۔۔ اسکے الفاظ وقت نے آج اسے لوٹائیے تھے۔

یہ بس ایک پل تھا۔ لگے ہی پل وہ فرقان کی طرف بڑھا تھا اور ایک زور دار گھونسا اسکے منہ پر رسید کیا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ باتیں کہنے کی-- تم جانتے مجھی ہو وہ تمہاری بیوی ہے-- اور تم اس پر ہی کچڑا چھال رہے ہو--!"

روحان کا گھونسا کھا کر فرقان لرکھ رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں وہ میری بیوی ہے لیکن تم شاید بھول گئیے ہو-- وہ میری ہے میں جو چاہے کروں اور یہ ہمارا آپس کا مسئلہ لہ ہے--"

حوال بھال ہونے پر فرقان چینا تھا۔ مذکور تو پھٹی پھٹی نگاہوں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"وہ تمہاری بیوی ہے تمہاری غلام نہیں جو تم جو چاہے سلوک کرو--"
روحان کو غصہ آرہا تھا۔

"ایسی گھٹیا اور بدکردار بیوی اسی قابل ہے--!"

اس سے پہلے فرقان مزید کچھ کہتا روحان نے اسے پکڑ لیا تھا اور اب وہ اسے بری طرح پیٹ رہا تھا۔

نقابت کی وجہ سے مذکور کی چیخ بھی نہیں نکل رہی تھی۔ وہ بیڈ سے اتنا چاہتی تھی لیکن ہاتھ میں لگی ڈرپ اسے اس بات کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔

"میرا ایمان اور عقیدہ بدله ہے۔۔ میری فطرت بدلي ہے۔۔ میرا رخ اللہ کی طرف مڑا ہے۔۔ لیکن یہ مت سمجھنا کہ میں لڑتا بھول گیا ہوں۔۔ میں تم جیسے گھٹیا لوگوں کیلئے آج بھی آر جے ہوں۔۔ اگر تم نے دوبارہ کسی لڑکی کو چھوایا اسکے ساتھ ایسا سلوک کیا تو تم میں جان سے مار ڈالوں گا___!"

وہ دبی دبی آواز میں چینا تھا۔ کمرے میں رکھی چیزوں سے انکے ٹکرانے کے باعث نیچے گر کر آوازیں ابھری تھیں۔ جسے سن کر نرسیں اور ڈاکٹر کمرے میں آئیے تھے۔ دونوں کو مشکل سے چھڑوا�ا گیا تھا۔

دونوں بڑی طرح سے ہانپ رہے تھے۔ فرقان جو اپنے آپ کو شیر سمجھتا تھا روحان سے اچھی خاصی دلائی کروانے کے بعد اب صدمے میں تھا۔ وہ گھو گھور کر مذکور کو دیکھ رہا تھا۔۔

"آپ لوگوں کو پتا نہیں کہ یہ ہسپتال ہے۔۔ جائیں یہاں سے۔۔"

ڈاکٹر نے فرقان کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔
وہ غصے سے سب کو دیکھتا چلا گیا تھا۔

"تم نے اس پر ہاتھ کیوں اٹھایا روحان تم جانتے ہو وہ تمara بہنوئی ہی ہے۔۔!!"

سید جبیل نے اسکی کلاس لگائی ہوئی تھی۔

"ڈیڑ وہ جاہل آدمی انسان کملانے کے لائیق نہیں--"

روحان نے دوبدو جواب دیا تھا۔

"جو بھی ہے-- مسئی لہ جو بھی تھا بیٹھ کر سلچھایا جا سکتا تھا۔--!!

ضیاء جبیل کہا تھا۔

"بڑے ڈیڑ اس مسئی لے کا صرف ایک ہی حل ہے-- مذکور کے ساتھ نہیں رہنا
چاہتی۔-- بہتر یہی ہو گا کہ فرقان اسے طلاق دے۔--!!

وہ آرام سے اپنی بات کہہ چکا تھا۔-- لیکن اسکی اس بات نے سید حویلی کی بنیادوں کو ہلا دیا تھا۔
لبی جان نے دہل کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو شاہ بیٹا۔-- ایسا نہیں ہو سکتا۔--"

لبی جان نے کہا تھا۔

"یہ میرا نہیں مذکور کافیصلہ ہے اور میں اسکا ہر قیمت پر ساتھ دونگا۔-- میں اسے مرنے کیلیتے
اس جانور کے حوالے نہیں کر سکتا۔--!!"

"لیکن اس خاندان میں کبھی کسی نے طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا۔-- اور تم کتنی آسانی
سے یہ سب کہہ رہے ہو۔--؟؟؟"

سید جبیل گرجے تھے۔

"ضروری نہیں جو پہلے نہ ہوا ہو وہ اب بھی نہ ہو--"

آپ لوگوں کو اپنی اکتوتی بیٹی پیاری ہے یہ پھر اس حوالی کی روایات ____؟؟" روحان نے کاری ضرب لگائی تھی۔

وہ بنا انکا جواب سے باہر نکل گیا تھا۔

جو بات سالوں پہلے اسے سمجھ نہیں آئی می تھی آج آگئی می تھی۔

حائزہ نے تو طلاق کی بات سمجھانے کیلیئے اتفاقاً اسکی بہن کا نام لیا تھا۔

لیکن جب آج اس پر گزری تو۔۔ وہ جان گیا تھا کہ اللہ نے طلاق کو کیوں رکھا ہے۔۔!!

"تم ٹھیک تھی حائزہ۔۔ تم ہر بات میں ٹھیک تھی۔۔ جس پر گزرتی ہے وہی جانتا ہے۔۔ مجھ

سے پر گزرتی تو میں نے اللہ کو جانا۔۔ آج جب اتنا کچھ دیکھا تو دل پھٹ سا گیا۔۔

جو باتیں مجھے آج سمجھ آئی وہ تم سالوں پہلے جان گئی می تھی۔۔

تم اللہ کے احکام کو مجھ سے پہلے سمجھ گئی می تھی۔۔!!

وہ اپنے کمرے میں نم آنکھیں لینے اسکی تصویر سے مخاطب تھا۔

وہ روحان بن حیدر جبیل ہی کیا جو اپنی بات سے پیچھے ہٹ جائیے یا پھر ظلم کے خلاف نہ

بولے۔۔

حشام کو جب پتا چلا تھا تو اس نے بھی روحان کی حملیت کی تھی۔
اور روحان نے کردکھایا تھا۔ فرقان نے مذکور کو طلاق دے دی تھی۔

"آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔"
مذکور اسکے سامنے روپڑی تھی۔

"پگلی گریا یہ میرا احسان نہیں بلکہ میرا فرض تھا۔ اور میں نے اپنا فرض نبھایا ہے۔"
وہ مسکرا�ا تھا تو مذکور بھی مسکرا دی تھی۔ اسکے زخم آہستہ آہستہ مندل ہو رہے تھے۔

"ہاتھ ہولا رکھنا تھا روحان غلام دین بتا رہا تھا تم نے فرقان کے جبڑے ہلا دیے۔!!"
حشام کی بات سن کر روحان بے ساختہ ہنس دیا تھا۔

"شکر کرو شامو کا کا کہ وہ بچ گیا۔ اسکا میں وہ علاج کرتا کہ ساری عمر کسی لڑکی کو ہاتھ لگانا تو
درکنار دیکھتا بھی نہیں۔!!"
روحان کو واقعی بہت غصہ تھا اس پر۔

"لندن کب جا رہے ہو۔؟"

حشام نے پوچھا تھا۔ اسے پتا تھا روحان کا یونیورسٹی آف لندن میں ایڈمیشن ہو گیا تھا۔

"ابھی ایک اور کام باقی ہے-- پھر کچھ دنوں تک جاؤں گا--"
روحان نے رازدانہ لجے میں کہا تھا۔

"محے ارحم پسند آگیا ہے-- میں بہت جلد ڈیڈ سے بات کروں گا--"
وہ پرسکون سا کہہ رہا تھا۔ مذکحہ تو اسکی بات سن کر ہونک بھی اسے تک رہی تھی۔
"کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو-- آج ہی مل کر آیا ہوں اسے-- تم سے محبت کرتا ہے--
خوش رکھے گا--!!"

روحان کی بات سن کر مذکحہ سٹپنائی می تھی۔

"نمیں بھائی می-- مرد ذات سے یقین اٹھ گیا ہے-- میں اب اکیلے جینا چاہتی ہوں اور اپنی
پڑھائی می دوبارہ شروع کرنا چاہتی ہوں-- میری ڈاکٹری کا آخری سال ہے-- میں ڈاکٹر بن کر
انسانیت کی خدمت کرنا چاہتی ہوں--!!"
مذکحہ اداس لجے میں کہہ رہی تھی۔

روحان کو حانم یاد آئی می تھی۔ اس نے جو حانم کے ساتھ کیا تھا-- کیا وہ کسی پر یقین کر
سکتی تھی-- نمیں اور شاید کسی لڑکے کو انکار کرنے کی وجہ سے اس نے حانم کا چہرہ جلا دیا
ہو گا۔

یہ خیال اتنا تکلیف دہ تھا کہ وہ آنکھیں بند کر گیا تھا۔۔ اسے اپنا دل کرلاتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔

اسے اپنے اندر سے دل کے رونے اور چیخنے کی آوازیں صاف سنائی می دیتی تھیں۔۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔ جتنا وقت چاہے لے لو۔۔ لیکن تمہارا فیصلہ ارحم کے حق میں ہونا چاہیئے۔۔
وہ تمہارے انتظار میں ہے۔۔!!"

روحان نے اسکا گال تمپھتھیا اور کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔
وہ نہیں چاہتا تھا کہ مدتحہ اسکی آنکھوں میں نمی دیکھے۔۔

"وہ جو بچھڑا تو یہ رمز بھی اس نے سمجھائی
روح ایسے نکلتی ہے لوگ یوں مرا کرتے ہیں۔۔!!"

"مدتحہ کی عدت پوری ہونے کے بعد وہ لوگ منگنی کیلیئے آئیں گے۔۔ مجھے امید ہے آپ ڈیڈ
اور بڑے ڈیڈ دونوں کو سمجھا لیں گی۔۔!!"

روحان بی جان کا ہاتھ پکڑے انہیں بتا رہا تھا۔ روحان کے لجھے میں نرمی تھی۔ بی جان حیرت
سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔

یہ لڑکا پل پل میں رنگ بدلتا تھا۔۔ کبھی اتنا غصہ کہ سب کچھ تھس نہس کر دے۔۔ اور کبھی
لبے حد شفیق

"تم اتنے بڑے کب سے ہو گئیے ہو۔۔؟؟"

لبی جان نے اسکے چہرے کو چھوٹے ہوئے پوچھا۔

ابھی تین سال پہلے کی تو بات تھی وہ دوستوں کے ساتھ آوارہ گردی کیا کرتا تھا۔
گذار کندھے پر لٹکائی رہے، سیلیٰ بجا تا وہ آس پاس کے لوگوں کو رک کر دیکھنے پر مجبور کر دیتا
تھا۔

وہ تب بھی لوگوں کو شاک کر دیتا تھا اور آج بھی ٹھیکنے پر مجبور
وہ کیا تھا لبی جان بھی سمجھ نہیں پائی تھیں۔

"وقت اور حالات انسان کو بہت جلد سب سمجھا دیتا ہے لبی جان۔۔ اور مجھے افسوس ہے
میرے معاملے میں وقت نے تھوڑی دیر کر دی۔۔"
وہ شرارت سے کہہ رہا تھا۔

"خوش رہو سلامت رہو۔۔ آمین۔۔"

لبی جان نے اسکی پیشانی چومنتے ہوئے صدق دل سے دعا دی تھی۔

"ماموں جلدی واپس آنا۔۔ آپکے لئے پر ممانتی بھی ڈھونڈنی ہے۔۔!!
مقدس آپی کے بیٹے ریان نے اسکا ہاتھ کھینچتے ہوئیے کہا تھا۔

وہ سب لوگ ایئر پورٹ پر موجود تھے۔ روحان لندن جا رہا تھا۔ سید جبیل نے اسے زور سے گلے لگایا تھا۔ روحان کو بہت سکون ملا تھا۔

سب بہت خوش تھے اور ساتھ ہی اداں بھی۔

"ممانتی آپکے ماموں نے ڈھونڈلی ہے دعا کرو بس وہ ماموں کو مل جائے۔۔!!
مقدس آپی نے ریان کو سمجھایا تھا۔

"رئی بی بی ماموں۔۔ پہلے نہیں بتایا آپ نے؟؟؟"

ریان شرارت سے پوچھ رہا تھا۔۔

روحان بس مسکرا دیا۔ وہ عجیب کشمکش کا شکار تھا۔۔ کبھی کبھی وہ مان لیتا تھا کہ حanim مرچکی

ہے۔۔
اور کبھی کبھی دل بغاوت کر جاتا تھا۔۔

"وہ مجھے ملے نا ملے۔۔ وہ یہاں بستی ہے۔۔ اور یہیں رہے گی۔۔!!

روحان نے اپنے دل کی طرف اشارہ کر کے مقدس آپی کی بات کا جواب دیا تھا۔

وہ اثبات میں سر ہلا گئی تھیں۔

"ایک بہت بڑی دنیا۔۔ جس میں روشنی کم اور اندر ہیرا زیادہ ہے تمہارے انتظار میں ہے۔۔ یہ ایک نیا سفر ہے۔۔

النور انٹرنسنیشنل مسلم سکول کو تم نے سنہالنا ہے۔ اور پہلے اس قابل بننا ہے کہ تم النور کی رہنمائی کر سکو ۔۔!

ڈاکٹر باسط نے اسے کندھوں سے پکڑتے ہوئیے کہا تھا۔ انکا لندن میں ایک انٹرنسنیشنل اسلامک سکول تھا جس کا نام النور تھا۔ جہاں نئیے مسلمان ہونے والے لوگوں کیلیتے رہنے کی جگہ تھی جنہیں انکے خاندان قبول نہیں کرتے تھے۔

مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کی جاتی تھی اور ہر ویک اینڈ پر النور میں بہت بڑا اجلاس ہوتا تھا جس میں نان مسلم اور ملحد لوگوں کے اسلام پر اعتراض اور مختلف سوالات کے جواب دیے جاتے تھے۔ اس اجلاس میں دنیا کے بہترین مسلم سکالرزم اپنا لیکچر دیتے تھے۔

"ان شاء اللہ،" روحان نے گھرے یقین سے کہا تھا۔

"خیر سے جاؤ اور کامیاب لوٹو۔۔"

مقدس آپی نے اسے دعا دی تھی۔

پاکستان میں بھی موسم ابرآلود تھا۔ اسکی فلاٹیٹ میں بس پندرہ منٹ باقی تھے۔

Classic Urdu Material

"اپنے غصے پر قابو کرنا سیکھو۔۔ غصے انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو ختم کر دیتا ہے۔۔ جانتا ہوں ابھی تم سیکھنے کے مراحل میں ہو۔۔ لیکن تم سب سے الگ سب سے خاص ہو۔۔

"جاؤ بروخودار۔۔ جاؤ اور فتح کرلو۔۔ تمہارا سب سے بڑا ہستقیار محبت ہے۔۔!!

ڈاکٹر باسط نے اسے گلے لگایا اور وہ نم آنکھوں سے مسکرا دیا تھا۔

"اس سے پہلے کہ بارش تیز ہو ہمیں نکلنا چاہیئے۔۔!!
ضیاء جبیل نے کہا تھا۔

وہ سب اپنی گاڑیوں کی طرف جبکہ روحان اندر کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"سوری آر جے۔۔ میں تھوڑا لیٹ ہو گیا۔۔ کوئٹ میں کچھ کام تھا۔۔!!

سبیل نے اسے پہچان لیا تھا۔ وہ بارش میں بیٹھا بھیگ رہا تھا۔ روحان نے اسکے اوپر چھاتہ کیا تھا جو گھری سوچ میں غرق تھا۔۔ اسکی آنکھیں بند تھیں۔۔

"آر جے ---"

سبیل نے اسے کندھے سے پکڑ کر ہلایا۔

وہ چونک کر ماضی سے حال میں واپس آیا تھا۔ ہاں وہ لندن پہنچ چکا تھا۔

"سوری-- آنکھ لگ گئی می تھی شاید--"

روحان اٹھ کر سبیل کے گلے لگا تھا جسے وہ سالوں بعد مل رہا تھا۔

"کمال ہے بھئی می-- اتنی تیز بارش میں جو انسان کو چھرے کو چھو رہی ہو-- اور برف جمادینے والی ٹھنڈی میں تمہیں نیند کیسے آگئی می--؟؟؟"

سبیل نے پوچھا تھا۔

"میرا تعلق محبت کے قبیلے سے ہے-- اور محبت کرنے والوں کو آس پاس کی دنیا کی کوئی می خبر نہیں ہوتی _____ !!

روحان پھیکی سی ہنسی ہنس دیا تھا۔

"اگریٹ-- تو مسٹر محبت کے دیوتا-- گھر چلیں-- کیونکہ یہاں پر بہت سی محبت کی دیوبیان تمہیں کسی اور دنیا میں پہنچے ہوئیے دیکھ کر کافی دیر سے حیرت سے تمہیں تک رہی ہیں ایسا نا ہو کہ محبت کا دیوتا انہیں پسند آجائیے اور پھر مشکل ہو جائیے--!!"

سبیل کی بات سن کر روحان نے حیرت سے ارد گرد دیکھا تھا۔ پتھر کے بینچوں پر چھاتہ لیتے اسے کچھ لڑکیاں نظر آئی تھیں جو اسے ہی گھور رہی تھیں۔

”لا حوله ولا قوت“

روحان بربڑایا تھا۔۔ اس بات پر دونوں کا قہقہہ ابھرا تھا اور پر وہ دونوں ہنسنے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔۔



جب وہ دونوں گھر پہنچے تو بارش کافی تیز ہو چکی تھی۔

روحان غور سے اس ٹاؤن کو دیکھ رہا تھا جسکے پہلی لائیں کو چھوڑ کر دوسری لائیں میں سبیل کا گھر تھا۔

سبیل اسکے ماموں کا بیٹا تھا جو یہاں لندن میں لاک کی پڑھائی میں مکمل کرنے کے بعد اب شہر کی سُی عدالت میں پریکٹس کر رہا تھا۔

روحان یہاں ایم بی اے کا ایک سال مکمل کرنے کے بعد آیا تھا۔ جب وہ زندگی سے بھرپور تھا اور جلد ہی اپنی گلی یعنی لائیں میں اپنی خوبصورت آواز کی وجہ سے مشہور ہو گیا تھا۔

کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا۔۔ لندن ویسا کا ویسا تھا۔۔

لیکن وہ بدل گیا تھا۔۔ سرتا پیر۔۔

اب ایک اداسی اسکے ارد گرد بکھرنے لگی تھی۔

سبیل نے گاڑی گھر کے اندر پورچ میں داخل کی۔

"محبت کے دیوتا۔۔ آپکا شاہی دربار آچکا اتر جائیں"

سبیل کی بات پر وہ مسکرا دیا تھا۔ اور پھر اپنے بیگ کو اٹھا کر گاڑی سے باہر نکلا۔

جیسے ہی وہ گاڑی سے باہر نکلا اسے اپنا خون جمٹا محسوس ہوا تھا۔ گاڑی میں ہیٹھ لگا تھا اسے زیادہ ٹھنڈ محسوس نہیں ہوئی می تھی۔۔ اسکے کپڑے بھیگے ہوئے تھے اور اب ٹھنڈ کا احساس ہوا تھا۔

"چلیں۔۔" سبیل چابی کو انگلی پر گھماتے ہوئی سے پوچھ رہا تھا۔ اور روحان اثبات میں سر ہلا کر اسکے پیچھے گھر میں داخل ہوا۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں۔۔۔؟"

وہ اپنے کمرے میں آرام دہ کرسی پر آتش دان میں لگے ہیٹھ کے سامنے بیٹھا تھا۔

جب سبیل کی آواز گونجی تھی۔ روحان نے بند آنکھیں کو کھولا اور مسکرا کر سبیل کی طرف دیکھا۔

"تمہارا گھر ہے جب چاہے جہاں چاہے آ جاسکتے ہو۔۔ اجازت کی ضرورت نہیں۔۔!!

"نہیں۔۔ میں آرجے کے کمرے میں بنا اجازت گھس نہیں سکتا۔۔!!
سبیل نے ڈنے کی اداکاری کی۔

وہ اب روحان کے سامنے دیوار پر رکھے صوفے پر براجمان ہو چکا تھا۔

"اچھا کیا تم نے کپڑے بدل لیئے۔۔"

اسے خاموش دیکھ کر سبیل نے کہا۔ اس نے محسوس کیا تھا روحان کے چہرے پر اب ہر وقت ایک مسکان ہوتی تھی۔ پہلے جیسی سختی نہیں تھی اب اسکے چہرے پر۔۔
البتہ آنکھوں سے اداسی جھلکتی تھی۔

"حشام نے بتایا مجھے اس لڑکی کا۔۔ سن کر بہت افسوس ہوا۔۔ لیکن خدائی کاموں میں ہم انسان دخل نہیں دے سکتے۔۔

ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اگر تم برا نا مانو۔۔ جب سے تمہاری کہانی سنی ہے یہ سوال ذہن میں گونج رہا ہے۔۔!!

سبیل نے کہا تھا۔ روحان نے سوالیہ نظرؤں سے اسے دیکھا۔

"جب تم اس لڑکی سے اتنی محبت کرتے تھے تو اسے جانے کیوں دیا۔۔؟؟"

سبیل کے سوال نے روحان کی روح کو اندر تک چھلنی کر دیا تھا۔ وہ بس تڑپ کر رہ گیا تھا۔
کچھ دیر خاموشی چھائی میں رہی

"مجھے لگتا ہے میں نے غلط سوال پوچھ لیا ہے۔۔!"

سبیل نے اسے خاموش دیکھ کر معذت کی۔

"کوئی می بات نہیں شاید ابھی مجھ میں وہ حوصلہ نہیں ہے جس سے میں اپنی کہانی کو بیان کر سکوں۔۔!"

"کوئی می بات نہیں۔۔ چھوڑو ان باتوں کو چلو کھانا کھاتے ہیں۔۔ میں ملازم سے کہہ کر آیا تھا۔۔ اس نے لگا دیا ہوگا۔۔!"

سبیل ایک دم کھڑا ہوا۔

روحان کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔۔ لیکن وہ سبیل کا دل نہیں توڑنا چاہتا تھا اس لیتے اسکے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر نکل گیا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ لاونج میں بنی کھڑکی میں آگیا تھا جو باہر لان میں کھلتی تھی۔ سبیل اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔۔ اسے آفس کا کام کرنا تھا۔

روحان نے جیسے ہی کھڑکی کھولی تو ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکہ اسکے چہرے سے ٹکرایا تھا جو اسے اندر تک سرشار کر گیا تھا۔

یہ تازہ ہوا بھی قدرت کی کتنی بڑی نعمت تھی۔۔ جو انسان کو ایک پل کیلیئے مسکرانے پر مجبور کر دیتی تھی۔

جیسے ہی روحان کی نظر لان میں برستی بارش پر پڑی وہ حیران رہ گیا تھا۔
وہ وہاں تھی۔۔ بارش میں بھیگ رہی تھی۔
وہ بہت خوش تھی۔۔ کھلکھلا رہی تھی۔۔ اسکی ہنسی سے فضا میں ایک عجیب سا جلترنگ پیدا ہو رہا تھا۔۔

وہ محبت یا عشق کے اس حصے میں داخل ہو گیا تھا جہاں محبوب کا نظروں کے سامنے ہونا یا نہ ہونا کوئی ہمیت نہیں رکھتا۔۔
وہ ناجانے کہاں تھی۔۔ تھی بھی یا نہیں تھی۔۔
لیکن روحان کو وہ اپنی آنکھوں کے سامنے نظر آ ہو رہی تھی۔

"روحان آؤ نا--"

اس نے روحان کو پکارہ تھا۔ وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں کھڑکی کے رستے ہی باہر لان میں کوڈا تھا۔

اب وہ حanim کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہوا تھا

"کیا تمہیں پتا ہے محبت کے کتنے ہیں--؟؟"
وہ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی پوچھ رہی تھی۔

"نہیں--"

روحان نے نفی میں گردان ہلائی می تھی۔

"بہت اچھی بات ہے مجھے بھی نہیں پتا--"
وہ شرارت سے مسکرائی می تھی--- روحان کیلیئے یہ سب ایک سیراب تھا۔ لیکن وہ نہیں جانتا
تھا واقعی اس وقت تک حanim محبت کے جذبے سے انجان تھی--
وہ نہیں جانتی تھی محبت کا لمس اور احساس کیسا ہوتا ہے۔

"محبت وہ جذبہ ہے-- وہ آگ ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا--

میں نے بہت دفعہ محبت کو الفاظ کی صورت میں پتوں پر بکھیرنے کی کوشش کی ہے-- اور

ہر بار میں کاغذ کے پنؤں کو جلتے پایا ہے۔۔ میں جب بھی اپنی محبت کو کسی چیز کے حوالے کرنا چاہتا ہوں وہ چیز خون اگلتی ہے۔۔ جل جاتی ہے۔۔ ختم ہو جاتی ہے۔۔!!
بارش کے پانی میں روحان کی آنکھوں کی نمی گھل سی گئی تھی۔

”اف۔۔ اتنی خطرناک اور خوفناک محبت
کیسے کر لی تم نے روحان۔۔ کیسے۔۔؟؟“
وہ سرپاٹی سے سوال تھی۔

”نمیں جانتا۔۔ شاید زبردستی کروائی گئی۔۔“
وہ ہنسا تھا۔ خاک کرد یعنے والی درد بھری مسکراہٹ
”سب ختم ہو جاتا ہے۔۔ محبت بھی۔۔ جیسے تمہاری محبت ختم ہوئی تھی۔۔ ایک پل میں۔۔
ایک لمحے میں۔۔ بنا سچائی می جانے
محبت کا کوئی می وجود نمیں ہے۔۔!!“
وہ اب رفتہ رفتہ روحان سے دور ہو رہی تھی۔

”رکو۔۔ نمیں۔۔ محبت ختم نمیں ہوئی می تھی۔۔ محبت کی تو شروعات ہوئی می تھی۔۔!!
روحان نے دہائی دی تھی۔ اسکا دور جانا روحان کو برا لگ رہا تھا۔

"نہیں-- مجھے سب یاد ہے-- سب یاد ہے--!!"

اس نے حانم کے لجے میں اذیت محسوس کی تھی۔

اس سے پہلے وہ مزید دور جاتی۔ روحان نے آگے بڑھ کر اسے پکڑنا چاہا تھا۔ لیکن وہ دھواں

بن کر فضا میں تخلیل ہو گئی تھی۔

اور یہ شاید اسکے لیتے اذیت کی آخری حد تھی۔

بارش کی برسی بوندوں نے، جب دستک دی دروازے پر

محسوس ہوا تم آئے ہو، انداز تمہارے جیسا تھا

ہوا کے ہلکے جھونکے کی، جب آہٹ پائی کھڑکی پر

محسوس ہوا تم گزرے ہو، احساس تمہارے جیسا تھا

میں نے گرتی بوندوں کو، روکنا چاہا ہاتھوں پر

ایک سرد سا پھر احساس ہوا، وہ لمس تمہارے جیسا تھا

تنہا میں، چلا پھر بارش میں، تب ایک جھونکے نے ساتھ دیا

میں سمجھا تم ہو ساتھ میرے، وہ ساتھ تمہارے جیسا تھا

پھر کچھی وہ بارش بھی، رہی نا باقی آہٹ بھی

میں سمجھا مجھے تم چھوڑ گئے، انداز تمہارے جیسا تھا

ملازم سبیل کے کمرے میں چائیے دینے گیا تھا۔ دستک دینے پر سبیل نے اسے اندر آنے کی اجازت دی تھی۔

”آرجے کو چائیے پہنچا دی تم نے--؟؟“
سبیل نے پوچھا۔

”نمیں وہ اپنے کمرے میں نہیں ہیں---“

”ہائیں۔۔۔ کمرے میں نہیں تو پھر کہاں گیا۔۔۔؟؟“
ملازم کی بات سن کر سبیل حیران ہوا۔

”وہ باہر لان میں بارش میں بھیگ رہے ہیں۔۔۔“
ملازم کی بات سن کر سبیل نے اثبات میں سر ہلاکا۔

”لگتا ہے موصوف کا آج ہی سارے کپڑے گیلے کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔!!“
سبیل نے چائیے کی چسکی لیتے ہوئے سوچا۔

”کیا انہیں کوئی می نفیتی مسئی لہ ہے۔۔۔؟؟“
ملازم نے ڈتے ڈتے پوچھا۔

"کیوں ایسا کیوں کہہ رہے تم--؟؟"

سبیل نے ابڑا ٹھاکر غصے سے اسے گھورا۔

"نمیں-- وہ دراصل میں نے ابھی انہیں لان میں کسی سے باتیں کرتے دیکھا۔ لیکن وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔!!"

ملازم کی بات سن کر سبیل چونکا۔

"جاؤ تم ایسی کوئی بات نہیں ہے-- اور اپنے کام سے کام رکھا کرو۔!!

سبیل نے سخت سے لبجے میں کہا تو ملازم شکر کرتا وہاں سے بھاگا۔

جبکہ پیچھے سبیل کو روحان کے متعلق جان کر افسوس ہوا تھا۔

لگے دن اتوار تھا۔ سبیل کام کے سلسلے میں گھر سے باہر گیا تھا۔ روحان اکیلا لائونج میں بیٹھا تھا۔ پچھلی رات وہ کتنی دیر تک جاگتا رہا تھا۔ پرنہ جانے کب اسکی آنکہ لگی تھی۔۔۔

لیکن وہ شاید سویا نہیں تھا۔ نیند تو وہ ہوتی ہے جسکے بعد ہم اٹھیں تو پر سکون ہوں۔۔۔ جبکہ روحان کے معاملے میں ایسا نہیں تھا۔۔۔

وہ سوتے میں جاگتا تھا۔ اور جاگتے میں سوتا۔۔
کچھ دیر وہ بیٹھا رہا۔ پھر اٹھا اور ظہر کی نماز ادا کی۔
نماز کے بعد وہ ترنجمنے والا قرآن کھول کر بیٹھ گیا تھا۔۔
کل رات اس نے اپنی الماری بھی سیٹ کی تھی۔۔
وہ پاکستان سے اپنے بیگ اور سوٹ کیس میں کپڑے کم کتابیں زیادہ لایا تھا۔۔ اسے جن
کتابوں پر شک تھا کہ لندن سے نہیں ملیں گی وہ ان سب کو اٹھا لایا تھا۔۔ جن میں زیادہ تر
اسلامی کتابیں تھیں۔
قرآن پاک کو پڑھنے کے بعد اسکے ذہن میں ایک سوال ابھرا تھا جو وہ ڈاکٹر باسط سے پوچھنا چاہتا
تھا۔
اس نے ابھی کچھ دیر پہلے مومنین کی صفات پڑھی تھیں۔
روحان کو حیرت ہو رہی تھی وہ مومن تو کیا اچھا مسلمان بھی نہیں تھا، وہ ابھی دھوکے باز
سمجھتا تھا خود اور جھوٹا بھی۔۔
ابھی تک وہ بڑوں کی ہر بات نہیں مانتا تھا بلکہ اپنی مرضی کرتا تھا۔
اس نے ڈاکٹر باسط کے اکاؤنٹ کو کھولا اور اور وہاں اپنا سوال لکھا تھا۔۔
اسے امید تھی سرچ کرنے پر جواب مل جائے گا۔۔ شاید اس سے پہلے بھی بہت سے لوگوں
نے یہ سوال کیا ہو۔۔
اور اسکے چھرے پر ایک دم رونق چھاگئی تھی جب اسے اپنے سوال سے متعلق ویٹیو ملی۔

"اسلام اور مسلمانوں کے عمل میں واضح فرق کیوں؟

"اگر اسلام بہترین مذہب ہے تو بہت سے مسلمان بے ایمان کیوں ہیں اور دھوکے بازی، اور رشوت اور منشیات فروشی میں کیوں ملوث ہیں؟"

یہ سوال کسی ملحد نے کیا تھا۔ اور ڈاکٹر باسط کا جواب موجود تھا۔

"میں آپکی بات سے اتفاق کرتا ہوں براد۔ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر باسط نے تحمل سے سوال سننے کے بعد بولنا شروع کیا۔

"اسلام بلاشبہ بہترین مذہب ہے لیکن میڈیا مغرب کے ہاتھ میں ہے جو اسلام سے خوفزدہ ہے، میڈیا مسلسل اسلام کے خلاف خبریں نشر کرتا وہ اسلام کے بارے میں غلط معلومات پہنچاتا ہے وہ اسلام کے بارے میں غلط تاثر پیش کرتا ہے، غلط حوالے دیتا ہے اور واقعات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے، جب کسی جگہ کوئی بھم پھٹتا ہے تو بغیر کسی ثبوت کے سب سے پہلے مسلمانوں پر الزام لگا دیا جاتا ہے۔ وہ الزام خبروں میں سب سے زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ لیکن بعد میں جب یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کے ذمہ دار غیر مسلم تھے تو یہ ایک غیر اہم اور غیر نمایاں خبر بن کر رہ جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی پچاس برس کا مسلمان کسی پندرہ سالہ لڑکی سے اس کی اجازت سے شادی کرتا ہے تو مغربی اخبارات میں وہ پہلے صفحے کی خبر بنتی ہے، لیکن جب کوئی 50 سالہ غیر مسلم 6 سالہ لڑکی کی عصمت دری کرتا ہے تو یہ سانحہ اندر کے صفحات میں

ایک معمولی سی خبر کے طور پر شائع ہوتا ہے۔ امریکہ میں روزانہ عصمت دری کے 2713 واقعات پیش آتے ہیں لیکن خبروں میں جگہ نہیں پاتے کیونکہ یہ امریکیوں کی طرز زندگی کا ایک حصہ ہے--!!

ہر معاشرے میں ناکارہ لوگ ہوتے ہیں، میں اس بات سے باخبر ہوں کہ ایسے مسلمان یقیناً موجود ہیں جو دیانتدار نہیں اور دھوکے بازی اور دوسرا مجبانہ سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ لیکن میڈیا یہ ثابت کرتا ہے کہ صرف مسلمان ہی ان کا ا Zukab کرتے ہیں، حالانکہ ایسے افراد اور جرأم دنیا کے ہر ملک اور ہر معاشرے میں ہوتے ہیں۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ بہت سے مسلمان بلا نوش ہیں، اور غیر مسلموں کے ساتھ مل کر شراب نوشی کرتے ہیں۔

لیکن مسلم معاشرے کی مجموعی حالت بہتر ہے، اگرچہ مسلمان معاشرے میں بھی کالی بھیڑیں موجود ہیں مگر مجموعی طور پر مسلمانوں کا معاشرہ دنیا کا بہترین معاشرہ ہے۔ ہمارا معاشرہ دنیا کا وہ سب سے بڑا معاشرہ ہے جو شراب نوشی کے خلاف ہے، یعنی ہمارے ہاں عام مسلمان شراب نہیں پیتے۔ مجموعی طور پر ہمارا ہی معاشرہ ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ خیرات کرتا ہے۔ اور جہاں تک حیا، متانت، انسانی اقدار اور اخلاقیات کا تعلق ہے دنیا کا کوئی معاشرہ ان کی مثال پیش نہیں کرسکتا۔ بوسنیا، عراق اور افغانستان میں مسلمان قیدیوں سے عیسائیوں کا سلوک اور بربادی خاتون صحافی کے ساتھ طالبان کے برتاؤ میں واضح فرق صاف ظاہر ہے۔

اس بات کو میں ایک مثال سے سمجھاتا ہوں،

اگر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ مرسیدیز کار کا نیا مادل کیسا ہے اور ایک ایسا شخص جو ڈرائیور
نمیں جانتا سٹینگ پر بیٹھ جائے اور گاڑی کمیں دے مارے تو آپ کس کو الزام دیں گے؟
کار کو یا ڈرائیور کو ہ فطری بات ہے کہ آپ ڈرائیور کو الزام دیں گے۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کار
کتنی اچھی ہے، ڈرائیور کو نہیں بلکہ کار کی صلاحیت اور اسکے مختلف پہلوؤں کو دیکھنا چاہیئے کہ
یہ کتنی تیز چلتی ہے، ایندھن کتنا استعمال کرتی ہے، کتنی محفوظ ہے وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح اگر یہ بات محض دلیل کے طور پر مان بھی لی جائے کہ مسلمان خراب ہیں تب بھی
ہم اسلام کو اس کے پیروکاروں سے نہیں جانچ سکتے۔ اگر آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کتنا
اچھا ہے تو اسے اس کے مستند ذرائع سے پرکھیں، یعنی قرآن مجید اور صحیح احادیث سے!

اسلام کو محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی سے پرکھیں،

اگر آپ عملی طور پر یہ دیکھنا چاہیں کہ کار کتنی اچھی ہے تو اس کے سٹینگ وہیل پر کسی
ماہر ڈرائیور کو بھائیں، اسی طرح یہ دیکھنے کے لیے کہ اسلام کتنا اچھا دین ہے تو اس کا بہترین
طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے آخری پیغمبر ﷺ کو سامنے رکھ کر دیکھیں، مسلمانوں کے علاوہ بہت
سے دیانتدار اور غیر متعصب غیر مسلم مؤمنون نے علانیہ کہا ہے کہ حضرت محمد ﷺ بہترین
انسان تھے، ماٹیکل ایج ہارٹ نے "تاریخ پر اثر انداز ہونے والے سو انسان" کے عنوان سے

کتاب لکھی جس میں سرفہرست پیغمبر اسلام محمد ﷺ کا اسم گرامی ہے، غیر مسلموں کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں جن میں انہوں نے نبی ﷺ کی بہت تعریف کی ہے، مثلًاً تھامس کا لائل، لا مارٹن وغیرہ۔

تو یہ آپ کا کہنا درست ہے--- مسلمان اور اسلام میں کے عمل میں واضح فرق ہے۔۔ لیکن چونکہ مسلمان ایک انسان ہے جو آدم کی اولاد ہے اور غلطی اسکی فطرت میں شامل ہے۔۔ تو بہتر ہے آپ اسلام کے بہترین لوگوں کو دیکھیں۔ آپ کو پتا چل جائیے گا کہ اسلام کتنا مضبوط دین ہے۔"

ڈاکٹر باسط خاموش ہو چکے تھے۔۔ ہال تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔۔
روحان سکتے کی حالت میں انہیں سن رہا تھا۔

"مسلمان پرنیکٹ نہیں ہیں جبکہ اسلام پرنیکٹ ہے مسٹر آرجے۔۔ تو آپ مسلمانوں کو نہیں اسلام کو دیکھیں۔۔"

ام حنم کے الفاظ اسکی سماعت سے ٹکرائیے تھے۔۔ اس سوال کا جواب تو دو جملوں میں بہت پہلے دے چکی تھی۔۔

وہ کیوں نہیں سمجھا تھا۔۔ شاید ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔۔ اور شاید سمجھنے کا بھی

ویڈیو دیکھنے کے بعد روحان جلدی سے اٹھا اور کپڑے بدلتے۔۔ اسے النور ادارے میں جانا تھا جو
ڈاکٹر باسط کا تھا۔۔ وہ وہاں سے تعلیم حاصل کرنا چاہتا تھا۔

سبیل گھر نہیں تھا اور ناہی گاڑی تھی۔ اور روحان نے ابھی گاڑی نہیں لی تھی۔ اس نے
ٹرین سے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ پتہ اسے معلوم تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ٹرین میں بیٹھا تھا۔ شیشے سے وہ پیچھے کی جانب بھاگتے نظاروں کو دیکھ رہا
تھا۔

اسکے سامنے سیٹ پر ایک لڑکا اور ایک لڑکی بیٹھے تھے۔

"تو تمara اپنی گرل فرینڈ سے بریک اپ کیوں ہوا۔۔؟؟"

لڑکی نے لڑکے سے سوال کیا تھا۔ شاید وہ دونوں دوست تھے۔

"تم جانتی ہو میری گرل فرینڈ بہت مذہبی قسم کی تھی۔ ایک دن وہ کہنے لگی کہ اسے خدا سے
عشق ہے۔۔

مجھے حیرت ہوئی۔۔ میں نے کہا کہ تم خدا سے عشق نہیں کر سکتی۔ تمہاری اتنی اوقات
نہیں۔۔ ہاں البتہ تم چاہو تو اسے عاشق بنا سکتی ہو۔۔!!

بس اتنی سی بات تھی وہ اٹھی اور چائیے گا کپ میرے سر پر مار کر چلی گئی۔۔

لڑکے کی بات سن کر لڑکی خوب ہنسی تھی البتہ روحان مٹھکا تھا۔

اسے وہ رات یاد آگئی تھی۔۔ اس رات جب وہ حanim کو ڈھونڈتے ہوئے اسکے گھر پہنچ گیا تھا۔ جب وہاں پر اس نے فقیر نے اس پلٹ جانے کو کہا تھا۔۔

لیکن روحان میں اتنی ہمت نہیں تھی۔۔ وہ وہیں گھٹنے زمین پر لٹکا کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔ اسکی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔ وہ ہر حالت میں حanim سے ملنا چاہتا تھا۔

"ایک بات کہوں۔۔ اگر تم اس پر عمل کرو گے تو سب کچھ تمہاری منشا کے مطابق ہو گا۔۔"

فقیر کے پراسرار لمحے میں کہنے پر وہ چونکا تھا۔

"جاؤ۔۔ اور جا کر اللہ کو عاشق بنالو۔۔ جب تو اسے اپنا بنالے گا اور اسکا بن جائیے گا تو سب مل جائیے گا تجھے جو ناممکن ہے۔۔ سب ممکن ہو جائیے گا۔۔"

فقیر کی بات سن کر آرجے کو حیرت ہوئی تھی۔۔ اسے اتنا پتا تھا کہ اللہ کو عاشق کہنا غلط تھا۔ وہ جانتا تھا اسکے گھر میں اللہ سے عشق کرنے کی باتیں کی جاتی ناکہ اسے عاشق بنانے کی۔۔ اسے فقیر پر کس پاگل کا گمان ہوا تھا۔۔

"سوچ کیا رہا ہے۔۔ اب جایہاں سے۔۔"

فقیر چلایا تھا لیکن وہ الجھا الجھا سا اسے دیکھ رہا تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا فقیر اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکے پاس سے گزر کر گلی میں کمیں
غائب ہو گیا تھا۔۔۔

روحان کو وہ رات یاد آگئی می تھی۔ وہ فقیر کی بات کو نظر انداز کرچکا تھا لیکن آج پھر اسکے
سامنے کسی نے وہی بات کی تھی۔

اسے حیرت ہو رہی تھی۔ روحان کچھ کہنا چاہتا تھا۔۔ وہ اس لڑکے سے پوچھنا چاہتا تھا کہ اللہ
سے عشق کیوں نہیں کیا جا سکتا۔۔؟؟۔

لیکن شاید انکا اسٹیشن آگیا تھا اور وہ دونوں اتر گئیے۔۔

روحان الجھ کر رہ گیا تھا۔

وہ النور سکول پہنچ چکا تھا۔ گیٹ پر گارڈ نے اسکا شناختی کارڈ چیک کیا تھا اور پھر اسے اندر
جانے کی اجازت دے دی تھی۔

یہ ادارہ بہت خوبصورت تھا۔۔ بہت بڑا تھا۔۔ اور بہت خوبصورتی سے سجا گیا تھا۔

وہ نفاست سے قدم اٹھاتا ریسپیشن کی طرف بڑھا تھا۔

ریسپیشن پر ایک لڑکا بیٹھا تھا جو شاید مغرب کا ہی رہنے والا تھا۔

Classic Urdu Material

"آسلامُ عَلَيْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکاتُهُ،"

اس سے پہلے روحان کچھ کہتا اس لڑکے نے روحان کو سلام کیا تھا۔ جسکا جواب روحان نے حیران ہوتے ہوئے دیا تھا۔

"جی آپکا نام---؟"

لڑکے نے پوچھا تھا یقیناً وہ مسلمان تھا۔

"روحان جبیل--"

"اوووہ-- کیا واقعی-- ماشاءاللہ ماشاءاللہ ڈاکٹر صاحب نے بتایا تھا کہ انکا بیٹا آئی سے گا اس جگہ پر اسکا خاص خیال رکھنا ہے--"

وہ لڑکا کہتا ہوا روحان کے لگے لگ گیا۔ جبکہ روحان تو حیرت سے گنگ کھڑا تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ ڈاکٹر باسط اسے اپنا بیٹا مانتا تھا۔ شدت جذبات سے اسکی آنکھیں نم ہوئیں۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا وہ لڑکا اسے لے کر ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

لگے دن کورٹ جاتے ہوئے سبیل نے اسے یونیورسٹی چھوڑا تھا۔

"بیسٹ آف لک-- محبت کے دیوتا اور یہاں محبت کی دیلوں سے بچ کر رہنا--"

وہ شرارت سے کہتا گاڑی بھگا کر لے گیا تھا جبکہ روحان اسکی شرارت پر مسکرا کر رہ گیا تھا۔

وہ ایک گھری سانس لے کر یونیورسٹی میں داخل ہوا تھا۔

کچھ دیر آوارہ گردی کرنے کے بعد اسے اپنا ڈیپارٹمنٹ مل گیا تھا۔

یہاں کا ماحول بالکل ویسا ہی تھا جیسا ایک یونیورسٹی کا ہوتا ہے۔۔

ہر طرف قہقہے۔۔ زندگی سے بھرپور سلوڈنٹس۔۔ شرارتیں کرتے کچھ ٹین انج

وہ سب دیکھ کر بس ہلکا سا مسکرا دیا تھا۔۔ اسے ملکی سے ساتھ گزارے اپنے دن یاد آگئیے تھے۔

پہلے لیکچر میں کیا پڑھایا گیا تھا اسے کچھ خاص سمجھ نہیں آئی تھی۔ اسکا دماغ کل والے سوال میں اٹکا تھا۔ وہ جلد از جلد ڈاکٹر باسط سے بات کرنا چاہتا تھا۔

پہلا لیکچر کب ختم ہوا۔۔ پروفیسر کب کلاس سے گیا اسے کچھ خبر نہیں تھی۔

وہ تب چونکا جب دوسرا پروفیسر کلاس میں داخل ہوا

روحان کلاسز شروع ہونے کے بعد ایک ہفتہ لیٹ آیا تھا۔

سب کا تعارف یقیناً ہو چکا تھا۔۔ اسے وہاں ابھی تک کوئی تک کوئی نہیں جانتا تھا۔

"ہے یو۔۔ کہاں گم ہو۔۔؟؟"

پروفیسر نے اسے گھری سوش میں غرق دیکھ کر پوچھا۔ شاید پروفیسر کافی تیز نظر تھے۔

"یس پروفیسر--"

وہ چونک کر سپرہا ہوا۔

"کیا نام ہے تمہارا۔۔؟؟"

وہ اب پوچھ رہے تھے۔

"روحان جبیل--"

روحان نے کھڑے ہوتے ہوئی سے بتایا۔

پروفیسر کے چھرے پر حیرت پھیل گئی تھی۔

"کیا تم سچ میں وہی ہو۔۔ ہمیشہ سے گولڈ میڈل حاصل کرنے۔۔ غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک۔۔؟؟"

وہ حیرت سے پوچھ رہے تھے۔

"جی---"

روحان کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ اتنے حیران کیوں ہو رہے تھے۔

"میں نے تمہاری فائیل دیکھی تھی اورتب ہی تمہیں اس یونیورسٹی میں ایڈیشن کیلیئے اوکے کیا تھا۔۔ لیکن شک تھا کہ شاید ایڈمن آفس والے تمہیں ری جیکٹ نا کر دیں۔۔

ویل میں ہوں پروفیسر جسٹن۔۔ یہاں کا HOD اور مجھے تم سے مل کر اچھا لگا۔۔!!"

Classic Urdu Material

پروفیسر کے اسکی تعریف کرنے پر کلاس میں ہلچل سی مج گئی تھی۔ سٹوڈنٹس پیچھے مر مر کر اسے دیکھ رہے تھے۔

"Thank you so much professor"

روحان نے بس اتنا ہی کہا تھا۔

اور پروفیسر جسٹن اسے گھری نگاہ سے دیکھ کر رہ گیا تھا۔ البتہ چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

کلاس کے بعد وہ لان میں بنے بیٹھ گیا تھا۔ موسم خوشگوار تھا۔ لان کے نیچوں بیچ ایک خوبصورت سافوارہ تھا جس پر پندوں کا ہجوم تھا جو وہاں سے پانی پی رہے تھے۔ انکی چھپاہٹ کانوں کو بھلی محسوس ہو رہی تھی۔

روحان نے کچھ سوچتے ہوئے ڈاکٹر باسط کا نمبر ملایا تھا۔ دو تین بیل جانے کے بعد اسکی کال رسیو کر لی گئی تھی۔

سلام دعا کے بعد روحان اپنی بات پر آیا تھا۔

"مجھے کچھ پوچھنا ہے آپ سے ڈاکٹر--"

"جی ضرور پوچھو-- تم میرے سب سے زیادہ سوال کرنے والے شاگرد ہو--!!"
وہ مسکرائیے تھے۔ روحان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیلی۔

"اللہ سے عشق کیوں نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے ایک فقیر کے منہ سے سنا تھا اللہ کو عاشق
بنالو۔ اس سے عشق کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے۔؟؟"
روحان کی بات سن کر ڈاکٹر باسط مسکرائیے تھے۔

"مجھے یہ بتاؤ کہ عاشق کون ہوتا ہے۔؟؟

"عاشق وہ جو محبوب کے کرنے پر چلے۔ اسکا خاص خیال رکھے۔ جو محبوب کرے وہ وہی
کرے۔ محبوب بھوکا ہو اور کچھ ناکھائیے تو وہ بھی بھوکار ہے۔!!
روحان نے اپنی طرف سے ایک عاشق کی خصوصیات بیان کر دی تھیں۔

"بالکل۔ تو مجھے بتاؤ کہ اگر تم اللہ سے عشق کرنا چاہو تو ان سب خصوصیات پر پورا اتر سکتے
ہو۔؟؟ اللہ کو اونگ نہیں آتی کیا تم اسکے لیے ساری زندگی جاگ سکتے ہو۔؟؟
اللہ تمیں ہر وقت دھیان میں رکھتا ہے کیا تم اسے ہر وقت دھیان میں رکھ سکتے ہو۔؟؟
اللہ تمہارے دل کے راز جانتا ہے کیا تم اللہ کو اتنا جان سکتے ہو۔؟؟
اللہ تمیں بہت سی نعمتیں عطا کرتا ہے تم اللہ کو کیا دے سکتے ہو۔؟؟"

ڈاکٹر باسط کے سوالوں نے روحان کو ٹھیکنے پر مجبور کیا تھا۔

"عاشق کا درجہ بہت بڑا ہے جس پر صرف اللہ ہی پورا اتر سکتا ہے--
وہ ان سب خصوصیات پر پورا اتنا ہے جو ایک انسان کے بس کی بات نہیں--
اس لیئے جو فقیر نے کہا وہ اس نے اپنی طرف سے ٹھیک کہا تھا۔--
انسان تو بس اللہ کے احکام مان کر اسے اپنا بنا کر اسکا محبوب بندہ بن سکتا ہے۔-- وہ کبھی بھی
عشق کے تقاضوں پر پورا نہیں اتر سکتا۔--!!
وہ کبھی عاشق نہیں بن سکتا۔--!!"

ڈاکٹر باسط خاموش ہو چکے تھے۔-- اور روحان ایک سکتے سے باہر آیا تھا۔
بات تو ٹھیک کی تھی ڈاکٹر باسط نے۔-- یقیناً وہ فقیر اور وہ لڑکا اس راز کو جان گیا تھا کہ انسان
عشق کے تقاضوں پر پورا نہیں اتر سکتا۔--
یہ ایک بہت مشکل کام ہے۔-- شاید دنیا میں کچھ ایسے لوگ گزرے ہوں جنہوں نے اللہ سے
عشق کیا ہو

یہ ایک عام انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔

وہ ابھی اسی سوچ میں غرق تھا جب ایک ادھیر عمر آدمی اسکے پاس آکر بیٹھ گیا تھا۔
"لگتا ہے کوئی می بہت اہم راز پایا ہے۔-- تبھی چرہ اتنا چمک رہا ہے۔--!!
اس آدمی نے کہا تھا۔-- روحان نے چونک کر اسے دیکھا۔

Classic Urdu Material



"لگتا ہے کوئی می بہت اہم راز پایا ہے-- تجھی چہرہ اتنا چمک رہا ہے--!!
اس آدمی نے کہا تھا-- روحان نے چونک کرا سے دیکھا۔
کچھ دیر پہلے وہ آدمی اس فوارے کے قریب کھڑا وہاں آس پاس اڑتے پندوں کو دانہ ڈال رہا
تھا۔

"جی-- راز پایا ہے کہ عشق کے تقاضے بہت کڑے ہیں--"
روحان نے جواب دیا تھا۔

"تو کیا عشق کرنا انسان کے بس کی بات نہیں--؟؟"
اس نے دوبارہ پوچھا۔

"جنوں نے عشق کیا وہ نارمل نہیں پا گل کمالیے ہیں--!!"

"یعنی عشق فنا کرتا ہے--؟؟"

ایک اور سوال حاضر تھا۔

”عشق تو بقا عطا کرتا ہے، ایک انسان جب فنا ہوتا ہے تب ہی بقا پاتا ہے۔۔۔!!“

روحان کے پاس جواب موجود تھا۔

”کیا خدا سے عشق ہو سکتا ہے-- کیا کبھی کسی نے اس ذات سے عشق کیا ہے--؟؟“

”یہی تو راز پایا ہے کہ عشق کے تقاضے کڑے بیں--- خدا سے عشق کرنا جتنا مشکل ہے اتنا ہی آسان ہے--!!“

”میں نے سنا ہے خدا اپنے بندے سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے-- تو خدا کو عاشق کہنا درست ہوگا--؟؟“

روحان چونکا تھا۔

”آج کل ہم نے عشق اور محبت کو اتنا غلط رنگ دے دیا ہے جب ہم عاشق کی بات کرتے ہیں تو بہت ہی غلط تصور ذہن میں اجھرتا ہے-- حالانکہ خدا نے ہر جذبے کو پیدا فرمایا ہے لیکن انسان نے کسی چیز کو نہیں بخشا--!!“

"تو ایسی صورتحال میں کیا کرنا چاہیئے--؟ لفظ عاشق خدا کیلئے استعمال کرنا کچھ عجیب سالگرتا ہے--!!"

"وہی تو کہہ رہا ہوں-- کہ ہم نے جذبات کو تو غلط رنگ دیا ہی تھا اسکے ساتھ الفاظ کی شناخت کو بھی مسخ کر دیا ہے-- انسان بہت ظالم واقع ہوا ہے-- اس نے عشق کو ایسا رنگ دے دیا ہے کہ جب لفظ عاشق زبان پر آتا ہے تو دماغ اس لفظ کا تمسخر اڑاتا ہے--، میرے خیال سے خدا کو عاشق کرنے سے بہتر ہے اپنے آپ کو خدا کا محبوب بندہ بنایا جائیے--!!"

روحان نے پہلی بار کسی سوال کا جواب دیا تھا۔

"بہت خوب-- خدا کا محبوب بندہ ____ سن کر اچھا لگا--!!
لیکن اب میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ خدا کا محبوب بندہ کیسے بنا جا سکتا ہے-- کیونکہ اسکے لیے مجھے اپنا عقیدہ بدلتا ہو گا--!!"

"جیسے آپ کو بہتر لگے--"

روحان مسکرایا۔

"ہیلو۔۔ میرا نام تھامس ہے۔۔ مجھے تمہارا جواب بہت پسند آیا ہے۔۔ بہت عرصے بعد کوئی می ایسا شخص ملا ہے جو الفاظ کا ہبیر پچیر جانتا ہے۔۔ تم سے مل کر اچھا لگا مسٹر۔۔؟؟" اس آدمی نے روحان کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا یقیناً وہ اسکا نام نہیں جانتا تھا۔

"روحان جبیل۔۔"

روحان کے اسکے سوالیے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے اسکا ہاتھ تھامہ اور اپنا نام بتایا۔

"نائیں نہیں۔۔ میں سامنے والے فلاسفی ڈیپارٹمنٹ میں پروفیسر ہوں۔۔ پچھلے تیس سالوں سے یہاں پڑھا رہا ہوں۔۔ لیکن آج پہلی بار کسی سے سوال و جواب کر کے مزہ آیا ہے۔۔!! پروفیسر تھامس نے سرشار سے لمحے میں بتایا۔

"اوہ آپ پروفیسر ہیں۔۔ معاف کیجیئے گا میں یہاں نیا ہوں مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ ایک استاد ہیں۔۔!!"

روحان ادب سے ایک دم کھڑا ہوا۔

Classic Urdu Material

"بیٹھ جاؤ برخودار، مجھے استاد سے زیادہ دوست بننا اچھا لگتا ہے--"

پروفیسر تھامس مسکرائیے تو روحان بیٹھ گیا۔

"جینیکس پڑھنے آئی رے ہو--؟؟"

پروفیسر تھامس پوچھ رہے تھے۔

"جی--"

روحان بس اتنا ہی کہہ پایا۔

"بہت خوب--، اچھی بات ہے-- انسان کو اپنے بارے میں جانا چاہیئے--!!

"معذرت-- لیکن میں آپکی بات سمجھا نہیں--"

روحان کے چہرے پر الجھن ابھری۔

"کیا اب ایک Sulphite کو بھی سمجھانے کی ضرورت ہے--؟؟"

Classic Urdu Material

پروفیسر تھامس نے رازدانہ انداز میں کہا تھا۔

روحان تو انکی بات سن کر حیران رہ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے بربخودار میں اب چلتا ہوں میرے لیکچر کا وقت ہو رہا ہے۔۔۔ بہت جلد ملاقات ہو گی

چائی سے پر۔۔۔!"

اس سے پہلے روحان کچھ کہتا پروفیسر تھامس اپنی جگہ سے اٹھے اور مسکرا کر کہتے آگے بڑھ گئی۔۔۔

روحان حیرانی سے انہیں جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"کیسے رہا تمہارا یونیورسٹی کا پہلا دن۔۔۔؟؟"

رات کے کھانے پر سبیل اس سے پوچھ رہا تھا۔

"اچھا رہا ہے۔"

Classic Urdu Material

”کوئی مشکل تو نہیں پیش آئی محبت کے دیوتا کو۔۔؟؟“
سبیل کا لجہ شرارتی تھا۔

”نہیں۔۔“

روحان کے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔

”کوئی محبت کی دیوی ملی۔۔؟؟“
سبیل شاید اسکا مزاج خوشگوار بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔

”کوئی ایک ہو تو بتاؤ، یہاں تو دیویوں کی بھرمار ہے۔۔“

”ھاہا۔۔ درست فرمایا۔۔ ایسی ایسی دیویاں ہیں انسان بس دیکھتا رہ جائیے۔۔“

روحان کا جواب سن کر سبیل کا قہقہہ ابھرا تھا۔

”اسی لئے میں نہیں دیکھتا اب۔۔“

Classic Urdu Material

"وہ اس لئے کہ تمہارے دل پر کسی اور کا سایہ ہے-- تم اسکے سحر سے باہر نکلو تو دیکھو نا--"

سبیل نے کھانے کی میز سے اٹھتے ہوئیے کہا۔ جبکہ روحان خاموش رہا تھا۔ وہ اپنی محبت پر بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"چائیے پیو گے--؟؟"

سبیل پوچھ رہا تھا۔

"اگر مل جائیے تو نوازش ہوگی--"

روحان زبردستی مسکرایا۔

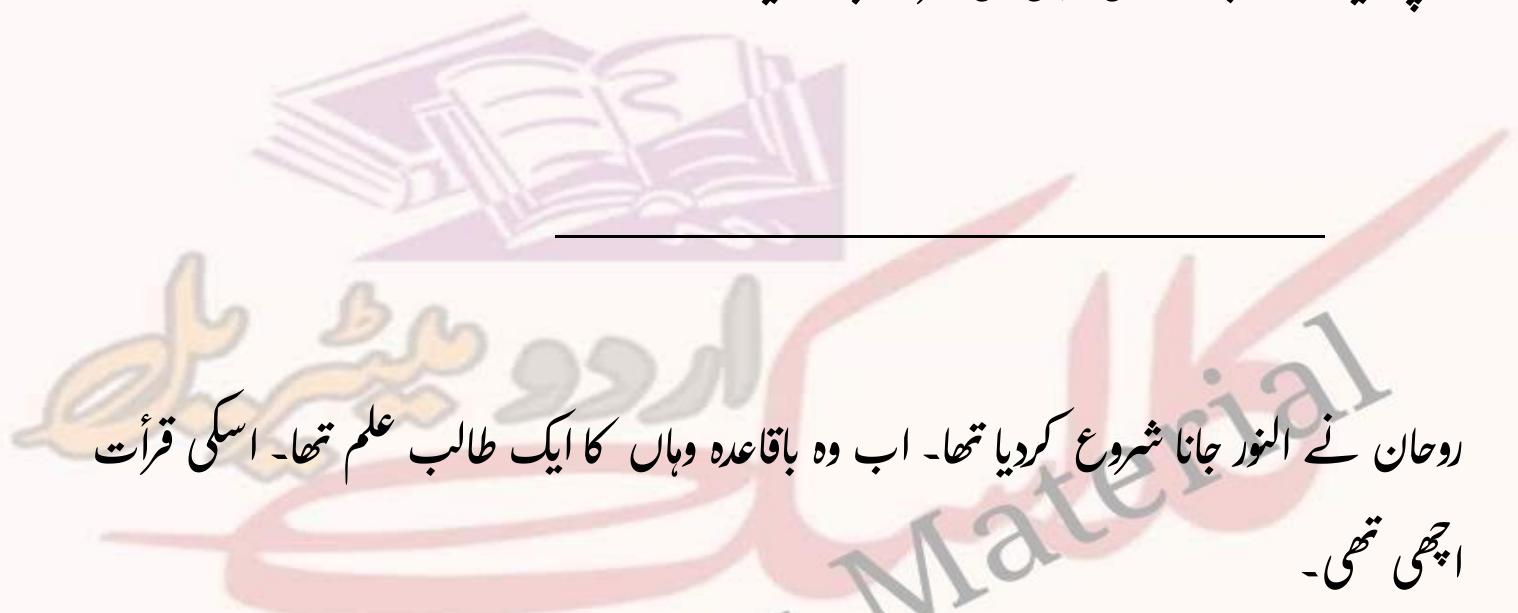
"تمہاری اردو کافی اچھی ہو گئی ہے-- ایڈیٹ، سٹوپڈ کہنے والا شخص معذرت اور نوازش پر اتر آیا ہے-- کمال ہے۔"

"تو تم کیا چاہتے ہو-- میں تمہیں ایڈیٹ کہوں--؟؟"

مد مقابل بھی روحان تھا۔

"نمیں-- نمیں-- میں تو بس ایسے ہی ایک بات کر رہا تھا-- !!"
سبیل سٹپٹا یا تھا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ روحان کا کوئی یہ بھروسہ نہیں وہ اسے سب کے
سامنے You idiot کہہ دیتا۔

سبیل کے سٹپٹا نے پر روحان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری تھی جسے وہ کمال مہارت سے
چھپا گیا تھا۔ جبکہ سبیل کچن کی طرف بڑھ گیا۔

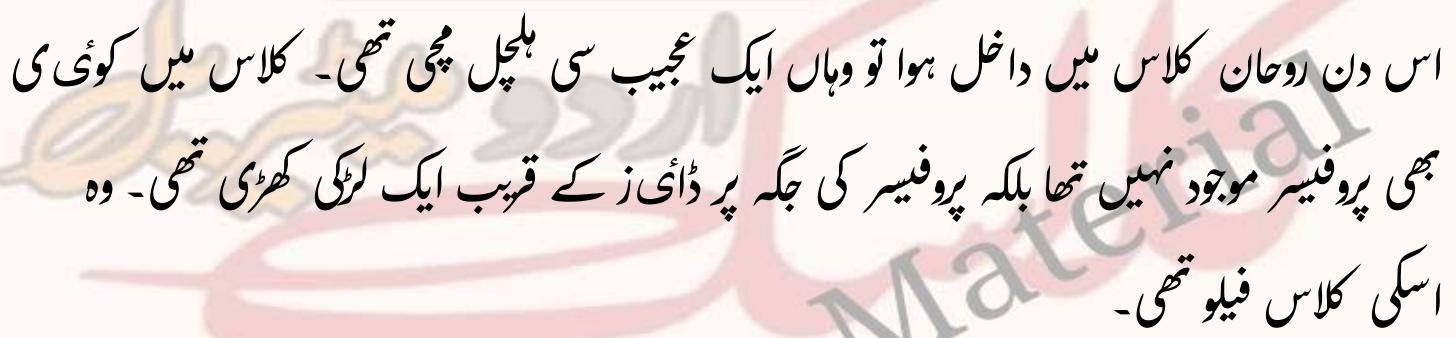


روحان نے النور جانا شروع کر دیا تھا۔ اب وہ باقاعدہ وہاں کا ایک طالب علم تھا۔ اسکی قراءت
اچھی تھی۔

وہاں بہت اچھے معلم موجود تھے جو بچوں کو اور نئیے آنے والے مسلم کو پڑھاتے تھے۔
روحان حیران ہوتا تھا۔ وہ جب کچھ پڑھنا شروع کرتا تھا تو لفظ بہترین انداز میں اسکے منہ سے ادا
ہوتے تھے۔ اسے یاد آیا تھا وہ قرآن پاک مکمل کرچکا تھا اور حفظ کر رہا تھا جب مولوی نے اس
پر شیطان کا ڈھپہ لگا کر اسے مسجد سے نکال دیا تھا اور پھر اسکی ماں نے اسے پڑھانا شروع کیا
تھا۔

اس سے پہلے وہ اپنا حفظ مکمل کرتا۔ وہ ہمیشہ کیلیئے دنیا چھوڑ کر چلی گئی تھیں

روحان کو اب سمجھھ آیا تھا وہ سب آیات-- وہ سب الفاظ وہ اسکے لاشعور میں کہیں محفوظ ہو گئیے تھے-- اور اب اسے یہ جان کر خوشی ہوتی تھی کہ وہ کبھی اس پاک کلام سے جڑا رہا تھا۔



اس دن روحان کلاس میں داخل ہوا تو وہاں ایک عجیب سی ہلچل مجی تھی۔ کلاس میں کوئی بھی پروفیسر موجود نہیں تھا بلکہ پروفیسر کی جگہ پر ڈائیز کے قریب ایک لڑکی کھڑی تھی۔ وہ اسکی کلاس فیلو تھی۔

روحان نے اسے پہلے بھی دیکھا تھا۔

”کیا کوئی خاص اعلان ہے آج ابی--؟؟“

ایک لڑکے نے پوچھا تھا۔

”ہاں بہت خاص اعلان ہے--“

ابی نے مسکرا کر جواب دیا۔

تو اسکا نام ابی تھا۔ روحان کو ابھی کسی سٹوڈنٹ کا زیادہ نہیں پتا تھا۔ وہ وقت پر کلاس میں آتا اور پھر چلا جاتا تھا۔

وہ مسلمان تھا۔ اسکے کلاس فیلو جو کہ زیادہ تر عیسائی ہی اور یہودی تھے اسکے مسلم ہونے سے خار کھاتے تھے۔ اور شاید اسی وجہ سے کوئی ہی اس سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا۔ اور ناہی روحان نے کسی سے دوستی کرنے کی کوشش کی تھی۔
وہ کلاس میں زیادہ تر خاموش رہتا تھا۔

"جیسے کہ سب کو معلوم ہے آج ہماری یونیورسٹی کی شان۔ ہماری کلاس کی جان #ایلف لوٹ آئی ہے جو کہ ایک ٹورپرگئی کی تھی۔۔۔
ایک تو یہ بہت بڑی خوشخبری ہے۔۔۔!"

ابی کی بات سن کر ایلف کے نام پر کلاس میں ہونگ ہوئی تھی۔
سارے سٹوڈنٹس پہلی سیٹ پر بیٹھی اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جسکی روحان کی طرف پشت تھی۔

"اور ایلف ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ہماری کلاس کے لئے ایک Honour لے کر آئی ہے--"

چیمبر آف ڈسکشن کا آنر-- جو وہ خود بتائیے گی--!!"

ابھی کی بات پر زور شور سے ہونگ ہوئی تھی۔ وہ ڈائیز سے نیچے اتر آئی تھی۔

اور پھر ایلف اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

ایلف کے کھلے بال کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ بلاشبہ وہ ایک خوبصورت لڑکی تھی۔

روحان نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور پھر اپنے چہرے کا رخ کھڑکی کی موز لیا۔

اب وہ باہر کچھ تلاش کر رہا تھا۔ آسمان کی وسعتوں میں۔۔۔

"ہیلو گائیز۔ مجھے امید سب نے مجھے مس کیا ہوگا۔۔۔ ہے نا؟؟"

وہ مسکرا کر پوچھ رہی تھی۔ اسکی آواز روحان کے کانوں سے لکڑا رہی تھی۔

اسکے بولنے کا انداز اچھا تھا۔

"تو جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ چیمبر آف ڈسکشن کا حصہ بننا بہت ہی مشکل

ہے اور بہت کم لوگ اس ڈسکشن میں حصہ لے سکتے ہیں۔۔۔ اور یقیناً وہ لوگ خوش قسمت

ہیں جنہیں یہ اعزاز حاصل ہوتا ہے۔۔۔

Classic Urdu Material

پروفیسر جسٹن نے ہمیں ایک اسائی منٹ دی ہے۔۔۔ ہر سوڈنٹ کا ٹاپک الگ ہے۔۔۔
اور پروفیسر جسٹن چاہتے ہیں کہ ہم سب اپنی اس اسائی منٹ کو چیمیر آف ڈسکشن میں پریزنس
کریں۔۔۔ ”

روحان چیمیر آف ڈسکشن کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔۔ وہ بس خاموشی سے ایلیف کو سن رہا تھا۔

”اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ جو انسان ایک بار اس چیمپر کا حصہ بن جائیے وہ مشور ہو جاتا ہے۔۔۔

"ہاں بالکل۔۔ جیسے کہ تم ایلف۔۔ تم ہر بات اپنی ریسرچ اور اپنی پریزنسٹیشن کو چھمیر میں پیش کرتی ہو۔۔ اور شاید اسی لئے تمہیں پوری یونیورسٹی جانتی ہے۔۔!"
پچھے سے ایک لڑکے کی آواز ابھری تھی۔۔ ایلف نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

”میں اس چیز کا حصہ اس لئے ہوں کہ مجھ میں یہ قابلیت ہے۔۔۔ اگر تم لوگ اس قابل ہو تو جاؤ کچھ کر کے دکھاؤ۔۔۔“

ایلف کے لجے میں طزر کی آمیزش تھی۔

"ویل-- یہ کچھ سٹوڈنٹس کے نام اور انکے ٹاپکس ہیں جو پروفیسر جسٹن نے دیئیے ہیں--
اپنا نام اور اپنا ٹاپک دیکھ لیں اور جو سٹوڈنٹ اپنی پریزنسٹیشن کو چھیبر میں پیش کرنا چاہے وہ مجھے
کلاس کے بعد مل لے-- اور خیال رکھیتے گا-- صرف وہی لوگ آئیں جو اس قابل ہوں-- ورنہ
چھیبر میں مذاق بھی بن سکتا ہے--!!"

وہ اپنی بات مکمل کر کے واپس اپنی جگہ پر بیٹھ چکی تھی۔

سٹوڈنٹس کا ایک ہجوم بورڈ کی طرف لپکا تھا۔

کچھ سٹوڈنٹس خوشی سے اچھل رہے تھے-- جبکہ کچھ مايوس تھے۔ روحان پر سکون سا اپنی جگہ پر
بیٹھا تھا۔

"رو-- رو-- حان جابیل--"

کسی نے اسکا نام پکارا تھا۔ روحان نے چونک کر
آواز کی سمت میں دیکھا تھا۔

Classic Urdu Material

"تمہارا نام ہے اس لسٹ میں-- اپنا ٹاپک دیکھ لو--"

وہ ابھی تھی۔ جسکے بال بہت چھوٹے تھے بالکل لڑکوں جیسے-- با مشکل کانوں کو چھور رہے تھے۔

روحان کو حیرت ہوئی تھی۔ اتنی جلدی اسکا نام آگیا تھا لسٹ میں--
وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ بورڈ پر لپنا نام اور ٹاپک دیکھ کر وہ کلاس سے باہر نکل گیا تھا۔ یقیناً
آج کلاس نہیں ہونے والی تھی

روحان کلاس روم سے سیدھا لائی بریری گیا تھا۔ سینٹ ہاؤس لائی بریری۔ جس نے روحان کی
توجہ اپنی جانب مبزول کروائی تھی۔ وہ لائی بریری کا کارڈ پہلے ہی بنوا چکا تھا۔

لائی بریری میں اپنے ٹاپک سے متعلقہ کتابیں ڈھونڈنے کے بعد وہ وہاں سے باہر نکل آیا تھا۔
اب اسے ایلف سے ملنا تھا۔ وہ اپنی پریزنسیشن کو چیمپر آف ڈسکشن میں پیش کرنے والا تھا۔
اسکا ٹاپک بہت ہی دلچسپ تھا جسے دیکھ کر اسکی آنکھوں میں چمک اجھری تھی۔

لائی بیری سے باہر اسے اپنا ایک کلاس فیلو نظر آیا تھا۔

"ہیلو کیا تم نے ایلف کو دیکھا ہے ؟؟"

روحان نے پہلی بار کسی کو مخاطب کیا تھا۔

"ہاں وہ کیفے میں ہے اس وقت اپنے دوستوں کے ساتھ--"

"اوکے تھینک یو--"

روحان جلدی سے کہتا کیفے کی طرف بڑھا تھا۔

کیفے پہنچنے کے بعد وہ پہلی نظر میں ہی اسے پہچان گیا تھا۔

وہ باوقار چال کے ساتھ اسکی طرف بڑھا تھا۔

"ایکسکیوڈ می مس ایلف--"

اس نے ایلف کے پاس جا کر اسے مخاطب کیا تھا۔ ایلف نے چونک کرا سے دیکھا۔

Classic Urdu Material

"میرا نام روحان جبیل ہے اور مجھے پروفیسر جسٹن نے پریزنسٹیشن دی ہے۔۔ آپ میرا رو لنمبر اور
ٹاپک لکھ لیں میں چیمبر آف ڈسکشن میں اپنی پریزنسٹیشن دونگا۔۔!!"
وہ اسکی طرف دیکھے بنا اپنی بات کہہ کر واپس مڑا تھا۔

"رکو۔۔"

ایلف نے اسے یوں جاتے دیکھا تو پکارا۔

روحان رک گیا تھا۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر اسکی طرف بڑھی۔ چھرے پر سخت سے تاثرات
تھے۔

"گیا نام بتایا تم نے اپنا۔۔؟؟"
وہ اسکے پچھے کھڑی پوچھ رہی تھی۔

"روحان بن حیدر جبیل۔۔"

روحان نے رخ اسکی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"مسلم ہو۔۔؟؟"

وہ تیکھے چتونوں سے پوچھ رہی تھی۔

"جی الحمد للہ"

روحان کا جواب سن کر ہوائی یں مسکرائی می تھیں۔

"تم ایک مسلم-- تم چمیبر آف ڈسکشن میں حصہ لے لو گے-- تم؟؟"

وہ کاٹ دار لبھ میں پوچھ رہی تھی۔ اسکے لبھ میں چھپے طرز کو محسوس کر کے روحان چونکا تھا۔

"کیوں نہیں لے سکتا؟؟"

سپاٹ سے لبھ میں پوچھا گیا۔

"تم جانتے بھی ہو چمیبر آف ڈسکشن ہے کیا؟؟"

وہ استڑاہیہ ہنسی کے ساتھ پوچھ رہی تھی۔

"نہیں لیکن نام سے ظاہر ہے کہ اس چمیبر میں مختلف موضوعات پر بحث ہوتی ہوگی-- سوال

و جواب سیسیشن ہو گا۔

اور روحان جبیل سے اچھی بحث کون کر سکتا ہے---؟؟"

روحان نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پینٹ کی جیب میں ڈال کر ایک قدم آگے بڑھ کر ایلف کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

اسکے چہرے پر مسکراہست پھیلی تھی۔ اسکا اعتماد دیکھ کر ایلف ایک پل کیلیئے حیران ہوئی تھی۔

آس پاس بیٹھے سلوڈنٹس حیرت سے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"پر اعتماد ہونا اچھا ہے -- لیکن میں لکھ کر دے سکتی ہوں کہ تماری پریزنسٹیشن پہلے مرحلے میں ہی رد کر دی جائیے گی-- سب سے پہلے یہ پریزنسٹیشن پروفیسر جسٹن کے پاس جائیے گی اور وہ خود ہی تمیں رجیکٹ کر دینگے--!!

"دیکھتے ہیں-- پروفیسر جسٹن نے کچھ سوچ کر پہلی بار میں ہی پریزنسٹیشن کیلیئے مجھے منتخب کیا ہوگا-- خیر آپ لکھ لیں مس ایلف-- کیا پتا آپکو اپنا لکھا ہوا مٹانا پڑھ جائیے--!!" روحان نے مسکرا کر کہا تھا۔

ایلف اسکی بات سن کر آگ بگولہ ہو گئی تھی۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی کوئی تھی ان دونوں کی طرف بڑھا تھا۔

"ہے ایلف-- لیس گو-- آج میری پفارمنس ہے-- چلو چلتے ہیں-- تمہیں پسند آئیے گی--"

یہ ایک لڑکا تھا جس کا حلیہ دیکھ کر روحان ایک پل کیلیتے ساکت رہ گیا تھا۔
سیاہ جیز، سیاہ شرٹ اور اس پر سیاہ جیکٹ-- کندھے پر لٹکتی سیاہ رنگ کی گٹار--
لبھے بال لڑکے کے کندھوں پر بکھرے پڑے تھے۔ ما تھے پر بندھا ایک بینڈ--
روحان اسے حیرت سے تنک رہا--

"آر جے-- آر جے--"

اسکے چاروں طرف سے شور ابھرا تھا وہ ایک پل کیلیتے ماضی میں پہنچ گیا تھا۔
ایلف اسے ایک گھوری سے نوازتی اس لڑکے کے ساتھ چلی گئی تھی اور ان دونوں کے
پیچھے انکے گروپ کے باقی سٹوڈنٹس بھی لپکے تھے۔

اس لڑکے کی جیکٹ کے پیچھے بڑا سا آر جے لکھا تھا اور اسکے اوپر تصویر بنی تھی۔ یعنی ایک
پرنٹ-- جسے روحان پہلی نظر میں پہچان گیا تھا۔ وہ اسی کی تصویر تھی جب وہ آر جے تھا۔
اسکی ایک طرف سے لی گئی تصویر جس میں اس نے ایک ہاتھ میں گٹار پکڑا تھا اور اسکی
کلائی می پر RJ کا ٹیٹھو واضح تھا۔

روحان نے اپنے دائی میں ہاتھ سے بائی میں ہاتھ کی کلائی می پر سے جیکٹ کے کف کو فولڈ کیا تھا۔ اور اسکی کلائی می پر آرچے کا ٹیپٹو چمک رہا تھا۔۔

وہ ایک گھری سانس لے کر کیفیت سے باہر نکل آیا تھا۔
اسے ایسا کرتے کسی نے گھری نظروں سے دیکھا تھا۔
”مسٹر جابیل۔۔“

وہ کچھ قدم ہی چلا تھا جب اسے اپنے عقب سے آواز سنائی تھی۔
روحان رکا اور پھر پلٹ کر دیکھا۔ اسکے پیچھے ابھی کھڑی تھی۔۔ چھوٹے بالوں اور لڑکوں جیسے حلیے والی وہ لڑکی۔۔ جسکا چہرہ معصوم تھا۔
”یہ۔۔“

روحان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

”آ۔۔ وہ۔۔ تمہارا نام اتنا مشکل کیوں ہے۔۔۔؟؟۔۔۔“
ابھی سے جب کوئی می بات نا بنی تو اس نے بے تکہ سا سوال کیا۔

Classic Urdu Material

روحان کے چہرے پر ایک نرم سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"نمیں تو۔۔ لیکن شاید آپکو مشکل لگتا ہو۔۔"

وہ جواب دینے کے بعد پلٹا اور چلنا شروع کیا۔ ابھی نے بھی اسکا ساتھ دیا۔

"ہو سکتا ہے۔۔ لیکن تمہیں کیا لگتا ہے پروفیسر جسٹن ایک مسلم لڑکے کو چھمیر آف ڈسکشن کا حصہ بننے دینگے۔۔؟؟"

ابھی نے سوال کیا۔

"کیوں۔۔ کیوں نہیں بننے دینگے۔۔ انہیں مسلمانوں سے ڈر لگتا ہے کیا۔۔؟؟"

روحان کے الٹے سوال پر ابھی گریباً گئی تھی۔

"نمیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔۔"

ابھی نے وضاحت دینی چاہی۔

تبھی ایلف کے گروپ سے شورا بھرا تھا۔ وہ لوگ اب ڈیپارٹمنٹ کے گروپ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ روحان گھری نظروں سے اس گٹار والے لڑکے کو دیکھ رہا تھا۔

"وہ رونلڈ جیکب عرف آرچے ہے۔۔ آرچے جو ایک سنگر تھا اسکا بہت بڑا فین۔۔"

ابی نے اسکے نظروں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئیے بتایا۔

روحان حیران ہوا تھا۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ آرچے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں دلوں پر راج کرتا تھا۔

"یاد آیا۔۔ تم بھی تو پاکستان سے ہونا۔۔ کیا تم نے آرچے کو دیکھا ہے۔۔ کیا تم کبھی اس سے ملے ہو۔۔ وہ بھی پاکستان سے تھا۔۔۔ بہت اچھا گاتا تھا۔۔ کبھی کبھی سوچتی ہوں تو حیران ہوتی ہوں کہ پاکستان جیسے ملک میں بھی کوئی کوئی آرچے جیسا انسان پیدا ہو سکتا ہے۔۔ کیسے؟؟ خیر۔۔ میں بھی اسکی بہت بڑی فین ہوں۔۔ لیکن اسکی موت کا سن کر بہت افسوس ہوا۔۔ اور سچ مانو تو مجھے یقین ہی نہیں ہوتا کہ وہ مرچکا ہے۔۔"

ابی بنا بریک بولے جا رہی تھی۔ شاید اس نے چپ رہنا یا دوسرے شخص کی بات سننا نہیں سیکھا تھا۔

"میں نہیں جانتا کسی آرچے کو۔۔"

روحان نے عجیب سے لجے میں جواب دیا تھا۔ ابی نے غور سے روحان کو دیکھا تھا۔

"آج پھر یہ اپنی بے سری آواز سے لوگوں کے کانوں کو پکانے والا ہے۔۔۔ بے وقوف ہے۔۔۔ خود کو آر جے کھلواتا ہے۔۔۔ لوگ اسے اس لئے پسند کرتے ہیں کہ یہ خود کو آر جے جیسا بنا کر رکھتا ہے۔۔۔ لیکن شاید اسے پتا نہیں کہ رونڈ سے R اور جیکب سے J لینے پر کوئی ی آر جے تھوڑی بن جاتا ہے۔۔۔!"

ابنی کے لمحے میں رونڈ کیلیئے طنز جبکہ آر جے کیلیئے ستائیں تھیں۔ روحان ابنی کو بس دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔۔

وہ اسے کیسے بتاتا کہ آر جے سے روحان تک کا سفر اس نے کتنا مشکلوں سے طے کیا تھا۔۔۔ اور یہاں سب آر جے پر مرتے تھے۔۔۔

"ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔ آر جے نام کھنے سے کوئی ی آر جے تھوڑی بن جاتا ہے۔۔۔!!
وہ پچیکی سی ہنسی ہنس دیا تھا۔

ابنی اس بار پونکی تھی۔ موسم کافی خراب ہو رہا تھا۔

ٹھنڈی ہوائیں ان دونوں کی ہڈیوں سے میں گھسی جا رہی تھیں۔۔۔

روحان نے اپنی جیکٹ کے کالر کو کھڑا کیا تھا۔ اسے یقین تھا کچھ دیر تک بارش شروع ہونے والی تھی۔

اس سے پہلے ابھی کچھ کستی بارش کے نخے نخے قطروں نے زمین کو چھوا تھا۔

"مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں نے تمہیں پہلے کہیں دیکھا ہے۔۔ تمہارا چہرہ کسی سے ملتا ہے۔۔"

ابھی نے اسکے چہرے کو نظروں کے حصار میں قید کرتے ہوئے کہا تھا۔۔ لیکن کوشش کے باوجود بھی وہ اس سے یہ نہیں کہہ پائی تھی کہ اسکا چہرہ آرجے سے ملتا تھا۔۔
اسکی سحر انگیز مسکراہست اسکا اٹیبیوڈ

"کس سے _ ?? "

روحان نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"آرجے سے۔۔ شاید کچھ کچھ۔۔ لیکن نہیں وہ کافی الگ تھا۔۔ اسکا انداز ہی الگ تھا۔۔
لیکن۔۔ بے ساختہ جب میری پہلی بار تم پر نظر پڑی تھی تو مجھے لگا تھا کہ میں آرجے

کو دیکھ رہی ہوں۔۔ لیکن پھر تمہارے حلیے پر غور کرنے سے پتا چلا کہ شاید وہ میرے دماغ کچھ زیادہ ہی حاوی ہوچکا ہے۔۔ اس لئے نظر آتا ہے۔۔!!"

ابی کی باتیں سن کر روحان کا قہقہہ لگانے کو دل کیا تھا۔۔ لیکن وہ خود پر ضبط کر گیا تھا۔۔

"آپکو غلط فہمی ہوئی ہی ہے مس ایما رچڑ۔۔ میں روحان بن حیدر جبیل ہوں۔۔ آرجے نہیں۔۔ دنیا میں بہت سے لوگوں کی شکل دوسروں سے ملتی ہے۔۔ شاید آرجے کی بھی مجھ سے ملتی ہو۔۔ لیکن ایک بات تو طے ہے۔۔ آرجے بھی ایک ہی تھا۔۔۔ اس جیسا کوئی ہی نہیں تھا اور روحان جبیل بھی ایک ہی ہے۔۔ آرجے روحان جبیل جیسا نہیں ہو سکتا۔۔۔!

وہ پراسرار سے لمحے میں کھٹا مسکرا�ا تھا۔۔ اور پھر ابی کو گڈ بائیے کھٹا مضبوط قدم اٹھاتا۔۔۔

اس سے دور ہوتا چلا گیا تھا

ابی رم جہنم برستی بارش میں کھڑی اسے جاتے دیکھ رہی تھی۔۔ بلاشبہ وہ بہت سحر انگیز باتیں کرتا تھا۔۔ ابی کو وہ پہلے دن سے سب سے الگ لگا تھا۔۔ وہ اس سے باتیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

لیکن اسکا سنجیدہ انداز ابی کو بات کرنے ہی نہیں دیتا تھا۔۔ لیکن آج۔۔۔ آج ابی کو اسکا اعتماد پسند آیا تھا۔۔ اور خاص طور پر ابی کو اسکا ایسا کہنا اچھا لگا تھا

Classic Urdu Material

وہ اسے دور تک جاتے دیکھتی رہی تھی جب تک وہ نظروں سے او جھل نہیں ہو گیا تھا۔۔ اور پھر مسکرا کر آگے بڑھ گئی تھی۔

اس رات روحان نے گھر آکر سب سے پہلے اپنے پرانے آرجے والے اکاؤنٹ کو اوپن کیا تھا۔۔
سالوں بعد۔۔

اور پھر اس نے اس اکاؤنٹ کو ہمیشہ کیلیئے ڈیلیٹ کر دیا تھا۔۔ وہ چاہتا تھا کہ لوگ آرجے کو بھول جائیں ہمیشہ کیلیئے۔۔
لیکن اسکے چاہنے سے کیا ہونا تھا۔۔
لوگ خاص لوگوں کو جلد نہیں بھول پاتے۔۔ اور آرجے بھی خاص لوگوں کی فہرست میں سب سے اوپر تھا

وہ اپنے کمرے میں آرام دہ کرسی پر ٹیک لگائیے آنکھیں موندے لیٹا تھا۔۔

اسکی سوچ بس ایک انسان کے گرد گھوم رہی تھی۔۔ اس نے اپنے دل کو تڑپتے پایا تھا۔۔
ابھی کچھ دیر ہی گزی تھی جب اسے کمرے میں ایک ماوس سی خوشبو کا احساس ہوا تھا۔۔
وہ آگئی می تھی۔۔ ہاں وہ اسکے تصور پر حاوی ہو گئی می تھی۔۔

"آگئی می ہو تم۔۔ آج کافی دیر نہیں کر دی۔۔؟؟"

روحان آنکھیں بند کیتے پوچھ رہا تھا۔۔ اسے ڈر لگتا تھا آنکھیں کھولنے سے۔۔ اسے ڈر تھا کہ اگر وہ آنکھیں کھولے گا تو وہ چلنے جائے گی۔۔

وہ اندریوں میں جب وہ بینائی سے محروم ہوفیا تھا تب بھی اسکی ساتھی رہی تھی۔۔

"آج تم نے بہت اچھا کام کیا۔۔"

وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی۔۔

"جانتا ہوں۔۔ آر جے کا اکاؤنٹ ڈیلیٹ کر دیا میں نے۔۔ اس پر جتنی بھی گانے کی ویڈیوز تھیں سب ختم ہو گئیں۔۔ لیکن بہت سے لوگوں کے پاس یقیناً ابھی بھی محفوظ ہونگی۔۔ اور انہیں ختم کرنے کیلیئے مجھے ہیکر بننا پڑے گا۔۔!!"

وہ مسکرا کر بتا رہا تھا۔۔ وہ اسکی بات سن کر مسکرا دی تھی۔۔

"ہاں مجھے یہ کام پسند آیا۔۔ دنیا کو چاہیتے کہ وہ آرجے کو بھول جائیے۔۔ اور روحان جبیل کو
یاد رکھے۔۔"

وہ اسکے بہت آس پاس تھی۔۔ آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

"مجھے پتا تھا تمہیں پسند آئیے گا۔۔ تمہیں آرجے نہیں پسند تھا دیکھو میں نے آرجے کو ختم
کر دیا۔۔ !!

کمرے کے باہر ملازم اس سے چائی سے کاپوچنے آیا تھا اور پھر اسکے کمرے سے باقاعدہ کی آوازیں
سن کر ٹھیک کر رک گیا تھا۔ ڈرتے ڈرتے اس نے کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھول کر دیکھا
تھا۔

سامنے کرسی پر ٹیک لگائیے روحان بول رہا تھا۔۔ وہ باتیں کر رہا تھا کسی سے۔۔ لیکن کمرے
میں کوئی می نہیں تھا۔۔

ملازم کا یہ منظر دیکھ کر سانس خشک ہوا تھا۔۔ اسے تو پہلے ہی دن سے روحان پر شک تھا۔
روحان کو یوں کسی سے باتیں کرتے دیکھ کر ملازم اتنا ڈر گیا کہ دروازہ بند کیتے بنایا ہی نیچے کی
جانب دوڑ لگادی تھی۔۔ یقیناً اب وہ دوبارہ اسکے کمرے کا رخ نہیں کرنے والا تھا۔۔

Classic Urdu Material

"بہت بدل گئیے ہو تم--"

وہ زیرلب بڑھائی تھی۔ لیکن روحان اسکی سرگوشی سن چکا تھا۔

"تمہیں جب کبھی ملیں

فرستین

میرے دل سے بوجھ اتار دو،

میں کئی دنوں سے اداس ہوں
مجھے کوئی شام ادھار دو،

کسی کو میرے حال سے

نہ غرض ہے نہ کوئی واسطہ

میں بکھر گیا ہوں

سمیٹ لو

میں بکھر گیا ہوں

کمرے میں روحان کی پرسوز آواز سرگوشیوں کی صورت میں بکھری تھی۔۔ وہ جاچکی تھی۔۔ کمرے میں کوئی بھی نہیں تھا۔۔ صرف وہ تھا اسکی تنہائی تھی۔۔
ایک آنسو اسکی بند آنکھ کے کونے سے نکلا تھا۔۔ اور پھر کنپٹی سے ہوتا ہوا پیچھے کرسی کی نرم و گداز گدی میں جذب ہو گیا تھا

روحان پورے دھیان سے اپنی اسائی منٹ کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ ابھی اسے اکثر لائی بریری میں کتابوں کے درمیان سر جوڑے بیٹھے پاتی تھی۔ زندگی میں ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ روحان جبیل اپنی پڑھائی کو لے کر اتنا سنجیدہ ہوا تھا۔

"یہ چاہے جتنی مرضی کوشش کر لے۔۔ یہ چھمیر تک نہیں پہنچ سکتا"!!
ایلف نے اسے پڑھتے دیکھا تو تنفر سے کہا تھا۔

Classic Urdu Material

"مجھے وہ کافی ذہین لگتا ہے--"
ابی نے سرگوشی کی تھی۔

"جتنا بھی ذہین ہو۔۔۔ ایلف کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔۔۔!"
ایلف کو خود پر پورا بھروسہ تھا۔

"یہ تو تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔ ایلف کا مقابلہ کرنا واقعی آسان نہیں۔۔۔"
اسکی بات سن کر ابی مسکرا دی تھی۔

روحان النور اسکول آیا تھا۔ آج وہاں پر ایک بہت بڑا جلسہ تھا جسے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کی
ایک کثیر تعداد جمع تھی۔
مولانا قاسم جو کہ ادارے کے ایک بہت بڑے معلم اور سکالر تھے عوام سے خطاب کرنے جا
رہے تھے۔

روحان جلسے کی تیاری میں بڑی طرح سے مصروف تھا۔ لوگوں کو اتفاق اور سلوک کے ساتھ بھٹانے کے ساتھ ساتھ انکی حفاظت کا بھی باخوبی انتظام کیا گیا تھا۔

مولانا قاسم پہنچنے والے تھے جب ایک بڑی خبر نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ مولانا دوسرے شہر سے تشریف لارہے تھے جب اچانک انکی طبیعت بگڑ گئی۔۔۔ ہسپتال جانے پر معلوم ہوا کہ انہیں ہارت اٹیک ہوا تھا۔

نازک وقت تھا۔ عیسائی یوں، یہودیوں، ملحدوں اور سائی نس کے پیروکاروں سے ہال بھرا پڑا تھا۔ ڈاکٹر باسط احمد بھی پاکستان میں تھے۔ ان دو ہستیوں کے علاوہ بھی بہت سے معلم ادارے میں موجود تھے لیکن یہ صرف مسلمانوں کا جلسہ نہیں تھا جس میں مسلمانوں سے بیان کرنا تھا۔ بلکہ یہ ایک بڑا جلسہ تھا جہاں دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے سوالوں کے جواب دیے جانے تھے۔

”مجھے یقین ہے میاں تم یہ کام کر سکتے ہو۔۔۔“
فون سے ڈاکٹر باسط کی آواز ابھر رہی تھی۔

"مم-- میں کیسے-- آپ جانتے ہیں ڈاکٹر صاحب میں ابھی اس قابل نہیں ہوا--"
روحان انکی بات سن کر گڑبردا گیا تھا۔

"تم بہت قابل ہو روحان بیٹا۔ مجھے پورا بھروسہ ہے تم اس امتحان میں کامیاب ٹھہرو گے--
شروعات تو کرنی ہی ہے تم نے-- کیوں نا آج سے--؟؟"

"ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب۔ جیسے آپو بہتر لگے--"
روحان نے ایک گھری سانس لی تھی اور پھر آنے والے وقت کیلیئے خود کو تیار کیا تھا۔

لندن اور النور ادارے کی عوام ڈاکٹر باسط اور مولانا قاسم کو اچھے سے جانتی تھی لیکن آج انکے
سامنے ایک جوان لڑکا تھا۔ جنہیں وہ نہیں جانتے تھے۔

النور ادارے کی انتظامیہ کے دل تیزی سے دھڑک رہے تھے۔

لیکن جب روحان بن حیدر جبیل نے اللہ کے بارے میں پولنا شروع کیا تو لوگ حیران رہ گئیے تھے۔ سب سے پہلے اللہ اور اسکی نعمتوں کا ذکر کیا گیا تھا وہ اس انداز میں کہ لوگ حیران رہ گئیے تھے۔ اسکے بعد سوال جواب کا سسیشن شروع ہوا تھا۔

سب سے پہلا سوال جو تھا ایک ملحد کی طرف سے کیا گیا تھا۔

”میں یہاں پر ڈاکٹر باسط کیلیئے آیا تھا کیونکہ میرے اکثر سوالات کو بہت اچھے سے سمجھتے ہیں اور انکا جواب بھی دیتے ہیں۔۔۔ لیکن وہ یہاں نہیں ہیں تو میں سوال چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔ بلکہ اب اور مزہ آئیے گا۔۔۔ پتا چلے گا کہ ڈاکٹر باسط نے اپنے سٹوڈنٹس کو کتنا سکھایا ہے۔۔۔“ اس ملحد کی بات سن کر روحان مسکرا دیا تھا۔ وہ ہزاروں کے مجمع کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ اسکا دل جذبہ ایمان سے بھر پور تھا۔۔۔ وہ خوش تھا کہ اللہ نے اپنے پسنیدہ کام کیلیئے اسے چنا تھا۔

”میرا سوال یہ کہ کفار کے دلوں پر مہر لگنے کے بعد وہ قصور وار کیوں؟“
اگر اللہ نے کافروں، یعنی غیر مسلموں کے دلوں پر مہر لگادی ہے تو پھر انہیں اسلام قبول نہ کرنے کا قصور وار کیسے ٹھہرایا جاسکتا ہے؟؟؟“

روحان نے غور سے اسکا سوال سنا تھا اور پھر مسکرا دیا تھا۔

آپ نے ٹھیک کہا اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 6 اور 7 میں فرمایا ہے کہ،

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ إِنَّهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (٦) خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ
وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (٧)

"بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے یکساں ہے، خواہ آپ انہیں خبردار کریں یا نہ کریں، بہر حال وہ ایمان لانے والے نہیں، اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے۔ اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔"

(سورہ البقرہ 2 آیات 6 اتا 7)

یہ آیات عام کفار کی طرف اشارہ نہیں کرتیں جو ایمان نہیں لائے۔ قرآن کریم میں ان کے لیے (إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، یعنی وہ لوگ جو حق کو رد کرنے پر تھے ہوئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا۔ کہ

"تم خبردار کرو یا نہ کرو، یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اور یہ اس وجہ سے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مهر لگا دی ہے، اس لیے وہ سمجھتے ہیں نہ ایمان لاتے ہیں، بلکہ معاملہ بر عکس ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ یہ کفار بہر صورت حق کو مسترد کرنے پر تکہ بیٹھے ہیں اور آپ انہیں تنیبیہ کریں یا نہ کریں، وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ لہذا اس کا ذمہ دار اللہ نہیں بلکہ کفار خود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف گراہ کرنے یا دلوں پر مهر لگانے کی نسبت اس لیے درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسول مجھ کر اور آسمانوں سے کتابیں نازل فرمایا کہ انسانوں کے لیے راہ حق واضح کر دی۔ اب جنہوں نے حق قبول کیا وہ ہدایت یافتہ اور کامیاب ٹھہرے اور جنہوں نے حق سے منہ موڑا اور انبیاء و رسول کو ستایا، اللہ نے انہیں گمراہی میں پڑا رہنے دیا اور حق کی توفیق نہ دی۔

ایک مثال سے وضاحت کرتا ہوں،

فرض کیجیئے ایک تجربہ کار استاد آخری (فائل) امتحانات سے قبل یہ پیش گوئی کرتا ہے کہ فلاں طالب علم امتحان میں فیل ہو جائے گا، اس لیے کہ وہ بہت شریر ہے، سبق پر توجہ

نہیں دیتا اور اپنے ہوم ورک بھی کر کے نہیں لاتا۔ اب اگر وہ امتحان میں ناکام رہتا ہے تو اس کا قصور وار کسے ٹھہرایا جائے گا۔ استاد کو یا طالب علم کو؟ استاد کو صرف اس وجہ سے کہ استاد نے پیش گوئی کر دی تھی۔ اس لیے اسے طالب علم کی ناکامی کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پیشگی علم ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے حق کو ٹھہکرانے کا تمہیہ کر رکھا ہے اور اللہ نے ان کے دلوں پر مهر لگادی ہے۔

لہذا وہ غیر مسلم خود ایمان اور اللہ سے منہ موڑنے کے ذمہ دار ہیں۔ اللہ نے تو علم الغیب کا علم کھتے ہوئے انبیاء صداق کیلیئے اس بھنوں میں چھوڑ دیا ہے کیونکہ دلوں کے راز بخوبی جانتا ہے-- اور اسے پتا ہے کہ کچھ بھی کرو یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں۔

"ایک اور سوال ڈاکٹر روحان حیدر۔"

اس لڑکے نے دوبارہ کہا تھا۔

"جی آپ سوال پوچھ سکتے ہیں لیکن میں ڈاکٹر نہیں ہوں--"

وہ مسکرا یا تھا۔

"اوکے--- ڈیس گریٹ-- لیکن میرا یہ سوال میرے پہلے سوال سے ہی جڑا ہے،

"فہم و ادراک کا مرکز دل یا دماغ؟؟؟

قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ اللہ نے کافروں کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔ دوسری طرف سائنس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ فہم و ادراک اور ایمان لانا دماغ کا کام ہے۔ دل کا نہیں، تو کیا قرآن کا دعویٰ سائنس کے متضاد ہے؟؟؟"

سوال سن کر روحان مسکرا دیا تھا۔۔۔ کبھی وہ خود سائینس اور مذہب کی جنگ میں سوال کر کے لوگوں کو دھنگ کر دیتا تھا۔۔۔ اور آج پھر وہ اس جنگ کا حصہ تھا۔۔۔ یقیناً اس بات بھی وہ لوگوں کو لا جواب کرنے والا تھا۔۔۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:-

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ زَلَّهُمْ أَمْ لَمْ يُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (٦) خَتَّمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ
وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَعْنَمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (٧)

"بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، ان کے لیے یکساں ہے خواہ آپ نہیں خبردار کریں یا نہ کریں، بہرحال وہ ایمان لانے والے نہیں، اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مهر لگا دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے۔ اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔"

سب سے پہلی بات تو یہ کہ قلب کا مفہوم سمجھا جائیے--
وہ اسٹچ پر مائیک کے سامنے کھڑا دلسوز آواز میں بول رہا تھا۔

عربی زبان میں لفظ "قلب" کے معنی دل کے بھی ہیں اور ذہانت کے بھی، ان آیات میں جو لفظ قلب استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد دل بھی ہے اور ذہانت بھی، لہذا مذکورہ بالا آیات کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پر مهر لگا دی ہے۔ اور وہ نہ توبات کو سمجھ پائیں گے اور نہ ایمان لائیں گے۔

عربی زبان میں "قلب" سے فہم و ادراک کا مرکز بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔ اور یہ فہم و ادراک کے مفہوم میں استعمال کیجئے جاتے ہیں۔ ان کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

": قمر یا چاند کا مارا ہوا: "Lunatic" *

لفظ Lunatic کا لغوی مطلب ہے چاند کا مارا ہوا یا چاند کی زد میں آیا ہوا۔ موجود دور میں لوگ خوب جانتے ہیں کہ کوئی پاگل یا ذہنی خلل میں ببتلا آدمی چاند کا ڈسا ہوا نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود میڈیکل ڈاکٹر بھی یہی لفظ استعمال کرتا ہے۔ یہ زبان کے عمومی ارتقاء کی ایک مثال ہے۔ ویسے "لینینیک" "معنی" "دیوانہ" کی اصطلاح اس باطل تصور کے تحت گھڑی گئی چاند میں ہونے والی تبدیلیوں کا شدید اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ شعراء چاندنی سے عشق و دیوانگی کی کیفیت پیدا ہونے کا اکثر ذکر کرتے ہیں۔

Disaster: ایک منحوس ستارہ:

لفظ Disaster کا معنی و مطلب منحوس ستارہ ہے لیکن آج کل یہ لفظ اچانک نازل ہونے والی بد قسمی یا آفت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ بد قسمتی کا کسی منحوس ستارے سے کوئی تعلق نہیں۔ علامہ اقبال کہتے ہیں۔

ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دے گا!
جو خود فراخی افلک میں ہے خواروزبوں

Trivial * : تین سڑکوں کا سنگم:

لفظ Trivial کا لغوی مطلب وہ مقام ہے جہاں تین سڑکیں ملتی ہوں۔ آج کل یہ لفظ کسی معمولی نوعیت کی یا بہت معمولی اہمیت کی حامل چیز کے لیئے بولا جاتا ہے۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ اگر کوئی چیز معمولی قدر و قیمت رکھتی ہو تو اسے تین سڑکوں کے سنگم سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

طلوع آفتاب (Sunrise) اور غروب آفتاب (Sunset):

سن رائز (Sunrise) کا لغوی مطلب ہے سورج کا چڑھنا، آج جب لفظ Sunrise یا طلوع آفتاب کہا جاتا ہے تو لوگ اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہوتے کہ زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں کہ سورج کہیں چڑھ نہیں رہا ہوتا۔ اس کے باوجود ماہرین فلکیات بھی لفظ Sunrise ہی استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم اس بات سے بھی واقف ہیں کہ "غروب آفتاب یا Sunset" کے وقت سورج کہیں غروب نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود اصطلاح یہی استعمال ہوتی ہے۔

محبت اور جذبات کا مرکز:

انگریزی زبان میں محبت اور جذبات کا مرکز دل ہی کو کما جاتا ہے اور دل سے مراد وہ عضو بدن ہے جو خون کو پمپ کرتا ہے۔ یہی لفظ دل کے خیالات، محبت اور جذبات کے منع اور مرکز کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ آج ہمیں معلوم ہے کہ خیالات، محبت اور جذبات کا مرکز دماغ ہے، اس کے باوجود جب کوئی شخص جذبات کا اظہار کرتا ہے تو اکثر یہی کہتا ہے：“
میں تم سے دل کی گھرائیوں سے محبت کرتا ہوں۔۔۔”

تصور کیجیئے! ایک سائسدان جب اپنی اہلیہ سے ان الفاظ میں اظہار محبت کرتا ہے تو کیا وہ یہ کہے گی کہ تمہیں سائنس کی اس بنیادی حقیقت کا علم بھی نہیں کہ جذبات کا مرکز دماغ ہے، دل نہیں؟؟؟

کیا وہ اسے یہ مشورہ دے گی کہ تمہیں کہنا چاہیئے کہ میں تم سے اپنے دماغ کی گھرائیوں سے محبت کرتا ہوں؟؟؟ روحاں کے عام سے انداز میں کیتے گئے سوال نے ہال میں موجود لوگوں کو ہنسنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"لیکن نہیں۔۔۔ وہ ایسا نہیں کہتی بلکہ خاوند کے دل کی گھرائیوں سے محبت کے دعوے کو تسلیم کرتی ہے۔ لفظ قلب، مرکز خیالات اور ادراک کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے۔

کوئی عرب کبھی یہ سوال نہیں پوچھے گا کہ اللہ نے کافروں کے دلوں پر کیوں مر لگائی ہے کیونکہ اسے بخوبی علم ہے کہ اس سیاق و سبق میں اس سے مراد انسان کا مرکز خیالات و جذبات ہے۔

قرآن پاک عربی کی سب سے بڑی گرامر کی کتاب ہے۔۔۔ اس میں ایک لفظ کے بہت سے معنی نکل آتے ہیں۔۔۔ مجھے امید ہے آپ سمجھ گئی سے ہونگے ۔۔۔ !!

وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا۔

"دیکھا میں نے کہا تھا ناکہ یہ لڑکا بہت آگے جائیے گا۔۔۔ کمال کر دیا ہے اس نے تو۔۔۔" ڈاکٹر باسط اپنے ٹی وی پر اجلاس کو براہ راست دیکھ رہے تھے۔

"ہاں مجھے یقین تھا وہ کچھ کر دکھائیے گا۔۔۔ وہ سب سے الگ ہے۔۔۔"

مقدس آپی بھی مسکرا دی تھی۔ اور آج کے اس اجلاس میں لوگوں کو لاجواب کرنے والا روحان جبیل پورے ادارے میں چھا گیا تھا۔

کلاس کے نولس بورڈ پر ایک جگہ تھا۔ سٹوڈنٹس یہ جاننے کیلئے بیتاب تھے کہ کن خوش نصیب سٹوڈنٹس کی اسائی منٹ چیمپر میں پیش ہونے کی سند پاچکی ہے۔

سارے سٹوڈنٹس پروفیسر جسٹن کو اپنی اسائی منٹ Mail کر چکے تھے۔ اور ایلف کی حیرانی کی انتہا نہیں رہی تھی جب اس نے اپنے نام کے بدروحان جبیل کا نام نولس بورڈ پر دیکھا تھا۔ صرف دس سٹوڈنٹس کو اسائی منٹ ملی تھی جن میں سے صرف دو کی پاس ہوئی تھی۔ اور وہ دو لوگ ایلف آسکر اور روحان جبیل تھے۔

یہ چیمپر آف ڈسکشن کا اندرونی منظر تھا۔ چیمپر آف ڈسکشن کی ظاہری صورت اور ترتیب کرہ عدالت سے ملتی تھی۔ اس چیمپر کا ایک صدر تھا۔ پروفیسر ایلیبس۔

جو کہ بڑے سے میز کے پیچھے ایک اونچی کرسی پر براجمن تھا۔
اسکے سامنے دونوں طرف سٹوڈنٹس کی دو قطاریں تھیں۔

چیمبر آف ڈسکشن میں ہر طرح کے موضوعات پر بحث کی جاتی تھی۔
چاہے وہ سائینس سے متعلق ہوں یا پھر مذہب سے--

پڑھائی مکمل ہونے کے بعد سٹوڈنٹس یہاں اپنی لیسرچ پیش کرتے تھے۔

یونیورسٹی کی انتظامیہ کے علاوہ بڑے بڑے موقعوں پر شہر کی معزز ہستیوں کو بلایا جاتا تھا۔

پہلے پریزنسٹیشن ایلف نے دی تھی جو مکمل طور پر تیار تھی۔ اور بہترین انداز میں اپنی ارتقاء پر کی
گئی تحقیق کو پیش کیا تھا۔

چیمبر میں موجود سٹوڈنٹس اور پروفیسرز اسکی قابلیت سے واقف تھے۔

اور جب روحان جبیل اسٹیج پر آیا تو پروفیسر جسٹن پوکنا ہو گئے تھے-- وہ جانتے تھے یہ لڑکا
کچھ نیا کرنے والا تھا۔

Classic Urdu Material

اور میوڈیشنر پر لکھی گئی اسائی نمنٹ کو جب اس نے چھیبر میں پیش کیا سب دنگ رہ گئی رہ تھے۔ اس نے اس طرح سے ہر چیز کو بیان کیا تھا کہ کسی بھی شخص کے ذہن میں کوئی می سوال نہیں ابھرا تھا۔

اور جب میوڈنٹس پر اٹھنے والے ایک سوال کے جواب میں ٹرائی سومی پر اس نے اپنی مثال پیش کی تو پورا چھیبر مل گیا تھا

”کیا واقعی وہ ایک میوڈنٹ ہے۔۔ پوری یونی میں روٹ ہونے والے ان تین کیسز میں سے ایک۔۔ جو غیر معمول صلاحیتیں رکھتا ہے ____ !!“
ایلف دنگ رہ گئی تھی۔۔ وہ اسے کیا سمجھ رہی تھی اور وہ کیا نکلا تھا۔۔

ایلف آسکر کا نام کمیں چھپ سا گیا تھا۔۔ پورے چھیبر اور ڈیپارٹمنٹ میں بس روحان جبیل کا نام گونج رہا تھا۔

"میں جانتا تھا۔۔ مجھے یقین تھا۔۔ مجھے یقین تھا کہ تم کچھ الگ کرو گے۔۔ تم نے کردکھایا مسٹر روحان جبیل۔۔ آج سے تم میرے ساتھ کام کرو گے۔۔ میری لیب میں۔۔ لندن کی سب سے بڑی لیب میں۔۔ ایک سائینسدان کے طور پر ۔۔!!"

پروفیسر جسٹن کی بات سن کر روحان حیران ہوا تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ پروفیسر جسٹن جو ایک سائینسدان بھی تھا وہ اسے اپنے ساتھ کام کرنے کی آفر رہا تھا۔۔

یہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا تھا وہ خود نہیں جانتا تھا۔۔ اسکا نام بنتا جا رہا تھا۔۔ لوگ اسکے گرویدہ ہوتے جا رہے تھے۔۔

وہ یہاں یہ سب کرنے نہیں آیا تھا۔۔ وہ تو علم حاصل کرنے آیا تھا۔۔ النور سے دینی اور یونیورسٹی سے دنیاوی۔۔

لیکن ڈاکٹر باسط نے ٹھیک کہا تھا۔۔ وہ تو یہاں لوگوں کو فتح کر رہا تھا۔۔
کیسے۔۔ کیوں۔۔ کیا چیز اسکی مدد کر رہی تھی وہ خود نہیں جانتا تھا

ان چار سالوں میں ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ ایلیف نے اپنے نام سے زیادہ کسی اور کے نام کی گونج سنی تھی۔

وہ چار سالوں سے جینیٹکس پڑھ رہی تھی لیکن اسکے پاس اتنا علم اتنی معلومات نہیں تھیں جتنی روحان جبیل کے پاس _____

"یقین نہیں ہوتا کہ کوئی می اتنا علم کیسے رکھ سکتا ہے--؟؟"

وہ روحان کے سامنے کھڑی استفسار کر رہی تھی۔

"اور میں بھی حیران ہوں کہ ایک لڑکی اتنی اچھی ریسرچ کیسے کر سکتی ہے--؟؟"

وہ شرارت سے کہہ کر مسکرا�ا تھا۔ ایلیف نے غور کیا تھا وہ وجہ تھا۔

اسکے بات کرنے کا انداز اسکی شخصیت میں وقار لاتا تھا۔

"زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ابھی فائی نل آگرماز باقی ہیں۔۔۔ اور یقیناً پچھلے چار سالوں کی طرح اس بار بھی ایلیف ٹاپ کرنے والی ہے___!"

وہ خود کو نارمل کرتے ہوئی سے بولی تھی۔

Classic Urdu Material

"یقیناً ایلف آسکر ٹاپ کرنے والی ہے-- میں نے کب انکار کیا-- وش یو گڈ لک--"

وہ مسکرا کر کہتا آگے بڑھ گیا تھا۔۔ اسے ٹاپ کرنے سے کوئی بھی سروکار نہیں تھا۔۔ وہ یہ کام بچپن سے کرتا آیا تھا۔۔

اسکے نزدیک اب اس چیز کی کوئی بھی اہمیت نہیں تھی۔۔

ہاں البتہ اور بہت سے کام تھے جو اسے سرانجام دینے تھے۔۔

"تو تم نے اپنے سلفائی بیٹ (خاص) ہونے کا ثبوت دے ہی دیا۔۔ جان کر اچھا لگا۔۔"

لگے دن وہ اپنی پسندیدہ جگہ پر بیٹھا تھا جسکے ارد گرد پندے اڑ رہے تھے اور کبھی نیچے بیٹھ کر دانہ چکتے تھے۔۔

"میں نے کچھ بھی نہیں کیا پروفیسر تھامس۔۔ مجھے جو کام ملا تھا وہی پورا کیا ہے۔۔"

"تم نے چیمبر کو پہلی باری میں ہی ہلا دیا ہے مسٹر جبیل۔۔ حیران ہوتا ہوں کہ تم آگے کیا کرو گے۔۔؟"

پروفیسر تھامس بھی اسکے متأثرين میں نظر آرہے تھے۔

"دیکھتے ہیں پروفیسر۔۔ لیکن میرا چیمپر ہلانے کا ارادہ نہیں ہے۔۔"
وہ اداسی سے مسکرا یا تھا۔

"چائیے ہو جائیے ایک ساتھ۔۔ شام کو میرے اپارٹمنٹ آ جانا۔۔ مجھے تمہارے ساتھ
چائیے پی کر اچھا لگے گا۔۔!!"

پروفیسر تھامس اسے چائیے کی دعوت دے کر جا چکے تھے جبکہ روحان انہیں جاتا دیکھ رہا
تھا۔۔ اسکا جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا لیکن وہ پروفیسر کو انکار بھی نہیں کر سکتا۔۔

"اس لڑکے کی شکل کسی سے تو ملتی ہے۔۔ لیکن کس سے۔۔؟؟؟" ایلف اپنے کمرے میں بڑی طرح سے چکر کاٹ رہی تھی۔ آج اس نے روحان کو بہت قریب
سے دیکھا تھا۔۔ اسے اسکے پھرے میں کسی کی شبہست نظر آئی تھی۔

"اوووہ گاؤڈ مجھے یاد کیوں نہیں آ رہا۔۔؟؟"

وہ پریشان ہو گئی تھی۔ کوئی می پہلی بار اسکے مقابلے پر آیا تھا۔۔ ایلف کو جیرانی ہو رہی تھی۔

وہ لندن کے میئر کی بیٹی۔۔ اپنی ذات میں بے مثال تھی۔۔ پھر ناجانے کیوں وہ اس چہرے کو بھول نہیں پا رہی تھی۔

اچانک اسکے ذہن میں ایک جھماکہ ہوا تھا اور وہ میز پر رکھے اپنے لیپ ٹاپ کی طرف لیکی

رات کے اس پھر کافی ٹھنڈہ تھی۔ وہ پروفیسر تھامس کے اپارٹمنٹ کے باہر کھڑا تھا۔

کوٹ کے کالر کو کھڑا کر کے اس نے خود کو ٹھنڈہ سے بچایا ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تھا۔

”مسٹر روحان جبیل۔۔ ویکلم۔۔“

پروفیسر تھامس جیسے اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ اسے دیکھ کر خوش ہوئے تھے۔

Classic Urdu Material

روحان نے جیسے ہی اندر قدم رکھا اسے ایک گرم سا احساس ہوا تھا۔ پورا گھر ہمیٹر کی گرمائی شے گرم تھا۔

روحان کی ہڈیوں کو جیسے سکون ملا تھا۔

"معاف کرنا میں نے دروازہ دیر میں کھولا۔۔ ملازم جاچکا ہے میں خود چائی سے کا سامان میز پر لگا رہا تھا۔۔!

"کوئی بات نہیں پروفیسر۔۔ آپکو معذت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"
روحان شرمندہ ہوا تھا۔

"آجاؤ چائی سے مُھنڈی ہو جائی سے گی۔۔"
پروفیسر نے ڈائی نگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تھا۔۔ روحان نے اثبات میں سر ہلا کر انکلی پیروی کی۔

"تم النور جاتے ہو۔۔ کیا سیکھنے۔۔؟؟"

پروفیسر کے سوال پر وہ چونکا تھا۔ یعنی پروفیسر تھامس اس پر نظر کھتے تھے۔

"ہاں میں وہاں سے دینی تعلیم حاصل کر رہا ہوں--"

روحان نے پروفیسر کے ہاتھ سے چائیے کا کپ پکڑتے ہوئیے جواب دیا تھا۔

"تعلیم حاصل کر رہے ہو یا تعلیم دے رہے ہو؟ کافی اچھا بول لیتے ہو تم بھی-- میں نے وہ ویڈیوزڈ یکھی ہیں جن میں تم ایک سکالر کا کام کر رہے ہو--"

روحان اس بار سہی معنوں میں چونکا تھا۔

"نہیں-- میں سکالر نہیں ہوں-- میں بس اپنے مذہب کے بارے میں جو لوگوں کی الجھنیں ہیں انہیں دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں--"

روحان نے چائیے کا گھونٹ بھرتے ہوئیے جواب دیا تھا۔

"ہم-- اچھی بات ہے--"

پروفیسر تھامس نے سوچتے ہوئیے کہا تھا۔

"کتنی زبانوں پر عبور رکھتے ہو برخوردار--؟؟؟"

وہ پوچھ رہے تھے۔

"کچھ زیادہ نہیں۔۔ انگریزی، اردو، فرانسیسی جانتا ہوں جبکہ اور عربی سیکھ رہا ہوں۔۔"

روحان نے سچ بتایا تھا۔

"اگر میں ہسپانوی زبان میں تم سے کچھ سوال کروں تو کیا تم جواب دے سکو گے۔۔؟؟"

"نہیں۔۔"

روحان نے لمحتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ پروفیسر یہ سب کیوں پوچھ رہے تھے۔

"ہمم۔۔"

پروفیسر اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور بند کھڑکی میں جا کر کھڑے ہو گئیے تھے جس کے دھنڈ جمے شیشیوں سے لندن دھنڈلاسا نظر آ رہا تھا۔

"عہدِ الست کے بارے میں جانتے ہو۔۔؟" خدا نے کس زبان میں وعدہ لیا تھا ہر انسان سے۔۔؟

پروفیسر کے سوال پر روحان پوزکا تھا۔۔ اسے اب سمجھ آیا تھا کہ وہ مختلف زبانوں کا ذکر کیوں کر رہے تھے۔

"یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن میرے ناقص علم کے مطابق وہ گفتگو عربی میں ہوئی می تھی۔۔"

روحان نے جواب دیا۔

"کیوں۔۔؟"
سوال حاضر تھا۔

"کیونکہ یہ اللہ کے محبوب نبی ﷺ کی زبان ہے۔۔ اسی زبان میں آخری کتاب کو نازل کیا گیا تھا۔۔ اور بہت سی روایات میں آیا ہے کہ عربی ہی جنت کی زبان ہوگی۔۔!!"

"میں نے پڑھا ہے کہ مرنے کے بعد انسان سے عربی زبان میں کچھ سوال کیتے جائیں گے۔۔۔ اور عہدِ الاست کی پوچھ گوچھ ہوگی ____ جن لوگوں کو عربی زبان نہیں آتی وہ کیا کریں گے۔۔۔؟"

پروفیسر کی بات سن کر روحان مسکرا یا تھا۔ وہ انکا سوال سمجھ چکا تھا۔
وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور پروفیسر کے برابر میں جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"مسلمانوں کا ایمان ہے اور بعض روایات میں ہے کہ روز قیامت یا قبر میں حساب عربی میں ہو گا، ہمارے اُستاد کا خیال تھا کہ ہماری ہی زبان میں ہو گا ____ سوال و جواب کسی زبان میں بھی ہوں ہمیں بس اس وقت کیلیتے تیار رہنا ہوگا۔۔۔"
روحان نے کہنا شروع کیا۔

النور میں میرا ایک دوست ہے جو کہتا یہ حساب کسی زبان میں ہو گا ہی نہیں یہ سارا معاملہ ایسے مفہوم کے دو طرفہ ابلاغ اور منتقلی سے وقوع پذیر ہو گا جسے سمجھنے سے ہم ابھی اس جسم میں رہتے ہوئے قادر ہیں۔

لیکن مفہوم کی یہ زبان قرآن کے مطابق ہم پہلے بھی استعمال کر چکے ہیں۔ آپ نے قرآن میں عہدِ الاست کی آیات پڑھی ہوں گی، یہ وہ عہد ہے جو میں نے اور آپ نے اپنی پیدائش سے

پہلے کیا تھا، تب نہ مجھے اردو آتی تھی نہ انگریزی نہ عربی نہ ہی آپکو پنجابی سرائیکی سندھی وغیرہ آتی تھی لیکن پھر بھی ہم نے ایک ایسا ہم ترین عمد کر لیا جسکا تعلق ایک نئی دنیا میں جانے جیسے بہت بڑے فیصلے سے تھا۔۔۔۔۔

پروفیسر نے چونک کر روحان کو دیکھا تھا جو اپنے دوست کی سوچ کو ہو بھوا سکے الفاظ میں بیان کر رہا تھا۔

"مرتے ہی ہم جو صورت اختیار کر لیں گے یہ وہی صورت ہو گی جو پیدائش سے پہلے وہ عمد کرتے وقت ہماری شخصیت کا حصہ تھی۔

یعنی ہم جسم سے واپس اُس کیفیت میں منتقل ہو جائیں گے جو ہماری حقیقی شخصیت تھی۔ یہ ہاتھ یہ پیر یہ ٹانگیں یہ کان ناک تو میرے ہیں میں یہ نہیں ہوں، میں تو وہ ہوں جو جسم سے نکل جاوں تو یہ جسم لاش کہلاتا ہے۔ میں یہ جسم پہننے ہوئے تو ہوں یہ میں نہیں ہوں۔ اس جسم سے نکلتے ہی میں پہلے کی طرح انجی کی زبان اور مفاہیم سمجھنے سمجھانے لگوں گا۔

یعنی مجھے اپنی وہ زبان دوبارہ استعمال کرنا آجائے گی جو الفاظ کی محتاج نہیں۔ حساب اُسی زبان میں ہو گا۔ میرا گمان ہے کہ وہ محسوسات کی زبان ہو گی۔۔۔!!"

یہ میرے دوست کا گمان ہے۔۔ اور میں مانتا ہوں کہ کچھی کچھی کوئی ہی گمان انجانے میں گناہ بھی بن جاتا ہے۔۔ اس لئے میں اسکی بات سے پوری طرح متفق نہیں۔

اسکے کہنے کا مطلب بس یہ ہے کہ اگر آپ کو عربی نہیں آتی تو گھبرا نے کی ضرورت نہیں بشرطیہ کہ آپ متوازن زندگی گزار کر اپنی حقیقی شخصیت میں مستقل ہوئے ہیں۔ وہاں آپ الفاظ کے محتاج نہیں ہونگے۔ آپکے احساسات آپکے حق میں یا آپکے خلاف گواہ ہونگے۔۔۔

میں نے اپنے دوست کے گمان کو آپ سے اس لئے بیان کیا اگر آپ دین اسلام پر یقین نہیں رکھتے اور عربی کو نہیں جانتے۔۔ اور یہ بہانہ بنانے کی کوشش کر رہے کہ آپکو عربی نہیں آتی اور آپ حساب کتاب سے بچ جائیں گے تو ایسا سوچنا سراسر بے وقوفی ہے۔۔

جس زبان میں ہم نے وعدہ کیا تھا اسی زبان ہم جوابدہ ہونگے۔۔ چاہے وہ زبان عربی ہو یا کچھ اور۔۔

ہمیں بس خود کو اس قابل بنانا ہے کہ جب خدا ہمارا نام لے کر ہمیں مخاطب کرے گا تو ہماری زبان نا لڑکھڑائی ہے۔۔ ہمارا دل نا کا نپے۔۔ بلکہ خدا کی پکار پر ہم سرشار سے اسکی طرف چلتے جائیں

"اور جو خدا انسان کو پیدا کر کے دنیا میں بھج سکتا ہے -- جو خدا موت کے بعد انسان کو زندہ کر سکتا ہے --- کیا لگتا ہے آپکو کہ وہ ایک انسان سے عربی میں حساب نہیں لے سکتا۔۔ وہ صرف کن کئے گا-- فیکون ہو جائیے گا-- اگر عربی نہیں آتی تو انسان مشین کی طرح بولنا شروع کر دے گا اور بیشک اس خدا کیلیئے کچھ مشکل نہیں _____ روحان مسکرا کر کہتا کھڑکی سے ہٹا تھا۔

"چائی سے اچھی بنی ہے پروفیسر--"

وہ اب کپ کو میز پر رکھ چکا تھا۔۔ جبکہ پروفیسر حیرت و بے لبی سے اسے دیکھ کر رہ گئیے تھے۔۔ انہوں نے تسلیم کیا تھا کہ روحان جبیل سے اسکے دین کے متعلق سوال کر کے نیچا دکھانا انکے بس کی بات نہیں _____

ایلف آنکھیں پھاڑے اپنے سامنے لیپ ٹاپ کی سکرین پر ابھرنے والی تصویر کو تک رہی تھی۔۔ اسکے سامنے روحان جبیل کی تصویر تھی جسے اس نے مختلف زاویوں سے ایڈٹ کیا تھا۔۔

Classic Urdu Material

کبھی لمبے بال تو کبھی سائی ڈکٹ۔۔ آئی برو پر لگا ہوا کٹ۔۔
کافی دیر ایڈنگ کرنے کے بعد وہ کامیاب ٹھہری تھی اور اب اپنے سامنے موجود تصویر کو دیکھ
کر وہ حیران رہ گئی تھی۔
”آرہے۔۔۔“

وہ زیر لب بربڑائی تھی۔

انکے پہلے سمیسٹر کے فائی نل پیپر شروع ہو گئے تھے۔ ایلف گھری نظروں سے روحان کا
 مشاہدہ کر رہی تھی۔

”ایلف یہ دیکھو۔۔ یقین نہیں ہوتا۔۔ What a Man“
پیپر کے بعد ابھی اچھلتی کو دتی اسکی طرف بڑھی تھی۔ ایلف تو اچانک افتاد پر گلبرڑا ہی گئی
 تھی۔

ابھی کے ہاتھ میں موبائل تھا جس میں ایک ویڈیو چل رہی تھی۔۔ روحان کی ویڈیو جس میں وہ
 لا جک سے کچھ سوالات کے جواب دے رہا تھا۔

"Unbelievable"

ابی حیران تھی۔

"اوہ تو وہ مسلم اپنے دین کی تبلیغ کرنے آیا ہے۔۔ کیا پتا وہ ایک دہشت گرد ہو جس نے

روپ بدل رکھا ہو۔۔!"

ایلف نے دل میں سوچا تھا۔

"کہاں گم ہو گئی می۔۔ میں نے کہا تھا ناکہ وہ سب سے الگ ہے۔۔ دیکھا تم نے۔۔ اس نے سائی نس کی بھی چھٹی کر دی۔۔"

ابی سرشار سی کہہ رہی تھی۔ اور ایلف کو کہیں اور متوجہ پا کر آگے بڑھ گئی تھی۔۔ جبکہ ایلف ایک بار پھر شدید اجھسن کا شکار ہو چکی تھی۔

"تو تم انجانے میں ہی سی لیکن اس رستے پر نکل پڑے ہو جسکی حanim نے کبھی خواہش کی تھی--"

فون سے حشام کی آواز ابھر رہی تھی۔ وہ پاکستان گیا ہوا تھا۔ مدتحہ اور ارحم کا سادگی سے نکاح کیا جا رہا تھا۔

روحان اپنے آگزامز کی وجہ سے نہیں جا پایا تھا۔

"یہ رستہ میں نے خود نہیں چتا۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی ہاتھ پکڑ کر مجھے اس رستے پر لے جا رہا ہو۔ جب کبھی کوئی مشکل آتی ہے تو سامنے حanim مسکراتی نظر آتی ہے۔" وہ میری ہمت بڑھاتی اور میں چلتا جاتا ہوں--"

روحان کسی ٹرانس کی کیفیت میں کہہ رہا تھا۔

جب بھی حanim کا ذکر ہوتا تھا وہ یوں ہی پاگل سے لگنے لگتا تھا۔

"مجھے کچھ کام ہے میں بعد میں بات کرتا ہوں--"

حشام فون بند کر چکا تھا۔ جبکہ روحان کی سوچیں حanim کے گرد بھٹک رہی تھیں۔

انکا آخری پیپر تھا-- Viva چل رہا تھا-- ان دونوں ایلف بری طرح سے پیشان رہی تھی-- وہ جتنا روحان سے چھٹکارہ چاہتی تھی اسکی کوئی می نا کوئی می بات ایلف کو متوجہ کر لیتی تھی-- اسکی ذات کے بہت سے پہلو تھے-- جنہیں وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

ابھی وائی یوا کے دوران وہ پانچ میں سے ایک سوال کا بے دھیانی میں غلط جواب دے چکی تھی--

ایسا پہلی بار ہوا تھا۔
روحان اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے وہ ابھی ابھی نظر آئی می تھی۔ وہ ایک زندہ دل لڑکی تھی۔ جو سچ بولتی تھی اور ہر مشکل کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار رہتی تھی۔

اب روحان کی باری تھی۔ پہلے تین سوالوں کے وہ درست جواب دے چکا تھا۔ ایلف کارنگ فق ہوا تھا۔ اسے پہلی بات ہارنے کا خود ہوا تھا۔ وہ ڈرگئی می تھی۔
روحان نے اسکے چہرے پر خوف محسوس کیا تھا۔

وہ لندن کے میئر کی بیٹی تھی۔۔ اسکا باپ ایک بڑی شخصیت کا مالک تھا۔۔ اور یہ جو بڑی شخصیات کے بچے ہوتے ہیں انہیں عام بچوں کے مقابلے میں اپنے ماں باپ کی نظروں میں کچھ بننے کیلیے بہت محنت کرنا پڑتی ہے

چونکہ ماں باپ خود کامیاب ہوتے ہیں انکے نزدیک بچوں کی چھوٹی چھوٹی کامیابیاں کچھ خاص اہمیت نہیں رکھتیں۔

ایسے بچے بہت سی محرومیوں کا شکار رہ جاتے ہیں۔۔ وہ اگر ٹاپ کرتے ہیں تو انکے ماں باپ، عام ماں باپ کی طرح جو کہ اپنے بچوں کی ایسی کامیابی پر پھولے نہیں سماتے، جھٹ سے انہیں گلے نہیں لگا لیتے۔۔ بلکہ ایسے بچوں کو اپنا آپ منوانے کیلیے۔۔ اپنی شخصیت بنانے کیلیے بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔۔

اور ایسی ہی ایک زندگی ایلف جی رہی تھی۔۔ وہ سالوں سے ٹاپ کر رہی تھی۔۔ اور اپنا ایک نام بنانے میں کامیاب بھی ہو گئی می تھی۔۔ لیکن اب۔۔ اب روحان جبیل کے آنے سے وہ مٹا محسوس ہو رہا تھا۔۔ اور اسی دکھ میں روحان نے ایلف کو گھلتے پایا تھا

سر جسٹن نے اس سے چوتھا سوال پوچھا تھا۔۔ اور روحان ایلف سے نظریں ہٹا کر کچھ سوچ رہا تھا۔۔ اور پھر جب اس نے جواب دیا تو پروفیسر حیران رہ گیا تھا۔۔ جواب غلط تھا۔۔ ایلف کے تنے ہوئے کندھے ایک دم ڈھیلے پڑے تھے۔۔

اسکے چہرے پر سکون پھیل گیا تھا۔

لیکن لگے سوال کا جواب بھی غلط دینے پر ایلف چونکی تھی۔۔ وہ حیرت سے روحان کو دیکھ رہی تھی جسکے چہرے پر گمرا سکون چھایا تھا۔

پروفیسر بے یقینی سے کبھی روحان تو کبھی ایلف کو دیکھ رہے تھے۔۔

کلاس ختم ہو چکی تھی۔۔ وہ باہر نکل چکا تھا۔۔

ایلف نے کچھ دیر اسے جاتے دیکھا تھا۔۔ اور پھر کرنٹ کھا کر اسکے پیچھے لپکی تھی۔۔

وہ جان گئی تھی سوال اتنے مشکل نہیں تھا جتنا روحان جبیل کو جواب نہیں آتا۔۔ پھر

اس نے غلط جواب کیوں دیا تھا _____ ؟؟

وہ چونکی تھی۔۔ اور اسے کچھ سمجھ آ رہا تھا۔۔

"رکو مسٹر۔۔"

وہ ہانپتی اس تک پہنچی تھی۔ روحان کے قدم رک گئے تھے۔

"روحان جبیل نام ہے میرا۔۔"

وہ کہہ کر آگے بڑھا تھا۔

”روحان جبیل یا پھر آر جے--؟؟“

ایلف نے گویا دھماکہ کیا تھا۔ روحان کے قدم ساکت ہوئی سے تھے اور پھر وہ کرنٹ کھا کر پلٹا تھا۔

”رکو مسٹر--“

وہ ہانپتی اس تک پہنچی تھی۔ روحان کے قدم رک گئی سے تھے۔

”روحان جبیل نام ہے میرا--“

وہ کہہ کر آگے بڑھا تھا۔

”روحان جبیل یا پھر آر جے--؟؟“

ایلیف نے گویا دھماکہ کیا تھا۔ روحان کے قدم ساکت ہوئیے تھے اور پھر وہ کرنٹ کھا کر پلٹا تھا۔

ایلیف اپنے دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جھکی ہوئی تھی وہ اپنا تنفس بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

روحان نے ایک پل میں اپنے چہرے کے تاثرات کو نارمل کیا تھا۔

”کون آر جے---؟؟“

وہ اب حیرانی سے پوچھ رہا تھا۔

ایلیف سیدھی ہوئی تھی۔ وہ سیاہ اور بیلے رنگ کے مغربی کپڑوں میں ملبوس تھی۔ بالوں کی اوپنجی پونی ٹیل کیتے وہ ایم فل کی نہیں بلکہ کالج کی سٹوڈنٹ لگ رہی تھی۔

”وہی-- روحان جبیل عرف آر جے-- ایک پاکستانی سنگر جسکے پاکستان سے زیادہ یورپ میں فین

ہیں__!“

ایلیف نے روحان کے چہرے کے تاثرات کو جانچتے ہوئیے کہا تھا۔

”وہ میں نے سنا ہے مرچکا ہے--“

"مرچکا ہے یا روپ بدل لیا ہے--؟؟"

وہ کٹ دار لبجے میں پوچھ رہی تھی۔

روحان نے اسکی بات کا کوئی ی جواب نہیں دیا تھا۔ اس نے ایک نظر ایلف کو دیکھا، کندھے اچکائی سے اور پھر واپسی کیلئے قدم بڑھائیے۔

"کیوں کیا تم نے ایسا____؟؟"

وہ کچھ دور تک چلا تھا جب اسے ایلف کی چلانے کی آواز آئی تھی۔

"کیا کر دیا ہے اب میں نے____؟؟"

وہ بالکل اس انداز میں پوچھ رہا تھا جس میں کبھی سید حویلی کے افراد اسکا نام سن کر کہتے تھے کہ "اب کیا کر دیا آر جے نے--؟؟"

"تم نے دو سوالوں کے غلط جواب کیوں دیئیے--؟؟"

ایلف اپنی جگہ پر کھڑی پوچھ رہی تھی۔

وہ جان گئی تھی کہ روحان نے جان بوجھ کر دوسوالوں کے غلط جواب دے کر اپنی پرسنلیج کو نیچے گرایا تھا۔ لیکن وہ حیران تھی اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔

”مجھے نہیں آتے تھے اس لئے۔!!“

وہ اب عام سے لمحے میں جواب دے رہا تھا۔

”جھوٹ۔۔۔ سراسر جھوٹ۔۔۔ مسٹر روحان جبیل کو کسی سوال کا جواب نا آتا ہو ایسا ہو نہیں سکتا۔۔۔“

وہ انجانے میں ہی سی لیکن اسکی تعریف کر گئی تھی۔ روحان کے لبؤں کو مسکراہٹ نے چھووا تھا۔

”روحان جبیل کی اتنی مجال کہ وہ چھمیر پر راج کرنے والی لڑکی کا مقابلہ کرے یا اسے ہرائیے۔۔۔“

وہ اسکے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”مجھے پر ترس کھا کر اچھا بننا چاہتے ہو۔؟۔؟“

وہ تیکھے لجے میں پوچھ رہی نہیں۔

”نہیں بالکل نہیں--- جو باتیں اور چیزیں تمہارے لئے اہمیت کی حامل ہیں مجھے ان میں دلچسپی نہیں۔-- میں یہاں مقابلہ کرنے نہیں آیا۔“
اسکا لجہ سنبھالیا تھا لیکن لبou پر مسکراہٹ تھی۔ وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔
ایلف حیرانی سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔-- وہ جانے کون تھا۔-- کیا تھا۔-- کیوں
تھا؟ وہ نہیں جانتی تھی۔

وہ پروفیسر جسٹن کی لیب میں تھا۔-- یہ ایک جدید طرز کی بہت بڑی لیبائٹی تھی۔
انکے پہلے سمسیٹ کا رزلٹ آچکا تھا اور ہمیشہ کی طرح ایلف ٹاپ پر تھی۔
”تم نے جان بوجھ کر خود کو ہرا�ا۔-- ایسا کیوں؟؟“
پروفیسر جسٹن پوچھ رہے تھے۔

"جیتنے کا شوق نہیں رہا اب مجھے--" وہ لیب پر نظریں دوڑاتے ہوئی سے بتا رہا تھا۔

"لیکن تمہیں جیتنا چاہیئے تھا--"

پروفیسر جسٹن کہہ رہے تھے۔

"آپکی لیب بہت کمال کی ہے-- مجھے لگتا ہے آپکے ساتھ کام کر کے میں بہت کچھ سیکھ پاؤں گا--"

وہ بات بدل گیا تھا۔

"ہاں-- میں تمہیں اسی لئے یہاں لایا ہوں-- وراشتی بیماریاں جو کہ ناقابل علاج ہیں انکا علاج دریافت کرنے میں تم میری مدد کرو گے--"

پروفیسر جسٹن کو جیسے یاد آیا تھا۔

"مجھے اچھا لگے گا اگر میں ابنا مرل بچوں کیلئے کچھ ایسا کر سکوں کہ وہ نارمل زندگی گزار سکیں--"

روحان کے ارادے اچھے تھے۔

Classic Urdu Material

"ویری گل۔۔"

پروفیسر جسٹن اسکا کندھا تھپٹھپاتے ہوئے بولے تھے اور لیب کے دوسرے حصے کی طرف
برٹھ گئیے تھے۔

"تحینک یو مسٹ آر جے۔۔ لیکن مجھے پہلی بار جیت کر اچھا نہیں لگ رہا۔۔ کیونکہ میں جانتی ہوں
یہ ایلف کی نہیں آر جے کی جیت ہے۔۔"
ایلف اسے ڈیپارٹمنٹ میں ملی تھی۔

"کیا مجھے لکھ کر دینا پڑے گا کہ میں آر جے نہیں ہوں۔۔"
وہ خفگی سے بولا تھا۔
ایلف کو اسکا خفا ہونے اچھا لگا تھا۔

"تم چاہے لکھ کر دے دو لیکن ایلف جانتی ہے کہ تم آر جے ہو۔۔"
وہ پورے یقین سے کہہ رہی تھی۔

روحان نے گھری نظرؤں ایلف کو دیکھا تھا۔

”لیکن تم فکر مت کرو مجھے آرجے پسند تھا اور میں لوگوں کو نہیں بتاؤں گی کہ تم آرجے ہو۔۔۔ وہ اس لئے کہ لوگ پہلے ہی روحان جبیل سے بہت متاثر ہیں اگر میں نے یہ راز کھول دیا کہ روحان جبیل کی آرجے ہے تو ہر طرف روحان جبیل ہوگا۔۔۔ ایلف کو گم ہونا پڑے گا۔۔۔ اور میں ایسا نہیں چاہتی“

بات کے آخر پر ایلف کے منہ کے زاویے بگڑے تھے۔ ایلف کی بات سن کر روحان بے ساختہ ہنس دیا تھا۔

”تم Crazy ہو ایلف۔۔۔“
وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ایلف نے محسوس کیا تھا ہونٹوں پر مسکراہٹ کے باوجود اسکی آنکھوں میں نبی تھی۔

”مجھے کچھ کام ہے۔۔۔ پھر ملتے ہیں۔۔۔“
وہ مسکرا کر کہتا جا چکا تھا۔

"جادوگر--"

ایلف کے لیوں سے پھسلا تھا۔

سارے سٹوڈنٹس ایک بار پھر چمیبہر میں موجود تھے۔ آج کا موضوع سائینس اور ٹیکنالوجی تھا۔۔۔
صدر ایلس اپنی اونچی صدارتی کرسی پر براجمان سائینس کے پیروکار جو سٹوڈنٹس تھے انکی
تحقیقات کو سراہ رہے تھے۔

"مجھے لگتا ہے کہ جو لوگ مذہب کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں انہیں یہ بات ذہن نشین کر لینی
چاہیئے کہ مذہب کچھ بھی نہیں۔۔۔ جو کچھ ہے بس سائینس ہے۔۔۔"
سائینس کے کرشمات پر تقریر کرنے والے لڑکے نے اپنے رائے سے کا اظہار کیا تھا۔ یقیناً وہ
ایک ملحد تھا۔

"مداخلت کرنے پر معذرت لیکن میں اس بات سے مستحق نہیں ہوں۔۔۔"

دوسری جانب سے روحان اٹھا تھا۔ وہ ان سٹوڈنٹس کی قطار میں بیٹھا تھا جو مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔

”آپ اس بارے میں کیا کہنا چاہیں گے مسٹر جبیل۔۔“
صدر ایلیبس نے روحان کو پہچان لیا تھا۔ وہ انکی یونیورسٹی میں سب سے خاص سٹوڈنٹ تھا۔

”میرے دوست نے جو مذہب کے بارے میں کہا کہ مذہب کچھ نہیں۔۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ مذہب بہت کچھ ہے۔۔“
روحان نے اس لڑکے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

”میں ٹھیک کہہ رہا ہوں سائینس کے مقابلے میں مذہب کچھ بھی نہیں ہے۔۔ آپ دیکھ سکتے ہیں مائیے لورڈ کے سائینس روز بروز ترقی کر رہی ہے۔۔ جبکہ مذہب رکا ہوا ہے۔۔ اپنی پرانی اور بوسیدہ تعلیمات کو رکھے ہوئے ہے۔۔ مذہب میں کوئی ترقی نہیں ہو رہی۔۔“
لڑکے نے اپنا بیان دیا تھا۔

صدر ایلیبس نے اسکی بات سے اتفاق کرتے ہوئے سرا اثبات میں ہلا کیا تھا۔

Classic Urdu Material

"آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں--؟؟"

اب وہ روحان سے پوچھ رہے تھے۔ لڑکے کی بات سن کر روحان کے چہرے پر
مسکراہٹ ابھری تھی۔ اسے مسکراتا دیکھ کر اس لڑکے کی تیوری چڑھی۔

"کیا مذہب ہے تمہارا اور کونسے ملک سے ہو تم--؟؟" وہ اب روحان سے پوچھ رہا تھا۔ الجہ کاٹ
دار تھا۔

"میں پاکستانی مسلمان ہوں--"
روحان نے فخر سے بتایا۔

"Bloody Terrorist"

روحان اس لڑکے کی سرگوشی کو اسکے لبوں کی حرکت سے سن چکا تھا۔

"میرے دوست کا کہنا ہے کہ مذہب رکا ہے جبکہ سائینس متھرک ہے-- روزنئی می
نئی می ایجادات کر رہی ہے-- لیکن مذہب کے پاس پرانی تعلیمات ہیں--،

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں میرے دوست-- تمام مذاہب ساکن ہیں سوائیے اسلام کے--

لیکن اسلام کی تعلیمات میں کوئی می تبدلی نہیں آئی بلکہ چودہ سو سال سے وہ اپنی تعلیمات کو لئے ہوئی ہے--"

روحان بول رہا تھا۔۔ جبکہ رونڈ، ابھی، ایلف اور باقی صدر سمیت تمام سٹوڈنٹس اور پروفیسر اسے دم سادھے سن رہے تھے۔

"میرا آپ سے ایک سوال ہے۔۔ آپ لندن میں رہتے ہیں انگلینڈ میں ایک ترقی یافتہ ملک ہے۔۔ درست کہانے میں نے۔۔؟ جبکہ میں پاکستان سے ہوں جو کہ ایک ترقی پذیر ملک ہے۔۔؟ وہ سوالیہ انداز لینے پوچھ رہا تھا۔

"کیا آپ بتائیں گے کہ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر میں کیا فرق ہے۔۔؟

یقیناً آپ کہیں گے ترقی یافتہ ممالک وہ ہیں جو ترقی کر چکے ہیں۔۔ جو معاشی لحاظ سے مضبوط ہیں جو تعلیم کے لحاظ سے آگے ہیں یعنی جو ہر طرح سے ممکن ہیں۔۔؟"

"ہاں ایسا ہی ہے۔۔"

لڑکے نے الجھے ہوئے لجے میں کہا تھا۔۔ اسے روحان کی باتوں کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔

"میرا ملک ایک ترقی پذیر ملک ہے۔۔ وہ آہستہ آہستہ ترقی ہے۔۔ اس میں بہت سی چیزوں کی کمی ہے۔۔ جبکہ انگلینڈ میں ایسا نہیں ہے۔۔"

"اب آپ نے کہا کہ سائی نس ترقی کر رہی ہے تو اسکا مطلب ہوا وہ مکمل نہیں ہوئی۔۔ اس میں کمی ہے اس لئے وہ ترقی کر رہی ہے۔۔ جبکہ مذہب مکمل ہو چکا ہے۔۔ یعنی وہ ترقی یافتہ ہے۔۔ اس لئے آپکو ساکن لگتا ہے۔۔"

روحان کی بات سن کر ایک پل کیلئے چھیبر کے سارے لوگ جیسے سکتے میں چلے گئیے تھے۔

"اگر آپ دنیا میں سب سے اوپرے مقام پر جانا چاہیں تو کہاں جائیں گے۔۔؟ زمین کی بات کر رہا ہوں خلا کی نہیں۔۔"

روحان کا ایک اور سوال موجود تھا۔

"ماونٹ ایورسٹ۔۔ کیونکہ وہ زمین پر سب سے اوپرے مقام ہے۔۔"

لڑکے نے جواب دیا تھا۔

"بالکل-- ماؤنٹ ایورسٹ-- جو چیز چوٹی پر پہنچ جائیے وہ اس سے اوپر کھاں جائیے گی--

وہ اور کیا ترقی کرے گی-- ؟؟--

آپ ماؤنٹ ایورسٹ پر جانے کے بعد کھاں جائیں گے-- ؟ کیونکہ زمین پر اس سے اونچا مقام کوئی نہیں ہے-- یقیناً آپ رک جائیں گے--

تو میرے عزیز ہمارا مذہب چوٹی پر پہنچ چکا ہے۔ جب وہ مکمل ہو چکا ہے تو کیا ترقی کرے گا-- ؟؟

ترقی وہ کرتا ہے جس میں کچھ کمی ہو۔

سائی نس مکمل نہیں ہوئی اس لیتے ترقی کر رہی ہے-- جبکہ مذہب مکمل ہو چکا ہے اس لیتے آپکو ساکن لگتا ہے-- !!

روحان خاموش ہو چکا تھا۔

چھیمبر میں کچھ دیر خاموش چھائی می رہی تھی۔ اور پھر سب سے پہلی تالی ابی نے بجائی می تھی اسکے بعد چھیمبر تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا تھا۔

"لیکن تعلیمات تو پرانی ہیں نا۔۔ خاص طور پر تمہارے مذہب کی۔۔ جس میں عورت کو باندھی بنا کر رکھا جاتا ہے۔۔"

وہ لڑکا اب تنفس سے کھس رہا تھا۔

"یقیناً اسلام کے متعلق آپکا علم بہت کم ہے۔۔۔ جو حقوق مغرب نے عورت کو پچھلی صدی میں دیے وہ اسلام چودہ سو سال پہلے عورت کو دے چکا ہے۔۔۔"

روحان نے پرسکون سے لمحے میں جواب دیا تھا۔

"تم کچھ بھی کرو۔۔ مذہب سائینس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔۔ سائینس اور مذہب دو الگ اور الٹ چیزیں ہیں۔۔"

"کیا آپ اپنی بات کو تفصیل سے بیان کریں گے کہ مذہب سائینس کا مقابلہ کیوں نہیں کر سکتا۔۔؟؟"

روحان پوچھ رہا تھا۔

"مزہب کہتا ہے کہ دنیا خدا نے بنائی می-- جبکہ سائینس بگ بینگ کی تھیوری پیش کر چکی
ہے-- یہ دنیا ایک دھماکے سے وجود میں آئی می تھی--!!"

"یہ جو آپ نے گھڑی پہنی ہے کیا یہ خود بخود بن گئی ہے--؟؟

"نمیں--"

"تو کیا آپکی عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ ایک گھڑی تو خود بن نہیں سکتی-- پوری دنیا
کا نظام کیسے خود بخود چل رہا ہے--؟؟

اور رہی بات بگ بینگ کی-- کیا آپ بتائیں گے بگ بینگ کی تھیوری کب پیش ہوئی اور
سائینسدان کو نوبل پرائیز کب ملا--؟؟
وہ ایک ساتھ دو سوال کر رہا تھا۔

"I think in 1973"

لڑکے نے کچھ سوچتے ہوئی سے بتایا۔

"درست فرمایا۔۔ یہی کوئی می تقریباً چالیس پچاس سال پہلے ۔۔
لیکن ہماری مذہبی کتاب قرآن پاک میں یہ بات چودہ سو سال پہلے بتادی گئی تھی ۔۔

قرآن پاک میں سورہ انبیاء، آیت میں نمبر تیس میں لکھا ہے کہ،

آَوْلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَسَقُتَا هُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ النَّارِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٌّ صَافِلًا
یؤمِنُونَ (30)

کیا منکروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین جڑے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا جدا کر دیا، اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا، کیا پھر بھی یقین نہیں کرتے۔

اس سے رؤیت عینی نہیں، رؤیت قلبی مراد ہے۔ یعنی کیا انہوں نے غور فکر نہیں کیا؟ یا انہوں نے جانا نہیں؟۔

رُثْقٌ کے معنی، بند کے اور فُثْقٌ کے معنی پھاڑنے، کھولنے اور الگ الگ کرنے کے ہیں۔ یعنی آسمان و زمین، ابتدائے امر ہیں، باہم ملے ہوئے اور ایک دوسرے کے ساتھ پیوست تھے۔ ہم

نے ان کو ایک دوسرے سے الگ کیا، آسمانوں کو اوپر کر دیا جس سے بارش برستی ہے اور زمین کو اپنی جگہ پر رہنے دیا، تاہم وہ پیداوار کے قابل ہو گئی۔

**- اس سے مراد اگر بارش اور چشمیں کا پانی ہے، تب بھی واضح ہے کہ اس کی روئیگی ہوتی ہے اور ہر ذی روح کو حیات نو ملتی ہے اور اگر مراد نطفہ ہے، تو اس میں بھی کوئی اشکال نہیں کہ ہر زندہ چیز کے وجود کے باعث وہ قطرہ آب ہے جو نر کی پیٹھ کی ہڈیوں سے نکلتا اور مادہ کے رحم میں جا کر قرار پکرتا ہے۔

اگر آپ غور کریں تو آپ جانیں گے یہ کیت گ بینگ کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے-- زمین و آسمان کو پھاڑ کر الگ الگ کیا گیا۔

یقیناً ایک دھماکہ ہوا ہو گا-- جونا آپ نے دیکھا اور نامیں نے--

سائی نس جو باتیں آج کہہ رہی ہے۔ وہ ہماری مذہبی کتاب چودہ سول پہلے بتا چکی ہے--

تو میرے عزیز دوست آپکو مان لینا چاہیتے کہ مذہب صدیوں پہلے مکمل ہو چکا ہے-- وہ پوری ترقی کر چکا ہے-- جبکہ سائی نس نامکمل ہے-- اسی لیتے آج وہ انسافات کر رہی ہے۔ جو ہمارے مذہب نے صدیوں پہلے کر دیے تھے--!!

روحان جبیل ایک ملحد کو اسکے الفاظ سے مات دے چکا تھا۔

Classic Urdu Material

ڈیسک پر تالی بجانے کی آواز ایک بار پھر سے گونج گئی تھی۔

"تم نے کمال کر دیا ہے مسٹر روحان جبیل--- میں حیران ہوں تم نے یہ سب کہاں سے سیکھا ہے--؟؟

چیمبر کے باہر ہمیشہ کی طرح سب سے پہلے اسے ابھی ملی تھی۔

"میں جانتی تھی تم آج بھی کوئی کوئی دھماکہ کرنے والے ہو--- اور تم نے کر دیا
Proud " ..of You Man
وہ دل سے خوش تھی۔

"میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ لیکن جب اس نے مذہب کا سائینس سے مقابلہ کیا تو مجھے بولنا پڑا--"

وہ عام سے لمحے میں کہہ رہا تھا۔

"خیر یہ سب چھوڑو تم آرہے ہونا۔۔۔ ایلف نے ٹاپ کرنے کی خوشی میں پوری کلاس کو
ٹرینیٹ دی ہے۔۔۔ تم آؤ گے نا۔۔۔؟؟"

وہ روحان سے ایسے بات کرتی تھی جیسے وہ اسکا بچپن کا دوست تھا۔
روحان کی نظر تب اچانک اپنے گروپ کے ساتھ کھڑی ایلف پر پڑی تھی جو انہیں ہی دیکھ رہی
تھی اور اسکی آنکھوں میں عجیب ساتھ تھا۔

"نمیں۔۔۔ مجھے ابھی تک دعوت نہیں دی گئی۔۔۔"

روحان نے ایلف کی طرف سے رخ پھیرتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی۔۔۔ مجھے لگا تھا ایلف سب سے پہلے تمیں انوائیٹ کرے گی۔۔۔"
ابی امجد زدہ سی کہہ رہی تھی۔

"خیر وہ تمیں ضرور بلائیے گی میرا باسکٹ بال کا میچ ہے میں ذرا پریکلنس کرلوں پھر
ملتے ہیں۔۔۔"

یاد آنے پر ابی اسے کہتی گراؤنڈ کی طرف لپکی تھی۔ وہ بہت اچھی کھلاڑی تھی۔

Classic Urdu Material

جبکہ روحان وہاں سے کیفے کی طرف بڑھ گیا تھا اسے بھوک لگی تھی وہ کچھ کھانا چاہتا تھا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں--؟؟"

وہ ایک میز پر اکیلا بیٹھا چائیے پی رہا تھا جب ایلف وہاں آئی۔

"ضرور۔۔ یونیورسٹی ایلف کی ہے وہ جہاں چاہے بیٹھ سکتی"

"ظفر کر رہے ہو--؟؟"

"نہیں میری اتنی مجال---"

وہ ڈرنے کی ایکلنگ کرتے ہوئے بولا تھا۔

جبکہ ایلف اسکی بات سن کر مسکرا دی تھی۔

"باتیں اچھی کرتے ہو تم--- آج چیمبر کے ساتھ ساتھ تم نے بہت سے لوگوں کے عقیدے کو ہلا کر رکھ دیا ہے--- سچ سچ بتاؤ تم لندن کس مقصد سے آئیے ہو---؟؟ کہیں تم دہشت گرد تو نہیں ہو---؟؟"

"تمہیں ایسا لگتا ہے؟؟"

"ہاں--- کیونکہ جس قدر تم مذہبی ہو اور اپنے مذہب کا پوچار کر رہے ہو۔۔ اس سے تو تم ایک دہشت گرد لگتے ہو---"

ایلف کا اشارہ یقیناً النور کی طرف تھا۔ جسے روحان سمجھ گیا تھا۔
وہ اسکی بات سن کر ہنس دیا تھا۔۔ اذیت سے بھرپور ہنسی۔۔

کمال تھا۔۔ جب وہ پاکستان میں تھا تو ایک ملحد تھا۔۔ اسکا کوئی مذہب نہیں تھا۔ لوگ لادین کہتے تھے اب جب وہ لندن آیا تھا اور دین کو اپنایا تھا لوگ اسے دہشت گرد سمجھ رہے تھے۔۔

وہ کبھی نارمل رہا نہیں تھا اور نا لوگوں نے سمجھا تھا

شاید اسے نارمل بنایا ہی نہیں گیا تھا

"کیا واقعی تمہاری مذہبی کتاب اتنی دلچسپ ہے--؟؟"

اسے خاموش دیکھ کر ایلف نے پوچھا تھا۔

"ہمارا تو پورا مذہب ہی بہت دلچسپ ہے۔۔۔ یقین نہیں آتا تو مطالعہ کر کے دیکھ لو۔۔۔"

"میں ضرور کروں گی۔۔۔ مجھے پہلی بار جینیٹکس سے زیادہ کوئی می اور چیز دلچسپ لگی ہے۔۔۔ میں ضرور کروں گی مطالعہ۔۔۔"

ایلف نے سر ہلاتے ہوئے کہا تھا۔

"خیر میں تمہیں انوائیٹ کرنے آئی می ہوں۔۔۔ میں ایک چھوٹی سی ٹریٹ دے رہی ہوں پوری کلاس میرے گھر مدعو ہوگی۔۔۔ مجھے امید ہے تم ضرور آؤ گے۔۔۔"

ایلف اسے اپنے گھر کا پتہ بتا چکی تھی۔۔۔ جس پر روحان مسکرا دیا تھا۔۔۔

یہ تو اسکا ٹاؤن تھا۔۔۔ اور اسی لائی ن میں ایلف کا گھر تھا جہاں وہ سبیل کے ساتھ رہتا

تھا

النور میں ایک عیسائی می لڑکا آیا تھا جو اسلام قبول کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس سے پہلے اسکے کچھ سوال تھے جنکے جواب وہ روحان جبیل سے جاننا چاہتا تھا۔۔۔
اور روحان جبیل دل و جان سے حاضر تھا۔

"کیا اسلام تشدد اور خونزیزی کی دعوت دیتا ہے؟"

کیا اسلام تشدد، اور خونزیزی کی اور بزمیت کو فروغ دیتا ہے۔ اس لیے قرآن کرتا ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ جہاں کہیں کفار کو پائیں انہیں قتل کر دیں؟"
لڑکے نے بہت اہم سوال اٹھایا تھا۔

"قرآن کریم سے بعض مخصوص آیات کا غلط طور پر اس لیے حوالہ دیا جاتا ہے کہ اس غلط تصور کو قائم رکھا جاسکے کہ اسلام تشدد کی حملیت کرتا ہے اور اپنے پیروکاروں پر زور دیتا ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے باہر رہنے والوں کو قتل کر دیں۔

آیت جس کا غلط حوالہ دیا جاتا ہے :

سورہ توبہ کی مندرجہ ذیل آیت کا اسلام کے ناقدین اکثر حوالہ دیتے ہیں تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ اسلام تشدد، خون ریزی اور وحشت کو فروغ دیتا ہے۔

فَأَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدُوكُمْ (۵)

"تم مشرکوں کو جہاں کہیں پاؤ، انہیں قتل کردو۔"

(سورہ التوبہ ۹ آیت ۵)

آیت کا سیاق و سبق :

در حقیقت ناقدین اسلام اس آیت کا حوالہ سیاق و سبق سے ہٹ کر دیتے ہیں۔ آیت کے سیاق و سبق کو سمجھنے کے لیئے ضروری ہے کہ اس سورت کا مطالعہ آیت نمبر 1 سے شروع کیا جائے۔ اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان جو معاهداتِ امن ہوئے تھے، ان سے براءت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس براءت (معاهدات کی منسوخی) سے

Classic Urdu Material

عرب میں شرک اور مشرکین کا وجود عملًا خلاف قانون ہو گیا کیونکہ ملک کا غالب حصہ اسلام کے زیر حکم آچکا تھا۔ ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہ رہا کہ یا تو لڑنے پر تیار ہو جائیں یا ملک چھوڑ کر نکل جائیں یا پھر اپنے آپ کو اسلامی حکومت کے نظم و ضبط میں دے دیں۔

مشرکین کو

لپنا رویہ بدلتے کے لیے چار ماہ کا وقت دیا گیا۔

ارشاد الہی ہوا:

فَإِذَا أُنْتَخَلَّ أَلَّا شَهَرٌ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدُّكُمْ هُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرَضٍ
فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا الزَّكَاةَ فَلْنُوَافِدْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (5)

"پس جب حرمت (دی گئی مهلت) والے مہینے گز جائیں تو تم مشرکین کو جہاں کہیں پاؤ قتل کر دو اور ان کر پکڑ لو اور گھیرو اور ہر گھات میں ان کی تاک میں بیٹھو، پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوہ دیجئے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ التوبہ ۹ آیت 5)

میں آپکو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں---،

روحان نرم لجے میں بول رہا تھا۔

ہم سب جانتے ہیں کہ ایک وقت تھا امریکہ ویٹ (ریاست) نام پر برسر پیکار تھا۔ فرض کیجئے کہ صدر امریکہ یا امریکی جرنیل نے جنگ کے دوران میں امریکی سپاہیوں سے کہا: جہاں کہیں ویٹ نامیوں کو پاؤ انہس ہلاک کر دو۔ اس کا حوالہ دیتے ہوئے اگر آج میں سیاق و سباق سے ہٹ کر یہ کہوں کہ امریکی صدر یا جرنیل نے کہا تھا کہ جہاں کہیں ویٹ نامیوں کو پاؤ انہیں قتل کر دو، تو یوں معلوم ہو گا کہ میں کسی قصائی کا ذکر کر رہا ہوں۔ لیکن اگر میں اس کی یہی بات صحیح سیاق و سباق میں بیان کروں تو یہ بالکل منطقی معلوم ہو گی کیونکہ وہ دراصل جنگ کے حالات میں اپنی سپاہ کا حوصلہ بڑھانے کے لیے ایک ہنگامی حکم دے رہا تھا کہ دشمن کو جہاں کہیں پاؤ ختم کر دو، حالت جنگ ہونے کے بعد یہ حکم ساقط ہو گیا۔

حالتِ جنگ کا حکم :

اسی طرح سورة توبہ کی آیت نمبر 5 میں ارشاد ہوا کہ "تم مشرکوں کو جہاں کہیں پاؤ انہیں قتل کر دو۔" یہ حکم جنگ کے حالات میں نازل ہوا اور اس کا مقصد مسلم سپاہ کا حوصلہ بڑھانا تھا، قرآن کریم درحقیقت مسلمان سپاہیوں کو تلقین کر رہا ہے کہ وہ خوفزدہ نہ ہوں اور جہاں کہیں دشمنوں سے سامنا ہو انہیں قتل کر دیں۔

ارون شوری کی فربہ کاری :

ارون شوری، بھارت میں اسلام کے شدید ناقدوں میں سے ہے۔ اس نے بھی اپنی کتاب "فتاویٰ کی دنیا" کے صفحہ 572 پر سورة توبہ کی آیت نمبر 5 کا حوالہ دیا ہے۔ آیت نمبر 5 کا حوالہ دینے کے بعد وہ دفعتاً ساتویں آیت پر آجاتا ہے، یہاں ہر معقول آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر آیت نمبر 6 سے گریز کیا ہے۔

قرآن سے جواب :

سورہ توبہ کی آیت نمبر 6 اس الزام کا شافی جواب دیتی ہے کہ اسلام (نعوذ باللہ) تشدد، بھیث اور خونریزی کو فروغ دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِسْتَجَارَ كَفَّاً جَزْهُ حَتَّىٰ يُسْمَعَ كَلَامُ السَّيْمَرُوكَ لِأَلْيَغُونَ مُؤْمَنَةً ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ

(۶)

"(اے نبی!) اگر کوئی مشک آپ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دیجیئے تاکہ وہ اللہ کا کلام سن سکے ، پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دیجیئے، یہ (رعایت) اس لیئے ہے کہ بے شک وہ لوگ علم نہیں رکھتے۔"

(سورة التوبہ ۹ آیت 6)

قرآن کریم نہ صرف یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی مشک حالات جنگ میں پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دی جائے بلکہ یہ حکم دیتا ہے کہ اسے محفوظ مقام پر پہنچا دیا جائے، ہو سکتا ہے کہ موجود بین الاقوامی منظر نامے میں ایک رحم دل اور امن پسند جرنیل جنگ کے دوران میں دشمن کے سپاہیوں کو امن طلب کرنے پر آزادانہ جانے دے لیکن کون ایسا فوجی جرنیل ہو گا جو اپنے سپاہیوں سے یہ کہ سکے کہ اگر دوران جنگ دشمن کے سپاہی امن کے طلب گار ہوں تو انہیں نہ صرف یہ کہ رہا کر دو بلکہ محفوظ مقام پر پہنچا بھی دو؟؟

اس لیئے جب کوئی می شخص قرآن کی کسی آیت کا حوالہ دے تو اسکے آیت کے سیاق و سبق
کو دیکھ لینا چاہیئے

وہ پہلا دن تھا جب کسی مشرک نے روحان جبیل کے سامنے کلمہ پڑھا تھا۔۔ روحان کا رواں
روان خدا کا مشکور تھا اسے آج سے پہلے اتنا سکون کبھی محسوس نہیں ہوا تھا جتنا آج ہوا
تھا۔۔

اسے کسی کسی نعمتوں سے نواز دیا گیا تھا وہ حیران تھا

ایلف کے گھر پوری کلاس جمع تھی۔۔ وہ یہ جان کر حیران رہ گئی می تھی کہ روحان اور وہ
دونوں ایک ہی لائیں میں رہتے تھے۔۔

پوری پارٹی کے دوران ایلف کی نظریں روحان پر جمی رہی تھیں۔۔ وہ اسے جتنا باہر سے پرسکون
نظر آتا تھا اندر سے اتنا ہی بے چین اور اداس لگتا تھا۔۔

وہ اسکی اداسی کی وجہ نہیں جانتی تھی لیکن جانا چاہتی تھی۔۔

Classic Urdu Material

وہ روحان کے پاس جانا چاہتی تھی جو الگ تھلگ بیٹھا تھا۔ لیکن اس سے پہلے ہی ابی اسکے پاس چلی گئی۔۔

ابی کو روحان کے ساتھ دیکھ کر ایلف کے چہرے پر ناگواری ابھری۔۔

"اکیلے بیٹھے ہو؟؟"

"جی۔۔ اچھا لگتا ہے اکیلے بیٹھنا"

"مجھے لگتا تھا کہ صرف میں ہی تم سے متاثر ہوں لیکن اب لگ رہا ہے کہ یونیورسٹی کی ملکہ روحان جبیل کی ذات کا شکار ہو چکی ہے۔۔"

ابی نے ایلف کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

روحان چونکا تھا۔

"ایسی بات نہیں وہ سیدھا ہو کر بیٹھا"

"ابی کی چھٹی حس بہت تیز مسٹر جبیل-- میں جو کہتی ہوں وہ سچ ہوتا ہے-- اور دیکھ لینا ایک
دن تم بھی ایلف کے آگے سرنگوں ہو جاؤ گے--"

ابی نے ہوا میں تیز چلایا تھا-- روحان اسکی بے وقوفی کی باتیں سن کر بس مسکرا دیا تھا۔

پوری پارٹی میں روحان سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اب وہ اسے باہر تک چھوڑنے
آئی تھی۔

لائیں کے آخر پر روحان کا گھر تھا۔

"بہت بہت شکریہ مسٹر آر جے کہ تم میرے بلا نے پر آئیے ہو--"

"شکریہ کی بات نہیں-- جب پارٹی کلاس کیلئے تھی تو مجھے آنا چاہیئے تھا--"

"تم نے شراب کو نہیں چھووا۔ یقیناً تمہارے مذہب میں حرام ہوگی۔ لیکن یہ بتاؤ تم اپنی
جبیز کو ٹخنوں سے اوپر کیوں رکھتے ہو۔؟"

ایلیف نے عجیب سا سوال کیا تھا۔ اس نے ہمیشہ روحان کو پینٹ ٹخنوں سے اوپر فولڈ کیتے ہوئے سے پہنے دیکھا تھا۔

"اوہ یہ-- اسلام میں مردوں کو چاہے شلوار ہو یا پینٹ ٹخنوں سے اوپر کھنے کا حکم دیا گیا ہے--!!"

روحان نے اپنے پاؤں کی جانب دیکھتے ہوئے سے جواب دیا تھا۔

"لیکن اب تو سردی بڑھ رہی ہے-- ٹھنڈ نہیں لگے گی؟؟"

"تو موزے پہن لوگا--"
وہ مسکرا دیا تھا۔

"تمہیں اپنا مذہب اتنا عزیز ہے--؟"

"اس سے بھی زیادہ--"
وہ مسکرا دیا تھا۔ اور ایلیف نے اسکی مسکراہٹ کے سامنے خود کو بے بس پایا تھا۔

"ایک شہزادہ ہے سرد مزاج سا کہانی میں

ایک شہزادی ہے جو دل سے اس پر مرتی ہے"

"سائنس" اور "فلسفی آف سائنس" میں فرق

"ملحدوں اور دہریوں کے کمر و فرب میں یہ سب سے بڑا کمر ہے جو یہ لوگ سادہ لوح انسانوں کا ایمان بگاؤ نے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ لوگ "فلسفی آف سائنس" کو "سائنس" بنا کر پیش کرتے ہیں۔ یہ "لوہہ" کو "اسونے" میں ملا کر سونے کا تاثر دے کر بیچتے ہیں۔

"سائنس" اور چیز ہے اور "فلسفی آف سائنس" اور چیز ہے۔ پیور سائنس نہ تو خدا کا انکار کرنی ہے اور نہ ہی اثبات۔ البتہ خدا کے اثبات کی ایک علامت ضرور ہو سکتی ہے۔ اس لیے "پیور سائنسٹ" کبھی بھی دہریہ نہیں ہو گا بلکہ یا تو خدا کا اثبات کرے گا جیسا کہ اکثر کا معاملہ ہے، یا پھر عاجزی کا اظہار کرے گا کہ مجھے نہیں معلوم، یا یہ سائنس کی ڈوینیں نہیں ہے۔

اس کے برعکس "فلسفی آف سائنس" نزا الخاد ہے، جو سائنس کے نام سے پڑھا پڑھایا جا رہا ہے۔ "فرکس" کہ جس کا لیبارٹری میں اثبات کیا جاتا ہے، وہ پیور سائنس کا ڈوین ہے اور "نظرياتي فركس" کے اکثر مباحث "ظن و تخمين" سے زیادہ کچھ نہیں ہیں۔

"نظرياتي سائنس" میں جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے، وہ سائنس کا مذہبی ورثن ہے، وہ سائنس فکشن ہے، جسے ماننے کے لیے سائنسدانوں پر اس سے زیادہ ایمان لانا پڑتا ہے کہ جتنا کسی نبی اور رسول پر ایمان لانے کا مطالبہ ہے ---

اس لیتے ملحدوں سے گزارش ہے کہ اپنی فلسفی آف سائینس کو اپنے پاس سنبھال کر رکھیں-- اسے سائینس بناؤ کر پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے—

اسکی جلسے میں کی گئی تقریر نے آگ لگادی تھی۔ یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس دھڑا دھڑ انور جوانی کر رہے تھے--

لوگ سچ کی تلاش میں نکل پڑے تھے _____
کچھ ملحد اپنے سوالوں الجھ کر رہ گئیے تھے _____ وہ لوگوں کو انکے طریقے سے ڈیل کر رہا تھا

اسکے پاس سائی نس سے متعلق جواب ہوتا تھا--

سلوڈنٹس نے اپنے مذہب کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا تھا--

اور وہ حیران رہ گئی۔ تھے جب انہوں نے اسے ہر چیز سے آگے پایا تھا

"تم کہتے ہو کہ خدا سے زیادہ علم کسی کے پاس نہیں-- تو آج میں تمہیں بتاتا ہوں کہ سائی نس کس طرح خدا کو پیچھے چھوڑ رہی ہے" _____

جبیسے ہی وہ ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہوا اسے چیمبر والا لرکا مل گیا تھا جو ملحد تھا جس سے بحث ہوئی ہی تھی۔

"قرآن کریم کہتا ہے کہ کسی ماں کے رحم میں موجود بچے کی جنس صرف اللہ ہی کو معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اب سائنس ترقی کر چکی ہے اور ہم آسانی الٹا سونو گرافی کے ذریعے سے جنین کی جنس کا تعین کر سکتے ہیں۔ کیا یہ آیت قرآنی میڈیکل سائنس سے متصادم نہیں؟؟؟"

روحان نے سنجیگی سے اسکا سوال سنا تھا۔

اور پھر بولنا شروع کیا۔

"بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ صرف اللہ ہی رحم مادر میں جنین کی جنس کو جانتا ہے، اس سلسلے میں قرآن مجید کتنا ہے:

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضِ حَمٌ وَ (٣٤)

"بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ جو کچھ ماؤں کے پیٹوں میں ہے۔"

(سورہ لقمان 31 آیات 34)

اس طرح کا ایک پیغام مندرجہ ذیل آیت میں دیا گیا ہے:

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثَى وَمَا تَغِيَضُ الْأَرْجَامُ وَمَا تَزَدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمُقْدَارٍ (۸)

"اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ ہر مادہ پسیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے۔ اور ارحام کی کمی بیشی بھی، اور اس کے باہر چیز کی مقدار (مقرر) ہے۔

(سورة الرعد 13 آیت 8)

الٹاسونوگرافی سے جنس کا تعین :

موجودہ سائنس ترقی کرچکی ہے اور ہم الٹاسونوگرافی (Ultrasonography) کی مدد سے حاملہ خاتون کے رحم میں بچے کی جنس کا تعین بآسانی کر سکتے ہیں۔

قرآن اور جنین کی جنس :

یہ درست ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت کے متعدد تراجم اور تشریحات میں یہ کہا گیا ہے کہ صرف اللہ ہی یہ جانتا ہے کہ رحم مادر میں موجود بچے کی جنس کیا ہے۔ لیکن اگر آپ اس آیت

کا عربی متن پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ انگریزی کے لفظ جنس (Sex) کا کوئی تبادل عربی لفظ استعمال نہیں ہوا۔ درحقیقت قرآن کریم جو کچھ کہتا ہے، وہ یہ ہے کہ ارحام میں کیا ہے، اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ بہت سے مفسرین کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے اس سے یہ مطلب لیا کہ اللہ ہی رحم مادر میں بچے کی جنس سے واقف ہے۔ یہ درست نہیں،

یہ آئیت جنین کی جنس کی طرف اشارہ نہیں کرتی بلکہ اس کا اشارہ اس طرف ہے کہ رحم مادر میں موجود بچے کی فطرت کیسی ہوگی۔ کیا وہ اپنے ماں باپ کیلئے بارکت اور باسعادت ہو گا یا باعثِ زحمت ہو گا؟

کیا وہ معاشرے کے لیے باعثِ رحمت ہو گا یا باعثِ عذاب؟ کیا وہ نیک ہو گا یا بد؟ کیا وہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں؟

ان تمام باتوں کا مکمل علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے، دنیا کا کافی سامنہ دان، خواہ اس کے پاس کیسے ہی ترقی کے آلات کیوں نہ ہوں، رحم مادر میں موجود بچے کے بارے میں کچھی ان باتوں کا صحیح جواب نہیں دے سکے گا۔“

روحان کو بولتے دیکھ کر بہت سے سٹوڈنٹس انکے گرد جمع ہو گئی ہے تھے۔۔ انہیں روحان کو

سننا اچھا لگتا تھا

"ابتدائی مراحل میں جب نطفہ اور علقہ رحم مادر میں ہوتا ہے تو کوئی سائنسدان بھی اس کا تعین نہیں کر سکتا کہ اس کی جنس کیا ہے۔ پھر آلات کے ذریعے سے معلوم کرنا تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی آپریشن کر کے کہ مجھے اس کی جنس معلوم ہو گئی ہے، حالانکہ یہ اسباب کے بغیر معلوم کرنے کی نفی ہے۔ اور ایسے واقعات بھی سننے میں آئے ہیں کہ ڈاکٹر کی رپورٹ کے خلاف نتیجہ نکلا ہے، یعنی ڈاکٹری رپورٹ حتیٰ اور یقینی نہیں۔"

امید ہے آپ سمجھ گئے ہونگے۔ راستہ ڈیجیٹنے میری کلاس کا وقت ہو رہا ہے۔"

وہ ایکسکیووڈ کرتا سٹوڈنٹس کے ہجوم سے نکلتا چلا گیا تھا۔

"تم اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے ایڈیٹ۔"

ابی جانے کہاں سے وارد ہوئی تھی اور اس لڑکے کو کندھے زور دار ٹکر مارنے کے بعد روحان کے پیچھے بھاگی تھی۔

سٹوڈنٹس میں ایک بار پھر ہلچل سی مج گئی تھی۔

تجھ سے جودھیاں کا تعلق ہے
پکے ایمان کا تعلق ہے
میری چپ کا تیری خاموشی سے
روح اور جان کا تعلق ہے
تو سمجھتا ہے میرے لمحے کو
اور یہ مان کا تعلق ہے
تجھ سے میرے خیال کا رشتہ
یعنی وجدان کا تعلق ہے
تو رہتا ہے دل میں یوں جیسے
گھر سے سامان کا تعلق ہے

روحان نے اپنے آپکو بہت مصروف کر لیا تھا۔۔ صبح ڈیپارٹمنٹ پھر النور اور پھر لیب۔۔ وہ سارا دن مصروف رہتا تھا۔۔ لیکن ایک بھی پل ایسا نہیں تھا جب اسے حانم کا خیال نہیں آتا

تھا۔۔

Classic Urdu Material

وہ تھک ہار کر رات کو جب سونے لیٹتا تھا تو آنکھوں کے پردے پر چھم سے اتر آتی تھی۔۔۔
کبھی کبھی وہ بہت اداس ہو جاتا تھا۔۔ اور کبھی کبھی اسکو سوچنا اچھا لگتا تھا

ابھی وہ بھی اسی کے خیالوں میں گم تھا جب دروازے پر ہونے والی دستک نے اسکی تنہائی
میں خلل ڈالا۔

روحان نے آنکھیں کھولیں تو سبیل کھڑا تھا۔

"پورے لندن کو ہلانے کے بعد محبت کا دیوتا ادھر آرام فرمارہا ہے۔۔ کمال ہے۔۔"

سبیل نے اسے چھپیرا تھا۔

"آجاؤ اندر۔۔"

روحان کے بلانے پر وہ اندر آیا تھا۔

"سارا دن کہاں غائب ہوتے ہو نظر ہی نہیں آتے۔۔؟؟"

سبیل پوچھ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"ادھر ہی ہوتا ہوں--"

روحان نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔

"میں تمہیں سمجھانے آیا ہوں تم بہت تیز جا رہے ہو شہزادے اپنی رفتار تھوڑی آہستہ کرو یہ لندن ہے !!"

سبیل نے سنجیدہ لجھے میں کہا تھا۔ جبکہ روحان اسکی بات سن کر چونکا تھا۔

میں تمہیں سمجھانے آیا ہوں تم بہت تیز جا رہے ہو شہزادے اپنی رفتار تھوڑی آہستہ کرو یہ لندن ہے !!"

سبیل نے سنجیدہ لجھے میں کہا تھا۔ جبکہ روحان اسکی بات سن کر چونکا تھا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو صاف صاف کہو"

روحان بھی سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"مجھے لگتا تھا شاید تم جانتے ہو۔۔ خیر تمیں ہر چیز پر نظر رکھنی چاہیئے اور مذہبی کمیونٹیوں سے دور رہنا چاہیئے ۔۔!"

"لیکن کیوں--؟؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔

"تمہاری مذہب کے متعلق کی گئی تقریر نے لوگوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔۔ بہت سی یہودی اور عیسائی مذہبی کمیونٹیاں ایکٹو ہو چکی ہیں ۔۔ تم انکی نظروں میں آگئیے ہو۔"

"لیکن میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔ جو کیا تھیک کیا۔"

"دیکھو روحان میں تمیں سمجھانا چاہتا ہوں۔۔ یہ پاکستان نہیں ہے اور ناہی ایک اسلامی ریاست ہے۔۔ تمہاری وجہ سے بہت سے سلوڈنٹس اور بہت سے لوگ اپنے عقیدے سے ہٹ رہے ہیں لوگ اسلام کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔۔"

"تو اس میں غلط کیا ہے؟؟"
روحان کے لجے میں الجھن تھی۔

"اگر تم ایک غیر اسلامی ریاست میں آکر وہاں کے لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرو گے--
اور انکے مذہبی عقیدے کو کمزور ثابت کرو گے تو حکومت تمہیں غلط ہی سمجھے گی ___!
سبیل اسے سمجھانا چاہتا تھا۔

"میں اسلام کی طرف راغب نہیں کر رہا کسی کو-- میں اس قابل نہیں ہوں کہ اسلام کی
تبیغ کر سکوں-- میں بس لوگوں کی الجھنیں دور کر رہا ہوں-- لوگ خود سچائی کی تلاش میں
نکل پڑے ہیں---"

اور ویسے بھی ڈاکٹر باسط عرصہ دراز سے یہ کام کر رہے ہیں انہیں تو کبھی کسی نے کچھ نہیں
کہا-- تو پھر میں کیوں؟؟"

"کیونکہ تمہارا تعلق یونیورسٹی سے ہے-- تمہیں نوجوان طبقہ فالو کر رہا ہے-- یہاں کی مذہبی
کمیونٹیوں کو لوگ رہا ہے کہ تم انکی نوجوان نسل کو گمراہ کر رہے ہو-- جو نوجوان اسلام قبول کر

رہے ہیں وہ اس ملک کا مستقبل ہیں۔۔ اگر ایسا چلتا رہا تو یقیناً دوسرے مذاہب کو بہت نقصان ہوگا۔۔ !!"

"تو تمہیں لگتا ہے میں یہ سب غلط کر رہا ہوں۔۔ ؟؟"

روحان جانچتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے سے پوچھ رہا تھا۔

"ہا۔۔۔ شاید۔۔ تم یہاں جس کام کیلیئے آئی سے وہ کرو اور واپس جاؤ"

کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد سبیل نے جواب دیا تھا۔

اسکا جواب سن کر روحان نے ایک سرد آہ بھری تھی۔ اسے سبیل کی سوچ پر افسوس ہو رہا تھا۔

"ٹھیک ہے میں چمیبہ جانا چھوڑ دوں گا۔۔"

روحان سمجھ گیا تھا۔ وہ یونیورسٹی کو اب صرف اپنی پڑھائی می کیلیئے رکھنا چاہتا تھا۔

"اور وہ ایلف آسکر۔۔ تم جانتے ہو وہ کون ہے۔۔ یہاں کہ میئر کی بیٹی ہے۔۔ اگر اسکے باپ کو بھنک بھی پڑی نا کہ تم اس میں دلچسپی لیتے ہو یا وہ لیتی ہے تو یقیناً وہ تمہیں یونیورسٹی کے ساتھ ساتھ لندن سے بھی نکلوادے گا۔۔"

سبیل اسے تنپیہ کر رہا تھا۔

”پہلی بات تو یہ کہ مجھے ایلف میں کوئی می دچپی نہیں ہے-- اور دوسری بات یہ کہ میں کسی سے نہیں ڈرتا۔۔!“

روحان نے دلوک جواب دیا تھا۔

”جانتا ہوں۔۔۔ تم ڈرتے نہیں ہو۔۔۔ یہی تو سارا مسئی لہ ہے۔۔۔ اور یہی میں تمیں سمجھانے آیا ہوں کہ تھوڑا خوف رکھو۔۔۔ یہاں کا مذہبی مافیا بھی بہت مضبوط ہے۔۔۔ کب کیا کر دیں کچھ پتا نہیں چلتا۔۔۔“

سبیل ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔۔ روحان اسکی بات سمجھ رہا تھا لیکن کسی کے ڈر سے وہ اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔۔۔ اسے النور سنہالنا تھا۔۔۔
اور ابھی تو وہ النور کا Head بھی نہیں بناتھا۔۔۔ ابھی تو وہ صرف ایک سٹوڈنٹ تھا۔ لوگ پہلے ہی ڈر گئیے تھے۔

”دیکھو روحان میں چاہتا ہوں کہ تم خوش رہو۔۔۔ تمہاری زندگی میں کبھی کوئی مسئی لہ نہ ہو۔۔۔ اور ایسا تبھی ہوگا جب تم لوگوں کی نظر میں نہیں آؤ گے۔۔۔“

Classic Urdu Material

سبیل اسکا خیر و خواہ تھا۔

"میں آئی نہ احتیاط کروں گا۔"

روحان اسکی بات سمجھتے ہوئی سے مسکرا دیا تھا۔

"اچھی بات ہے۔ مجھے تم سے سمجھداری کی امید تھی۔!!
سبیل کے تنے ہوئی اعصاب ڈھیلے پڑے تھے۔

لگے دن روحان یونیورسٹی گیا تو عجیب ہی سماں تھا۔ سوڈنٹس کا ہجوم اسکی طرف لپکا تھا۔

"روحان تم فکر مت کرنا ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔"
ابھی پر عزم تھی۔

"کیا ہوا۔؟"

Classic Urdu Material

روحان نے حیرت سے پوچھا۔

”کیا تمہیں نہیں پتا۔۔۔؟؟“

ابی چونکی۔

”ہم ایسا نہیں ہونے دیںگے۔۔۔ یہ غلط ہے۔۔۔“

ایک اور لڑکا روحان کی طرف بڑھا تھا۔ لیکن وہ حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

”یہ سب کیا ہو رہا تھا۔۔۔ اور سب لوگ یہاں کیوں جمع ہیں۔۔۔؟؟“

سٹوڈنٹس کا ہجوم ڈیپارٹمنٹ کے گیٹ پر موجود تھا۔

”شاید تمہارے علم نہیں ہے۔۔۔ ڈیپارٹمنٹ والوں نے تمہیں دس دن کیلیئے یونیورسٹی سے معطل کر دیا ہے۔۔۔“

ابی نے گویا دھماکہ کیا تھا۔

”لیکن کیوں۔۔۔“

روحان کے چہرے پر الجھن تھی۔

"انکا کہنا ہے کہ تم نے چیمپر میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی ہو سراسر قوانین کے خلاف

ہے--"

امی نے بتایا۔

"لیکن میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ میں نے تو بس کچھ سوالوں کے جواب دیے تھے۔ اور

سر ایلبس جانتے ہیں وہ تبلیغ میں نہیں آتا۔"

روحان کو حیرت ہو رہی تھی دو دن کے اندر کیا سے کیا ہو گیا تھا۔

"روحان تمہیں پروفیسر ایلبس نے بلایا ہے۔ لیکن تم پریشان مت ہونا۔ ہم سب تمہارے

ساتھ ہیں۔!!"

ایلف سنجیدہ سی انکی طرف بڑھی تھی۔

"تم سب لوگ کلاس میں جاؤ۔ میں پروفیسر سے بات کرتا ہوں۔ اور یہ میرا مسئی لہ

ہے۔ میں خود سنہال لوں گا۔ تم لوگ یونیورسٹی کا ماحول مت خراب کرو۔"

روحان نے سٹوڈنٹس کو سمجھایا تھا۔ وہ انہیں وہاں چھوڑ کر پروفیسر ایلیبس کے جو کہ چھیبر کے صدر تھے انکے آفس کی طرف بڑھا تھا۔

”کیا میں وجہ جان سکتا ہوں کہ میرے ساتھ ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟؟“

”تم نے قوانین کی خلاف ورزی کی ہے۔۔۔“
پروفیسر ایلیبس سپاٹ لجھ لیتے کہہ رہے تھے۔

”لیکن پروفیسر آپ اچھے سے جانتے ہیں میں نے بس کچھ سوالوں کے سائی نسی حوالے سے جواب دیے تھے۔۔۔ میں تبلیغ کرنے نہیں آیا یہاں۔۔۔ اور اگر ایسا تھا تو آپ مجھے پہلے دن کہ سکتے تھے نا کہ میں آئی نہ مذہب پر بات نا کروں۔۔۔“
روحان ٹھیک کہہ رہا تھا۔

"تمہیں پتا ہونا چاہیئے تھا۔۔۔ لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ تم نے قوانین توڑے ہیں۔۔۔ اور اب بھی تم دیکھ رہے ہو تمہاری وجہ سے یہاں کا ماحول کتنا خراب ہو چکا ہے۔۔۔ سٹوڈنٹس باغی ہو رہے ہیں ۔۔۔!!
یہ پروفیسر نہیں تھے جو چیزیں میں پائیے جاتے تھے۔

"میں معذرت کرتا ہوں پروفیسر باہر جو ہو رہا ہے مجھے قطعاً اسکا علم نہیں تھا۔۔۔ مجھے ابھی پتا چلا اور شاید آپ لوگ ایک خود ایک قانون توڑ رہے ہیں۔۔۔
آپ جانتے ہیں کسی بھی سٹوڈنٹ کو معطل کرنے سے پہلے اسے وارن کیا جاتا ہے۔۔۔ لیکن مجھے خبردار نہیں کیا گیا۔۔۔ مجھے کسی نے کچھ نہیں بتایا۔۔۔"
روحان بری طرح سے سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"مسٹر چارلس کا کہنا ہے کہ انہوں نے تمہیں وارن کیا تھا۔۔۔ لیکن تم نے انکی بات نہیں سنی۔۔۔"

"یہ سراسر جھوٹ ہے پروفیسر۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔۔"

"ویل۔۔ سچ جھوٹ کا فیصلہ میں نہیں کر سکتا۔۔ اب فیصلہ ہو چکا ہے۔۔ تمہیں اسکا احترام کرنا ہوگا۔۔"

انکی بات سن کر روحان کو انتہا کا غصہ آیا تھا۔ لیکن وہ خود پر ضبط کر گیا تھا۔ سبیل ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔ یہاں جو ہو رہا تھا سمجھ سے باہر تھا۔۔ روحان کو حیرت ہو رہی تھی کسی نے اس سے کوئی ہی بات نہیں کی تھی۔۔ وہ خاموشی سے آفس سے باہر نکل آیا تھا۔ وہ کوئی ہی بدمنگی نہیں چاہتا تھا۔

کچھ ناکچھ تو ایسا ضرور چل رہا تھا جس سے وہ بے خبر تھا۔

روحان بہت مشکل سے سٹوڈنٹس کو سمجھا بجھا کر یونیورسٹی سے واپس آگیا تھا۔ سٹوڈنٹس اس زیادتی کے خلاف تھے جو ڈیپارٹمنٹ والوں نے روحان کے ساتھ کی تھی۔۔ لیکن روحان نہیں چاہتا تھا کہ سٹوڈنٹس ڈیپارٹمنٹ کے خلاف کھڑے ہوں۔

ابھی چاہتی تھی کہ ڈیپارٹمنٹ والوں کے خلاف یونیورسٹی کی Justice CORT FOR STUDENTS میں کیس درج کروایا جائیے۔۔۔ لیکن وہ منع کر آیا تھا۔ اسکے ساتھ جو ہوا تھا اسے سمجھنے کیلئے روحان کو کچھ وقت چاہیئے تھا۔۔۔ وہ سوچنا چاہتا تھا۔۔۔ اور ایسا تب ہوتا جب اسکا دماغ ٹھنڈا ہوتا۔۔۔ اسی لیئے وہ یونیورسٹی سے نکل آیا تھا۔

اور اب اسکا رخ النور کی طرف تھا۔

النور میں ماہانہ ہونے والا جلسہ منعقد تھا۔۔۔ اور روحان سب سے آگے تھا۔۔۔ وہ اسے نہیں چھوڑ سکتا تھا

"میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ میں قرآن کو انگریزی میں پڑھا ہے۔۔۔ قرآن میں کہیں بھی نہیں لکھا ہے کہ گانا بجانا اور موسیقی حرام ہے۔۔۔ پھر اسلام میں حرام کیوں ہے _____؟؟"

سوال ایسا تھا جس نے روحان کو اندر تک چھیر کر رکھ دیا تھا۔۔ وہ خود زندگی کے بائی یس سے چوبیس سال تک اس چیز سے منسلک رہا تھا۔ ایک ہی پل میں ماضی کی پوری فلم اسکے ذہن میں گھوم گئی تھی۔

"آپ نے درست کہا۔۔ قرآن پاک میں موسیقی کے متعلق کوئی ہی آیت نہیں ہے البتہ اللہ ایک جگہ پر فرماتے ہیں کہ،

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُشَرِّى لَهُ الْحَدِيثُ لِيُضْلِلَ عَنِ سَبِيلِ السَّبِيلِ عِلْمٌ وَيُخْتَذَلَهَا هُنْزُوًا ۚ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌۚ) سورۃ القمان“ ترجمہ،

"لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو لغوباتوں کو مول لیتے ہیں تاکہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے مذاق بنائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے"

جمهور صحابہ و تابعین اور عام مفسرین کے نزدیک لغو الحدیث عام ہے جس سے مراد گانا بجانا اور اس کا ساز و سامان ہے اور سازو سامان، موسیقی کے آلات اور ہر وہ چیز جو انسان کو خیر او

رجھلائی سے غافل کر دے اور اللہ کی عبادت سے دور کر دے۔ اس میں ان بد نختوں کا ذکر ہے جو کلام اللہ سننے سے اعراض کرتے ہیں اور سازو مو سیقی، نغمہ و سرور اور گانے وغیرہ خوب شوق سے سنتے اور ان میں دلچسپی لیتے ہیں۔ خریدنے سے مراد بھی یہی ہے کہ آلات طرب و شوق سے اپنے گھروں میں لاتے ہیں اور پھر ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

اسی طرح اسلام میں قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث کو بھی بڑا درجہ حاصل رہا ہے--

رسول پاک ﷺ فرمایا "ہر وہ چیز جو انسانی دماغ کے نارمل تسلسل میں خلل پیدا کرے وہ حرام

ہے"

اب ان چیزوں میں شراب، مو سیقی، گانا بجانا، ایسے قصہ و واقعات جو انسانی ذہن کو غلط سمت میں بھٹکائیں اور اسکے ساتھ ساتھ ایسا ادب یا ناول۔۔ جو فحاشی و بے حیائی می سے بھر پور ہوں سب شامل ہیں--

"لیکن ان سب چیزوں کو حرام کیوں قرار دیا گیا ہے-- وجہ کیا ہے؟؟؟"

وہ دوسرا سوال پوچھ رہا تھا۔

"ابھی میری بات پوری نہیں ہوئی۔۔۔ اگر آپکو معلوم ہو تو آپ نے سنا ہوگا کہ اسلام دف (موسیقی کا آلہ) بجانے کی اجازت دی گئی ہی ہے۔ اور اس پر آپ وہ الفاظ گا سکتے ہیں جو لغونہ ہوں۔۔۔

اور رہا آپکا سوال کہ منع کیوں گیا ہے۔۔۔ تو اسلام میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔۔۔ جسکی معافی نہیں ہے۔

جب انسان ہیجان خیز موسیقی سنتا ہے۔۔۔ اور گاتا ہے تو اسکا دماغ نارمل تسلسل سے نہیں چلتا۔۔۔ اور ایسا ہی کچھ شراب پی ہو کر ہوتا ہے

آپ نے آج کل کے گاؤں پر غور کیا ہوگا۔۔۔ جن میں ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو قابل مذمت ہیں۔۔۔

کہیں پر محبوب کو خدا کہا جاتا ہے۔۔۔ اور کہیں پر اسے سجدہ کرنے کی بات کی جاتی ہے۔۔۔ جو کہ شرک ہے

اس گناہ سے بچنے کیلئے ان چیزوں سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ اپنے بندوں سے بہت پیار کرتا ہے۔۔۔ وہ نہیں چاہتا کہ اسکے بندے جذبات میں بھس کر کوئی ایسا گناہ کرے جسکی معافی نہ ہو۔۔۔ یہ وجہ ہے منع کرنے کی۔۔۔"

"میں مسلمان ہوں اور میں ایک شاعر ہوں۔ جب سے میں دین کی طرف متوجہ ہوا ہوں میں نے فخش شاعری لکھنا بند کر دی ہے۔۔۔ میری بیوی چاہتی ہے کہ میں اسکے لیئے کچھ لکھوں اور گنگناؤں۔۔۔ کیا ایسا کرنا گناہ ہوگا۔؟؟"

ایک شخص نے سوال کیا تھا۔

روحان نے غور سے اسکی بات سنی تھی۔

"پہلی بات تو یہ کہ دف بجانے کی اجازت دی گئی ہے۔۔۔ لیکن ہیجان خیز موسمیقی اور لغو باتوں سے منع کیا گیا ہے۔۔۔ بیوی کو خوش رکھنا آپکا فرض ہے۔۔۔ آپ انکے لیئے کچھ لکھ سکتے ہیں لیکن خیال رہے وہ شرک کے زمرے میں نا آتا ہو۔۔۔"

آپ انہیں گنگنا کر سنا سکتے ہیں لیکن خیال رہے آپکی آواز کوئی ہی اور عورت نا سنبھل جو نامحرم ہو اور پھر آپکی طرف مائل ہو

اسلام نے کچھ حدود طے کی ہیں آپ ان سے باہر نا نکلیں۔۔۔ باقی آپ اپنی بیوی کو خوش رکھنے کیلیئے ہر جائی ز کام کر سکتے ہیں۔۔۔"

وہ خود کتنے دنوں تک ترپتا رہا تھا جب وہ اپنے گانوں کو مختلف چینیز پر چلتے دیکھتا تھا۔ اس نے سرچ کر کے ہر وہ چینیل ہر وہ سائیٹ نکالی تھی جہاں اسکے گانے موجود تھے۔
حشام کی مدد لے کر چینیل والوں سے بات کر کے اس نے اپنے گانے بند کروائیے تھے۔
بہت کچھ وہ خود ختم کر چکا تھا۔ لیکن پھر بھی یہ خیال اسے سکون نہیں لینے دیتا تھا کہ لوگ خاص طور پر لڑکیاں اسکی آواز کی دیوانی تھیں

عرصہ پہلے اس نے یہ گناہ چھوڑ دیا تھا۔ اگر وہ کچھ گنگنا تھا تو بھی اکیلے میں اور اس لڑکی میلیتے جو موجود نہیں تھیں لیکن کبھی اس نے کوئی یہ غلط خیال اپنے ذہن میں آنے نہیں دیا تھا جس سے وہ گناہ گار کملاتا

شام نے شہر میں اپنے خوبصورت پر پھیلائیے تھے۔ موسم اچانک ہی ابراً ہوا تھا
بادلوں کی گرج و چمک کی آواز سے ایلف کا سکتہ ٹوٹا تھا۔

وہ اسلامی چینیل پر چلنے والی روحان کی ویڈیو دیکھ رہی تھی جو کل کی تھی۔
یونیورسٹی میں اسکی کمی کو شدت سے محسوس کیا جا رہا تھا تمام سلُودنُس اسکے ساتھ ہوئی ہی نا انصافی پر غصہ تھے۔ وہ خود اسے ہر جگہ محسوس کرتی تھی

اچانک وہ چونکی تھی اور لپک کر اپنے کمرے کی کھڑکی کی طرف بڑھی جو باہر سڑک کی جانب
کھلتی تھی۔

انکی لائیں میں دونوں طرف گھر تھے اور درمیان میں گلی تھی جو صرف نام کی گلی تھی لیکن
حقیقی طور پر وہ ایک بہت کشادہ سڑک تھی۔ ہر گھر کے سامنے لان تھا جو چاروں طرف سے باڑ
میں قید تھا۔

ایلف نے کھڑکی سے گردن باہر نکال کر لائیں کے آخر میں موجود روحان کے گھر کی طرف
دیکھا تھا۔

بارش نے آہستہ آہستہ لندن کو بھیگانا شروع کیا تھا۔

تمہوڑی دیر بعد توقع کے عین مطابق اسے روحان آتا دکھائی دیا تھا۔

اس نے برساتی کوٹ پہن رکھا تھا۔ ایلف کو امید تھی وہ ضرور باہر آئیے گا

اسکے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جسے وہ غور سے دیکھ رہا تھا۔

ایلف نہیں جانتی تھی وہ صرف کاغذ نہیں تھا روحان کیلیتے سب کچھ تھا۔

وہ غور سے نکاح نامے کو دیکھ رہا تھا۔ سب ایک ڈرامہ ہی سی لیکن اس ڈرامے نے حانم کو اس سے جوڑا تھا۔ اور اسے یہ جوڑ پسند آیا تھا۔

بارش تیز ہوئی تو اس نے نکاح نامے کو تمہرے کر کے اپنی جیکٹ کی اندر والی جیب میں ڈالا تھا۔ وہ اسکے دل کے بہت قریب تھا اب ایلف غور سے اسکی ہر حرکت کو نوٹ کر رہی تھی۔

”مہرو یہ دیکھو یہاں بارش کتنی پیاری لگ رہی ہے۔“
حانم کی آواز اسکی سماught سے ٹکرائی تھی۔ روحان کرنٹ کھا کر پلٹا تھا۔
وہ اب ہنس رہی تھی اور بچوں کی طرح مہرو کے ساتھ کاغذ کی کشتیاں جن پر انکا نام لکھا ہوا تھا
بنا کر پانی میں چھوڑ رہی تھی۔

”حانم۔۔۔“

وہ اس آواز کے پیچھے بھاگا تھا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ روحان نے ایک بار پر خود کو فنا ہوتے محسوس کیا تھا۔

تھک ہار کر اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے تھے۔ آواز آنا بند ہو گئی تھی۔۔ البتہ بارش جاری تھی۔۔ جسکا حanim سے گمرا تعلق تھا۔

اس نے چرہ اٹھا کر آسمان کو دیکھا تھا۔۔ بارش کی بوندیں اسکے چہرے پر گردی تھیں۔

"بارشیں جب اچانک ہوئی یہ
تو لگا تم شہر میں ہو

وہ دھمی آواز میں گنگنایا تھا۔

"رات بھر پھر وہ جب نا رکیں
تو لگا تم شہر میں ہو

ایلیف اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ آرجے تھا۔۔ وہ یہ بھی جانتی تھی اسکے لب کچھ گنگنا رہے تھے۔۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی وہ کس کو یاد کر کے گنگنا رہا تھا۔۔

Classic Urdu Material

"کہیں اک ساز ہے گونجی

تیری آواز ہے گونجی

میری خاموشیوں کو کرداے

اب بیاں _____

تیرے بن بے وجہ سب ہے

تو اگر ہے تو مطلب ہے

نمیں تو لُٹا سا ادھورا

کاروان _____

وہ روحان کو بہت شدت سے یاد آئی تھی -- وہ اسے بھولنا بھی چاہتا تو ایسا ممکن نہیں تھا۔

"شام پھر خوبصورت ہوئی

تو لگا تم شہر میں ہو

دور ہو کر بھی نظروں سے تم

ہر لمحہ ہر پھر میں ہو _____

وہ اکیلا بھیگی سڑک پر-- دھیمی آواز میں گنگنا تا اسکی نظروں سے او جھل ہو گیا تھا
ایلف نے اسے دور تک جاتے دیکھا تھا۔۔

وہ گھری سانس لے کر کھڑکی سے ہٹ گئی تھی۔ اسکے جانے کے بعد ایلف کو محسوس ہوا
تھا کہ وہ خود بھی بھیگ چکی تھی۔

کتنی عجیب بات تھی۔۔ کبھی کبھی انسان کسی دوسرے میں اتنا مگن ہو جاتا ہے کہ اسے کچھ
محسوس نہیں ہوتا

یہ پاگل پن انسان سے عجیب و غریب کام کرواتا ہے۔۔ جیسے کچھ دیر پہلے روحان حanim کو
سوچتے ہوئے بارش میں بھیگ رہا تھا۔۔ ویسے ہی وہ خود اسے دیکھنے میں مگن ہو کر خود بھیگ
چکی تھی۔

روحان جبیل، ایلف آسکر کیلیتے ایک معہ تھا

وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر اسکے ساتھ ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ آرجے سے روحان جبیل
بنا۔۔ یہ وہ جانا چاہتی تھی اور اسے امید تھی وہ ضرور جان لے گی۔

وہ دریائیے ٹیمز کے کنارے پر بیٹھا تھا جب ایلف اسے ڈھونڈتے وہاں پہنچی تھی۔

"مجھے امید تھی تم یہاں ملو گے--"

وہ اسکے پاس بیٹھ چکی تھی۔

"ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ والوں نے کسی کو معطل کیا ہو اور سٹوڈنٹس پانچ دنوں کے اندر ہی اسے پوری یونیورسٹی کو بلا کر اسے واپس لے آئیں--"

اسکی بات سن کر روحان چونکا تھا۔

"ہاں--- تمہیں واپس بلایا گیا ہے-- ابھی نے سٹوڈنٹس کی عدالت میں تمہارا کمیں درج کیا تھا۔ جانچ پرستی کے بعد انہیں پتا چلا کہ تم بے قصور ہو"

ایلف نے اسے دیکھتے ہوئے بتایا۔

"پروفیسر ایلبس تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ عدالت میں جو پروفیسرز بطور نجح فیصلہ سناتے ہیں انہوں نے پروفیسر ایلبس کو بلا کر اچھی خاصی باتیں سنائی ہیں"

Classic Urdu Material

اور میں حیران ہوں-- ایسا کیسے ہو سکتا ہے--؟؟"

"انکا کہنا ہے پروفیسر ایلبس نے بنا تحقیق کیتے اپنا فیصلہ سنایا۔ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ اور پروفیسر جسٹن نے تمہاری گواہی دی ہے کہ تم نے ایسا کچھ غلط کام نہیں کیا!!

آج تو ایلیف اسے حیران کر رہی تھی۔

"اس میں پروفیسر ایلبس کا کوئی قصور نہیں تھا۔" روحان بولا تو ایلیف نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"فیصلہ انہوں نے سنایا تھا۔ جو کہ غلط تھا۔"

"کیا پتا انہیں اس کام کیلئے مجبور کیا گیا ہو۔"

روحان نے پراسرار لمحے میں کہا تھا جسے ایلیف سمجھ نہیں پائی تھی۔

"خیر قصور کسی کا بھی ہو۔۔ میں خوش ہوں کہ تم بے قصور ہو۔۔ اور اب والپس آچکے ہو۔۔"
وہ مسکرائی تھی۔ جبکہ روحان کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ سب
کیا ہو رہا تھا۔

ایلیف نے عجیب سے لبجے میں پوچھا تھا۔ اس سے پہلے روحان کوئی می جواب دیتا اس نے پھر سے بولنا شروع کیا۔

"میں آج تک دنیا میں بس ایک انسان سے متاثر ہوئی می تھی۔۔ میں اسکی بہت بڑی مدد
تھی۔۔ الیگزینڈر جانتے ہوا سے۔۔ جو بیس سال کی عمر میں بادشاہ بننا تھا اور 33
سال کی عمر میں مر گیا۔۔

اس نے سترہ لاکھ مریع میل رقبہ فتح کیا تھا۔ دنیا نے اسے بادشاہوں کے بادشاہ سکندر اعظم کا خطاب دیا تھا۔

اور مجھے لگتا ہے کہ تم بنا کسی ہستھیار اور فوج کے دنیا فتح کرنے نکلے ہو۔۔

_____ تم نے پورے لندن کو ہلا کر رکھ دیا ہے--- تم نے لوگوں کو چونکنے پر مجبور کر دیا ہے
کمال ہے--"

ایلف واقعی حیران تھی۔

"تم نے صرف الیگزینڈر یعنی سکندر اعظم کے بارے میں سنا ہے۔ لیکن ایک اور شخص ایسا گمراہ ہے جو حقیقت میں بادشاو کے بادشاہ کے خطاب کا حقدار تھا۔ لیکن وہ مسلمان تھا شاید اس لیتے دنیا نے اس پر غور نہیں کیا۔ اور اسی وجہ سے آج کی نوجوان نسل کو خاص تو غیر مسلم کو الیگزینڈر دی گریٹ تو یاد ہے لیکن وہ عظیم ہستی کا نہیں پتا۔۔۔

"کیا واقعی۔۔ کون تھا وہ۔۔؟؟"
ایلف حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ"

الیگزینڈر بادشاہ کا بیٹا تھا، اسے دنیا کے بہترین لوگوں نے گھر سواری سکھائی، اسے ارسطو جیسے استادوں کی صحبت ملی تھی اور جب وہ بیس

سال کا ہو گیا تو اسے تخت اور تاج پیش کر دیا گیا، جب کہ اس کے مقابلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی 7 پشتون میں کوئی بادشاہ نہیں

گزراتها، آپ بھیڑ بکریاں اور اونٹ چراتے چراتے بڑے ہوئے تھے اور آپ نے تلوار بازی اور تیر اندازی بھی کسی اکیدمی سے نہیں سیکھی تھی۔

سکندر اعظم نے آرگانائزڈ آرمی کے ساتھ 10 برسوں میں 17 لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح کیا تھا، جب کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے 10 برسوں میں آرگانائزڈ آرمی کے بغیر 22 لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح کیا اور اس میں روم اور ایران کی دو سپر پاور بھی شامل تھیں۔

آج کے سیٹلائٹ، میزائل اور آبدوزوں کے دور میں بھی دنیا کے کسی حکمران کے پاس اتنی بڑی سلطنت نہیں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نہ صرف گھوڑوں کی پیٹھ پر فتح کرائی تھی، بلکہ اس کا انتظام و انصرام بھی چلا یا تھا، الیگزینڈر نے فتوحات کے دوران اپنے بے شمار جرنیل قتل کرائے، بے شمار جرنیلوں اور جوانوں نے اس کا ساتھ چھوڑا، اس کے خلاف بغاوتیں بھی ہوئیں اور ہندوستان میں اس کی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار بھی کر دیا، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کسی ساتھی کو ان کے حکم سے سرتابی کی جرأت نہ ہوئی۔

الیگزینڈرنے 17 لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح کیا، لیکن دنیا کو کوئی نظام، کوئی سسٹم نہ دے سکا، جب کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دنیا کو ایسے سسٹم دیے جو آج تک پوری دنیا میں رائج ہیں، آپ کا یہ فقرہ آج انسانی حقوق کے چار ٹرکی حیثیت رکھتا ہے۔ ”مائیں بچوں کو آزاد پیدا کرتی ہیں، تم نے انہیں کب سے غلام بنالیا۔“ ایک بار خود ہی فرمایا میں اکثر سوچتا ہوں اور حیران ہوتا ہوں۔ ”عمر بدل کیسے گیا۔“

آپ اسلامی دنیا کے پہلے خلیفہ تھے، جنہیں ”امیر المؤمنین“ کا خطاب دیا گیا۔

دنیا کے تمام مذاہب کی کوئی نہ کوئی خصوصیت ہے، اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت عدل ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جو اس خصوصیت پر پورا اترتے ہیں۔ آپ کے عدل کی وجہ سے عدل دنیا میں عدلِ فاروقی ہو گیا۔

جن کے بارے میں مشرکین اعتراف کرتے ہیں کہ "اسلام میں اگر ایک عمر اور ہوتا تو آج دنیا میں صرف اسلام ہی دین ہوتا۔۔" جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا،
"میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔"

اگر تم انکے متعلق جانو تو تمہیں محسوس ہوگا کہ الیکنڈر دی گریٹ بہت پیچھے رہ جاتا ہے۔۔
ہماری بد قسمتی یہ کہ آج مسلمان اسلام سے بہت دور ہو چکے ہیں۔۔ ورنہ مغربی سائی نساں کے کارنامے جو آج تم سنتی ہو انکی بنیاد کھنے والے بھی مسلمان تھے۔۔ چونکہ وہ مسلمان تھے اس لیتے بڑی چالاکی سے انکا نام اور کام صاف کر دیا گیا ہے

لیکن سچ تو سچ ہے۔۔ اسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔۔
لیکن میں حیران ہوتا ہوں کہ مغرب کے لوگ مسلمانوں سے اتنے خوفزدہ کیوں ہیں۔۔؟؟
مسلمان بھی تو انسان ہی ہیں

"اب ایسی بھی بات نہیں۔۔ میں تو نہیں ڈرتی۔۔"
ایلف نے جان بوجھ کر منہ بنایا اور پھر مسکرا دی۔

"میری مثال دیکھ لو۔۔ ابھی میں نے کچھ بھی نہیں کیا اور لوگوں کو خوف محسوس ہونے لگا ہے مجھ سے۔۔ ایسا کیوں؟؟"

روحان نے حقیقت بیان کی تھی۔ ایلف لا جواب ہو چکی تھی۔

"جس ہستی کے متعلق تم نے بتایا ہے اگر وہ سچ ہے تو مجھے بہت خوشی ہوگی جب میں الیگنینڈر کا نام ٹاپ سے ہٹا کر دوسرے نمبر پر لکھوں گی۔۔" وہ مسکرائی تھی۔

"تم اسلامی تاریخ سے واقف نہیں ہو ایلف ۔۔۔ اگر تم اسلامی تاریخ کو پڑھو اور جانو تو یقین مانو الیگنینڈر عرف اسکندر اعظم کا نام تمہاری لسٹ میں کہیں بھی نہیں رہے گا۔۔۔!" وہ پراعتماد لجے میں کہہ رہا تھا جبکہ ایلف بس اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

اسے یونیورسٹی میں واپس دیکھ کر بہت سے سٹوڈنٹس خوش ہوئیے تھے۔ روحان حیران تھا اسے اندازہ نہیں تھا کہ سٹوڈنٹس اسے اتنا پسند کرنے لگے تھے۔

وہ بھی کچھ دنوں کیلئے اس ہنگامے دور رہنا چاہتا تھا۔ ابھی وہ سٹوڈنٹس کے درمیان گھرا اس صورتحال پر سوچ رہا تھا جب اسے پروفیسر ایلیبس کا بلاوا آیا۔

وہ وہاں سے سیدھا پروفیسر ایلیبس کے آفس میں آگیا تھا۔

"تم جو کھیل کھیل رہے ہو نا وہ میں سب سمجھ رہا ہوں۔ یہ تمہارا آخری موقع ہے۔ اگر تھوڑی سی بھی غلطی کی تو تم بچ نہیں پاؤ گے۔"

وہ کاٹ دار لبجے میں کہہ رہے تھے۔ روحان نے اب رو اچکا کر انہیں دیکھا تھا۔ وہ پروفیسر ایلیبس کو ٹھیک سمجھ رہا تھا لیکن یہاں معاملہ الٹ نکلا تھا۔

"جاو اب یہاں سے۔ اور دھیان رکھنا۔"

روحان بنا کوئی جواب دیے واپس آگیا تھا۔ اسکا دماغ بڑی طرح سے گھوم گیا تھا۔

"آج میرا Birthday ہے-- کیا تم میرے ساتھ میری پسندیدہ جگہوں پر چلو گے--"
اس دن ہفتہ تھا۔ اسے صحیح ایلف کا میسج موصول ہوا تھا۔

"میں نہیں آسکتا۔ مجھے کام ہے--"

ابھی وہ یہ الفاظ ٹائی پ کر ہی رہا تھا کہ ایلف کی گزارشیں شروع ہو گئیں۔

"پلیز روحان۔۔ پلیز۔۔"

"اوکے--"

وہ کچھ سوچ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

باہر برف باری ہو رہی تھی۔ وہ موٹے اونی کپڑے پہنے ہوئے تھا۔

ایلف سفید رنگ کا موٹا وزنی اونی کوٹ پہنے برف کی ملکہ لگ رہی تھی۔

"Happy Birthday"

وہ اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

"بہت بہت شکریہ--"

روحان کے ساتھ ایلف کو اپنا یہ دن بہت خاص لگ رہا تھا۔

وہ سب سے پہلے چرچ گئی تھی۔ روحان کو کوئی یہ اعتراض نہیں تھا۔ اسکے بعد اس نے اپنے پسندیدہ ہوٹل سے چائی سے پی تھی۔

"تمہارے لیئے ایک سرپرائز ہے--"

روحان نے چائی سے پیتے ہوا تھا۔ ایلف حیران ہوئی تھی۔ وہ ہمیشہ اپنا یہ دن اکیلے مناتی تھی۔ اسکا باپ کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ اسکا یہ خاص دم مزید خاص بناسکے۔

"کیا واقعی--؟؟؟"

وہ حیران ہوئی تھی۔

"ہاں چلو--"

روحان اسے لے کر مطلوبہ جگہ پر تھا جو ابی کا گھر تھا اور وہاں پر ایلف کیلیتے سرپرائیز پارٹی تھی۔ روحان مزید اسکے ساتھ اکیلے گھومنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیتے اس نے ابی کو سب بتا کر پارٹی کا انتظام کروایا تھا۔

ایلف سب دیکھ کر حیران ہوئی تھی اور بہت خوش تھی۔ اسکی پوری کلاس وہاں موجود تھی۔

"میں جو جی رہا ہوں--"

"وجہ تم ہو--"

اچانک ہی نقلی آر جے یعنی رونڈ جیکب نے گٹار پر دھن پھیڑ دی تھی۔

روحان کا دل دھڑکا تھا۔ اسے وہ شام یاد آئی تھی جب اس نے یہ گانا گا کر حanim کو بری طرح سے زچ کیا تھا۔

وہ کچھ ذہن پلوں کیلیتے اسکے ذہن سے اتری تھی کہ زمانے نے پھر یاد کروادیا۔

Classic Urdu Material

روحان کو اب وہ پارنی فضول لگ رہی تھی۔ وہ سب کی نظروں سے بچتے ہوئے وہاں سے باہر نکل آیا تھا۔ لیکن اسے ایسا کرتے برف کی ملکہ نے دیکھ لیا تھا۔

"رک جاؤ روحان۔"

وہ اسکے پیچے لپکی تھی۔

"پلیز رک جاؤ۔"

ایلف سے بھاگا بھی نہیں جا رہا تھا۔ باہر برف نے سفید قالین بچھا دیا تھا۔
ناچاہتے ہوئے بھی اسے رکنا پڑا تھا۔

"کیا ہوا۔؟"

وہ پوچھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں۔"

روحان کے لجے میں سنجیگی تھی۔

"مجھے کچھ کہنا ہے--"

ایلف نے اپنا تنفس بحال کرتے ہوئیے کہا۔

"جلدی بولو مجھے کچھ کام ہے--"

"ویسے تم بہت تیز ہو-- میں یہ دن صرف تمہارے ساتھ گزارنا چاہتی تھی اور تم نے--

خیر مجھے بہت اچھا لگا سب-- بہت بہت شکریہ میرا یہ دن اتنا خاص بنانے کیلیئے--"

وہ مسکرا رہی تھی-- اسکی آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک تھی-- کچھ نرم گرم جذبوں کی شدت تھی۔

"کوئی می بات نہیں-- کلاس فیلو کیلیئے اتنا تو کیا جا سکتا ہے نا--"

"کیا تم صرف مجھے کلاس فیلو سمجھتے ہو-- ؟؟"

وہ حیران ہوئی می۔ روحان خاموش رہا تھا۔ اسکی خاموشی سے ایلف کو تکلیف ہوئی می تھی وہ اسکا جواب سمجھ چکی تھی۔

"اوکے-- کوئی می بات نہیں-- لیکن میں تمہیں بہت خاص سمجھتی ہوں-- اور بہت ہی خاص رشتہ بنانا چاہتی ہوں"

وہ مسکرائی می تھی۔ روحان پونکا تھا۔

"میں نہیں جانتی ایسا کب ہوا؟ کیوں ہوا--؟ میں نے خود پر بہت ضبط کیا لیکن میں بے بس ہوں مسٹر جبیل-- میں ہارگئی می ہوں-- ایلف آسکر نے زندگی میں پہلی بار ہار مانی ہے-- وہ دل و جان سست ہارگئی می ہے۔ مجھے پتا ہی نہیں چلا کہ کب تم سے محبت ہوگئی می۔ میں تمہیں بہت چاہتی ہوں روحان۔ بہت زیادہ" اسکا لمحہ جذبات کی آنچ سے دہک رہا تھا۔ روحان نے حیرت سے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور پھر ایک سرد آہ بھر کر سر جھکا لیا۔

"جواب نہیں دیا تم نے"؟؟؟

برف کی ملکہ برف کے قالین پر اپنے سامنے سر جھکائیے کھڑے اس شخص سے پوچھ رہی تھی جو اپنے درد ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"پوری دنیا کے مشکل سے مشکل سوالوں کے مسکرا کر جواب دینے والا شخص میرے سامنے سر جھکائیے کھڑا ہے -- اچھا نہیں لگ رہا ____ !!"

وہ محبت کے دیوتا کو بولنے پر اکساری تھی۔ شاید محبت کے دیوتا کا ضبط ٹوٹا تھا۔ وہ مزید کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔

اس نے سر اٹھا کر ایک نظر اپنے سامنے کھڑی برف کی ملکہ کو دیکھا تھا ____ جو چشم برآف ڈسکشن کے ساتھ ساتھ پورے لندن پر راج کرتی تھی۔ لوگ اس سے جتنا چاہتے تھے۔ اور وہ محبت کے اس دیوتا کو جسکی محبت کی دیوی کب کی روٹھ چکی تھی اسے اپنا بنانا چاہتی تھی۔

محبت کے دیوتا نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تھا ____ شدید دھند میں روئی کے گالے ان دونوں کو چھوڑ رہے تھے۔

اس نے ایک گھری سانس لی تھی اور پھر بنا کچھ کسے پلٹا اور جانے کیلئے قدم بڑھایا۔

"تم میرے سوال کا جواب دیئیے سے بنا نہیں جا سکتے ____ !!"

برف کی ملکہ نے اسکا ہاتھ تھاما۔ وہ اسے جانے سے روک رہی تھی۔ برف کی ملکہ کا دل تیز دھڑک رہا تھا۔

وہ پلٹا اور گھری نظر اس پر ڈالی۔

"کیوں ڈرتے ہو دل نہیں توڑوں گی ہمیشہ ہر قدم پر ساتھ نہجاؤں گی ایک بار میرا ہو کر تو دیکھو سارے دکھ بھلا دونگی !!"

برف کی ملکہ کے لمحے میں اتھا تھی۔۔ اسکی آنکھوں میں رد کیتے جانے کا خوف تھا۔ محبت کا دیوتا اسکا درد سمجھ سکتا تھا۔۔ لیکن وہ بے بس تھا وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

"جانتا ہوں تم ساتھ نہجاؤ گی"

وہ مسکرا کر کہ رہا تھا۔۔ اسکی یہ مسکراہٹ اسکی نازک جان لڑکی کی روح فنا کرتی تھی۔

"لیکن کچھ چیزیں ہمارے اختیار میں نہیں ہوتیں"

محبت کے دیوتا نے اسکے نازک ہاتھ سے، جو ٹھنڈ کی شدت کی وجہ سے برف بن چکا تھا، نرمی سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

"لیکن

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔

Classic Urdu Material

"کچھ مت کہنا۔۔ میں کسی کو بھی تکلیف نہیں دے سکتا۔۔ مجھے جسکا ہونا تھا میں ہو چکا ہوں

کسی اور کا ہونا میرے اختیار میں نہیں ___ !!"

محبت کے دیوتا نے اس سے چپ رہنے کی اتجائی۔

برف کی ملکہ کو اسکے انکار پر اپنے رگوں میں خون منجمد ہوتا محسوس ہوا تھا۔ وہ اسے کھو نہیں سکتی تھی۔۔ کسی قیمت پر بھی نہیں ___

"لیکن۔۔ مم۔۔ میں ___

برف کی ملکہ کے ہونٹ پھر پھرائیے تھے۔

"شش۔۔"

وہ اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھے اسے پھر سے چپ رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

اب وہ الٹے قدموں پیچھے کی جانب چل رہا تھا۔ اسکا سر نبی میں ہل رہا تھا۔۔ اسکے ہونٹوں پر جان لیوا مسکراہٹ تھی جبکہ آنکھوں کی نبی کو وہ واضح محسوس کر سکتی تھی ___
اسکے قدم دوری بڑھا رہے تھے، برف کی ملکہ کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا ___

Classic Urdu Material

کچھ دیر الئے قدموں چلنے کے بعد وہ پلٹا تھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دھنڈ میں کہیں غائب ہو گیا تھا۔

برف کی ملکہ اسکے قدموں کے نشان تک رہی تھی۔ ہوا سائیں سائیں کرتی اسکے وجود سے ٹکرا رہی تھی۔ اسے بھی اپنے سامنے ہر منظر دھنڈا ہوتا محسوس ہوا تھا شاید اسکی آنکھیں نم ہوئی ہی تھیں !!

"تو تم نے اسکے سب سے خاص دن پر اسکی محبت ٹھکرا کر اسکا دن خراب کر دیا۔" یہ کچھ دن بعد کی بات تھی۔ روحان نے حشام کو سب بتایا تھا۔ اسکے دوسرے سمیسٹر کے پیپر ختم ہونے والے تھے۔ اسے لندن آئیے ہوئے سال ہونے والا تھا۔

"تم جانتے ہو حشام۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ کسی اور کا ہونا میرے بس میں نہیں۔"

"تمہیں اب شادی کر لینی چاہیئے روحان۔ تم حانم کو بھول جاؤ اب۔" حشام کا لمحہ سخت تھا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ یہ ناممکن ہے۔۔"

"کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا۔۔ ایلف اچھی لڑکی ہے تم نے خود بتایا تھا۔۔ اب تو وہ تم سے محبت بھی کرتی ہے۔۔ پھر کیا مسٹی لہ ہے۔۔؟؟"

حشام کو غصہ آگیا تھا۔۔ پچھلے کچھ مہینوں سے حانم کے ذکر پر وہ ایسے ہی رد عمل کا اظہار کرتا تھا۔ جسے روحان سمجھنے سے قاصر تھا۔

حشام چاہتا تھا کہ روحان جلد سے جلد شادی کر لے کسی سے۔

"لیکن میں اس سے محبت نہیں کرتا۔۔ اور ناکمبھی کر سکوں گا۔۔ میں نے بس ایک لڑکی کو چاہا ہے یہ تم جانتے ہو۔۔"

"وہ لڑکی اب نہیں رہی روحان۔۔ اگر زندہ بھی ہوئی تو تم سے شاید شدید نفرت کرنی ہوگی۔۔"

حشام نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"نفرت منظور ہے مجھے۔۔ بس کہیں ناکہیں وہ مل جائیے۔۔ میرا دل کھاتا ہے وہ کہیں آس پاس ہے۔۔"

روحان نے بتایا تھا۔

"مسٹر حشام جبیل جو کتاب آپ اشو کروچکے ہیں وہ ام حانم کو یعنی مجھے چاہیتے۔۔ آپکو کوئی مسئی لہ تو نہیں۔۔؟"

خشام کے فون سے آواز ابھری تھی۔ اور روحان کو جیسے کرنٹ لگا تھا۔

وہ لیٹا ہوا تھا ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

وہ آواز ام حانم کی۔۔ روحان اس آواز کو اچھے سے پہچانتا تھا۔
خشام نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

"میں وہ کتاب لے لوں۔۔؟"
آواز دوبارہ ابھری تھی۔

روحان کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"خشام وہ حانم ہے۔۔؟"

وہ کانپتی آواز میں پوچھ رہا تھا۔۔ جبکہ خشام نے فون بند کر دیا تھا۔

Classic Urdu Material

"خانم-- یہ خانم تھی-- یہ پیرس میں-- کیسے--؟؟"

روحان کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"میں وہ کتاب لے لوں--؟؟"

آواز دوبارہ ابھری تھی۔

روحان کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"حشام یہ خانم ہے--"

وہ کانپتی آواز میں پوچھ رہا تھا۔ جبکہ حشام نے فون بند کر دیا تھا۔

"خانم-- یہ خانم تھی-- یہ پیرس میں-- کیسے--؟؟"

روحان کو اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

Classic Urdu Material

”کیا یہ میرا وہم ہے---؟؟“

روحان اب بربڑا رہا تھا۔

”کیا واقعی وہ حانم تھی۔۔ لیکن وہ نہیں وہ زندہ ہے۔۔ میں جانتا ہوں۔۔ میرا دل کہتا تھا کہ حانم زندہ ہے۔۔“

خوشی کی لہر روحان کے پورے جسم میں دوڑگئی تھی۔

وہ اب بار بار حشام کا نمبر ملا رہا تھا جو فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

”حشام فون اٹھاؤ۔۔“

وہ اب کمرے میں ٹھیک رہا تھا۔

روحان کا دل پسلیاں توڑ کر باہر نکلنے کو تیار تھا۔ اسکا پورا وجود کلپکا رہا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد حشام نے اسکا فون اٹھایا تھا۔

”حشام تم فون کیوں نہیں اٹھا رہے میرا۔۔ وہ اور وہ لڑکی۔۔ وہ حانم کی آواز تھی۔۔ اور اس نے اپنا نام بھی لیا تھا۔۔۔ وہ سچ میں حانم ہے نا۔۔؟؟“

Classic Urdu Material

اسکی زبان سے الفاظ لٹ پھوٹ کر نکل رہے تھے۔

"تم خاموش کیوں ہو حشام بولو نا۔۔ وہ حانم تھی نا۔۔؟؟"

روحان کو حشام کی خاموشی ناگوار گز رہی تھی۔

اسکی باتوں کو سننے کے بعد حشام نے ایک گھر اسنس لیا تھا۔

"ہاں وہ ام حانم ہی تھی"

حشام نے سپاٹ سے لبجے میں کہا تھا۔ روحان کے چہرے کارنگ فت ہوا۔

اسے اپنی ٹانگوں کی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ ایک دم بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔

"تم جانتے تھے نا کہ وہ زندہ ہے۔۔ تم نے مجھ سے چھپایا حشام۔۔ کیوں۔۔"

روحان کے لبجے میں بے یقینی سی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا حانم کے ملنے پر خوش ہو یا

حشام کے سب کچھ جانتے ہوئے بھی اتنا بڑا سچ چھپانے پر دکھی۔

”کیوں کیا تم نے ایسا حشام--؟؟“

وہ دوبارہ پوچھ رہا تھا۔

”مجھے کچھ کام ہے میں بعد میں بات کروں گا۔“

وہ سخت لمحے میں کہتا فون بند کر چکا تھا۔

”بات سنو حشام-- سنو--“

لیکن حشام فون بند کرنے کے بعد نمبر بند کر چکا تھا۔

جبکہ روحان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

اسکا دل رقص کرنے کو چاہ رہا تھا۔

”وہ زندہ تھی____ جو اسکا سب کچھ تھی____!!“

آج اسے ساری رات خوشی سے نیند نہیں آئی تھی۔

صح اسکا پیپر تھا لیکن حانم کے زندہ ہونے کی خبر سن کر وہ سب بھول گیا تھا۔

بہت انتظار کیا تھا اس نے۔۔ ساڑھے چار سال سے بھی اوپر____

وہ اب جا کر ملی تھی۔ ہوش کھونا تو بنتا تھا۔

میری زندگی تو فراق ہے
وہ ازل سے دل میں مکیں سی
وہ نگاہ شوق سے دور ہے
رگ جان سے لاکھ قریں سی
ہمیں جان دینی ہے ایک دن
وہ کسی طرح وہ کہیں سی
ہمیں آپ کہیں پھئے دا...
وہ کچھی ملے وہ کہیں ملے
وہ کچھی سی وہ کہیں سی
نہ ہوان پہ کچھ میرا بس نہیں
کہ یہ عاشقی ہے ہوس نہیں
میں انہی کا تھا میں انہی کا ہوں
وہ میرے نہیں تو نہیں سی
مجھے میٹھنے کی جگہ ملے
میری آرزو کا بھرم رہے

Classic Urdu Material

تیری انجمن میں اگر نہیں
تیری انجمن کے قریں سی
میری زندگی کا نصیب ہے
نہیں دور مجھ سے قریب ہے
مجھے اس کا غم تو نصیب ہے
وہ اگر نہیں تو نہیں سی
جو ہو فیصلہ وہ سنائیے
اسے حشر پر نہ اٹھایئے
جو کریں گے آپ ستم وہاں
وہ ابھی سی وہ یہیں سی
انہیں دیکھنے کی جو لوگی
تو "نصیر" دیکھ ہی لیں گے ہم
وہ ہزار آنکھ سے دور ہوں
وہ ہزار پرداہ نشیں سی _____ !!

اور اب دیکھنے کا وقت ہو چکا تھا _____ روحان جبیل کے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور خوبصورت
مسکراہست دوڑ رہی تھی۔

Classic Urdu Material

گیراج کے گاڑی نکالنے کے بعد سبیل جیسے ہی گیٹ کی جانب بڑھا اسے ایلف آسکر اندر آتی دھائی ہی تھی۔ وہ ایک پل کیلئے حیران رہ گیا تھا۔

”ایلف یہاں--“

وہ انجن بند کر کے گاڑی سے باہر نکل آیا تھا۔

”قاتل یہودی حسینہ“

اسے دیکھ کر سبیل کے ذہن میں یہی تاثرا بھرتا تھا۔

”حمدُ مارنگ مسٹر سابیل--“

وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی۔

”حمدُ مارنگ--“

سبیل حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”آرجے اندر ہے--؟؟؟“

ایلف نے صاف پوچھا تھا۔

سبیل تو اسکے آرجے کہنے پر اچھل پڑا تھا۔ اسے حیرت ہو رہی تھی ایلف نے آرجے کو پہچان لیا تھا۔

"ہا۔۔ وہ مجھے لگتا ہے ابھی اٹھا نہیں ناشتہ بھی نہیں کیا۔۔"
سبیل با مشکل بول پایا تھا۔

"کوئی بات نہیں مجھے ضروری کام ہے میں انتظار کروں گی۔۔"
وہ مسکرا کر کہتی اندر داخل ہو چکی تھی۔ جبکہ سبیل حیرانی سے کندھے اچکا کر رہ گیا تھا۔۔ کچھ دیر وہ کھڑا رہا۔ اور پھر گاڑی میں بیٹھ کر عدالت کی طرف روانہ ہو گیا۔

"آپ سے ملنے کوئی لڑکی آئی ہے۔۔"
ملازم نے اسے خبر دی تھی۔

"لڑکی۔۔؟" روحان چونکا۔ اسکے ذہن میں ابھی کا خیال آیا تھا۔
وہ ساری رات نہیں سویا تھا۔ جاگتا رہا تھا۔۔ وہ حشام سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن اسکا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔

تمکھ ہار کراس نے فخر کی نماز ادا کرنے کے بعد کتابیں اٹھائیں۔۔ آج ایک بجے اسکا آخری پیپر تھا۔

روحان کتابوں کو بند کر کے کرسی سے اٹھتا ملازم کے ساتھ ہی نیچے آیا تھا۔

لاؤنج میں صوفے پر ایلف کو برا جمان دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔

ایلف کی نظر سیڑھیاں اترتے روحان پر پڑی تو وہ کھڑی ہو گئی۔

"سوری مسٹر آر جے-- میں یہاں آگئی-- لیکن مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے تم سے--"

ایلف کے لجے میں بے تابی نمایاں تھی۔

"جی بیٹھ جاؤ--"

روحان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

وہ اب اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا--؟؟"

وہ پوچھ رہی تھی۔

"کونسی بات---؟؟"

وہ ذہن پر زور دیتے ہوئے بولا۔

ایلف کے پھرے کارنگ پھیکا پڑا تھا۔

"کیسے بھول سکتے ہو تم-- میں ایک رات بھی ٹھیک سے نہیں سوئی می-- میں ٹھیک سے پڑھ نہیں پا رہی-- میں روزانہ اس امید سے ڈیپارٹمنٹ جاتی ہوں کہ شاید آج مجھے میری بات کا

جواب مل جائیے-- اور تم کہہ رہے ہو کوئی بات--؟"

وہ پھٹ ہی پڑی تھی۔ روحان سٹپٹا گیا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ ایلف سنجیدہ تھی۔

وہ تو اب تک ایلف کی محبت کے اقرار کو بھول بھی گیا تھا۔

"میں نے آپکو اسی وقت جواب دے دیا تھا۔۔ شاید آپ بھول چکی ہیں--"

وہ تم سے آپ پر آگیا تھا۔ ایلف کو وہ ایک دم ہی بہت اجنبي سالگا تھا۔

"مجھے ابھی نے بتایا تھا کہ شاید وہ لڑکی تمہیں چھوڑ کر جا چکی ہے-- جسے تم نے چاہا تھا۔۔ اس نے دھوکہ دیا شاید۔۔ لیکن میرا یقین نہیں کرو میں ایسا کچھ نہیں کروں گی--"

ایلف کی آواز بھرا گئی تھی۔۔ اسکی آنکھیں نہم ہوئی تھیں۔۔ محبت جیسے منہ زور جذبے نے اس نازک لڑکی کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔۔ میں پہلے بتا چکا ہوں مجھے جس کا ہونا تھا ہو چکا ہوں اب سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔۔"

"آخر کیوں۔۔ جب وہ ہے ہی نہیں تو اسکی یاد میں رونے یا اداس ہونے کا کیا فائدہ۔۔ کیوں تم خود کو میرا نہیں کر دیتے۔۔!! ضبط کرنے کے باوجود بھی ایلف رو دی تھی۔

"پلیز ایلف آپ روئی میں مت میں جانتا ہوں محبت نا ملنا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ میرا مقصد آپکی دل آزاری کرنا نہیں تھا۔ آپ رکیں میں آپکو کچھ دکھاتا ہوں" وہ کہتے ہوئی سے صوفے سے اٹھا اور اوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ جبکہ پیچھے ایلف اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس ایک ماہ میں وہ بہت کمزور ہو گئی تھی۔ محبت کے جذبے نے جہاں اسے ایک دوسری دنیا کی سیر کروائی تھی وہیں روحان کے انکار پر محبت جیسے اسے جہنم میں پھینک آئی تھی۔ وہ روز جل رہی تھی۔

چند منٹ بعد روحان اسے واپس آتا دکھائی دیا تھا اسے۔ اسکے ہاتھ میں کچھ تھا۔ ایک کاغذ۔ جسے اس نے ایلف کی طرف بڑھایا تھا۔

"یہ دیکھیں۔"

ایلف نے کپکپاتے ہاتھوں سے اس کاغذ کو تھاما تھا۔

اور پھر چند پلوں تک نظریں اس کاغذ پر جمائیے رکھنے کے بعد ایلف ایک جھٹکے سے وہ کاغذ کاٹکر اسکے خوبصورت نازک ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔

"یہ۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ تم Married ہو۔۔۔؟؟" ایلف کے لمحے میں حیرانی اور بے یقینی دونوں واضح تھیں۔

روحان جھک کر اسکے پیروں کے پاس سے وہ نکاح نامہ اٹھایا تھا جو تقریباً چھ سال پرانا تھا۔

"جی-- میں میرڈ ہوں--"

روحان پر اعتماد لجئے میں کہہ رہا تھا۔

ایلف کو لاونچ کی چھت اپنے اوپر گرتی ہوئی میں محسوس ہوئی تھی۔

"پہلے کیوں نہیں بتایا تم نے آر جے-- کیوں چھپایا اتنا بڑا سچ--؟؟؟"

ایلف ناچاہتے ہوئی سے مجھی چلا اٹھی تھی۔ اسکا نازک وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

"آپ جان چکی ہیں کہ میں آر جے ہوں-- یہ سچ ہے-- میں آر جے ہی ہوں--"

ایلف کو ایک اور جھٹکا لگا تھا۔

وہ آنسوؤں سے لبریز چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔

"معصوم روحان سے آر جے اور پھر آر جے سے روحان جبیل تک کا سفر آسان نہیں تھا"

روحان اب سینے پر ہاتھ باندھ کر لاونچ میں لگی کھڑکی میں جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

وہ باہر آسمان کو تک رہا تھا اسکی وسعتوں اور خلاؤں میں جانے وہ کیا تلاش کرتا تھا

"کیا ہوا تھا ایسا کہ تم اتنا بدل گئیے--؟؟؟"

ایلف آنسو صاف کرتے ہوئی سے پوچھ رہی تھی۔

"دنیا میرے مزاج سے الگ تھی بہت
اپنا ایک الگ جہاں بسانا پڑا مجھے —"

روحان نے ایک گراسانس لینے کے بعد بولنا شروع کیا تھا۔

"بہت ترپا ہوں اسے ایک نظر دیکھنے کیلیئے۔۔ ایک بار ملنے کیلیئے۔۔ خوش قسمت ہوتے ہیں وہ
لوگ جنکا محبوب انکی نظروں کے سامنے ہوتا ہے اور وہ اسے اور کچھ نہیں دیکھ تو سکتے ہیں
نا۔۔ میں یہ پونے پانچ سال اسے دیکھنے کی خاطر دربار پھرا ہوں۔۔ مجھے کمیں اسکا نشان
نہیں ملا۔۔"
دو گھنٹوں سے وہ ایلف کو اپنی کہانی سنا رہا تھا۔ حanim کے ذکر پر اسکی آنکھوں میں نی ابھری
تھی۔

ایلف اسکی کہانی سنتے سنتے رو دی تھی۔ حanim کی موت کا سن کر اسکی سسکیاں ابھری
تھیں۔

"مجھے معاف کر دو آرجے۔۔ میں بہت خود غرض ہوں۔۔ میں نے صرف اپنی محبت کا سوچا۔۔
وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"اے نہیں آپ آپ روئی میں نہیں بلکہ یہ وقت تو خوش ہونے کا ہے۔ آج تک وہ مجھے نہیں ملی تھی

لیکن رات۔۔ شاید میری خوش قسمتی مجھے اسکا سراغ مل گیا۔۔!"

ایلف نے چونک کر اسے دیکھا تھا جسکے چہرے پر الوہی سی چمک تھی۔

"یہاں سے میری زندگی کا ایک اور سفر شروع ہوا ہے۔۔ جو بہت مشکل ہے۔۔ جو مجھے اکیلے ہی طے کرنا ہے۔۔ مجھے اس سفر میں کسی اور کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔ اگر میں نے کسی اور کا ہاتھ تھاما تو میری منزل کھو جائیے گی۔۔ کبھی نہیں ملے گی۔۔!!

روحان نے ایلف کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ ایلف اسکا اشارہ سمجھ چکی تھی وہ نظر جھکا گئی۔ اذیت کی لمبے اسکے جسم میں سرایت کر گئی تھی۔

لیکن اسے خوشی ہوئی تھی کیونکہ وہ شخص خوش تھا جسے وہ چاہتی تھی۔

"لیکن ہاں مجھے اس سفر میں بہت سی دعاؤں کی ضرورت ہے۔۔ جو حانم تک پہنچنے میں میری مدد کریں۔۔ وہ تو پہلے ہی مجھے ناپسند کرتی تھی اب تو نفرت کرتی ہو گی۔۔ آگ کے دریا کو پار کرنے کا وقت آگیا ہے۔۔ اور میں نے سنا ہے اچھے لوگوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔۔!!"

"بٹنگ Buttering کر رہے ہو تم۔۔"

ایلف اسکی بات سن کر مسکرا دی تھی۔

"جی بالکل--"
وہ بھی مسکرا دیا۔

"کب جا رہے ہوا سے لینے--؟؟"

ایلف پوچھ رہی تھی۔ انکے پیپر ختم ہو چکے تھے۔

ایلف کیلیئے یہ سب سے مشکل دن تھے۔ اور ابھی اسکی تکلیف بڑھنی تھی جب وہ دونوں کو ایک ساتھ دیکھے گی۔

"بہت جلد۔ لیکن ڈرگ رہا ہے اسکا رد عمل جانے کیا ہوگا۔ جو چہرہ ایلف کو اچھا لگتا ہے اس چہرے سے نفرت ہے حanim کو۔"

وہ پھریکی مسکراہٹ لیئے کہہ رہا تھا۔ وہ دونوں اس وقت دریائی سے ٹیز کے کنارے پر بیٹھے تھے۔

"کوئی می خاص بات بتاؤ نا اسکی۔ تمہیں وہ کیوں پسند آئی می۔؟؟"

جانے کیوں لیکن ایلف جانا چاہتی تھی۔

"وہ لرکی جو فطرتاً خاموش طبع تھی وہ جب میرے سامنے آتی تھی تو یقین کرو پڑ پڑ بولتی تھی۔ ایسا لگتا جیسا گڑیا کو چابی لگا دی گئی می ہو۔ لڑکیاں مرتب تھیں تو وہ دور بھاگتی تھی۔ لوگ

میری تعریف کرتے تھے تو وہ ایسی انسٹ کرتی تھی کہ میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ اس گستاخ لڑکی کی زبان کاٹ دینی چاہیئے۔۔ پھر ناجانے کب۔۔ اسکا سب سے کم بات کرنا اور مجھ سے لڑتا مجھے اچھا لگنے لگا۔۔ اسکی شامیں برباد کر کے مجھے خاصا سکون ملتا تھا۔۔ لیکن جب وہ نظروں سے او جھل ہوئی ہی تو میرا سارا سکون اپنے ساتھ لے گئی ہی۔۔!!
بات کے آخر میں اسکا لمحہ پھر بھاری ہو گیا تھا۔۔
ایلف سن کر مسکرا دی تھی۔۔

"میں اس سے ملنا چاہوں۔۔ میرا اشتیاق بڑھ گیا ہے۔۔ اور ایک سلفائی یہٹ۔۔ یقین نہیں ہوتا۔۔"

"ان شاء اللہ بہت جلد ملاؤں گا۔۔" وہ پراعتماد تھا۔۔

"تم نے کہا وہ اس چہرے سے نفرت کرتی ہے۔۔ تو تم اسے ابھی یہ چہرہ ہی مت دکھاؤ۔۔!!
کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ایلف نے مشورہ دیا تھا جسے سن کر روحان چونکا تھا اور پھر اسکی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔۔

روحان پرس آگیا تھا۔۔ موں کے روپ میں
حشام کو بنابتائیے، یہ تھوڑا مشکل کام تھا لیکن اسے موں بننا پڑا تھا۔۔ چہرے کو جلے

ہوئی سے ماسک سے چھپانا پڑا اور گونگے ہونے کا ناٹک کیا۔

اسکا مشورہ اسے ایلف نے دیا تھا۔ وہ فی الوقت حانم کو دیکھنا چاہتا تھا۔۔

وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ ولیسی ہی تھی یا بدل گئی تھی۔

اور جب حانم انجل کے روپ میں سامنے آئی تو وہ حیران رہ گیا تھا۔

اسے ابھی جیسی چالاک اور ایلف جیسی بہادر لڑکیاں اچھی لگی تھیں۔ اسکا ماننا تھا کہ لڑکیوں کو اتنا مضبوط ہونا چاہیئے کہ مردوں کے الفاظ تو کیا انکے فعل بھی لڑکیوں کو نقصان نہ پہنچا سکے۔

لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہو گیا تھا۔ وہ حانم تو کہیں سے بھی نہیں تھی۔

خاموش اور رحم دل حانم۔۔ یہ تو انجل کم اور ڈائین زیادہ تھی۔

یہ ابھی کی طرح چالاک اور ایلف سے زیادہ بہادر تھی۔

لیکن حانم کو سرتا پیر بدلا ہوا دیکھ کر روحان کا دل کر لایا تھا۔

وہ بہادر اور چالاک ہونے کے ساتھ ساتھ مادرن بھی ہو گئی تھی۔ بڑے سے ڈوپٹے

والی اسکی حانم کہیں گھم ہو گئی تھی۔

اسے اندازہ تھا اسکا یہ سفر کافی مشکل تھا۔ لیکن اب حانم کو دیکھ کر وہ جان گیا تھا نگے

پیروں انگاروں پر چلنے کا وقت آگیا تھا۔

پیرس جیسے شہر میں حانم کو ڈھونڈنا مشکل تھا نامکمل نہیں۔ روحان نے حشام پر نظر رکھی تھی۔ وہ ایک دو بار کام کے سلسلے میں ماہی کے گھر گیا تھا اور وہیں روحان کو انجل یعنی حانم ملی تھی۔

روحان کو اب سمجھ آیا تھا کہ ضیاء جبیل یعنی اسکے بڑے ڈیڈ نے اسے کیوں ڈانتا تھا۔ وہ لڑکی حانم ہی تھی جسے نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔ اسکی اتنی بڑی حالت کا ذمہ دار وہی تھا۔ روحان کا دل پھر سے جلنے لگا تھا۔ دکھ اور پچھتاوا اسے نوچنے لگے تھے۔

لیکن اسے بہت کچھ کرنا تھا اب۔ حانم کے ملنے کے بعد اس نے حشام کو چھوڑ کر حانم پر نظر رکھنی شروع کر دی تھی اور پھر وہ میڈی تک پہنچ گیا۔

میڈی تھوڑا معصوم اور بے قوف لڑکا تھا۔ اسکو ایکسیڈنٹ سے بچا کر جو وہ خود کروارہا تھا۔ روحان اسکے گھر میں جگہ بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

جب میڈی نے پہلی بار روحان کو حانم سے ملایا تو الوہی چمک لئے اسے دیکھتا رہا تھا۔ اسکے اس طرح دیکھنے سے حانم کو کوفت ہوئی می تھی۔ اور پھر وہ ہر جگہ مون بن کر انجل کے پیچے رہنے لگا۔

اسکو میڈی کا انجل کے ساتھ گھومنا پسند نہیں تھا۔

اور جب میڈی نے انجل کو پرپوز کیا تھا تو مون یعنی روحان نے اچھی خاصی دھلائی کی تھی اسکی۔

Classic Urdu Material

دو تین ماہ وہ مون بنا حانم کے پیچھے گھومتا اور جس روز حانم نے اسے دھمکی دی کہ وہ اسکا بچا ہوا چہرہ بھی جلا دے گی۔۔ اس روز وہ خوب ہنسا تھا۔۔
اور اس نے ایک فیصلہ کر لیا تھا۔۔
لگئے روز وہ حشام کے پاس جانے والا تھا۔۔۔ مون نہیں بلکہ روحان جبیل بن کر

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟؟"

حشام اسے اپنے سامنے دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔

"کیوں کیا مجھے نہیں آنا چاہیئے تھا؟؟"

روحان کا لمحہ کاٹ دار تھا۔۔

"نہیں میرا مطلب۔۔ کافی دنوں سے تم سے رابطہ نہیں ہوا آج یوں اچانک۔۔؟؟"

حشام کے وجہ پر پیشانی کی لکھیں واضح تھیں۔۔

"کچھ سوالوں کے جواب لینے آیا ہوں۔۔"

روحان جبیل سنجیدہ تھا۔۔ اتنا سنجیدہ اسے کبھی حشام جبیل نے نہیں دیکھا۔۔

"کیسے جواب۔۔؟؟"

"تم جانتے تھے حانم زندہ ہے--۔۔۔ تم یہ بھی جانتے تھے کہ میں اسے ڈھونڈ رہا ہوں--۔۔۔ پھر بھی
تم نے چھپایا۔۔۔ کیوں--؟؟"

اسے حشام سے یہ امید نہیں تھی۔۔۔ وہ اسکا سب سے اچھا دوست اور بھائی تھا۔۔۔ روحان کو دکھ
ہو رہا تھا۔۔۔

"بولو حشام۔۔۔ پچھلے پانچ سالوں سے میں گناہ کی آگ میں سلگ رہا ہوں۔۔۔ پچھتاوا مجھے جینے
نہیں دیتے۔۔۔ اسے دیکھنے کی تڑپ مجھے سکون نہیں لینے دیتی۔۔۔ تم سب جانتے تھے پھر
بھی۔۔۔ پھر بھی تم نے مجھ سے چھپایا۔۔۔ کیوں--؟؟"

وہ دبی آواز میں چیخا تھا۔۔۔ حشام اس سے چھ سال بڑا تھا لیکن اس وقت وہ دونوں ایک
دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے۔۔۔

ان دونوں میں کہیں بھی کوئی فرق نہیں تھا۔۔۔ دونوں خوبرو تھے۔۔۔
دونوں ہی ایک لڑکی کو چاہتے تھے۔۔۔

روحان کی باتیں سن کر حشام دنگ رہ گیا تھا۔۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ روحان اس قدر چاہتا تھا
حانم کو۔۔۔ اسے لگتا تھا کہ بس وہ اس سے مل کر معافی مانگنا چاہتا ہے۔۔۔ لیکن یہاں تو وہ پورا
کا پورا گھائیل تھا۔۔۔

"تماری خاموشی تمہیں گنگا بنا رہی ہے حشام کچھ تو بولو۔۔۔"
روحان سننا چاہتا تھا اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔۔۔

"چھ ماہ پہلے پتا چلا مجھے کہ حانم زندہ ہے۔ اس سے پہلے میں بھی اسے مرا ہوا سمجھ رہا تھا۔۔۔ لیکن سچ تو یہ حانم مر چکی ہے۔۔۔ جو زندہ ہے سانسیں لے رہی ہے وہ حانم نہیں انجل ہے۔۔۔ میں تمہارا بھائی ہوں صرف اسی وجہ سے وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے۔۔۔ سو تو تم سے کتنی نفرت کرتی ہوگی۔۔۔!!"

جس تکلیف سے حشام نے وہ الفاظ بولے تھے اتنی ہی گھری اذیت روحان کے جسم میں سن کر اتر گئی تھی۔

"میں صرف یہ چاہتا تھا کہ وہ خوش رہے۔۔۔ تم تو اسے مردہ سمجھ ہی چکے تھے۔۔۔ اگر تمہیں بتا دیتا تو یقیناً تم پہلے کی طرح اسکی زندگی میں دخل اندازی کرتے۔۔۔!!" حشام اب بیٹھ چکا تھا۔ روحان نے اذیت سے آنکھیں موند لی تھیں۔

"میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد روحان بولا تو حشام کو جیسے کرنٹ لگا تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔۔؟؟"

"وہی جو تم نے سنا۔۔۔ میں ام حانم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔" وہ اب پرسکون سا اپنی بات دھرا رہا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے وہ آرجے سے شادی کرے گی-- وہ آرجے جس نے اسے انہیروں کی دنیا میں دھکیل دیا تھا۔؟؟"

حشام حیران تھا۔ اسکے ایک طرف حانم تھی تو دوسری طرف روحان۔ وہ دونوں سے محبت کرتا تھا۔ اور دونوں کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا

"آرجے سے نا سی۔ روحان بن حیدر جبیل سے تو کر لے گی نا۔؟؟"

روحان پر عزم تھا۔

"روحان تم سمجھنے کی کوشش کرو تم اب اسکا پیچھا چھوڑ دو۔ وہ بہت مشکلوں سے نارمل زندگی کی طرف لوٹی ہے۔۔۔ اگر تم زندگی میں جاؤ گے تو اچھا نہیں ہو گا۔"

حشام نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"یہ ممکن نہیں۔ وہ میری ہے۔۔۔ اور میری ہی رہے گی۔"

"وہ تمہارے لئے نہیں بنی۔۔۔ اگر بنی ہوتی تو مل جاتی اب تک تمہیں ۔!!"

حشام کی بات سن کر روحان کے لبوں پر خوبصورت سی مسکراہست کھیل گئی تھی۔ وہ حشام کی بات سے لطف انداز ہوا تھا۔

"کس نے کہا ہے وہ میرے لئے نہیں بنی۔۔۔ وہ میرے لئے ہی بنی ہے اور سالوں پہلے میں اسے اپنا چکا ہوں ۔!!

روحان کی بات نے حشام کو چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس نے جیب سے وہ نکاح نامہ نکال کر حشام کو دکھایا تھا۔

جسے دیکھ کر حشام سکتے میں چلا گیا تھا۔

"میں جانتا ہوں یہ سب ایک ڈرامہ تھا۔ لیکن اس ڈرامے میں ہم دونوں جڑپکے ہیں۔ شرعاً نا سی قانونی طور پر یہ نکاح نامہ گواہ ہے کہ وہ میری بیوی ہے۔ اس سے بڑا کیا ثبوت چاہیئے تمہیں حشام کہ وہ میری نہیں ہے۔"

روحان کی بات سن کر حشام نے ایک سرد آہ بھری تھی۔ وہ ہار گیا تھا۔

"اور جہاں تک بات ہے حانم کے مرنے اور بگڑ کر انخل بننے کی تو تم فکر مت کرو۔ میں نے بگڑا تھا میں ہی سنواروں گا۔ وہ چاہے نفرت کرے یا محبت۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مجھ سے ہی کرے۔"

خشام اسکا پاگل پن دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے حشام۔ تم جانتے ہو ہمارے خاندان میں خاندان سے باہر شادی نہیں کرتے۔"

خشام کی بات سن کر سید جبیل بھڑک اٹھے تھے۔

Classic Urdu Material

"میں جانتا ہوں چھوٹے بابا سائیں یہ۔۔ لیکن روحان ان باتوں کو نہیں مانتا۔۔ اور وہ اسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔ آپ اسے اچھے سے جانتے ہیں نکاح کرنا اسکا حق ہے۔۔ اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو وہ بابا سائیں کو اپنے ساتھ ملا کر یہ نکاح کر لے گا۔۔ بہتر ہو گا ہم سب دل سے اسکی خوشی میں شریک ہوں۔۔"

حشام نے ہی روحان کے نکاح کی بات گھر کی تھی۔ یہ سزا اسے روحان نے دی تھی۔

"لیکن اسے اتنی عقل نہیں کہ باہر شادی کرنے سے نسل۔۔

"ڈیڑ نسل مردوں سے چلتی ہے عورتوں سے نہیں۔۔ مجھے امید ہے آپ اپنی مرضی سے اس رشتے کی اجازت دیں گے۔"

روحان نے سید جبیل کی بات پوری ہونے سے پہلے حشام کے ہاتھ سے فون لے کر اپنی سنا کر فون بند کر چکا تھا۔

"تم بہت ہی۔۔

"میں بہت ہی ذلیل آدمی ہوں۔۔ یہی کہنا چاہتے ہوں نا۔۔"

روحان نے جل کر کہا تھا۔

ناچاہتے ہوئی سے بھی اسکی بات سن کر حشام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

حشام نے ماہی اور ایلا کو بلایا تھا اور انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا تھا۔

البته ملکی والی بات نہیں بتائی می تھی۔ روحان نے یہ بتایا تھا کہ اس نے حانم پر المزام لگایا تھا کچھ جسکی وجہ سے وہ اس سے ناراض ہو کر پاکستان چھوڑ کر آگئی می تھی۔

ایلا تو انکھیں پھاڑے روحان کو دیکھ رہی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا وہ اتنا بدل گیا تھا۔

”ہمیں دونوں کی شادی کروانی ہوگی--“

حشام دل پر پھر رکھ کر سب کر رہا تھا۔ وہ اتنا تو جان گیا تھا کہ حانم اسکے لیئے نہیں بنی۔۔۔

”بس اتنی سی بات۔۔۔ آپ لوگ پریشان نا ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔“

ماہی پر خوش سی کہہ رہی تھی۔

اور پھر حمدان انکل کے فون آنے۔۔۔ اور ماہی کے بد تیزی کرنے سے نکاح ہونے تک سب کچھ ماہی کا پلان تھا۔

سوائیے آسیہ بیگم جنمیں برنس میں نقصان کا کما گیا تھا سب کو حقیقت معلوم تھی۔ اسی لئے سب خوش تھے

سب سے زیادہ خوش جواد تھا۔۔۔ جواب بچھ تو نہیں رہا تھا لیکن آرجے کیلئے وہ اب بھی پاگل

تھا

اسے ایک نئی رہے روپ میں اپنے سامنے دیکھ کر وہ خوشی سے آنکھیں نہم کر بیٹھا تھا۔
روحان جبیل نے کھینچ کر اسے اپنے گلے لگایا تھا۔

ماہم مجھی اسے نکاح والے دن دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔

آرجے کی موت کے دکھ سے کہیں زیادہ خوشی جواد کو روحان جبیل کے ملنے کی ہوئی تھی۔
یہ روحان کے حق میں اچھا رہا تھا کہ حانم نے اسے دیکھنے یا ملنے میں کوئی دلچسپی ظاہر نہیں
کی تھی۔ اور یوں سادگی سے نکاح ہوا تھا۔

جواد اسکے ساتھ ہی چپکا بیٹھا تھا۔

نکاح پر صرف حشام اور سید ضیاء جبیل تھے۔ الیکشن کے دن تھے سید جبیل آنہیں سکے تھے۔
باقی رخصتی پر سب اکٹھے ہونے والے تھے۔

یہی وہ وقت تھا جب جوراں نے حشام اور ضیاء جبیل کو ایک ساتھ دیکھا تھا۔ اور پھر اس نے
حشام کو مار کر اپنا بدلا لینے کا فیصلہ کیا تھا۔

”اپنی بیوی کو ایک نظر دیکھ سکتا ہوں--؟؟“

روحان ماہی کے سامنے کھڑا پوچھ رہا تھا۔

"ہمارے انکار کرنے سے آپ کو نا سرک جائیں گے مسٹر روحان جبیل۔۔ جائیں دیکھ لیں۔۔"

وہ مسکرائی تھی اور روحان حanim کے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

وہ سرخ و سفید سادہ سے جوڑے میں دلمن کا روپ لیئے بہت پیاری لگی تھی۔
وہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتا رہا تھا۔

روحان کو یقین نہیں ہو رہا تھا وہ اب ہر طرح سے اسکی تھی۔

"تمہارا اور میرا وہ تعلق ہے
جو کسی کتاب میں درج نہیں
تمہاری یاد اور
میری سماعت نے
ہم دونوں کے درمیان
ایک ربط قائم کیا ہے

ہمارے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہے
پھر بھی ہم دونوں ایک دوسرے کیلئے
لازم و ملزم ہیں !!

تم میرے لیئے بہتے دریا کی مانند ہو جو
ہر رشتے کو سیراب کرتا ہے ____ !!

"تم نہیں جانتی حانم میں کہاں کہاں بھٹکا ہوں صرف تمیں ایک نظر دیکھنے کیلیئے -- میں جانتا ہوں جب تمیں سچائی پتا چلے گی تو تمیں بہت برا لگے گا-- لیکن میرا یقین کرو میں سب ٹھیک کر دوں گا ____ !!

وہ اسکے بیڈ کے پاس بیٹھتے ہوئی سے کہہ رہا تھا۔

"تم بہت پیاری لگ رہی ہو-- اتنی پیاری کہ میں نے کبھی اتنی پیاری لڑکی نہیں دیکھی--
لیکن تم بہت ظالم ہو-- چہرہ جلانے جیسی خوفناک باتیں کرتی ہو-- !!"
وہ ریسٹورینٹ کا منظر یاد کر کے مسکرا دیا تھا۔

کتنا ہی دیر وہ سرگوشیوں میں سوئی ہوئی ہوئی حانم سے باتیں کرتا رہا تھا-- لیکن جب وہ جانے لگا تو کھڑکی کے پاس رکھا گلدان نیچے گر گیا-- جس سے حانم اٹھ گئی تھی۔
لیکن وہ نکل آیا تھا۔

"آج تو بچت ہو گئی می-- ورنہ نکاح کے دن ہی میرا قتل ہوتا ____ !!"
وہ بڑبرڑاتا والپس آگیا تھا۔

وہ لندن واپس چلا گیا تھا۔ ایک سمسیٹر فریز کروا کر آیا تھا۔ سب سے زیادہ خوشی اسے حانم سے بات کر کے ہوتی تھی۔ اسکی محبت دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔

اسے خوف تھا کہ کہیں حانم اسکی آواز ناپہچان لے۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ اسے کبھی کبھی احساس ہوتا تھا کہ حانم بعد میں سے دھو کے باز سمجھے گی۔ لیکن اسکا قصور بھی نہیں تھا اسی نے ملنے اور دیکھنے سے منع کیا تھا۔

وہ دونوں ایک سال بعد اٹھارہ جنوری کو اپنے نکاح کے دن ملنے والے تھے۔ انکا پہلا نکاح جو نکاح کا ایک ڈرامہ تھا وہ بھی اٹھارہ جنوری کو ہوا تھا۔ اور اصل نکاح بھی۔ اور آج بھی اٹھارہ جنوری تھی جب روحان جبیل کی محبت ام حانم جو شاید اب اس سے شدید محبت کرتی تھی پیرس میں اسے خوش آمدید کہنے والی تھی۔

روحان جہاں خوش تھا وہیں اسکا دل ڈبھی رہا تھا۔ وہ حانم کے رد عمل کو لے کر خوفزدہ تھا۔ اور کبھی کبھی جس بات کا ہمیں ڈر ہو۔ جوانہوںی ہمیں خوفزدہ کرتی ہو۔ وہ پورا ہو جاتا ہے۔ وہ انہوںی ہو جاتی ہے۔

حانم نے اسکی توقع سے بھی زیادہ شدید رد عمل کا اظہار کیا تھا۔ اور اب ہسپتال میں سر پر لگنے والی چوٹ کی وجہ سے بے سود پڑی تھی۔

تکلیف تو بہت ہوئی تھی روحان کو۔۔ لیکن وہ ہار نہیں ماننا چاہتا تھا ۔۔ چھ سال بعد آج ملن کا دن آیا تھا۔۔ وہ اس سے بڑی طرح ناراض ہو گئی تھی۔

"کیا ہوا ہانی کو۔۔ وہ ٹھیک تو ہے ناروحان ۔۔؟؟" مانی کی آواز اسکی سماحت سے ٹکرائی تھی۔ روحان چونک کر خیالوں سے باہر آیا تھا۔

زندگی کا ایک پھر اور گزر گیا تھا ۔۔ ایلا اور مانی دونوں اسکے سامنے کھڑی تھیں۔ وہ دونوں جانتی تھیں آج روحان آنے والا تھا۔

"ہاں وہ ٹھیک ہے۔۔ لیکن سر پر چوٹ لگی تھی۔۔" روحان نے سرد آہ بھرتے ہوئی سے جواب دیا تھا۔

"شاک لگا ہے اسے شاید۔۔ اسی وجہ سے بے ہوش ہو گئی ہے۔۔!" روحان افسرده لمحے میں کہہ رہا تھا۔

"یہ بیچاری ہانی کی قسمت کہ اسے شاک (Shock) دینے والا شوہر ملا ہے۔۔ اسے معلوم ہی نہیں روحان جبیل ولندن کی بڑی بڑی شخصیات کو گھرے Shocks دیتا ہے۔۔ اور یہ وہ تو پھر ایک نازک سی لڑکی ہے۔۔ ایلا شرارتی لمحے میں کہہ رہی تھی۔



Classic Urdu Material

"یہ بیچاری ہانی کی قسمت کہ اسے شاک (Shock) دینے والا شوہر ملا ہے-- اسے معلوم ہی نہیں روحان جبیل تو لندن کی بڑی بڑی شخصیات کو گھرے Shocks دیتا ہے-- اور یہ وہ تو پھر ایک نازک سی لڑکی ہے۔۔۔!
ایلا شراتی لمحے میں کہہ رہی تھی۔

ایلا کی بات سن کر ماہی نے اسے گھورا تھا جبکہ روحان پریشان کھڑا تھا۔
اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آگے کیا ہوگا۔۔۔?
وہ حanim کے رد عمل سے نابد تھا۔۔۔

"ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟؟"
ماہی نے پوچھا۔

"انہوں نے کہا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے جب ہوش آجائیے تو گھر لے جا سکتے ہیں۔۔۔"
"ہم۔۔۔ میں دیکھتی ہوں۔۔۔"

ماہی کہتی کمرے کے اندر چلی گئی تھی۔
جبکہ ایلا غور سے روحان کو دیکھ رہی تھی۔ اسکی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"ایک سال بعد ملی ہوں آج آپ سے۔۔۔ مجھے آج بھی یقین نہیں ہوتا کہ آپ آر جے ہی
ہیں۔۔۔ مطلب کوئی می اتنا کیسے بدل سکتا ہے۔۔۔؟؟"

ایلا نے اپنے دل کی بات کر ہی دی تھی۔

روحان نے گھری نظروں سے ایلا کو دیکھا تھا۔ اسکی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔ اسکے اس طرح دیکھنے پر ایلا سٹپٹا گئی تھی۔

"یہ تو سچ میں آر جے ہے--"

ایلا زیرلب بڑھائی تھی۔ روحان کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر اسے وہ دن یاد آگیا تھا جب اس نے حشام اور ملکی کے ساتھ بیٹھے آر جے کا آنکھ رکھ لیا تھا۔

اسکی آنکھوں کی چمک اور ذہانت اسکے آر جے ہونے کی گواہ تھی۔

"کوئی می بھی انسان کبھی بھی بدلتا نہیں ہے-- وہ وہی رہتا ہے-- اسکا اصل وہی ہوتا ہے۔
بس یا تو وہ بگڑ جاتا ہے یا پھر سدھر جاتا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں انسان بدل گیا ہے۔!!
وہ گھرے سنجیدہ لمحے میں کہہ رہا تھا۔

اس سے پہلے ایلا کچھ کہتی اچانک حانم کے کمرے سے شور کی آوازیں ابھری تھیں۔

"تم سب نے مل کر مجھے دھوکا دیا ہے۔ سب نے مجھے بے وقوف بنایا ہے"
حانم دبی دبی آواز میں چلا رہی تھی۔ شدت جذبات سے اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا۔ اس نے کچھ سوچا نہیں تھا کہ جس شخص کا وہ نام سننا بھی گنووارا نہیں کرتی تھی۔ وہ اسکی زندگی کا سب سے اہم فرد بن گیا تھا۔ اور تو اور وہ انجانے میں اسی شخص سے محبت کر بیٹھی تھی۔

"ہانی تمہیں کسی نے دھوکا نہیں دیا۔۔ وہ روحان بن حیدر جبیل ہے آرجے نہیں" مہی نے اسکے پاس بیٹھتے ہوئیے پیار سے سمجھایا۔

"سب سمجھ آ رہا ہے مجھے اب۔۔ سب سمجھ رہی ہوں۔۔"

حانم نے دونوں ہاتھوں سے سر کو پکڑتے ہوئے کہا تھا۔ وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن گلے میں کچھ اٹک گیا تھا۔

ایلا بھی کمرے میں آگئی می تھی۔ جبکہ روحان کمرے سے باہر کھڑا اسکی باتیں سن رہا تھا۔

"اپنے دل سے پوچھو ہانی۔۔ تمہیں محسوس ہو گا تمہیں کسی نے دھوکا نہیں دیا۔ سب تم سے پیار کرتے ہیں۔۔ سب —"

ماہی نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئیے اسے اشارہ کیا تھا۔

حانم آنسوں ضبط کرتی سرخ آنکھوں سے اسے دیکھ کر رہ گئی می تھی۔

"چلو اٹھو اب ہم نے گھر جانا ہے۔۔ اور اس سے پہلے روحان سے مل لو۔۔ کب سے باہر بیٹھا تمہارے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا ہے۔۔"

ماہی اسکا ہاتھ دباتی ایلا کو لے کر کمرے سے باہر نکل گئی می تھی۔

حانم نے تھک ہار کر بیڈ سے ٹیک لگائی تھی۔

وہ تھک گئی می تھی۔ وہ ماضی کو نہیں سوچنا چاہتی تھی۔۔ روحان کے آنے سے اسکی زندگی

کتنی خوبصورت ہو گئی تھی۔ وہ جیسے سارے غم بھول گئی تھی۔۔
اور اب روحان کو دیکھ کر جیسے اسکے سارے زخم ہرے ہو گئے تھے۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔۔؟؟

داع جیسے سن ہو کر رہ گیا تھا۔

کوشش کے باوجود بھی اسکی بند آنکھوں سے ایک آنسو نکلا اور کنپی پر پھسلتا چلا گیا۔

"میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں کبھی تمہاری آنکھ میں آنسو نہیں آنے دوں گا۔۔ اور
آج مجھے خود پر افسوس ہو رہا ہے۔۔!!

روحان کی آواز پر وہ کرنٹ کھا کر اچھلی تھی۔ وہ اسکے سامنے کھڑا تھا اپنی تمام تروجاہست کے
ساتھ۔

سفید رنگ کی شرٹ کی بازو پر سرخ داع لگے تھے۔ وہ شاید حانم کا خون تھا جو پیشانی پر چوٹ
کی وجہ سے نکلا تھا۔

یعنی وہ اٹھا کر لایا تھا۔ حانم یہ سوچ پر دنگ رہ گئی تھی۔

وہ چہرہ دوسری جانب پھیر چکی تھی۔ اور ہونٹوں کو سختی سے ایک دوسرے میں بھینچ لیا تھا۔

روحان اسکے یوں چھرے کا رخ بدلنے پر حیران ہوا تھا۔ اسے لگا تھا کہ وہ چینخے کی برا بھلا کے
گی۔۔ لیکن نہیں۔ وہ خاموش تھی

"حانم--"

کتنے جذب سے پکارہ تھا اس نے۔ حانم نے آنکھیں میچیں۔ اسکا دل دھڑکا تھا۔ ایسے ہی وہ اسے فون پر پکارا کرتا تھا۔

"میں آر جے نہیں رہا اب _____ میں اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہون گا۔ اور نا ہی معافی مانگوں گا۔ شاید مجھے اسکا حق نہیں لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں _____ تم سے گمراش ہے کہ میری محبت کو مت دھنکارنا _____ !!"

اسکا نرم گرم لمحہ جذبات کی آنج سے دیک رہا تھا۔

وہ خاموش رہی تھی۔ آنسوؤں کو ہاتھ کی ہستھیلی سے صاف کیا تھا۔
کتنا خوش تھی وہ آج کے دن _____ لیکن پھر ساری خوشیاں جیسے آنسوؤں میں بدل گئیں۔
کچھ پل گھری خاموشی کی نظر ہوئیے تھے۔ حانم اپنے چہرے پر اسکی گھری نظروں کی تپش کو محسوس کر رہی تھی۔ حانم کو لگا تھا اسکا سانس رک جائیے گا۔

وہ ایک جھٹکے سے بید سے نیچے اتری تھی۔

"دھیان سے--"

روحان بیتابی سے اسکی جانب لپکا تھا۔ وہ اسے پکڑتا چاہتا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں--"

حanim نے ہاتھ بڑھا کر اسے دور رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ اسکا لمحہ سرد تھا۔

روحان ایک سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا۔

وہ اپنے سکارف کو اچھی طرح سر پر لپیٹتے ہوئے اب جوتے پہننے کی کوشش کر رہی تھی۔

روحان سنجیدہ چہرہ لیے بغور اسکا جائی زہ لے رہا تھا۔ وہ ناراض اور مصروف سی اچھی لگ رہی تھی۔

سال بعد اسے اپنی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

نیچے جھک کر جوتے پہننے پر درد کی ایک ٹھیس اسکے سر میں اٹھی تھی۔

شايد نیچے گرنے کی وجہ سے گردن پر بھی چوٹ آئی تھی۔ اسے کراہتے دیکھ کر وہ حanim کی طرف لپکا۔

"مجھے لگا تھا کہ ان چھ سالوں میں تم بھی بدل گئی ہوگی۔ لیکن نہیں۔ مجال ہے جو ام

حanim بدل جائیے۔ وہ آج بھی ویسی ہی ضدی اور ہٹ دھرم ہے۔!!

اسکے خوبصورت جوتے کو نیچے سے اٹھا کر اسکی جانب بڑھاتے ہوئے وہ گھمیز سنجیدہ لمحے میں کہہ رہا تھا۔

حanim نے اسکے قریب آنے پر گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔ اب یہ جوتا میرے سر میں مت مار دینا۔۔ پہننے کے لیئے دیا ہے !!

اسکے تینکھے لجھے پر حانم کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ وہ انتہا کا صاف گو تھا۔

"سنت۔۔ تم۔۔"

وہ کہنا چاہتی تھی لیکن تم کا لفظ اسکی زبان سے ادا نہیں ہوا تھا۔ وہ پورا ایک سال اسے آپ آپ کہتی رہی تھی۔ محبت سے زیادہ وہ روحان حیدر سے عقیدت رکھتی تھی۔

"میں خود پہن لوں گی۔۔"

حانم نے ایک جوتا پہننے کے بعد دوسرا اٹھانے کیلئے دوبارہ جھکی۔

"مجھے ضدی اور ہست دھرم لڑکیاں نہیں پسند"

وہ ایک گھٹنا زمین ہر ٹکائیے بیٹھا تھا۔ نظریں حانم کے چہرے پر تھیں۔

جبکہ حانم اسے دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔

اس ایک سال میں اس نے روحان کی ہر بات مانی تھی۔ وہ کافی تابعدار ثابت ہوئی تھی۔

اب آرجے کو اپنے سامنے دیکھ کر اس میں ہانی والی روح جاگ اٹھی تھی۔

حانم اب دوسرا جوتا بھی پہن چکی تھی۔ اس نے خود کو سخت الفاظ کہنے سے روکا ہوا تھا۔

”چلیں“

روحان نے کھڑے ہو کر اسکی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔

”شکریہ--“

حانم اسکے ہاتھ کو مکمل نظر انداز کر کے بیڈ سے اٹھی تھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
روحان بس ایک سرہ آہ بھر کر رہ گیا تھا۔

انہیں گھر چھوڑنے کے بعد روحان حشام کے گھر کی طرف بڑھ گیا تھا۔
پورا راستہ وہ خاموش سی گارڈی سے باہر دیکھتی رہی تھی۔
اسے سمجھ نہیں آرہا تھا روحان جیسے ہمسفر کے ملنے پر ہنسے۔۔ یا آرجے کے لوت آنے پر
روئیے۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ قسمت کی اس ستم ظریفی پر وہ کیا کرے
hanum کو اب افسوس ہو رہا تھا کہ کاش وہ نکاح والے دن اسے دیکھ لیتی لیکن جو ہونا تھا وہ
تو ہو گیا تھا۔۔

گارڈی رکنے پر وہ سب سے پہلے گارڈی سے اتری تھی اور پھر بنا پیچھے دیکھے وہ بلڈنگ کی طرف
بڑھی تھی۔۔

"پریشان مت ہونا روحان-- وہ تھوڑی پاگل ہے-- تم بھی جانتے ہو-- لیکن سب ٹھیک ہو جائیے گا--"

ماہی نے اسے تسلی دی تھی جس پر وہ مسکرا کر رہ گیا تھا۔

حانم اپنے کمرے میں پریشانی سے ادھر ادھر ٹھیک رہی تھی۔ اسے سمجھنے میں آہتا تھا کہ وہ کیا کرے

اگر وہ آسیہ بیگم سے بات کرتی تو یقیناً وہ سب پوچھتیں۔

"تم سب نے مل کر دھوکا دیا ہے مجھے--"

حانم کی سماعت سے اسکے اپنے الفاظ ٹکرائی۔

"ہانی تمہیں کسی نے دھوکا نہیں دیا۔ وہ روحان بن حیدر جبیل ہے آرجے نہیں"

ماہی نے کہا تھا۔

"افف"

حانم نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھاما تھا۔ وہ انجانے میں کیا بول گئی تھی لیکن جو جواب ماہی نے دیا تھا اسے اب احساس ہوا تھا یقیناً وہ بہت کچھ جانتی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ--؟؟"

حانم کو اپنا دماغ سن ہوتا محسوس ہوا تھا۔

وہ بیڈ پر بیٹھے لیٹ گئی تھی۔ آنکھوں کو بند کیا تھا۔ وہ سوچانا چاہتی تھی۔۔۔

پیشانیوں سے بچنے اور غلط سوچوں کو اپنے ذہن سے نکالنے کا یہی ایک بہترین طریقہ تھا۔

وہ اس وقت کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی _____ سب کیا ہوا تھا کیوں ہوا تھا؟ کچھ بھی نہیں۔

وہ کتنی ہی دیر آنکھیں موندے لیٹی رہی تھی اور پھر شاید ابھی تک وہ دواؤں کے زیراثر تھی اسی لیتے سوگئی۔

"کیسا لگا حانم سے مل کر۔۔۔؟؟"

یہ ایلف تھی۔ وہ جانتی تھی روحان آج اس سے ملنے والا تھا۔ اسی لیتے اس نے رات کو فون کیا تھا۔

"مجھے خود سمجھ میں نہیں آہتا تھا۔ مجھے جس رد عمل کی توقع تھی وہ نہیں ہوا۔۔۔ لیکن جو نہیں سوچا وہ ہو رہا ہے _____ وہ خاموش ہے۔ اس نے کچھ نہیں کہا مجھ سے _____ روحان نے نہ چاہتے ہوئے بھی ایلف کو بتادیا تھا۔ وہ اچھی لڑکی تھی اور ہمیشہ مفید مشورہ دیتی تھی۔

Classic Urdu Material

"یعنی ایک سلفائیٹ نے دوسرے سلفائیٹ کو حیران کر دیا ہے--"
وہ مسکرائی می تھی۔

"ہاں بہت زیادہ--"
روحان نے اعتراض کیا تھا۔

"یقیناً وہ صدمے کے زیراثر ہوگی-- اسے کچھ وقت دو-- حالات کو سمجھنے کا اور تم خود اسے سمجھنے کی کوشش کرو-- امید ہے سب بہتر ہوگا--"

ایلف کی بات سن کر روحان کے تنه ہوئیے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے۔ ایلف فون بند کر چکی تھی۔ جبکہ روحان ایک بار پھر گھری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔

"صرف ایک ہفتہ رہ گیا ہے ماہم کی شادی میں-- میں چاہتی ہوں ماہی بیٹا اب تم بھی شادی کرلو۔ حانم کی بھی ہو چکی ہے-- میں چاہ رہی ہوں ماہم کے ساتھ ہی حانم کی بھی رخصتی ہو جائیے-- بس ایک تم رہ گئی می ہو--"

آسیہ بیگم کا فون تھا۔ ماہی غور سے انکی باتیں سن رہی تھیں۔

"آپ میری چاہت سے واقف ہیں چھوٹی امی-- میں حشام کے علاوہ کسی اور کا نہیں سوچ سکتی۔ جب تک وہ شادی نہ کر لے میں بھی نہیں کروں گی-- میں اسکا انتظار کروں گی--"

ماہی اب انہیں چھوٹی امی کہہ کر بلا تی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ پر خلوص تھیں۔

"حمدان تمہیں لے کر پریشان رہتے ہیں ماہی-- اور مجھے بھی اچھا نہیں لگتا کہ میری اپنی بیٹیوں کی شادی ہو جائیے اور تمہاری نہیں۔ میں تمہیں بھی اپنے گھر میں خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"میں جانتی ہوں بابا بھی یہی چاہتے ہیں۔ آگر آپ مجھے خوش دیکھنا چاہتی ہیں تو میرے لیئے دعا کیا کریں۔ میری خوشی حشام ہے۔ صرف حشام۔"

"لیکن ماہی بیٹا اسکا تورشہ ہو چکا ہے۔ منگنی بھی۔ تم ابھی بھی۔"

آسیہ بیگم بات ادھوری چھوڑ گئی تھیں۔
لبی جان نے حشام کا رشتہ اپنی بھانجی سارہ سے کر دیا تھا۔
انکی بات سن کر ماہی کو اپنے اندر کچھ کلتا محسوس ہوا تھا۔ لیکن وہ آنسو ضبط کر گئی تھی۔

"جانتی ہوں اور ابھی نکاح نہیں ہوا۔ نکاح ہونے تک مجھے انتظار کرنا ہے"
ماہی کا لمحہ اٹھا۔ آسیہ بیگم گھری سانس لے کر رہ گئی تھیں۔

وہ پین سے گرم دودھ کو گلاس میں ڈال رہا تھا جب دروازے پر ہونے والی مسلسل بیل نے اسکی توجہ اپنی جانب مزول کروائی۔

”آرہا ہوں صبر کرو۔“

جورڈن نے چھوٹے سے کھن سے ہی ہانک لگائی می تھی۔ وہ اس وقت نی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا۔

بالوں کو اس نے پونی میں قید کیا ہوا تھا۔ نی شرٹ سے اسکے کستی بازو نمایاں تھا۔ اسے باکسنگ اور جم جانے کا نچپن سے ہی شوق تھا۔ اور آہستہ آہستہ باکسنگ کا شوق اسکا پیشہ بن گیا تھا۔

دودھ کے گلاس کو لاونچ میں پڑے میز پر کھنے کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا باہر کھڑے لوگوں کو دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا۔ پہلے وہ حیرت سے حشام جبیل، روحان جبیل اور ضیاء جبیل کو دیکھتا رہا تھا اور پھر اسکی آنکھوں میں نفرت کے شعلے بھڑکے۔

ایک ہی پل میں غصے سے اسکا دماغ گھوما۔ جورڈن نے اپنی مسٹھیوں کو بھیجن کر سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھا جو اسکا باپ تھا۔ جسے وہ اپنی ماں کا قاتل سمجھتا تھا۔

جورڈن نے بنا کچھ کہے دروازہ بند کرنا چاہا جسے آگے بڑھ کر حشام نے پکڑا تھا۔

"پلیز جوڑن ایک بات ہماری بات سن لو۔"

حشام نے منت کی تھی۔ ضیاء جبیل کی آنکھوں میں اپنے کڑیل جوان بیٹے کو دیکھ کر نمی ابھری تھی۔ وہ مارتا تھا سے بہت مشابہت رکھتا تھا۔

وہ اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"کیوں آئیے ہو تم لوگ۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے میں تم سب سے نفرت کرتا ہوں۔"
جوڑن دھڑا تھا۔

"ہم چلیں جائیں گے میرے بچے۔ بس ہماری بات سن لو ایک بار۔"

ضیاء جبیل نے بھرائی می آواز میں کہا تھا۔ جوڑن نے غصے سے دونوں دانتوں کو بھینچا تھا۔
اسکا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ سامنے کھڑے شخص کا خون کر دیتا۔

ضیاء جبیل کو پیرس حشام نے بلا�ا تھا۔ جوڑن سے ملنے کے بعد کتنے ہی دن حشام پریشان رہا تھا۔ وہ اپنے باپ سے ناراض رہا تھا۔ غصہ ٹھنڈا ہونے پر اس نے اب ضیاء جبیل کو بلا�ا تھا تاکہ وہ جوڑن سے معافی مانگ سکیں اور اسے اپنائیں۔

"مجھے کوئی می بات نہیں سننی جاؤ یہاں سے۔۔۔"
وہ پھر چیخا۔

Classic Urdu Material

"تمہیں مارتحا نائی می امی کی قسم ہے جورڈن۔۔ ایک بار بات سن لو۔۔"

روحان کے کہنے جورڈن کے اعصاب ڈھیلے پڑے تھے۔ وہ تمک گیا تھا۔ اس نے خود پر ضبط کر کے انہیں اندر آنے دیا تھا۔

ضیاء جبیل نے جورڈن سے معافی مانگی تھی وہ اسے پاکستان لے جانا چاہتے تھے۔ وہ اسکا خون تھا۔

جورڈن خاموش بیٹھا رہا تھا۔

"آپ مجھے میری ماں واپس نہیں لوٹا سکتے۔۔ میری محرومیوں والی زندگی اور نچپن کا مداوہ نہیں کر سکتے۔۔ آپ کچھ نہیں کر سکتے پھر کیوں آئے ہیں آپ یہا۔۔ مجھے آپکی ضرورت نہیں ہے۔۔ میری ماں آپکی بے وفائی کے دکھ میں مری ہے۔۔ مجھے آپکی ضرورت نہیں ہے جائیں یہاں سے" "وہ دبی دبی آواز میں چلا رہا تھا۔

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں میرے بچے۔۔ میں تمہیں اتنے سالوں میں ایک پل کیلیئے بھی نہیں بھولا۔۔ مجھے معاف کردو۔۔"

ضیاء جبیل رو دیئے تھے۔

"یقیناً تائی می امی نے تمہیں معاف کرنا سکھایا ہوگا جو رُدن۔ معاف کردو بڑے ڈیڈ کو۔ وہ ابھی اتنے سالوں سے سکون کی نیند نہیں سوئیے۔ پچھتاوے کی آگ میں جلتے رہے ہیں۔" روحان نے آگے بڑھ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ اور جو رُدن کو مارتا ہا یاد آگئی تھی۔ جو اسے معاف کرنے اور محبت کا درس دیتی تھی۔

حشام سارا وقت خاموش رہا تھا۔ وہ ان دونوں باپ بیٹوں کو اپنے اپنے دل کی باتیں کہہ دیتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔

"ہانی پیکنگ ہو گئی می تمہاری---؟؟؟" ماہی اسکے کمرے میں داخل ہوتی پوچھ رہی تھی۔ جو بے دلی سے سوٹ کیس میں اپنے کپڑے رکھ رہی تھی۔

"اکر رہی ہوں۔"

حانم نے سرد سے لجے میں جواب دیا تھا۔ وہ سب لوگ پاکستان جا رہے تھے۔ ماہم کی شادی تھی۔

شام کی فلاٹ تھی انکی۔ حانم ماہی اور ایلا کے ساتھ ساتھ سب سے ناراض تھی۔ وہ کسی سے بھی بات نہیں کر رہی تھی۔ ان چھ سالوں میں وہ پہلی بار پاکستان جا رہی تھی۔

جسکی وجہ سے وہ پاکستان چھوڑ کر آئی تھی وہ اب اسکی زندگی کا سب سے اہم حصہ بن گیا تھا۔۔ اب پاکستان سے کیا دشمنی تھی۔

ماہی نے غور سے حانم کو دیکھا تھا جسکے چہرے پر سخیگی چھائی تھی۔ ماہی جانتی تھی حانم بہت غصے میں تھی۔ اگر وہ کم غصے میں ہوتی تھی تو لڑجھکڑ لیتی تھی۔

لیکن بہت زیادہ غصے اسے صدمے میں پہنچا دیتا تھا۔ اور اس وقت بھی وہ گھرے صدمے میں تھی۔ اسی لیتے خاموش تھی۔

"ٹھیک ہے اچھی بات ہے۔۔ پیلینگ کر کے آجائو ناشستہ کرلو۔۔ روحان بھی آیا ہے۔۔"

ماہی اسے اطلاع دیتی جا چکی تھی۔ جبکہ حانم کی غصے سے تیوری چڑھی۔

وہ تینوں جورڈن کے پاس سے واپس آگئی ہے تھے۔ جورڈن نے ناچاہتے ہوئے بھی انہیں معاف کر دیا تھا۔ لیکن پاکستان جانے سے منع کر دیا تھا۔

وہ کسی صورت پاکستان جا کر انکے ساتھ نہیں رہنا چاہتا تھا۔

ضیاء جبیل نے بہت متین کی تھیں۔ لیکن وہ لوگ اسے نہیں منا پائیے۔۔

ایک بوجھ سا ضیاء جبیل کے دل سے اتر گیا تھا۔

جبکہ جورڈن کے انکار نے انہیں منید ایک بوجھ تلے دبا دیا تھا۔
وہ بوجھل دل کے ساتھ واپس آگئیے تھے۔

وہ تیار شیار ہو کر اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔ نیچے کھانے کی میز پر سب کے ساتھ روحان موجود تھا۔

حانم انہیں نظر انداز کرتی باہر کی طرف بڑھی تھی۔

"ہانی کہاں جا رہی ہو تم۔۔ ناشستہ نہیں کرنا کیا۔۔؟؟؟"

ماہی نے اسے باہر جاتے دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔۔"

وہ سرد لبجے میں کہتی باہر نکل گئی تھی۔ ماہی نے سوالیہ نظروں سے روحان کو دیکھا تھا جس نے کندھے اچکا کر اپنی بے خبری کا اظہار کیا تھا۔ وہ خود نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں جا رہی تھی۔

حشام پوری توجہ سے کلاس کو لیکھر دے رہا تھا جب کلاس روم کے دروازہ پر ہونے والی دستک نے چونکایا۔

"مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے مسٹر حشام جبیل--"
حانم کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا تھا۔ پوری کلاس کبھی حشام کو تو کبھی حانم کو دیکھ رہی تھی۔
وہ کلاس سے معذرت کرتا باہر نکل آیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ڈیپارٹمنٹ کے لان میں موجود تھے۔

"خیبت مسز حانم روحان جبیل کو آج میری یاد کیسے آئی ی--؟؟؟"
وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ تھا۔

"آپ بھی سب کے ساتھ ملے ہوئے تھے نا--؟؟؟"

حانم کے خوبصورت چہرے پر غصہ تھا۔

ہلکی ہلکی دھوپ نے سردی کی شدت کو تھوڑا کم کیا تھا۔ لیکن دھوپ کا یہ دورانیہ بہت ہی کم ہوتا تھا۔

اسکی بات سن کر حشام نے ایک گمراہانس لیا تھا۔

"مجھے جو ٹھیک لگا وہی کیا--"

حشام نے نرم لمحے میں جواب دیا تھا۔

"آپ جانتے تھے نا کہ میں آرجے سے نفرت کرتی ہوں آپ نے مجھے نہیں بتایا کہ وہ زندہ

ہے-- اور اور--"

شدت جذبات سے حانم کی آواز کا نپ رہی تھی۔

"سالوں تک روحان بھی تمہیں مرا ہوا سمجھتا رہا ہے-- ہر سکے کے دو رخ ہوتے ہیں حانم-- آپ نے بس ایک دیکھا ہے ____ جب آپ دوسرا دیکھیں گی تو یقیناً آپ کو آپ کے ہر سوال کا جواب مل جائیے گا--"

وہ سنجدہ لمحے میں کہتا اسکی بات کاٹ چکا تھا۔

حانم بس اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

خاموشی ____ گھری خاموشی

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی حشام کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی تھی۔

"آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے تھے نا-- ؟ مجھے آرجے کے ساتھ نہیں-- کیا آپ مجھ سے شادی کریں گے اگر میں اس سے طلاق لے لوں--"

وہ چاہ کر بھی "روحان سے طلاق" کا لفظ استعمال نہیں کر پائی تھی۔

حشام تو اسکی بات سن کر دنگ رہ گیا تھا۔ وہ حیرت سے حانم کو دیکھ رہا تھا جو کافی پرسکون کھڑی تھی۔

کچھ دیر تک وہ حانم کی آنکھوں میں دیکھتا رہا تھا جیسے تصدیق چاہتا ہو کہ وہ مذاق کر رہی تھی یا سچ کہ رہی تھی۔

سورج کی روشنی خاص زاویے سے حانم کے چہرے کو چھو رہی تھی۔ اور پھر اسکا پیدائی شی نشان چمکا تھا۔۔ تیز روشنی حشام کی آنکھوں سے ٹکرائی تھی تو وہ رخ پھیرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

یہ روشنی ہمیشہ اسکی نظروں کو حانم کے چہرے سے ہٹا دیتی تھی۔۔ اور یہ ثابت کرتی تھی اسے دیکھنا کا حق حشام کو نہیں

"ہرگز نہیں۔۔"

Hasham بولا تو اسکا الجہ سخت تھا۔

"لیکن کیوں---؟؟"

Hanum نے پوچھا۔

"آپ پاگل ہو گئی ہیں ام حانم۔۔ آپ میرے بھائی کی بیوی ہیں۔۔ میرے لیئے قابل احترام۔۔ لگتا ہے روحان کو زندہ دیکھ کر آپکے سمجھنے کی صلاحیت کام کرنا چھوڑ گئی ہے۔۔ لیکن اسکا زندہ ہونا اللہ کا حکم اور مرضی ہے۔۔ میرے دل میں جو جذبات تھے وہ دو سال پہلے تھے اب نہیں رہے۔۔ بہتر ہو گا آپ حالات کو سمجھنے کی کوشش کریں اور آئی نہ اس طرح کا خیال اپنے ذہن میں مت لائیں۔۔!!"

Hasham کا الجہ سخت تھا۔۔ وہ کافی غصے میں تھا۔

حانم اسکی بات سن کر لاجواب ہو چکی تھی۔ وہ کافی دیر خاموش کھڑی رہی اور بنا کچھ کے وہاں واپس چلی گئی۔

حشام جو رخ موڑے کھڑا تھا اسکے جانے کے بعد پلٹا اور نم آنکھوں سے اسے دور جاتا دیکھ رہا تھا۔

بہت مشکل ہوتا ہے اس شخص کا دل توڑنا جسے آپ بے پناہ محبت کرتے ہوں
وہ دھیرے دھیرے اسکی نظروں سے دور ہو رہی تھی۔ اسے حانم سے اس بے وقوفی کی امید
نمیں تھی۔

"میں جانتا ہوں
کہ یہ تعلق بہتِ دنوں تک نہیں رہے گا
کسی سفر کی کسی سڑک پر بغیر پوچھے بغیر بولے
بغیر اک دوسرے کو دیکھے
نظر جھکائے

خود اپنی اپنی مسافتوں پر نکلنا ہو گا
میں جانتا ہوں کسی پڑاؤ پہ عمر بھر کے لئے اچانک بچھڑانا ہو گا
سو ایسا کر لیں

ہم ایک دوچے کو دل میں بھر لیں

میں تجھ کو سارے کا سارا رٹ لوں

تو مجھ کو سارے کا سارا پڑھ لے

ستا ہے لمبی مسافتوں کے سفر میں زادِ سفر نہ ہو

طویل رستے نہیں گزرتے _____ !!

حشام نے اسے جاتے ہوئی سے دیکھ کر سوچا تھا۔ لیکن وہ یہ اچھے سے جانتا تھا صرف وہی اسکو دل میں بھرنے والا تھا۔ صرف وہی اسے رٹنے والا تھا _____ نہ وہ اسے چاہتی تھی اور نہ کبھی ایسا ممکن تھا۔ وہ اس وقت غصے میں تھی۔ کچھ سوچ نہیں پا رہی تھی۔

لیکن وہ یہ بھی اچھے سے جانتا تھا کہ وہ صرف روحان جبیل سے محبت کرتی تھی _____

وہ تمام لوگ اس وقت ای ائی رپورٹ پر موجود تھے۔ ماہی، ایلا، حانم، روحان، حشام اور ضیا، جبیل وہ سب پاکستان جا رہے تھے۔

ماہم کی شادی تھی۔ جو کافی دھوم دھام سے ہونی تھی۔

حانم کی دوبارہ ابھی تک براہ راست روحان سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔

وہ اس سے چھپ رہی تھی۔ اسے نظر انداز کر رہی تھی۔ روحان یہ بات اچھے سے جانتا تھا۔ وہ خاموش تھا وہ چاہتا تھا کہ حانم تھوڑا وقت لے اور سب سمجھنے کی کوشش کرے۔

ماہی غور سے حشام کو دیکھ رہی تھی۔ اسے خوشی ہو رہی تھی وہ انکے ساتھ جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد ماہی کو احساس ہوا تھا کہ حشام کے چہرہ کارنگ زرد پڑ چکا تھا۔
اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کافی کمزور ہو گیا تھا۔ لیکن وہ پوچھ نہیں پائی تھی۔
شام کے اس پھر میں وہ پیرس کو خیر آباد کر کے پاکستان کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔

حشام اور ضیاء جبیل اکٹھے بیٹھے تھے۔ حانم کی سیٹ ماہی کے ساتھ لیکن اسکی سیٹ پر ایلا بیٹھ چکی تھی۔

”یہ میری سیٹ ہے--“

حانم نے دھائی تھی۔

”سوری لیکن مجھے اور ماہی کو ایک ساتھ سفر کرنے کی عادت ہے-- ویسے بھی میرا دل خراب ہو جاتا ہے۔ میں اپنے کرش کے پاس بیٹھ کر اسکا بھی دل خراب نہیں کر سکتی--“
ایلا شرارت سے کہہ رہی تھی۔ حانم نے اسے گھورا تھا۔

”جاؤ اپنے شوہر کے ساتھ جا کر بیٹھو ایسا موقع بار بار نہیں ملتا۔“

ایلا نے ایک آٹکھ دباتے ہوئے سے کہا تھا۔ حانم کا چہرہ سرخ ہوا۔ وہ مزید ایلا کی باتیں نہیں سن سکتی تھی۔ اسی لیتے روحان کی طرف بڑھ گئی۔

Classic Urdu Material

"مجھے اس طرف بیٹھنا ہے--"

روحان کے پاس پہنچ کر اس نے جیسے حکم دیا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں__!؟"

روحان نے مسکراہٹ دبا کر اسے گزرنے کی جگہ دی۔

حانم نے بیٹھنے کے بعد چہرے کا رخ شدیشے کی جانب موڑ لیا تھا۔

"کیا ہم بات--"

"بالکل نہیں--"

روحان کی بات مکمل ہونے سے پہلے حانم انکار کر چکی تھی۔

"کیوں"

"میری مرضی"

حانم نے منہ بنایا۔ روحان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

"لیکن مجھے تو بولنے کی عادت ہے۔"

وہ جان بوجھ کر اسے چڑا رہا تھا۔ حانم نے ایک سرد سی نظر اس پر ڈال کر پھر سیٹ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

اس نے خود کو اب حالات کے حوالے کر دیا تھا۔

اسے اب افسوس ہو رہا تھا۔ طلاق کا وہ کچھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

لیکن جانے کیسے اس نے یہ لفظ اپنے منہ سے نکالا تھا۔

اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ غصہ واقعی بہت بڑی چیز ہے۔ انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو مفلوج کر دیتا ہے۔

حمدان والا میں ایک دم ہی بہت رونق ہو گئی تھی۔ وہ لوگ رات کو پہنچتے تھے۔

آسیہ بیگم ماہی اور حانم کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی۔ وہ دونوں سالوں بعد پاکستان آئی تھیں۔

ماہم بہت خوبصورت اور خوش نظر آئی تھی۔

رات کا کھانا بہت اچھے ماحول میں کھایا گیا تھا۔

کھانے کے بعد حشام اور ضیاء جبیل اپنے گھر چلے گئیے تھے جو پاس ہی تھا۔ البتہ روحان

حمدان صاحب کے ساتھ بیٹھا کچھ اہم باتیں کر رہا تھا۔

حمدان انکل اس سے شادی کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔

Classic Urdu Material

انہیں لاونچ میں باتوں میں مگن دیکھ کر حانم کچن میں آسیہ بیگم کے پاس آگئی تھی جو چائی سے بنارہی تھیں۔

جبکہ ایلا اور ماہم کے کمرے میں اسکی شلپنگ دیکھ رہی تھیں۔

"بہت خوشی ہوئی آج مجھے اپنے بچوں کو گھر میں دیکھ کر--"

آسیہ بیگم واقعی خوش نظر آرہی تھیں۔

"مجھے بھی--"

حانم مسکرا دی تھی۔

"میں نے اور حمدان نے فیصلہ کیا ہے کہ ماہم کے ساتھ ہی تمہاری بھی رخصتی کر دیں--"

آسیہ بیگم نے مصروف سے لبجے میں کہا تھا۔

سٹول پر بیٹھی حانم ایک دم اچھلی تھی۔

"اک-- کیا مطلب--؟"

وہ ہکلائی می۔

"ہاں-- تمہیں بھی ساتھ ہی رخصت کیا جائیے گا-- دو تین دنوں میں اپنی شادی کی تیاری کرو--"

آسیہ بیگم بتا رہی تھیں جبکہ حانم حیرانگی سے انکی پشت کو گھور رہی تھی۔

"میری رخصتی کیوں-- خیہت--؟؟"

"کیوں-- تم نے رخصت ہو کر اپنے گھر نہیں جانا۔۔ ویسے بھی تمہاری ساس کہہ رہی تھی کہ انکی سید حولی ویران پڑی ہے۔۔ وہ تمہیں اب اپنی حولی میں دیکھنا چاہتی ہیں۔۔"
حائفہ کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا تھا۔

"ایسے کیسے میں رخصت ہو کر چلی جاؤں؟؟ آپ لوگوں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ لڑکا کماتا بھی ہے یا نہیں۔۔ اماں آپکو پتا بھی ہے آپکا داماد بے روزگا پھرتا ہے۔۔"
حائفہ نے گویا اپنے دل کی بھڑاس نکالی تھی۔

"بے روزگار۔۔؟؟"
آسیہ بیگم نے حیرت سے اسے پلت کر دیکھا۔

"ہاں اور نہیں تو کیا۔۔؟ کیا کام کرتا ہے وہ؟؟"
حائفہ ناک منہ چڑھا کر پوچھ رہی تھی۔

"پڑھ رہا ہے ساتھ ساتھ۔۔ اور بتا رہا تھا ایک بہت بڑی لیب میں ایک سائی نسداں کے طور پر کام کرتا ہے۔۔ اتنا کم ہے کیا تم مستقبل کے ایک عظیم سائی نسداں کی بیوی ہو۔۔"
حائفہ حیرت سے منہ کھولے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی جو روحان کے متاثرین میں شامل تھی۔

"اور تو اور دین کا کام بھی کر رہا ہے ماشاء اللہ اتنے اچھے بیان کرتا ہے سن کر خوش ہو جاتی ہے--"

حانم نے اپنا سر پیٹ لیا تھا۔ یہاں اسکی دال نہیں گلنے والی تھی۔

"اتنا نیک شریف بچہ ہے-- اتنے ادب سے بات کرتا ہے--"

"اماں میں تھک گئی می ہوں سونے جا رہی ہوں"

حانم منزید اسکی تعریفیں نہیں سن سکتی تھیں۔

"ارے چائی سے تو پی لو اب--"

وہ چائی سے کپ میں ڈالتے ہوئے سے بولیں۔

"نمیں بس ٹھیک ہے--"

وہ جانے کیلیے پلٹی تھی اور پھر دروازے میں ایستادہ روحان کو دیکھ کر گڑبرڑاگئی تھی جو گھری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ اپنے داماد کو پلا دیں چائی سے--"

وہ روحان کو گھورتی اسکی جانب بڑھی تھی جواب دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"راستہ دیں--"

حائف نے اسکے سامنے کھڑے ہو کر کہا تھا۔ البتہ نظریں جھکی ہوئی می تھیں۔

"میری برأی یاں کی جا رہی تھیں--؟؟"

وہ شمارتی لمحے میں پوچھ رہا تھا۔

"مجھے کوئی می ضرورت نہیں"

حائف نے منہ پھلا کر جواب دیا۔

"اڑے بیٹا تم یہاں-- میں بس آہی رہی تھی چائیے لے کر۔"

آسیہ بیگم اسے کچن کے دروازے میں دیکھ کر بوکھلا گئی می تھیں۔

روحان نے سیدھے ہوتے ہوئے حائف کو راستہ دیا جو بنا کچھ کہے سنے وہاں سے رفوچکر ہو گئی می تھی۔

"کیا باتیں ہو رہی تھیں؟؟"

وہ اب خوشلی سے پوچھ رہا تھا۔

"کچھ بھی نہیں رخصتی کی بات کر رہی تھی حائف سے--"

"پھر کیا کہا اس نے؟؟"

"مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ وہ کیا چاہتی ہے--"
آسیہ بیگم نے صاف بات کی۔

"آپ پریشان نا ہوں-- میں کرونگا بات اس سے"
وہ انہیں تسلی دے رہا تھا۔ آسیہ بیگم اسکی بات سن کر مسکرا دیں۔

وہ سونے کی تیاری کر رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔
حanim کو لگا کہ ملازمہ چائیے دینے آئی ہوگی۔

"آجاؤ--"

وہ اب لیٹ چکی تھی۔ کمبل اوپر لیا۔ تھک گئی تھی۔ اسے ہمیشہ سفر کے بعد بہت نیند
آتی تھی۔

تجھی دروازہ کھلا اور وہ اندر آیا۔

"بیگم صاحبہ کو نیند آگئی یہ ہے؟؟"
وہ سخیدہ لجے میں پوچھ رہا تھا۔ حanim کرنٹ کھا کر اٹھی۔

"آپ-- آپ یہاں کیا کر رہے ہیں--؟؟"
حanim حیران سی اسے دیکھ رہی تھی۔

”آج جب میں نے یہ گھر دیکھا تو مجھے احساس ہوا کہ سالوں پہلے جب بارش میں بھیگتی ایک لمکی اس گھر سے باہر نکلی تھی تو وہ واقعی تم تھی۔۔ لیکن اس وقت میں نے اسے اپنا وہم سمجھا تھا“

وہ اب کمرے کی کھڑکی کھول کر باہر دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ حانم اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ اسکے کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔

”کتنا پاگل ہوں نا میں بھی۔۔ جب تم پاس تھی تو خبر نہیں تھی کہ کماں رہتی ہو۔۔ اور جب دور ہوئی تھی تو یہاں بس گئی تھی۔۔“

روحان کھڑکی میں کھڑے ہوئے اپنے سینے پر دل کے مقام پر انگلی رکھے بتا رہا تھا۔
حانم حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

”میں سوچتا تھا کہ کیا کبھی مجھے کسی سے محبت ہوگی؟؟ میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ ناجانے مجھے کتنی شادیاں کرنی پڑیں گی۔۔“
وہ خود ہی مسکرا دیا۔

ایک پل کیلیئے حانم اسکی مسکراہٹ میں گھم سی ہو گئی تھی۔

”لیکن جب محبت نے مجھ پر حملہ کیا تو میں دنگ رہ گیا۔۔ ایک لمکی کیلیئے میں درد پھرا ہوں۔۔ شاید تم یقین نہ کرو مسز ام حانم لیکن روحان جبیل کو ام حانم سے شدید محبت ہے۔۔“

وہ پھر مسکرا دیا تھا۔

حانم اسکی بات سن کر سٹپٹاگئی تھی۔

"سنو۔۔ تم جو چاہو سزا دے لو۔۔ لیکن ملکی والی بات کو کسی کے سامنے مت لانا۔۔ میں تمہارا نام کسی اور کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔۔!"
روحان کے لجھے میں اتحاد تھی۔

حانم کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔ اسکی پلکیں جھک گئی تھیں۔
وہ جانتی تھی وہ اس شخص سے بد تیزی نہیں کر سکتی تھی۔۔ وہ چاہتی تھی کہ وہ اس پر چیخنے چلائیے۔۔ اسے برا بھلا کئے۔۔ لیکن جب بھی وہ سامنا آتا تھا۔۔ حانم کی زبان سے کوئی ی غلط لفظ ادا ہی نہیں ہوتا۔۔ وہ اب آرچے نہیں تھا جسے سے آگ لگانے والے جملے سناتی تھی۔

وہ روحان جبیل تھا سید روحان بن حیدر جبیل

کچھ لوگوں کی شخصیت ایسی ہوتی ہے کہ اللہ لوگوں کے دلوں میں انکار عرب اور عزت ڈال دیتا ہے۔۔ اور شاید روحان جبیل ان خوش نصیب لوگوں میں سے ایک تھا جسے اللہ نے ہمیشہ بہت عزت سے نوازا تھا۔

"جھوٹ بھول رہے ہیں آپ۔۔ کوئی محبت نہیں کرتے۔۔ نہ مجھے یقین ہے۔۔"
حانم نے ہمت کر کے کہا تھا۔

"کیسے یقین کروگی۔۔؟؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔

اسکی بات سن کر سوچ میں پڑھ گئی تھی۔ وہ جانتی تھی روحان جبیل کیلیئے کچھ بھی مشکل نہیں تھا۔ وہ اس سے شدید نفرت کرنا چاہتی تھی۔ لیکن نہیں کر پا رہی تھی۔ وہ اس شخص کے سامنے بے بس ہو گئی تھی۔
وہ کافی دیر سوچتی رہی تھی۔

"مجھے سید حولی چاہیئے۔۔"

حانم نے سوچنے سمجھنے کے بعد ڈیمانڈ کی تھی۔ وہ جان بوجھ کر ایسا بول رہی تھی۔ وہ بس روحان کا رد عمل دیکھنا چاہتی تھی۔

اسکی بات سن کر حیرت زده رہ گیا تھا۔ وہ بنا کچھ کہے دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

حانم کا رکا ہوا سانس بحال ہوا۔

"شکر ہے جان چھوٹی۔۔ یا اللہ کہاں پھنسا دیا ہے مجھے۔۔"
وہ پھر سے سونے کیلیئے لیٹی۔۔ آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں۔

Classic Urdu Material

ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے۔۔ حانم نیم غنوگی کی حالت میں تھی جب کمرے کا دروازہ جھٹکے سے کھلا۔

حانم ہر طریقہ کر اٹھ بیٹھی۔

"اب کیا ہے--؟؟"
وہ سرخ آنکھیں لیتے پوچھ رہی تھی۔

"یہ لو--"

روحان نے ایک فائیل حانم کے سامنے بیڈ پر پھینکی۔

"یہ کیا ہے-؟؟"
وہ نیم غنوگی کی حالت میں پوچھ رہی تھی۔

روحان کو وہ نیند سے بوجھل آنکھیں لیتے بہت دلچسپ لگ رہی تھی۔

"کھول کر دیکھ لو--"

روحان کے کہنے پر حانم نے فائیل کو کھول کر دیکھا تھا۔ اور پھر اسکی نیند اڑن چھو ہوئی۔
وہ سید حویلی کے کاغذات تھے۔

"ہمارے خاندان میں روایت ہے جو شخص گدمی پر بیٹھتا ہے اسکی بیوی کے نام سید حویلی کو
کیا جاتا ہے۔۔ جب میرے ڈیڈ نے گدمی سنہمالی تو یہ حویلی میرے مام کے نام ہو چکی تھی۔۔

جسے میں نے دوستوں سے شرط لگا کر دھوکے سے مام کے سائیں کروا کر اپنے نام کروالیا تھا۔ یہ میرے نام تھی۔ اور اب تمہاری ہوئی ہی۔ یہ بتاؤ اور کچھ۔!!

وہ پرسکون سے انداز میں بتاتا حانم کو ورطہ حیرت میں ڈال گیا تھا۔ وہ منہ کھولے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اللہ جانے وہ شخص کیا چیز تھا۔!!



"ہمارے خاندان میں روایت ہے جو شخص گدی پر بیٹھتا ہے اسکی بیوی کے نام سید حولی کو کیا جاتا ہے۔ جب میرے ڈیڈ نے گدی سنہبائی تو یہ حولی میرے مام کے نام ہو چکی تھی۔ جسے میں نے دوستوں سے شرط لگا کر دھوکے سے مام کے سائیں کروا کر اپنے نام کروالیا تھا۔ یہ میرے نام تھی۔ اور اب تمہاری ہوئی ہی۔ یہ بتاؤ اور کچھ۔!!"

وہ پرسکون سے انداز میں بتاتا حانم کو ورطہ حیرت میں ڈال گیا تھا۔ وہ منہ کھولے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اللہ جانے وہ شخص کیا چیز تھا۔!!

"کیا آپ نے صرف زندگی میں دھوکہ دینا ہی سیکھا ہے؟؟"
حانم نے نیند سے بوجھل آنکھیں لئے پوچھا تھا۔ روحان کا چہرہ اسکی بات سن کر فتنہ ہوا تھا۔

"کیا مطلب۔؟؟"
وہ اب تیکھے چھتوں لئے پوچھ رہا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا ایک سلفائیٹ کو مطلب سمجھانے کی ضرورت ہے--"
وہ سخت سے لجے میں کہہ رہی تھی۔ کاغذات والی فائیل اٹھا کر بیڈ کے ساتھ میز پر رکھی۔

"یہ حولی ابھی آپ کے نام ہے-- جب میرے نام ہو جائیے گی تو بات کیجیئے گا۔ آپ
چاہیں تو یہ فائیل لے جا سکتے ہیں--"

وہ بیڈ پر لیٹ کر کمبل سر تک تان چکی تھی۔
روحان بس اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

اس نے آگے بڑھ کر وہ فائیل اٹھائی تھی جسے وہ کچھ دیر پہلے اپنے قربی گھر سے لایا تھا۔
فائیل اٹھانے کے بعد اس نے ایک نظر حاصل پر ڈالی تھی جو اسی پوزیشن میں لیٹی تھی۔
وہ فائیل اٹھانے کے بعد لیمپ بند کرتا اسکے کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔
اس نے ہرگز نہیں سوچا تھا کہ حاصل اسکی بات سے غلط مطلب نکال لے گی۔
وہ تھکے تھکے قدموں سے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔

سمجھی لوگ شاید اپنے کمرے میں سونے جا چکے تھے۔
روحان گھری سوچ میں غرق باہر کی طرف قدم بڑھا چکا تھا۔

"جی وکیل صاحب-- جی بس آپ جلدی سے کاغذات تیار کروادیں--"

عائی شہ جبیل فون پر کسی سے مخاطب تھیں۔ کچھ دیر بعد وہ فون بند کر چکی تھیں۔

Classic Urdu Material

"کس سے بات کی جا رہی تھی؟؟"

سید جبیل نے کمرے میں داخل ہوتے اپنی محبوب بیوی سے پوچھا تھا۔

"وکیل صاحب سے--"

سیدہ عائی شہ جبیل نے سچ بولا تھا۔

"خیریت--؟؟"

سید جبیل چونکے۔

"حوالی کے کاغذات بنوارہی تھی--"

عائی شہ جبیل نے جواب دیا تھا۔

"حوالی کے کاغذات--؟؟ لیکن کس لئے--؟؟"

اب کی بار سید جبیل صحیح معنوں میں ٹھیک ہے۔

"روحان دس سال کا ہونے والا ہے-- اور میرے بیٹے نے مجھ سے فرمائیں کی ہے اس سالگرہ پر میں اسے وہ تحفہ دوں جو آج تک اس خاندان میں کسی ماں نے اپنے بیٹے کو نہیں دیا___!!

وہ پرسکون سی کہہ رہی تھیں۔

"عائی شہ تم پاگل ہوگئی می ہو؟؟"
سید جبیل نے تیکھے چتونوں سے پوچھا تھا۔

"میں یہ حولی روحان کے نام کر رہی ہوں جبیل۔۔ میں اپنے بیٹے کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں--"

"عائی شہ-- عائی شہ--- تم اپنے بیٹے کی محبت میں پاگل ہوگئی می ہو-- اس حولی پر روحان کا حق نہیں ہے بلکہ اس لڑکی کا حق ہوگا جو کل یہاں دلمن بن کر آئیے گی-- جو لڑکے کی جو اس گدی کو سنبلے گا--"

سید جبیل نے انکے پاس بیٹھتے ہوئے سمجھایا تھا۔

"ہاں تو ٹھیک ہے نا۔۔ کل جب روحان کی دلمن آئیے گی وہ اسے یہ حولی تھفے میں دے دیگا--"

"تمہیں یقین ہے کہ روحان اس خاندان کی گدی کو سنبلے گا۔۔ نہیں ہرگز نہیں۔۔ روحان ایک پاگل بچہ تھا۔۔ ضدی اور ہٹ دھرم۔۔ آج تم حولی اسکے نام کرو گی کل ناجانے وہ حولی کو کسی داؤ پر لگا کر ہار جائیے-- پھر--؟؟"

سید جبیل نے مستقبل کا اندازہ بیان کیا تھا۔

عائی شہ جبیل سوچ میں پڑ گئی تھیں۔

"اگر تو آپ ٹھیک رہے ہیں۔۔ لیکن۔۔"

"لیکن کچھ نہیں۔۔ تم یہ حوالی روحان کے نام نہیں کرو گی۔۔ یہ کسی اور کی امانت ہے۔۔
سمجھ گئی نا۔۔؟؟"

وہ اب پیار سے سمجھا رہے تھے۔

"جی۔۔"

وہ اثبات میں سر ہلا چکی تھیں۔

"اچھا تو ڈیڈ میرے راستے میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔۔ میں ایسا نہیں ہونے دونگا۔۔ یہ گھر میرا
ہے۔۔ اور میرا رہے گا۔۔"

باہر دروازے پر کھڑے روحان نے کسی شاطر عورت کی طرح سوچا تھا۔ وہ کچھ دیر پہلے اپنی
ماں سے بات کرنے آیا تھا اور پھر اندر سے آتی آوازوں پر باہر ہی رک کر ساری بات سنی تھی۔

اسکے معصوم چہرے پر تیوری چڑی ہوئی تھی۔ وہ گھری سوچ کا شکار نظر آ رہا تھا۔

اور پھر وہی ہوا تھا جو روحان چاہتا تھا۔ لگلے دن جب وکیل کاغذات دے کر گیا تو عائی شہ جبیل
نے ان کاغذات کو الماری کے اوپر والے خانے میں سنبھال کر رکھ دیا تھا۔

انہوں نے ابھی سائیں نہیں کئے تھے۔ انکے جانے کے بعد روحان کمرے میں داخل ہوا تھا۔

وہ دس سالہ بچہ جس کا ہاتھ اوپر تک نہیں جاتا تھا۔ اس نے سٹول کو الماری کے سامنے رکھ کر وہ فائیل نکالی تھی۔۔ اور پھر اسے لے کر دبے پاؤں اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

عائی شہ جبیل سے سائیں کروانا مشکل نہیں تھا۔

"ماما آنکھیں بند کر کے سائیں کریں نا۔۔"

وہ چھرے پر معصومیت سجائیے کہہ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ سائیں بھی کروا چکا تھا۔ اور کسی کو پتا بھی نہیں چلا تھا۔

ایک ماہ بعد عائی شہ جبیل اس دنیا سے چلی گئی تھیں۔۔

اور حولی کے کاغذات کا راز کمیں دب کر رہ گیا تھا۔

جب روحان لاہور پڑھنے آیا تو وہ اس فائیل کو ساتھ لے آیا تھا۔ وہ اسکے بھریہ والے گھر میں ہی پڑی تھی جسے اب وہ حانم کے کہنے پر لے کر آیا تھا۔

وہ حانم کو بتا چکا تھا کہ اس نے وہ سائیں دھوکے سے کروائیے تھے۔۔

لیکن جب حانم نے اسے دھوکے باز کہا تو اسے اچھا نہیں لگا بلکہ دکھ ہوا تھا۔۔

بات ہے انسان اپنے حال میں چاہے مومن ہی کیوں نا ہو۔۔ اگر اسکا ماضی داغ دار ہے تو وہ

اُسکے حال میں کبھی ہنسی خوشی جینے نہیں دے سکتا۔۔

آس پاس موجود عام اور سطحی لوگ موقع ملتے ہی انسان کا ماضی اٹھا کر اسکے منہ پر مار دیتے

"بدکردار ہو تم حانم-- بدکردار"

آوازوں کا شور اس کی سماحت سے ٹکرا رہا تھا۔

رات کا ناجانے کون سا پھر تھا جب حانم ہربڑا کر اٹھ بیٹھی تھی۔

اس نے خواب میں آرجے کو دیکھا تھا جو اس پر ہنس رہا تھا۔

ماضی کی پوری فلم حانم کی آنکھوں کے سامنے چلنے لگی تھی۔ جو ذہن سے اتر چکا تھا وہ سب یاد آگیا تھا۔

ایک اذیت کی لہ اسکے پورے جسم میں پھیل چکی تھی۔ روحان کا خیال آتے ہی اسکے اندر نفرت کا ابال اٹھا تھا۔

حانم نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھامہ تھا۔ آج پاکستان میں اسکی پہلی رات تھی-- اور پہلی ہی رات وہ آسیب اس سے چھٹ گیا تھا۔

"میں تمہیں معاف نہیں کر سکتی مسٹر آرجے-- کبھی نہیں--"

آوازوں سے خوفزدہ ہو کر وہ رو دی تھی۔

لگے پورے دن روحان حمدان والا نہیں آیا تھا۔ حانم نے اسکے نا آنے پر شکر ادا کیا تھا۔ رات والے خواب کے بعد اسے وہ پھر سے زہر لگنے لگا تھا۔

"حانم میں چاہتی ہوں آج تم ماہی اور ماہم کے ساتھ جا کر اپنی شادی کا جوڑا لے آؤ۔۔۔ اگر تم روحان کے ساتھ جانا چاہتی ہوں تو بھی ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن چونکہ دن بہت کم رہ گئی ہے تو تم اپنی تیاری مکمل کرلو۔۔۔"

آسیہ بیگم نے اسے اپنے کمرے میں بلا یا تھا جہاں ماہم پہلے سے موجود تھی۔

"میری شادی کا جوڑا کس لئے۔۔۔؟؟" حانم کی پیشانی پر بل پڑے۔

"کیوں کہ تمہاری رخصتی بھی ساتھ ہی ہو رہی ہے۔۔۔ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکی ہوں۔۔۔" آسیہ بیگم نے زیور کا ایک ڈبہ اٹھا کر ماہم کی طرف بڑھایا تھا۔ بیڈ پر تین خوبصورت زیور کے سیٹ تھے۔۔۔ جن کا ڈیزائن مختلف تھا۔۔۔ ان تینوں میں سے ایک ماہی، ایک حانم اور ایک ماہم کیلیئے تھا۔

"امی میں پہلے بتا چکی ہوں میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔" حانم نے دہائی دی۔

"تم بھول چکی ہو حانم۔۔ تمہاری شادی ہو چکی ہے۔۔ بس رخصتی باقی ہے۔۔"
آسیہ بیگم نے یاد دہانی کروائی می۔

حانم کا دل آسیہ بیگم کی بات سن کر کٹ کر رہ گیا تھا۔
کتنا خوش تھی وہ اس شادی سے۔۔ لیکن اب۔۔ سب بدل گیا تھا۔

"شام کو چار بجے تیار رہنا۔۔ تمہیں مارکیٹ جانا ہے۔۔ سمحہ آگئی می نا۔۔ اور ان میں سے ایک سیٹ پسند کرلو۔۔ میں نے زیادہ فضول خرچی نہیں کی بس ایک ایک سیٹ بنوایا ہے۔"
آسیہ بیگم کا لبھ کافی سخت تھا۔ وہ اب حانم کو مزید ڈھیل نہیں دینا چاہتی تھیں۔
حانم کچھ دیر کھڑی آنسو ضبط کرتی رہی اور پھر بنا کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔
ماہم نے بند دروازے کو دیکھ کر افسوس سے سر ہلا�ا تھا۔

"امی آپ ماہی آپی سے پوچھ لیں میں ابھی آتی ہوں۔۔"
ماہم سنجیدہ لجے میں کھتی کمرے سے باہر نکلی تھی اب اسکارخ حانم کے کمرے کی طرف تھا۔

"آخر تمہیں رخصتی سے مسئی لہ کیوں ہے؟؟ جہاں تک مجھے یاد ہے تم اس شادی سے کافی خوش تھی نا۔۔ پھر اب اچانک کیا ہو گیا ہے۔؟؟"
ماہم اپنے سامنے بیڈ پر بیٹھی حانم سے پوچھ رہی تھی جسکی آنکھیں رو نے کے باعث سرخ ہو چکی

تمہیں۔

وہ اب سر جھکائیے بیٹھی تھی۔

"پہلے کی بات اور تھی۔۔ لیکن اب میں اس شخص کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔"

"لیکن کیوں۔۔؟؟"

"کیونکہ اس نے دھوکے سے نکاح کیا ہے مجھ سے۔۔"
خانم دبی دبی آواز میں چلائی می تھی۔

"جی نہیں۔۔ کوئی می دھوکہ نہیں دیا تمہیں روحان بھائی می نے۔۔ تم نے خود شادی سے پہلے تصویر دیکھنے سے انکار کیا تھا۔۔ اور نکاح کے بعد ملنے سے بھی۔۔"
ماہم نے اسے یاد دلایا۔

"لیکن تم اور ماہی۔۔ تم دونوں جانتی تھیں ناکہ وہ آرجے ہے۔۔ تم نے مجھے نہیں بتایا۔۔ کسی نے بھی نہیں بتایا۔۔ سب نے مل کر مجھے دھوکہ دیا۔۔"
خانم کی آواز بھرا گئی تھی۔

"ہانی۔۔ تم غلط سوچ رہی ہو۔۔ تمہیں کسی نے دھوکہ نہیں دیا۔۔ وہ حالات ہی ایسے تھے۔۔ اور روحان بھائی می۔۔ وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے۔۔ پچھلے دونوں تم بھی انہیں چاہتی تھی نا۔۔؟؟"

"وہ میرا پاگل پن تھا۔۔۔ تب میں نہیں جانتی تھی کہ وہ آرجے ہے۔۔۔ ورنہ میں کبھی بھی ایسی غلطی نہیں کرتی۔۔۔"

"آخر انہوں نے تمہارے ساتھ کیا برا کیا ہے ہانی۔۔۔ کیوں نفرت کرتی ہوان سے۔؟؟"

"کیونکہ کرادر پر انگلی اٹھانے والے شخص سے محبت نہیں نفرت کی جاتی ہے۔۔۔
حanim کے لمحے سے نفرت جھلک رہی تھی۔

"کرادر پر انگلی۔۔۔ شاید تم بھول گئی میں ام حanim کہ تمہارے کرادر پر بات تو زیادہ آپ نے بھی کی تھی۔۔۔

شاید تم بھول گئی ہو کہ تمہیں بدکرادر تو طارق نے بھی کہا تھا۔۔۔ کیا تم آج بھی ان سے نفرت کرتی ہو۔۔۔؟؟"

ماہم کی بات سن کر حanim ایک دم چونکی تھی اور اسے سالوں پہلے اپنے پرانے گھر کا واقع یاد آگیا تھا۔

"جب انہوں نے تمہارے کردار پر انگلی اٹھائی میں تب تو تم ڈپریشن میں نہیں گئی تھی۔۔۔
تب تو تمہیں نروس بریک ڈاؤن نہیں ہوا تھا
پھر آرجے کے کہنے پر ایسا کیوں ہوا؟؟؟

کیوں تم نے اتنا Stress لیا کہ تم گھرے صدمے میں چلی گئی تھی؟؟ آخر

کیوں---؟؟"

اسے ماہم سے ان سوالوں کی امید نہیں تھی۔

وہ سن سی بیٹھی ماہم کو دیکھ رہی تھی جو اسکے سامنا کھڑی تھی۔ اور کافی سنجیدہ نظر آرہی تھی۔ حانم نے محسوس کیا تھا اب وہ پنجی نہیں رہی بلکہ ایک سمجھدار لڑکی بن گئی تھی۔

" بتاؤ اب -- خاموش کیوں ہو۔؟؟"

ماہم پوچھ رہی تھی۔

" کیونکہ آرجے نے پوری یونیورسٹی کے سامنے مجھے ذلیل کرنے کی۔"

" بس کرو ہانی۔ تم شاید بھول گئی ہو۔ لیکن مجھے روحان بھائی نے بتایا تھا۔ اس روز بہت سے ڈیپارٹمنٹ کی چھٹی تھی۔ اور جوانوں نے تم سے کہا وہ صرف دو لوگوں نے سنا تھا۔ ایک وہ خود اور ایک تم۔ اور کون تھا وہاں۔؟؟"

ماہم کافی غصے میں تھی۔ شاید روحان مکی کی بات گول کر گیا تھا۔ اسکا مقصد اپنی غلطی چھپانا نہیں بلکہ وہ حانم کی غلطی کو عیاں نہیں کرنا چاہتا تھا دوبارہ سے۔ اور نا ایک بار پھر وہ مکی کے ساتھ انکا برداشت کر سکتا تھا۔

" اور شاید تم بھول گئی ہو۔ جب طارق نے تم پر الزام لگایا تھا تب تقریباً پورا محلہ جمع تھا۔ پھر تمیں اس وقت نرس بیک ڈاؤن کیوں نہیں کیا ہوا۔"

اور ایک ملحد کے غلط بات کرنے پر تم صدمے میں چلی گئی می۔۔؟ آخر کیوں۔۔؟ تمہیں تو نفرت تھی نا آر جے سے۔۔ پھر تمہیں صدمہ کس بات کا تھا۔۔؟
ماہم آج اسے بخششے کے موڑ میں نہیں تھی۔۔

"اتنی منافقت کس لئے ہانی۔۔؟ تم دھرا رویہ اپنائیے ہوئیے ہو۔۔ آخر کیوں۔۔؟"
حanim اسکی بات سن کر تڑپ گئی تھی۔۔ اسے منافق لفظ تیر کی طرح چھبا تھا۔
جو روحان کو منافق سمجھتی تھی وہ خود پر منافق کا ڈھپہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔

انسان کو یہ حق کسی نے نہیں دیا کہ وہ دوسرے انسان کے ایمان پر انگلی اٹھائیے۔۔ اسکے
نیک یا بد ہونے ہو نشانہ بنائیے۔۔ اللہ ﷺ کو یہ بات نہیں پسند۔۔

"روحان بھائی جو اس وقت آر جے تھا وہ تمہیں تب بھی چاہتا تھا۔۔ وہ تمہیں کسی اور کے
ساتھ برداشت نہیں کر سکا۔۔ اور اپنے غصے میں ایک غلط کام کر دیا۔۔ لیکن تمہیں تو نفرت تھی
نا آر جے سے۔۔ پھر۔۔ پھر ایسا کیوں کیا تھا تم نے اپنے ساتھ کہ خود کو پورا کا پورا بدل
لیا۔۔؟؟

اسکے پاس ماہم کے سوالوں کا جواب نہیں تھا۔۔ اس نے کبھی خود کا تجزیہ کیا ہی نہیں تھا۔۔
اس ڈپریشن میں اور کچھ سوچا ہی نہیں تھا۔۔

"تم مان لو ہانی کہ اس وقت آر جے بھی تمہارے لئے کچھ خاص تھا۔۔۔
 تم جانتی تھی کہ وہ تمہیں سب سے الگ سمجھتا ہے۔۔۔ اور تم یہ بھی جانتی تھی کہ وہ تمہیں
 سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔۔۔ شاید کہیں نا کہیں تم نے اسکی آنکھوں میں اپنے لئے
 چاہت دیکھی تھی۔۔۔ شاید اسی لئے جب اس نے تم پر الزام لگایا تو تم سے برداشت نہیں
 ہوا۔۔۔

تمہارا دماغ اس بات کو قبول نہیں کر پایا تھا۔۔۔ اور تم گھرے صدمے میں چلی گئی تھی۔۔۔

ہانی ہمیں دکھ اس بات پر نہیں ہوتا جب کوئی ہی ہمارے کرادر پر انگلی اٹھاتا ہے۔۔۔ بلکہ تب
 ہوتا ہے جب "کوئی ہی اپنا" ہم پر الزام لگاتا ہے۔۔۔

تم اتنے سال پیرس میں رہی ہو اگر تم سرک پر کسی لڑکے کے ساتھ کھڑی ہو اور تمہیں
 کوئی ہی دوسرا لڑکا آکر کہے کہ یہ تمہارا بوائی سے فریڈ ہے۔۔۔ یا کچھ اور ہے۔۔۔ تو تم کیا کرو
 گی۔۔۔؟؟ کیا تم صدمے میں چلی جاؤ گی۔۔۔؟؟ نہیں نا۔۔۔ بلکہ تم اسے نظر انداز کرو گی۔۔۔

تو تم آر جے کو نظر انداز کیوں نہیں کیا تھا۔۔۔؟؟ وہ بھی تو ایک ملحد تھا۔۔۔؟؟ پھر۔۔۔؟؟

بات کرادر پر انگلی اٹھانے کی نہیں بلکہ ہماری توقعات کی ہوتی ہے۔۔۔ ایک ایسا انسان جس
 سے ہماری توقعات جڑی ہوں اگر وہ ہمارا مان توڑے ہم تب صدمے میں جاتے ہیں ہانی۔۔۔
 اور تم مان لو۔۔۔ تمہیں آر جے پر مان تھا۔۔۔ کیونکہ اس نے کبھی تمہارے ساتھ غلط حرکت نہیں

کی تھی--- اس نے تمہیں سی سلامت ہا سٹل پہنچایا تھا _____ وہ تمہیں دوسری لڑکیوں کی طرح
نمیں سمجھتا تھا۔ وہ تمہیں عزت دیتا تھا ہانی۔ اور اس اہمیت کی جو آرجے تمہیں دیتا تھا
لاشوری طور عادی ہو گئی تھی۔ اور جب اس نے تمہیں دی گئی اہمیت واپس لی تو
تمہارا شعور برداشت نہیں کر سکا۔

تم صدمے میں چلی گئی تھی۔ یہی حقیقت ہے تم مان جاؤ اب۔"

"لیکن اس نے میرے ساتھ بہت غلط کیا تھا۔ تم نہیں جانتے۔"
جانم نے ایک کمزور سی دلیل دینا چاہی تھی۔

"کتنا غلط کیا تھا۔؟ کیا تم نے کبھی سوچا ہے ان لڑکیوں کا جنکاریپ (عصمت دری) ہوتا
ہے۔ جتنیں جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔؟؟

کیا تمہارے ساتھ ایسا ہوا۔؟ کیا تم نے کبھی سوچا ہے جب ایک مرد بنا عورت کی مرضی
کے اسکے جسم کو چھوتا ہے تو وہ کس کرب سے گزتی ہے۔ کیا تمہارے ساتھ ایسا ہوا؟؟
تمہیں لگتا ہے روحان بھائی نے تمہارے دھوکہ دیا ہے۔

کیا تم نے کبھی سوچا ہے ان لڑکیوں کا جتنیں محبت میں دھوکہ ملتا ہے اور وہ کسی کو ٹھے کی
زینت بن جاتی ہیں۔ وہ ہر رات مرتی ہیں اور پھر زندہ ہو جاتی ہیں۔

کیا تمہارے ساتھ ایسا ہوا۔ کیا روحان بھائی نے تمہیں ایسا دھوکہ دیا۔؟؟
پھر کس دھوکے کی بات کر رہی ہو تم۔؟؟

تمہارے ساتھ آرجے نے بڑا کیا تھا ہانی جو ایک ملحد تھا۔۔

آرچے مرچکا ہے۔۔ اور جب انسان دائی رہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اسکے پچھلے تمام گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔۔ آرچے نے جو اپنی نادانی، اپنے غصے یا پاگل پن میں گناہ کیا تھا وہ کب کامٹ چکا ہے بلکہ اسکے تمام گناہ نیکیوں میں بدل گئی ہے۔۔ پھر تم اسے کس گناہ کی سزا دے رہی ہو؟؟

تمہارے ساتھ تو روحان بھائی می نے نکاح کیا ہے۔۔ تمہیں اپنی عزت بنایا ہے۔۔ اور تم ماضی کو لے کر بیٹھی ہو۔۔ کیوں؟؟”

حانم کو اپنے سر میں درد کی ٹھیس اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔

”تمہیں پتا ہے حانم تم پچھلے چھ سالوں سے۔۔ یا شاید اس سے بھی پہلے سے تم آرچے سے نفرت کرتی آرہی ہو۔۔ اور نفرت انسان کے اعمال کو اس طرح کھاتی ہے جیسے دیک لکڑی کو کھاتا ہے۔۔

تم سوچو تمہیں اس نفرت نے کیا دیا ہے؟؟

تمہیں پتا ہے چھ سال پہلے جب تمہیں نروس بیک ڈاؤن ہوا تھا۔۔ تب تم گھر سے صدمے میں چلی گئی تھی۔۔

تم اب نارمل نظر آتی ہو۔۔ ایسا سب کو لگتا ہے کہ تم نارمل ہو چکی ہو۔۔ لیکن میں جانتی ہو

ہانی-- تمہیں آج بھی اسی صدمے کے زیراثر ہو-- اور اس بات کا ثبوت ہے یہ کہ تم سوچ سمجھ نہیں پاتی--

تم ایک روبوٹ کی زندگی رہی ہو جسکے پاس سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی--

وقت گزر گیا ہے-- لیکن تم آج بھی وہیں کھڑی ہو--

اس صدمے سے باہر نکل آؤ ہانی-- باہر نکل آؤ اس صدمے سے--

اپنے دماغ پر زور ڈالو-- حالات و واقعات کو سمجھنے کی کوشش کرو

اللہ نے تمہیں عقل دی ہے-- اسے استعمال کرو--

تم وہ حانم نہیں ہو جو اپنی سوچ کی وجہ سے مشہور تھی۔

پتا ہے روحان بھائی می کہتے ہیں دنیا میں تین طرح کے سلفائیٹ پائیے جاتے ہیں

نمبر ایک وہ اپنی سوچ اور اپنے عمل دونوں میں خاص ہوتے ہیں-- جو اپنی سوچ اور اعمال

دونوں سے لوگوں کو چونکا دیتے ہیں-- اور اسکی مثال روحان بھائی می خود ہیں

نمبر تین ایسے لوگ جو اپنی سوچ میں سلفائیٹ نہیں ہوتے لیکن اپنی عملی زندگی میں بہت

خاص ہوتے ہیں-- وہ بنا سوچے سمجھے بھی انکھے کام کر جاتے ہیں-- جو ایک خوشگوار اور

خاص زندگی گزارتے ہیں--

جبکہ نمبر دو پر وہ انسان آتے ہیں جو اپنی سوچ میں خاص ہوتے ہیں-- جو الکھا سوچتے ہیں

جیسے کہ تم حانم-- تم نے سب کو حیران کر دیا تھا-- تمہاری سوچ-- تمہارے لا جکس-- شاید

تم بھول گئی می ہو۔۔ تم اپنے عمل میں نہیں لیکن اپنی سوچ میں سلفائی بٹ تھی۔۔ اس حادثے نے تم سے تمہارا سلفائی بٹ ہونا پھر لیا تھا۔۔ حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔۔ تم سلفائی بٹ تھی۔۔ تمہیں مضبوط رہنا چاہیئے تھا۔۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔۔ پونکہ تم ایک لڑکی تھی۔۔ جو کہ کمزور ہوتی ہے۔۔ شاید اسی لیئے۔۔
اپنا خاص پن واپس لے آؤ ہانی۔۔ تم ایک سلفائی بٹ کی بیوی ہو۔۔ جو دنیا کا سامنا کرنے کیلیئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔۔

اگر تم ایک عام لڑکی بن کر نفرت کے جال میں اور ماضی کے گمادب میں پھنسنی رہو گی تو تم ہمیشہ کیلیئے اپنا سلفائی بٹ ہونا یعنی خاص پن کھو دو گی۔۔ تم کبھی انکے ساتھ قدم سے قدم ملا کر نہیں چل پاؤ گی۔۔ تم مشکل حالات میں انکا ساتھ نہیں نجھا پاؤ گی۔۔ واپس آجائو حانم۔۔ لوٹ آؤ۔۔ نکل آؤ عام لوگوں کی نفرت اور صدمے کی اس دنیا سے جس نے تمہیں بدل کر رکھ دیا ہے۔۔ !!
ماہم کی آواز آخر میں رندھ گئی تھی۔۔ وہ حانم کا ہاتھ دبائیے کہہ رہی تھی۔۔ جبکہ حانم کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔

واقعی وہ اندھیروں کی زندگی گزار رہی تھی۔۔ آج اسے احساس ہوا تھا کہ اس نے اپنی زندگی کے کتنے قیمتی سال برباد کیئے تھے۔۔ وہ چاہتی تو کچھ کر کے دکھا سکتی تھی۔۔ وہ چاہتی تو آرجبے کو

جواب دے سکتی تھی۔۔ لیکن وہ بزدلوں کی طرح دماغی توازن کھو بیٹھی تھی۔ اور آج تک ذہنی بیماری کا شکار تھی۔

ایک لڑکی کو اتنا کمزور نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ اپنوں یا غیروں کی باتیں سن کر صدمے میں چل جائیے۔۔ جینا چھوڑ دے۔۔ روبوٹ بن جائیے۔۔ بلکہ اسے حالات کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔۔ اسے ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ کمزور نہیں ہے۔۔ وہ مضبوط ہے۔۔ وہ سلفاؤیٹ ہے۔۔ وہ خاص ہے۔۔ اپنی سوچ اور اپنے اعمال دونوں میں خاص ہے وہ عام نہیں ہے۔۔ چھ سالوں کے طویل سفر کے بعد بالآخر حانم آج یہ سمجھ گئی تھی۔۔ اور کبھی کبھی کچھ برقے حادثے ہمیں ایک بڑا سبق دے کر جاتے ہیں۔۔

وہ سہ پھر ساڑھے تین بجے کمرے سے باہر نکلی تھی۔ آنکھوں کے پوٹے رونے کے باعث سوچھے ہوئے تھے۔۔

”کیا ہوا ہانی تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟؟؟“
آسیہ بیگم نے پوچھا تھا۔

”جی ٹھیک ہے۔۔ زیادہ سولی ہوں شاید اس لیتے آپکو ایسا محسوس ہو رہا ہے۔۔“
وہ زبردستی مسکرائی می تھی۔ آج وہ اپنا محاسبہ کر کے آئی می تھی۔

وہ جان گئی تھی روحان جبیل سے اسکی شادی خدا کا فیصلہ تھا۔۔ اور ایک انسان کیلئے اپنی چاہت چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی چاہت اپنا بہت مشکل ہوتا ہے۔۔

وہ جان گئی تھی اسے ایک لمبی جنگ لڑنی تھی۔۔ اپنے نفس کے خلاف۔۔ شیطان کے خلاف۔۔ جو اسے ماضی کی جھلکیاں دکھا کر اسے روحان سے جو اسکا شوہر تھا بدظن کرنا چاہتا

تھا

اس نے آج سوچنا شروع کیا تھا۔۔ اور وہ رات والے خواب کا مطلب سمجھ گئی تھی۔
شیطان کا کام وسو سے ڈالنا ہوتا ہے۔۔ اور یہ کام جاری رہنا تھا۔۔ شاید تب تک جب تک وہ روحان جبیل سے الگ نہیں ہو جاتی۔۔

آج اسکا سلفائیٹ والا ذہن واپس آیا تھا تو اسے ہر چیز صاف نظر آنے لگی تھی۔۔ بلکہ وہ سب کچھ بھی نظر آنے لگا تھا۔۔ جو کبھی پہلے نظر آتا تھا۔۔ جسے وہ دوسرا جہاں قرار دیتی تھی۔۔ جسے وہ کہتی تھی کہ دیکھنے کیلئے بصیرت کی ضرورت پڑتی ہے۔۔ جو عام آنکھ سے نظر نہیں آتا۔۔

اسے لاٹنچ میں صوف پر جواد کے ساتھ بیٹھے ہوئی روحان کے بائیں طرف ایک بھی انک شکل والی مخلوق نظر آئی تھی۔۔ جو یقیناً شیطان تھا۔۔ جو ایک نیک انسان کا پچھا نہیں چھوڑتا۔۔

وہ جیسے حanim کو دانت چڑا رہا تھا۔۔ اور اسے خواب میں بھٹکانے کے بعد بہت خوش نظر آ رہا

حاجم غور سے روحان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ حاجم پر نظر پڑنے پر وہ چونکا تھا۔ اور پھر سے جواد کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا تھا۔

اور پھر حاجم کو روحان کے دائیں طرف ایک سفید لباس میں ملبووں بزرگ نظر آیا تھا۔۔۔ جسکے چہرے پر شفیق مسکراہست تھی

جو یقیناً بزرگی کی علامت تھا۔ جواد کا دھیان گفتگو سے بھٹکا تھا۔۔۔ اسے ماہی نے پکارا تھا۔ تجھی روحان نے آنکھیں بند کی تھی۔

اسکے لب ہل رہے تھے۔۔۔ حاجم نہیں جانتی تھی کہ کیا پڑھ رہا تھا۔۔۔

تحوڑی دیر بعد اچانک سفید دودھیا روشنی اس بزرگ کے وجود سے نکل ہر روحان کے چاروں طرف پھیلی تھی۔۔۔ اور وہ بھیانک شکل والا شیطان دم دباتا بھاگ گیا تھا

وہاں موجود کوئی شخص یہ منظر نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔

صرف اور صرف ام حاجم دیکھ پائی تھی

حاجم نے ایک لمبا سانس اندر کو کھینچا تھا اور پھر اپنے تنے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑا تھا۔ اب اسکا رخ کچن کی طرف تھا۔۔۔ وہ آسیہ بیگم کو رخصتی کیلیتے ہاں کرنے جا رہی تھی

وہ جان گئی تھی اسے ایک بڑی جنگ لڑنی تھی اور یہ جنگ اسکے اور روحان جبیل کے درمیان نہیں تھی۔۔۔ بلکہ اسکے اور شیطان کے درمیان تھی جو اسے مقدس رشتے کو توڑ کر

اپنی من مانی کرنے پر اکساتا تھا یہ جنگ اسکے اور ماضی کے درمیان تھی جو جو سانپ کی طرح پھسن پھیلائیے منہ کھولے اسے نگلنے کو تیار تھا تاکہ پھر سے وہ ادھیروں کی دنیا میں چلے جائیے

کبھی جنگ انسانوں کے درمیان نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک انسان اور ان دیکھی چیزوں کے درمیان جاری ہوتی ہے وہ سلفائیٹ تھی وہ لوٹ آئی تھی اور وہ پہلی ہی نظر میں سب سمجھ گئی تھی کہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا تھا کیوں ہو رہا تھا اور اسے کیا کرنا تھا

روحان جبیل ایک نیک انسان تھا وہ یہ اپھے جانتی تھی وہ آرجے سے نفرت کرتی جواب نہیں تھا اس نے اپنے شوہر کو ان دیکھے انجانے میں چاہا تھا لیکن وہ روحان جبیل نکلا تھا

وہ جان گئی تھی محبت کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ وہ جسے محبت سمجھ رہی تھی وہ محبت نہیں تھی۔ وہ بس چاہت تھی اور وہ حیران تھی۔ روحان جبیل نے محبت کیسے کر لی تھی ؟؟ اور اسے ایک جنگ اور لڑنی تھی۔ محبت اور نفرت کے بیچ کی جنگ اور نفرت تو عام لوگوں کا کام ہے۔ خاص لوگ تو محبت کی داستانیں رقم کرتے ہیں اور داستان اتنی جلدی نہیں رقم ہوتی۔ ایک لمبا سفر طے کرنا پڑتا ہے تب جا کر محبت،

محبت کملاتی ہے

اور حانم نے ساری جنگلیں لڑنے کا فیصلہ کیا تھا اس طویل خاردار سفر پر نکلنے کا فیصلہ کیا تھا یقیناً مشکل سفر کی منزل حسین ہوتی ہے !!

جواد ان چاروں کو لے کر مارکیٹ آیا تھا۔ حانم اور ماہم دونوں نے شادی کا جوڑا خریدنا تھا اور باقی ساری شپنگ بھی کرنی تھی۔

حانم پر سکون تھی۔۔ وہ ماہی، ماہم اور ابیلا کے ساتھ مل کر دل سے چیزیں خرید رہی تھی۔ وہ چاروں پر حوش تھیں۔ البتہ جواد تمک چکا تھا۔

وہ انکے ساتھ آکر پچھتا رہا تھا۔

"اور کتنی دیر لگے گی میری بہنو۔۔؟؟"

وہ روئی صورت لیتے پوچھ رہا تھا۔

"بس۔۔ تھوڑی دیر اور۔۔ تھوڑی سی شپنگ رہ گئی ہے۔۔"

ماہی نے جواب دیا تھا۔۔ البتہ انکی یہ تھوڑی دیر ایک گھنٹے پر مشتمل تھی۔

انکی شلپنگ ختم ہونے پر جواد نے شکر ادا کیا تھا اور توبہ کر لی تھی آئی نہ انکے ساتھ نہیں آنا--
رات آٹھ بجے وہ سب واپس آئیے تھے۔

حanim کچن میں چائے بنارہی تھی۔ ضیاء جبیل، روحان اور حشام تینوں لاونچ میں حمدان انکل کے پاس بیٹھے تھے۔

وہ مصروف سی چائے کے لوازمات ڈش میں رکھ رہی تھی جب اسے پنے پیچھے آہٹ سنائی تھی۔ حanim نے پٹ کر دیکھا تو روحان ہاتھ میں فائیل لئے کھڑا تھا۔

حanim نے اسے تیکھے چتونوں سے گھورا تھا۔

"کیسی ہو مسز--؟؟"

وہ پوچھ رہا تھا

"یہ پوچھنے آئیے ہیں آپ؟؟"

حanim نے کاٹ دار لبھ میں پوچھا۔

"اگر تم بتا دو گی تو اچھا لگے گا--"

وہ مسکرا یا تھا۔ وہ ہمیشہ حanim کے سخت لبھ میں کی گئی بات کا نرمی سے جواب دیتا

تمہا۔

اور اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں--"

"چلو اللہ کا شکر ہے-- یہ لو فائیل--"

اس نے فائیل کو شیف پر رکھا۔

"یہ کیا ہے؟؟"

"حوالی کے کاغذات-- کھول کر دیکھ لو میں تمہارے نام کردی ہے حوالی--"

وہ عام سے لجے میں کہہ رہا تھا۔ حانم چونکی تھی۔

"کیوں؟؟"

وہ سرد لجے میں پوچھ رہی تھی۔

"بس ویسے ہی-- میرا دل کیا اس لئے--"

وہ مسکرا�ا۔

وہ کروڑوں کی ملکیت کی حوالی۔۔ صرف دل کے کہنے پر اسکے نام کر رہا تھا۔۔ حیرت تھی۔

"جی نہیں۔۔ جھوٹ بول رہے ہیں آپ۔۔ میں نے ثبوت مانگا تھا آپ سے شاید اسی لئے۔۔"
حائف اب اسے چڑا رہی تھی۔

"تم روحان جبیل کو نہیں جانتی۔۔ روحان جبیل کسی کے کہنے پر کچھ نہیں کرتا۔۔ یہ تو میں
نے پہلے سے سوچ رکھا تھا۔۔ اسی لئے تو کاغذات کو سنبھال کر رکھا تھا۔۔!!
ملازمہ کے کچن میں داخل ہونے پر روحان خاموش ہو گیا تھا اور پھر حائف کے جواب نادینے پر
وہاں سے چلا گیا تھا۔۔ جبکہ حائف وہ فائیل اٹھا کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔
ملازمہ کو اس نے چائی سے لے جانے کا حکم دیا تھا۔

حمدان صاحب اب جلدی سے ماہین بیٹی کیلئے بھی رشتہ ڈھونڈ لو۔۔ اب جلدی سے اسکے ہاتھ
بھی میلے ہو جانے چاہیئے۔۔" سید ضیاء جبیل مسکرا کر کہہ رہے تھے۔

"اب دیکھو نا روحان کی شادی ہو جائے گی۔۔ حشام کا رشتہ پکا ہو چکا ہے۔۔ کچھ دنوں میں
اسکی آزادی بھی ختم ہو جائے گی۔۔ سارے بچوں کی شادیاں ہو جائیں گی میں چاہتا ہوں
کہ لگے ہاتھوں ماہین بیٹی کی خوشی بھی دیکھ لوں۔۔"

Hasham کے رشتے کی بات پر ماہی نے شکایتی نظروں سے اسکی طرف دیکھا تھا جو نظریں چرا گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"انکل-- آپ پریشان نا ہوں-- لڑکا میں ڈھونڈ چکی ہوں-- لیکن---
ماہی نے بات ادھوری چھوڑی۔

"لیکن کیا بیٹا۔؟؟"
وہ حیران ہوئی۔ حمدان صاحب بھی اسکی پسند سے واقف تھے۔
اسی لیے وہ بلا جھگھک بتا رہی تھی۔

"لیکن انکل جس کو میں نے پسند کیا وہ انسان کم ظرف نکلا۔ اسے محبت کی قدر نہیں
ہوئی۔"

ماہی کا لجہ کاٹ دار تھا۔ حشام نے چونک کرا سے دیکھا تھا۔
وہ حیران تھا۔ جبکہ ماہی کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ ابھری تھی۔

"میں کم ظرف نہیں ہوں۔"
حشام کی آنکھوں نے دہائی دی تھی۔

اک تازہ حکایت ہے
سن لو تو عنایت ہے
اک شخص کو دیکھا تھا
تاروں کی طرح ہم نے
اک شخص کو چاہا تھا
اپنوں کی طرح ہم نے
اک شخص کو سمجھا تھا

Classic Urdu Material

پھولوں کی طرح ہم نے
وہ شخص قیامت تھا
کیا اس کی کریں باتیں
دن اس کے لیے پیدا
اور اس کی ہی تھیں راتیں
کم ملنا کسی سے تھا
ہم سے تھیں ملاقاتیں
رنگ اس کا شہابی تھا
زلفوں میں تھیں مہکاریں
آنکھیں تھیں کہ جادو تھا
پلکیں تھیں کہ تلواریں
دشمن بھی اگر دیکھیں
سو جان سے دل ہاریں
کچھ تم سے وہ ملتا تھا باتوں میں
شبابت میں
ہاں تم ساہی لگتا تھا
شوخی میں شرارت میں
لگتا بھی تم ہی ساتھا
دستور محبت میں
وہ شخص ہمیں اک دن
اپنوں کی طرح بھولا
تاروں کی طرح ڈوبا
پھولوں کی طرح ٹوٹا
پھر باتھ نہ آیا وہ
ہم نے تو بہت ڈھونڈا

Classic Urdu Material

تم کس لیے چونکے ہو
کب ذکر تمہارا ہے
کب تم سے تقاضا ہے
کب تم سے شکایت ہے
اک تازہ حکایت ہے
سن لو تو عنایت ہے

ماہی کی نظروں میں شکایتوں کے علاوہ گھرہ دکھ اور ملال تھا ۔ اور ساتھ ہی سرد پن بھی جسے
حشام جبیل بخوبی سمجھ گیا تھا۔



ماہی کی نظروں میں شکایتوں کے علاوہ گھرہ دکھ اور ملال تھا ۔ اور ساتھ ہی سرد پن بھی جسے
حشام جبیل بخوبی سمجھ گیا تھا۔

"میں کم ظرف نہیں ہوں ماہین ۔۔"

حشام جبیل کی نگاہیں بول رہی تھیں جتنیں ماہین حمدان بخوبی سن سکتی تھیں۔

ماہی کا دل ترپا تھا۔ اس سے پہلے کوئی یہ کچھ بولتا یا پوچھتا وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور اپنے
کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

شام کو مایوس یعنی ابٹن کی رسم تھی۔ ماہم بہت خوش نظر آرہی تھی۔ حارث یعنی ماہم کا ہو بے والا شوہر ایک بہت ہونہار لڑکا تھا۔

وہ کسی امیر خاندان سے نہیں تھا بلکہ یتیم کا جسکی ایک بہن اور ماں تھی۔ وہ حمدان صاحب کی کمپنی میں ہی کام کرتا تھا اور حمدان صاحب کا چھیتا Employ تھا۔ اس نے اپنی ذہانت، محنت اور لگن سے بہت جلد اعلیٰ مقام حاصل کر لیا تھا۔

کل اسکے پاس کچھ نہیں تھا لیکن آج وہ ایک خوبصورت گھر، گھڑی اور ہر چیز کا مالک تھا۔ اسکی محنت اور لگن سے متاثر ہو کر حمدان صاحب نے ماہم کا رشتہ حارث سے کر دیا تھا جسے حارث نے دل و جان سے قبول فرمایا تھا۔

ابٹن کیلیئے بنائیے گئیے ہیلے جوڑے -- اور چوڑیاں -- گھر میں تیاریاں جاری تھیں۔ ایلا کو یہاں کا ماحول بہت پسند آیا تھا۔ وہ سب سے زیادہ بنی سنوری پھر رہی تھی۔ ماہم کو اچھے سے تیار کیا گیا تھا۔ اسکی نند اور ساس نے رسم کرنے آنا تھا۔

"ہاں اب اچھا لگ رہا ہے--"

حانم نے اسکا ڈوپٹہ سبیٹ کرتے ہوئے کہا۔

"ہانی تم سے ملنے کوئی آیا ہے--"

ماہی نے جو ابھی نیچے سے آئی تھی اسے اطلاع دی تھی۔

"مجھ سے ملنے--؟؟"

وہ حیران ہوئی۔

"ہاں جا کر دیکھ لو۔"

ماہی کے کہنے پر وہ نیچے آئی می تھی اور پھر لاونج کے صوف پر بیٹھی شخصیت کو دیکھ کر حیران رہ گئی می تھی۔

وہ مہرو تھی۔۔۔ ہاں مہروالنسا، اسکلی بچپن کی دوست۔۔۔

"ہانی۔۔۔"

مہرو اسے دیکھ کر خوشی سے چلائی می تھی اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر حانم کی طرف بھاگی۔ اس نے شدت سے حانم کو گلے لگایا تھا۔ حانم تو گنگ رہ گئی می تھی۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ مہرو اسے یوں اچانک مل جائیے گی۔

وہ دونوں سالوں بعد ملی تھیں۔ مہرو کو حانم سے بہت سے شکوئے تھے۔ جتنیں وہ اب روتے ہوئے کر رہی تھی۔

"یار رو کیوں رہی ہو؟؟؟"

حانم کو اسکا رونا برالگ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"تم چھوڑ کر چلی گئی تھی ہانی-- کبھی رابطہ بھی نہیں کیا۔"

"ذرا یاد کرو-- چھوڑ کر کون گیا تھا؟ تم گئی تھی پہلے مہرو-- جب تم نہیں رہی تو میرا بھی دل نہیں لگا اس لیتے مجھے بھی جانا پڑا--"

"لیکن تم رابطہ تو کر سکتی تھی نا--؟"

"ہاں-- اسکے لیتے میں معذالت کرتی ہوں-- اب رونا بند کرو--"
خانم مسکرائی تھی۔

"ماشاء اللہ تمہارا بیٹا بہت پیارا ہے--"

خانم نے مہرو کے تین سالہ بیٹے کو گود میں اٹھایا تھا۔
جس پر مہرو مسکرا دی تھی۔

سید جبیل، بی جان، مدتحہ اور اسکا شوہر ارحم سب لاہور آچکے تھے۔ اب سب نے شادی تک
میں رہنا تھا۔

Classic Urdu Material

روحان اور حشام دونوں ایک ہی کمرے میں تھے۔ حشام تیار ہو کر رہا تھا۔ روحان اسے گھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

خشام کا چہرہ سپاٹ تھا۔

"تم اچھا نہیں کر رہے شامو کا کا--"

روحان نے اسے مخاطب کیا تھا۔ کف کے بُن بند کرتے حشام کا ہاتھ رکا تھا۔

"کیا مطلب--؟؟"

وہ پھونکا۔

"مطلب صاف ہے شامو کا کا۔۔۔ تم اچھا نہیں کر رہے ہو--"

روحان ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم کس بارے میں بات کر رہے ہو--؟؟"

خشام نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"ماہی کی بات کر رہا ہوں۔۔۔ تم اسکے ساتھ اچھا نہیں کر رہے۔۔۔"

روحان کی بات سن کر حشام گنگ رہ گیا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ سب جانتا تھا۔

"کیا غلط کیا میں نے اسکے ساتھ؟؟"
حشام کا لجہ کاٹ دار تھا۔

"تم اسکا معصوم دل توڑ رہے ہو۔۔ جبکہ وہ تمہارے انتظار میں بیٹھی ہے۔۔"

"تم نے بھی تو ہزاروں لڑکیوں کا دل توڑا ہے۔۔۔ کیا میں نے کچھی کچھی کہا۔۔۔؟؟"
حشام کا لجہ تلخ ہوا۔ روحان پونکا تھا۔ یہ اسکا شامو کا کام نہیں تھا۔

"میری بات اور ہے حشام۔۔ تمہیں ماہی کا دل نہیں توڑنا چاہیئے۔۔"

"کیوں۔۔۔؟؟ کیا مجھے اپنی مرضی سے زندگی جینے کا حق نہیں ہے کیا؟؟"
وہ دبی دبی آواز میں چلایا تھا۔ روحان کو حیرت ہو رہی تھی۔ وہ آج بدلا بدلاس لگ رہا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔۔ لیکن سارہ سے شادی کرنا۔۔ یہ بھی تو تمہاری مرضی نہیں ہے۔۔"
روحان نے نرم لجہ میں کہا تھا۔

"وہ بی جان کی پسند ہیں مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے روحان کے میں تمہاری طرح اپنی محبت
کیلیتی بی جان کے سامنے کھڑا ہو سکوں۔۔ نہیں ہے مجھ میں اتنی ہمت۔۔"
وہ تلخ لجہ میں کہتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا جبکہ پیچھے روحان کے چہرے پر پریشانی کی
لکیریں ابھری تھیں۔

نگریہ ٹاؤن میں پاس موجود دونوں گھروں کو دلمن کی طرح سجایا گیا تھا۔ دونوں گھروں میں خوشیوں کے شادیا نے بچ رہے تھے۔

بی جان اور مذکہ اس وقت حمدان وله میں موجود تھیں۔

بی جان اور مذکہ دونوں کو حانم بہت پسند آئی تھی۔ حانم نے بھی دونوں سے پیار سے بات کی تھی۔

مذکہ کی ایک سالا بیٹی جس میں روحان کی جان تھی حانم کو بہت پسند آئی تھی۔

"مجھے اندازہ تھا کہ روحان بھائی کی پسند عام نہیں ہو سکتی۔ اور آج آپکو دیکھ کر یہ یقین بھی ہو گیا ہے۔"

مذکہ حانم سے کہہ رہی تھی۔ جبکہ حانم اسکی بات سن کر مسکرا دی تھی۔

اس خاندان کے سبھی لوگ بہت اچھے تھے۔ خاص طور پر بی جان جو بہت شفیق خاتون تھیں۔

"جب تک روحان بیٹا آر جے تھا میں ہمیشہ ڈرتی رہتی تھی۔ لیکن جب وہ شاہ بناتو میرا ڈر ختم ہو گیا تھا۔ تب میں پر سکون ہو گئی تھی کہ اب جب بھی وہ شادی کرے گا تو یہی کے مقام کی بھولائی سے گا۔"

حانم کو بی جان کی بات تھوڑی عجیب لگی تھی لیکن وہ پھر بھی مسکرا دی تھی۔

پہلے سادہ سے جوڑے میں ملبوس دونوں بھنوں کو ابُن لگایا تھا۔

حانم نے شکر ادا کیا تھا روحان ایک بار بھی نہیں آیا تھا۔

رسم کے بعد بی جان، مذکح اور مہرو تینوں سید ہاؤں جا چکی تھیں۔

اور انکے تھوڑی دیر بعد ماہم، ماہی ایلا اور آسیہ بیگم بھی۔۔

صرف حانم نہیں گئی تھی۔ اور اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔

چونکہ فروری کا مہینہ تھا سردی کی شدت میں ابھی تک کمی نہیں ہوئی تھی۔

باہر موسم ابر آلود ہوا تھا۔ حانم کو سونے کا موقع ملا تھا اور وہ کمبل اوڑھ کر سو گئی تھی۔

الآنچ میں موجود سمجھی لوگ روحان کو گھیرے بیٹھے تھے جسے شدید کوفت ہو رہی تھی۔ وہ ابُن

نہیں لگوانا چاہتا تھا لیکن اسے کوئی بھی بخششے کے مود میں نہیں تھا۔

"بی جان کیا یہ ضروری ہے؟؟"

وہ روئی صورت لیتے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں شاہ بیٹا۔ سکون سے بیٹھ جاؤ اب۔۔ یہ ہم سب کی خوشی ہے۔۔"

بی جان نے اسے سمجھایا۔

"لبی جان مجھے کوفت ہو رہی ہے-- میرے کپڑے خراب کر دیے ہیں مذکح نے--"
روحان نے اپنے سفید کلف لگے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا جس پر ابٹن لگ چکا تھا۔

"ارے بھائی آپ پریشان نا ہوں-- جتنا آپ ابٹن لگوائیں گے اتنا ہی حانم بھا بھی کو آپ
سے پیار ہو گا--"

مذکح نے شراری لمحے میں کما تھا۔

"کیا واقعی--؟؟"

روحان کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔

"ہاں نا-- سچ کہہ رہی ہوں میں-- آپ چاہیں تو یہاں موجود ساری لڑکیوں سے پوچھ سکتے
ہیں--"

"نمیں نہیں مجھے یقین ہے اب جتنا چاہے لگادو-- میں تیار ہو--"
روحان کی باچھیں کھلی تھیں-- اسکی بات سن کر سب نے قہقہے لگایا تھا۔

حشام اپنے کمرے میں تھا اسکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اس نے میز کے دراز سے اپنی
دوائی نکالی تھی اور پھر یہ دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا کہ دوائی کی ختم ہو چکی تھی۔

"شٹ--"

حشام نے اپنے جسم میں اٹھتی درد کی ٹھیکیوں کو برداشت کرتے ہوئے کہا تھا۔
کچھ دیر کمرے میں ادھر ادھر ٹھلنے کے بعد اس نے ڈاکٹر کا نمبر ملا�ا تھا۔
سلام و دعا کے بعد اس نے اپنی طبیعت کا بتایا تھا۔ تکلیف کے باعث حشام کے چہرے پر
پسینہ نمودار ہوا تھا۔

"مسٹر حشام جبیل آپکی روپریس تیار ہیں۔۔ آپ ہر حال میں ہسپتال آجائیں میں آپکو پچھلے دو
دن سے کال کر رہا ہوں جبکہ آپ کوئی می رسپانس نہیں دے رہے ہیں۔۔"
ڈاکٹر کا لمحہ سخت تھا۔

"معدرت ڈاکٹر صاحب۔۔ میرے بھائی کی شادی ہے۔۔ بس اسی لیتے نہیں آسکا۔۔"
حشام نے شرمذہ لمحہ میں بتایا تھا۔

"چلیں ٹھیک ہے آپ کل صح بلکہ ہو سکے تو ابھی ہسپتال پہنچ جائیں۔۔"
ڈاکٹر صاحب اسے تلقین کرتے فون بند کر چکے تھے جبکہ حشام ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گیا تھا۔
اسکے چہرے پر کرب کے سائیے واضح تھے۔

لگے دن ڈاکٹر باسط اور مقدس آپی اپنے بچوں سمیت سید ہاؤس میں پہنچ چکے تھے۔ ایسا ممکن نہیں تھا کہ روحان کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی میں وہ دونوں شامل نا ہوتے۔۔

"زندگی کی نئی شروعات کرنے جا رہے ہو برخودار خدا تمہیں ہزاروں خوشیوں سے نوازے۔۔"

ڈاکٹر باسط نے اسے دل سے دعا دی تھی۔

روحان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ اسے تو اس بات پر یقین کرنا مشکل ہوا تھا کہ حanim رخصتی کیلیئے مان گئی تھی۔

لیکن پچھلے دو دنوں سے اسکا حanim سے سامنا نہیں ہوا تھا۔ وہ اس سے مل کر پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ خوش تھی یا نہیں لیکن موقع نہیں مل پا رہا تھا۔

وہ حanim سے ملنے کی ترکیب سوچ ہی رہا تھا جب سید جبیل اسکے کمرے میں داخل ہوئے۔۔

"ڈیڈ آپ--؟؟"

وہ حیران ہوا تھا۔

"مجھے بلا لیا ہوتا-- میں آجاتا--"

سفید کلف لگے سوٹ پہنے کندھوں پر چادر پھیلائی سے سید کی جبیل کی شخصیت اور رعب ہی

الگ ہوتا تھا

روحان نے ہمیشہ انہیں ایسے ہی کپڑوں میں دیکھا تھا جو انکی شخصیت پر خوب بچتے تھے۔

”کاش آج عائی شہ زندہ ہوتی وہ اپنی آنکھوں سے تمہاری اس خوشی کو دیکھتی--“

سید جبیل کی آواز بھرا گئی تھی۔ انہیں اس موقع پر وہ بہت یاد آئی تھیں۔

”ڈیڈ آپ پریشان نہ ہوں--“

روحان جبیل نے انہیں تسلی دی تھی۔ یہ الگ بات تھی جب سے وہ آرجے سے روحان جبیل بنا تھا اسے اپنی ماں شدت سے یاد آتی تھی۔

”تمہارے لیئے وہ خاندان کی ہر روایت کو توڑنے کیلیئے تیار رہتی تھی۔ اور میں نے بھی صرف اسکا سوچ کر تمہیں خاندان سے باہر شادی کرنے کی اجازت دی ہے۔ کہ کہیں قیامت کے روز وہ میرا گریبان ناپکڑ لے--“

وہ حقیقت بیان کر رہے تھے۔

”میں چاہتا ہوں کہ تم ایک خوشگوار زندگی جیو۔“

سید جبیل نے اسے کندھوں سے پکڑ کر کہا تھا۔

”شکریہ ڈیڈ۔۔۔“

روحان مسکرا کر انکے گلے لگ گیا تھا۔ باہر رم جھم برسی بارش میں اندر دونوں کے دل بھیگ گئیے تھے۔

مہندی کی رسم جاری تھی۔ ماہم اور حانم دونوں سمجھی سنوری بیٹھی تھیں۔

آسیہ بیگم نے دونوں کی نظر اتاری تھی۔ ماہم اور ساس اور نند اپنی بھوکو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھیں۔

پورے گھر میں گھما گھمی تھی۔ ماہی کی خوبصورت آنکھوں میں انتظار کے دیپ جل رہے تھے۔ وہ حشام کو ایک نظر دیکھنا چاہتی تھی۔

وہ کل سے نہیں آیا تھا۔ اسکی بیتاب نظریں بار بار دروازے کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ لیکن نا اسے آنا تھا اور نا ہی وہ آیا تھا۔ ماہی دل مسوں کر رہ گئی تھی۔

”کتنی دیر اور لگے گی۔۔۔؟؟؟“

حانم نے تھکن سے بھر پور لجے میں پاس بیٹھی ماہی سے پوچھا تھا۔

”کیوں کیا ہوا؟؟؟“

ماہی حیران ہوئی تھی۔

"اتنا بھاری سوٹ نہیں پہنا جا رہا مجھ سے گھٹن ہو رہی ہے--"
حائف نے اپنی پریشانی بیان کی۔

"منہ بند کر کے بیٹھ جاؤ۔۔ ایسا موقع بار بار نہیں آتا۔۔ ماہم کو دیکھو کتنے مزے سے بیٹھی ہے
اور کتنی خوش نظر آرہی ہے۔۔ جبکہ تم سارا دن سوتی ہو۔۔ پھر بھی تھکن۔۔؟؟"
ماہی نے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا جس پر حائف خاموش ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

رات کے ایک بجے کا وقت تھا۔ حائف سنگھار میز کے سامنے بیٹھی اپنا زیور اتار رہی تھی۔
کمرے میں مدھم روشنی تھی۔ اسکا بھاری بھر کم ڈوپٹہ بیڈ پر پڑا تھا۔
وہ پوری توجہ سے چوڑیاں اتار رہی تھی جب کمرے میں کسی کے موجودگی کے احساس سے
پونکی۔۔

حائف نے گردن موڑ کر دروازے کی طرف دیکھا تو دھک سے رہ گئی تھی۔ اس سے کچھ
فاصلے پر سینے پر بازو باندھے، دیوار سے ٹیک لگائیے۔۔ روحان کھڑا تھا۔ جو فرصت سے اسے ہی
دیکھ رہا تھا۔

"آ۔۔ آپ۔۔ یہاں۔۔؟؟"

وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔ گود میں رکھی چوڑیاں نیچے گر چکی تھیں۔

Classic Urdu Material

"کیسی ہو مسر؟؟"

وہ چمکتی آنکھوں سے پوچھ رہا تھا۔ وہ سادہ سے کپڑوں میں ملبوس تھا۔ سیاہ رنگ کی واسکٹ پہنے اسکی شخصیت نکھر آئی تھی۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟"

حانم نے اپنے لجہ میں غصہ سوتے ہوئی سے پوچھا۔

"کیوں میں یہاں نہیں آسکتا۔۔۔؟؟"

الٹا سوال کیا گیا تھا۔

وہ اب آہستہ آہستہ اسکی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔"

حانم نے سخت لجہ میں جواب دیا تھا۔

"کیوں۔۔۔ میرے سر کا گھر ہے میں کیوں نہیں آسکتا۔۔۔؟؟"

وہ اب بیڈ پر پڑا اکسا بھاری ڈوپٹہ اٹھاتے پوچھ رہا تھا۔ اسکا لجہ شوخ تھا۔ حانم کو حیرت ہو رہی تھی۔

"میرا خیال ہے پھر آپکو اپنے سر سے اس وقت ملاقات کرنی چاہیئے۔۔۔ میں انہیں بلا تی ہوں۔۔۔ یہاں اس وقت وہ آپکو دیکھ کر خوش ہونگے۔۔۔"

حائف غصے سے کہتے ہوئیے دروازے کی طرف بڑھی۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے مسز۔۔ ظالم سماج کو درمیان میں مت لاؤ۔۔ پہلے ہی بی جان میں مجھے ہندی کی رسم میں شریک نہیں ہونے دیا۔۔"

وہ اسکے راستے میں حائل تھا۔ اسکا دکھ سن کر حائف نے با مشکل اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔

"تمہیں پتا ہے پچھلے دو تین دنوں سے میں نے تمہیں نہیں دیکھا۔۔ یقین مانو سب کچھ پھیکا لگنے لگا تھا۔۔"

حائف کو یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہ وہی روحان جبیل تھا جسے وہ پچھلے ایک سال سے جانتی تھی۔
یہ اتنا شوخ کیسے ہو سکتا تھا۔

روحان نے ہاتھ بڑھا کر وہ ڈوپٹہ حائف کے سر پر اور ہایا تھا۔

حائف کے سنبھال کر پر بکھرے پڑے تھے۔ لیکن میک اپ سے مزین چہرہ ڈوپٹے کے ہالے
میں مزید خوبصورت ہو گیا تھا۔

"یقین نہیں ہوتا۔۔ کوئی می اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟؟"

وہ اسے آنکھوں میں جذب کرتے پوچھ رہا تھا۔

"ایسا لگ رہا ہے جیسے ہزاروں چراغ جل اٹھے ہوں--"

وہ حانم سے کچھ فاصلے پر کھڑا کہہ رہا تھا۔ حانم کو اپنے دل کے دھڑکنے کی آواز صاف سنائی می دے رہی تھی۔

"ڈائی یلا گز اچھے بول لیتے ہیں آپ--"

حانم نے رخ پلٹتے ہوئی سے کہا تھا۔ وہ اب آئی یہنے کے سامنے کھڑی باقی چوڑیاں اتار رہی تھی۔ مقصد صرف روحان سے دوری تھی۔ وہ اپنے تیز دھڑکتے دل کو نارمل کرنا چاہتی تھی۔

"تمہیں میری باتیں ڈائی یلا گز لگتی ہیں؟؟"

روحان کو صدمہ ہوا۔

"جی بالکل--"

حانم نے نظریں جھکائی سے کہا تھا۔

"محھے لگا شاید تم بھی ملنا چاہتی ہو۔ میں اسی لیتے آگیا۔"

وہ لمحے میں بیچارگی سموتے کہہ رہا تھا۔

"خوش فہمیاں بہت ہیں آپکو--"

حانم نے طرز کیا۔

"کسی نے ایک سال تک محبت کی ہے مجھ سے۔۔ خوش فہمیاں تو ہونگی نا۔۔ اب اگر تم بھول گئی می ہو یا نامانو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔۔"

حanim کے جھمکے اتارتے ہاتھ ایک پل کو ساکت ہوئی۔۔

"سب میں غلط فہمی میں مبتلا تھی۔۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ میں جسے شخص کو چاہنے کی حماقت کر رہی ہوں وہ چھرے سے ایسا ہوگا۔۔"

حanim نے سچ کہا تھا۔

"میری بد نصیبی کہ میرا چھرہ آرچے سے ملتا ہے۔۔ میں تو چھرہ بدل کر تمہارے سامنے آیا تھا۔۔ در حقیقت جلے ہوئے چھرے کے ساتھ۔۔ لیکن اللہ توبہ تم نے تب بھی مجھے قبول نہیں کیا۔۔"

"مگر۔۔ کیا مطلب۔۔؟"

اسکی بات سن کر حanim کو جھٹکا لگا تھا۔ اس نے رخ مود کر روحان کو دیکھا تھا جو اسکے بیڈ پر آرام سے بیٹھا تھا اور نظریں حanim پر جمی تھیں۔

"مجھے لگا تھا کہ انجل ایک نرم دل لڑکی ہوگی۔۔ لیکن اس سے ملنے کے بعد پتا چلا کہ وہ تو ڈائین ہے۔۔"

روحان نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے بتایا۔

حائزہ کرنٹ کھا کر اچھلی تھی۔

اسے اب کچھ کچھ سمجھ آ رہا تھا۔

"تو۔ آپ۔ ہی مون تھے؟؟"

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں لیے پوچھ رہی تھی۔

"ہا۔ مون بننا پڑا تھا مجھے۔"

روحان نے بیڈ کے ساتھ میز پر رکھی پلیٹ سے سیب اٹھایا تھا۔ اور اب وہ مزے سے کھارہا تھا۔

جبکہ حائزہ حیرت زدہ سی اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے شاک دے کر وہ کتنا پر سکون تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا کہ آپ کون ہیں؟ آر جے، مون یا پھر روحان جبیل؟؟"

اسکی بات سن کر وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ سیب کو واپس پلیٹ میں رکھنے کے بعد وہ ایک بار پھر اسکے سامنے کھڑا تھا۔ آنکھوں میں حائزہ کیلیئے جذبات مچل رہے تھے۔

جبکہ چہرے پر سنجیدگی چھائی تھی۔

"میں ہانی کیلیئے آر جے، انجل کیلیئے مون جبکہ ام حائزہ کیلیئے روحان جبیل ہوں۔ تم زندگی کے سارے پھروں میں جتنے بھی روپ بدلو گی۔ ہر پھر میں ایک نئی سے روپ میں،

مجھے اپنے ساتھ پاؤ گی _____

روحان نے حانم کا ہاتھ تھامتے ہوئی سے کہا تھا۔

"تم چاہے سات برا عظموں کی سیر کو جاؤ یا سات سمندروں کی _____ تم چاہے ساتویں آسمان کو چھو کر آویا سمندر کی گھرائی سے سیپ نکالنے جاؤ _____ تم مجھے ہر جگہ پر اپنے ساتھ پاؤ گی _____ میں نے زندگی کے بہت سے پھر تمہارے بنا گزارے ہیں _____ میں اب تمہارے ساتھ جینا چاہتا ہوں _____ تم میرا ہر قدم پر ساتھ نہ جاؤ گی تو میں ہر مشکل کا مقابلہ کروں گا _____ میں ہر طوفان سے ٹکراؤں گا _____ کیا تم مجھے اپنے ساتھ دیکھنا چاہتی ہو؟ کیا تم میرا ساتھ نہ جاؤ گی؟؟"

وہ دل سوز آواز میں سحر پھونک رہا تھا۔

حانم نے اسکے پھونکے گئی سے سحر میں اپنے وجود کو گم ہوتے محسوس کیا تھا۔

کتنے ہی پل خاموشی کی نظر ہوئے تھے۔

"بولو حانم _____ میری طاقت بن کر میرا ساتھ نہ جاؤ گی؟؟"

اسکی آواز سن کر حانم جیسے ہوش میں آئی تھی۔ ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا تھا۔ وہ سٹپٹاگئی تھی۔ اس نے روحان کا یہ روپ آج دیکھا تھا _____

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسکے کتنے روپ تھے۔

”آپکو اب جانا چاہیئے۔۔ مجھے سونا ہے۔۔ شدید نیند آئی ہے اور اگر کسی نے آپکو یہاں دیکھ لیا تو۔۔

”کوئی نہیں دیکھتا حانم۔۔ بس تم میرے سوال کا جواب دو۔۔“
روحان نے اسکی بات کاٹی۔

”ماہی آجائیے گی۔۔ کہاں نا آپ جائیں یہاں سے۔۔“

”کہاں نا نہیں آئیے گی۔۔ وہ جانتی ہے میں ایسے موقعوں پر تمہیں دیکھنے ضرور آتا ہوں۔۔“
وہ ایک بار پھر اسے چونکا گیا تھا۔

”کیا مطلب آپ کا؟؟؟“
حانم ٹھھٹھلی۔

”مطلوب وہ جانتی ہے کہ جب میں نکاح والے دن تمہیں دیکھنے آسکتا ہوں تو آج کیوں
نہیں۔۔؟؟؟“

یہ دیا تھا ایک اور شاک روحان جبیل نے ام حانم کو۔۔ وہ بے بسی سے اپنے سامنے کھڑی اس
شخص کو دیکھ رہی تھی جو رشتے میں اسکا شوہر تھا لیکن حانم کا اس وقت دل کر رہا تھا کہ
کوئی یہ چیز مار کر اسکا سر پھاڑ دے۔۔

اگر وہ ایسے ہی شاک دیتا رہتا تو یقیناً کچھ دنوں تک وہ پاگل ہو سکتی تھی۔

حاجم نے خاموشی سے الماری سے اپنے کپڑے نکالے اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

"جواب تو دیتی جاؤ۔"

وہ احتجاجاً چلایا۔

"اگر آپ میرے باہر نکلنے سے پہلے یہاں سے نہیں گئیے تو سچی میں۔"
حاجم نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا تھا۔

"میں جانتا ہوں تم سر پھاڑ دوگی۔"

روحان نے اسکی بات پوری کی۔

"آپ۔۔ آپکو تو میں بعد میں پوچھوں گی۔!!"
حاجم نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا اور ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کیا۔
پیچھے روحان کا قہقهہ گونجا تھا جسے وہ کب سے ضبط کیتے ہوا تھا۔

وہ روح تک سرشار ہو گیا تھا۔ اسکا رواں رواں خدا کا شکر گزار تھا جس نے اسے اسکی محبت سے
نوازا تھا۔

دونوں باراتیں آچکلی تھیں۔ ہر طرف گھما گئی تھی۔ دونوں دلے بہت وجیہہ لگ رہے تھے۔
مرہون رنگ کی شیروانی پہنے روحان بہت خوش نظر آ رہا تھا۔

حشام کی نظریں کسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

کچھ دیر ڈھونڈنے کے بعد اسے ماہی نظر آگئی تھی۔ وہ ایلا کے ساتھ تھی۔

اسے ماہی سے ضروری بات کرنی تھی۔ وہ ماہی کی جانب بڑھا۔

"مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔!"

حشام نے ماہی سے کہا تو وہ حیران ہوئی۔

"میں ابھی آتی ہوں"

ایلا نے وہاں سے کھسکنا ضروری سمجھا۔

"جی بولیں۔"

وہ سنبھیدہ لجے میں بولی تھی۔ دو دنوں سے وہ اس دشمن جان کو دیکھنے کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ اور آج جب وہ سامنے آیا تو نظروں نے دیکھنے سے انکار کر دیا تھا۔ پلکیں جھک گئی تھیں۔

"کسی میں آپ؟؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔

ماہی نے چونک کر اسے دیکھا جو دن بدن کمزور ہوتا جا رہا تھا۔ اتنے سالوں بعد آج ماہی کی

طبیعت کا خیال آیا تھا۔ ایک پھانس سی ماہی کے گلے میں اٹک گئی تھی۔ آنکھوں میں نی
ابھری-- جسے دیکھ کر حشام نظر چرا گیا تھا۔

"تم کو میں پا گل لگتی ہوں؟

جی چاہے تو پیار جتناً

جی چاہے تو ہاتھ چھڑا کر

گم ہو جاؤ

دل چاہے تو مجھ سے میرے بارے پوچھو

کیسی ہوں؟

کیسا دن گزرا؟

کیا کھایا؟

کیسا دن گزرا؟

اور دل چاہے تو،

مرتی بھی رہوں—

تب بھی خاموشی اوڑھے

تم میرے ہونے کو نہ ہونا کر ڈالو

تم کو میں پا گل لگتی ہوں؟

مجھ پر لازم ہے ہر پل میں تم کو سوچوں
جو لکھوں بس تم پر لکھوں

جو بھی بات کروں اس میں ہو ذکر تمہارا
جو بھی خواب بتوں اس خواب کے راجہ ہو تم
اور تم جب دل چاہے —

بیگانے ہو جاؤ

کون ہوں،؟ کیا ہوں؟؟

اس سے انجانے ہو جاؤ
میرے سب جذبوں کو کھیل تماشہ کہہ دو
جو دل میں آتا ہے مجھ کو ویسا کہہ دو
اور یہ چاہو —

میں پھر بھی دل کے مندر میں تمہیں سجاوں
اپنی ہر آک سانس تمہارے نام لگاؤں
تم کو پانے کی خواہش میں خود کو کھو دوں
جب تم بولو ہنس دوں جب تم بولو رو دوں
تم کو میں پا گل لگتی ہوں؟

چ پوچھو تو —

جھوٹ نہیں

میں ایسی ہی ہوں

تم کو جیسی لگتی ہوں

میں ویسی ہی ہوں

تم کو پاگل میں لگتی ہوں،

تمہارے لیئے پاگل ہوں !!



"دل توڑنے کی معافی تو نہیں ہوتی لیکن میں پھر بھی معافی مانگتا ہوں آپ سے--"

حشام نے اپنے اندر اٹھتے درد کو ضبط کرتے ہوئے کھاتھا جو جسم کے ساتھ ساتھ دل میں بھی اپنے پنجے گاڑے بیٹھا تھا۔

"جب آپ جانتے ہیں کہ معافی نہیں ہوتی تو مانگ کیوں رہے ہیں؟؟"

ماہی نے نم آنکھیں لیئے پوچھ رہا تھا۔

"ماہی بیٹا ادھر آو۔"

اس سے پہلے حشام کچھ کھاتا آسیہ بیگم نے اسے پکارہ تھا۔

اور وہ شکایتی نظروں سے حشام کو دیکھتی انکی طرف بڑھ گئی تھی۔

حشام ایک سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا۔

پہلے ماہم کی رخصتی ہوئی تھی وہ مہرون بھاری کامدار لئنگے میں روایتی دلس بنتے بہت خوبصورت لگی تھی۔

آسیہ بیگم نے ابھی اسے بھیگی آنکھوں سے نم کیا ہی تھا جب سید جبیل نے رخصتی کی بات کی تھی۔ وہ سب لوگ شادی ہال میں تھے۔

اور خراب موسم کے پیش نظر جلدی نکلنا چاہتے تھے۔ آج روحان جبیل بہت خوش تھا۔ اتنا کہ اسکی خوشی کا کوئی یہ نعمل وبدل نہیں تھا۔

اس نے حانم کو ایک نظر دیکھا تھا۔ اپنے بالوں سے امتزاج یعنی گولڈن رنگ کے لئنگے میں وہ سمجھی سنوری روحان کے دل کے ساز چھیڑ گئی تھی۔

حشام جبیل جو کافی فاصلے پر موجود ان دونوں کو دیکھ رہا تھا جنہیں شاید ایک دوسرے کیلئے بنایا گیا تھا۔

روحان کے چہرے سے چھلکتی خوشی اسکے چہرے کی مسکراہٹ نے جہاں حشام کو خوش کیا تھا وہیں ام حانم پر نظر پڑتے ہی اکے اندر اذیت کی ایک گھری لہڑاٹھی تھی۔

اپنی محبت کو چھوڑ دینا اتنا آسان نہیں ہوتا اسے اب ماہی کی محبت کا احساس ہوتا تھا جسے اس نے ایک بار ٹھکرایا تھا۔

وہ تو حانم کے پیچھے ایک بار گیا تھا جبکہ ماہی تو پاگل تھی اسکے لیئے لیکن محبت صرف پالینے کا نام ہی تو نہیں ہے کچھ لوگوں کے حصے میں بس ہجر اور قربانی ہی آتی ہے۔

اور یہ ہجر حشام کے حصے میں آیا تھا۔ اور کون جانتا تھا وقت کے ساتھ ساتھ شاید سمجھی لوگ ہجر کی آگ میں جلنے والے تھے

حانم کیلئے یہ سب بہت مشکل تھا۔ آسان نہیں تھا اس شخص سے شادی کرنا جسکے ساتھ اسکی ماضی کی ایک خوفناک یاد جڑی ہوئی تھی۔

بیشک آرجے اب روحان جبیل بن چکا تھا۔ لیکن انسان تو انسان ہوتے ہیں وہ دوسرے انسان کے مرنے کے بعد بھی اسکی غلطی نہیں بھولتے جو غلطی ہم انجانے میں کرتے اور جو غلطی ہمارے نزدیک غلطی نہیں ہوتی وہ دوسروں کے نزدیک گناہ کا درجہ رکھتی ہے۔ اور اس انسان کی الجھنوں کو کون سمجھ سکتا ہے جسے نفرت بھی اور چاہت بھی ایک ہی شخص سے ہوئی ہی ہو

شام سات بجے کے قریب وہ لوگ بارات واپس لے کر سید ہاؤس پہنچ چکے تھے۔ سردی اور خراب موسم کے پیش نظر مختلف رسومات سے جلدی فارغ ہونے کے بعد حانم کو اسکے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا۔

حائم نے ایک لمبی سانس خارج کی تھی اور پھر اپنے تنے ہوئیے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔

وہ آنکھیں بند کیتے بیڈ سے پشت ٹکائیے بیٹھی تھی جب اچانک امٹی آوازوں اور شور نے اسے ہڑبرڑانے پر مجبور کر دیا تھا۔

وہ شادی ہال میں ہی تھا جب حشام کو اپنے سر میں شدید درد اٹھتا محسوس ہوا تھا۔ ڈاکٹر نے اسے ہسپتال آنے کی ہدایت کی تھی جسے وہ نظر انداز کر کے شادی کی تیاریوں میں گمکن ہو گیا تھا۔

بارات سے واپسی پر حشام کو اپنے ہاتھوں اور پیروں کی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔ اسکے پورے جسم میں شدید درد تھا۔ وہ ناجانے کیسے ضبط کیتے ہوئے تھا۔

"حشام تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟؟"

وہ کانپتے ہاتھوں سے پانی کا گلاس تھامے کھڑا تھا جب روحان اسکے پاس آیا۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں--"

وہ زبردستی مسکرا یا تھا۔

"تمہارا رنگ پیلا پڑ رہا ہے--"

روحان کو تشویش لاحق ہوئی۔

"نمیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ بس ہلکہ سامنگار تھا۔"

وہ پھر مسکرا دیا تھا۔ ناجانے کیوں روحان کو اپنا دل دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔

حشام اسکے لیئے بہت معنی رکھتا تھا۔ وہ اسکا سب کچھ تھا۔ اسکا شامو کا کام

اس سے پہلے حشام کچھ کہتا روحان اسکے لگے لگ گیا تھا۔ وہ حشام سے چھ سال چھوٹا تھا اور حشام نے اسکی ہر خواہش اور لاد کو سر آنکھوں پر رکھا تھا۔

حشام اسکی اس حرکت پر دھک سے رہ گیا تھا۔

"نمیں پتا ہے شامو کا کامیری زندگی میں دو لوگ ایسے آئیے ہیں جنکا نام ح سے شروع ہو کر م پر ختم ہوتا ہے۔۔ ایک حشام اور دوسری حانم۔۔ میں تم دونوں سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔ تم دونوں روحان جبیل کی طاقت ہو۔۔ اسکے مسکرانے کی وجہ ہو۔۔"

"تم پاگل ہو روحان۔"

حشام اسکی بات سن کر مسکرا دیا تھا۔

"ہاں میں پاگل ہوں۔۔ سنو۔۔ مجھے کبھی چھوڑ کر مت جانا۔۔ !!"

جانے کیا تھا روحان کے لجے میں حشام تڑپ کر رہ گیا تھا۔ اسکا اعلیٰ ظرف دل دہائی دے رہا

تمہا۔ ہن میں آنسوؤں کا ایک گولہ سائلک گیا تھا۔ حشام نے اپنے دائی میں ہاتھ سے روحان کے بالوں کو سملایا تھا۔

"میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا ہمیشہ تمہارے دل کے بہت قریب !!"

حشام نے اپنے ساتھ لگے روحان کے کان میں سرگوشی کی تھی۔
روحان کسی ضدی پچے کی طرح اس سے چپکا ہوا تھا۔
حشام کی آنکھوں کے سامنے ماضی کی فلم چلنے لگی تھی۔
بچپن میں ایسا ہی ہوتا تھا۔

جب حشام چودہ سال کا تھا اور روحان آٹھ سال کا۔
حشام اسے اپنے ساتھ سکول لے کر جاتا تھا۔ جب بھی روحان کو غصہ آتا تھا یا اسے کچھ چاہیئے ہوتا تھا وہ حشام سے کہتا تھا کہ "شامو کا کا نیچے بیٹھو"
اور حشام ایک گھنٹے کے بل بیٹھ جاتا تھا۔ اور روحان پھولے گالوں کے ساتھ اپنی چھوٹی چھوٹی بازوؤں کو حشام کے گلے میں ڈال لیتا تھا اور اسکے چپک جاتا تھا۔
اور کتنی دیر تک ایسے ہی حشام سے لپٹا رہتا تھا۔ پھولے منہ سے اپنے غصے کی وجہ بتاتا تھا یا پھر اپنی خواہش ظاہر کرتا تھا۔
اس وقت حشام کو اس معصوم بچے پر ٹوٹ کر پیار آتا تھا اور وہ اسکی ہر جائی ز اور ناجائز خواہش کو پوری کرتا تھا۔

آہستہ آہستہ بڑے ہوتے آج وہ حشام کے قد کے برابر آگیا تھا لیکن تھا ویسا ہی

ضدی

آج بھی اسی انداز میں اس سے لپٹا کھڑا تھا اور ضد کر رہا تھا کہ وہ ہمیشہ روحان کے ساتھ
رہے--

ایسا ممکن کب ہے؟؟

انسان کب کسی کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے، انسان تو بے وفا ہے چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

"لگتا ہے آج دونوں بھائیوں میں خاصا پیار ہو رہا ہے--"

عقب سے مذکور کی آواز ابھری تھی۔ وہ ان دونوں کو اس طرح دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی۔

اسے اپنے دونوں بھائی می بہت عزیز تھے۔

روحان کا حصار بہت تنگ تھا۔ ناجانے کیوں آج اسکا دل ڈر رہا تھا وہ حشام کو نہیں چھوڑنا چاہتا
تھا۔

"گھیرا کھلا کرو جناب اب بچے کی جان لو گے کیا؟؟"
حشام نے شرارتی لمحے میں کہا تھا۔

"دیکھو شامو کا کام جھے دھوکہ دینے کی کوشش کی ناتو میں تمہیں جان سے ماڑ ڈالوں گا۔"
روحان بے ضدی لجے میں کہا تھا اور پھر اس سے الگ ہوا۔

"ماشاء اللہ آپ دونوں کا پیار یونہی سلامت رکھے۔"
مذکح نے صدق دل سے دعا کی تھی۔

"ادھر آؤ۔"

حشام نے اسے ہاتھ کے اشارے سے بلا یا تھا۔ اور مذکح تیز تیز قدموں سے بھاگنے کے انداز میں
ان دونوں کی جانب بڑھی۔

"اللہ تم لوگوں کو ہمیشہ خوش رکھے۔"
حشام نے مذکح کے سر پر پیار کرتے ہوئے کہا تھا جسے مستقیم نے کیمیرے کی آنکھ میں
مقید کر لیا تھا۔

"واہ۔۔۔ پیار ہو تو ایسا ہو۔۔۔"
وہ مسکرا یا تھا۔

وہ روحان کے بلانے پر ہی شادی میں آیا تھا۔
اور بہت خوش تھا۔ اس نے سالوں پہلے جب حانم یونیورسٹی آئی تھی تب سے اسے روحان

Classic Urdu Material

کے ساتھ دیکھا تھا۔

وہ ان دونوں کمیتیے دل سے خوش تھا۔

"بھائی آپکو تو بخار ہو رہا ہے--"

مذکور کو احساس ہو گیا تھا۔ حشام کا جسم تیز بخار میں پھنسک رہا تھا۔

"ارے نہیں تو۔۔ ایسی کوئی بات نہیں"

"دکھاؤ ادھر--"

روحان نے اسکی پیشانی کو چھو کر دیکھا تھا۔

"ہاں تمہیں واقعی بہت بخار ہے--"

روحان پریشان ہوا تھا۔

"نہیں تم لوگوں کو غلط فہمی ہو رہی ہے--۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے--"

حشام نے ٹالنا چاہا تھا۔

"بھائی میں ڈاکٹر ہوں--۔۔ آپ مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتے--۔۔ آپکو واقعی بہت تیز بخار
ہے--"

مذکور خفگی لیتے کہہ رہی تھی۔

Classic Urdu Material

"چلیں اندر میں آپکو دوا دیتی ہوں اور چائی سے بھی--"
مدتحہ نے اسکا ہاتھ کھینچتے ہوئی سے کہا تھا۔

وہ تینوں اسے کچن کے باہر سے لاونچ میں لے آئی سے تھے۔ وہ اسے صوفے پر بیٹھا چکے تھے۔
حشام کی رنگت اب نیلی پڑ رہی تھی۔

"بھائی آپ ٹھیک تو ہیں نا۔؟؟"
مدتحہ نے حشام کی نبض چیک کرتے ہوئی سے کہا تھا۔

"مدتحہ کہاں ہو تم اسے سنبھالو۔"
ارحم کی آواز ابھری تھی۔ اسکی ایک سالہ بیٹی رو رہی تھی جو ارحم کی گود میں تھی۔
جبکہ مدتحہ پوری سنجیدگی سے حشام کی نبض ٹول رہی تھی جو آنکھیں بند کیتے صوفے سے ٹیک
لگائی سے بے سود سا پڑا تھا۔

"بھائی۔۔ کب سے ہے آپکو بخار اور آپ نے بتایا نہیں۔۔"
مدتحہ نے حشام کو مخاطب کیا جسے کوئی می ہوش نہیں تھی۔ اسکے جسم میں جو درد تھا وہ اسے
بے ہوشی کی دنیا میں جانے پر مجبور کر رہا تھا۔

"کیا ہوا حشام جواب دو--"

روحان نے اسکا گال تھپٹھپاتے ہوئیے کہا تھا لیکن روحان کے ہاتھ لگاتے ہی حشام صوفے پر ایک جانب ڈھلک گیا تھا۔

"بھائی کیا ہوا آپکو آنکھیں کھولیں--"

"حشام--- حشام آنکھیں کھولو--"

ہر طرف چخ و پکار تھی۔ حشام نے چینوں کی آواز سن کر آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ نہیں کر پایا تھا۔ تیز ابھرتا شور مدهم ہوا تھا۔ اور پھر ایک گھری خاموشی چھاگئی می تھی۔

شور کی آواز حانم کے سماعت سے ٹکرا رہی تھی۔

"یا اللہ خیر--"

وہ لپنا بھاری بھر کم لہنگا سنبھالتے ہوئیے یہد سے نجیے اتری تھی۔

ابھی وہ کمرے کے دروازے تک نہیں پہنچی تھی جب اچانک دروازہ کھلا اور ملازمہ اندر داخل ہوئی۔ اسکے باٹھ میں کھانے کی ٹرے تھی۔

Classic Urdu Material

”کیا ہوا ہے یہ آوازیں کس چیز کی ہیں--؟؟ سب ٹھیک تو ہے نا--؟؟“
حانم نے سنجیدہ لجے میں پوچھا تھا۔

”وہ جی چھوٹے سائیں کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے سب انہیں ہسپتال لے کر
گئیے ہیں--“
ملازمہ نے بتایا تھا۔

”کون چھوٹے سائیں ہیں؟؟“
حانم کو سمجھنے نہیں آئی تھی۔

”روحان کی بات کر رہی ہیں آپ؟؟“
حانم سوالیہ انداز لینے پوچھ رہی تھی۔

”نہیں جی-- میں حشام سائیں کی بات کر رہی ہوں--“
ملازمہ کی بات سن کر حانم سن سی رہ گئی تھی۔
اسے نہیں پتا تھا کہ حشام کو کیا ہوا تھا۔

”بی جان کماں ہیں؟؟“

”وہ جی نیچے ہیں-- باقی سب ہسپتال چلے گئیے ہیں--“
ملازمہ کو حانم سے ہمدردی ہوئی تھی اسکی شادی کے دن اتنی بڑی پیشانی آگئی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے آپ جائیں میں آتی ہوں--"

حanim نے اپنے بھاری ڈوپٹے کو سر سے آزاد کرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا تھا۔
اسے حالات کا کچھ کچھ اندازہ ہو رہا تھا۔

"بھی اچھا--"

ملازمہ سر کو ہلاتی جا چکی تھی۔ جبکہ پیچھے حanim کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اسکا نازک سادل
تیریزی سے دھڑک رہ تھا۔

تقرباً بیس منٹ بعد وہ سادہ سے حلیے میں لاؤنج میں بی جان کے پاس بیٹھی تھی۔ بی جان
کافی پریشان نظر آرہی تھیں۔ انکا جوان بیٹا تو بے ہوش ہو چکا تھا اور وجہ بھی نہیں معلوم تھی۔
بی جان کے دل میں سو طرح کے وسو سے سر ابھار رہے تھے۔ جنہیں وہ جھٹکتی دعا مانگنے میں
مشغول تھیں۔

"بی جان پریشان نا ہوں ان شاء اللہ سب ٹھیک ہوگا--"
حanim نے بی جان کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا تھا۔

"ان شاء اللہ"

بی جان اپنے آنسو ضبط کر رہی تھیں۔

Classic Urdu Material

"بیٹا تم نے دلمن کا جوڑا کیوں اتنا رہا۔۔۔ پہنچ رہتی بلکہ آرام کرو اپنے کمرے میں سب ٹھیک ہوگا۔"

لبی جان کچھ سنبلیں تو حانم کو اس حلیے میں دیکھ کر پیار سے کہا۔

"کوئی می بات نہیں لبی جان۔ میں ادھر ہی ٹھیک ہوں۔۔۔" حانم نے تسلی دی تھی۔

پورا گھر دلمن کی طرح سجا ہوا تھا۔

"غلام دین شاہ بیٹے کو فون ملاؤ اور پتا کرو حشام کیسا ہے اب۔۔۔"

لبی جان نے اپنے برسوں پرانے ملازم سے کہا تھا جو سر جھکائی سے ایک جانب کھڑا تھا۔

"جی لبی جان ابھی کرتا ہوں۔۔۔"

غلام دین نے حکم کی پیروی کی تھی۔

لبی جان جو ایک بلند حوصلہ خاتون تھیں صبر کیتے بیٹھی تھیں۔

ایک ہی پل میں سب بدل گیا تھا۔ خوشیوں والے گھر میں اب ایک گھری خوفناک خاموشی چھائی می تھی۔

روحان کا دماغ سائی میں سائی میں کر رہا تھا۔ وہ ہسپتال کی راہبری میں کھڑا تھا۔

وہاں موجود ہر شخص پریشان تھا۔ ابھی کچھ پل ہی گزرے تھے جب روحان کی جیب میں رکھا فون تمہر تھرا یا۔

یہ حشام کا موبائل تھا جسے وہ آتے ہوئے بے دھیانی میں صوف سے اٹھا لایا تھا۔
کسی ڈاکٹر راحیل کی کال تھی۔

روحان نے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے فون اٹھایا تھا۔

"مسٹر جبیل آپ آج پھر نہیں ہا سپیل آئے۔ آپ جانتے ہیں آپکی جان کو کتنا خطرہ اور
نا آپ اپنی روپرُس لائے ہیں۔ جو میں نے آپکو کہا تھا۔"

کسی مرد کی آواز ابھری تھی جسے سن کر روحان گنگ رہ گیا تھا۔

"ڈاکٹر راحیل--"

روحان کا نپتی آواز میں بولا تھا۔

"یس--" دوسری جانب سے کہا گیا تھا۔

"میں روحان جبیل ہوں-- حشام جبیل کا بھائی ہی--"

روحان خود پر ضبط کرتے راہداری سے نکل آیا تھا۔

باہر بارش ہو رہی تھی۔ جو ابھی بلکلی تھی۔ موسم خراب ہونے کی وجہ سے کچھی کچھی ڈاکٹر راحیل کی آواز مدھم ہو جاتی تھی۔

Classic Urdu Material

روحان اب پارکنگ ایریا میں آگیا تھا۔ ڈاکٹر راحیل اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔
جسے فتح ہوتے چھرے کے ساتھ روحان سن رہا تھا۔ اور پھر فون بند کر کے وہ گاڑی نکالنے کے
بعد تیز رفتاری سے اسے بھگاتے ہوئے گھر کی جانب جا رہا تھا۔

"بی بی جان کوئی بھی فون نہیں اٹھا رہا۔"

غلام دین نے اطلاع تھی۔

"یا اللہ رحم کر میرے مالک۔"

باہر بادلوں کی گرجنے کی زور دار آواز گونجی تھی۔
بی جان کا دل کانپ کر رہ گیا تھا۔

حانم خود ماؤف ہوتے ذہن کے ساتھ بیٹھی تھی۔ پیشانی اسکے چھرے سے جھلک رہی تھی۔

دس منٹ بعد پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز آئی تھی۔ غلام دین باہر کی جانب بھاگا تھا۔

"کیسے ہیں حشام بابا اب؟؟"

غلام دین بھیگے کپڑوں کے ساتھ اندر آتے روحان سے پوچھ رہا تھا۔

جبکہ روحان ان سنبھل کرتا حشام کے کمرے کی جانب بھاگا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ گیلی ہو چکی
شیروانی کے بُنْ کھول رہا تھا۔

روحان کو دیکھ کر حانم کو تھوڑا حوصلہ ہوا تھا۔

لیکن وہ جس انداز میں حشام کے کمرے کی جانب بڑا تھا حانم کو تشویش ہوئی تھی۔

پانچ منٹ بعد وہ ایک فائیل سمیت کمرے سے باہر نکلا تھا۔

"شاہ بیٹا حشام کیسا ہے؟؟"

بی جان نے پوچھا تھا۔

"وہ ٹھیک ہے بی جان آپ دعا کریں--"

روحان زبردستی مسکرا�ا تھا۔ حانم اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ حانم سے نظریں ملنے پر وہ نظریں چرا گیا تھا۔

اور باہر کی جانب لپکا۔ اسکے گیلے ہوچکے بال پیشانی پر پڑے تھے۔ چھرے کارنگ اڑا ہوا تھا۔

"میں آپکے ساتھ چلوں--؟"

حانم کی آواز پر روحان کے قدم ساکت ہوئے تھے۔

"یہاں بی جان اکیلی ہیں۔ تم ابھی بی جان کے پاس رہو۔"

روحان نے نرم لمحے میں کہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ اور اکیلی نہیں ہوں۔"

بی جان نے جواب دیا تھا۔

"ٹھیک ہے-- آپ جائیں میں بھول گئی تھی-- میں ادھر ہی رکتی ہوں--"
حانم کا جواب سن کر وہ تیز قدم اٹھاتا باہر کی جانب لپکا تھا۔

کبھی کبھی اچانک قیامت آجاتی ہے-- اس طرح وارد ہوتی ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں
سکتا ساری خوشیاں جیسے ملیا میٹ ہو کر رہ جاتی ہیں۔

روحان ڈاکٹر راحیل سے مل کر بار نکلا تھا۔ وہ سن دماغ اور ہمارے ہوئے سے جواری کی طرح
راہداری سے گزر رہا تھا۔

اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ جو اسکے کافوں نے سنا وہ سچ تھا۔۔۔؟؟
"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"

وہ بڑھایا تھا۔

حشام کو blood cancer تھا۔ کب سے تھا یہ وہ نہیں جانتا تھا اور نا حشام نے بھنک
پڑنے دی تھی۔

ڈاکٹر راحیل نے بتایا تھا کہ اکثر اسے سانس لینے میں دشواری ہوتی تھی۔ رات کو اسکا سانس اکھڑ
جاتا تھا۔

سینے میں اکثر درد رہتا تھا۔ اسکی صحت تیزی سے گرفتار ہی تھی۔

روحان کے ہاتھ میں اس وقت CBC کے ٹیسٹ کی روپرٹس تھیں جو حشام نے کروایا تھا۔

روحان کا دل چاہا تھا کہ وہ چیخنے چلائیے-- وہ کیوں اسکی تکلیف کو نہیں سمجھ پایا تھا۔
جانے کتنے سالوں سے وہ اس بیماری میں مبتلا تھا۔
پاکستان آکر ڈاکٹر راحیل کے کہنے پر اس نے دوبارہ ٹیسٹ کروائیے تھے۔

فائل کو گاڑی میں رکھنے کے بعد وہ کتنا ہی دیر تیز برسی بارش میں گاڑی سے ٹیک لگائیے کھڑا تھا۔ اسکے جسم کے ساتھ ساتھ جیسے اسکی روح بھی جل رہی تھی۔
کچھ آنسو اسکی آنکھ سے نکلے تھے اور بارش میں پانی میں مل کر بھسہ گئی۔

حانم نے فون کر کے حمدان صاحب کو سب بتادیا تھا۔ کچھ ہی دیر وہ سب لوگ گھر آگئے تھے۔

"میں ہسپتال جانا چاہتی ہوں--"

حانم نے جواد سے کہا تھا جس نے کچھ سوچنے کے بعد اسے ساتھ لے جانے کی حامی بھر لی تھی۔

اب بی جان کے پاس سب تھے۔

حمدان صاحب گھر سے ہی ہسپتال روانہ ہو گئیے تھے۔

کوئی بھی نہیں بتا رہا تھا۔ بی جان کا ڈر اور خوف بڑھتا جا رہا تھا۔

مذکور کو جب حشام کی بیماری کا پتا چلا اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلا گھونٹا تھا۔

ضیاء جبیل جیسے ڈھنسہ گئیے تھے۔

ہر شخص شدید صدمے کے زیر اثر تھا۔

حشام کو انتہائی نگمدشت کے یونٹ میں رکھا تھا۔ اسے آسیجن لگی ہوئی تھی۔

ڈاکٹر نے کہا تھا کہ وہ لوگ کافی لیٹ ہو گئے تھے لیکن وہ اپنی طرف سے حشام کا علاج کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

انہوں نے کہا تھا بلڈ کینسر کے مریض کبھی کبھی تو کافی عرصہ جی لیتے ہیں لیکن کبھی کبھی بہت جلد ختم ہو جاتے ہیں۔

"میرے بھائی کو کچھ نہیں ہونا چاہیئے۔"

روحان نے اپنے سامنے براجمان ڈاکٹر سے کہا تھا۔

"دیکھیے مسٹر جبیل امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں بھی ہر نو منٹ میں ایک انسان بلڈ کینسر

سے مر جاتا ہے۔ یہ تو پھر پاکستان ہے البتہ ہم پوری کوشش کریں گے۔"

ڈاکٹر کی بات پر روان بس انہیں دیکھ کر رہ گیا تھا۔

پورے جبیل خاندان میں ایک خوف و ہراس پھیل گیا تھا۔

ماہی کو اپنا آپ ختم ہوتا محسوس ہوا تھا۔ اسے یقین نہیں ہوا تھا۔

وہ بنا پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ جذبات و احساسات کو کس سے بیان کرے؟؟

وہ اندر ہی اندر رو رہی تھی۔ خاک ہو رہی تھی۔ وہ حشام کو دیکھنا بھی چاہتی تھی اور دیکھنے کی
ہمت بھی نہیں تھی۔

"تم مجھے یوں دھوکہ نہیں دے سکتا مسٹر حشام جبیل۔۔ سنا تم نے۔۔ تم دھوکے باز نہیں ہو
سکتے۔۔"

وہ موبائل میں اسکی تصویر دیکھتے ہوئے چلائی ہی تھی۔ اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

ضیاء جبیل کی طبیعت کافی خراب ہو گئی ہی تھی۔ جوان بیٹے کی بیماری کا سن کر وہ سسم
گئی ہے تھے۔ مدتحہ کو اور انہیں گھر بھج دیا تھا گیا تھا۔

ہسپتال میں موجود ہر شخص ایک دوسرے سے نظریں چرا رہا تھا۔

سب لوگ اپنے آپ کو قصوروار سمجھ رہے تھے حالانکہ ان میں سے کسی کا قصور نہیں تھا۔

سادے سے جوڑے میں بڑی سی چادر لپیٹے وی ہسپتال آئی تھی۔

راہداری میں رکھے صوفے پر روحانِ اکیلا بیٹھا تھا۔ اسکا سر جھکا ہوا تھا۔

حanim نے اسے اس طرح دیکھا تو اسکی جانب بڑھی۔

وہ اسکے پاس بیٹھ چکی تھی جبکہ روحان کو محسوس بھی نہیں ہوا تھا۔

حanim نے اپنا سرد ہاتھ روحان کے ہاتھ پر رکھا تھا۔ وہ ایک دم چونکا۔ چہرہ اٹھا کر دیکھا تو حanim کو اپنے پاس پایا تھا۔

"سب ٹھیک ہو جائیے گا پریشان نا ہوں"

وہ تسلی دے رہی تھی۔ روحان کی آنکھیں سرخ انگارہ تھیں۔ ان میں نی جھلملارہی تھی۔ وہ جانے کیسے خود پر ضبط کیتے بیٹھا تھا۔

"حشام میرا سب کچھ ہے۔"

وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا۔ حanim نے اسے کبھی اتنا دکھی اور سنجیدہ نہیں دیکھا تھا۔ وہ خود ڈر گئی تھی کہ حشام کی حالت جانے کتنی خراب تھی۔

حشام کے ساتھ پیرس میں گزارے وہ دن اسکی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے تھے جب وہ ایک اچھے سامعین اور ایک اچھے ہمدرد کی صورت میں موجود تھا۔

اس نے روحان کو نہیں بتایا تھا بتایا تھا کہ حانم زندہ تھی۔
وہ اسکی خوشی میں خوش تھا۔ ایک بار اپنی خواہش کا اظہار کرنے اور حانم کا انکار سننے کے بعد
اس نے کبھی حانم کو تنگ نہیں کیا تھا۔

وہ سطحی مرد ہرگز نہیں تھا۔ اسکی باتوں میں، اور اسکی ذات میں ایک ٹھہراؤ تھا۔ حانم نے اسے
شدت پسند نہیں پایا تھا

وہ مضبوط کردار کا مالک تھا۔ جانے اللہ نے اسے کس میں سے بنایا تھا کہ کبھی کوئی می شکوہ
نہیں کیا تھا اس نے
ہمیشہ روحان کا ساتھ دیا تھا۔

حانم نے آنکھیں بند کر کے صوفے سے ٹیک لگا لیا تھا۔ اسکا ہاتھ ابھی تک روحان کے ہاتھ پر
تھا۔

روحان کو اسکے ہاتھ کا سرد پن محسوس ہوا تھا جو ٹھنڈا اور موسم کی وجہ سے تھا۔ اس نے اپنے
دونوں ہاتھوں میں حانم کا نازک ہاتھ دبایا تھا۔ وجہ اپنے گرم ہاتھوں سے اسکے سرد پڑتے ہاتھ
کو گرمائی ش پہچانا تھا۔

بارش میں بھیگی رات آہستہ آہستہ سرکنے لگی تھی۔

لگھے دن شام کے وقت حشام کو ہوش آیا تھا۔ بی جان بھی ہسپتال میں موجود تھیں۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر سب سے ملا تھا۔ اس سے بولا نہیں جا رہا تھا لیکن پھر بھی حوصلے پر تھا۔

"مجھے یقین نہیں ہوتا کہ شامو کا کام مجھے دھوکہ دے سکتا ہے--"

روحان نے شکوہ کیا تھا۔ حشام مسکرا دیا تھا۔ پھر سی مسکراہٹ

"میں حانم سے ضروری بات کرنا چاہتا ہوں--"

حشام نے اپنی خواہش ظاہر کی تھی۔ روحان نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

حانم اسکی خواہش کا سن کر حیران رہ گئی تھی۔ رات بھر جانے کی وجہ سے اسکی آنکھوں میں گلابی پن ابھر آیا تھا۔ وہ کافی تھکلی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ کانپتے قدموں سے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ حشام کو اس طرح بستر پر لیئے دیکھ کر حانم کو دکھ ہوا تھا۔ ڈاکٹر ناجانے کن کن ٹیسٹوں کیلئے اسکی رگوں سے خون نکال رہے تھے۔

حانم کو اپنے سامنے دیکھ کر حشام کی آنکھوں میں ایک دم چمک ابھری تھی۔ وہ ہلکہ سا مسکرا دیا تھا۔

ساحروں والی مسکراہٹ

حائف اسکے بیڈ سے کچھ فاصلے پر رکھی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

"معاف کر دو مجھے میں نے آپکی زندگی کی سب سے حسین پل تباہ کر دیے ہیں--"

حائف نے ترپ کر اسے دیکھا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے-- آپ جلد ٹھیک ہو جائیں گے--"

حائف کی بات سن کر حشام کے لبوں پر استراہیہ مسکراہٹ ابھری تھی۔ وہ جیسے خود پر ہنسا تھا۔

"میں آپکو آج ایک کہانی سنانا چاہتا ہوں-- ایک خوبصورت کہانی--"

حشام کی بات پر حائف اچھی۔

"یہ کہانی ہے ہانی اور آرجے کی

یہ کہانی ہے انجل اور مون کی

یہ کہانی ہے ام حائف اور روحان جبیل کی

اور یہ داستان ہے زندگی کے سات پھروں کی

میں نے اپنی زندگی میں بہت سی کتابیں پڑھی ہیں عشق کی داستانیں لیکن آج میں

اپنی پسندیدہ داستان سنانے جا رہا ہوں کیا سنیں گی آپ

دو سلفائی بیس کی داستان

وہ پوچھ رہا تھا۔

جی--"

حائزہ نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"یہ کہانی جو ہانی اور آرچے سے شروع ہوئی میں ایک بہت ہی عجیب مورٹ سے۔۔

جس میں میں ناجانے کہاں سے شامل ہو گیا تھا۔۔۔؟؟

محبے خود سمجھ نہیں آئی ی--

ایک لڑکی کا پیدائی شی نشان۔ جس نے مجھے سالوں پاگل کیتے رکھا۔ مجھے باندھے رکھا۔ لیکن وہ

چمک وہ نشان میرے لیپتے نہیں تھا

میں جب بھی اسے دیکھنا چاہا اس نشان کی چمک نے مجھے نظریں جھکانے اور رخ موڑنے پر مجبور

کیا کہ مجھے دیکھنے کی اجازت نہیں

ہر کمانی میں ایک تیسرا ہوتا ہے لیکن میں حیران ہوں اس کمانی میں کسی تیسرے کو آنے ہی

نہیں دیا گیا

جب مکی نے آنے کی کوشش کی تو آرہے موجود تھا۔

جب میڈی نے آنے کی کوشش کی تو مومن موجود تھا

جب حشام نے آنا چاہا تو روحان جبیل دیوار بن کر کھڑا تھا

کسی تیسرے کو آنے ہی نہیں دیا گیا

دو لوگوں نے ایک دوسرے سے نفرت کی اور پھر محبت بھی

ناکوئی می تیسرا ان لوگوں کو بدظن کر سکا اور نا ہی ملا سکا

آپکو لگتا ہے کہ آرجے نے آپکے ساتھ غلط کیا تھا۔ لیکن اگر وایسا نہیں کرتا تو کیا ہوتا؟

کیا وہ کبھی آرجے سے روحان جبیل تک کا سفر طے کر پاتا

اللہ کچھ بندوں کو چن لیتا ہے جنہیں آزمایا جاتا ہے اور انہی کے ذریعے دوسروں کو امتحان میں ڈالا جاتا ہے۔

آپکو لگتا ہے کہ آپکے ساتھ برا ہوا؟ کیا کبھی آپ نے سوچا ہے کہ اگر ایسا نا ہوتا تو کیا ہوتا؟
اگر اللہ نے کسی اور کو چن لیا ہوتا تو کیا آج آپکو روحان ملتا۔؟ یقیناً نہیں اسی لڑکی کو ملتا جسے
اس کرب سے گزارا جاتا

آپ خوش نصیب ام حانم آپکو آزمایا گیا اور آزمائش اللہ اپنے پسندیدہ بندوں کی ہی کرتا
ہے

جو آرجے نے کیا وہ ایک سلفائیٹ کی طرف سے فطری عمل تھا۔

"وہ ہمیشہ کہتا تھا کہ انسان کو شدت پسند ہونا چاہیئے۔۔ امریکہ میں اسکا سکول ٹپر تھا جو کہتا تھا کہ فیل ہو جاؤ یا ٹاپ کر جاؤ۔۔ یہ پاس ہونے والے لوگ مجھے نہیں پسند۔۔"

اور یہ شدت پسندی اسکی شخصیت کا خاصہ بن گئی۔۔

وہ لکی والی بات جان کر دو طرح سے ہی رد عمل کاظمار کر سکتا تھا۔۔

وہ ایک سلفائی بیٹ ہے۔۔ جو یا تو بالکل خاموش رہتا۔۔ اسے فرق ہی نہیں پڑتا اور نمبر دو ویسا ہی کرتا جیسا آر جے نے کیا تھا

وہ عام لوگوں کی طرح نہیں تھا جو تھوڑا غصہ کرتا ناراض ہوتا یا پھر مان جاتا۔۔۔

اس نے وہی کیا جو اسکی فطرت میں تھا جو ہمارے نزدیک گناہ ہے۔۔۔

حانم غور سے اسے سن رہی تھی۔۔

"پانی۔۔"

حشام کا گلمہ خشک ہو چکا تھا۔

حانم نے اٹھ کر اسے گلاس میں پانی ڈال کر دیا۔

حشام نے گھونٹ گھونٹ پیا تھا۔

"مجھے لگتا تھا کہ وہ صرف ام حانم سے معافی مانگنا چاہتا ہے۔۔ اسکی محبت کا اندازہ بعد میں

ہوا۔۔

میں شرمندہ ہوں کہ میں نے اپنی پسندیدگی کی وجہ سے شادی کا کہا۔ حالانکہ مجھے اسکا کوئی میں حق نہیں تھا۔

پتا ہے جس دن اس نے نکاح کا ڈرامہ کیا تھا اسی دن اسکی زندگی سے ہر لڑکی نکل گئی تھی۔ اسے لگتا تھا کہ اسکا دل بھر گیا ہے۔ لیکن یہ معاملہ ہی کچھ اور تھا۔ جو مجھے بعد میں سمجھ آیا۔

دو سال پہلے میں حج پر گیا تو روحان سے کہا کہ چلو حج پر چلتے ہیں۔ اس نے کہا کہ "میں نے حanim سے کہا تھا نو سوچو ہے کھا کر بلی حج کو چلی۔ آج مجھے لگ رہا ہے کہ یہ محاورہ مجھ پر ہی فٹ ہوتا ہے۔ میرا ضمیز اجازت نہیں دیتا کہ وہاں جاؤں۔" شرم آتی ہے مجھے اللہ سے کسی کا دل دکھا کر کسی کو موت کے منہ میں دھکیل کر اس مالک کے گھر پر حاضری لگاتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے۔" اور پھر میرے بار بار کہنے پر بھی وہ نہیں گیا۔

لندن میں وہ اکیلا نہیں تھا۔ ام حanim کی یادیں اسکے ساتھ تھیں۔ اس نے شماں ل نیازی کے ہاتھوں خود کی جان کو گنوایا تھا۔ اور پھر ایلف کو نہیں اپنایا جو ایک بہترین لڑکی تھی۔ میں جب سوچتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کوئی اتنی محبت بھی کر سکتا ہے؟؟

اس داستان کے چھ پہر گزر چکے ہیں۔

نمبر ایک جس میں حانم اور آرجے کی ابتدائی زندگی تھی۔

نمبر دو جس میں وہ دونوں یونیورسٹی میں اکٹھے ہوئیے۔

نمبر تین جس میں حانم اندرھیروں کی دنیا کی بasi بنی، جس میں اس نے انجل کی زندگی

جی۔

نمبر چار جس میں آرجے کی تڑپ کا دور چلا، اس نے نگر نگر حانم کو ڈھونڈا۔

نمبر پانچ جس میں آرجے کو اندرھیروں کا بasi بنایا گیا اس سے اسکا سب کچھ چھین کر اللہ نے اسے انسان کی اوقات دکھائی۔

اور نمبر چھ جس میں وہ آرجے روحان جبیل بنا لوگوں کے دلوں کو فتح کیا۔ حانم کو دوبارہ پایا۔

اور اب-- نمبر سات سب سے خوبصورت پہر کا آغاز ہوا ہے-- جو سب سے مشکل بھی ہے اور سب سے حسین بھی۔

مشکل اس لیتے کہ روحان جبیل نے جو راستہ چنا ہے وہ سچائی کا راستہ ہے مشکلات سے بھرا ہوا۔ لیکن حسین اس لیتے ہے کہ آپ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہو۔

ہر مشکل میں ہر قدم پر اور ہمیشہ ساتھ رہو گے۔

حانم کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔ اسکے لب کپکپائیے تھے۔ لیکن وہ کچھ بول نہیں پائی تھی۔

"میری ایک آخری خواہش ہے-- کیا آپ اسے پورا کریں گی؟؟
حشام نے بات پر حانم نے ترپ کر اسے دیکھا تھا۔

"روحان جبیل کا ساتھ کبھی بھی مت چھوڑنا ام حانم____ اس نے اپنی زندگی میں بہت
تکلیف برداشت کی ہے____ اسکا ہر قدم پر ساتھ نہ جانا____ شاید میں نہ رہوں اسکی مشکل میں
اسے حوصلہ دینے کیلئے____ اسکے پاس صرف آپ رہو گی____ صرف آپ____ ح سے شروع
ہو کرم پر ختم ہونے والی حانم____ م یعنی محبت____ جو لوگ محبت پر ختم ہو جاتے
اور آپکا نام بھی م پر ختم ہوتا____ حانم کی انتہا بھی محبت ہی ہے____ وعدہ کریں مجھ
سے____ آپ روحان کا ہمیشہ ساتھ نہجاؤں گی____ !!"

"میں وعدہ کرتی ہوں-- ہمیشہ ساتھ نہجاؤں گی--"
حانم نے روتے ہوئے مشکل سے جواب دیا تھا۔ حشام کے اندر سکون سا اتر گیا تھا۔
اسے بس یہی چاہیئے تھا۔ اور اسے پورا یقین تھا حانم ساتھ نہ جانے والوں میں سے تھی۔



"میں وعدہ کرتی ہوں-- ہمیشہ ساتھ نہجاؤں گی--"

حاجم نے روتے ہوئے مشکل سے جواب دیا تھا۔ حشام کے اندر سکون سا اتر گیا تھا۔ اسے بس یہی چاہیتے تھا۔ اور اسے پورا یقین تھا حاجم ساتھ نہ جانے والوں میں سے تھی۔

حشام نے سکون سے آنکھیں موندھ لی تھیں۔ شاید اس سے مزید بولا نہیں جا رہا تھا۔ حاجم کپکپاتے لبوں اور گلابی آنکھوں سے اپنے سامنے پڑے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو شہنشاہوں جیسا مزاج رکھتا تھا۔

جو پیرس میں ایفل ٹاور کے قریب اگر رک کر ایک نظر کسی کو دیکھ لیتا تھا تو اسے پستھر کا بننے پر مجبور کر دیتا تھا

”حش۔۔۔ شام۔۔۔“

ٹوٹے پھولے الفاظ اسکے لبوں میں دم توڑ گئیے تھے۔

”کچھ لوگوں کے منہ سے اپنا نام سننا بہت اچھا لگتا ہے۔۔۔“

حشام نے آنکھیں کھولی تھیں۔ اسکی پلکیں نم تھیں۔

”اب آپکو جانا چاہیئے۔۔۔ ورنہ سانس لینا مشکل ہو جائیے گا“

وہ زبردستی مسکرا یا تھا۔ حاجم کو اپنا آپ لرزتا محسوس ہوا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی اور دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئیے تھے۔

وہ لرکھ رہا تھا قدموں سے کمرے سے باہر آئی تھی۔ حاجم کا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔

"خانم تم ٹھیک ہو--؟"

روحان جو باہر انتظار کر رہا تھا خانم کو یوں لڑکھراتے دیکھا تو اسے کندھوں سے تھامتے ہوئیے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں--"

خانم نے دھرکتے دل کے ساتھ جواب دیا تھا۔

"تمہیں گھر جانا چاہیئے خانم-- مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔ تم کافی کمزور نظر آرہی ہو--"

روحان فکرمندی سے کہہ رہا تھا۔

خانم واقعی بہت تھک گئی تھی۔ پہلے شادی کی تھکن اور اب کل سے وہ ہسپتال میں ہی تھی۔ ٹھیک سے کھا نہیں پائی تھی اور اوپر سے پریشانی۔

"ٹھیک ہے--"

خانم نے جانے کیلیئے حامی بھری تھی۔ وہ مزید یہاں نہیں رک سکتی تھی۔ اسے رونا آرہا تھا۔

"تم بیٹھو یہاں میں جواد کو بلاتا ہوں--"

حشام نے اسے صوفے پر بٹھاتے ہوئیے کہا تھا اور خود باہر کی جانب قدم بڑھا دیئیے۔

Classic Urdu Material

"تمیں کھانے پر توجہ دینی چاہیئے۔ مجھے تم سے اس بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔"
روحان اسے زبردستی کھانا کھلا رہا تھا۔ جبکہ حشام نخرے کر رہا تھا۔

"تم ہونا۔۔ سمجھدار انسان۔۔"
حشام مسکرا�ا تھا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا۔۔"
روحان نے اسے گھوری سے نوازا۔

"میں بھی سنجیدہ ہوں۔۔"
حشام کی آنکھوں میں شرارت تھی۔

"دیکھو شامو کا کا زیادہ Over acting کی ضرورت نہیں ہے۔۔ یہ نخرے اپنی بیوی کو دکھانا مجھے نہیں۔۔ میں تمہاری بیوی نہیں ہوں۔۔"
روحان چڑ گیا تھا۔ جبکہ حشام اسکی بات سن کر ہنس دیا تھا۔
اسے روحان کا یہ انداز بہت پسند تھا۔

ماہی نے یہ منظر کمرے کے باہر سے دیکھا تھا۔ شیشے کے اسے پار فاصلہ کم تھا اسکے اور حشام کے درمیان لیکن اس میں یہ فاصلہ مٹانے کی ہمت نہیں تھی۔

Classic Urdu Material

وہ نم آنکھیں لیتے اسے دیکھ رہی تھی۔ حشام کو ہنستا دیکھ کر وہ بھی مسکرا دی تھی۔ اور اسکی حالت دیکھ کر پھر سے رو دی تھی۔

کچھ دیر بعد روحان کمرے سے باہر نکلا تو وہ رخ بدل کر کھڑی ہو گئی تھی۔ ڈوپٹے کی مدد سے آنکھوں میں امڑتے آنسوؤں کو صاف کیا۔

"یوں رونے سے کیا ہو گا؟"

عقب سے روحان کی آواز ابھری تھی۔ ماہی ایک دم اچھلی۔

"کب-- میں تو نہیں رو رہی--"

وہ بڑھا دیا۔

"ایک بار بات کر لیں اس سے-- اچھا لگے گا--"

وہ کہہ کر رکا نہیں تھا جا چکا تھا جبکہ ماہی ایک بار پھر حشام کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔ جواب آنکھیں موندھے لیٹا تھا۔

"تو مجھ کو بھولتا ہی نہیں

میں نے کوشش رہی سی کملی"

"یہ مت کہنا کہ ماہین حمدان مجھے معاف کر چکی ہے--"
حشام اسکی موجودگی کو محسوس کر چکا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیتے ہی جواب دے رہا تھا۔
ماہی اسکی بات سن کر حیران ہوئی تھی۔

"میں چاہتا ہوں کہ ماہین حمدان مجھے کبھی معاف ناکرے بلکہ نفرت کرے"

"ماہین حمدان تو بس محبت کرنا جانتی ہے اس نے اور کچھ سیکھا ہی نہیں"

حشام نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔ ان آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔ الہی
چمک

کچھ دیر تک گھری خاموشی چھائی رہی تھی۔ حشام اسے دیکھتا رہا تھا۔ پھر وہ پلٹی اور کمرے
سے باہر نکل گئی تھی۔

"ابھی کچھ دیر میں محسن وہ پتھر ٹوٹ جائیے گا
میں اسکی سرد مری پر محبت مار آیا ہوں"

کبھی کبھی ہماری تمام دعائیں جیسے آسمان تک پہنچ ہی نہیں پاتیں امیدیں جیسے ٹوٹ جاتی
ہیں کچھ ایسا ہی سید جبیل خاندان میں ہوا تھا

پچھلے دو دنوں ٹھیک گزرے تھے جبکہ شام سے حشام طبیعت بگڑ گئی تھی۔ اسے سانس نہیں آرہا تھا

سینے میں شدید درد تھا اور پھر وہی ہوا تھا جس سے ہر شخص ڈر رہا تھا
وہ چلا گیا تھا ہمیشہ کیلئے کبھی نا واپس آنے کیلئے روحان اسکے پاس تھا جب
اسکی روح نے پرواز کیا تھا

قیامت کا لمحہ تھا۔ اسکے چہرے پر پسینہ اور اسکی ٹوٹی سانسیں روحان جبیل کو پتھر کا بنا گئی تھیں۔

"حشام تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔ سنا تم نے۔ تم دھوکا نہیں دے سکتے ہمیں!!"

لیکن جانے والے کب پلٹتے ہیں، وہ کب آہیں سنتے ہیں انہیں کب ترس آتا ہے سکیوں پر انہیں تو بس جانا ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کو جانے کی بہت جلدی ہوتی ہے۔ اور حشام جبیل ان میں سے ایک تھا

روحان جبیل کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ باہر بادل زور سے گرجا تھا اور اندر جیسے روحان جبیل کا دل پھٹ گیا تھا۔

وہ حشام جبیل کے بے جان وجود سے لپٹ گیا تھا۔
راہداری میں پریشانی سے ٹھملتی اور دعائیں مانگتی ماہی نے ایک پکار سنی تھی۔

ڈاکٹر معذرت کرنے کے بعد جا چکے تھے۔

ماہی کے ہر طرف گھٹی گھٹی سکیاں گونج گئی تھیں۔

ماہی کو لگا تھا وقت رک گیا تھا۔

اس نے شیشے کے پار حشام کے بے جان وجود کو ایک نظر دیکھا تھا۔ مذکورہ اس سے لپٹی ہوئی تھی۔

لبی جان جیسے بے جان ہو چکی تھیں۔

ہر شخص کے چہرے پر خوف پھیل گیا تھا۔

"میں تمہیں یہی ملوں گا۔ آج کے دن اسی وقت۔"

ایفل ٹاور کے قریب وہ جادوگر سحر پھونک رہا تھا۔

ماہی کا دل ڈوب گیا تھا۔

دس سال بے لوس محبت کی تھی اس نے حشام جبیل سے۔۔ کہہ دینا آسان ہے۔۔ کوئی میں گزارے تو پتا چلے۔۔ اور اس سال وہ سب کو چھوڑ گیا تھا۔

وہ شخص جتنا مضبوط تھا اتنا ہی کمزور ثابت ہوا تھا۔ نا وہ اپنی خوشی پوری کر سکتا تھا، نا لبی جان کی اور ناماہی کی۔

وہ کسی کو دکھ دینا نہیں چاہتا تھا لیکن وہ آج سب کو ایک گرازخ دے گیا تھا۔

"بھائی می اٹھ جائیں نا۔ آپ تو کبھی اتنی کسی کو پریشان نہیں کرتے تھے۔ کبھی کسی کو رونے نہیں دیتے تھے۔ آج سب رو رہے ہیں آپ انھیں آنکھیں کھولیں۔ دیکھیں نا۔ سب آپکی وجہ سے پریشان ہیں۔"

مدتھے جیسے پاگل ہو گئی تھی۔ ارحم سے اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔

ماہی نے ایک نظر بی جان اور ضیا، جبیل کو دیکھا جنکی زندگی کی جمع پونجی جیسے لٹ گئی می تھی۔

بی جان ضیا، جبیل کے سینے سے سر ٹکائی سے رو رہی تھیں۔

"چپ کر جاؤ سب۔ حشام سورہا ہے۔ اسے نیند آئی ہے۔"

روحانِ دبی آواز میں چلا یا تھا اور پھر اسکے سربانے کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھا تھا۔ اسکے خوبصورت ہاتھوں کو تھام رکھا تھا۔

اس شخص کے درد کا اندازا تو ماہی بھی نہیں لگا سکتی تھی۔ جو بچہ پیدائیش کے بعد چار سال تک خاموش رہا تھا۔ جب وہ بولا تو پہلا لفظ اسکی زبان نے "حشام" ادا کیا تھا۔ اور حشام آج اسے چھوڑ گیا تھا اسکا مرا یقینی تھا۔

وہ شخص جو اپنی ماں کے مرنے پر نہیں رویا تھا۔ وہ اب حشام کے پہلو میں بیٹھا اسے اٹھنے کی گزارشیں کر رہا تھا۔

ایک دم سب کچھ ساکت ہوا تھا۔ ماہی نے اپنا دھڑکتا دل بند ہوتے محسوس کیا تھا۔
اسکی سماught جواب دے گئی تھی۔ اسکا دماغ سن ہو چکا تھا۔ وہ تو حشام سے محبت کی
دعوے دار تھی--

وہ جا چکا تھا اور وہ اب تک زندہ تھی۔

"ماہی--"

کسی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ پلٹی تھی۔
حانم اسکے پاس کھڑی تھی۔ بھیگی پلکیں لیتے اسکے نازک ہونٹوں پر خشکی تھی۔ اسکے چہرے
پر جیسے ویرانی تھی۔

"ہانی-- وہ-- وہ حشام--"

ماہی کے لب پھر پڑائیے تھے۔

"حوالہ کرو ماہی--"

جانے یہ الفاظ حانم کے منہ سے کیسے ادا ہوئے تھے۔

"وہ ہمیں چھوڑ کر نہیں جا سکتا نا۔۔ وہ زندہ ہے نا۔۔ حشام زندہ ہے نا۔۔"

ماہی نے حانم کو کندھوں سے پکڑ کر جھنخھوڑا تھا۔ حانم نے پھوٹ پھوٹ کر روڈی تھی۔

Classic Urdu Material

"بولو نا۔۔ حشام کو کچھ نہیں ہوا۔۔ حشام زندہ ہے نا۔۔"
وہ ہزیانی انداز میں چلائی می تھی۔

"وہ ٹھیک ہے نا۔۔ وہ زندہ ہے۔۔ بولو نا۔ وہ زندہ ہے۔۔"
آہستہ آہستہ ماہی کی آواز مدھم ہوگئی می تھی۔ وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی می تھی۔ اسکا وجود
ہو لے ہو لے کانپ رہا تھا
اسکے دماغ ماننے سے انکاری تھا کہ وہ حشام جا چکا تھا۔

نا آسمان پھٹا تھا اور ناہی زمین ہاں البتہ آسمان رو ضرور رہا تھا

"حشام کو کچھ نہیں ہوا۔۔ حشام زندہ ہے۔۔۔ حشام زندہ ہے۔۔"
ماہی کی زبان حشام کا ورد کر رہی تھی۔
جانم اسکے ساتھ نیچے بیٹھ گئی تھی۔

"چپ کر جاؤ نا سب لوگ۔۔ میرا حشام سویا ہوا ہے۔۔"
اندر روحان حشام کے چھرے کو تکتے ہوئے سب کو چپ کروا رہا تھا۔

"بولو نا۔۔ حشام ٹھیک ہے نا۔۔ سب سے کہہ دو خاموش ہو جائیں۔۔ اسے تنگ نا کریں۔۔"
باہر ماہی اس سب سے خاموش ہونے کی التجا کر رہی تھی۔

ان دو لوگوں نے ایک شخص سے جیسے عشق کیا تھا۔ اسکی ذات سے اسکے کردار سے

"إِنَّا سَوْءٌ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ"

سید جبیل نے آگے بڑھ کر حشام کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں اچھے بند کیا تھا۔
روحان نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اپنے باپ کی طرف دیکھا جو رو رہے تھے۔

اور پھر جیسے اندر ہیرا چھا گیا تھا۔۔ ماہی کو سب پس منظر میں جاتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ حواس
کھو رہی تھی اور پھر کچھ دیر بعد ہر طرف مکمل اور گھری خاموشی چھا گئی می
تھی !!

"بچھڑا اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص بھرے شہر کو ویران کر گیا۔"

وہ ایفل ٹاور کے سامنے پیٹھی تھی۔ آج ایک ماہ ہو گیا تھا۔
ماہی نے نم آنکھوں سے ایفل ٹاور کو دیکھا تھا۔ جماں وہ شخص پہلی بار اس سے ملا تھا اور پھر
یہیں ملنے کا وعدہ کیا تھا۔

اسے وہاں ہنسنے مسکراتے لوگ محبت کے پنجھی کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔
اسے اپنے سامنے وہ شخص کھڑا نظر آ رہا تھا جو اس کا سب کچھ تھا۔

وہ دونوں اسکے سامنے کھڑے تھے۔ مہین حمدان اور حشام جبیل۔۔۔
وہ دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ ایک شخص کی آنکھوں میں پاگل پن تھا تو دوسرا تھوڑا بیزار تھا۔۔۔

"میں تمہیں یہی ملوں گا"

جانے اس نے یہ جملہ کیوں کہا تھا۔

وہ آج تک سمجھ نہیں پائی می تھی۔ اسکے اجزی حالت اور ویران آنکھوں پر پیرس بھی اداس ہو گیا
تھا۔

لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔ وہ آج ہی پیرس آئی می تھی۔ یہ ایک محیہ اس نے پاکستان میں
کیسے گزارا تھا یہ بس وہی جانتی تھی۔

کچھ دکھ ناقابل بیان ہوتے ہیں۔۔۔ کچھ حداثے ناقابل فراموش ہوتے ہیں۔۔۔
ماہی کا دکھ کوئی می نہیں لکھ سکتا تھا۔۔۔ وہ زندہ تھی لیکن زندگی تو جیسے روٹھ گئی می تھی۔

"ماہی چلو اٹھو بہت دیر ہو چکی ہے۔۔۔"

ایلا نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا تھا۔ اس سے ماہی کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔
ماہی بنا کوئی می ضد کیتے اٹھ گئی می تھی۔ اور ایلا کسی روبوٹ کی طرح پکڑ کر اسے وہاں سے
لے گئی می تھی۔

حانم چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ کمرے میں نیچے قالین پر روحان بیٹھا تھا اسکے ہاتھ میں حشام کی تصویر تھی۔ مسکراتا ہوا حشام جبیل۔

روحان اس سے باتیں کر رہا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر حانم کا دل جیسے پھٹتا تھا۔ لیکن وہ پچھلے ایک مہینے سے یہی منظر دیکھتی آ رہی تھی۔

روحان جبیل دوسروں کے سامنے کتنا ہی مضبوط اور سمجھدار کیوں نا نظر آتا ہو۔ لیکن اکیلے میں وہ یہی کام کرتا تھا۔ حشام سے باتیں

حانم کبھی اسکے اس کام میں دخل اندازی نہیں کرتی تھی۔ لیکن آج وہ روحان کی طرف بڑھی تھی۔

وہ چائے کا کپ میز پر لکھنے کے بعد روحان کے ساتھ نیچے بیٹھ گئی تھی۔ اور غور سے حشام کی تصویر دیکھنے لگ گئی تھی۔

"حشام آپ سے زیادہ پیارے تھے۔۔ ہیں نا۔۔؟؟" وہ عام سے لجے میں پوچھ رہی تھی۔

روحان نے کوئی می جواب نہیں دیا تھا۔ اس نے حشام کی تصویر کو سینے سے لگالیا تھا۔

حانم نے ہاتھ بڑھا کر وہ فوٹوفریم روحان کے ہاتھ سے لیا تھا۔ جس پر روحان نے چونک کر حانم کو دیکھا تھا۔

"کچھ لوگوں سے باتیں کرنے کیلئے ہمیں چیزوں کی ضرورت نہیں پڑتی--"
وہ مسکرائی می تھی۔

"کچھ لوگ یہاں بستے ہیں-- ہنسنے مسکراتے ہیں-- کچھ لوگوں کو مسکن یہ ہوتا ہے--"
اس نے روحان کے سینے پر دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے ہوئی سے کہا تھا۔
روحان نم آنکھیں لیتے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ یہاں جھانک کر دیکھیں وہ آپکو یہاں ملے گا"

حانم کی بات سن کر روحان نے آنکھیں بند کی تھیں۔

"مسٹر سلفائیٹ تماری آنکھوں میں آنسو اچھے نہیں لگتے--"
حشام جبیل اسے چڑا رہا تھا۔ روحان نے فٹ سے آنکھوں کھول دی تھیں۔

"کچھ لوگ ہمارے اندر بستے ہیں-- وہ ہم سے دور کچھی نہیں جاتے-- اور بھول گئی سے آپ
جب ام حانم کو آپ نے مردہ سمجھا تھا کیا وہ آپکو چھوڑ کر گئی تھی--؟؟ وہ ہمیشہ
آپکے ساتھ رہی تھی نا۔ یقین کریں حشام ہمیشہ آپکے ساتھ رہے گا۔"
حانم نے روحان کا ہاتھ کو تھامتے ہوئی سے کہا تھا۔

روحان نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی نم آنکھوں سے لگایا تھا۔
اور اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ حانم مسکرا دی تھی۔

وہ اسکے درد کو کم نہیں کر سکتی تھی لیکن بانٹ تو سکتی تھی نا۔۔ اور وہ ایسا ہی کر رہی تھی۔

وہ بی جان کے کمرے میں انکے گھٹنوں سے ٹیک لگائیے بیٹھا تھا۔ بی جان صوفے پر بیٹھی تھیں۔

باہر چمکیلی دھوپ نکلی تھی لیکن ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں میں حاشام کی جگہ نہیں لے سکتا بی جان۔۔ لیکن میں Try کروں گا کہ اس جیسا بن سکوں۔۔"

وہ کافی حد تک بہتر اردو بول رہا تھا۔

اسکا الجہ بڑش تھا۔

"تمہیں پتا ہے بیٹا ۔۔ حشام کہا کرتا تھا کہ اس حوالی میں اسکی دلمن بن کر ایسی لڑکی آئیے گی جو اس حوالی کی شان و شوکت کا مقابلہ کرسکے۔۔ جو پروقار ہو ۔۔ اور مجھے اپنے حشام کیلیئے ایسی لڑکی مل چکی ہے، اب تم میرے لیئے حشام ہو جاؤ اس لڑکی کو لے آؤ ۔۔ جسکی تلقین تمہیں حشام نے کی ہے"

بی جان نم آنکھوں اور بھیگے لجھے میں کہا تھا۔

جوڑن نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا تھا۔

بی جان اسکے بالوں کو سہلا رہی تھیں۔ وہ آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

جورڈن کو حشام کے انتقال کی خبر ایلا نے دی تھی۔ جسے سن کر وہ دنگ رہ گیا تھا۔ جسے وہ خود اپنے ہاتھوں سے مارنا چاہتا تھا وہ شخص تو خود ہی دنیا چھوڑ گیا تھا۔
وہ پاکستان آگیا تھا۔

جب وہ حولی پہنچا تو ضیاءِ جلیل اس سے لپٹ کر روئیے تھے۔
جورڈن کا دل سخت نہیں تھا بلکہ وہ بد لے کی آگ میں اتنا سخت دل بن گیا تھا۔
اس نے ایک بار ماہی کے اسکی ماں کے واسطہ دینے پر ہاتھ سے پسٹل پھینک دیا تھا۔

وہ آنا نہیں چاہتا تھا لیکن ناجانے کیوں وہ آگیا تھا۔

اور بی جان کو دیکھ کر اسے اپنی ماں یاد آگئی می تھی۔

وہ ایک دم ڈگیا تھا اسے لگا تھا اسے دھتکار دیا جائیے گا
لیکن نہیں بی جان نے آگے بڑھ کر اسکی پیشانی پر پیار کیا تھا۔

وہ اسکا بھی بیٹا تھا۔ سگانہ سی سوتیلا ہی سی۔

حشام نے مرنے سے پہلے بی جان کو سب بتا دیا تھا اور وعدہ کیا تھا بی جان جورڈن کو اپنا بیٹا ہی سمجھیں گی۔

اس نے ساری زندگی یتیمی میں گزاری تھی

اور پھر بی جان جانتی تھی نفرت کو نفرت سے نہیں محبت سے ختم کیا جاتا ہے۔

سید جبیل نے بھی جورڈن کو کھلے دل سے قبول کیا تھا۔

حشام خود تو چلا گیا تھا لیکن خاندان کی خود ساختہ روایات پر کاری ضرب لگا کر گیا تھا جنہوں نے مار تھا کی جان لے تھی۔

ضیاء جبیل کو کبھی خوش نہیں ہونے دیا تھا۔

بی جان کو اداس رکھا تھا۔ حشام کو باندھ کر رکھا تھا۔ جنہوں نے ماہی کا دل توڑا تھا۔

اسکی موت ایک بہت بڑا پیغام چھوڑ گئی تھی جسے سب پورا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں بی جان میں حشام کی ہر خواہش کو پورا کروں گا۔"

جورڈن نے صدق دل سے وعدہ کیا تھا۔ اور بی جان نم آنکھیں لینے مسکرا دی تھیں۔

"مسٹر آر جے عرف سلفائی یٹ۔ آپ سے ملنے کوئی ہی آیا ہے۔ جلدی تشریف لے آئیں۔"

جورڈن نے اسٹڈی روم میں کتابوں کے درمیان بیٹھے روحان سے کہا تھا۔

روحان نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ اسکا انداز بالکل حشام جیسا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر اسے تکتا رہا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"

جورڈن نے سوالیہ نظروں سے پوچھا تھا۔

روحان نے سر سے پاؤں تک اسے دیکھا تھا۔ وہ کافی حد تک حشام سے مشابہت رکھتا تھا۔ وہ اچانک اپنی جگہ سے اٹھا اور جورڈن کی طرف بڑھا تھا۔

جورڈن کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے کیوں دیکھ رہا تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا روحان نے اسکے لگے میں اپنے بازو ڈال دیئیے تھے۔ بالکل ویسے ہی جیسے وہ حشام کے ساتھ کیا کرتا تھا۔

اب وہ اس سے لپٹا کھڑا تھا۔ اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"حشام نے کہا تھا وہ ہمیشہ اسکے ساتھ رہے گا"

اور آج روحان کو اسکی بات کی سمجھ آئی تھی۔ وہ دونوں بھائی می تھے اور ایک دوسرے سے بہت مماثلت رکھتے تھے۔

جورڈن اسکی اس حرکت پر دنگ رہ گیا تھا۔

"بہت بہت شکریہ جورڈن تم اس حوالی میں آئیے ہو۔"

روحان نے اس سے الگ ہوتے ہوئے کہا تھا۔

"یہ ایک لمبی بات ہے۔ جس میں میرا معافی مانگنا بھی بتتا ہے لیکن اس وقت تم سے کوئی ملنے آیا ہے۔ جاؤ پہلے مل لو۔"

"ٹھیک ہے--"

روحان اشبات میں سر ہلاتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

روحان لاونج میں آیا تو حانم صوفے پر بیٹھی تھی اور اسکے پاس وہیل چیئر پر ایک لڑکی بیٹھی تھی جسے دیکھ کر وہ حیران رہ گیا تھا۔

"شمائل نیازی-- اور بھی ملتان میں"

روحان کو یقین نہیں آ رہا تھا وہ وہیل چیئر پر تھی۔

روحان کو دیکھ کر اسکی آنکھوں میں نمی ابھری تھی۔

"میں تم سے معافی مانگنے آئی ہوں-- میں نے اپنی ضد اور انا میں تمہاری جان لینے کی کوشش کی تھی اور اپنی طرف سے لے بھی چکی تھی-- لیکن میں بھول گئی تھی یہ دنیا مکافات عمل ہے۔ دیکھو آج میں چلنے کے قابل نہیں میں خود کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا--"

وہ ندامت و شرمندگی لینے کہہ رہی تھی۔

"آپکو کیا لگتا ہے مس شمائل نیازی کہ مجھے خبر نہیں ہو گی میرے ساتھ یہ حادثہ کس نے کروایا تھا--؟"

روحان کی بات پر وہ چونکی تھی۔

"ٹھیک ہونے کے بعد میں نے سب سے پہلا کام یہی کیا تھا اور سراغ بھی لگا لیا تھا۔ لیکن جب پتا چلا کہ اس حادثے کے پیچھے تمہارا ہاتھ تھا تو خاموش ہو گیا اور معاف کر دیا۔۔ شاید تم اپنی گلہ ٹھیک تھی۔۔"

شمائل اسکی بات سن کر دنگ رہ گئی تھی۔ اسے یقین نہیں ہوا تھا کہ اسکے سامنے بیٹھا شخص آر جے ہی تھا۔

"میں آر جے نہیں ہوں۔۔ آپکا تعلق اور دشمنی آر جے سے تھی۔ میں روحان جبیل ہوں مجھ سے نا آپکا کوئی تعلق ہے اور نا کوئی دشمنی۔۔" وہ جیسے اسکی سوچ پڑھ گیا تھا۔

شمائل کے پاس کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔
برے حادثے بڑے بڑے لوگوں کا غرور تواریخیتے ہیں۔
اور شمائل نیازی بھی منہ کی کھاچکی تھی۔

"تم میں اب واپس آجانا چاہیئے روحان بیٹا النور کو تمہاری ضرورت ہے"

ڈاکٹر باسط اسے لندن واپس جانے کا کہہ رہے تھے۔ سب کچھ ادھورا تھا۔
یہاں ملتان کی زمین میں حشام دفن تھا۔ روحان کا دل نہیں کرتا اس شہر کو چھوڑ جانے کو۔

"میں کوشش کروں گا--"

"کوشش نہیں تم میں جلد آنا ہوگا-- اور حشام مجھی تو یہی چاہتا تھا ناکہ تم بہت آگے جاؤ"

"جی--"

روحان نے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے کہا تھا۔

"مجھے امید ہے تم سب سنہال لو گے کیونکہ تم اب حشام ہو--"

روحان نے اپنے سامنے کھڑے جوڑن سے کہا تھا۔

وہ اور حانم لندن واپس جا رہے تھے۔

"اپنے حشام پر پورا بھروسہ رکھو۔ سب ٹھیک ہو جائیے گا--"

اس نے مسکرا کر یقین دلایا تھا۔

بی جان نے حانم کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔

وہ انکے حشام کی پسند تھی اور انکے شاہ بیٹے کی بیوی--

بی جان کو وہ ہر لحاظ سے عزیز تھی۔

ایک بو جھل شام میں ڈھیروں دعاؤں کے حصار وہ دونوں لندن کیلیئے روانہ ہو چکے تھے۔

وہ کلف لگے سفید کپڑے پہنے، کندھوں پر سیاہ چادر پھیلائیے لاؤنج میں اس دیوار کے سامنے کھڑا تھا جس پر ایک تصویر لگی تھی۔

حشام جبیل کی تصویر،

وہ بھی کلف لگے سفید کپڑوں میں ملبوس تھا، کندھوں پر چادر پھیلائیے، ٹانگ پر ٹانگ جمائیے وہ خوبصورتی سے مسکرا رہا تھا۔ آنکھوں میں الوہی سی چمک تھی۔ تصویر کے باہر کھڑا حشام تصویر کے اندر موجود حشام کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

"دیکھو آج میں نے بہت کچھ سنہمال لیا ہے۔ جیسا تم چاہتے تھے۔۔۔ تم نے اپنی آخری خط میں جو جو کہا تھا میں نے ویسا ہی کیا ہے۔۔۔ بس ایک کام رہ گیا ہے۔۔۔ سب سے اہم کام۔۔۔ میں کل پیرس جا رہا ہوں۔۔۔ تم دعا کرنا کہ وہ مان جائیے۔۔۔"

وہ تصویر سے مخاطب تھا۔

واقعی اس نے سب سنہمال لیا تھا۔ علاقے کے معاملات۔۔۔ گردی پر بلیٹھنے کے معاملات، سید جبیل اس سے بہت خوش تھے۔

"تمہیں پتا ہے انسان زندہ ہوتے ہوئیے دنیا قبض کرتا ہے اور تم نے مر کر سب کچھ فتح کر لیا۔"

وہ نم آنکھیں لیتے کہ رہا تھا۔

وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا۔ وہ روحان اور حanim کو ملوا گیا تھا۔

وہ بی جان اور سید ضیاء جبیل کے درمیان کی سرد مہری کو ختم کر گیا تھا۔

وہ اسے اس خاندان کا حصہ بنانے لگا تھا۔

وہ سید جبیل کو انکی خود ساختہ روایات سے باہر نکلنے پر مجبور کر گیا تھا

اس نے کیا خاص کام کیا تھا؟ کچھ بھی نہیں۔ اس نے صرف محبت کی تھی۔
ہر شخص سے۔ انسان سے محبت کی تھی اس نے۔ اور آج محبت نے اسے فاتح بنادیا تھا۔

"حشام بیٹا۔"

عقب سے بی جان کی آواز ابھری تھی۔

وہ چونک کر سیدھا ہوا۔

"جی بی جان۔؟"

وہ انکی طرف بڑھا تھا۔

Classic Urdu Material

"میرا بیٹا اہم مقصد کیلیتے جا رہا ہے-- اللہ اسے کامیاب کرے-- آمین--"
بی جان نے اسکا صدقہ اتارا تھا۔ انکی آنکھیں جھلمنلا رہی تھیں۔

"آپ فکر نا کریں میں کامیاب لوؤں گا--"
وہ پڑا عتماد تھا۔

"مجھے یقین ہے میرے بچے-- یقین ہے مجھے--"
بی جان نم آنکھوں سے مسکرا دی تھیں۔

آج دو نومبر تھا۔ ماہی اسی جگہ پر بیٹھی تھی جہاں پہلی بار اسے حشام جبیل ملا تھا۔ اس نے کہا
تھا وہ دوبارہ یہیں ملے گا۔
اور ماہی کو یقین تھا۔

اسکی دنیا جیسے اجز گئی تھی۔ چھرے کی ادا سی آنکھوں کی ویرانی۔ وہ ایک زندہ لاش لگتی
تھی۔ لیکن پھر بھی اسکے ملنے کے انتظار میں تھی۔

کتنے مہینے گزر گئے تھے۔ لیکن اسکے وجود میں تبدیلی نہیں آئی تھی۔
وہ ساکت پتليوں سے ٹاور کو گھور رہی تھی جب اسکی آنکھوں کی پتليوں میں جیسے جنبش ہوئی تھی۔

ایک لڑکا جو اس سے کافی فاصلے پر تھا چلتا ہوا ٹاور کی طرف بڑھ رہا تھا اور پھر ٹھیک اسی جگہ پر جا کر رک گیا تھا جہاں حشام اسے پہلی بار کھڑا نظر آیا تھا۔

"حشام--"

ماہی کے لب پھر پھرائیے تھے۔

"حشام--"

وہ اٹھتے ہوئے چلائی می تھی اور اس طرف بھاگی تھی جہاں وہ کھڑا تھا۔

ہانپتی کانپتی وہ اس تک پہنچی تھی جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ٹاور کو گھوڑا تھا۔
ماہی نے کندھے سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی طرف کیا تھا۔ وہ اس وقت پاگل نظر آرہی تھی۔
اور پھر اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گئی می تھی۔

"جو-- جورڈن تم--؟؟"

اسے یقین نہیں ہو رہا تھا وہ وہی تھا۔ حشام جیسا۔ لیکن جورڈن۔؟؟

"سوری--- آپکو غلط فہمی ہوئی می ہے۔ میرا نام حشام بن جبیل ہے۔"
وہ آنکھوں سے چشمہ اتارتے ہوئے بتا رہا تھا۔

ماہی کے چہرے کارنگ فتن ہوا تھا۔

وہ پیدائی شی مسلمان تھا۔ جورڈن نام بدل کر روحان نے اسکا نام حشام رکھ دیا تھا۔

ماہی بے یقین سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ واقعی حشام جبیل لگ رہا تھا۔۔ چہرے پر وہی نرم سی مسکراہست۔۔ آنکھوں میں وہی محبت لوٹاتی الوہی سی چمک۔۔

وہ جور ڈن تو کہیں سے نہیں لگ رہا تھا۔

"میں تمہیں یہیں ملوں گا۔۔"

حشام جبیل نے وعدہ کیا تھا اور آج وہ واقعی آگیا تھا۔۔ وہیں اسی جگہ پر۔۔

انہی کپڑوں میں۔۔ سفید شرت پر کالی جیکٹ پہنے۔۔

وہ حشام جبیل تھا۔۔ اسکی شکل حشام سے بہت مشابہت رکھتی تھی۔۔ شاید وہ دونوں بھائی تھے اس لیئے۔

جبکہ جور ڈن تو جیسے ایک جانور تھا۔ جانوروں جیسے کمر پر بکھرے لمبے بال،
چہرے پر کرختگی، الفاظ میں سختی جبکہ آنکھوں میں نفرت۔۔ یہ جور ڈن تو نہیں تھا۔۔
یہ تو حشام جبیل تھا۔

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔"

ماہی ایک قدم پیچھے ہوئی می تھی۔

"میری بات سنو ماہی۔۔"

حشام نے اسے روکنا چاہا تھا۔

"تم حشام نہیں ہو۔۔۔ تم اسکی جگہ نہیں لے سکتے۔۔۔"
وہ ہیجانی انداز میں چلائی می تھی۔

"میری بات تو سنو۔۔۔"

حشام اسکی طرف لپکا تھا۔

"نہیں سننی مجھے کوئی بات۔۔۔"
وہ پاگل ہو گئی تھی اور پھر وہاں سے بھاگی تھی۔

"تمہارے لیئے میرے پاس حشام کی طرف سے ایک پیغام ہے۔۔۔"
ماہی کے قدم ساکت ہوئیے تھے۔

اس نے پٹ کر بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

حشام پروقار طریقے سے چلتا ہوا اسکی طرف آیا تھا۔

ماہی کو ایک بار پھر اس پر حشام کا ہی گمان ہوا تھا۔

اور کیوں نا ہوتا وہ اب تھا ہی حشام جبیل۔۔۔

"یہ لو۔۔۔"

حشام نے جیکٹ کی جیب سے ایک لفافہ نکال کر ماہی کی طرف بڑھایا تھا۔

"یہ تمہارے حشام کا تمہارے لیئے آخری پیغام ہے--"

اسکی بات سن کر ماہی کا سانس اٹکا تھا جیسے--

اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر عقیدت سے وہ لفافہ تھاما تھا جس میں حشام کا آخری خط تھا۔

جو ماہیں حمدان کیلیئے آب حیات کی مانند تھا۔

"میرے لیئے-- حشام کا خط--"

اسے یقین نہیں ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو بہرہ رہے تھے۔

"مجھے آپکے آنسو تکلیف دیتے ہیں مس ماہیں حمدان--"

وہ جذبات سے چور لجھے میں کہہ رہا تھا۔

ماہی نے چونک کرا سے دیکھا تھا۔ یہ تو اسکے حشام کا لجھہ تھا۔ وہ ایسے پکارتا تھا اسے اور

ہسپتال میں بھی ایسے ہی پکارہ تھا۔

ماہی کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا تھا۔ اسکے پھرے پر حیرانی پھیلی تھی۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑے حشام جبیل کو دیکھ رہی تھی۔

اور پھر بھاگنے والے انداز میں تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

پیچھے حشام کی نظروں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔

گھر آنے کے بعد کتنی ہی دیر وہ اس خط کو آنکھوں سے لگائیے بیٹھی رہی تھی۔ وہ اسکے حشام نے اسکے لینے لکھا تھا۔۔ ماہی کو یقین نہیں ہو رہا تھا۔

رات کے ناجانے کو نے پھر اس نے کانپتے ہاتھوں سے وہ خط کھولا تھا

"وہ نام لیتی ہے اور جان ڈال دیتی ہے
الگ مزاج ہے اور معجزاؤں جیسا ہے" —

ماہین حمدان کے نام،

ایک خوبصورت شعر اسکا نام خط کے شروع میں چمک رہا تھا۔ ماہی کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہست رینگ گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسا اسکا خط نہیں بلکہ حشام خود اس سے مخاطب ہو۔



"وہ نام لیتی ہے اور جان ڈال دیتی ہے
الگ مزاج ہے اور معجزاؤں جیسا ہے" —

ماہین حمدان کے نام،

ایک خوبصورت شعر اسکا نام خط کے شروع میں چمک رہا تھا۔ ماہی کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہست رینگ گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسا اسکا خط نہیں بلکہ حشام خود اس سے مخاطب ہو۔

"سمجھ نہیں آرہا کیا لکھوں _____ پچھلے کئی می گھنٹوں سے میں قلم ہاتھ میں لئے بیٹھا ہوں _____ ایک اتنی اچھی شخصیت کیلئے کیا لکھوں الفاظ نہیں مل رہے--
میں جانتا ہوں جب تم اس کاغذ کے ٹکڑے کو پڑھوں گی تب تک میں دوسرے جہاں میں جا چکا ہوں گا _____

یہ ایک تکلیف دہ فعل ہے، لیکن میں مطمئن ہوں،
ماہین حمدان میں جب بھی آپکو دیکھتا ہوں جیران ہوتا ہوں، یقین نہیں ہوتا کوئی اتنی
بے لوں محبت کیسے کر سکتا ہے؟؟
کوئی اتنا اعلیٰ ظرف کیسے ہو سکتا ہے کہ کم ظرف حشام جبیل سے اتنی محبت کرے؟؟
مجھے لگا تھا "محبت" صرف حشام جبیل نے کی ہے لیکن جب ماہین حمدان کی محبت کو دیکھا تو
دل رک سا گیا تھا،
وہ رات، جب جور ڈن حشام کو ختم کرنا چاہتا تھا اس رات مجھ پر ماہین حمدان کی محبت کی شدت
عیاں ہوئی تھی _____ کوئی اپنی محبت کیلئے کسی شخص کے پاؤں کیسے پکڑ سکتا ہے؟؟

اور اسی رات مجھ پر ایک اور محبت آشکار ہوئی تھی۔

جورڈن بن جبیل کی محبت ____ حیران کن،

ماہی کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ ناجانے وہ کس راز سے پرده اٹھانے والا تھا۔

"آپکو پتا ہے ماہین ایک انسان جسکے پاس جان لینے کے سارے اختیارات ہوں اور پھر وہ جان بخش دے تو کیسا لگتا ہے ؟؟

ہم عام لوگوں کیلئے یہ ایک معجزہ ہوتا ہے، اور ایسے معجزے صرف محبت میں ہوتے ہیں ____ !!

میں نے اس رات دو پاگلوں کو دیکھا تھا، دونوں ہی محبت میں پاگل تھے،
ایک جان بچانے کیلئے پاگل تھا،
اور دوسرا جان بچانے والے کیلئے،

میں نے ان آنکھوں میں نفرت کی چنگاریوں کو محبت کی برسات میں بُجھتے دیکھا تھا۔

میں اکثر سوچتا تھا کہ ماہین حمدان جیسی لڑکی جو حشام جبیل سے عشق کرتی ہے، حشام جبیل
اسے اپنا کیوں نہیں لیتا؟؟

اگر حشام جبیل چاہتا تو غلط بھی کر سکتا تھا،

لیکن اس رات مجھے سمجھ آیا کہ ماہین حمدان کو کسی اور کیلئے بنایا گیا ہے، اسے مجھ جیسا

انسان نظر بھر کر دیکھ بھی نہیں سکتا،
شاید کوئی می اور اس سے عشق کرتا ہے، اور یہ عشق کب شروع ہوا ماہین حمدان اچھے سے
جانتی ہے،

پتا ہے اس رات اس لڑکے نے میرا دل جیت لیا تھا صرف اس وجہ سے نہیں کہ اس نے
میری جان بخشی تھی۔۔ بلکہ اس لئے کہ اسکی نفرت پر محبت بھاری پڑ گئی تھی، جس انداز
سے اس نے گن کو نیچے پھینکا تھا، جتنی اسکی آنکھوں میں اذیت تھی وہ مجھے آج بھی یاد ہے،
ماہی کو وہ رات یاد آگئی تھی جب جور ڈن نے اسکی منتیں کرنے پر حشام کی جان بخش دی
تھی،

مجھے امید ہے آپ اسکا ساتھ کبھی نہیں چھوڑیں گی، آپ اعلیٰ ظرف ہیں ۔۔ اور میں یہ بھی
جانتا ہوں کہ دو نومبر کو حشام جبیل اسی جگہ آپ سے ملے جس جگہ وہ پہلی بار ملے گا،
اور اس بار حشام جبیل ماہین حمدان سے اسکا ساتھ مانگے گا، اور مجھے امید ہے ماہین حمدان انکار
نہیں کرے گی،

ماہی کا سانس جیسے اٹک سا گیا تھا، اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ حشام نے اس سے کی مانگ لیا
تھا؟؟

وہ آنکھیں پھاڑے اسکے الفاظ پر غور کر رہی تھی۔

یہ میری آخری خواہش ہے _____ اسے میری گزارش سمجھ لیں، محبت کو دم توڑنے مت دیجیئے گا،

اور رہی بات حشام جبیل اور ماہین حمدان کے رشتے کی تو حشام جبیل کو ماہین حمدان سے محبت نہیں لیکن عقیدت ضرور ہے، ماہین حمدان کی محبت سے حشام جبیل کو عقیدت ہے بے انتہا،
لبے پناہ _____ !!

ایک کم ظرف انسان
حشام بن جبیل

وہ الفاظ نہیں تھے، جانے کیا تھے؟
ماہی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ ہنسے یا روئیے، وہ اسکا خط اسکے الفاظ پڑھ کر ہنسی تھی اور
اسکی گزارش پر پھوٹ پھوٹ کر روڈی تھی۔

"مجھ کو معلوم نہ تھی بھر کی یہ رمز، کہ تو
جب میرے پاس نہ ہو گا تو ہر سو ہو گا"

موبائل پر ہوتی بیل نے حانم کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی تھی۔
وہ میز پر رکھی کتابوں کو ترتیب سے لٹکی کے شیف میں رکھ رہی تھی۔

اس نے کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی می کرہ کافی حد تک صاف ہو چکا تھا۔
پھر اس نے آگے بڑھ کر میز کی دوسری جانب رکھے موبائل کو اٹھایا تھا۔
ماہم کی کال تھی۔

”کیسا لگا لندن؟؟“

سلام و دعا کے بعد ماہم نے پوچھا تھا۔

”لندن ایک قدیم شہر ہے اور تم جانتی ہوں ماہم کہ مجھے قدمت پسند ہے۔“
حامنم نے کھڑکی سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔ باہر بڑے بڑے قدیم گھر تھے۔
اور سامنے ہی سبیل کا گھر تھا جہاں روحان پہلے رہتا تھا۔
لیکن جب وہ حامنم کو لندن لے کر آیا تو اس نے گھر بدل لیا تھا۔

”روحان بھائی می کیسے ہیں؟؟“

ماہم نے سوال کیا تھا۔

”اچھے ہیں _____ خاموش ہو چکے ہیں رات گئیے تک باہر رہتے ہیں _____!“
حامنم نے ایک گھری سانس لیتے ہوئے جواب دیا تھا۔

”خیال رکھا کرو انکا۔ اکیلے ہو چکے ہیں وہ--۔“

ماہم نے نصیحت کی تھی۔

اور حانم نے اشبات میں سر ہلا دیا تھا۔

آج روحان کو النور کا ہسید بنا لیا جانا تھا۔ وہ پورا دوہاں مصروف رہا تھا۔

اسے حانم سے بات کرنے کا وقت ہی نہیں ملا تھا۔ ورنہ وہ روزانہ اس سے دن میں دو تین بار فون کرتا تھا۔

چھوٹی سی تقریب سے فارغ ہونے کے بعد، جس میں النور کو اسے سونپ دیا گیا تھا، روحان نے موبائل نکالا تھا۔

وہ حانم کو فون کرنے والا تھا جب اچانک ابھی کی طرف سے بھجی گئی ایک تصویر کو دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔

وہ جیسی تھی۔۔ جیسی مارٹر، جسکے ساتھ مل کر کبھی اس نے گانے گائے تھے۔

اس نے خود کشی کر لی تھی۔ روحان کہلیتے یہ خبر کافی حیران کن تھی۔

اسے یقین نہیں ہوا تھا کہ جیسی جیسی لڑکی خود کشی کر سکتی تھی۔

اس نے فوراً انٹرنیٹ پر جیسی کے متعلق سرچ کیا تھا۔

لوگ کافی صدمے میں تھا۔ وہ اچھی گلوکارہ تھی۔

کچھ لوگ اسکی خود کشی سے دکھی تھے جبکہ کچھ لوگ اسے قتل کرا دے رہے تھے۔

روحان گھری سوچ میں پڑھ گیا تھا۔

"تم لوگوں نے کہا تھا کہ آرجے مرچکا ہے-- لیکن نہیں وہ زندہ ہے-- اور اس روپ میں زندہ ہوگا میں نے کبھی سوچا نہیں تھا۔"

یہ وہی سیاہ کھڑکیوں اور دیواروں والا کمرہ تھے۔

اور اس تکونی میز کے گرد آج سالوں بعد بھی وہی تین لوگ موجود تھے۔ ایک بس اور دونوں وہ۔

"باس آپکو غلط فہمی ہوئی ہے-- آرجے مرچکا ہے--"

لمرکی جو کہ سر سے پاؤں تک سیاہ کپڑوں میں ملبوس تھی سنگیگی سے کہہ رہی تھی۔

"آرجے زندہ ہے-- اور اس لڑکے کو دیکھ رہے ہونا-- یہ آرجے ہی ہے-- پہلے میں اسے زندہ چاہتا تھا-- اپنے مقصد کیلیئے استعمال کرنا چاہتا تھا-- لیکن اب یہ دشمنوں میں شمار ہو چکا

ہے-- اسے ہر حال میں ختم کرنا ہوگا-- ہر طرح سے--" باس کے چہرے پر کرختگی چھائی تھی۔

وہ لمرکی اور لڑکا اشبات میں سر ہلا کر رہ گئیے تھے۔

شام چار بجے کا وقت تھا جب حانم کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ کافی دیر سوتی رہی تھی۔ اس نے سب سے پہلے بیٹھ پر ہی تھوڑا فاصلے پر رکھا موبائل اٹھایا تھا۔

روحان نے اسے کافی دفعہ فون کیا تھا لیکن چونکہ موبائل سائی لنٹ پر تھا اسے پتا ہی نہیں چلا تھا۔

"اوو چار بج گئیے-- آج تو روحان کا مذاکرہ ہے--"

وہ ایک دم اچھلی تھی اور پھر بیٹھ سے نیچے اتر کر فی وی روم کی طرف بھاگی تھی۔ اسے روحان کے لیکچر سننا اچھا لگتا تھا۔

"صرف اسلام ہی کی پیروی کیوں؟؟"

"تمام مذاہب لوگوں کو اچھے کام کرنے کی تعلیم دیتے ہیں، پھر ایک شخص کو اسلام ہی کی پیروی کیوں کرنی چاہیے؟ کیا وہ کسی دوسرے مذہب کی پیروی نہیں کرسکتا؟"

روحان سے سوال کیا گیا تھا۔ حانم آنکھیں سکریٹرے غور سے فی وی دیکھ رہی تھی۔ وہ روحان کا جواب سننا چاہتی تھی۔

"تمام مذاہب بنیادی طور پر انسان کو صحیح راہ پر چلنے اور برائی سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ لیکن اسلام ان سب سے بڑھ کر ہے۔ یہ ہمیں صحیح راہ پر چلنے اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے برائی کو خارج کرنے میں عملی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام انسانی فطرت اور معاشرے کی پچیدگیوں کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اسلام خود خالق کائنات کی طرف سے رہنمائی ہے۔ اس لیے اسلام کو دین فطرت، یعنی انسان کا فطری دین کہا گیا ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب کا بنیادی فرق درج ذیل امور سے واضح ہوتا ہے،

اسلام اور ڈاکہ زنی کا تدارک:

تمام مذاہب کی تعلیم ہے کہ ڈاکہ زنی اور چوری ایک بُرا فعل ہے۔ اسلام کی بھی یہی تعلیم ہے، پھر اسلام اور دوسرے مذاہب میں فرق کیا ہے؟ فرق یہ ہے کہ اسلام اس کی تلقین کرنے کے ساتھ ساتھ کہ ڈاکہ زنی اور چوری بُرا کام ہے۔ اسیاً سماجی ڈھانچہ بھی فراہم کرتا ہے جس میں لوگ ڈاکے نہیں ڈالیں گے۔ اس کے لیے اسلام درج ذیل انسدادی اقدامات تجویز کرتا ہے۔

زکوٰۃ کا حکم:

اسلام انسانی فلاح کے لیئے زکوٰۃ کا نظام پیش کرتا ہے۔ اسلامی قانون کہتا ہے کہ ہر وہ شخص جس کی مالی بچت نصاب، 85 گرام سونے یا اس کی مالیت کو پہنچ جائے تو وہ ہر سال اس

میں سے اڑھائی فیصد اللہ کی راہ میں تقسیم کرے۔ اگر ہر امیر شخص ایمانداری سے زکوٰۃ ادا کرے تو اس دنیا سے غربت، جو ڈاکہ زنی کی اصل محرك ہے، ختم ہو جائے گی اور کوئی شخص بھی بھوک سے نہیں مرے گا۔

چوری کی سزا:

اسلام چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹنے کی سزا دیتا ہے۔ سورہ مائدہ میں ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطُلُوْا أَيْدِيهِنَّمَا جَزَاءُ بِهَا كَسْبًا نَكَالًا مِنَ السَّوْءَ وَالسَّعْيُزُ حَكِيمٌ (سورہ المائدہ ۵ آیت

(38)

"چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ کاٹ دو، یہ اللہ کی طرف سے ان دونوں کے کیئے ہوئے جرم کی سزا ہے۔ اور اللہ بہت طاقتوں اور بہت حکمت والا ہے۔"

اس پر غیر مسلم یہ کہ سکتے ہیں کہ "20 ویں صدی میں ہاتھ کاٹے جائیں؟ اسلام تو ایک ظالم اور وحشیانہ مذہب ہے" لیکن ان کی یہ سوچ سطحی اور حقیقت سے بعید ہے۔

عملی نفاذ:

امریکہ کو دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک سمجھا جاتا ہے۔ بد قسمتی سے وہاں جرائم، چوری، ڈکیتی وغیرہ کی شرح بھی سب سے زیادہ ہے۔ فرض کریں کہ امریکہ میں اسلامی شریعت نافذ کی

جاتی ہے اور ہر امیر آدمی نصاب کے مطابق ، یونی 85 گرام سونے سے زائد مال پر ہر سال زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور ہر پتوں کا ہاتھ سزا کے طور کاٹ دیا جاتا ہے تو کیا امریکہ میں چوری اور ڈکیتی کی شرح بڑھ جائے گی، کم ہو جائے گی، یا اتنی ہی رہے گی؟ یقیناً کم ہوگی۔ مزید براہ یہ سخت قانون ممکنہ چوروں کو ارتکابِ جرم سے روکنے میں مدد گار ثابت ہوگا۔

میں اس بات سے مستحق ہوں کہ اس وقت دنیا میں چوری کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اگر قطرید کی سزا نافذ کی گئی تو لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کے ہاتھ کٹنیں گے۔ لیکن یہ نکتہ پیش نظر ہے کہ جو نبھی آپ اس قانون کو نافذ کریں گے۔ چوری کی شرح فوری طور پر کم ہو جائے گی، تاہم اس سے پہلے اسلام کا نظامِ زکوٰۃ کار فرما ہو اور معاشرے میں صدقات و خیرات اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور غربیبوں اور ناداروں کی مدد کا جذبہ فراواں ہو اور پھر سزاوں کا نظام نافذ ہو تو چوری کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا کہ وہ اپنا ہاتھ کٹنے کا خطرہ مول لے رہا ہے۔ عہدناک سزا کا تصور ہی ڈاؤنوں اور چوروں کی حوصلہ شکنی کرے گا، بہت کم چوری کریں یا ڈاکہ ڈالیں گے۔ پھر چند ہی عادی مجرموں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اور لاکھوں لوگ چوری اور ڈکیتی کے خوف کے بغیر سکون سے رہ سکیں گے۔ اس طرح اسلامی شریعت کے عملی نفاذ سے خوشگوار نتائج بھی برآمد ہوں گے۔

عورتوں کی عصمت دری کا سدباب :

تمام مذاہب کے نزدیک عورتوں سے چھیڑ چھاڑ اور ان کی عصمت دری ایک سنگین جرم ہے۔ اسلام کی بھی یہی تعلیم ہے۔ پھر اسلام اور دوسرے مذاہب کی تعلیمات میں فرق کیا ہے؟؟ فرق اس حقیقت میں مضمرا ہے کہ اسلام محض عورتوں کے احترام کی تلقین ہی نہیں کرتا اور خواتین سے چھیڑ چھاڑ اور ان کی عصمت دری جیسے سنگین جرائم سے نفرت ہی نہیں کرتا بلکہ اس امر کی بھروسہ رہنمائی بھی کرتا ہے کہ معاشرے سے ایسے جرائم کا خاتمه کیجیئے: جاسکتا ہے۔ اس کے لیے آپ درج ذیل زیر اصول ملاحظہ کیجیئے:

مردوں کے لیے حجاب :

اسلام کے حجاب کا نظام اپنی مثال ہے۔ قرآن مجید پہلے مردوں کو حجاب کا حکم دیتا ہے اور پھر عورتوں کو۔ مردوں کے حجاب (پردہ) کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے:

قُلْ لِلّٰهِ مِنِّيْنَ يَغْضُوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَتَخَفَّظُوا فُرُّوْجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَيْرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (سورة النور

(30) آیت 24

"(اے نبی!) مومن مردوں سے کہ دیجیئے کہ وہ اپنی نگاہیں نپھی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔ اور اللہ ان تمام باتوں سے نکوئی واقف ہے جو وہ کرتے ہیں۔"

اسلام کرتا ہے کہ جو شخص کسی غیر محمد کو دیکھے تو اسے چاہیئے کہ فوراً نگاہیں نپھی کر لے۔

عورتوں کے لیے حجاب:

عورتوں کے حجاب کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے:

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَتَخْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يَبْدِيْنَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَاهِرٌ مِنْهُنَا وَلَيُضْرِبُنَّ
بِخُمُرٍ هِنَّ عَلَى جُبُوْبِهِنَّ وَلَا يَبْدِيْنَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِيَبْعُوْلَتِهِنَّ أَوْ آبَاءِهِنَّ أَوْ بَعْوَلَتِهِنَّ أَوْ أَبْشَامِهِنَّ أَوْ أَبْتَاءَ
بَعْوَلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيِّ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَاءِهِنَّ أَوْ مَا تَلَكُّتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ الْأَنْتَبِعْنَ غَيْرِ أُولَئِي
الْإِرْسَيْهِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الْطَّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهِرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ (سورة النور آیت 24)

"(اے نبی) مؤمن عورتوں سے کہ دیکھیئے کہ وہ اپنی نگالیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی نمائش نہ کریں سوائے اس کے جواز خود ظاہر ہو۔ اور ان کو چاہیئے کہ اپنے سیلوں پر اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہر پر یا اپنے باپ پر یا اپنے سسر پر یا اپنے بیٹیوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹیوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی (مسلمان) عورتوں پر یا اپنے دائیں ہاتھ کی ملکیت (کنیزوں) پر یا عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والے لوگوں پر یا عورتوں سے چھپی باتوں سے ناواقف لڑکوں پر، اور وہ (عورتیں) اپنے پاؤں زور زور سے زمین پمارتی نہ چلیں کہ ان کی زینت ظاہر ہو جائے جسے وہ چھپاتی ہیں۔ اور اے مومنو! تم سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔" (سورة النور آیت 24)

حفاظتی حصار:

اللہ تعالیٰ حجاب کا حکم کیوں دیتا ہے؟ اس کی وضاحت سورۃ الاحزاب کی مندرجہ ذیل آیت میں کی گئی ہے۔

يَا أَيُّهُمَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يَدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَذْنَى أَنْ يُعْرِفُنَ فَلَا يُعْذِّبُنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا (سورۃ الاحزاب آیت 33) (59)

"اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مؤمنوں کی عورتوں سے کہ دیکھئے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں اور ہڈیا کریں (جب وہ باہر نکلیں) یہ (بات) ان کے لیے قریب تر ہے کہ وہ (حیا دار مؤمنات کے طور پر) پہچانی جائیں اور انہیں ایذا نہ دی جائے (کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کر سکے) اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

قرآن کے مطابق حجاب کا حکم عورتوں کو اس لیے دیا گیا ہے کہ وہ باحیا عورتوں کے طور پر پہچانی جاسکیں اور چھیڑ چھاڑ سے محفوظ رہیں۔

عصمت دری کرنے والے کے لیے موت کی سزا:

اسلامی شریعت عصمت دری کرنے والے کی سزا موت قرار دیتی ہے (ڈاکٹر ذاکر نائیک نے عصمت دری کرنے والے (Rapist) کی سزا کو "سزا لئے موت" لکھا ہے جبکہ اسلامی شریعت کے نقطہ نظر سے زانی کی سزا یا حدود دو قسم کی ہے:

رجم (سنگسار) اور کوڑے۔

زانی اگر شادی شدہ ہے تو رجم (سنگسار) کیا جائے گا اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی (یا قید) کی سزا دی جائے گی۔۔ غیر مسلم خوفزہ ہوں گے کہ اتنی بڑی سزا! بہت سے لوگ اسلام کو وحشی اور ظالمانہ مذہب قرار دیتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ سوچ غیر حقیقت پسندانہ ہے۔ میں نے یہ سوال سینکڑوں گیر مسلموں سے پوچھا ہے کہ فرض کیجیئے خدا نخواستہ کوئی آپ کی بیوی، آپ کی ماں یا آپ کی بہن کی عصمت دری کرے اور آپ کو منصف بنایا جائے اور جرم کرنے والے کو آپ کے سامنے لایا جائے۔ آپ اس کے لیے کیا سزا تجویز کریں گے؟ سب نے کہا: "ہم اسے قتل کر دیں گے۔"

اور کچھ اس حد تک گئے کہ "ہم اس کے مرنے تک اسے تشدد سے تپاتے رہیں گے۔" اب اگر کوئی آپ کی بیوی یا بیٹی یا آپ کی ماں کی عصمت دری کرے تو آپ اس مجرم کو قتل کرنا چاہیں گے۔ لیکن جب کسی اور کی بیوی، بیٹی یا ماں کی عصمت دری کی جاتی ہے تو مجرم کے لیے سزاۓ موت و حشیانہ کیوں کہا جاتا ہے؟ آخر یہ دوہرہ معیار کیوں؟

امریکہ میں عصمت دری کے روز افزوں واقعات:

امریکہ کو دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک سمجھا جاتا ہے۔ 1990ء کی ایف بھی آئی کی رپورٹ کے مطابق عصمت دری (Rape) کے 1,02,555 مقدمات درج کئے گئے۔ اس میں مزید کہا گیا ہے کہ صرف 16 فیصد مقدمات کا اندراج ہوا یا ان کی رپورٹ کی گئی۔ یوں

1990ء میں پیش آمدہ عصمت دری کے واقعات کی اصل تعداد معلوم کرنے کے لیے 16/100 یعنی 6.25 سے ضرب دی جائے تو وہ 6,40,968 بنتی ہے۔ اور اگر اس مجموعی تعداد کو سال کے 365 دنوں سے تقسیم کیا جائے تو روزانہ اوسط 1,756 نکلتی ہے۔

بعد کی ایک اور رپورٹ کے مطابق امریکہ میں اس برس عصمت دری کے اوسطاً 1900 واقعات روزانہ پیش آئے، امریکی محکمہ انصاف کے نیشنل کرامم سروے بیورو کے اعداد و شمار کے مطابق صرف 1996ء میں آبروریزی کے 3,07,000 واقعات کی رپورٹ کی گئی اور یہ اصل تعداد کا صرف 31 فیصد تھی۔ اس طرح عصمت دری کے واقعات کی اصل تعداد 9,90,332 بنتی ہے جو دس لاکھ کے قریب ہے۔ گویا امریکہ میں اس سال ہر 32 سکینڈ کے بعد عصمت دری کا ایک واقعہ پیش آیا۔ ہو سکتا ہے اب امریکہ میں ایسے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کرنے والے اور دلیر ہو گئے ہوں۔ 1990ء کی ایف بی آئی کی رپورٹ کے مطابق وہاں عصمت دری کے جتنے بھی واقعات کی رپورٹ کی گئی ان کے مجرموں میں سے صرف 10 فیصد گرفتار کئے گئے جو زانیوں کی کل تعداد کا صرف 1.6 فیصد تھے۔ اور گرفتار شدگان میں سے بھی 50 فیصد کو مقدمے کی نوبت آنے سے پہلے ہی چھوڑ دیا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ صرف 0.8 فیصد مجرموں کو مقدمات کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسرے لفظوں میں اگر ایک شخص 125 مرتبہ یہ جرم کرتا ہے تو اسے صرف ایک بار سزا ملنے کا امکان ہے۔ ایک دوسری رپورٹ کے مطابق 50 فیصد لوگ جن کو ان مقدمات کا سامنا کرنا پڑا انہیں ایک سال سے بھی کم قید

کی سزا سنائی گئی۔ اگرچہ امریکی قانون کے مطابق ایسے جرم کے مرتبک افراد کی سزا سات سال قید ہے مگر پہلی دفعہ ایسا گھناؤنا جرم کرنے والے کے ساتھ حج نرمی کا رویہ اختیار کرتا ہے۔ ذرا تصور کریں کہ ایک شخص 125 دفعہ یہ جرم کرتا ہے اور اس کے مجرم ٹھہرائے جانے کا امکان ایک فیصد ہوتا ہے اور اس میں بھی نصف مرتبہ حج کا رویہ اختیار کرتے ہوئے اسے ایک سال سے بھی کم کی سزا دیتا ہے۔ اور 2018 میں 101,151 کیس رپورٹ ہوئیے ہیں۔

اسلامی شریعت کی برکت :

فرض کریں امریکہ میں اسلامی شریعت کا نفاذ کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی عورت کی طرف دیکھا ہے تو وہ اپنی نگاہ نچی کر لیتا ہے اور ہر عورت اسلامی حجاب، یعنی پردے میں رہتی ہے اور اس کا پورا جسم سوائے ہاتھوں اور چہرے کے ڈھکا ہوتا ہے یا چہرہ بھی ڈھکا ہوتا ہے۔ اس صورتِ حال کے باوجود اگر کوئی عصمت دری کرتا ہے اور مجرم کو سزاۓ موت دی جاتی ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا کہ اس طرح عصمت دری کی شرح بڑھ جائے گی، وہی رہے گی یا کم ہو جائے گی؟ یقیناً شرح کم ہو جائے گی اور یہ اسلامی شریعت کے نفاذ کا بارکت نتیجہ ہوگا۔

اسلام میں تمام مسائل کا عملی حل :

اسلام بہترین طرز زندگی ہے کیونکہ اس کی تعلیمات محض نظریاتی ہی نہیں بلکہ وہ انسانیت کو درپیش مسائل کے عملی حل بھی پیش کرتی ہیں۔ لہذا اسلام انفرادی اور اجتماعی سطحوں پر بہتر

نتائج حاصل کرتا ہے۔ اسلام بہترین طرز زندگی ہے کیونہ یہ قابل عمل عالمگیر مذہب ہے جو کسی ایک قوم نسل تک محدود نہیں، اسی لیے دوسرے مذاہب کے مقابلے میں صرف اسلام ہی ایسا دین ہے جس کو اپنا کر انسان اپنی شاہراہ حیات بالکل سیدھی بنا کر اخروی زندگی میں کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتا ہے۔ اور اخروی کامیابی ہی حقیقی کامیابی ہے--!!”

حانم نے دچکپ نظروں سے نی وی پر چلتی تقریر کو سنا تھا اور پھر اسکے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

رات کے تقریباً پونے بارہ بجے کا وقت تھا۔ حانم نیند سے بوجھل آنکھیں لیتے لاونج میں صوفے پر بیٹھی تھی۔ سخت سردی پڑ رہی تھی۔

وہ روحان کا انتظار کر رہی تھی۔ ملازمہ کب کی سوچکی تھی اور حانم کو شاید غصہ آیا ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد روحان اندر داخل ہوا تھا۔ حانم کو صوفے پر بیٹھا دیکھ ہر وہ چونکا تھا۔
اسلام و علیکم!

روحان نے سلام کرتے ہوئے کوٹ اتار کر صوفے پر رکھا۔

حانم اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔ اس نے سلام کا جواب بھی دل میں ہی دیا تھا۔

”تم آج ابھی تک جاگ رہی ہو؟ مجھے لگا سوگئی ہوگی۔ خیر جاگ ہی تو کھانا مل سکتا

ہے مجھے۔ کافی بھوک لگی ہے۔"

روحان نے بند آنکھوں سے کہا تھا۔ وہ صوف سے ٹیک لگائی سے بیٹھا تھا۔ حانم کا پارہ ہائی می ہوا۔

"جہاں اتنی رات تک رہتے ہیں وہاں کھانا بھی کھالیا کریں۔"

حانم نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا۔ وہ صوف سے اتر کر جوتے پس رہی تھی۔

روحان نے چونک کر آنکھیں کھولی تھیں۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا یہ جواب حانم نے ہی دیا تھا؟؟

وہ لندن آنے کے بعد کافی پرسکون ہو گئی تھی۔ اسے کام بنا کے کر دیتی تھی۔ اور آج۔ آج کیا ہوا تھا اسے؟؟

"توکر سمجھا ہوا ہے مجھے۔ پا گلوں کی طرح جا گتی رہوں۔۔۔ ہنہ"

وہ ڈوپٹہ ٹھیک کرتی بڑپڑا رہی تھی۔

روحان اسے دلچسپ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اسکا پھولا ہوا منہ دیکھ کر روحان کے چہرے پر گھری مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"تمہارے غصہ میرے کھانا مانگنے پر آیا ہے یا لیٹ گھر آنے پر؟؟"

روحان نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا تھا۔ وہ کافی تھکا ہوا تھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا وہ کافی مصروف رہنے لگا تھا۔

صح صح چلے جاتا تھا رات دیر سے واپس آتا تھا۔ دن میں فون کر لیا کرتا تھا لیکن کبھی بات ہو جاتی تھی کبھی نہیں۔۔

وہ اتنا الجھ گیا تھا پچھلے دنوں میں کہ حانم پر دھیان ہی نہیں دے پا رہا تھا۔

"میں کوئی می مشین نہیں ہوں جسے سارا دن اکیلے رکھا جائیے گا تو رہ لوں گی۔۔
میں سارا دن یہاں اکیلی ہوتی ہوں، آپکو احساس بھی ہے؟؟"

وہ کچن کی طرف قدم بڑھاتی غصے سے کہہ رہی تھی۔

روحان کو اسکا خالص بیویوں والے انداز میں شکوئے کرنا اچھا لگ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ بولتی رہے۔

"میں نے فون کیا تو تھا تم نے اٹھایا نہیں۔۔"
وہ اسکے پیچھے لپکا تھا۔

"میں سوئی می ہوئی می تھی اس وقت"
حانم نے دوبدو جواب دیا۔

"تو اس میں کس کی غلطی ہے؟؟"
روحان نے پوچھا تھا۔

"آپکی مسٹر روحان جبیل--"

حانم کا جواب سن کر روحان حیران رہ گیا تھا۔

"آپ نے اس وقت فون کیوں کیا جب میں سورہی تھی--"

وہ اب ساپن گرم کر رہی تھی۔

"مجھے کیسے پتا ہوگا تم اس وقت سورہی ہو؟؟؟"

وہ پریشان سا پوچھ رہا تھا۔

"ہاں تو مجھے کیسے پتا ہوگا کہ آپ نے کس وقت فون کرنا ہے--؟؟؟"

حانم کا جواب سن کر روحان کا قہقہہ ابھرا تھا۔

اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ حانم سے کم از کم ان معاملات میں نہیں جیت سکتا۔

"سوری میں آئی ندہ خیال رکھوں اور جلدی گھر آؤں گا--"

وہ اب سنجیدہ لجھے میں کہہ رہا تھا آنکھوں میں البتہ شرارت ناج رہی تھی۔

حانم نے اسکا جواب سن کر کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ سمجھ سکتا تھا حانم کو واقعی نیند آرہی تھی۔

وہ اب سپاٹ سا چہرہ لیتے کھانا چھوٹی سی میز پر لگا رہی تھی جو کچن میں ہی رکھی تھی۔

اسے دیکھ کر جیسے روحان کی ساری تھکن اتر سی گئی تھی۔ وہ اب دلچسپ نظروں سے اسلکی ہر حرکت کو نوٹ کر رہا تھا۔

کھانا لگانے کے بعد وہ کچن سے جانے لگی تو روحان نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تم نہیں کھاؤ گی؟؟"

"مجھے بھوک نہیں ہے"

"اچھا چلو پاس تو بیٹھ سکتی ہونا؟؟"

"جی نہیں مجھے نیند آئی می ہے۔ میں مزید نہیں جاگ سکتی--"
وہ اپنا ہاتھ پھڑوا کر جا چکی تھی۔

"یہ کیسے کرے گی مجھ سے محبت-- اسکو تو نیند ہی بہت آتی ہے-- سارا دن سوتی ہے-- پھر رات کو بھی سوتی ہے-- پھر بھی اسکی نیند پوری نہیں ہوتی-- اور اوپر سے غصہ بھی مجھ پر ہی کرتی ہے۔"

روحان سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا۔ اور پھر سر جھٹک کر میز کی طرف بڑھ گیا۔

کھانے کے بعد روحان جب کمرے میں آیا تو حانم سرتک کمبل تانے گھری نیند سوئی می ہوئی می تھی۔ کمرے میں ہیٹر کی گرمائی ش تھی۔

روحان کو گرمی کا احساس ہوا تھا لیکن اس نے ہیٹر بند نہیں کیا بلکہ اپنی جیکٹ اتار دی تھی۔

وہ جانتا تھا حانم سے سردی برداشت نہیں ہوتی تھی۔ پیرس میں بھی اسکا یہی حال تھا اور اب یہاں آکر بھی۔

”پاگل--“

روحان اسے دیکھ کر زیرلب بربڑایا تھا۔ چھرے پر دلکش مسکراہست تھی۔ اتنا ہی کافی تھا کہ وہ اسکی نظروں کے سامنے تھی۔

وہ لیپ ٹاپ اٹھا کر صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔ کچھ دنوں سے اپنے اکاؤنٹس میں کچھ غیر معمولی حرکات محسوس ہو رہی تھیں۔ آج وہ جائی زہ لینا چاہتا تھا کہ ایسا کیوں تھا؟؟

اور اوپر سے جیمنی کی موت نے اسے الجھن میں ڈال دیا تھا۔

اسے آج بھی وہ رات یاد تھی جب وہ جیمنی کے ساتھ جانے والا تھا لیکن اسکے پینڈنٹ میں اسے منی کیمیرہ نظر آیا تھا۔

اسکے سو شل میڈیا اکاؤنٹس کو ہیک کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔

اور آج سالوں بعد دوبارہ سے اسے وہی حرکات محسوس ہو رہی تھیں۔

وہ سنجیدہ چھرے کے ساتھ اپنی سکینگ آنکھوں کو لیپ ٹاپ پر جمائیے ہر چیز کا باریک بینی سے جائی زہ لے رہا تھا۔

کچھ تو تھا جو ٹھیک نہیں تھا۔

اگلی صبح وہ کافی دیر سے جاگی تھی۔ روحان جا چکا تھا اس نے ناشتے کیلئے حانم کو نہیں اٹھایا تھا۔

"اچھا کیا نہیں اٹھایا اب انہیں یہ تو لگے گانا کہ میں ناراض ہوں اس لیئے نہیں اٹھی" دن کے دس بجے کا وقت تھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ سوچتی اسکے موبائل پر تھر تھرا ہٹ ہوئی تھی۔ حانم نے موبائل اٹھا کر دیکھا تو روحان کا ہی میسح تھا۔

"گھر میں دھیان سے رہنا، بلاوجہ کسی کیلئے بھی دروازہ مت کھولنا، اور مشکوک افراد سے ہرگز بات مت کرنا، اور گھر سے باہر بھی مت نکلنا۔"

روحان کا میسح پڑھ کر حانم کی تیوری چڑھی تھی۔

آج تو اس نے لبستی (ٹاؤن) میں گھومنے کا ارادہ کیا تھا۔

آج ہی وہ اسے گھر میں رہنے کی تلقین کر رہا تھا۔

"میں کوئی بھی نہیں ہوں جو یہاں کھو جاؤں گی میں باہر لازمی جاؤں گی۔" حانم نے جواب دیا تھا۔

اسے خود سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اس سے کیوں ناراض تھی۔

اطمینان سے ناشتہ کرنے کے بعد وہ اٹھی۔ تیار ہوئی۔

ٹخنوں سے ذرا اوپر تک کے اوور کوٹ میں وہ پوری طرح سے چھپ گئی تھی۔
اپنے پسندیدہ چنکی بند جوتے پہننے کے بعد چھاتہ لے کر باہر نکل گئی تھی۔

"سمجھتا کیا ہے خود کو میں کوئی یہ چار سال کی نیگی ہوں یا مجھے لندن کا نہیں پتا، بی جان سے
شکلیت کرنی پڑے گی۔ مجھے یہاں قید کر کے رکھا ہے ____"
وہ زیر لب بڑبڑا ہی تھی۔

باہر موسم کافی سرد تھا۔ آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ صبح صبح ہی شام کا گمان ہو رہا تھا۔
یقیناً کچھ دیر تک برف باری ہونے والی تھی۔

گھروں کے سامنے سے گزرتے ہوئے اچانک اسکی نظر ایک گھر پر پڑی تھی۔ ہر گھر کے
سامنے بار لگی اور اندر جانے کیلئے جنگے نما گیٹ۔

"ایلف آسکر۔"

دروازے کے ایک طرف ایلف کا نام پڑھ کر وہ چونکی تھی۔
اس نے یہ نام پہلے بھی سنا تھا۔ اچانک ایک جھماکہ ہوا اور اسے یاد آگیا تھا۔ حشام نے یہ نام لیا
تھا ____ اس نام کی لڑکی کو روحان نے رتبیکٹ کیا تھا۔

"اچھا تو موصوف کی پنکھیاں پر ادھر ہی رہتی ہیں۔"

وہ خود سے باتیں کر رہی تھی۔

اپنے حلیے سے وہ ہرگز کوئی می پاکستانی لڑکی نہیں لگ رہی تھی۔ اسکا سر پہلے سکارف اور پھر اونی ٹوپی سے ڈھکا ہوا تھا۔

اور پورا جسم بھاری بھرم کوٹ سے--
وہ بنا کسی خود کے ہرچیز کو دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

"پاکستان واپس چلیں--"

حشام پوچھ رہا تھا۔ جب ماہی کی آنکھیں روئے سے سوچھ چکی تھیں۔

"اس طرح سے روئے گی تو آپکے حشام کو سکون کیسے ملے گا۔؟؟"
اسکے کچھ نا بولنے پر وہ دوبارہ پوچھ رہا تھا۔

"سنو۔۔ بہت ہو گیا یہ رونا دھونا۔۔ بی جان بہت خفا ہیں، انہیں روئے دھونے والی بھو نہیں
لپسند۔۔"

ماہی نے چونک کرا سے دیکھا تھا۔ عجیب تھا وہ شخص جانتا بھی تھا وہ پور پور کسی اور کی محبت
میں ڈوبی تھی۔ پھر بھی۔۔؟؟

"سید حولی کی شان کے برابر ایک ہی لڑکی ہے اور وہ آپ ہیں مس ماہین حمدان۔۔"
وہ چمکتی آنکھوں سے بول رہا تھا۔

"میری لو اسٹوری تھوڑی عجیب ہے، ہاں میں جانتا ہوں میں ایک جنگلی انسان ہوں، جب میں پہلی بار ماہین حمدان سے ملا تھا تو اسکا سر پھاڑ دیا تھا _____ لیکن یقین کرو میں ماہین سے حشام کی طرح محبت کرتا ہوں--"

حشام جبیل نے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔

اور ماہی-- وہ تو حشام جبیل کی آخری خواہش سے بندھ گئی تھی _____ "آپ جانتے ہیں مجھے آپ سے کچھی محبت نہیں ہوگی، میں ہمیشہ صرف اسی کو چاہوں گی پھر مجھی آپ--؟؟"

وہ بات ادھوری چھوڑ گئی تھی۔

"ماہین حمدان کو صرف حشام جبیل سے محبت ہے، اور مس ذرا توجہ فرمائیں میں حشام جبیل ہوں--"

وہ خوشدلی سے مسکرا یا تھا۔

"میں مذاق نہیں کر رہی--"

"آپکو لگتا ہے مس ماہین میں آپ سے اتنے اہم موضوع پر مذاق کروں گا--؟؟"

وہ اب سنبھالہے چہرہ لینے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

ماہی چونکی تھی۔ ایسی ہی سنجیرگی حشام کی آنکھوں میں ہوتی تھی۔
وہ اسے غور سے دیکھنے کے بعد نظریں چراگئی تھیں۔

”آپ اچھی طرح سوچ لیں مس ماہین حمدان میں کل واپس جا رہا ہوں، علاقے کے بہت سے معاملات دیکھنے ہیں، چھوٹے بابا سائیں اکیلے ہیں، اگر آپ جانا چاہتی ہیں تو ٹھیک ہے، نہیں تو بی جان نے مجھے زبردستی کرنا نہیں سکھایا۔۔۔“
وہ عام سے لمحے میں کہتا ماہی کو بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔

”یہ جنگلی جانور بدل کیسے گیا؟؟ یقین نہیں ہوتا یہ وہی ہے۔۔۔“
کچھ فاصلے پر بیٹھی ایلانے اسے دیکھ کر پہلو بدلاتھا۔

دو بجے کے قریب وہ گھر واپس جا رہی تھی جب اسے جواد کا فون آیا۔

”یہ سب کیا ہوا ہے ہانی آپی؟؟ اور آپ کہاں ہیں آپ ٹھیک تو ہیں نا؟؟“
وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔

”کیا ہوا۔۔۔؟؟“

حتمم حیران ہوئی۔

"آپکو نہیں پتا؟؟"

جواد حیران ہوا۔

"نہیں تو۔۔ لیکن ہوا کیا ہے؟؟"

وہ پریشان ہوئی۔

"آپ ذرا خبریں دیکھیں۔ روحان بھائی اس وقت پولیس کی حراست میں ہیں، اور پورے سو شل میڈیا پر عجیب عجیب سی خبریں پھیلی ہوئی ہیں مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔"

"کیا۔۔ پولیس۔۔؟؟"

حانم کا دل زور سے دھڑکا تھا۔

"ہاں آپ خبریں دیکھیں اور گھر سے باہر مت نکلیئے گا۔۔ انکے بہت سے سارے دشمن ہیں۔۔"

جواد نے تلقین کی تھی اور پھر وہ فون بند کر چکا تھا۔

حانم کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

وہ جانتی تھی اسکے بہت سارے دشمن ہو سکتے تھے اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ لوگ اسے بدنام کرنے کیلئے کچھ بھی کر سکتے تھے۔۔ لیکن ابھی سے؟؟

ابھی تو اس نے شروع کیا تھا۔۔

حانم کے قدموں کی رفتار تیز ہوئی تھی۔ وہ جلد گھر پہنچ کر صورتحال کا اندازہ لگانا چاہتی تھی۔



"میں نے کما تھا نا اپنی رفتار آہستہ کرلو یہ لندن ہے۔"

سبیل اسکے سامنے بیٹھا تھا۔ اسکے پھرے پر سنجیدگی چھائی می تھی۔

"تو تم میں لگتا ہے یہ سب میں نے کیا ہے؟؟"

روحان نے موبائل اسے واپس تھما�ا جس میں وہ کچھ ویڈیو زدیکھ رہا تھا۔

ان ویڈیو ز میں روحان جبیل تھا۔ جو اسلام کے خلاف باتیں کر رہا تھا۔ اور ساتھ ہی دوسرے مذاہب کو نشانہ بنارہا تھا۔

اسکے ساتھ کچھ لوگ تھے جنکا پھرہ چھپا ہوا تھا اور وہ حلبیے سے دہشت گرد لگ رہے تھے۔

یہ ویڈیو صاف ظاہر کر رہی تھیں کہ روحان جبیل کا تعلق دہشت گروں سے تھا۔

"میرے ماننے یا ناماننے سے کیا فرق پڑتا ہے--؟؟ فرق اس بات سے پڑتا ہے کہ تمہاری

پیروی کرنے والے تمہارے خلاف ہو گئیے ہیں اور دہشت گروں سے تعلق رکھنے پر

لندن کی بڑی شخصیات اور مذہبی کمپونٹیاں بہت زیادہ غصے میں ہیں ۔۔!!"

"میرا صرف ایمان بدلا ہے-- میرا دماغ آرجے والا ہی ہے۔ یہ جو میرے خلاف سازش کی گئی ہے اسکا تو میں پتا چلا ہی لونگا--"

روحان کا لجھ اٹل تھا۔

"یہ کافی مشکل کام ہے، تمہارا دشمن کافی شاطر ہے۔ تمہارے بینک اکاؤنٹ ملین ڈالرز ٹرانسفر ہوئیے ہیں۔ اور اس ویڈیو کے مطابق تم نے یہ لندن میں دہشت گردی پھیلانے کا معاوضہ لیا ہے۔"

"کمال ہے۔ یہ تو پتا چل گیا کہ میرے اکاؤنٹ میں پیسے ٹرانسفر ہوئیے ہیں یہ معلوم نہیں کیا کسی نے کہ یہ کہاں سے آئیے ہیں کیسے ٹرانسفر ہوئیے ہیں؟؟"

"یہی کام ہے ہمارا۔ میں ایک وکیل ہوں اگر ہم یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہوگئیے کہ یہ پیسے کیسے ٹرانسفر ہوئیے ہیں تو یقیناً تم بے گناہ ثابت ہو گے۔ فی الوقت تو میں تمہاری ضمانت کرواتا ہوں۔"

سبیل نے میز پر رکھی فائیل اٹھاتے ہوئیے کہا تھا۔ جبکہ روحان گھری سوچ میں تھا۔ اسے اس بات سے فرق نہیں پڑتا تھا کہ لوگ اسے کیا سمجھ رہے تھے بلکہ وہ جاننا چاہتا تھا کہ اسکے خلاف اتنی بڑی سازش کس نے کی تھی۔

حاجم نے گھر پہنچنے کے بعد ٹی وی لگایا تھا۔ نیوز چینل پر چلتی خبروں کو سن کر وہ گنگ رہ گئی می تھی۔

روحان کی ویڈیو بار بار دکھائی می جا رہی تھی۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد النور کے باہر جمع ہو گئی می تھی۔

لوگ اسے برا بھلا کہ رہے تھے۔

اسکا سر چکرا گیا تھا۔

"روحان ایسا نہیں کر سکتا۔"

وہ بڑبڑائی می تھی اور پھر فون کی گھنٹی بجھنے پر چونکی تھی۔

"ڈیڈ یہ آپ کیسے بیان دے رہے ہیں؟؟؟"

ایلف مسٹر آسکر سے سخت لمحے میں پوچھ رہی تھی۔

"وہ لڑکا ایک دہشت گرد ہے۔ جس سے پورے لندن کو خطرہ تم نے ویڈیو نہیں دیکھیں؟؟؟"

"ڈیڈ وہ ایسا نہیں ہے میں اسے اچھے جانتی ہوں۔ یہ اسکے خلاف سازش کی گئی می ہے۔ آپ تو سمجھنے کی کوشش کریں۔"

ایلف اپنے باپ کے بیان سن کر پریشان ہو گئی می تھی۔ وہ روحان جبیل کو سخت سزا دینے

اور لندن سے نکالنے کی بات کر رہے تھے۔

مذہبی کمپونٹیاں المنور کو بند کرنا چاہتی تھیں انکا کہنا تھا کہ یہ ادارہ دہشت گرد پیدا کر رہا تھا۔

"کوئی می سازش نہیں ہے اس نے لاکھوں ڈالرز لیے ہیں اس کام کیلیے۔" مسٹر آسکر غصے میں تھے۔

ایلف نے تنگ آکر فون بند کر دیا تھا۔ وہ دوسرے شہر آئی می ہوئی تھی۔ اپنی ماں کے شہر۔۔ وہ جانتی تھی روحان حانم کے ساتھ واپس آگیا تھا اور ایلف میں انکا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ لیکن اب بات روحان کی آگئی می تھی

وہ اٹھی اور اپنا بیگ پیک کیا۔ آج شام کی ٹرین سے وہ واپس لندن جا رہی تھی۔

"ان لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی می تمہیں گرفتار کرنے کی میں چھوڑوں گا نہیں کسی کو بھی۔۔"

ڈاکٹر باسط کافی غصے میں تھے۔ انکی رسائی کافی اوپر تک تھی۔ انہیں غصہ تھا۔ روحان کے سر المざم لگایا جا رہا تھا۔

"آپ پریشان نہ ہوں ڈاکٹر صاحب۔ میں ابھی تو گھر جا رہا ہوں سبیل ہے میرے ساتھ۔۔ یہ سب اتنا اچانک ہوا ہے کہ مجھے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا ہے۔۔ میں گھر جا کر دیکھتا ہوں۔"

روحان کافی پر سکون تھا۔ اسکی ضمانت ممکن نہیں تھی۔ یہ تو سبیل کا کام تھا وہ کافی ذہین اور شاطر و کیل تھا۔

کھیل کافی چالاکی سے کھیلا گیا تھا۔ جسکی روحان کو بھنک بھی نہیں پڑی تھی۔

روحان جب گھر پہنچا تو حیران رہ گیا تھا۔ ابھی آدھی سے زیادہ کلاس کے ساتھ اسکے گھر میں موجود تھی۔

"؟؟ Hey Man are you okay"

روحان کو دیکھ کر وہ بے تابی سے اسکی جانب بڑھی۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

وہ مسکرا یا تھا۔ حanim حیرت سے کچھی اسے تو کچھی ابھی کو دیکھ رہی تھی۔

"اسلام و علیکم بھا بھی--"

سبیل کی آواز پر وہ چونکی تھی اور سر ہلا کر آہستہ سے جواب دیا تھا۔

"مجھے لگا تماری واٹی ف اکیلی ہو گئی گھر میں کوئی خطرہ ہو سکتا ہے اس لیتے میں فرینڈز کے ساتھ یہاں آگئی می تھی۔"

ابھی نے اپنے آنے کی وجہ بتائی۔

"بہت اچھا کیا۔ میں بھی حانم کے اکیلے ہونے کی وجہ سے پریشان تھا۔"

روحان نے حانم کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

حانم کے چہرے پر عجیب ساتھ تھا۔ جسے وہ سمجھنے نہیں پایا تھا۔

"اوے اب ہم چلتے ہیں پھر آئیں گے۔ کوئی می بھی مسوی لہ ہو ہمیں بتانا۔ ہمیں تم پر پورا بھروسہ ہے۔"

ابی نے اسے یقین دلایا تھا۔ روحان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ کم از کم وہ تو اسے بے گناہ سمجھتی تھی۔

انکے جانے کے بعد روحان صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ وہ کافی تھک چکا تھا۔ یہ جسمانی نہیں بلکہ ذہنی تھکاوت تھی۔

کچھ ہی دیر بعد حانم چائے لے آئی تھی۔

"مجھے تمہارے سارے اکاؤنٹس کی ڈیٹیل چاہیئے۔ اور یہ بھی یاد کرو کہ ان ویڈیوز پر جو وقت درج ہے اس وقت، اس دن اور اس تاریخ کو تم کہاں تھے۔

کہنے کو تو یہ کمیرہ سے لی گئی می ویڈیوز ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ تم جانتے ہو۔
اگر ہمارے پاس ثبوت مضبوط ہوں تو کورٹ میں پہلی پیشگی پر ہی ہم تمہیں بے گناہ ثابت کر سکتے ہیں۔"

سبیل کافی سنجیرگی سے کہہ رہا تھا۔ روحان نے اثبات میں سر ہلاایا تھا۔ ان دونوں کو مصروف دیکھ کر حانم وہاں سے کھسک گئی تھی۔

سبیل سے اہم باتیں کرنے کے بعد وہ کمرے میں آیا تو حانم کھڑکی میں کھڑی تھی۔ کمرے میں کافی ٹھنڈ پھیل چکی تھی۔ باہر اندر ہیرا تھا۔ رات ہو چکی تھی۔ وہ گھری سانس لے کر دھیئے قدم اٹھاتا اسکی طرف بڑھا تھا۔

"narash hoo mujhe se--?"

وہ اسکے سامنے کھڑے ہوتے پوچھ رہا تھا۔

"mujhe kia psorot hے narash honے ki?"

حانم کا لمحہ خفگی اور غصہ ظاہر کر رہا تھا۔

"lگ تو رہا ہے--"

اسکا پھولا ہوا منہ دیکھ کر وہ ہولے سے مسکرا�ا تھا۔

"آپ تو پتا نہیں کیا کیا لگتا رہتا ہے سب سچ تو نہیں ہوتا نا--"

حانم نے غصے سے گھورتے ہوئے کہا تھا اور پھر رخ باہر کی جانب موڑ لیا تھا۔

"مثلاً کیا لگتا ہے مجھے؟"

وہ اسے بولنے پر اکسارہا تھا۔

"مجھے نہیں پتا۔"

وہ کہتے ہوئی سے مردی تھی۔ جب روحان نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

"ناراض کیوں ہو؟؟ یا پھر مجھ پر یقین نہیں ہے؟ تمہیں لگتا ہے جو دکھایا جا رہا ہے وہ سب سچ ہے؟؟"

وہ اب سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ حanim نظریں جھکاگئی تھیں۔

"بولو حanim۔ تمہارا یقین میرے لیے سب سے اہم ہے۔"

"اگر یقین اتنا اہم ہے تو پھر مجھے سب بتاتے کیوں نہیں ہیں آپ؟؟ مجھ سے کچھ بھی شئی ر نہیں کرتے ہیں آپ۔ میں کیا ہوں؟؟ میری کیا حثیت ہے اگر آپکو مجھ پر یقین ہی نہیں۔؟؟"

وہ بولی تو آواز بھرا گئی تھی۔ روحان کو اسکی الجھن سمجھ آگئی تھی۔

"میں اپنی الجھنیں تم سے اس لیے شئی ر نہیں کرتا کہ میں تمہارے پیشان نہیں کرنا چاہتا اور میں خود ہی سلیجھا سکتا ہوں۔"

روحان نے صفائی دی تھی۔

حانم کو لگتا تھا کہ روحان کے نزدیک اسکی کوئی میں اہمیت نہیں تھی۔

"تم میرے لیے سب سے اہم ہوا م حانم-- جب سب نے مجھے غلط سمجھا تب پہلا خیال تمہارا آیا تھا میرے ذہن میں-- جانے تم مجھ پر بھروسہ کرو گی یا نہیں--!!" وہ بھی کہیں اندر سے ڈرا ہوا۔

"آنکھوں دیکھا بعض اوقات سچ نہیں ہوتا۔ میں جانتی ہوں یہ سب جھوٹ ہے-- لیکن مجھے کہ اس بات کا ہے کہ آپ مجھے کچھ بتاتے نہیں ہیں--!!!!"

"اوکے-- اس بات کیلیے میں معافی مانگتا ہوں۔ آئی ندہ سے ہر بات تم سے شیئی رکیا کروں گا۔ اگر تم ناراض نا ہوئی میں تو۔-- ویسے تم ہر وقت مجھ سے خفا ہی رہتی ہو۔" روحان نے اسکے چہرے پر آئی میں لٹ کو انگلیوں کی مدد سے کان کے پیچھے کیا تھا۔

"میں کب ناراض ہوتی ہوں۔-- آپ منہ پھلا کر رکھتے ہیں ہر وقت۔-- اور تو اور مجھ سے لمائی میں بھی کرتے ہیں۔-- مجھے گھر میں قید کر کے رکھتے ہیں۔-- یہ سب آج میں نے بی جان کو بتایا ہے--"

حانم نے اپنا ہاتھ پھردا تے ہوئی سے کہا تھا۔ روحان کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔

"تم نے بی جان سے میری شکلیت کی؟؟"
وہ گھرے صدمے میں تھا۔

"جی ہاں--"
حائف نے اقرار کیا تھا۔

"کیا واقعی حائف-- سچ میں تم نے میری شکلیت کی؟؟"
اسکے اس طرح بار بار پوچھنے پر حائف نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔ روحان کا منہ دیکھ کر اسے ہنسی آئی تھی جسے ضبط نہیں کر پائی میں تھا اور قہقہہ لگا کر ہنس دی تھی۔
اسکے اس طرح ہنسنے پر روحان کو اسکی شرارت سمجھ میں آئی تھی۔

"تم بہت تیز ہو گئی میں ہولند آکر--"
وہ اسے ہنستا دیکھ کر مطمئن ہو گیا تھا۔

"ہونا پڑتا ہے۔ آپکی پنکھیاں ہی اتنی ہیں۔ بی جان نے مجھے ہوشیار رہنے کو کہا تھا۔"
حائف نے سچ اگلا۔

"کیا۔؟؟ بی جان نے تمہارے یہ سکھایا ہے؟؟"
روحان کو ایک اور جھٹکا لگا تھا۔

"مجھے یقین نہیں ہو رہا کہ میری ماں اور میری بیوی-- دونوں میرے خلاف سازش کر رہی ہیں!!"

حانم اسکے اس طرح کہنے پر ایک بار پھر ہنس دی تھی۔
روحان سرشار ہو گیا تھا یہ جان کر کہ وہ اس پر اعتبار کرتی تھی۔
اور اس نے دل میں عہد کیا تھا کہ وہ اپنی ابھی گھونوں کو حانم سے ضرور ڈسکس کیا کرے گا۔ آخر کو وہ اسکی بیوہ تھی اور اس رشتے کے ناطے اسکا حق تھا کہ وہ حانم کو اپنی ذاتی زندگی میں اتنی اہمیت دیتا۔

"قسم سے حانم-- تم بہت بڑی--

"میں بہت بڑی فلم ہوں۔۔۔ یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ؟؟"
حانم کی ہنسی کو بیک لگی تھی۔ وہ اب پھر سے روحان کو گھور رہی تھی۔

"نن-- نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"
روحان گھر بڑا گیا تھا۔

"سب جانتی ہوں میں۔۔۔ یہ بھی بی جان کو بتاؤں گی کہ انکا بیٹا مجھے ڈرامہ کوئی یہ اور فلم کہتا ہے اور کچھی کچھی تو پرانی سی ڈی اور VCR سے تشبیہہ دیتا ہے۔۔۔"

وہ کمال سنجیگی سے کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی می تھی۔
جبکہ اسکی باتوں سے یوں اپنے مطلب کے معنی نکالنے پر روحان اپنا سر پیٹ کر رہ گیا تھا۔

شہر میں ایک بے چینی سی پھیل گئی می تھی۔ لوگ کشمکش کا شکار تھے۔ کچھ روحان جبیل
کے ساتھ تھے تو کچھ اسکے خلاف ہو چکے تھے۔

شدت پسند لوگ سڑکوں پر نکل آئیے تھے۔ انکا کہنا تھا کہ روحان جبیل کو سزا دی جائیے
اور اسے لندن سے نکالا جائیے۔

لوگوں کو اسکے گھر کا نہیں پتا تھا۔ سب النور کے باہر جمع تھے۔ روحان کو حیرت ہو رہی تھی کہ
یہ نوجوان جو شاید اسے جانتے بھی نہیں تھے وہ اسکے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ کون تھے یہ
لوگ ؟؟

شہر میں امن کی خراب صورتحال کا ذمہدار اسے ٹھہرایا جا رہا تھا۔
وہ ساری رات سو نہیں پایا تھا۔

صح ہوئی می تو ایلف اسکے گھر آگئی می تھی۔

Classic Urdu Material

"میں رات کو ہی لندن پہنچ گئی تھی۔ پھر پہلے تمہارے پاس آنے لگی تھی پھر سوچا اب تمہاری واٹیف بھی تمہارے ساتھ ہے اس لیے نہیں آئی تھی۔۔۔" وہ مسکرائی تھی۔

"کوئی می بات نہیں۔۔۔"

روحان نے اسے لاونچ میں بھایا تھا۔

"آپ بیٹھیں میں چائی سے بنا کر لاتا ہوں۔۔۔"

"خانم کدھر ہے؟؟"

ایلف نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا تھا۔

"وہ سوئی می ہوئی تھی ہے۔ ملازمہ بھی آئی می نہیں شاید اسے بھی مجھ سے ڈر لگ رہا ہوگا۔۔۔" اپنی بات سے وہ محفوظ ہوا تھا۔

"پھر تو مجھے بھی ڈرنا چاہیے۔۔۔ ہے نا؟؟"

"یقیناً۔۔۔"

وہ مسکرا کر کھتا کچن کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اسکے اتنے پرسکون ہونے پر ایلف جیران تھی۔ اور کوئی می انسان ہوتا تو شاید ڈپریشن کا شکار ہو جاتا۔۔۔ لیکن وہ پرسکون اور مطمئن تھا۔

دس منٹ بعد وہ چائیے لے کر واپس آگیا تھا۔

"میں نے رات اپنے کچھ فرینڈز کو بلا�ا تھا وہ ہیکنگ کی دنیا سے واقف ہیں۔ تمہارے اکاؤنٹ میں پیسے کہاں سے ٹرانسفر ہوئے ہم نے اسکا پتہ لگالیا ہے۔۔۔" ایلف نے گویا دھماکہ کیا تھا۔

روحان تو ابھی بارے میں سوچ ہی رہا تھا اور وہ اسکا آدھا کام آسان کر چکی تھی۔

"میں نے باقی کی تفصیل نہیں نکالی۔۔۔ ہو سکتا ہے تمہارا کوئی می جاننے والا ہو۔۔۔ تم خود چیک کر لینا۔۔۔"

ایلف نے لیپ ٹاپ اسکے سامنے کیا تھا۔

"بہت بہت۔۔۔ شکریہ آپ نے میرا کام آسان کر دیا ہے۔۔۔" وہ مسکرا یا تھا۔

"محظے لگتا ہے ان لوگوں کی تم پر بہت گھری نظر ہے۔۔۔ شاید سالوں سے۔۔۔" ایلف نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ سالوں پہلے میرے ساتھ کچھ ایسی سرگرمیاں ہوئی تھیں۔ میرے اکاؤنٹس کو ہیک کیا گیا تھا۔۔۔ اور ابھی بھی ایسا ہی کچھ ہوا ہے۔۔۔" سکرین پر نظریں جمائیے وہ بتا رہا تھا۔

ایلف نے گھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ وہ اچھا لگ رہا تھا _____ پھر کچھ یاد آنے پر وہ نظروں کا زاویہ بدل چکی تھی۔
البتہ دل میں ایک ہول اٹھا تھا۔

اسی دورانِ ایلف کی نظریں سیرہیاں اترتے نفوس پر پڑی تھیں۔
وہ حیران رہ گئی تھی۔ اور حیران تو حانم بھی ہوئی تھی ایلف کو دیکھ کر--

گرم ٹاؤزر پر گھٹنے تک آتی گرم شرٹ پہنے اور اس پر کیپ شال لینے _____ سر کو اونی ٹوپی سے ڈھانپے وہ حانم تھی۔ ام حانم۔ ایلف اسے پہچان گئی تھی۔
لیکن اسے یقین نہیں آ رہا تھا _____ اسے لگتا تھا کہ روحان کی پسند کوئی تھی بہت ہی رعب دار لمکی ہوگی _____ جسکے پھرے پر سنجیدگی چھائی می ہوگی _____ لیکن یہ کیا؟؟ وہ تو بالکل لمکی سی تھی۔

اسکے ذہن میں پاکستانی لمکیوں کو جانے کیا خالکہ بنا ہوا تھا۔ لیکن اس وقت حانم اسے نین نقش کے علاوہ کہیں سے بھی پاکستانی نہیں لگی تھی۔

"حانم تم اٹھ گئی می ہو۔ شکر ہے۔ آؤ ایلف سے ملو۔"
روحان نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔
وہ سیرہیاں اتنی انکی طرف بڑھی تھی۔

"مُحَمَّد مارنگ--"

ایلف مسکرائی تھی۔

"مُحَمَّد مارنگ--" حانم نے خوشی سے جواب دیا تھا۔

"یہ تو بہت خوبصورت ہے--"

حانم نے دل میں اعتراف کیا تھا۔

"میری سب سے بڑی خواہش بن چکی تھی کہ میں ام حانم سے ملوں-- اور آج یہ پوری ہو گئی ہے-- ویسے میں ایلف ہوں-- آر جے کی کلاس میٹ--"

ایلف نے دھماکہ کرتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا جسے حانم نے تحام لیا تھا۔

"میں نے بھی اکثر روحان سے آپکا ذکر سنایا ہے-- آپ بہت اچھی ہیں--"

وہ دونوں اب بیٹھ چکی تھیں۔

"اور آپ خوش نصیب ہیں--"

ایلف کے منہ سے نکلا تھا۔ حانم نے چونک کر اسے دیکھا تھا جسکی آنکھوں میں عجیب ساتا ثرا تھا۔

"جی-- آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں--"

حانم کے اس طرح مان جانے پر روحان چونکا تھا۔

مزید کچھ دیر بیٹھنے کے بعد ایلف چلی گئی تھی۔۔ یا شاید ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر اس سے مزید وہاں بیٹھا نہیں گیا تھا۔

حانم نے اسے ناشتے کیلیے روکا تھا لیکن وہ نہیں کی تھی اور کہیں نا کہیں حانم اسکی کیفیت سمجھ سکتی تھی۔

یہ ایک پرانا سا علاقہ تھا۔ جہاں موجود عمارتیں کافی بوسیدہ ہو چکی تھیں۔ یقیناً یہاں پر بہت ہی غریب یعنی کے تھرڈ کلاس سے تعلق رکھنے والے لوگ رہتے تھے۔

روحان نے سر اٹھا کر اپنی کئی تھیں کی منزلہ عمارت کو دیکھا تھا۔ اور پھر ہڈی سے سر ڈھانپ کر عمارت کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اسکی آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا۔

لفت خراب تھی۔ سیر ہیاں چڑھنے کے بعد وہ اپنی مطلوبہ فلیٹ تک پہنچ چکا تھا۔

ایک گھری سانس لے کر روحان نے بیل بجائی تھی۔

جس اکاؤنٹ سے اسے پیسے ٹرانسفر ہوئیے تھے۔ اس اکاؤنٹ کی ڈیٹیل نکال چکا تھا وہ

جس انداز میں اسے پھنسایا گیا تھا وہ بھی اسی انداز میں ان تک پہنچا تھا۔

یہ اس لڑکی کا گھر تھا جسکے اکاؤنٹ سے پیسے ٹرانسفر ہوئیے تھے۔ وہ کوئی مس روزی تھی۔

پنج منٹ کھڑا رہنے کے بعد بھی دروازہ نہیں کھلا تھا۔

روحان نے دوبارہ بیل بجائی می تھی۔

اب کی بار دروازہ کھلا تھا۔ اور اپنی سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر وہ ساکت رہ گیا تھا۔

"شالنی--"

وہ بڑبڑایا تھا۔ وہ اسے پہلی نظر میں ہی پہچان گیا تھا۔

اور شالنی کی حالت خراب ہو چکی تھی۔ وہ روحان کو دیکھ کر گنگ رہ گئی می تھی۔ اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ ان تک پنج جائی سے گا۔

اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ بند کرنا چاہا تھا۔

اس نے آگے بڑھ کر دروازہ پکڑا تھا۔

"مس شالنی-- کسی ہیں آپ--؟؟"

روحان کا لمحہ تیکھا تھا۔ شالنی کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی می تھیں۔

اس نے دروازے کو چھوڑ کر اپنے دایاں ہاتھ منہ کی طرف بڑھایا تھا۔

روحان کی نظر پڑ چکی تھی۔ اس نے ایک انگوٹھی پہنی ہوئی می تھی۔ جس میں جڑا نگینہ یقیناً زمریلہ تھا۔

روحان نے دھکا دیا تھا۔ شالنی لڑکھڑائی می تھی۔

اس سے پہلے وہ دوبارہ ایسی حرکت کرتی وہ اسکا ہاتھ پکڑ چکا تھا۔ اور اس پوری قوت لگا کر وہ انگوٹھی نکال لی تھی۔

"چھوڑو مجھے-- تم یہاں کیا لینے آئیے ہو--؟؟" وہ دھاڑی تھی۔

"آج اتنے سالوں بعد آخر تم سے ملاقات ہو ہی گئی ہے-- تم تو میری بڑی پکی مداح نکلی-- آٹھ نو سال ہو گئیے ابھی تک میرا پچھا نہیں چھوڑا--" روحان نے اسے ایک جھکا دیا تھا۔ وہ پچھے صوفے پر گر گئی تھی۔

"جان لینے کی غلطی مت کرنا-- تم ابھی آرجے کے رحم و کرم پر ہو۔ مس شالنی-- اور تم آرجے کو اچھے سے جانتی ہو۔ بہتر ہو گا تم خود ہی سب سچ بتا دو--" روحان نے سفاک لجے میں کہا تھا۔ شالنی کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔

چلو پھر لوٹ جائیں ہم
جهان پر کچھ نہیں بدلا
نہ ماہ و سال بد لے ہیں
نہ ماضی حال بد لے ہیں

Classic Urdu Material

وہاں ہم لوٹ جائیں پھر
جہاں معلوم ہو ہم کو
نہیں کچھ اور ہے بدلا
فقط ہم تم ہی بدلتے ہیں

وہی ممی ، وہی خوشبو
وہی سوندھی فضائیں ہیں
وہی گلزار منظر ہیں
وہی من چاہی را ہیں ہیں
وہی بچپن ، وہی بوڑھے
وہی سب ہیں جواں قصے
مگر اب میں نہیں ہوں وہ
مگر اب تم نہیں ہو وہ

وہی بادل وہی بارش
وہی کشتی ہے کاغذ کی
وہی دھوپیں، وہی سائے
وہی دن رات من بھائے

Classic Urdu Material

وہی رونق، وہی خوشیاں
وہی جینے کی چاہت ہے
مگر بے کار ہے سب کچھ
کہ اب ہم تم نہیں ہیں وہ

سچھی کچھ پھر خیالوں میں
یہاں کیوں جی رہا ہوں میں
جو گھاؤ بھر چکا کب کا
یونہی پھر سی رہا ہوں میں

سچھی کچھ وہ پرانا ہے
سچھی کچھ پھر سمانا ہے
اگر کچھ ہے نیا تو بس
یہاں پر اب نہیں ہم تم

گیا وہ لوٹ آئے پھر
یہاں ایسا نہیں ہوتا
یہ رستہ ایک طرفہ ہے
کوئی واپس نہیں ہوتا

مگر کب کوئی سمجھا ہے
مگر کب کوئی مانا ہے
سمجھی مرڑ مرڑ کے تکتے ہیں
گئے وقتوں پہ مرتے ہیں

چلو پھر لوٹ جائیں ہم
جہاں پر کچھ نہیں بدلا
نہ ماہ و سال بدلتے ہیں
نہ ماضی حال بدلتے ہیں

ماہی خاموشی سے اپنا بیگ پیک کر رہی تھی۔ آج اسے واپس جانا تھا پاکستان۔۔۔ ہمیشہ ہمیشہ کیلیے۔۔۔ جو حشام باہر بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا وہ اس سے محبت کرتا تھا۔۔۔ لیکن جس حشام سے اس نے محبت کی تھی وہ اسے بہت بڑی آزمائش میں ڈال گیا تھا۔۔۔
باہر انتظار کرتا حشام جانتا تھا کہ وہ اس سے شاید کبھی بھی محبت نہیں کر پائیے گی۔۔۔ لیکن وہ اسے پھر بھی لینے آیا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ اسے چاہتا تھا۔۔۔ اور محبت میں صرف دیا جاتا ہے۔۔۔ واپس نہیں لیا جاتا۔۔۔

”میں تمہیں بہت یاد کروں گی ماہی۔۔۔ لیکن میں خوش ہوں تم نے ایک اچھا فیصلہ کیا ہے۔۔۔“
ایلانے اسے گلے لگایا تھا۔۔۔

"میں حشام کی خواہش کیسے نہیں پوری کرتی؟؟ اس نے پہلی اور آخری بار کچھ مانگا تھا
میں کیسے انکار کر دوں؟؟"
وہ رودی تھی۔

"ہم سب بہت خوش ہیں ماہی-- اور مجھے یقین ہے تم بھی بہت خوش اور پر سکون رہو
گی حشام تمہیں بہت خوش رکھے گا"
ایلا نے یقین دلایا تھا ماہی صرف اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی تھی۔

شالنی کا تعلق ایک خفیہ تنظیم سے تھا جس کا نام اپنی اسلامک لیگ تھا۔ اس تنظیم کا کام
اسلام کے خلاف کام کرنا تھا۔ یہ تنظیم مسلمانوں میں انتشار پھیلاتی تھی۔
شک و شبہات والے سوال نکال کر نوجوان نسل کی برین واشنگ کر کے انہیں ملحد بنانا
تھا۔

اس تنظیم کا سربراہ کون تھا یہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ البتہ شالنی جس شخص کیلئے کام
کرتی تھی وہ ایک ہندو ہی تھا۔ تنظیم میں بہت سے دوسرے مذاہب کے لوگ بھی شامل
تھے۔

جنکا راج سو شل میڈیا تک تھا۔

سالوں پہلے شالنی کی نظر آر جے پر پڑی تھی۔ جو ایک ملحد تھا اور اسے لگتا تھا کہ وہ لوگ بہتر طریقے سے اسے اسلام کے خلاف استعمال کر سکتے تھے۔

لیکن آر جے نے شالنی کو نظر انداز کیا تھا۔ پھر جیسی مارٹر کو بھیجا گیا تھا اسے انغو کر کے مارنے کی دھمکی دی گئی تھی

لیکن اس رات وہ کامیاب نہیں ہو سکی تھی۔ حشام کی دعاؤں نے اسے بچا لیا تھا۔ جیسی کو انہوں نے نشہ آور ادویات کا عادی بنایا تھا اور اسے زندگی میں اتنا الجھا دیا تھا کہ اس نے خودکشی کر لی تھی

شالنی نے روتے روتے سب بتایا تھا۔ روحان کو سب جان کر افسوس ہوا تھا۔

”اگر تم ایسے ظالم لوگوں کا پردہ فاش کرنے میں میری مدد کرو میں تمہاری مدد کروں گا میں تمہیں ان ظالموں کے چنگل سے نکال سکتا ہوں۔“
روحان نے تسلی دی تھی۔

شالنی اور اس جیسی کئی لڑکیاں جو روزی کی تلاش میں نکلتی ہیں اور پھر غلط لوگوں کے ہاتھ لگ جاتی ہیں

”میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔“

Classic Urdu Material

"یہ تو مجھے پتا چل ہی چکا ہے وہ پیسہ تمہارے اکاؤنٹ سے ٹرانسفر ہوا ہے ____ میں عدالت میں پیش کروں گا۔ تم ماری جاؤ گی ____ اس سے بہتر ہے تم میرا ساتھ دو ____ !!"

"اب تک ان لوگوں کو خبر مل چکی ہوگی کہ کوئی ی مجھ سے ملنے آیا ہے-- اور وہ سارے ثبوت
مٹا دینگے--"

شالنی ٹھیک کہہ رہی تھی۔

"تم بس میری بے گناہی ثابت کرنے میں مدد کرو-- ایسے لوگوں کے خلاف میں بعد میں جنگ
لڑوں گا--"

اسکی بات سن کر شالنی سوچ میں پڑ گئی تھی۔

آج روحان نے کورٹ میں پیش ہونا تھا۔ ایک ہفتے کا وقت ملا تھا اسے-- ڈاکٹر باسط بھی لندن
آچکے تھے۔

اس پر کیس دائی رکرنے والے وکیل نے پہلے اپنے ثبوت پیش کیتے تھے۔
سبیل بھی پوری طرح سے تیار تھا۔

عدالت لوگوں سے کچھ کچھ بھری ہوئی تھی۔

سامنے ایک قطار میں ابی، ایلف اور حانم بیٹھی تھیں۔

اور اس تنظیم کے خفیہ لوگ بھی یقیناً وہاں موجود تھے۔

دو گھنٹے بعد وہ لوگ عدالت سے باہر نکلے تھے۔۔ اور پہلی ہی پیشگی پر روحان جبیل کو باعزت بری کر دیا گیا تھا۔

شالنی نے سچ اگلا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ زیادہ نہیں جانتی لیکن اس نے اپنی کمانی بتائی تھی۔ اسے استعمال کیا گیا تھا۔ شالنی کو گواہ کے طور پر دیکھ کر عدالت میں ایک کھلبی سی مجگئی تھی۔

یقیناً تنظیم کے لوگ چونکے ہو گئے تھے۔

روحان نے شالنی سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے حفاظت سے جہاں وہ چاہے وہاں پہنچا دے گا۔ لیکن شاید شالنی جانتی تھی وہ دنیا کے دوسرے کونے پر بھی چلی جاتی تو اسے ڈھونڈ لیا جانا تھا۔

اسے النور پہنچا دیا گیا تھا۔

لیکن رات کے وقت اس نے ویدیو ریکارڈ کرنے کے بعد پنکھے سے لٹک کر خودکشی کر لی تھی۔

یہ خبر بہت بری تھی۔ شالنی کے دیے گئے بیانات سے ایک بار پھر سو شل میڈیا پر کھلبی سی مجگئی تھی۔

جو لوگ روحان کو غلط سمجھ رہے تھے وہ اب خاموش تھے۔

"تم جیت گئیے روحان جبیل ____ بہت بہت مبارکباد"
ایلف نے مسیح کیا تھا۔

"ابھی تو جنگ شروع ہوئی ہے، ابھی تو میں نے شروعات کی ہے ____ ابھی ہار جیت کا
فیصلہ نہیں ہوا ____ لیکن بہت بہت شکریہ آپ نے اتنی مدد کی میری ____ !!"
وہ مسکرا دیا تھا۔

"تمہاری بے گناہی نے ثابت کر دیا کہ گورے آج بھی اسلام سے ڈرتے ہیں--"
سبیل نے اسکا کندھا تپھتھپایا تھا۔

"لندن میں ایک بار پھر سے ایک نئی ہی جنگ چھڑ گئی ہے، لوگ اسلام کے اتنے خلاف
کیوں ہیں ____ کیوں اتنا خوف کھاتے ہیں اس سے ____ اور جو لوگ اس مذہب کو خاطر میں
نہیں لاتے وہ بھی آج سوچ میں پڑکئیے ہیں کہ آخر اس مذہب میں ایسا کیا ہے جسے ختم
کرنے کیلئے خفیہ تنظیمیں بنائی جاتی ہیں ____ !!"
یہ بات کرتے ہوئے روحان کو ابھی کافی سمجھدار لگی تھی۔

"جس جنگ کی تم نے شروعات کی ہے، یقیناً بہت مشکل ہے ____ قربانیاں دینی پڑیں
گی ____ لیکن ایک وقت آئیے گا جب سچ کھل کر سامنے آجائے گا ____ رات کا اندر ہیرا

کبھی اجائے کو نگل نہیں سکتا تم فاتح ٹھہر دے گے جیتے رہو میرے پچے !!
ڈاکٹر باسط نے اسے لگے لگایا تھا۔

اس طوفان نے جو روحان کی زندگی میں آکر گز گیا تھا اسے مزید مضبوط بنادیا تھا اسکے
ارادے چٹان کی مانند پختہ ہو چکے تھے۔

"سالوں پہلے میں نے بس ایک خواہش کی تھی ایک چھوٹی سی خواہش میں نے
کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ پوری ہوجائیے گی آج میں نے لندن کے ہر چینل پر
روحان جبیل کا نام سنا تو احساس ہوا واقعی میں سکالر کی بیوی ہوں جسے دین کی خدمت
کرتے دیکھ کر لوگ سازشیں کر رہے ہیں انسان کے خلاف ہونے والی سازشیں ہی
انسان کے Level کا پتہ دیتی ہیں اسے ہی مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے جسکا
کوئی ی وجود ہوتا ہے بہت بہت مبارکباد مسٹر روحان جبیل آج آپ اپنا ایک وجود بنانے کے
ہیں اس وجود سے ٹکرانے سے پہلے لوگ سینکڑوں دفعہ سوچیں گے !!
حanim نے مسکرا کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔

"بہت بہت شکریہ مسز روحان جبیل--"

اسے خوش دیکھ کر روحان جبیل مسکرا دیا تھا۔

ماہی اور حشام کا سادگی سے نکاح کر دیا گیا تھا۔
حanim اور روحان آنا چاہتے تھے لیکن اس نئی سے واقعے نے النور پر منفی اثرات چھوڑے تھے
جہنمیں مٹانے کی روحان کوشش کر رہا تھا ۔ اسی وجہ وہ دونوں نہیں آپائیے تھے لیکن
وہ بہت خوش تھے۔

اس موقع پر حشام جبیل کو یاد کر کے سب کی آنکھیں نم ہوئی می تھیں۔ وہ سب کو ملا کر سب
میں خوشیاں بانٹ کر جا چکا تھا ۔ شاید کچھ لوگ صرف دوسروں کو ملانے کی غرض سے دنیا
میں آتے ہیں ۔

ماہی کا نازک سادل بہت ترپا تھا لیکن وہ اپنی محبت کی خواہش بھی پوری کرنا چاہتی تھی۔
حمدان صاحب کے دل سے ایک بوجھ سے اتر گیا تھا۔ بالآخر انکی بیٹی بھی عملی زندگی میں داخل
ہو چکی تھی ۔

اسے یاد کر کے سب روئی سے تھے۔ اور پھر دونوں کو ایک ساتھ بیٹھا دیکھ کر سب کے چہرے
پر چمک ابھری تھی ۔
وہ بالکل حشام جیسا ہی لگ رہا تھا ۔ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔

خشام نے ایک نظر اپنے پہلو میں گردن جھکائیے بیٹھی ماہین کو دیکھا تھا۔۔ یقیناً وہ آنسو ضبط
کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مس ماہین حمدان میں آج اور ابھی آپ سے کچھ مانگنا چاہتا ہوں وہ بھی سب کے سامنے"

سب اسکی بات پر متوجہ ہوئیے تھے۔
ماہی کی نم آنکھوں میں الجھن تھی۔

"میں سارے جذبے

تمام وعدے

دعائیں ساری

سبھی ارادے

ہر اک تمبا

ہر ایک خواہش

خواب اپنے

خمار سارے

محبتوں کے نصاب سارے

جو تم کو دے دوں

تو اتنا کہہ دو

وفا کرو گے"؟؟"

وہ گھمیز لبجے میں گنگایا تھا ماہی حیرت سے اسکے چہرے کو تک رہی تھی۔

"وفا کرو گے"؟؟"

وہ اس سے محبت نہیں وفا مانگ رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"ہاں--"

ماہی نے ناچاہتے ہوئیے بھی اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔
گھر کے سارے افراد مسکرا دیے تھے۔
جواد نے ہونگ کی تھی۔

"ہاں وفا کرو گئی--"

اور یہ پورا پیرس جانتا تھا۔ ماہین حمدان ایک وفادار لڑکی تھی۔
حشام جبیل مسکرا دیا تھا۔ اسکی آنکھوں کی چمک منید بڑھ گئی تھی۔

"اے ماہین بیٹا یہ دیکھو۔ تمہارے لیئے ایک پارسل آیا ہے۔!!"
بی جان نے پکارہ تھا۔

بی جان کی آواز پر ماہی لاونچ میں آئی تھی۔
یہ لندن سے آیا تھا۔ حانم نے کچھ بھیجا تھا۔

"بی جان یہ آپکی دوسری بھو یعنی ہانی نے بھیجا ہے۔"
ماہی مسکراتے ہوئیے کہا تھا۔

Classic Urdu Material

"یہ پروقار حولی اس پروقار لڑکی کے نام _____ جو اس میں رہتی ہے _____ اور اسکے قابل ہے _____ روایت کے مطابق بھی اس پر حولی پر تمہارا حق ہے ماہی کیونکہ گدی کو حشام بھائی نے سننجالا ہوا ہے _____ شادی بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ پاک جوڑی سلامت رکھے۔!!"

کارڈ پڑھ کر ماہی مسکرادی تھی۔
اندر سے ایک فائیل نکلی تھی۔

حanim نے سید حولی ماہی کے نام کردی تھی۔
جسکی ماہی کو ضرورت تو نہیں تھی لیکن اتنے قیمتی تحفے پر وہ مسکرادی تھی حanim کیلیے اسکے دل میں محبت مزید بڑھ گئی تھی۔!!

"مبارک ہو محترمہ تمہارا کپل سیلیکٹ ہوچکا ہے--"
ماہم کا فون تھا۔

حanim گھر کے باہر لگے پودوں کو پانی دے رہی تھی۔ ملازمہ اسکے ساتھ ہی تھی۔
"کیا مطلب میں سمجھی نہیں؟؟؟"
حanim کے چہرے پر ابھی پھیلی۔

Classic Urdu Material

"مطلوب یہ کہ لندن میں بیسٹ کپل اور آف دی ایئر کا ایک بہت بڑا شو شروع ہوا ہے-- جو ایک گیم کی طرح ہے-- بیسٹ کپل کو ایوارڈ دیا جائیے گا اور میں نے اس گیم کیلیے تمہارے اور روحان بھائی کا تعارف دے دیا تھا اور اب تم لوگوں کو سیلیکٹ کر لیا گیا ہے-- کچھ دیر تک لیٹر مل جائیے گا دیکھ لینا۔"

"کیا؟ تم پاگل ہو گئی ہو ماہم--؟"

"نہیں تو-- میں بالکل ٹھیک ہوں-- میں اپنا اور حارت نام دے دیتی لیکن شرط یہ کہ وہ جوڑا لندن میں ہی رہتا ہو

اتنے لوگوں میں سے صرف نوجوڑے چنے گئے ہیں-- ان میں سے ایک تم لوگوں کا ہے تمہیں تو خوش ہونا چاہیے !!"

"لیکن مجھ سے پوچھ تو لیتی--"

حانم کو کوفت ہو رہی تھی۔

"مقرہ وقت ختم ہونے والا تھا اس لیئے میں نے تم دونوں کا تعارف دے دیا ہے-- باقی معلومات وہ خود نکلوں لیتے ہیں اور پھر انہوں نے چن لیا ایک یا دو راؤنڈ ہونگے تم فکر مت کرو-- بس یہ ایوارڈ جیت لینا !!"

ماہم اپنی دھن میں بول رہی تھی جبکہ حانم سر پیٹ کر رہ گئی تھی۔



"تم نے حانم سے ہی شادی کیوں کی؟؟ میرا مطلب محبت کے علاوہ کوئی می وجہ بتاؤ؟؟"

ایلف نے اپنے ساتھ چلتے ہوئے روحان سے پوچھا تھا۔ وہ دونوں لیب سے باہر نکلے تھے۔

ایلف پروفیسر جسٹن سے ملنے لیب آئی تھی اور وہیں اسے روحان ملا تھا۔

"وہ میرے جیسی ہے___!!"

روحان نے مسکرا کر جواب دیا تھا۔

"اچھا۔۔ لیکن مجھے ایسا محسوس نہیں ہوا، میں اس سے دوبار ملی ہوں___ یا شاید میں اسے سمجھ نہیں پائی۔۔"

ایلف نے اپنے دل کی بات کی تھی۔

"وہ ام حانم ہے ایلف___ آپ اسے اتنی چلدی سمجھ نہیں پائیں گی___"

روحان کے لجے میں سرشاری تھی، مان تھا، سب کچھ تھا۔

ایلف بس دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"تم ابھی تک اسے گھمانے نہیں لے کر گئیے؟؟"

ایلف نے بات بدلی تھی۔

"وقت نہیں ملا پہلے تو _____ اور ابھی میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں اسے دنیا کی سیر کرو سکوں۔"

"کیا واقعی؟ میں نے سنا تمہارے آباو اجداد کافی امیر رہے ہیں _____ اور میں یہ بھی جانتی ہوں تمہارے نام کروڑوں کی جائی یاد ہے پھر تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟؟"

"لیکن وہ سب میری کمائی سے تو نہیں بنانا؟ وہ مجھے وراشت میں ملا ہے _____ اسے میں کسی اور مقصد کیلئے استعمال کروں گا۔ میں چاہتا ہوں حانم کی ہر ضرورت ہر خواہش کو میں اپنی محنت کی کمائی سے پورا کروں _____ وہ میری ذمہداری ہے _____ اور میری ہی ہے، اس پر جو بھی خرچ ہو وہ میرا ہو _____ !!"

روحان کافی سنجیدہ تھا۔

"وہ تم سے کچھ نہیں مانگتی کیا؟؟"

ایلف نے اپنی تیز ہوتی دھڑکن کو نارمل کرنے کی کوشش کی تھی۔

"ابھی تک تو نہیں _____ "

"چلو اچھی بات ہے لیکن یاد رکھو کہ اسے پورا وقت دیا کرو۔۔۔ اگر تم اسے وقت نہیں دو گے تو وہ تم سے دور ہو جائی سے گی _____ اور یہ وقت بار بار نہیں آتا _____ !!"

ایلف نے اسے سمجھایا تھا۔ اور روحان اسکی بات سمجھ بھی گیا تھا۔

"میں پوری کوشش کروں گا" _____
وہ مسکرا دیا تھا۔

"اوے کے پھر ملیں گے۔"
وہ مسکرا کر کہتی جا چکی تھی۔

روحان کی نگاہوں نے دور تک برف کی ملکہ کا تیچھا کیا تھا جسکے دل کی حالت وہ سمجھ سکتا تھا _____ وہ کوئی یہ عام یا سلطھی لمبکی نہیں تھی جو اپنے جذبات کے سامنے کمزور پڑ جاتی _____ وہ ایلف تھی _____ دنیا بدلتے کی صلاحیت رکھنے والی ایلف آسکر

"روحان مجھے پیسے چاہیئی ہے _____ !!"
وہ کتاب پڑھنے میں لگن تھا جب حانم وہاں وارد ہوئی۔

"کتنے _____ ؟؟"
وہ حیران ہوا تھا۔ حانم نے پہلی بار اس سے کچھ مانگا تھا۔
"ایک لاکھ .."
حانم نے بنادیکھے جواب دیا تھا۔

Classic Urdu Material

"ایک لاکھ؟ خیزت؟"

وہ اب سیدھا ہوا تھا۔ کچھ دنوں سے وہ حانم جو جان بوجھ کر نظر انداز کر رہا تھا۔ وہ شاید دیکھنا چاہتا تھا کہ اسکے نظر انداز کرنے سے حانم کو فرق پڑتا تھا یا نہیں۔ اور شاید پڑتا تھا اسکا انداز بتاتا تھا۔

"شلپنگ کرنے جانا ہے۔"

"کس کے ساتھ؟"

روحان کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے یوں اچانک بیٹھے بھائی سے شلپنگ کا شوق کیسے چڑھ گیا تھا۔

"ابی کے ساتھ۔"

وہ اسے دیکھنے سے مکمل اجتناب کر رہی تھی۔

"ابی--؟"

روحان چونکا۔

"اچھا تو ابی میری بیوی کو ورغلا رہی ہے۔"

اس نے دل میں سوچا تھا۔

"وہ تم میرے ساتھ بھی جا سکتی ہو۔"

Classic Urdu Material

"آپ کے پاس میرے لیتے وقت نہیں ہے۔ اور ناہی میری قدر ہے آپکو اب بس میں اپنی فرینڈز کے ساتھ شلپنگ پر جایا کروں گی۔"

"بیٹھ جاؤ حانم--"

روحان نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے سامنے بھایا تھا۔ اسکی لرزتی پلکوں سے وہ اندازہ لگا سکتا کہ اس وقت وہ خود پر اور اپنے غصے پر ضبط کر رہی تھی۔

"ایک لاکھ کی شلپنگ کرو گی؟؟"

"ہاں--"

"لیکن میرے پاس تو اتنے پیسے نہیں ہیں۔"

روحان کی بات سن کر حانم نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

اسکا ہاتھ ابھی بھی روحان کے ہاتھوں میں تھا۔

"ہاں نا۔ میری تنخواہ ابھی بہت کم ہے۔ اس گھر کے کچھ پیسے ادا کرنے تھے وہ ادا کیتے ہیں

میں نے _____ میرے اکاؤنٹ میں پچاس ہزار پچے ہوئی سے ہیں اگر تم چاہو تو وہ سارے لے سکتی ہو۔ لیکن میں چاہتا ہوں تم شلپنگ کرنے میرے ساتھ جاؤ۔ ناکہ ابھی یا کسی اور کے

ساتھ _____ ہاں البتہ تم گھومنے جانا چاہو تو جا سکتی ہو انکے ساتھ

کیا تم کم تنخواہ میں گزارا کر لو گی میرے ساتھ؟؟ تب تک جب تک میں امیر نہیں

ہو جاتا ۔۔۔ ”

وہ سادگی لیتے پوچھ رہا تھا۔ اسکی امیر ہونے کی بات سن کر حانم کو ہنسی آئی تھی جسے وہ ضبط کر گئی تھی۔

اسے وہ وقت یاد تھا جب انکے گھر میں مہینے کے بیس ہزار مشکل سے آتے تھے۔
وہ وقت بھی اس نے بنا کوئی می شکوہ کیتے گزارا تھا۔

”کچھ بولو بھی۔۔۔“

اسے خاموش دیکھ کر روحان بولا تھا۔

”لندن میں رہ کر بھی آپ غریب ہیں کمال ہے ۔۔۔ لوگ تو لاکھوں کماتے ہیں۔“
حانم نے جان بوجھ کر اسے چھپیرا تھا۔

”ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو، میں سوچ رہا ہوں ایک اور جاب شروع کردوں ۔۔۔“

”ضرورت نہیں ہے ۔۔۔“
حانم نے خفگی سے کہا۔

”بی جان نے میرے اکاؤنٹ میں کافی بڑی رقم ٹرانسفر کی ہوئی ہے اور بابا سائی میں بھی کرواتے رہتے ہیں ۔۔۔ آپ ان سے نہیں لیتے لیکن وہ جانتے ہیں ہمیں لندن جیسے شہر میں کبھی بھی بڑی رقم کی ضرورت پڑ سکتی ہے ۔۔۔ اور اگر آپکو پیسوں کی ضرورت ہو تو آپ مجھ

سے ادھار لے سکتے ہیں بعد میں واپس کر دیجیئے گا۔!!

حanim نے گردن اکڑاتے ہوئیے کہا تھا۔

اسکی بات سن کر روحان کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی۔

"شکریہ میری بات سمجھنے کیلئے۔!!"

اس نے حanim کے ہاتھ کو ہولے سے دباتے ہوئیے کہا تھا۔

"لیکن آپکو میرا ایک کام کرنا ہوگا۔"

"حکم کرو"

وہ مسکرا یا۔

اسکے پوچھنے پر حanim نے اسے بیست کپل آف دی ایؤر کے شو کے بارے میں بتا دیا تھا۔

"ہمیں وہاں جانا ہوگا۔ ایک راؤنڈ میں کھیل چکی ہوں جو آنلائی ن ہوا تھا۔ ہم فائی نل میں

پہنچ چکے ہیں۔ میں بہت خوش ہوں، ایک منٹ رکیں میں آپکو دکھاتی ہوں۔"

وہ پروجوس سی اٹھی تھی کچھ دیر بعد وہ لیپ ٹاپ اٹھا کر لائی تھی۔

"یہ دیکھیں۔ دو کپل پہنچ چکے ہیں فائی نل تک۔ دوسرا کپل بہت مضبوط ہے۔ پہلا

راؤنڈ میری طرح اس لڑکی نے کھیلا ہے۔"

حanim نے لڑکی کا نام بتایا تھا۔

روحان اشتیاق سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جو بہت خوش نظر آرہی تھی۔

"مجھے جیتنے میں دلچسپی نہیں ہے، میرے لیئے یہ کیم دلچسپ ہے۔ آپ چلیں گے نامیرے ساتھ؟؟"

حanim کی آنکھوں میں امید تھی۔

روحان محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ابھی تک اسے کچھ نہیں دے پایا تھا۔
سوائی سے اس گھر کے اور حلال رزق کے،
وہ پہلی بار کچھ مانگ رہی تھی۔

"ہاں میں چلوں گا۔"

"کیا واقعی؟؟"

حanim کا چہرہ دیکھنے لائی ق تھا۔ وہ ایک دم ہی کھل اٹھی تھی۔

"لیکن ایک شرط پر۔ جیتنا ہمیں ہی ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے منتظر ہے۔ یہ دیکھیں یہ آخری سوال ہے، اسکا جواب آپ دیں۔ یہ اضافی ہے اس سے ہمارے پوائی نش بڑھیں گے۔"

حanim نے لیپ ٹاپ اسکی طرف کھسکایا تھا۔ جسے روحان نے مسکرا کر پکڑا تھا۔

Classic Urdu Material

"شاعری بھی بارش ہے--!!

جب برسنے لگتی ہے،

سورج کی زینوں کو رنگ بخشنٹی ہے

نت نئی سے خیالوں کی کونپلیں

نکلتی ہیں۔

اور پھر روانی پر یوں بھار آتی ہے--

جیسے ٹھوس پوت سے گنگنا تی

وادی میں آبشار آتی ہے،

شاعری بھی بارش ہے---!!

ان دلوں کی دھرتی پر

غم کی آگ نے جن کو راکھ میں بدل ڈالتا تھا،

ذہن و دل کا ہر جذبہ جیسے خاک کر ڈالتا تھا،

ایسی زینوں پر---،

بارش برسنے سے فرق کچھ نہیں پڑتا

مگر اب

دل کی زمین پر بارش برسنے سے

فرق پڑنے لگا تھا۔!!

بارشوں کا موسم تھا۔ حانم کو سالوں بعد آج بارش بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ ٹھنڈ کی فکر ناکرتے ہوئیے بارش میں بھیگنے لگی تھی۔

دل میں ایک عجیب سی ہلچل مجی تھی۔ سب اچھا لگ رہا تھا۔
گرجتے بادل، برستی بارش، اسکے دل کی سوکھی زمین پر پھوار سی پڑی تھی۔
اسے اپنے اندر ٹھنڈ ک اتنی محسوس ہوئی۔

وہ دونوں ہاتھ اٹھائیے، چہرہ اوپر کیتے کھڑی تھی۔
وہ چاہتی تھی آج کی بارش اتنا برسے کہ جل تھل کر دے۔
”حانم تم کیا کر رہی ہو؟ بیمار ہو جاؤ گی پا گل لڑکی۔“
روحان کی آواز پر وہ چونکی تھی۔ جو ابھی گھر آیا تھا۔ آج وہ جلدی آگیا تھا۔ شام سات بجے شو تھا۔
انہیں جانا تھا۔

روحان تیز تیز قدم اٹھاتا اس تک گیا تھا اور پھر بازو سے پکڑ کر اسے اندر لایا تھا۔

”کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ پتا ہے ابھی ٹھنڈ بہت ہے۔۔۔“
وہ اسے پریشانی سے دیکھ رہا تھا۔ حانم کو اسکا یوں پریشان ہونا اچھا لگا تھا۔

”آج کی بارش حسین ہے نا روحان؟“
وہ پوچھ رہی تھی۔

اسکی آنکھوں کی چمک دیکھ کر روحان کو سالوں پہلے والا وہ منظر یاد آگیا تھا جب اسکا دل وہ نم آنکھوں والی لڑکی کا شکار ہوا تھا۔

جو اپنا فون اس سے چھین کر لے گئی تھی اور وہ "ڈونٹ ٹھیک مائی فون مگز" والے الفاظ پر دیر تک ہنستا رہا تھا۔

"ہاں بارش بہت حسین ہے—" وہ اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے سے بولا تھا۔

"لیکن شاید تم بھول گئی ہو ہمیں شو میں جانا ہے اور پانچ بج چکے ہیں--" روحان نے اسے یاد دلایا۔

"اے ہاں میں تو بھول ہی گئی تھی— پیچھے ہٹیں آپ بھی نا۔ مجھے باتوں میں لگا لیا— اور دیر کروادی۔۔۔ ابھی تو تیار بھی ہونا ہے--" وہ اس پر الزام لگاتی اسے ہاتھوں سے پرے دھکلیتی کمرے کی جانب بھاگی تھی۔

"میں نے باتوں میں لگایا؟؟" روحان تو اسکے نئیے الزام پر عش کر اٹھا تھا اور پھر مسکرا کر اسکے پیچھے قدم بڑھا دیے!!

وہ دونوں تیار ہو رہے تھے۔ حانم نے اپنا کوٹ پہنچتے ہوئیے ایک نظر اپنے پیچھے کھڑے روحان کو دیکھا تھا جو مصروف سا اپنی کف کے بٹن بند کر رہا تھا۔

وہ کافی وجیہ لگ رہا تھا

"ایک بات بتائیں مجھے۔"

"ہم پوچھو۔"

"جنت میں مردوں کو حوریں ملیں گی تو عورتوں کے لیے کیا ہے؟؟ قرآن کریم کے مطابق کوئی شخص جنت میں داخل ہوگا تو اسے حور، یعنی خوبصورت دو شیزہ دی جائے گی۔ سوال یہ ہے کہ جب کوئی عورت جنت میں جائے گی تو اسے کیا دیا جائے گا؟"

حانم کے سوال پر روحان کے ہاتھ ساکت ہوئیے تھے۔ اسکا دل اچانک دھڑکا تھا۔ حانم نے یہ سوال کیوں کیا تھا۔ کچھ کچھ وہ سمجھ رہا تھا لیکن اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کیا واقعی وہ ایسا سوچ رہی تھی

اگر روحان جنت میں جاتا تو اسے حوریں ملتیں اور حانم؟؟ وہ کسی اور کا ہو جاتا۔ حانم کے دل میں کسک سی اٹھی تھی۔ وہ اسکی عادی ہو رہی تھی۔ اسکا دل بے چین تھا۔ اور اسکی یہ بے چین سوال کی صورت میں باہر آئی تھی۔

لفظ حور قرآن کریم میں کم از کم چار مختلف مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

کَذَلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِخَوْرِ عَيْنٍ (۵۴)

"یوں ہی ہوگا اور ہم ان کا نکاح کر دیں گے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔"

(سورة الدخان 44 آیت 54)

مَصْفُوفَةٌ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِخَوْرِ عَيْنٍ (۲۰)

"اور ہم ان کا نکاح بڑی بڑی اور روشن آنکھوں والی حوروں سے کر دیں گے۔"

(سورة الطور 52 آیت 20)

حُوْرٌ مَقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ (۷۲)

"خیموں میں ٹھرائی گئی حوریں۔"

(سورة الرحمن 55 آیت 72)

وَحُوْرٌ عَيْنٌ (۲۲) كَمَثَالِ اللَّؤْلِءِ الْمُكْلُونِ (۲۳)

"اور ان کے لیے خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی، ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے
موتی--"

(سورة الواقعہ 56 آیات 22 تا 23)

"حور کا مطلب کیا ہے؟؟"

روحان نے اسے کندھوں سے تھام کر اسکارخ اپنی جانب کیا تھا اب وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

"حور مطلب خوبصورت دوشیزہ---"

حانم نے جواب دیا تھا۔ جسے سن کر روحان کے لبوں پر نرم سی مسکراہست ابھری تھی۔

"ٹھیک کہا تم نے۔۔ قرآن کریم کے بہت سے مترجمین نے لفظ حور کا ترجمہ خصوصاً اردو ترجمہ میں خوبصورت دوشیزانئیں یا لڑکیاں کیا ہے۔ اس صورت میں وہ صرف مردؤں کے لیے ہوں گی۔
تب جنت میں جانے والی عورتوں کے لیے کیا ہوگا؟

لفظ "حُور" فی الواقع آحور (مردؤں کے لیے قابل اطلاق یعنی ذکر) اور حَوَّاء (عورتوں کے لیے قابل اطلاق یعنی موئث) دونوں کا صیغہ جمع ہے اور یہ ایک ایسے شخص کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کی آنکھیں حَوَّر سے متصف ہوں، جو جنت میں جانے والے مردؤں اور خواتین کی صالح ارواح کو بخشی جانے والی خصوصی صفت ہے اور یہ روحانی آنکھ کے سفید حصے کی انتہائی اجلی رنگت کو ظاہر کرتی ہے۔

دوسری کئی آیات میں قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ جنت میں تمہارے ازواج ، یعنی جوڑے ہوں گے۔ اور تمہیں تمہارا جوڑا یا پاکیزہ ساتھی عطااء کیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَبْشِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمَلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَسْجُرُ يَمِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلُّمَا رُزِقُوا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا
قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلٍ وَأَتُوا بِهِ مُتَشَابِهًًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (۲۵)

"اور (اے پیغمبر!) جو لوگ اس کتاب پر ایمان لائں اور نیک عمل کریں، انہیں خوشخبری دے دیں کہ ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہیں بہتی ہوں گی۔ جب بھی ان میں سے کوئی پھل انہیں کھانے کو دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو اس سے پہلے ہم کو دنیا میں دیا جاتا تھا۔ ان کے لیے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی، اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔"

(سورة البقرہ 2 آیت 25)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمَلُوا الصَّالِحَاتِ سُنْدَخَلْمُمْ جَنَّاتٍ تَسْجُرُ يَمِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ
مُطَهَّرَةٌ وَنَدْخَلْمُمْ ظِلًا ظَلِيلًا (۵۷)

"اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو مان لیا اور نیک عمل کیئے، ان کو ہم ایسے باغنوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہیں بہتی ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور ان کو پاکیزہ بیویاں ملیں گی اور انہیں ہم گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔"

(سورة النساء 4 آیت 57)

لہذا لفظ (حور "کسی خاص جنس یا صنف کے لیے مخصوص نہیں، علامہ محمد اسد نے لفظ حور کا ترجمہ خاوند یا بیوی (Spouse) کیا ہے جبکہ علامہ عبداللہ یوسف علی نے اسکا ترجمہ (یعنی ساتھی کیا ہے۔ چنانچہ بعض علماء کے نزدیک جنت میں کسی مرد کو جو حور ملے گی وہ ایک بڑی بڑی چمکتی ہوئی آنکھوں والی خوبصورت دوشیزہ ہوگی جبکہ جنت میں داخل ہونے والی عورت کو جو ساتھی ملے گا وہ بھی بڑی بڑی روشن آنکھوں والا ہوگا

سمجھ آئی می؟؟"

روحان نے اسکے سر سے اپنا سر ہولے سے ٹکراتے ہوئی سے پوچھا تھا۔

حانم کو سمجھ آگئی می تھی لیکن اسکی الجھن دور نہیں ہوئی می تھی۔

"ہاں لیکن

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔

"لیکن کیا؟؟"

روحان نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔"

حانم نے اپنا رخ دوبارہ آئی یہنے کے سامنے کیا۔

وہ اپنے احساسات کو روحان پر عیاں نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔

"بولو بھی--"

وہ اسے ان جان بوجھ کر چڑا رہا تھا۔

"کیا بولوں--؟؟"

وہ روپا نسی ہوئی می۔

"ایک جنتی عورت حوروں سے کئی درجے بہتر ہوگی اور تم فکرنا کرو میں نے اس دنیا میں تمہیں چٹا ہے اور آخرت میں بھی تمہیں ہی چُنُوں گا مجھے حوروں کی طلب نہیں رہی مجھے ام حانم سے سروکار ہے" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔
حانم کا سانس انک سا گیا تھا۔ وہ اسکی الجھن سمجھ گیا تھا۔

"باتیں اچھی کر لیتے ہیں آپ--" حانم نے خوابناک ماحول کا اثر زائیل کرنے کی کوشش کی تھی۔

"اور تم جتنی مرضی باتیں چھپا لو میں تمہارے دل کی کیفیت جانتا ہوں--" وہ شریر ہوا تھا۔

"تیگ کر رہے ہیں مجھے--؟؟"

حانم نے گھوری سے نوازا۔

"نمیں ابھی تو تنگ کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔۔۔ ابھی تو میں چاہتا ہوں ہم وقت پر مقررہ جگہ پر پہنچ جائیں کیونکہ اگر ہم لیٹ ہوئیے تو ہمیشہ کی طرح الزام مجھ پر ہی آئیے گا" وہ معصوم سی صورت بناتے ہوئے بولا تھا۔

جبکہ حانم اسے خفگی سے دیکھنے کے بعد جوتے پہننے لگ گئی تھی۔ وہ واقعی لیٹ نہیں ہونا چاہتی تھی۔

وہ دونوں تیار ہو کر گھر سے نکلنے ہی لگے جب اچانک حانم کو چھینکیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔

وہ بڑی طرح سے چھینک رہی تھی۔ اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"اف دیکھا یہ بارش میں نہانے کا نتیجہ ہے--" "روحان خفا ہوا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں--"

حانم نے سر میں اٹھتی دد کی لہر کو ضبط کرتے ہوئے کہا تھا۔ اسکی آنکھوں سے پانی نکلنا شروع ہو گیا تھا۔

Classic Urdu Material

"مجھے لگتا ہے فلو ہو گیا ہے--"

حائف کو اپنے گلے میں بھی خراش سی محسوس ہو رہی تھی۔

"اچھا تم یہ ماسک پہن لو۔۔ اس سے تمہاری ناک ٹھنڈی ہوا سے بچی رہے گی۔"

حائف نے فرمانبرادی سے وہ ماسک لے کر پہن لیا تھا۔

"چلیں اب دیر ہو رہی ہے--"

حائف پریشانی سے بولی تھی۔

جس پر روحان سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا تھا۔

شام بہت خوبصورت تھی۔ شودیکھنے کیلئے سینکڑوں لوگ آئیے ہوئے تھے۔

وہ دونوں نئی وی پر آنے والے تھے۔

ایک بڑی سی خوبصورت ٹرافی جس پر ایک خوبصورت کپل بنا ہوا تھا سامنے رکھی تھی ۔۔ حائف کو

نمیں پتا کہ وہ کس میٹریل سے بنی ہوئی تھی۔ لیکن وہ خوب چمک رہی تھی۔

حائف نے نظر اٹھا کر کچھ فاصلے پر اپنے سامنے بیٹھے دوسرے کپل کو دیکھا تھا۔ وہ دونوں بہت پیارے تھے۔

لڑکی نے حائف کی طرح ہی حجاب کیا ہوا تھا۔ وہ دونوں ایک ساتھ بیٹھے بہت اچھے لگ رہے

تحے مکمل جیسے ایک دوسرے کیلیئے ہی بنے ہوں۔

حاجم نے ایک نظر ان دونوں کو اور پھر اس ٹرانی کو دیکھا تھا
اسکی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔

سامنے بیٹھی وہ معصوم سی لڑکی بھی حاجم اور روحان کو اشتیاق سے دیکھ رہی تھی

سوال و جواب کا سلسلہ چلا تھا جو کافی دلچسپ رہا تھا

"اوکے اب آپ دونوں کپلز میں سے ایک دوسرے کیلیئے کچھ لکھے گا وہ شاعری بھی ہو سکتی ہے اور خوبصورت الفاظ بھی کوئی پیغام بھی اور دلنشیں اظہار بھی میزیان کے کہنے پر وہاں بیٹھے لوگوں نے تالیاں بجائی تھیں۔ ہونگ کر کے انکا حوصلہ بڑھایا گیا تھا۔

دونوں جوڑوں نے گیم کو سمجھتے ہوئی سر ہلایا تھا۔

"جی تو کپل 7 آپ لوگوں سے شروع کرتے ہیں۔ آپ لوگوں کے سامنے یہ لیپ ٹاپ رکھا ہے اس پر دونوں میں سے ایک نے دوسرے کیلیئے کچھ لکھنا ہے جو اس بڑی سکرین پر شو ہوگا"

میزیان نے اپنے پیچھے دیوار پر لگی سکرین کی طرف اشارہ کیا تھا۔

Classic Urdu Material

"میں کچھ کہنا چاہتی ہوں _____"

لڑکی نے اپنے ساتھ بیٹھے اپنے Husband سے کہا تھا۔ جو ہولے سے مسکرا دیا تھا۔

"میرے رہمنا تیرا شکریہ،

کہ ہزار بار شکریہ _____

میرے رہمنا میری

زندگی کو _____

حسین تر بنا دیا _____،

لڑکی کی انگلیاں تیزی سے ٹائی پ کر رہی تھیں۔

اسکے پھرے پر خوبصورت مسکراہٹ تھی۔

"میرے رہمنا تیرا شکریہ

مجھے طسماتی

شہر میں لا کر _____

ایک ساحرہ بنا دیا،

میرے رہمنا تیرا شکریہ

میں حسین تو تھی

لیکن مجھے
حسین تر بنا دیا،

ہال سے واو اور امیزگ کی آوازیں ابھرنے لگی تھیں۔
حانم اور روحان بھی دلچسپی سے سکرین پر ابھرنے والی شاعری پڑھ رہے تھے۔

"میرے رہمنا تیرا شکریہ

میں محبتوں کی
منکر تھی

مجھے محبتوں سے نواز دیا،

میرے رہمنا تیرا شکریہ

میں اندرھیروں میں

تھی کھوئی ہوئی

مجھے روشنی سے ملا دیا،

میرے رہمنا تیرا شکریہ

میں آج کہنا چاہتی ہوں

کہ زندگی کے ہر

ایک پل میں _____
میں ساتھ رہنا چاہتی
ہوں،
مجھے اداسیوں سے نکال کر
مسکرانا سکھا دیا،
میں خاموشیوں کی تھی شاعرہ
مجھے سحر پھونکنا
سکھا دیا،
مجھے راستوں کی خبر نا تھی
مجھے رہمنا بنا دیا _____
میرے رہمنا تیرا شکریہ
میرے رہمنا تیرا شکریہ _____ !!
اسکے ہاتھ ساکت ہوئیے تھے۔ حانم کسی ٹرانس میں وہ شاعری پڑھ رہی تھی۔ اسکی حالت
بھی کچھ ایسی ہی تھی _____

"ویل ڈن مسز آغا _____"

میزان نے حیران ہوتے ہوئے تعریف کی تھی اور ایک بار پھر پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا
تھا۔

"جی تو کپل 1 آپ دونوں میں سے کون اپنے احساسات کا اظہار کرے گا؟؟"
میزان نے اب حanim اور روحان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"میں--"

روحان تیار تھا۔

"تجھے اس قدر ہیں شکایتیں
کبھی سن لے میری حکایتیں
گر تجھے نہ کوئی می ملال ہو،
میں بھی تجھ سے اک گلہ کروں

نمیں اور کچھ جواب اب
میرے پاس تیرے سوال کا
تو کرے گا کیسے یقین میرا
مجھے بتا تو دے میں کیا کروں،

Classic Urdu Material

حانم کی نظریں سکرین پر جھی تھیں۔ وہ بنا دیکھے بھی روحان کے ناثرات سمجھ سکتی تھی۔
وہ اسکے جذبات کو محسوس کر سکتی تھی۔

یہ جو بھولنے کا سوال ہے
میری جان یہ بھی کمال ہے
تو نماز عشق ہے جان۔ جہاں
تجھے رات و دن ادا کروں

تیرا پیار تیری محبتیں
میری زندگی کی عبادتیں
جو ہو جسم و جاں میں رواں دواں
اسے کیسے خود سے جدا کروں

تو ہی دل میں ہے، تو ہی نظر میں
تو ہی شام، تو ہی سحر میں ہے
جو نجات چاہوں حیات سے
تجھے بھولنے کی دعا کروں __ !!

حاجم نے محسوس کیا تھا روحان کے لکھے الفاظ دہنڈے پڑ رہے تھے۔ شاید اسکی آنکھوں میں نبی امداد آئی تھی۔

"یہ بات بہت ہی حیران کن ہے کہ آج اس پلیٹ فام پر دو کپل آئیے ہیں جنکے پواستش ابھی تک برابر ہیں اور تو اور وہ دونوں کپل ہی ایشین ہیں۔ دیکھتے ہیں اس آخری سوال کا جواب کون سا کپل دے کر آج کا بیسٹ کپل کھلائیے گا۔"

میزبان کافی پرچوش تھا۔

"تو کپل 7 پہلے سوال آپ لوگوں سے ہو گا۔ مسز آغا آپ جانتی ہیں کہ مسٹر آغا پہلے سے شادی شدہ تھے۔ پہلے بھی محبت ہوئی ہو گی انہیں، اور کیا پتا آپ کے بعد بھی کسی سے ہو جائیے۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ آپ مسٹر آغا کی کونسے والی محبت ہیں؟؟؟"

حاجم نے دیکھا تھا میزبان کا سوال سن کر مسٹر اور مسز آغا دونوں کے چہرے کارنگ فتن ہوا تھا۔

ہال میں ایک پل کیلیئے سنٹا چھا گیا تھا۔

"وہ--"

مسز آغا نے کچھ کہنا چاہا تھا۔

"داستان ختم ہونے والی ہے

تم میری آخری محبت ہو"

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی مسٹر آغا نے اسکا ہاتھ تھام کر کھاتھا ۔ لوگ ایک بار پھر جیان رہ گئیے تھے۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے۔ اس ایک شعر نے انکی حقیقت بیان کر دی تھی۔

"ویری گڈ۔۔"

"تو مسٹر جبیل، جیسے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے آپ دونوں ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔۔ میرا آپ سے سوال یہ کہ وہ کونسی چیز تھی جس سے مسٹر جبیل اپنی سلوڈنٹ لائی ف میں شدید نالپسند یا نفرت کرتے تھے۔۔؟؟"

میزبان حanim سے پوچھ رہا تھا۔ حanim کے پاس ایک منٹ کا وقت تھا۔

اس نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے کپل کو دیکھا پھر ٹرافی کو اور پھر روحان کو جسکی آنکھوں میں امید سی تھی ۔۔ حanim کے تاثرات کو کوئی می جانچ نہیں سکتا تھا کوئی می فلوکی وجہ سے وہ ماسک پہنے ہوئے تھی۔

حanim نے آنکھیں بند کی ایک گھری سانس لی اور پھر جواب دیا۔

Classic Urdu Material

"میوزک-- انہیں میوزک سے شدید نفرت تھی--"

حاجم نے گویا دھماکہ کیا تھا۔ روحان نے بے یقینی کی کیفیت سے حاجم کو دیکھا تھا۔
اس نے غلط جواب دیا تھا۔ وہ حیرانگی سے حاجم کو دیکھ رہا تھا جسکی آنکھوں میں کوئی می ابھسن
نہیں تھی۔

"؟؟Are you sure"

میزان نے دوبارہ پوچھا۔

"جی--"

حاجم نے اثبات میں سر ہلایا۔

حاجم کی نظریں مسز آغا پر جا کر کی تھیں جو حیرانی سے حاجم کو دیکھ رہی تھی۔ اسکے چہرے پر
بھی بے یقینی سی پھسلی تھی۔ شاید اسے بھی حاجم سے اس جواب کی توقع نہیں تھی۔

حاجم اور روحان ایک خوبصورت گول میز کے گرد بیٹھے تھے۔ آج کے بیست کپیل کا اعلان ہو چکا
تھا۔

مسٹر اور مسز آغا جیت چکے تھے۔

وہ دونوں ٹرافی ہاتھ میں لیتے ایک ساتھ کھڑے بہت اچھے لگ رہے تھے۔
حانم نے روحان کی طرف دیکھا تھا جسکی آنکھوں کی چمک مدھم پڑ گئی تھی۔

"حانم تم نے غلط جواب کیوں دیا؟؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔

"نمیں تو میں نے درست جواب دیا تھا۔ مجھے لگا اس نے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز بہت زیادہ پسند تھی تو میں نے میوزک بول دیا___!!"
وہ جھوٹ بول رہی تھی۔

"مجھے ہارنے کا دکھ نہیں ہے بلکہ اس بات کا دکھ ہے کہ ہم بیسٹ کپل نہیں ہیں--"
وہ بچوں جیسی باتیں کر رہا تھا۔

حانم کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی۔
اس سے پہلے وہ کچھ کہتی، کچھ لوگ انکی طرف بڑھے شاید انہوں نے روحان جبیل کو پہچان لیا
تھا۔

وہ اس سے آٹو گراف لے رہے تھے۔ کچھ لوگ اسکی بیوی یعنی ام حانم کو دیکھنا چاہتے تھے
لیکن وہ ماسک پہنے ہوئے تھے جسے لوگ نقاب سمجھ رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ جاچکے تھے۔

”آپ کو پتا ہے وہ لوگ کیوں جیتے ہیں؟ وہ اس لیتے کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں، ان دونوں میں کوئی کمی نہیں، وہ ایک دوسرے کے ساتھ مکمل ہیں۔“

حانم بتا رہی تھی۔

”کیا ہم میں کوئی کمی ہے؟ کیا ہم مکمل نہیں ہیں؟ کیا ہماری محبت میں کمی ہے؟“
روحان اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔

”کمی ہے۔“

حانم نے عجیب سے لمحے میں جواب دیا تھا۔ روحان پونک گیا تھا۔ کچھ پل وہ اسے دیکھتا رہا تھا
اور پھر اسے سمجھ آگیا تھا۔

_____ حانم اس سے اتنی محبت نہیں کرتی بلکہ شاید کرتی ہی نہیں تھی

لیکن اس سُچ پر جو لڑکی کھڑی تھی۔ وہ اپنے ساتھ کھڑے محافظ سے بےپناہ محبت کرتی تھی۔
روحان کو وجہ سمجھ آگئی تھی۔

”اگر میں درست جواب دیتی تو یقیناً ہم بھی بیسٹ کپل کمالتے لیکن زیادتی ہوتی ہم دونوں
جانتے ہیں حقیقت کچھ اور ہے۔!!“

حانم کے الفاظ کسی ہتھوڑے کی طرح روحان کی سماعت سے ٹکرا رہے تھے۔
اسے افسوس ہو رہا تھا۔ صد افسوس

وہ حانم کے دل میں اپنے لیئے محبت پیدا نہیں کر سکا تھا۔
اس سے پہلے وہ کچھ کہتا انہوں نے مسز آغا کو اپنی طرف بڑھتے پایا تھا۔
وہ مسکرا کر انکی طرف آ رہی تھی۔

"اسلام و علیکم!"

اس نے سلام کیا تھا جسکا جواب دونوں نے خوشلی سے دیا تھا۔

"میرا نام حرم ہے — حرم نور — اور وہ میرے ہسبند ہیں ڈاکٹر فرباد آغا — ایک
نیورو لو جست — شاید آپ دونوں ہمیں نہیں جانتے لیکن میں آپ دونوں کو بہت اچھے سے
جانتی ہوں۔"
وہ مسکرائی می تھی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ٹرافی حانم کے سامنے کی تھی۔

"میری طرف سے یہ ایوارڈ آپ دونوں کیلیئے ہے — دو عجیب لوگوں کیلیئے — جنکی زندگی کے
سات پھروں کو میں جانتی ہوں —"
وہ پراسرار سے لمحے میں کہہ رہی تھی۔

"پکڑ لیں۔"

حانم کے ٹرافی ناپکڑنے پر اس نے دوبارہ کہا تھا۔ جس پر حانم نے وہ ٹرافی لے کر میز پر رکھ
دی تھی۔

"میں آتا ہوں--"

روحان ایکسکیووز کرتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔ وہ اب دونوں کو باتیں کرنے دینا چاہتا تھا۔

"پتا ہے میں سمجھتی تھی کہ دنیا میں صرف میں اور ہادی ہی وہ واحد کپل ہیں جنکی زندگی کی کہانی عجیب و غریب ہے۔ لیکن جب میں نے اپنے مقابل دو مزید لوگوں کو تو پایا تو مجھے تجسس ہوا۔ روحان جبیل جسے پورا لندن جانتا ہے جس انسان کے لیکچر میں بہت شوق سے سنتی ہوں۔ جو ایک سلفائی بٹ ہے اسکا کپل ہمارے مقابلے میں تھا۔
پتا ہے میں یہاں جیتنے کیلئے نہیں آئی تھی بلکہ میں دو ایسے لوگوں سے ملنا چاہتی تھی جو سلفائی بٹ تھے۔"

حانم حیرت سے اس لڑکی کو سن رہی تھی جو نازک سی تھی۔

شاید وہ اس سے کم عمر تھی۔

"میری اور ہادی کی شادی کو چار سال ہونے والے ہیں اور ہم پچھلے دو سالوں سے لندن میں ہیں۔ ہادی یہاں ہاسپیٹ میں ایک نیوروسرجن کے طور پر کام کرتے ہیں، میں کبھی اتنے تجسس کا شکار نہیں ہوئی میں تھی۔ مجھے کبھی کسی جوڑے کے متعلق جاننے کا اتنا اشتیاق نہیں ہوا تھا۔ جتنا روحان جبیل اور ام حانم کو جاننے کا ہوا۔
میں نے زندگی میں پہلی بار ایش بن کر اپنے سیم سے کچھ ماںگا تھا۔ اور وہ تھا روحان جبیل اور

ام حانم کی ابتدائی زندگی کے بارے میں جسے لندن میں کوئی بھی نہیں جانتا لیکن میں جان گئی میں اور پہچان بھی گئی میں !!

اور میں آر جے کو جان کر جیران رہ گئی میں مجھے محسوس ہوتا تھا کہ آپ دونوں کے درمیان کچھ غیر معمولی تھا اور جب میں نے اس کمانی کے زندگی چھپہر جانے تو میں رو دی تھی

آپ دونوں کی شادی کو شاید دو سال ہوئیے ہیں لیکن آپ دونوں کا رشتہ سالوں سے چلتا آرہا ہے تب سے جب میں اور ہادی ایک دوسرے کو جانتے بھی نہیں تھے، جب ہادی کی زندگی میں کوئی میں اور تھی میں دل سے چاہتی تھی کہ اس جوڑے کو آج کا ایوارڈ ملے جنہوں نے بہت کچھ کھویا ہے

اور میں یہ بھی جانتی ہوں آپ نے غلط جواب دیا تھا ایسا کیوں؟؟ حانم جو سانس روکے اسے سن رہی تھی اسکے سوال پر چونکی تھی۔ اسکی زندگی کی ساری فلم آنکھوں کے سامنے گھوم گئی تھی۔

"کیونکہ میری طرف سے محبت کی کمی ہے شاید اس لیئے !!"

حانم نے سچ بولا تھا۔

"کوئی بات نہیں ایک دن یہ کمی آخری محبت کا روپ دھار لے گی ____" وہ مسکرائی تھی۔

"پتا ہے میں آپ دونوں کی بہت عزت کرتی ہوں خاص طور پر مسٹر روحان جبیل کی ____ میرے دل میں آپ دونوں کیلئے ایک عقیدت سی پیدا ہو گئی ہے ____!" حرم کی باتیں حanim کو جھنجھوڑ رہی تھیں۔

"ایک بار آنکھیں بند کر کے محسوس کرنے کی کوشش کریں آپکو ہر طرف محبت ہی نظر آئیے گی ____ کیونکہ خاص لوگوں کے نزدیک نفترت کا کیا کام؟؟ مجھے خوشی ہوئی ایک سلفائیٹ سے مل کر ____!" اس نے میز پر رکھے حanim کے ہاتھ کو تھامتے ہوئے کھا تھا۔ جس پر حanim مسکرا دی تھی۔ اسے یہ معصوم سی لڑکی بہت اچھی لگی تھی۔

"مجھے لگتا تھا کہ ح سے شروع ہو کرم پر ختم ہونے والے نام کی لڑکی صرف میرے پاس ہی ہے ____ لیکن میرا اندازہ غلط تھا ____!" روحان جبیل اس وقت فرہاد آغا کے پاس کھڑا تھا۔ یقیناً اسکا اشارہ حرم کی طرف تھا۔

"بہت کچھ ایک سا ہو کر بھی بہت الگ ہوتا ہے۔ ہر کہانی دوسری کہانی سے ایک فرق رکھتی ہے۔ جو کہ کہانی کا انتیاز ہوتا ہے، دو الگ دنیاؤں کے لوگ جب ملتے ہیں تو خوشگوار سا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اور اس احساس کو میں اس وقت محسوس کر سکتا ہوں یعنی میں تم ایک بہترین فریضہ سر انعام دے رہے ہو۔ مجھے امید ہے لگلے سال ایک اور ٹرافی تم لوگوں کی نظر ہوگی۔"

فریاد نے اسکا کندھا تپھتھپاتے ہوئیے کہا تھا۔

پھر وہ دونوں اس میز کی طرف بڑھ گئی۔

"چلیں حرم۔ مجھے ہاسپیٹل جانا ہے ایک مریض کا چیک اپ کرنے۔" وہ نرم لمحے میں کہہ رہا تھا۔

"بہت جلد آپ لوگوں سے دوبارہ ملاقات ہوگی۔" وہ اپنی بڑی سی اونی شال سنبھالتے ہوئیے بولی تھی اسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی پھر اس نے اپنا ہاتھ ڈاکٹر فریاد آغا کے بڑھے ہوئے ہاتھ میں تھما دیا تھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد وہ لوگ نظروں سے او جھل ہو گئیے تھے۔

"اس ٹرافی کا کیا کرنا ہے؟" روحان نے میز پر رکھی چمکتی ٹرافی کی طرف دیکھ کر پوچھا تھا۔

"یہ ایک خوبصورت تحفہ ہے میرے لیئے۔ میں اسے سنہال کر رکھوں گی۔"
حائف مسکراتے ہوئے اٹھی تھی۔

"اور لگھ سال؟؟"

روحان نے عجیب سے لمحے میں پوچھا تھا۔

"لگھ سال شاید ہم جیت جائیں۔"
حائف نے مسکرا کر پراسرار لمحے میں جواب دیا تھا۔

موسم ابرآلود ہو رہا تھا۔ روحان گھر نہیں تھا۔ حائف کو بوریت ہو رہی تھی۔
وہ باہر نکلی تو ٹھنڈی ہوانے اس پر ایک خوشگوار سا احساس چھوڑا تھا۔

وہ فٹافٹ اندر گئی برساتی پہننے کے بعد باہر آئی تھی۔

پچھلے دو دنوں سے اسے ہلکا ہلکا بخار تھا۔ روحان نے آج جلدی آنے کا کہا تھا مگر وہ ابھی تک
نہیں آیا تھا۔

خود کو اچھی طرح کور کرنے بعد باہر نکل گئی تھی۔

کھلکھلی بڑی سیاہ پستھروں سے بنی سرک پر چلتے ہوئے وہ آس پاس موجود گھروں کو دیکھ رہی
تھی۔ ایک خوشگوار سا احساس اسکے ارد گرد لپٹا تھا۔

Classic Urdu Material

وہ لائیں کے آخر تک بھی نہیں پہنچی تھی جب ہلکی ہلکی بارش نے لندن کو بیچ گانا شروع کیا۔ حانم نے سر اٹھا کر ایک نظر آسمان کو دیکھا جو سیاہ ہو رہا تھا اور پھر زمین کو جو گیلی ہو رہی تھی۔ وہ واپس جانے کیلئے مرٹی ہی تھی کہ دھک سے رہ گئی۔ اسکے پیچھے روحان کھڑا تھا۔ جسکے ہاتھ میں چھاتہ تھا۔

"یہاں کیا کر رہی ہو؟"

وہ پوچھ رہا تھا۔

"بس ایسے ہی دل کیا تو باہر نکل آئی۔ آپ کب آئیے؟"

"جب تم گھر سے باہر نکلی تھی تب ہی میں آیا تھا۔ میں نے تمیں چھتری کے بغیر دیکھا تو اسے اٹھا کر تمہارے پیچھے ہی آگیا تم خود کا خیال نہیں رکھتی ہو۔" وہ نرم لجھے میں بول رہا تھا۔

ٹھنڈی ہوائی میں چل رہی تھیں۔

"میں تمہارے لیتے کچھ لایا ہوں۔"

روحان کی بات پر حانم نے پونک کر اسے دیکھا۔

"کیا۔؟"

روحان نے ایک ہاتھ اپنی جیکٹ کے اندر ڈالا اور ایک فلوٹ فریم باہر نکالا۔

"تم وہ واحد لڑکی ہو اُم حانم جسکے ساتھ آرجے بیٹھا ہوا دل سے مسکرا رہا تھا۔ میں نے ایسی چمک کبھی آرجے کی آنکسوں میں نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی کسی لڑکی کے چہرے سے پھوٹتی روشنی۔ تم دونوں ایک دوسرے کے سنگ بہت مکمل لگ رہے تھے۔ جب بھی میں اس تصویر کو دیکھتا ہوں مجھے ہمیشہ لگتا ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کیلئے بنے ہو۔"

مرتضی

"سالوں پہلے یہ مجھے کسی نے گفت دیا تھا کہ کسی طرح تم تک پہنچادوں۔"

حانم حیرت سے اس تصویر کو دیکھ رہی تھی۔ اس تصویر میں وہ دونوں بہت مکمل نظر آرہے تھے۔

غصے سے گھوٹی ہوئی ہانی اور قلقے لگاتا آرجے

"یہ کافی خوبصورت ہے۔"
حانم کی آنکھیں چمکی تھیں۔

"ہا۔۔ جب میں نے پہلی بار اسے دیکھا تو مجھے بھی یہی محسوس ہوا تھا۔"

"اس تصویر میں مرتضی تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ کیا تم اسکا پیغام سمجھ سکتی ہو؟؟"
روحان نے امید سے اسکے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"جانتی ہوں، اور پیغام بھی سمجھ چکی ہوں--"
وہ مسکرائی می تھی۔

بائی میں سائی یڈ پر بنے گھر کی اوپری منزل کی بالکونی میں جس میں کھڑکی تھی ایف کھڑی اپنی بند ہوتی دھڑکن کے ساتھ دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"تو پھر اتنے فاصلے کیوں حانم؟؟"

اس نے حانم کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔ وہ اب التجائی یہ لمحے میں پوچھ رہا تھا۔
حانم کا ہاتھ روحان کے سینے پر دل کے مقام پر رکھا تھا۔ وہ اسکے دل کی دھڑکن محسوس کر سکتی تھی۔ وہ دونوں ایک چھاتے کے نیچے تھے۔

"اور کتنے امتحان لوگی۔؟؟"

"کیوں تھک گئیے آپ؟؟"

حانم نے الٹا سوال کیا تھا۔

"نمیں، ڈر لگتا ہے امید ٹوٹ نہ جائے--"

اسکے جواب پر حانم نے چونک کراں سے دیکھا تھا۔
روحان کی آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔ وہ پھر سے نظریں چراگئی می تھیں۔

"چلو۔۔ کرلو ستم جتنے تمہارا دل چاہے ظالم لڑکی" —

روحان نے ایک گھری سانس لی تھی۔

حانم خاموش کھڑی تھی اسکی نظریں روحان کے سینے پر تھی۔ اسکے ہاتھ میں حرکت ہوئی تھی۔

روحان کو کچھ محسوس ہوا تھا اور پھر اسے اپنی دھڑکن بند ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

"حانم" —

hanum ne shadaat ki anglی se askے del ke mqaam par apna nam lkhata tha.

"مجھے اور کوئی می امتحان نہیں لینا" — بس اب جینا ہے، ایک نئی می زندگی جیتی ہے
آپکے ساتھ"! —

وہ چھرے پر ہزاروں دلکش رنگ سجائیے کہہ رہی تھی۔ روحان کو اسکا یہ انداز پسند آیا تھا۔

ایلف نے دونوں کو قریب کھڑے پایا تھا، وہ دونوں ہی بہت خوش نظر آرہے تھے۔

کامل، ایلف کی آنکھیں نم ہوئی تھیں اور پھر اس نے کھڑکی بند کر دی تھی۔

وہ نہیں چاہتی تھی اسکے آنسوں ان دونوں کی زندگی میں کوئی مشکل لائی یہ۔

Classic Urdu Material

"There is no GOD"

اس سے پہلے روحان کچھ کہتا اچانک ابھر نے والی آواز ان دونوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی می تھی۔

ان سے کچھ فاصلے پر ایک لڑکا عجیب و غریب حلیے میں "کوئی می خدا نہیں" کے نعرہ لگا رہے تھے۔

اسکے پیچھے کچھ اور لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔
وہ شاید سٹوڈنٹس تھے۔

روحان نے گھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ اور اسے آر جے یاد آگیا تھا۔

"There is no DOD"

وہ پھر چلا یا تھا۔

"BUT Allah"

"لیکن سوائی سے اللہ کے"
پڑھانم پڑھنکی تھی۔ دوسرا فقرہ روحان نے بولا تھا۔

"There is no DOD"

وہ لڑکا غصے سے چلا یا تھا اور کھا جانے والی نظروں سے روحان کو گھور رہا تھا۔

Classic Urdu Material

"BUT Allah"

روحان جبیل کونسا باز آنے والا تھا۔

"What the Hell"

وہ بپھر اہوا انکی طرف بڑھا تھا۔

"کیا مسئی لہ ہے تمیں؟؟"

وہ روحان جبیل کے سامنے کھڑا پوچھ رہا تھا۔

اور پھر اچانک چونک کر خاموش ہو گیا تھا۔

"آر جے---؟؟"

اسکلی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔

"تم آر جے ہونا؟؟ وہی آر جے جو کہتا تھا کہ کوئی ی خدا نہیں--؟؟"

وہ حیرت سے دنگ چھرے کے ساتھ پوچھ رہا تھا۔

"ہاں کوئی ی خدا نہیں سوائی سے اللہ کے _____"

روحان نے جواب دیا تھا۔

اسکلی بات سن کر لڑکے کی تیوری چڑھی تھی۔

Classic Urdu Material

"نمیں میں نہیں مانتا۔"

وہ غصے سے غراتا آگے بڑھ گیا تھا۔

"There is no God"

اس نے پھر نعرے لگایا تھا۔

"But Allah"

روحان نے پھر جواب دیا تھا۔

حانم دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

وہ گروپ ابھی نظروں سے او جھل نہیں ہوا تھا البتہ کافی دور جا چکا تھا۔ وہ لڑکا اب خاموش ہو گیا تھا۔ اس نے نعرے لگانے بند کر دیے تھے۔

"تمہیں کیا لگتا ہے حانم کیا ہونے والا ہے؟؟"

روحان نے اس لڑکے کو گردی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"مجھے لگتا ہے کوئی می حانم پھر سے ڈپریشن میں جانے والی ہے--"

حانم نے سرد آہ بھرتے ہوئے جواب دیا تھا۔

وہ لڑکا اب ایک گھر کے سامنے رکا تھا جہاں سے ایک لڑکی باہر نکلی تھی۔
وہ لڑکی سے کچھ کہہ رہا تھا۔ روحان کے چہرے پر عجیب سی چمک تھی۔
اور پھر لڑکی نے ہاتھ گھما کر اس لڑکے کے منہ پر تھپٹ مارا تھا۔

"اور مجھے لگتا ہے ایک بار پھر سے کسی آرجے کی بینڈ بھجنے والی ہے۔"
روحان نے محفوظ ہوتے ہوئے کہا تھا۔
جس پر حانم کا قہقہہ ابھرا تھا۔

"اچھی بات ہے، آرجے کی بینڈ بھجنی چاہیئے۔"
حانم اب ہنس رہی تھی۔

"بہت ظالم لڑکی ہو تم۔"
روحان نے مصنوعی خفگی سے کہا تھا۔ حانم نے دلچسپ نظروں سے اسے دیکھا تھا وہ برا سامنے بنائیے ہوئیے حانم کو اچھا لگا تھا۔
بارش تیز ہوئی تھی۔

"گھر چلیں بارش تیز ہو گئی ہے۔!!"
حانم نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔

روحان نے چونک کر حیرت سے اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا تھا اور پھر کھلے دل سے مسکرا

Classic Urdu Material

کر اسکا نازک ہاتھ تھاما تھا۔

اس نے چھتری کو حانم کے اوپر کر کے اسے بارش سے بچانے کی پوری کوشش کی تھی۔

دونوں نے قدم واپس گھر کی طرف بڑھا دیے تھے۔

"اچھا سنو جب دو سلفائی بٹ ملتے ہیں تو کیا ہوتا ہے ____؟؟؟"

وہ شریر لمحے میں پوچھ رہا تھا۔

"بارش آتی ہے--"

حانم مسکرائی می۔

"وہ تو روز ہی آتی ہے، اور ابھی بھی ہو رہی ہے ____"

"آج کی بارش کا انداز نرالا ہے ____ آپ سنیں یہ کچھ کہہ رہی ہے ____ !!

حانم اسکے ساتھ چلتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"میں چاہتا ہوں ہم پیرس جائیں کچھ دونوں کیلیتے، حشام کے شر میں ____ اسکی یاد میں ____

"ہر اس جگہ پر جائیں جہاں وہ جانا تھا ____ !!"

روحان کو وہ نہیں بھولتا تھا۔

"کیا آج کی بارش یہ کہہ رہی ہے؟؟"
حائف نے پوچھا تھا۔

"ہاں یہ بھی، بہت کچھ اور بھی ____"

"اور کیا؟؟"

"یہی کہ محبت کا آغاز ہو چکا ہے، دو سلفائیٹ کی محبت ____ ایک ایسی داستان شروع ہونے والی ہے جسے لندن برسوں یاد رکھے گا ____ !!"
وہ سرشار لمحے میں بتا رہا تھا۔ جس پر حائف مسکرا دی تھی۔ اس نے آج خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کیا تھا۔

"جب دل تمہارا اپنا ہو
پر باتیں ساری اسکی ہوں
جب سانسیں تمہاری اپنی ہوں
اور خوشبو آتی اسکی ہو
جب درجہ مصروف ہو تم
وہ یاد اچانک آئے تو
جب آنکھیں نیند سے بوجھل ہوں
تم پاس اسے ہی پاؤ تو
پھر خود کو دھوکہ مت دینا

اور اس سے جا کے کہ دینا
اس دل کو محبت ہے تم سے !!

اور آج ام حانم نے ایک خوبصورت انداز میں اس جذبے کا اظہار کیا تھا جو ابھی اسکے دل میں
پھوٹا تھا جسے روحان جبیل نے دل و جان سے قبول کیا تھا دو سلفائی بیٹ ہمیشہ
کیلئے ایک ہوگئی رہتے تھے !!

وہ دونوں آج بہت خوش تھے، زندگی کا یہ ساتوں پھر بہت خوشگوار تھا
ابھی بہت سے پھر باقی تھے، ہر ایک نیا پھر ایک نئی کمائی لانے والا تھا اور اسکا کچھ
کچھ اندازہ ان دونوں Sulphite کو ہوچکا تھا جو پتھریلی گلی سڑک پر مسکرا کر آگے بڑھتے جا
رہے تھے آج کی بارش نے ان دونوں کی دائی می خوشی کی دل سے دعا کی تھی !!

ختم شد